حسن توفیق مہیا ہی منہاج ایمان و تعیین فرما مدارج الیقین

کتاب مستطاب مشتمل فیوض و برکت حاوی حالات عظمت آیات آنحضرت خاتم رسالت یعنی جلد اول

منہاج النبوت

تصنیف شریف و تالیف لطیف مصدر محاسن جلیل مظہر مساعی جمیل جامع صفات حمیدہ خواجہ عبد المجید

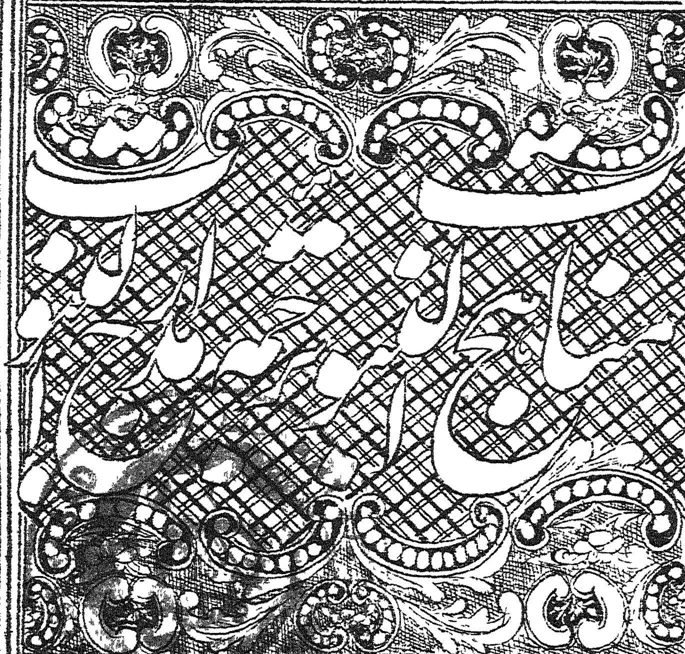
مطبع فیض منبع جناب منشی نولکشور واقع کانپور میں [illegible] بخش [illegible] طبع

فہرست ابواب وفصول وغیرہ جلد اول کتاب مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوة

تمام شد

حسن توفیق ہی منہاج ایمان و تزئین ہی مدارج ایقان

کتاب مستطاب فیوض ہمہ برکت حاوی حالات عظمت آیات حضرت خاتم رسالت یعنی جلد اول



تصنیف شریف و تالیف لطیف مصدر محاسن جلیل مظہر میامن نبیل حاجی عبدالحمید

مطبع فیض منبع جناب منشی نولکشور واقع کانپور میں زینت بخش انطباع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیئ علیم یعنی وہی اول ور وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی
کل شیئ کا جاننے والا ہی یہ کلمات اعجاز سمات بھی مشتمل ہین حمد وثناے الٰہی تعالیٰ وتقدس پر کہ کتاب مجید مین
خطبہ اپنی کبریائی کا ساتھ انکے پڑھا اور بھی متضمن ہین نعت اور وصف حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر کہ او سبحانہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو ساتھ انکے تسمیہ اور توصیف کی اور چند اسماء حسنے
الٰہی جل شانہ ہین کہ وحی متلو یعنی تلاوت کیے گئے اور غیر متلو ہین حبیب اپنے کو ساتھ اونکے نام کیا گیا اور
حلیہ یعنی زیور جمال اور حُلّہ یعنی لباس کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ساتھ تمامی اسماء وصفات الٰہی کے متخلق اور متصف ہین باوجود اسکے ساتھ بعض کے اونسے
مخصوص اور نامزد اور نامور کیے گئے ہین مثل نور حق علیم حکیم مومن مہیمن ولی ہادی رؤف الرحیم اور
انکے سوا اور یہ چہار اسم اول وآخر وظاہر وباطن بھی اسی قبیل سے ہین الا کہ اول ہونا آنحضرت صلعم کا اول بیچ
ایجاد مین یعنی پیدایش وآفرینش مین کہ اول خلق اللہ نوری حدیث شریف مین واقع ہوا ہے اور اول ہونا
آنحضرت صلعم کا نبوت مین اسی طرح پر ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا کنت نبیا وان آدم لمنجدل فی طینہ
اور اول جیب عالم روز میثاق ہین یعنی الست بربکم قالوا بلی اور اول من آمن باللہ وبذلک امرت وانا
اول المؤمنین ہین اور اول منشق عنہ الارض ہین اور اول من یوذن لہ بالسجود ہین یعنے اول اوس

شخص کے جسکے لیے اذن دیا جائیگا سجدہ کرنے پر اور اول من یفتح لہ باب الشفاعۃ ہین اور اول من یدخل الجنۃ یعنے اول اوس شخص کے ہو داخل ہو بہشت کے تئین او ر ساتھ سابق ہونے اور اول ہونے کے آخر ہے وہ سرور میان بعثت اور رسالت کے قال اللہ سبحانہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور کتاب اوس سرور کی آخر کتب اور دین برحق اوس جناب کا آخر ادیان ہے جس طرح فرمایا ہے نحن الآخرون السابقون اور حقیقت مین یہ آخر ہونا اور خاتم ہونا بعثت مین موجب اولیت اور سابقیت سے فضیلت مین اسلیے کہ محو کرنے اور منسوخ کرنے والا سب کتابون کا اور دینونکا ہو کے سب پر غالب اور عزیز ہوا یہانتک اسم اول وآخر کی تشریح ہوئی رہے ظاہر وباطن ظاہر ہین انوار اوس جناب کے کہ تمام آفاق کو منور اور جہان کو روشن کیا ہے اور کوئی ظہور اوسکے ظہور کے مانند اور کوئی نور اوسکے نور کے مانند نہین اور باطن ہین اسرار اوس سرور کے کہ درک حقیقت حال مین اوس جناب کے کوئی نہ پہونچ سکا اور اہل دور ونزدیک سب نظارہ جمال وکمال مین اوس سرور کے حیران اور عجب مین ہے وہ ہر کل شیئ علیم اور وہ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانا ہے اوپر تمام چیزون کے جو ذات الٰہی کی شانون سے ہین اور دانا ہے احکام اور صفات حق کا اور اسما اور افعال اور آثار کا تمامی علوم ظاہر اور باطن اور اول اور آخر سے احاطہ کرکے فوق کل ذی علم علیم ہوا علیہ من الصلوۃ افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا بعد حمد وصلوۃ کہتا ہے **عبد الحق بن سیف الدین دہلوی قادری** یعنے سبب تالیف مین اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ باعث اس کتاب کے جمع اور تالیف کرنے کا جو مسمی **بمدارج النبوۃ ودرجات الفتوۃ** ہے وہ ہے کہ برسون سے شوق جان اور ذوق ایمان مجھے اس بات پر رکھتا تھا کہ ایک کتاب سیر مصطفوی مین ضمیمہ احادیث نبوی کی شرح کا جو اس بندے نے حق خدمت اوسکا بجا لاکے خادمی کی ہے کرے اور تکمیل واتمام مین اوسکے مشغول ہو اور التماس فرزند عزیز نور الحق کی مؤید اور مؤکد اوس ارادے کی ہوتی تھی لیکن جب امر ہونی یعنی توفیق نہ پاتا تھا اس جہت سے جلوہ شاہد مقصود کے جمال کا توقف مین تھا اور فساد زمان سے جو ایک انحراف مزاج وقت مین اس زمانے کے بعض درویشان مغرور کے پیدا ہوا اور آئینہ استعداد کی تیرگی سے اور حوصلہ ادراک کی تنگی سے پایہ ارفع اور مقام اقدس محمدی کے تئین کہ کسیکو درک اور دریافت مین اوس مرتبے اور مقام کی راہ نہین نہ پہچان کے ادائے حق اعتقاد مین اوسکے

مقصر ہوکے جادۂ دین قویم اور صراط مستقیم سے گرے ہوے تھے حق نصیحت و دین مسلمانی سے
لازم ورد ہوا کہ مین اوس سرور کا احوال اور صفات قدسیہ کو اوس سرور انبیا امام اولیا فخر رسل استاد
کل معدن علوم اولین و آخرین منبع فیض انبیا و مرسلین واسطہ ہر فضل و کمال مظہر ہر حسن و جمال
ہم شاہد و ہم مشہود و ہم وسیلہ و ہم مقصود کے نگارش کرون اور ان بیخبرونکو حقیقت حال سے آگاہ کرون
اور غافلون کو خواب غفلت سے بیدار اور طالبونکو و براہ اور عاشقونکے تئین ذوق اور شوق مین لاؤن
پس تالیف ہوئی ایسی کتاب جو حضرت رسول کے احوال مبدا اور مآل و حسن و جمال اور فضل و
کمال کو شامل اور یہ کتاب جو نشاء ذوق اور محبت سے نشو کرتی تھی تھوڑی ایک مدت مین جو مجرای
عادت سے باہر معلوم ہوتی تھی وجود مین آئی اور کاتب حروف اوسکی تحقیق پر اطلاع نہین رکھتا کہ کب
شروع ہوئی اور کب انجام کو پہونچی واللہ ولی الرشاد والیہ المبدا والمعاد ترتیب اس کتاب کی پانچ
قسم پر ہے **قسم اول** فضائل و کمالات مین اوس جناب کے جو حسن خلقت اور جمال صورت و دین
اور اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ اور فضل و شرف اوس سرور کا جو آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا ہے اور ذکر شریف اوس جناب کا جو سلف کی کتابون مین ہے اور ذکر اوس سرور کی امت مرحومہ
کا درمیان اون کتابون کے اور ذکر اون فضیلتونکا جو مشترک ہین درمیان اوس سرور کے اور
اور پیغمبرون کے اور ذکر اون کمالونکا جو مختص ہین اوس سرور کی معراج وغیرہ سے اور ذکر اوس
جناب کے معجزات قاہرہ اور آیات باہرہ کا اور ذکر اوس سرور کے نامونکا اور فضائل اور کرامات
اور درجات جو نشاۃ آخرت مین مخصوص اوس جناب کی ذات بابرکات سے ہونگے سو وہ عموم
شفاعت اور خصوص وسیلت سے ہین اور بیان حقوق اوس جناب کا جو واجب ہے خلق پر رعایت
کرنا اون حقوقکا سو وہ ایمان لانے اور طاعت اور اتباع کرنے سے ہین اور ذکر اوس جناب کی
عبادت شریفہ کا جو درگاہ الٰہی کے مقربات ہین اور عادات کریمہ جو محبوبات الٰہی ہین سبحانہ و تعالیٰ
اور یہ قسم اوپر گیارہ باب کے مرتب ہوئی مطابق ارقام عدد کے جو رؤس مسائل عدد پر مرقوم ہوا
قسم دوم نسب شریف کے ذکر مین اور حمل اور ولادت اور شیرخوارگی کے بیان مین اور کفالت یعنی
پرورش کرنا عبد المطلب کا اور وفات پانا اونکا اور اعانت کرنا ابوطالب کا اور سفر کرنا اوس سرور
کا ابوطالب کے ساتھ شام کی طرف اور پہچاننا بحیرا راہب کا اوس سرور کے تئین اور ایمان لانا اوسکا

آنجناب کی نبوت پر اور تزویج حضرت ام المومنین خدیجہؓ کا اور ذکر بنائے کعبہ کا اور بدو وحی یعنے آغاز اور
ظہور دعوت اور وفات پانا ابوطالب کا اور اذیت دینا کفار کا اور ہجرت کرنا اصحاب کا حبش کی طرف اور
جانا سرور عالم کا طائف کی جانب اور بیعت کرنا جن کا اور ذکر انصار کی بیعت کا اور اسباب پانا باعث
ہجرت کا اور پہونچنا حضرت کا مدینہ طیبہ کے تئین ترتیب دیا اس دوسری قسم کا چھ باب پر اتفاق
ہوا قسم سوم وقائع سنوات کے ذکر مین جو ابتدا ہجرت آنحضرت سے مرض اور وفات تک وقوع مین
آیا اور ہر سال کے وقائع کا ہوا ایک باب علیحدہ وہ احوال اس قسم سوم کا جملہ دس برس ہے ترجمہ دس باب پہ ہوگا
اگرچہ عنوان باب مین مذکور نہین ہوا قسم چہارم حدوث مرض کے ذکر مین اور ابتدا ہونا اوسکا اور
کیفیتین کہ ایام مرض مین اور وفات کے وقت واقع ہوئین اور ذکر غسل کا اور تکفین کا اور نماز اور
دفن کا اور اثبات کرنا انبیا کی حیات کا اور یہ قسم تین باب پر مرتب ہے قسم پنجم حضرت سرور عالم کی اولاد
طاہرہ کے ذکر مین اور ازواج طاہرہ اور سراری مکرمہ کے بیان مین اور ذکر اوس جناب کے اعمام اور
عمات کا جمع عمہ اور عم یعنی چچا اور پھوپھی اور جدات کا ذکر اور اخوات رضاعی کا یعنی ہمشیر اور
ذکر خادمون کا اور موالیون کا اور حراس کا یعنی نگہبان اور کتاب کا یعنے دبیر وغیرہ اور اوس
جناب کے امیرونکا اور ایلچیون کا ذکر اور عاملون کا اور خطیبون کا اور شاعرون کا اور موذنون کا
اور اوس جناب کے ہتیارون کا بیان اور جو کچھ مانند اونکے ہو اور ترتیب دیا اس قسم کا اوپر گیارہ باب کے
اتفاق ہوا تکملہ حضرت کی بعضی صفات کاملہ کے بیان مین بر طریقہ اہل معرفت اور اوس جناب کی طرف
توجہ اور طلب مدد کرنیکا طریق قسم اول سرور عالم کے فضائل اور کمالات کے بیان مین اور اس قسم مین گیارہ باب ہین

باب اول حضرتؐ کی حسن خلقت اور جمال صورت کے بیان مین

قطعہ نظم
گر ہے سعادت تجھکو منظور ٭ تو کر وصف نبی کے وصف مسطور ٭ کرے اس وجہ سے گر مشک ریزی
سواد وجہ تیرا ہووے کافور ٭ چہرۂ منور اوس جناب کا آئینہ جمال الہی و مظہر انوار نامتناہی تھا صحیحین
مین براء بن عازب سے لایا ہے کہ کہا یعنے اوسی براء نے کہ تھے رسول خدا خوبرو اور خوشخو ترین مردم
یعنے تمام اہل عالم سے وہ سرور صورت اور خو مین بہتر اور خوشتر تھے اور ابی ہریرہؓ کی حدیث مین
آیا ہے ما رایت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنے نہین دیکھا مین نے کسی چیز
کو بہتر پیغمبر خداؐ سے اور کہنا ابوہریرہؓ کا ما رایت شیئا اور نہ کہنا انسانا یا رجلا اسمین مبالغہ بیشتر ہے

کیونکہ خوبی اور حسن اوس جناب کا فائق تھا تمام اشیا پر اور کہا ایسا روشن اور تابان تھا کہ گویا سیر کرتا ہی
آفتاب اوس سرور کے روے مبارک مین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ جب دیکھتا تو اوسکے تئین دیکھتا
جیسے آفتاب طلوع کرتا ہے بیت تا شب نیست روز ہستی زاد ✽ آفتابی چو تو ندارد یاد ✽ مقصود اوس
سے اوس سرور کے وجہ مبارک اور روے روشن کی چمک اور روشنی اور تابندگی ہے مین نے اس
شعر کا ترجمہ نظم مین اس طرح کیا بیت ہوا جب سے عدم کی رات سے ہستی کا دن پیدا ✽ نہ نکلا مہر
تجھسا جسپہ ہین خورشید وہ شیدا ✽ اور حدیث بخاری مین آیا ہے کہ پوچھا گیا برا ابن عازب سے
کہ آیا تھا روے مبارک حضرت کا شمشیر کے مانند یعنے چمک اور صقالت اور روشنی مین کہا نہین بلکہ
مثل قمر کے تھا جب تشبیہ دینے مین تلوار کے ساتھ معنی تدویر کے یعنی گردی کے فوت ہوتے تھے عدول
کیا اوس سے طرف قمر کے کیونکہ یہ تشبیہ جامع ہے دونون صفت کی جو تدویر اور درخشندگی ہے
اور مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ کہا نہین بلکہ روے مبارک حضرت صلعم کا مثل آفتاب اور ماہتاب کے تھا
یعنے مستدیر تھا اگرچہ دمک اور چمک آفتاب مین بیشتر ہے لیکن چاند مین وہ ملاحت ہے کہ سورج مین
نہین اور ملاحت نام اوس صفت کا ہے کہ دیکھنے مین خوب معلوم ہو اور دل مین جگہ کرے اور
ادراک اوسکا ذوق ہے اور وصف اوسکے بیان مین درست نہ آوین چنانچہ کہا ہے شعر شاہد آن نیست
کہ موے میانے دارد ✽ بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد ✽ ترجمہ شعر گرچہ ہو موے میان شاہد نازک
اندام ✽ آن جس طلعت زیبا مین ہو مین اوسکا غلام ✽ ملاحت اور صباحت مین اسجگہ تمیز اور فرق کرتی
ہین اس سے کہ صباحت صفت حضرت یوسف ع کی تھی اور ملاحت نعت محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جیسا کہ اوس سرور نے فرمایا کہ انا املح واخی یوسف اصبح قطعہ وہ کان نمک کہ جسکے شیرین لب لعل
اکدم مین مذاق تلخ کردین شیرین ✽ تھا نور آلہ اوسکے چہرے کا نمک ✽ سبحان اللہ اوسکا حسن
نمکین ✽ اور معلوم کیا چاہیے کہ تدویر اوس جناب کے وجہ مبارک کی نہ اوس وجہ پر ہے کہ دائرے
کی طرح گرد ہو کیونکہ وہ دائرہ حسن وجمال سے باہر ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اوسمین قدرے تدویر تھی
اور بہت دراز نہین اور یہ حسن وجمال اور عظمت اور مہابت مین داخل تر ہے اور آیا ہے کہ نہ تھا
چہرۂ مبارک اوس جناب کا مکلثم اور نہ مطہم مکلثم گول چہرے کو کہتے ہین جو بہت مدور ہو اور شفا
مین مذکور ہے کہ مکلثم قصیر الذقن کو کہتے ہین یعنے جسکی ٹھوڑی چھوٹی ہو اور یہ تدویر وجہ کے تئین

مستلزم ہے کیونکہ لمبائی چہرے کی ٹھوڑی کی لمبائی سے ہوتی ہے اور مطہم بر وزن معظم یعنی سوجا ہوا
چہرہ اور گوشت بھرا ہوا اور بعضی حدیثون مین تشبیہ وجہ شریف کی ساتھ قطعۂ قمر کے اور شقۂ قمر کہ جو پارۂ قمر اور
نصف قمر ہے واقع ہوئی ہے اور اشعار مین بھی معشوقون کو ماہ پارہ کہتے ہین جس طرح کہا ہے مصراع
ہر دیدہ جائے طلعت آن ماہ پارہ نیست ؂ بیت ہو آنکھ نہ جسکی شکل تارا ؎ کس چشم سے دیکھے ماہ پارا
اور گویا کہ یہ تشبیہ ساتھ قطعہ اور شقۂ قمر کے علو کی ملاحظہ کرتی اور اوسکے جسم کی زیادتی اور تدویر
کی نظر کرتی ہے بہ نسبت کرتی آدمیون کے چہرے سے اکثر کے درمیان اور یہ تشبیہ کعب بن مالک رض کے
کلام مین واقع ہوئی ہے جو شعرائے اصحاب اور فصحائے اصحاب سے تھا پس ضرور ہے کہ اوسکی ایک
توجیہ کیا چاہیے پس بعضون نے کہا ہے کہ یہ تشبیہ محمول ہے اوس جناب کی صفت پر التفات کرنیکے
وقت اور مڑکے دیکھنے کے وقت کہ اوس وقت مین تھوڑا سا چہرہ نمایان ہوتا ہے اور تائید کرتے
ہین اس بات کی جبیر بن مطعم کی حدیث سے جو طبرانی کے نزدیک ہے کہ کہا یعنی اوسی جبیر نے کہ التفات
کیا ہماری طرف رسول خدا نے ساتھ اوس چہرے کے جو شقۂ قمر کے مانند ہے اور احسن وہ ہے کہ یہ تشبیہ
پیشانی مبارک کی ہے جس طرح بخاری کعب بن مالک سے لایا ہے کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا سر استنار وجہہ کانہ قطعۃ قمر یعنی تھے وہ سرور کہ جب شکن پڑتی اونکے جبہۂ مبارک مین
روشن ہوتا اور چمکتا گویا کہ وہ پارۂ قمر ہے شعر کسیکہ تشنہ لب نازنست سیداند ؎ کہ موج آبحیات است
جبین پیشانی ؂ ترجمہ بیت تشنہ لب جو ہوے تیرے ناز کا جانے یہ بات ؎ چین پیشانی تری ہے موجۂ
آب حیات ؂ صراح مین سرر بفتحتین یعنی شکن پیشانی کے اسرار جمع اساریر جمع الجمع اور حدیث
مین کان تبرق اسارير وجهه یعنی تھا وہ سرورکہ روشن اور چمکتی تھین شکنین اونکے چہرۂ مبارک
کی بعضون نے کہا ہے کہ تشبیہ دینا قطعۂ قمر کے ساتھ احتراز کرنے کی جہت سے ہے اوس کلف یعنی داغ اور
جھائیون سے جو قمر مین ہین اور یہ بات ضعیف ہے کیونکہ تشبیہ دینے سے ساتھ قمر کے نور اور ضیا مقصود
ہے نہ اوسکا سواد اور جھائین اور کبھی سیاہی چاند کے ٹکڑے مین بھی واقع ہے اور ابوبکر صدیق رض سے
آیا ہے کہ فرمایا تھا چہرۂ مبارک رسول خدا کا دائرہ قمر کے مانند اور دائرہ قمر ہالے کو کہتے ہین جسے فارسی مین
خرمن ماہ کہتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ مقصود تشبیہ دینے کا قمر کے جرم سے ہے اور ہالۂ ماہ
سے تشبیہ دینا اشارت ہے طرف احاطہ کرنے انوار اور روشنیون کے جو چہرۂ مبارک کے اطراف

وجوانب مین حکم ہارے کا رکھتی ہین اور اس بات مین کمال ضیا اور نورانیت چہرۂ انور کی او عظمت
اور ہیبت ہوسکی ہے یا اہل نظر کیا چیز آتی ہے نظر شہود مین یعنی اوسکے جمال اور جلال سے اس
تشبیہ مین کیا پر کرتی ہو وہی چیز آنکھون کے تئین اور دل کے تئین نور محبت او عظمت سے اور کعب
بن مالک کی حدیث مین بھی تشبیہ دایرۂ قمر کر کے آئی ہے اور ظاہر تر اور مشہور تر تشبیہ لیلۃ البدر کی
قمر سے ہے یعنے چودھوین رات کے چاند سے بیہقی ابی اسحق سے لایا ہے یعنی روایت کرتا ہے کہ ایک
عورت ہمدان کی رہنے والی مجھسے بولی کہ مین نے حج کیا رسول خدا کے ساتھ کہا مین نے کہ بیان کر اوس جناب کے
چہرۂ مبارک کا کہ کیا حال تھا بولی کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے چہرہ اوس جناب
کا چودھوین رات کے چاند سا تھا ایسا کہ نہین دیکھا مینے ویسا آگے اوسکے اور نہ بعد اوس حضرت
کے اور طالب مشتاق رہو ہمیشہ اوس حضرت کے جمال جہان آرا کے مراقبے مین ہو جو ہے یعنے طالب
مشتاق کو لازم ہے کہ لیالی بدر کے درمیان یعنے جن شبون مین چاند پورا ہوا اس مشاہدے تمثل
اور نتایج نہ رہے کہ وہ دیدار تصور ہے اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے وکان رسول اللہ فخما
مفخما یتلألأ وجہہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر یعنے تھے وہ سرور عظیم اور بزرگ اور عظیم او ہیبت ظاہر مین
دیکھنے والون کے چمکتا تھا چہرۂ مبارک اوس سرور کا جس طرح چودھوین رات کے چاند کی اب اگر
اور ترجیح دیتے ہین یعنے شرف دیتے ہین اوس جناب کے تشبیہ کو قمر کے اور آفتاب کی تشبیہ
جس طرح پہلے ایک اشارت طرف اس بات کے کی گئی کہتے ہین کہ چاند کرتا ہے آنکھونکو اپنے نور سے
اور دل انس پکڑتا ہے اور لذت پاتا ہے اوسکے دیکھنے سے او نگاہ کر سکتا ہے طرف اوسکے بخلاف
آفتاب کے کہ خیرہ کرتا ہے یعنی چکا چوندھ مین لاتا ہے نظر کے تئین اور دل کو ذوق نہین دیتا ہان صحیح تر
اوس حضرت کی ذات عظیم الصفات کی تشبیہ آفتاب سے وجہ ہے او جلال او نور بخشی مین ہے اور
ظہور اوس حضرت کے نور کا ذرات عالم مین اور کنہ حقیقت ذات شریف کے دریافت ہونے مین عاجز
خیرہ ہونے مین عاقلون کی نظرون کے دور او نزدیک سے اوس جناب کے فضل وکمال کے
دیکھنے مین مجال خود ہے کما قال یعنے جس طرح شیخ محمد نے جو صاحب قصیدۂ بردہ ہے کہا اسی تشبیہ مین
قطعہ اعیی الوری فہم معناہ فلیس یری ۞ للقرب والبعد فیہ غیر منفحم ۞ کالشمس تظہر للعینین من بعد ۞
صغیرۃ وتکل الطرف من امم ۞ مترجم نے اسکا ترجمہ نظم مین اس طرح کیا قطعہ ہو خلق کو کیونکر خبر

و چہرہ جو بہت [illegible] کو دونون [illegible] اوس تصویر [illegible] بنی ہوئی تھی مہر کی طرح ایسی تابان ہو کر [illegible]
دیکھے چشم اوسکے [illegible] چہرہ [illegible] پر [illegible] یہ چشم ظاہر کے ماہتاب سے تشبیہ دینا
[illegible] اور [illegible] صاحب مواہب لدنیہ نے نہایہ سے مواہب میں نقل کیا ہے نہایہ نام
کتاب کا ہے کہ جب حضور [illegible] خوش ہوتے نظر آتی صورت [illegible] آئینہ کی [illegible] نظر آتا [illegible] دیوار
کا چہرہ [illegible] میں [illegible] ہمارے [illegible] حدیث [illegible] دیکھا میں نے
رسول خدا کو [illegible] شب مہتاب میں اور اوس جناب کے تن مبارک پر حلہ سرخ تھا میں نگاہ
کرتا تھا کبھی طرف [illegible] حضرت [illegible] اور طرف قمر کے پس [illegible] سے [illegible]
او [illegible] سے [illegible] اوس [illegible] پر اور [illegible]
[illegible] حقیقت میں [illegible] تشبیہ [illegible] کہتے ہیں [illegible] اور
مراد چہرے [illegible] محدثون کی تحقیق یہی ہے اور خطا کی اوس شخص نے
جس نے [illegible] پر گمان کیا [illegible] صرف [illegible] پر اور معلوم کیا جاتا
کہ تشبیہیں اون چیزون سے جو اوس حضور کی صفات میں ثابت ہوئیں شاعرون کی روش پر
ہین بر حسب عرف و عادت ہیں جس طرح دستور ہے کہ تشبیہ دیتے ہیں [illegible]
سے ایسی نہیں جو معادل اور مماثل ہوویں [illegible] ہے اوس جناب کی صفات خلقیہ [illegible]
کے تئین فسبحان اللہ من خلقہ وحسنہ واجملہ واتمہ واکملہ سبحان اللہ تعالیٰ

بیان حضرت کی چشم مبارک کا

قطعہ اے چشم و چراغ خانۂ دولت و دین ہے اے گوہر شب چراغ ایمان و یقین ہے عاشق تری چشم خوب
بین مردم ہے دنیا میں بشر بہشت میں حور عین ہے کلام اسمین دو وجہ سے ہے اول خانہ چشم کے
وصف میں اور شکل و ہیئت میں اوسکی روایت ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہ
فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم العینین اہدب الاشفار یعنے تھے وہ سرور
بزرگ چشم دراز مژگان مراد آنکھ کے بڑاپے سے ہے آنکھ کی تنگی اور خردی کی نفی ہے نہ یہ کہ بہت بڑی
آنکھیں ہوں باہر نکلی ہوئی اور کلیہ اوس جناب کے اعضائے شریف کے صفات میں توسط اور
اعتدال ہے ہوا اوسکا مدار حسن و جمال اور بناے فضل و کمال ہے اہدب الاشفار جو اوپر واقع ہوا

اشفار جمع شفر ہے بمعنی کرانہ آنکھون کے علامت کا جسپر پلکین اوگتی ہین اور اصدب حدب سے بمعنی درازی اور دوسری حدیث مین آیا ہے اشکل العینین اور شکلہ بضم شین اوس سرخی کو کہتے ہین جو آنکھون کی سپیدی مین ہو اور یہ علامت محمود ہے اور طور اوسکا یہ کہ آنکھون مین باریک سرخ رگین ہوتی ہین اور شہلا اوس سرخی کو کہتے ہین جو آنکھون کی سیاہی مین ہو اور یہ اوس سرور کی چشم شریف کی صفت مین کمتر واقع ہوا ہے لیکن نہایہ کے درمیان مذکور ہے کہ کان اشہل العینین اور کہا ہے الشہلۃ حمرۃ فی سواد یعنے شہلا وہ سرخی ہے جو سیاہی مین ہو یہ بھی ایک طور کے حسن سے ہے آنکھ مین جو دلربا ہے لیکن مشہور اشکل العینین ہے اور اشعار کے درمیان صفت مین جوانون کے آیا ہے وفی القاموس اشکل وہ چیز ہے جسمین سرخی اور سپیدی ملی ہوئی ہو اور وہ چیز جسکی سفیدی مائل بسرخی ہو اور شکلہ کے تئین سحرہ بھی کہتے ہین اور اشتقاق اوسکا سحر سے ہے جیسے چشم جادو اور جادوگر کہتے ہین جو دلکش ہوتی ہے اور بعضون نے اشکل العین کی طویل شق العین کرکے تفسیر کی ہے طویل شق العین کے معنی دراز پھٹا ہوا دیدہ اور قاموس مین بھی یونہین کہا ہے اور قاضی عیاض مالکی بھی ایسا ہی لایا ہے اور شمائل ترمذی مین بھی ایسا ہی آیا ہے اور ظاہر وہ ہے کہ فرمانا امیر المومنین علی کا عظیم العینین اسی معنی کے ارادے سے ہے واللہ اعلم اور ادعج العینین بھی سرور عالم کی صفت مین واقع ہوا ہے اور ادعج کے معنی بہت سیاہ چشم اور قاموس مین فراخی کے معنے بھی اعتبار کیے ہین اور تھے وہ سرور اکحل العینین اگرچہ سرمہ اوس جناب نے نہین دیا تھا انھین شعر بیان سرمہ سیہ کرد خانہ مردم ٭ دو چشم تو کہ سیاہ اند سرمہ ناکردہ ٭ ترجمہ بیت سرمے کی طرح خانۂ مردم ہوا سیاہ ٭ چشم سیاہ سے ترے بے سرمہ واہ واہ ٭ حضرت خلاق نے اوس یگانۂ آفاق کی آنکھین اپنے ید قدرت سے ایسی بنائی تھین گویا کہ سرمہ دیا ہے دوسری وجہ حضرت کی چشم مبارک کے بیان مین ابن عباس نے کہا کہ تھے حضرت رسول کہ دیکھتے رات کی اندھیاری مین جس طرح سے دیکھتے اوجالے مین ونکے رواہ البخاری یعنے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے عائشہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور قاضی عیاض شفا مین لایا ہے کہ حضرت رسول ثریا کے درمیان گیارہ تارے دیکھتے اور سہیلی کے نزدیک یہ کہ بارہ اور بھی نگاہ شریف اوس سرور کی طرف زمین کے دراز تر نگاہ کرنے سے طرف آسمان کے نہایت حضور اور حیا کی

جہت سے اور وہ جو کچھ حدیثون مین وارد ہوا ہے کہ حضرت نگاہ طرف آسمان کے رکھتے تھے
بہت یا کبھی کبھی انتظار وحی کی جہت سے ہوگا اور یہ جو وارد ہے کہ طرف زمین کے نگاہ رکھتے تھے
یہ حالت روزمرہ کے درمیان ہے اور اکثر نگاہ کرنا حضرت کا ملاحظہ کرنا تھا یعنے گوشہ چشم سے دیکھتے
تھے یعنے گوشہ چشم وہ جو صدغ کی طرف ہے یعنے کنپٹی کی جانب اور وہ جو بینی کی جانب ہے اوسے
موق اور ماق کہتے ہین اور یہ نہایت حیا اور وقار کی جہت سے تھا اور جس وقت التفات فرماتے
اور دیکھتے بائین اور داہنی طرف تمام مڑجاتے اور نظر چورانے اور گردن پھرانے پر کفایت نکرتے
کیونکہ یہ حرکت سبکسارون اور متکبرون کی عادت ہے اور نگاہ فرمانا اوس سرور کا پیش و اور
پس یکسان تھا اور احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ اپنے مقتدیونکو فرماتے یعنے حالت نماز مین کہ پیشی
مت کرو تم مجھ سے رکوع کرنے مین کہ مین دیکھتا ہون تمکو پیچھے اور پشت یکسان اور پوشیدہ نہین
مجھپر تمہارا رکوع اور سجود ادا کرنا اور اس رویت کی حقیقت کو خدا جانے کہ کیا تھی اور اوس
جناب کے تمامی احوال کی حقیقت ایسی ہی کچھ ہے کہ اوسکی ماہیت کو پہونچنا محال ہے اور اوسکی
کنہ کے دریافت کا دعوی کرنا حکم تاویل متشابہات کا رکھتا ہے یعنے جس طرح آیات متشابہات
کی تاویل کرتے ہین اور جو کچھ قیاس اور نظر علم سے کہ سکیے یعنے اوسی مقدمے مین جو مذکور ہوا
کہ حضرت مقتدیونکو فرماتے کہ مین دیکھتا ہون الخ اوپر اس تفصیل کے ہے کہ یہ رویت رویت
بصری ہے یا رویت قلبی ہے ہر تقدیر پر مخصوص ہے بحال نماز جو محل انکشاف تام اور موجب
ازدیاد نور ہے یا کہ عام ہے تمامی احوال اور اوقات کو اور اگر رویت بصری ہے تو اوسی آنکھ سے
ہے کہ جو سر مین ہے یا یہ کہ پروردگار تعالی قادر ہے کہ بصر کی قوت بدن کے ہر ایک ٹکڑے مین
پیدا کرے یا یہ کہ سرور عالم کے ابصار مین بطریق اعجاز مقابلہ شرط نہ تھا یعنے آمنے سامنے ہونا
اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت کے شانون مین دو آنکھین تھین سوئی کے ناکے کے مانند کہ دیکھتے
تھے اوس سے اور ڈھانپتے نہ تھے اونکو لباس سے یا یہ کہ صورتین اون لوگون کی آشکار ہوتی
تھین قبلے کی دیوار مین جس طرح آئینہ مین پس دیکھتے تھے حضرت اونکے کامونکے تئین اور یہ
دونون باتین نادر ہین اگر روایت صحیح سے ثابت ہون تو آمنّا و صدقنا اور نہین تو محل توقف
ہے اور اگر اوس رویت سے رویت قلبی مراد ہو تو وہ علم ہے بطریق وحی اور اعلام اور کشف

اور الہام کرا دیتے ہین کہ صواب وہ ہی یعنے نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالے
نے اوس سرور کے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشایش دریافت مین اور جانتے ہین معقولات
کو ارزانی رکھا اوسی طرح اوس جناب کے حواس لطیف کے تئین بھی احاطہ محسوسات کے دریافت
کرنے مین بخشا اور جہات ستہ کے تئین حکم ہے ایک جہت کے گردانا واللہ اعلم یعنے چھہ طرفین
جنکو فوق تحت یمین شمال قبل بعد کہتے ہین ان طرفونکو حضرت کے حضور چھے جہت کو مانند
گردانا قطعہ اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا ۞ خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا ۞ تیرا مقام
والا ہے شش جہت سے اعلے ۞ سوے نشیب و بالا چار ون طرف کو سایا ۞ پیش نظر ہے تجھکو افضال
ایزدی سے ۞ ہوتے ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا ۞ اور اسجگہ اشکال لاتے ہین کہ بعضی
روایتو مین آیا ہے کہ فرمایا ہے رسول خدا نے کہ مین بندہ ہون نہین جانتا جو کچھ اس دیوار کے
پیچھے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس بات کو کچھ اصل نہین اور روایت اوسکی صحیح نہین ہوئی
اور اگر ہو تو کہا ہے کہ وہ انکشاف ہونا مخصوص بحال نماز ہے اور اگر عام ہے یعنے وہی انکشاف
تو موقوف باعلام الہی ہے اور موقوف ہے اوسکے پیدا کرنے پر علم کے تئین جس طرح تمامی مغیبات
مین ہے اعلام کے معنی آگاہ کرنا اور علم جاننا اور دلالت کرتی ہے اس بات پر وہ حدیث جو واقع ہوئی
ہے کہ ایک بار ناقہ سرور عالم کا گم ہوا تھا بعضے منافقون نے کہا کہ محمد آسمان کی خبر دیتا ہے
اور نہین پا سکتا ہے کہ ناقہ اوسکا کہان ہے جب یہ بات منافقون کی حضرت کو پہونچی فرمایا
مین نہین جانتا اور نہین پاتا مگر وہ جو کچھ بتلا دے اور معلوم کرا دے مجھے پروردگار میرا اور بیچ
یہی فرمایا یعنے اوسی وقت لہ تحقیق راہ نمائی کی مجھے میرے پروردگار نے اوپر اوس ناقہ کے
کہ وہ ایک ایسی اور ایسی جگہ مین ہے اٹکی ہے مہار اوسکی ایک درخت مین پس گئے لوگ وہان اور
پایا اوسے اوسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے پس وہ سرور نہین پاتا مگر وہ جو کچھ
دریافت کرا دے اوسے پروردگار خواہ نماز مین ہو یا غیر نماز مین فلا اشکال

بیان حضرت کے گوش مبارک کا

قطعہ سوسن کی طرح اگر ہزار دن ہون زبان ۞ ہر چند ہون نیکی سے گوش اوسکی خوش ۞ اور
گوش کے وصف کل سے گر پوچھو تو ۞ کہنے کو زبان چاہیے سننے کو گوش ۞ وہ دیتیم جسکے تنے کا

کوئی ہوئے ارض تا افلاک نہین ہے بحد و شنید ہت ہمرے جسکی روز و شب شمس و قمر ہوئے مین چرخ مین مثل غنچہ
حلقہ بگوش ہو۔ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم نے کہ مین دیکھتا ہون وہ کچھ جو تم نہین دیکھتے
مخاطب آمین اصحاب ہین اور سنتا ہون مین وہ کچھ جو تم نہین سنتے سنتا ہون مین آسمان کے اطیط کو یعنی
اور اطیط آواز کو کہتے ہین عاصم اسباب کے کہ اونٹ کے پالان کی آواز ہو یا خالی شکم کی یا اونٹ کے بولنے کی
یا کوئی اور آواز اور فرمایا کہ سزاوار ہے آسمان کو کہ آواز کرے کیونکہ اسمین نہین جگہ ایک جب اور
ایک روایت مین یہ کہ فرمایا چار انگل مگر یہ کہ رکھا ہے اوس جگہ ایک ایک فرشتے نے اپنی پیشانیون کے
تئین واسطے سجدے کے اور ایک روایت مین یہ کہ فرشتے ساجد ہین یا قائم ہین اور حضرت کے
گوش مبارک کا بیان اور ہیئت اور تمامی صفات اوسکے ان کتابون مین نہین ملے مگر جامع صغیر
کے درمیان آیا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تام الاذنین یعنے کامل الاذنین

بیان حضرت کی پیشانی شریف کا

قطعہ وہ پیشانی انور چشم بد دور ہو تصور سے رہے دل جسکے مسرور ہو ہی نور افروز عالم مثل خورشید
جبین اوس ماہ کی نور علی نور ہو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وصف کی ہے اوس جناب کی
واضح الجبین کر کے یعنے روشن اور کشادہ پیشانی اور ایک روایت سے صلت الجبین صراح مین صلت
یعنی کشادہ پیشانی اور ایک حدیث مین واسع الجبین وارد ہے اور ایک روایت مین واضح الجبہہ
اور اوس سرور کی صورت مبارک کے ذکر مین کعب بن مالک سے مذکور ہوا کہ جب حضرت چین
پیشانی مین لاتے ایسے معلوم ہوتے گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور کہتے ہین کہ اثر بخت اور طالع اور نوشتہ
پیشانی مین ظاہر ہوتے ہین یعنے آثار نیکبختی اور سرنوشت جو کہ ماں کے پیٹ مین لکھتے ہین سو پیشانی
کی جگہ مین ہے اور کبھی مشاہدہ اسباب کا یعنے اثر بخت پیشانی مین ظہور کرے ہے اسکا مشاہدہ یعنے دیکھنا
کعبہ معظمہ کے دروازے مین کہ عادت قطلیہ اور تمویہ پر اوسکے جاری ہوئی ہے حاصل ہوتا ہے کہ
یعنے آثار نیکبختی اور سعادت کے اوس سے ظاہر ہوتے ہین تطلیہ اور تمویہ یعنے کسی چیز کو زر اندود
اور نقرہ اندود کرنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان سرور عالم کے ابروون کا

قطعہ وہ نور الہی ہے کون اوسکا مماثل ہو اوس نیر اعظم کا کب شمس معادل ہو اوس بدر کے

ابروسے کیا قوس کو نسبت ہے ✽ لاغر ہو ہلال آسا گر ماہ مقابل ہو ✽ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث
مین واضح الجبین مقرون الحاجبین واقع ہوا ہے قرن دونون بھؤونکے بالونکے اتصال کو کہتے ہین
اور مقرون الحاجبین ہندی مین جٹی بھون والے کو کہتے ہین اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین جو حلیہ شریف
کے بیان کرنے والونسے ہے من غیر قرن آیا ہے یعنی بھوین حضرت کی باہم پیوستہ نہ تھین ان دونون
روایتونمین اختلاف ہے اور رکھا ہے اونھون نے یعنے راویون نے کہ صحیح روایت من غیر قرن ہی ظاہر
ابروونکا اقتران بہت نہ تھا ایسا کہ بال ابرونکے باہم بہت گنجان ملے ہون اور بہت کشادگی بھی
نہ تھی بلکہ بھؤونکو باہم اتصال تھا کہی بالونسے ایسے جیسے اطلاق اقتران اور عدم اقتران دونون کا
صحیح پڑے اور نظر خیال اور شہود مین بھی ایسا ہی آتا ہے اور اللہ تعالی دانا ہے آور کہا ہے کہ حضرت کے
ابروون کے درمیان ایک رگ تھی کہ محرک اوسکا غضب تھا یعنے جس وقت غصے مین آتے اوس
وقت وہ رگ نمودار تھی اور بھی ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کہ ازج الحواجب آور تفسیر کی ہے
ازج کی مقوس طویل وافر الشعر کر کے یعنے کمان ابرو جسمین بال بہت ہون اور کشیدہ ابرو اور
ایک روایت مین ازج الحواجب سوابغ یعنے کشیدہ ابرو تمام بھرے ہوے بالون سے آور قاموس
اور صحاح مین زج کے معنی باریکی ابرو ساتھ درازی کے اور فارسی مین کمان ابرو کہتے ہین اور بیہقی رحمہ
بعض صحابہ سے لایا ہے کہ کہا یعنے صحابی نے کہ دیکھا مینے رسول خدا کے تئین حسن الوجہ دقیق الحاجبین
یعنے خوبصورت دقیق ابرو یعنے باریک ابرو اور وقت و فور موسے منافات نہین رکھتی مراد دقت سے وہ ہے
کہ ابرو بالونکے ازدحام سے پر مو نہو اور وفور مو سے مراد یہ کہ کم مو اور پراگندہ نہو جیسے چھدری چھدری بھوین کہتے ہین

بیان حضرت کی بینی مبارک کا

انف شریف کے بیان مین اقنی الانف والعرنین واقع ہوا ہے اور عرنین بروزن سکین یعنی ناک کی
بلندی جو بھؤون کے نیچے ہے جہان پیوستگی ہے ابروون کی آور تفسیر کی ہے اقنی کی سائل الحاجبین
مرتفع الوسط کر کے اور سائل سیلان سے آیا ہے یعنی بینی مبارک اوس سرور کی اور بلندی بینی ابرو کے
نیچے کی تھی ہموار ساتھ ایک نوع طول کے مرتفع الوسط اور دقیق العرنین بھی آیا ہے اور دقت بھی
نزدیک معنی سیلان ہے اور مراد اوس سے نفی کرنا موٹا پیکا ہے اور اوس جناب کی بینی مبارک کے تئین
ایک نور ایسا تابان تھا کہ گمان کرتا جو کوئی خوب سوچ کے نہ دیکھتا کہ بلند ہے اور وہ بلندی اوس

نور کی تھی جو اوپر اوبھارہ کرتا تھا اور اوسکو بھی یعنے اس ترکیب بینی کو بھی نشان نیکبختی او سعادتمندی میں گنتے ہین اور بادر کرستے ہین

بیان حضرت کی دہن مبارک کا

صحیح مسلم کے درمیان جابرؓ کی حدیث سے آیا ہے کہ کان رسول اللہ ضلیع الفم یعنے تھے حضرتؐ کشادہ دہان اور ایسی ہی وصف کی ہے ابن ابی ہالہ نے جو وصف کرنے والا حضرتؐ کا ہے اور وہ ایک حدیث رکھتا ہے بہت بڑی حضرتؐ کے حلیۂ شریف کے بیان مین جو شمائل ترمذی کے درمیان مسطور ہے وسعت دہان یعنے فراخ دہان ہونا نیک ہے عرب کے نزدیک اور عیب کرتے ہین چھوٹے دہن کے تئین مردونکے درمیان نہ یہ کہ عورتونمین اور تنگدہنی جو شاعرون نے جوانونمین اعتبار کی ہے یعنے امردونمین یا محبوبونمین گویا اس جہت سے ہی کہ وہ حکم زنان مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ وہ یعنی تنگدہنی کنایہ کم سخنی اور محبوبی سے ہی اور دوسری حدیث مین لفظ ضلیع الفم کے بعد یہ عبارت زیادہ کی ہے جسکا بیان فراخی دہن سے مراد رکھتا ہے یفتح الکلام ویختمہ باشداقہ اشدق بکسر اول کنج دہن کو کہتے ہین اور شدق بحرکت یعنی فراخی ہونا خطیب اشدق یعنے نا لوکشادہ اور متشدق کو کہتے ہین فصاحت کرنے والے کو یعنے کلام دہان شریف سے تام اور کامل اور بھرا ہوا نکلتا تھا اور ٹوٹتا اور ناقص نہین پس اس بیان کے حاصل نے فصاحت اور اثبات فصاحت کو جمع کیا یعنے اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرتؐ فصیح تھے اور جس کسیکا دہان اور تالوا بھا ترکیب کا ہوگا سخن اوس سے فصاحت ہی کا نکلے گا کیونکہ اس ترکیب کو لازم ہے اور تشدق وہ لسان ہے جسے مذموم اعتبار کیے ہین یہ اوس صورت مین کہ بطریق تکلف اور بناوٹ اور ناحق ہو اور بعضون نے کشادگی دہن سے ہونٹونکی نزدیکی کو مراد رکھا ہے اور مفلج الاسنان یعنے کشادہ دانت آگے کے فی الصراح فلج دانتونکی کشادگی اور حدیث مین آیا ہے اشنب مفلج الثنایا یعنے روشن تر کشادگی ثنایا کی ثنایا سامنے کے دانتونکا نام ہے اور علی مرتضیٰؓ کی حدیث مین آیا ہے جلیع الثنایا حا حطی سے اور جیم سے یعنی روشن اور تابان سامنے کے دانت اور ابن عباس کی حدیث مین آیا ہے کہ کہا تھے حضرتؐ کے کشادہ لب ایسے کہ جب تکلم کرتے دیکھا جاتا کہ گویا نکلتا ہے نور اوس جناب کے آگے کے دو دانتون کی کشادگی سے ورحم اللہ البوصیری حیث قال شعر کانما اللؤلؤ المکنون فی

صَدَفٍ ٭ من معدنی منطق منه و متبسمٖ ٭ ہی لولو خبر مبتداے محذوف ہی تقدیر او سکی کان کلامه اللولو یعنے کلام سرور عالم کا مثل مروارید تھا پوشیدہ کیا ہوا بدل ہے فی صدفٍ سے ور ودو معدن موتی کے غلاف مین جو صدف ہی وہ موتی مکنون سخن اوس جناب کا دو معدن سے تھا جاے نطق اور جاے تبسم من مکان نطق سے مراد زبان ہے اور جاے تبسم سے مراد دو لب حاصل یہ مشابہت دیتا ہے پیغمبر خدا کے کلام کو موتی کے ساتھ جو مستور ہین معدن مین مراد دونون سامنے کی دانتون سے جنکی صفت مین مبلج الثنایا مرقوم ہوا اس شعر مین تشبیہ ہے کانما اللولو المکنون فی صدفٍ یعنے باتین سرور عالم کی گویا کہ مروارید جس طرح پوشیدہ ہو صدف مین من معدنی بدل ہی صدف سے اور معنی اوسکے دو معدن سے سو جاے نطق او جاے تبسم ہے مراد زبان اور دونون لبون سے ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے اوسط کو درمیان کہ تھے ہونٹھ حضرت کے اور مہرو بان احسن اور الطف تمام آدمیون سے اور ایک روایت مین عظیم الاسنان واقع ہوا ہے اور مراد تمامی او درستی اوسکی ہوگی قطعہ دہان پاک سے گرچہ صدف کو کیا نسبت ٭ نہو سکین دُر و ندان سے گرچہ در صدف ٭ ولیک ہین در وندان وہ لولوے مکنون ٭ ہی جنکا معدن روشن دہن بعز و شرف ٭ جو موتی دیکھین تبسم مین تیرے وندان کو ٭ تو غرق آب ہون اور ہو صدف باب خذف

بیان حضرت کے آب دہان مبارک کا

آب دہن اوس سرور کا شفا بخش تھا بیمار ونکا اور دلفگار ونکا اور حدیث اوس جناب کے بسبق کی یعنے تھوک ڈالنے کی علی مرتضیٰ کی آنکھون مین اور اوسی وقت تندرست ہونا اونکا جنگ خیبر کے درمیان مشہور ہے اور لایا گیا ایک روز حضرت کے حضور ایک ڈول پانیکا پس پیا پانی اوس سرور نے اوس ڈول سے اور ڈالا آب دہن اور آب ده اور ڈالا وہ پانی کنوئین مین پس فائح ہوئی اوس سے مشک کی بو اور انس کے گھر مین ایک کنوان تھا ڈالا حضرت نے آب دہن مبارک اپنا اوسمین پس نہ تھا مدینے مین کوئی کنوان شیرین تر اوس سے اور ایک مرتبہ کئی بچے شیر خوار حضرت کے حضور لائے پس ڈالا اوس سرور نے اپنا آب دہن مبارک اونکے منھ مین پس سیراب ہوئے وہ اطفال اور دودھ نہ پیا اونھون نے اوس روز اور ایک روز حضرت امام حسن مجتبے رض بہت پیاسے تھے پس حضرت نے اپنی زبان مبارک

اون کے منہ مین رکھی اور امام رضؓ نے اوسکو چوسا اوس روز تمام دن سیراب تھے اور
یہ سب اوس جناب کے معجزات سے ہین اور امثال اسکے بہت ہین ؛

بیان حضرتؐ کے ہنسنے کا

صحیح بخاری کے درمیان جناب عائشہ صدیقہؓ سے لایا ہے کہ فرمایا صدیقہؓ نے کہ نہ دیکھا مین نے
اوس جناب کے تئین ہنستے اس طور پر کہ دیکھے جاوین لہوات اوس سرورؐ کے اور لہوات بفتحات جمع
لہات ہو معنی ٹکڑا گوشت کا جو حلق کے اوپر دار ہو گرداگرد دہن کا اور ہمیشہ تھے حضرت منبسط الوجہ
دائم البشر اور جو کچھ بعض حدیثون مین آیا ہی کہ ہنسے حضرتؐ یہانتک کہ ظاہر ہوئے نواجذ اوس
جناب کے یعنے پچھلے دانت اور اونکو اضراس عقل کہتے ہین اور ہندی مین عقل ڈاڑھ کہتے ہین کیونکہ
بعد بلوغ کے نکلتے ہین مراد اوس سے مبالغہ ہے حضرت کے ہنسنے کے بیان مین نہ یہ کہ اوسکی حقیقت مراد ہو
اور یہ بات مثل نقش ہوئی ہی شدت ضحک کے بیان مین اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نواجذ سے اس جگہ
انیاب یا اضراس ہے مطلقا یعنے بلا قید نہ یہ کہ اوس اضراس سے مراد ہو جو مخصوص ہے اور اکثر ہنسنا حضرتؐ
کا تبسم تھا اور تبسم یعنے مسکرانا ہنسنے کی ابتدا ہے اور ہنسنا انبساط وجہ ہے یہانتک کہ نمودار ہون دانت
اوس سرورؐ کے اور اگر ہنسنا آواز سے ہو ایسا کہ سنا جاوے دور سے اوسے قہقہہ کہتے ہین اور نہین تو
ضحک کہتے ہین اور اگر اصلا آواز نہو تو اوسے تبسم بولتے ہین فی الصراح تبسم لب شیرین کرنا اور مشہور
دندان سفید کرنا ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے ان تمام حدیثون سے سو یہ ہے کہ
حضرتؐ معظم احوال اور اکثر اوقات مین زیادہ تبسم سے نہین فرماتے تھے اور ہوسکتا ہے کہ کبھی زیادہ تبسم ہے
کرکے حد ضحک تک پہونچائی ہون لیکن قہقہہ ہرگز کبھی نہین اور کراہت کیا گیا ہونا ضحک سے کیا ہی افراط
اور بہت تاکید کرتا ہے درمیان اوسکے کہ اوس سے وقار جاتا ہے اور دل مرتا ہے آنحضرتؐ ابو ہریرہؓ سے لایا ہے
کہ جب ضحک کرتے حضرتؐ روشن ہوتین دیوارین اور پڑتا نور اوس سرورؐ کے دانتون کا دیوارون پہ
جس طرح آفتاب کا پرتو پڑتا ہے اور بکا کرنا یعنے رونا اوس سرورؐ کا بھی جنس ضحک سے تھا بلند نہین ہوتی
تھی آواز لیکن گرتے تھے آنسو آنکھون سے اور سنی جاتی تھی آواز سینہ مبارک کی جس طرح تانبے کا
دیگچہ کھولے جوش مین اور بعض روایتون مین مانند آواز آسیا کے یعنے چکی اور گریہ فرمانا اوس جنابؐ کا
صفت جلال کی تجلی ہونے سے اور امت کی شفقت سے اور میت کے اوپر رحمت کی جہت سے تھا

اور اکثر قرآن کی سننے سے اور کبھی کبھی نماز مین گریہ کرنا اور محفوظ رکھا اللہ تعالی نے اوس سرور کو خمیازے سے خمیازہ جمھائی لینا اور تاریخ بخاری مین ابن ابی شیبہ سے لایا ہے کہ ماتثاوب النبی قط اور بعض روایت مین ماتثاوب نبی قط بھی واقع ہوا ہے یعنے بدون الف لام عہد ذہنی کے یعنے کسی پیغمبر نے جمھائی نہین لی اور حدیث مین آیا ہے کہ تثاوب شیطان سے ہے اور اگر جمھائی غلبہ کرے تو منہ کے تئین دست چپ سے ڈھانپنا چاہیے یا نیچے کے مونٹھ کو دانتون مین دبایا چاہیے اور وہ جو جمھائی لیتے وقت ہا ہا یا آہ آہ کہتے ہین نہایت بد ہے آور کہتے ہین شیطان ہنستا ہے اوسکے منہ پر جو کوئی کرے اوسکو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

بیان حضرت کی آواز مبارک کا

تعریف مین اوسکی یون آیا ہے کہ کان رسول اللہ احسن الناس صوتاً و احلاہم یعنے تھے حضرت بہترین خلق از روے آواز اور کوئی اوس جناب سے شیرین کلام اور خوش آواز نتھا اور اصدق الناس لہجۃً جو وصف کلام مین اوس سرور کے واقع ہوا ہے انھین معنون سے ہے کہ تھی زبان شریف اوس سرور کی راست تر اور درست ترین زبانہا تکلم کرنے مین مخارج حروف سے جیسا کہ چاہیے اور سزاوار ہے اور قادر ہنوا وسپر کوئی ایک او صدق لہجہ یعنی فصاحت آتا ہے اور روایت کی ہے انس رضؓ نے کہ نہین بھجوایا اللہ تعالی نے کسی پیغمبر کو مگر خوش رو اور خوش آواز یہانتک کہ بھجوایا تمھارے پیغمبر کو ایسا پیغمبر کہ سب سے زیادہ خوشرو اور خوش آواز تر سب پیغمبرون سے اور اسی جگہ سے ہے جہان کہین مولوی رومی نے کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے بیت دل مین جس امت کے ہے حق کا مزا ۞ اوسکو ہے صوت پیمبر معجزا ۞ اور پہونچتی تھی آواز مبارک بے تکلف وہان تک جہان نہ پہونچے آواز کسی شخص کی خصوصاً خطبون کے پڑھنے مین جو وعظ اور تخویف اور انذار کے بیان مین پڑھتے ایسی کہ سنتی تھین مستورات اپنے پردون کے درمیان انذار یعنی ڈرانا تخویف خوف سے آیا ہے اور خطبہ پڑھا حضرت نے درمیان منا کے پس کھولے کان تمام لوگون کے اور سناسب نے اپنی اپنی جاے نزول مین اور جتنے لوگ منا کے درمیان تھے سب نے سنا دور سے اور نزدیک سے اور وہ جو ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت خطبہ پڑھتے تھے سنا مین اور امیر المومنین علیؓ حضرت کے آگے تھے اور بیان فرماتے تھے حضرت کے خطبے کو مراد اس سے تفسیر کرنا اور واضح کرنا کلام

کا ہے اور شرح اور بیان اور رفع اشتباہ کرنا اوس سے نہ یہ کہ سخن ناآراستہ اونکا ہو ❊

بیان حضرت کی فصاحت زبان کا

اگرچہ جوامع کلم اور بدائع بیان اور غرائب حکم حضرت سرور عالم کے زیادہ ہین اوپر اسبات کے کہ حساب
فکر کا اور اندیشے کا اوسکے حصر اور احصا کے گرد پھر سکے اور ممکن نہین ہے وصف کیا جانا اوسکا بیان سے
اور بیان کرنا اوسکا زبان سے اور پیدا نہ کیا حضرت خالق نے کسی شخص کو فصیح تر اور شیرین زبان تر
اوس سرور سے ایکبار امیر المومنین عمر بن خطاب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کہین باہر نہین گئے ہمارے
درمیان سے اور نہین سیکھے لوگونمین کہان سے لائے اس تمام غایت فصاحت کے تئین فرمایا لغت یعنے
اصطلاح اسمٰعیل کی محو اور مندرس ہوئی تھی پس لایا اوسے واسطے میرے جبرئیل پس یاد کیا
مین نے اوسکے تئین اور بھی فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنے ادب سکھایا مجھے پروردگار نے اور
نیک کیا میرے ادب کے تئین اور علم عربیت جو تعلق رکھتا ہے زبان عرب سے اور فصاحت اور بلاغت
رکھتا ہے اوسے علم ادب کہتے ہین اور بھی فرمایا کہ مین نشو پانے والا ہوا یعنے بڑھنے والا بنی سعد بن بکر
کے قبیلے مین دایہ اوس جناب کی حلیمہؓ اوسی قبیلے سے تھی اور وہ افصح عرب تھی اور وہ جو کچھ روایت
کی گئی ہے کہ فرمایا انا افصح من نطق بالضاد یعنے مین فصیح تر ہون اوس سے جسنے نطق کیا ضاد سے
اگرچہ محدثون کے تئین اس حدیث کی صحت مین جس اصطلاح مین کہ وہ رکھتے ہین کلام ہے لیکن معنی
اوسکے صحیح ہین اور حاصل اوسکا رجوع کرتا ہے طرف اسبات کے کہ فرمایا مین افصح عرب ہون کیونکہ
یہ حرف یعنے ضاد مخصوص ہے عرب سے اور دوسری زبانون مین نہین اور عرب کے درمیان جس کسی
نے کہ حق اس حرف کے ادا کرنے کا ادا کیا نہین ہے مگر وہ ہے سرور اور مخرج اس حرف کا اضراس
ایمن اور ایسر سے ہے یعنے داہنے اور بائین اضراس سے جسے عقل ڈاڑھ بولتے ہین اور کہا ہے راویون
نے بیان مخرج مے کہ من الایسر ایسر یعنے مخرج ضاد کا دونون ڈاڑھون سے ہے لیکن جانب یسار سے
لطیف تر ہے اور بعض صحابہ عظام دو جانب سے اخراج اوسکا فرماتے ہین یعنے اور اوسے ضاد کا
تکلم فرماتے تھے سرور عالم کلام مین مفصل سطور سے کہ اگر سننے والا چاہتا گن لیتا اوسکے لفظونکو
جدا جدا اور آیا ہے کہ حضرت اعادہ فرماتے ایک کلمے کے تئین تین بار تاکہ سمجھا جاوے اور ظاہر وہ ہے
کہ یہ صورت مقام اہتمام اور احتیاط مین ہوگی اور جہان ابہام اور اشتباہ کی جگہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ ہو

ہر بات مین یعنے وہ ہے تکرار کلمہ اللہ اعلم اور خصائص کلام محمدی سے ہے یہ بات کہ فرمایا اوتیت جوامع الکلم واختصر لی الکلام اور مراد جوامع الکلم سے وہ کلمات ہین جو نہایت اختصار مین بہت سے معنونکے شامل ہون اور علماے متسطی نے اس کلمات کے تئین مقدار اپنے وسع اور طاقت کے جمع کیا ہے اور اونھون نے اپنی کتابون اور دفترونکو اوس سے موشح اور مزین یعنے حاشیہ کیا گیا اور زینت دیا گیا کیا ہے اور مکاتیب اور فرمانون کو جو اوس سرور نے ملوک اور امراے وقت کو بھجوائے اور ہر ایک قوم کے ساتھ اونکی زبان مین تکلم فرمایا تھا بھی اونھون نے جمع کیا ہے اور اونکی شرح اور تفسیر کی ہے مؤلف کہتا ہے اور مدار اس کتاب کا لفظ فارسی پر ہے اور مقتصر ہے حضرت کے حلیۂ شریف کے بیان پر اس جہت سے لانا اون مکاتیب وغیرہ کا نہوا لیکن بعض اوس کلمات سے جو اوس جناب کے حلیۂ کمال اور زینت جمال کے حکم مین ہین اس تصور اور مراقبہ سے کہ نکلنا اوس کلمات طیبات کا دہان اور زبان مبارک سے ہے یہان ذکر کیا گیا بیت سخن سنا دہان یار سے لطف وبالا ہے نہین تو اوس ذہن سے ہو جو اوسکا سننے والا ہے ✽ اول حدیث الاعمال بالنیات ہے کہ وہ اصل عظیم ہے اصول دین سے اور جامع ترین اور مفید ترین احدیثون سے ہے اور بعضون نے اوسے ثلث علم دین کہا ہے اس اعتبار سے کہ دین کیا ہے قول اور عمل اور نیت ہے اور بعضون نے نصف علم کہا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم ہین اعمال قلب یعنے وے کام جو علاقہ دل سے رکھین دوم اعمال جوارح جو علاقہ رکھتے ہین ہاتھ پاؤن وغیرہ سے اور نیت بزرگ ترین اعمال قلب سے ہے پس عمل متعلق اوس نصف علم سے ہوگا بلکہ اعظم النصفین اور نیت اصل ہے تمامی اعمال قلبیہ اور قالبیہ سے اور مدار ہے نیت تمامی طاعتون اور عبادتون کی اور اس اعتبار سے اگر مبالغے کی راہ چلین اور تمام علم کہین تو بھی درست پڑیگا ۲ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ۳ المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ ۴ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ۵ الدین النصیحۃ ۶ البلاء موکل بالمنطق ۷ المجالس بالامانۃ ۸ المستشار مؤتمن ۹ ترک الشر صدقۃ ۱۰ الحیاء خیر کلہ ۱۱ فضل العلم خیر من فضل العبادۃ ۱۲ الصحۃ والفراغ نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس ۱۴ من غشنا فلیس منا ۱۴ الدال علی الخیر کفاعلہ ۱۵ احبک الشیء یعمی ویصم ۱۶ المرء مع من احب ۱۷ لا ترفع عصاک عن اہلک ۱۸ خیرکم خیرکم لاہلہ ۱۹ من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۲۰ زر غبا تزدد حبا ۲۱

الخلق الشئی یفسد العمل کما یفسد الخل العسل ۲۲ ایاکم وخضراء الدمن ۲۳ لن یشاد الدین احد الا غلبہ ۲۴
الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت ۲۵ والعاجز من اتبع نفسہ وتمنی علی اللہ ۲۶ لیس الشدید
من غلب الناس انما الشدید من غلب نفسہ ۲۷ الشتاء ربیع المؤمن ۲۸ القناعۃ کنز لا یفنی ۲۹
الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ ۳۰ والتودد الی الناس نصف العقل ۳۱ وحسن السوال نصف
العلم ۳۲ لا عقل کالتدبیر ۳۳ ولا ورع کالکف ۳۴ ولا حسب کحسن الخلق ۳۵ الرضاع یغیر الطباع
۳۶ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ۳۷ ولا دین لمن لا عہد لہ ۳۸ جمال الرجل فصاحۃ لسانہ ۳۹
لا فقر اشد من الجہل ۴۰ ولا مال اعز من العقل ۴۱ ما جمع شئی الی شئی احسن من حلم الی علم ۴۲
کن فی الدنیا کانک غریب او کعابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور ۴۳ العفو لا یزید العبد
الا عزا ۴۴ التواضع لا یزید الا رفعۃ ۴۵ ما نقص مال من صدقۃ ۴۶ کنوز البر کتمان المصائب ۴۷
لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک ہر ایک اس کلمات سے ایک ایک گنج ہے ایسا گنج
کہ مشتمل اوپر عجائب اور غرائب اوپر دین کے اور دنیا کے اور ہر ایک قاعدہ ہے متضمن دنیا اور
آخرت کی سعادتون کا اور امثال اونکے بہت اور بے اندازہ ہین جو کچھ بالفعل نظر مین آئے یہ تھے
اور ہر ایک کا شرح وبیان ہے ایسا کہ اگر وہ ذکر کیا جاوے دفترون مین نہ سمائے اور حدیث الدین
النصیحۃ مشتمل ہے اوپر تمام علوم اولین وآخرین کے اگر جہان کے عالم جمع ہون اور اس حدیث کی شرح مین
زبان کھولین ایک جز سے اوسکے بسر نہ آوین اور جو کچھ کہین اپنے حوصلۂ دانش اور اندازۂ علم کی مقدار
کہین طرف ایک نموذج اوسکی کے اشارت فارسی رسالے کے درمیان کی گئی ہے وہان دیکھا چاہیے

بیان حضرت کے سر مبارک کا

ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الہامہ یعنے تھے حضرت
بزرگ سر اور بزرگی سر کی دلالت کرتی ہے اوپر وفور عقل اور جودت فکر کے قوت دماغ اور اوسکی کثرت
کی جہت سے کہ وہ محل جوہر عقل ہے یعنے اوٹھانے والی ہے قوت دماغ عقل کے جوہر کی اور مراد
اوس سے یعنے بزرگ سر سے نفی چھوٹاپے اور حقارت راس کی ہے اور ہونا اعتدال کا رعایت کیا گیا
ہے تمام اعضا اور جوارح شریف مین اوس جناب کے جس طرح پہلے اشارت طرف اسبات کے واقع
ہوئی اور یہ قاعدہ کلیہ ہے سب جگہہ نگاہ رکھا چاہیے

بیان حضرت صلعم کے موی مبارک کا

قتادہ رضہ نے کہا پوچھا مینے انس رضہ سے کہ کیسے تھے مو حضرت صلعم کے کہا تھے موے شریف حضرت صلعم کے رجل اور رجل بالفتح را و کسر او رسکون اور فتح جیم سے بھی آیا ہے بمعنی موی سبط و قطط سبط حرکت و سکون مین مثل رجل بمعنی وہ بال جو نرم ہو لٹکا ہوا اور قطط بفتح قاف و کسر و فتح طا وہ مو جو بل کھایا ہوا اور پیچیدہ ہو حبشیون کے بالون کی طرح کہ جنکو جھنگلہ کہتے ہین اور ہندی مین بل کھائے ہوے بال گھونگر یالے بال کہلاتے ہین اور بعض حدیثونمین آیا ہے کہ مو حضرت رسول اللہ کے جعد تھے لیکن وہ جعد نہین تھے جو جعد کہلاتے ہین بلکہ جعد قطط سے تھے اور جعد بروزن رعد اوس بال کو کہتے ہین جو پیچ کھایا ہوا ہو اور نرم ہو اور لٹکا ہوا نہو ضد سبط اور قطط وہ جو بہت مجعد ہو اور بعضی روایتونمین جعد کی نفی کی ہے اور مراد جعد سے شدید الجعودہ رکھی ہے فی الصراح جعد بمعنی مرغول اور قطط بمعنی سخت اور سبط لٹکے ہوئے موئیں پس موے مبارک سرور عالم کے نہ سبط تھے نہ قطط بلکہ بین بین تھے اور اوسکو بھی رجل کہتے ہین اور کبھی جعد یعنے نرم لٹکے ہوے اور پیچ کھائے ہوئے تھے اور درازی اوس جناب کے موی شریف کی میان گوش اور دوش تک تھی اور ایک روایت مین یہ کہ گوش تک اور ایک روایت مین نرمہ گوش تک یعنے کان کی لو تک اور ایک روایت مین دوش تک اور ایک روایت مین نزدیک دوش تک اور وجہ جمع درمیان ان روایتون کی وہ ہے کہ یہ سب گھٹتی اور بڑھتی بالون کی باعث باختلاف احوال و اوقات ہے جس وقت تیل ملتے تھے اور کنگھی کرتے تھے بال دراز رہتے تھے اور نہین تو کوتاہ تھے یا یہ کہ بال اوگنے کی جہت سے حجامت کے بعد کہ بتدریج بڑھتے آتے یہانتک کہ اس مرتبے کو پہونچتے اور مواہب لدنیہ کے درمیان کہا ہے اور مجمع البحار مین بھی موافق اوسی کے لایا ہے کہ جب تغافل واقع ہوتا بال گھٹانے سے تب دراز ہوتے اور جب قصر فرماتے یعنے بالونکو گھٹاتے تب کوتاہ ہوتے اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم بالونکو قصر فرماتے تھے لیکن حلق یعنے مونڈنا خود کہتے ہین سواے حج اور عمرے کے درمیان نہ تھا یعنے حلق موحج اور عمرے مین ہی فرماتے تھے اور قصر کرنے کی روایت اس دو جگہ کے سوا نہین پائی گئی اور اصفہانی کی روایت مین آیا ہے کہ جب سرور عالم صلعم مکے مین تشریف لائے تب اوس جناب کے سر مبارک مین چار گیسو تھے گوندھے ہوئے اور سر مین بال رکھنا سنت ہے اور اسی طرح تھی عادت عرب کی زمان قدیم مین لیکن چاہیے کہ تفقد کرین یعنے خبرگیری

بالون کی تیل ملنے سے اور کنگھی کرنے سے اور حضرت بہت فرماتے تھے اسکے تئین یعنے کنگھی وغیرہ او جسیا
کسیکو ژولیدہ سر یعنے بکھرے ہوئے بال اور ابتر ہو دیکھتے کراہت فرماتے اور فرماتے کبھی نظر
آتا ہے کوئی ایک تم مین سے گویا شیطان ہے اور جس کسیکو دیکھتے کہ بہت تکلف کرتا ہے بال بنانے
مین اور سنوارنے مین اوسکے اوسے بھی مکروہ رکھتے اور توسط یعنے بین بین سب حال مین چھوڑتے
اور جو کوئی بالونکو تفقد نہ کرسکے مونڈنا اوس سے بہتر ہے اور امیر المومنین علی سے آیا ہے کہ فرمایا
کہ دشمن رکھا مین نے موے سر کے تئین جب سے کہ سنا مینے رسول خدا سے کہ ہر بال کی جڑ مین جنابت
ہے آور اب مونڈنا بالون کا متعارف اس زمانے والون کا ہوا ہے خاص سے عام تک خصوصًا
مشائخ اور زہاد اور عباد جمع عابد ظاہرا یہ بمقدوری اور بالون کی خبر گیری پر فرصت نہ پانے کی
جہت سے ہے ولیکن سنت وہی ہے جو کچھ مذکور ہوا اور ابن عباس رض کی حدیث مین آیا ہے
کہ حضرت سدل فرماتے تھے بالون کے تئین اور مشرکین فرق کرتے تھے اپنے سرون کے تئین
اور اہل کتاب مراد جھودسے ہے سدل کرتے تھے مراد سدل سے لٹکانا بالون کا پیشانی کی اطراف
پر اور فرق سے مراد جدا کرنا بالون کا آپس مین ایسا کہ موذار ہو درمیان اونکے لکیر جیسے مفرق کہتے
ہین یعنی تارک سر اور ہندی مین اوسے مانگ کہتے ہین اور حضرت دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی
موافقت کے تئین یعنے سدل کے تئین موافقت اوس چیز مین جسمین امر نہین آتا تھا جناب احدیت سے بعد اسکے
یعنے سدل کے بعد اوس جناب نے فرق فرمایا پس کہا ہے کہ فرق سنت ہوگا کیونکہ حضرت نے
رجوع کی سدل سے طرف فرق کے ظاہر یہ ہے کہ حضرت امر کیے گئے طرف اوسکے پس سدل
منسوخ ہوگا اور احتمال رکھتا ہے کہ اختیار کرنا فرق کا اجتہاد کی جہت سے ہے ایسا اجتہاد جو
رونما ہوا اوس جناب کے تئین اہل کتاب کی مخالفت مین کیونکہ موافقت کرنا اونکی دلجوئی کے
ارادے سے تھا اور جب بے نیاز کیا اللہ تعالی نے اوس سرور کو اون سے ترک فرمایا اونکی
موافقت کے تئین اور بالجملہ سدل اور فرق دونون جائز ہین اور دونون مین احب اور افضل
فرق ہے کذا قالوا یعنے محدثون نے اسی طرح کہا ہے آور مختار یعنے روئیہ رایج اور مذہب وہ
ہے کہ رکھتے تھے حضرت بالون کو بحال خود آور اگر بال آپ سے متفرق ہوتے تو فرق فرماتے
تھے اور نہین چھوڑتے تھے واللہ اعلم۔

بیان حضرت صلے کے خضاب کا

اختلاف کیا ہے عالمون نے کہ حضرت صلعم رسول نے خضاب باندھا ہے یا نہین اکثر اسبات پر ہین
کہ نہین اور مذہب محمد ثون کا یہی ہے کیونکہ نہین پہونچا تھا بڑھاپا اوس حضرت کا خضاب کی حد تک
تئین اور تمام سر مین اور لحیہ مبارک مین یعنے ڈاڑھی مین چودہ یا سترہ یا اٹھارہ مو سپید تھے
نوبت یہان تک نہین پہونچی تھی اور جب اوہان فرماتے تھے یعنے چکنائی تب پوشیدہ ہوتی تھی
علامت پیری اور نمایان نہین ہوتی تھی اور کہا انس رضی نے کہ تھے لحیہ مبارک مین اوس جناب
کی کئی مو سپید اور جو چاہتا مین گنتا تھا کئی بال سر مبارک کے درمیان اور کہا خضاب نہین باندھا
حضرت صلعم نے اور جو کچھ مروی ہے کہ باہر لایا انس رضی حضرت کے بالون کو جو اوسکے نزدیک تھے
خضاب کیے ہوے کہا ہے راویون نے کہ وہ مخضوب نہ تھے بلکہ ممزوج اور مخلوط تھے یعنے
ملے ہوے خوشبوئیون سے اور ایسے معلوم ہوتے تھے گویا مخضوب ہین یا یہ کہ انس رضی نے ان
بالون کو خضاب کرکے رکھا تھا تاکہ محکم ہون اور مدت تک رہین اور ایسا ہی ہے کلام ام سلمہ
کی حدیث مین کذا قیل اور مواہب مین صحیحین سے ابن عمر سے لایا ہے کہ دیکھا یعنے ابن عمر رضی نے
کہ رنگ فرمایا حضرت صلعم نے صفرہ سے اور کہا ہے مراد اوس سے زعفران ہے مولف کہتا ہے
اور مین نے شیخ اجل عبد الوہاب متقی سے سنا کہ کہتا تھا کہ یہ خضاب نہ تھا کیونکہ موے شریف سیاہ
تھے اور سیاہ بال رنگ نہین قبول کرتے بلکہ مقصود اس زردی سے تنقیہ اور تنظیف تھا یعنے
پاکیزگی کہ اوس سے دھوتے تھے اور پاک فرماتے تھے یا رب مگر وہ کئی موے شریف جو سفید
تھے اوس سے رنگ پکڑتے ہونگے اگر یہ خضاب وقت پیری مین ہوتا پس صحیح کرا اور نووی سے
نقل کرتے ہین کہ کہا یعنے نووی نے کہ مختار وہ ہے کہ رنگ فرمایا کسی وقت اور ترک فرمایا اکثر
اوقات پس خبر دی ہر کسی نے اوپر اوس بات کے جو کچھ دیکھا اور ہر ایک صادق ہے اور کہا یہ تاویل
متعین ہے کیونکہ حدیث ابن عمر کی صحیحین مین ہے اور ممکن نہین ترک کرنا اوسکا اور نہین اوسکو
تاویل اور جان کہ بعضے عالمون نے عدم شیب مین حضرت صلعم کے ساتھ اسکی کہ سن مبارک
محتمل یعنے گمان کی گئی اور متحمل یعنے اوٹھانے والے اوسکے یعنے شیب کے جسے بڑھاپا کہتے
ہین تھی ایک وجہ کہی ہے یعنے اوسی عدم شیب مین کہ مستورات مکروہ رکھتی ہین پیری کے تئین

اکثر اور جو کوئی مکروہ جانے رسول خدا صلعم سے ستا چیز کے تئین کافر ہوا اور متعدد روایتون مین انس رض سے آیا ہے کہ شیب کے تئین اسجگہ عیب رکھا ہے اور کہا ہے ماشانہ اللہ بالشیب یعنے اللہ تعالے نے اوس سرور کو شیب کی شان نہین دی اور کہا ہے کہ عجب ہے انس رض سے کہ یون کہا اور حال یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ شیب نور ہے اور وقار ہے اور شیب مدح کیا گیا ہے پیغمبر کی زبان سے اور کہتے ہین کہ جب انس رض نے مبالغہ حضرت کے خضاب کرنے مین اور تغیر دینے مین شیب کے دیکھا جس طرح ابو قحافہ ابو بکر صدیق رض کے والد کے تئین دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی اونکی تمام سپید ہو گئی ہے مکروہ رکھا اوسکے تئین اور رکھا تغیر دینا شیب کے تئین شیخ سعی پس جب انس رض نے یہ حدیث شیب کے عیب پہ نہین سمجھی اور دوسری حدیث کے تئین نہ سنا یا یہ کہ خیال کیا کہ وہ حدیث منسوخ ہے حکم کیا اوپر اوس بات کے جو کچھ کیا کذا فی المواہب اللدنیہ مؤلف نے کہا شک نہین کہ شباب قوت اور قدرت اور مہابت کی حیثیت سے امداے دین کی آنکھون مین کمال ہے ایسا کہ تقویت دین اور اظہار شوکت اسلام مین ایک دخل کامل رکھتا ہے خصوصاً پیغمبر خدا کے زمانے مین کہ جہاد خدا کی راہ مین اور غزا کرنا کفار کے ساتھ اوس زمانے مین اغلب اور وافر تر تھا حکمت بالغۂ الٰہی نے اقتضا اسبات کا کیا کہ اپنے حبیب کو شیب سے جو صورت ناتوانی اور عجز مین ہے معلوم ہو موسوم نہ فرمایا اور ترغیب فرمانا حضرت کا اصحاب کے تئین اور اجازت دینا خضاب باندھنے مین جو تشبیہ اہل شباب سے رکھتا ہے بھی اسی غرض کے واسطے تھا اور پیدا ہونا شیب کا اور ظاہر اور حادث ہونا اوسکا کئی بالون کر کے خوف کی جہت سے تھا جیسا کہ فرمایا شیبتنی سورۃ ہود والواقعہ والمرسلات وعم یتساءلون واذا الشمس کورت یعنے پیر کیا مجھکو سورۂ ہود نے اور سورۂ واقعہ نے اور سورۂ مرسلات اور عم یتساءلون نے اور اوس قدر اوس جناب کو شیب نتھا کہ صورت شباب مین کچھ خلل اور فتور راہ پاوے اور شباب ساتھ ہوتے مشیب اور وقار کے منافات نہین رکھتا جس طرح خلیل پر واسطے تمیز یعنے فرق کرنے کے لیے درمیان اونکے اور اسحاق ع کے جو اونکے فرزند تھے اللہ تعالی نے شیب کو بھجوایا کہا خلیل ع نے ماہذا یا رب یعنے اے پروردگار یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے کہ ہذا وقار یعنے یہ وقار ہے کہا خلیل ع نے رب زدنی وقاراً یعنے اے

پروردگار زیادہ کر میرے تئین وقار نا فہم وباللہ التوفیق

بیان حضرت ؐ کے محاسن شریف کا

قطعہ محاسن کے بیان مین گر مراکلک ۔ نبی کے فیض سے دُر ریز ہووے ۔ کرے مشاطہ سان
آرایش ایسی ۔ کہ بال ہی بال گج موتی پروئے ۔ ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کان رسول اللہ
کث اللحیہ یعنے تھے حضرت کی محاسن شریف بہت گھنی اور پر انبوہ بالون سے اور کث لغت
مین بمعنی کثیف ہے ضد لطیف کہا جاتا ہے یعنے مقولہ عرب ہے رجل کث اللحیۃ اور کثیف
اللحیہ اور لحیۃ کثۃ اور قاضی عیاض نے شفا کے درمیان کہا ہے کث اللحیہ یملا صدرہ یعنے
مراد انبوہ ریش وہ ہے جسکی چھاتی ڈھنپ جاوے ریش سے اور حضرت ؐ کے لحیہ شریف
کے طول کی مقدار معین کتابون مین نظر نہین آتی وظائف النبی کے درمیان کہتا ہے کہ
لحیہ اوس جناب کی چار اونگل تھی طبعًا یعنے اتنی ہی مقدار تھی از روے خلقت کے کہ دراز
اور کم نہین ہوتی تھی اور کوئی سند او پر اس بات کے پائی نہین جاتی اور ارسال کرنا ریش کا موجب
حسن وجمال معلوم ہوتا ہے خصوصًا جسکی ڈاڑھی گھنی ہو واللہ اعلم اور بھی یہ بات یعنے یہ کہ محاسن
مبارک چار انگشت تھی مخالف اوس بات کے ہے جو شفا سے مذکور ہوا ہے یعنے معنی کث اللحیہ کے
جو کتاب شفا سے مذکور ہوئی یہ بات اوسکے مخالف ہے اور منافی ہے اوس چیز کی جو حدیث
ترمذی مین آیا ہے کہ حضرت ؐ پکڑتے اپنی لحیہ مبارک کو طول اور عرض سے اور قطع کرتے تھے
شارب کے تئین یعنے موچھہ کے تئین اور فرماتے تھے کہ جو کوئی قطع نکرے سبلت کے تئین وہ ہمارا
نہین سبلت بمعنی شارب مذکور اور صحیحین مین آیا ہے کہ فرمایا مخالفت کرو مشرکون کی اور ایک
روایت مین یہ کہ مجوس کی اور پست کرو اور بڑھاؤ ڈاڑھیون کے تئین اور پست کرو اور مبالغہ کرو
لینے مین سبلتون کے اور امامیہ کا مذہب سبلت کے لینے مین مختلف ہے اور ادنی یہ ہے کہ اطراف
لبون کا ظاہر ہوئے اور مونڈنا اوسکا بدعت ہے اور بعضون کے نزدیک سنت ہے اور
ابو حنیفہ کے نزدیک احفا ہے اور احفا وہ جو بیخ سے سبلت کو لیوین لیکن حدیث مین آیا ہے
کہ لیا ہے حضرت ؐ نے اپنی سبات کے تئین اوپر مسواک کے اور یہ بات بظاہر احفا سے
منافات رکھتی ہے کذا قیل یعنے جس طرح کہا گیا اور یہ یعنے وہ ہے لینا سبات کا کسی ایک تو

تھا اور اغلب اوقات احفا ہوگا اور مشہور ہمارے مذہب مین یہ ہے یعنے سنت وجماعت
کی یہ کہ مقدار ابرو رکھین لیکن یہ واسطے اون لوگون کے ہے جو غزا کرنے والے نہین ہین لیکن
غزا کرنے والون کو مستحب دراز کرنا شارب کا ہے تاکہ دشمنون کی آنکھون مین ہیبت نظر آوین
لیکن وہ دراز کرنا اتنا نہین کہ لبون کے اطراف کو ڈھانپ دے کذا فی مطالب المومنین نقلاً
عن الذخیرہ یعنے اسی طرح مطالب المومنین مین از روے نقل کے ذخیرہ سے اور مضائقہ نہین
ہے سبال کے چھوڑنے سے یعنے اطراف شارب اور کہا ہے کہ امیر المومنین عمر رضا اور اور صحابی
سبال چھوڑتے تھے کیونکہ اوس سے دہن پوشیدہ نہین ہوتا اور رکھنا او سمین نہین اٹکتا اور مونڈنے
اور چھوڑنے مین زیر لب کے بالون کے جسے عنفقہ کہتے ہین بھی اختلاف ہے اور افضل اوسکا
چھوڑنا ہے لیکن عنفقہ کے طرفین کے مونڈانے مین مضائقہ نہین ہے اور ڈاڑھی کے بڑھانے
کی حد مین بھی اختلاف ہے مشہور مذہب حنفی مین چار اونگل ہے اور ظاہر وہ ہے کہ مراد وہ
ہے کہ اس سے کم نکیا چاہیے لیکن روایتون مین آیا ہے کہ واجب ہے قطع کرنا زیادہ اوپر اوسکے
یعنے چار انگشت سے اور کہا ہے کہ علما اور مشائخ اگر زیادہ اوپر اوسکے چھوڑین تو بھی درست
ہے اور ابن عمر رضا سے لاتے ہین کہ پکڑتے تھے اپنی ڈاڑھی کو اپنے قبضۂ دست مین پس جو کچھ
زیادہ ہوتی مٹھی سے اوسے لیتے تھے اور یہ حدیث صحیح بخاری کے درمیان کتاب اللباس
کے آخر مین مذکور ہے لیکن ان لفظون سے کہ کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ
یعنے تھے ابن عمر رضا کہ جس وقت حج یا عمرہ کرتے اوس وقت مٹھی مین پکڑتے اپنی ڈاڑھی کو پس جو کچھ
زائد ہوتا لیتے تھے اوسکو اور پھیر نافع سے ابن عمر کی حدیث سے لاتا ہے کہ قال قال رسول اللہؐ
انھکوا الشوارب واعفوا اللحی یعنے مبالغہ کرو تم قطع کرنے مین سبلتون کے اور چھوڑ دو ڈاڑھیون کو
بحال خود اور تعرض مت کرو اوپر اوسکے کذا فصح الشارحون یعنے اسکے شرح کرنے والون نے
ایسی ہی تفسیر کی ہے پھیر اشکال لائے ہین کہ جب اعفا لحی مامور بہ ہے یعنے چھوڑنا ڈاڑھی
کا تو پھر کیون قصر کرتے تھے ابن عمر ساتھ اسکے کہ راوی اس حدیث کے آپ ہی ہین اور جواب
دیا ہے کہ قصر کرنا ابن عمر سے مخصوص حج اور عمرے مین تھا اور نہی کیا گیا قصر کرنا اوسکا ہے جیسا
فعل اہل عجم کا ہے اور عادت اہل سلف کی اسباب مین مختلف تھی روایت کرتے ہین کہ محاسن

امیر المومنین علی کی پڑ کرتی تھی اوس جناب کے سینے کے تئین اور اسی طرح امیر المومنین عمر رضا اور عثمان رضا کی محاسن کے بیان مین لکھا ہے اور لکھا ہے کہ کان الشیخ محی الدین عبد القادر طویل اللحیہ وعریضہا یعنے تھے شیخ محی الدین رضہ کی ڈاڑھی دراز اور پہن دار ✣

بیان حضرت کے عانے کا

عانہ موسے زہار کو کہتے ہین بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ مونڈاتے تھے اور بعض مین یہ کہ نورہ فرماتے تھے اور دونون جانب کی حدیث ضعیف ہے یعنے مونڈانا اور نورہ کرنا اور مونڈانے کی حدیث ضعیف تر ہے اور حضرت کبھی حمام مین داخل نہین ہوے اور نہین دیکھا حمام کو اور ظاہر ہونا حمام کا بعد اوس سرور کی رحلت کے عجم کے شہرون کے فتح کے بعد ہوا ہے ولیکن اوس سرور نے خبر دی تھی اوپر موجود ہونے حمام کے اور نہی فرمائی اوس جناب نے مستورات کے تئین حمام مین جانے سے مگر کچھ ضرورت ہو اور علاج کے واسطے ہو تو اور حضرت قصر فرماتے تھے شوارب کے تئین اور اظفار کے تئین یعنے ناخونکو جمعے کے روز اور بعضی روایتون مین پنجشنبے کو اور اظفار کے قلم کرنے کی کیفیت مین کچھ ثابت نہین ہوا لیکن اس قدر آیا ہے کہ شروع فرماتے تھے سبابہ مینی سے نام ہے انگشت شہادت کا اور ختم فرماتے تھے ابہام پر ابہام انگوٹھا اور نظم مین جو منسوب ہے امیر المومنین علی رضہ سے آیا ہے **شعر** قلموا الاظفار بالسنتہ والادب ✣ یوم الخمیس خواسب او خسب ✣ **قطعہ** عجب ناخن تھے وہ رشک ہلالی ✣ عروج اور کاست مین وحشت سے خالی ✣ وے کب ہو بلال اونسے مقابل ✣ کہ تھے وہ پنجہ مرجان کے شامل ✣ اگر لوگ اوسکو ناگہ دیکھ پاوین ✣ تو اک مہ بعد اونگلی سے بتاوین ✣ وہ اک مہ بعد اپنا روپ بدلے ✣ یہ اک ہفتے مین دورہ ماہ نکلے ✣ غرض خیر البشر تقلیم اظفار ✣ تھے پنجشنبے کو کرتے اے نکو کار ✣ اور جدا نہین ہوتی تھی اوس سرور سے مسواک اور کنگھی اور جب تیل ملتے اور کنگھی کرتے محاسن شریف کو تب نظر فرماتے آئینے مین اپنے جمال مبارک کے تئین اور الحق آئینہ دیکھنا اوسیکو سزاوار ہے کہ جمال جہان آرا اوسکا مطلع انوار الٰہی اور مظہر اسرار نامتناہی ہے **قطعہ** اے خورشید تابان ترے حسن سے ✣ ذرا آرسی کو جدائی نہین ✣ ہے منظور خاطر تجلی حسن ✣ خدا بین تجھے خود نمائی نہین ✣ صلی اللہ علیہ وآلہ علی قدر حسنہ وجمالہ

بیان حضرت کی گردن مبارک کا

ابن ابی ہالہ کی حدیث میں آیا ہے کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ یعنے تھی گردن حضرت کی
دمیہ کی گردن کے مانند روپے کی صفائی میں دمیہ بالضم معنی بت جو تراشا ہوا ہو یا تھی دانت کا
کذا فی النہایہ اور قاموس میں دمیہ معنی بت تراشا ہوا رخام سے رخام سنگ سپید نرم کو کہتے ہیں
اگرچہ تشبیہ دیتے ہیں اوس جناب کی گردن کو صنم کی گردن سے تحاشی رونما ہوتا ہے لیکن آرائش کی
جو کرتے ہیں صنعت میں اوسکی مبالغہ کرتے ہیں اسلیے حسن میں اوسکی تشبیہ ساتھ اوسکے دی کذا فی
النہایہ اور حاشیہ شمائل کے درمیان لکھا ہے الدمیۃ الغزال یعنے دمیہ غزال کو کہتے ہیں اور بعضے
حاشیہ میں دمیہ معنی ہرن کا بچہ لیکن لغت کی کتابوں میں یہ معنی پائے نہیں گئے واللہ اعلم اور کہنا
اوسکا فی صفاء الفضۃ ظاہر عبارت اس حدیث کی وہ ہے کہ یہ صفت گردن کی ہے اور دوسری
حدیث سے جو مواہب میں لایا ہے کہ قال ابو ہریرۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض
کانما صنع من فضۃ یعنے تھے حضرت ایسے سپید گویا کہ صنعت پائے ہوے تھے نقرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفت علحدہ ہے اوس سرور کی صفات سے

بیان حضرت کے منکب کا

منکب بروزن منزل معنی مجمع سر شانہ اور بازو اور صراح میں منکب معنی بن بازو اور شانہ اور وصف
میں اوسکے واقع ہوا ہے بعید ما بین المنکبین یعنے دور اوس مسافت کا جو درمیان دو منکب کے ہے
اور بعید کو بصیغہ تصغیر بھی پڑھا ہے اور بعضوں نے اسکی تفسیر عریض الصدر کر کے کی ہے اور عرض سینے
کا ایک صفت علحدہ ہے جو واقع ہوئی ہے اور عریض الصدر بعید ما بین المنکبین اور یہ دونوں صفت
لازم یکدگر ہیں اور یہ دونوں وصف متعلق ہیں ساتھ دو عضو کے اسی واسطے جدا جدا انکو ذکر کیا ہے
اور رحب الصدر بھی آیا ہے بمعنی کشادگی سینہ مخصوص ہے کہ داخل حلیہ و صورت ظاہر ہے لیکن
صدر معنوی کہ آیۂ کریمہ الم نشرح لک صدرک اشارت طرف اوسکے ہے ایک مقام عالی ہے ایسا
کہ تمام و کمال اوسکا مخصوص اوسی سرور کی ذات سے ہے اور اوس جناب کے غیر کے تئیں تمامی
اولیا کو جس قدر کہ وے اتباع اور اقتدا اوس جناب سے رکھتے ہیں اوس اندازے پر حاصل
ہے اور ذکر اوسکا یعنے اوسی انشراح صدر کا اگر خدا چاہے ابواب اخلاق کے درمیان آویگا
اور مواہب کے درمیان حضرت کے قلب مطہر منور کا بھی ذکر کیا ہے اور بعضی روایتوں میں عظیم

مشاش المنکبین والکتد بھی آیا ہے اور کتد بروزن عمل بمعنی مجمع کتفین آور مشاش بروزن الاغ بمعنی رؤس عظام یعنے ہڈیون کے سر آور بھی آیا ہے سوا البطن والصدر بمعنی برابر شکم اور سینہ یعنے حضرت کا سینہ اور شکم ہموار تھا ایسا کہ نہ سینہ شکم سے بلند تھا اور نہ شکم سینے سے آور ابی ہریرہ کی حدیث مین مفاض البطن واقع ہوا ہے اور تفسیر کی ہے اوسکی واسع البطن کرکے جو لازم عریض الصدر ہے اور بعضون نے تفسیر کی ہے مفاض البطن کی مستوی البطن مع الصدر کرکے اور وصف کی ابن ہانی نے اوس جناب کے شکم مطہر کی اور کہا ہے کہ دیکھا مینے رسول خدا کے شکم کے تئین گویا کہ قرطاس ہے یعنے سفید کاغذ ایسے کہ برہم رکھے ہوے اور تہ کیے ہوے ہین ایک دوسرے پر اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی حدیث مین آیا ہے ذو مسربہ یعنے حضرت صاحب مسربہ تھے بمعنی سیلی شکم کی آور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین دقیق المسربہ آیا ہے اور تفسیر کی ہے مسربہ کی اون بالون کرکے جو سینے کے اوپر سے ناف تک ہون اور باریک ہون آور اسی واسطے تعبیر کی گئی اوسکی خیط کرکے جو بمعنی دھاگا ہے اور قضیب کرکے جو بمعنی شاخ ہے فی الصراح مسربہ بالضم راہ وہ بال جو نھنے نھنے درمیان سینے کے اور ناف کے ہون ظاہر اشتقاق اوسکا سرب سے ہے بمعنی راہ اور اوس جناب کے سینے اور شکم پر سوا ان بالون کے اور نتھے لہذا اسی حدیث مین کہا ہے کہ عاری الثدیین والبطن سوی ذلک یعنے برہنہ بالون سے دونون پستان اور شکم سوا اوس مسربہ کے جو مذکور ہوا اور کہا ہے اشعر الذراعین والساعدین والمنکبین واعالی الصدر والساقین یعنے حضرت کے دونون ذراع مودار تھے اور دونون ساعد اور دونون دوش اور بلندی سینے کی اور پنڈلیان اور وہ جو وصف شریف مین اجرد واقع ہوا ہے بمعنی برہنہ بالونسے یہ اجرد اشعر کے مقابل مین ہے جو بمعنی تمام بدن بالون سے بھرا ہوا ہوئے

بیان حضرت کی بغلون کا

بغلین اوس جناب کی سفید تھین جس طرح سارا بدن طبری نے کہا ہے کہ یہ اوس سرور کے خصائص سے ہے کیونکہ بغلین تمام لوگون کی بدرنگ ہوتی ہین اور اونکا لون کالا ہوتی ہے مگر اوس جناب کی بغلین آور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور زیادہ کیا ہے اسپر یہ کہ بال بھی نہ تھے ولیکن کلام کیا ہے بعضے لوگون نے اسجگہ کہ یہ ثابت نہین ہوا اور بغلون کی سپیدی سے لازم نہین آتا کہ بال نہون

اور بعض حدیثون مین بنفت ابطیہ بھی آیا ہے یعنے اوکھاڑتا کرتا ہے وہ اپنی بغلون کے بالونکو اور خدا
دانا تر ہے اور بعضی حدیثون مین عفرۃ ابطیہ واقع ہوا ہے اور عفرہ وہ سفیدی جو خالص نہو کذا قال
الھروی وغیرہ اور صراح مین اعفر بمعنی رنگ سرخ سپید جس مین سرخی کا اوبھار ہو اور روایت
کی گئی بعض اصحاب سے کہ کہا ضخم فرمایا مجھے رسول خدا نے طرف اپنے پس مہکی مجھے اوس جناب کے
پسینے کی باس جس طرح مشک کی باس اور حضرتؐ کی پشت مبارک کے وصف مین واقع ہوا ہے
کہ گویا نقرہ گداختہ تھی یعنے اوس جناب کی پیٹھ پاک اور صاف اور ہموار تھی درود کاملہ نازل

ہو جیو اوپر اوس سرورؐ کے اور اوسکی آل اور اصحاب پر و بین کتفیہ خاتم النبوۃ وہو خاتم النبیین
یعنے اوس جناب کی مہر شریف نہایت لطیف اور ہموار اور سپید تھی اور دونون کتفون کے درمیان
مہر نبوت تھی اور وہی مہر نبوت ختم کرنیوالی نبیون کی تھی جان کہ صورت اوس خاتم کی اوبھری ہوئی
تھی اور راوی کی اوبھوئی جزا ہے اوبدن مبارک سے مشابہ جسد کے تھی رنگ اور صفا اور تابندگی مین اور اوسی
خاتم النبوت کہتے تھے خاتم بکسر تا فاعل ختم بمعنی کامل کرتا اور پہونچا طرف آخر کے پایہ کہ بفتح تا بمعنی
مہر اور انگوٹھی یعنے وہ چیز جو دلیل ہے اوپر اسبات کے کہ نہین بعد اوس سرورؐ کے پیغمبر کوئی اور
وجہ التسمیہ اوسکا اوپر اس اسم کے یعنے خاتم کے وہ ہے کہ وہ سرور نعت کیا گیا ہے کتب سلف کے
درمیان اوپر اسکے یعنے یہ کہ اوسکی پشت پر خاتم ہوگی پس وہ ہے خاتم وہ علامت ہے کہ پہچانا
جاتا ہے اوس سے وہ سرور کہ وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت دی گئی تھی اور محفوظ رکھا گیا ہے وہ
سرور قدح اور طعن کی راہ سے مانند اوس چیز کے جسپر مہر کیجاتی ہے تاکہ راہ نپاوے طرف اوسکے
خلل اور فساد اور یہ خاتم النبوت ایک آیت تھی آیات الہی سے اور ایک سر تھا مخصوص ساتھ
اوسی سرورؐ کے آیات جمع آیت بمعنی نشان اور علامت مستدرک کے درمیان کتاب کا نام ہے
وہب بن منبہ سے لایا ہے یعنے صاحب مستدرک نے کہا ہے کہ مبعوث نہین ہوا کوئی پیغمبر مگر
یہ کہ علامت نبوت کی سیدھے ہاتھ مین اوسکے مگر ہمارا پیغمبر صلوات اللہ علیہ کہ علامت نبوت کی اوس
جناب کے کتفین مین تھی شعر نبوت کا ہے تو وہ نامہ درشت ٭ کہ ہے عظمت سے جسکو مہر بر پشت ٭
اور شیخ ابن حجر مکی نے مشکات کی شرح مین کہا ہے کہ لکھا ہوا تھا اوس خاتم پر اللہ وحدہ لا شریک

لہ توجہ حیث کنت فانک منصور یعنے اللہ تعالی واحد ہے شریک اوسکا کوئی نہین توجہ کر جس

حیثیت سے کہ تو ہے پس تحقیق کہ تو نصرت پائے ہوئے ہے اور روایتوں میں آیا ہے کہ وہ جگہ ایک نغیر
تھا کہ درخشندگی کرتا تھا اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ غائب ہوئی خاتم نبوت سرور عالم کی وفات
کے بعد اور اسی سے پہچانا گیا وفات پانا حضرت کا اور گویا کہ یہ غائب ہونا حضرت کی موت کے
ظاہر کرنیکے واسطے تھا اس جہت سے کہ لوگوں میں شبہہ اور اختلاف واقع ہوا تھا اوس جناب کے
رحلت فرمانے میں یا یہ کہ وہی خاتم دلیل نبوت تھی اور اب حاجت باقی نہ رہی اوسکے اثبات کرنے
میں یا یہ کہ کسی اور سر کی جہت سے ہو جسے ہمیں خدا دانا تر ہے نہ یہ کہ اس جہت سے ہو کہ نبوت باقی نہیں
رہی مرنیکے بعد کیونکہ نبوت اور رسالت باقی ہے بعد از موت اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے کہ خاتم
النبوۃ بین کتفین تھی اور بعض روایت میں عند ناغض کتفہ الیسریٰ یعنے مہر نبوت جانب یسار کے
ناغض کے پاس تھی ناغض استخوان نرم کو کہتے ہیں جسے غضروف بولتے ہیں اور تورپشتی نے کہا ہے
کہ ان دونوں قول میں اختلاف نہیں کیونکہ بین الکتفین سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں شانوں کے
بیچ ہی میں ہو اگر کتف یسریٰ کی جانب بھی ہو تو بھی بین الکتفین ہی ہے اور اسی طرح ہے جس روایت
میں کہ کتفہ الیمنیٰ آیا ہے یعنے جانب کتف یمین واللہ اعلم اور راویوں نے ذکر کیا ہے مہر نبوت کی صورت
اور شکل کا اور تشبیہ دی ہے اوسے اون چیزوں سے جنھیں پہچانتے ہیں پس تشبیہ دیا ہے اوسکو کبوتر
کے انڈے سے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ غدہ حمرا تھا یعنے سرخ غدہ یعنے گرہ جو جسد میں ہوتی ہے
پوست کے اندر فی الصراح غدہ گوشت کی گرہ جمع اوسکی غدد ہے اور مراد وہ ہے کہ وہ خاتم غدے کی
شبیہ رکھتی تھی اور حمرا یعنی مائل بسرخی ہے پس منافی نہیں یہ تعریف اوس بات کی جو اوپر مذکور ہوا کہ
رنگ خاتم النبوت کا بدن کے رنگ کے مانند تھا اور اسمیں رد کرنا ہے اوپر اوس شخص کے کہ جسنے کہا کہ
رنگ اوسکا سبز یا سیاہ تھا کذا فی شرح الشیخ ابن حجر علی الشمائل یعنے شرح شمائل جو ابن حجر سے ہے اوسمیں
بھی ایسا ہی لکھا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مثل زر الحجلہ زر کہتے ہیں کرتے کے گریبان کے تکمے
کے تئیں اور حجلہ اوس گھر کو کہتے ہیں کہ جہاں دولھن کو بٹھاویں جمع اوسکی حجال ہے یعنے خاتم
نبوۃ مثل زر حجلہ تھی کذا قال الجمہور یعنے تمامی علماء نے یونہیں کہا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حجلہ ایک
پرندہ مشہور ہے اور زر اوسکے بیضے کو کہتے ہیں اور یہ بات موافق حدیث کبیضۃ حمامۃ ہے یعنے موافق
اوسکے ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ خاتم نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی لیکن کہا ہے لفظ زر لغت میں بیضے کے

معنی پر نہین آیا مگر تشبیہ دئیے ہون زر حجلہ سے کذا فی بعض شروح الشمائل اور بعضون نے کہا ہے کہ
تقدیم رائی اوپر زا کے بھی آئی ہے یعنے رزا اور یہ بھی بیضہ ہے اور ایک حدیث مین ترمذی سے آیا ہے
شعرات مجتمعات کر کے معنی بال تھے جمع کیے ہوئے یعنے گوشت کا ٹکڑا کہ جسپر بال تھے پس راوی نے وہی
بال گمان کیے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت کی پشت مبارک مین گوشت کا ٹکڑا کہ جسپر بال تھے
تھا بلند اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مانند مٹھی کے تھا کہ گرد اوسکے خال تھے مانند ثآلیل کے
ثآلیل ساتھ مد کے بروزن مصابیح جمع ثالول ہے بروزن زنبور بمعنی وہ دانے جو پوست سے نکلتے
ہین نخود سے کی مانند یہ جو کچھ مذکور ہوا سب اوس خاتم کی صورت ظاہر اور شکل اوسکی ہے دیکھنے مین
لیکن تحت مین اوسکے ایک سر عظیم تھا ایسا کہ مخصوص اوسی جناب سے ایسا کہ نہ تھا کسی پیغمبر کو سوا اون جناب کے

بیان حضرت کے ہاتھون کا

شمائل ترمذی کے درمیان حضرت سرور عالم کے ہاتھونکے وصف مذکور ہین طویل الزندین زندین تثنیہ
ہے زند کا بمعنی بند دست یعنے بند دست اوس جناب کے دراز تھے فی القاموس الزند موصل الذراع
فی الکف وہما زندان یعنے زند کہتے ہین ذراع کے پیوستہ ہونے کی جگہ کو ہتھیلی مین اور ذراع کہنی سے
بیچ کی اونگلی کے سر تک کے تئین او صورت درازی کی بند دست مین چندان ظاہر نہین ہوتی او ساتھ
اسکے ممکن ہے کہ یہ بند دست مبارک مین حضرت کے دراز واقع ہوا ہوئے اور ایک روایت مین
آیا ہے عبل الذراعین آمد ایک روایت مین عبل العضدین یعنے سطبر بازو عضدین تثنیہ عضد ہے بمعنی
بازو اور صراح مین ذراع بمعنی رحب الراحۃ یعنے فراخ ہتھیلی آو ایک روایت مین بسط الکفین آیا ہے
یعنے کف دست دونون کشادہ اور وسیع تھے اوس جناب کے بسط الکفین رحب الراحۃ کے موافق ہے
راحت ہتھیلی کو کہتے ہین فی الصراح بسط بالکسر دست کشادہ اور ایک روایت مین سبط الکفین سے
بمعنی لین الکفین یعنے نرم ہتھیلیان دونون ہاتھ کی اور سابق حضرت کے موے مبارک کے وصف مین
مذکور ہوا ہے کہ سبط یعنے لٹکے ہوئے نرم بال مقابل جعد کے گویا سبط الکفین کو اوسجگہ سے لیا ہے
اور سبط الجسم بمعنی مرد خوش قد مستوی القامت بھی آیا ہے اور قاموس مین رجل سبط الیدین بمعنی سخی
مرد کہا ہے کیونکہ سخی فراخ دست ہوتا ہے اور تفسیر کی ہے شثن الکفین کی سطبر و درشت ہتھیلیان کر کے

اور سبط بمعنی فربہ ہے اور درشتی کے معنی لینے مین ششن کے کلام کیا ہے کہ حدیثو مین اوس جناب کے
کفدست کے وصف کی ہے نرمی اور ملائمت کرکے چنانچہ روایت کرتا ہے طبرانی مستورد بن شداد
کے باپ سے کہ کہا یعنے اوسی شداد نے کہ آیا مین نزدیک رسول خدا کے پس مسح کیا مینے اوس جناب کے
دست شریف کے تئین ابریشم سے زیادہ نرم تھے ہاتھ اوس سرور کے اور برف سے زیادہ سرد معلوم
کیا چاہیے کہ یہ سردی دست مبارک کی وہ سردی نہین جو برودت طبیعت کے عارضے سے اور
مزاج کی سردی سے خنکی اور عرق آلودگی ہوتی ہے اور چھونے سے اوسکے طبیعت کو ناگوار گذرتا ہے
بلکہ وہ خنکی ناشی ہے اعتدال مزاج سے اور عدم غلبہ حرارت سے کہ جسکے ہاتھ لگانے سے راحت
آتی ہے اور دل خوش ہوتا ہے اور بخاری کے درمیان انس بن مالک رض سے لایا ہے کہ کہا مس نہین
کیا مینے حریر کو اور نہ دیبا کے تئین نرم تر رسول خدا کے کفدست سے یعنے حضرت کی ہتیلیان اتنی
نرم تھین کہ حریر اور دیبا مین مینے وہ نرمی نہ پائی دیبا بھی قسم حریر سے ہی سب کپڑونسے نرم ہوتا ہے
پس ساتھ درشتی کے کس طرح جمع ہوے یعنے ششن الکفین کا مفہوم ساتھ سبط الکفین کے کس طرح موافقت
کرے ہان ہیچ نرمی ساتھ سطبری کے جمع ہوتی ہے جس طرح تمامی بدن مبارک اوس جناب کا نرم اور
لطیف اور فربہ اور سطبر اور قوی تھا اسی طرح ہتیلیان ہاتھ کی نرم تھین اور پر گوشت اور بعضو ان
نے کہا ہے کہ موصوف ہونا کفدست مبارک کا ساتھ نرمی اور درشتی کے اختلاف احوال کی اعتبار
کرتی ہے پس جب کام کرتے حضرت جہاد مین اور اسلحہ اور ہتیار ونکا استعمال رہتا اوس جناب کو
اور خانہ کعبہ کا کاروبار تب درشت ہوتی تھین ہتیلیان بسبب اون کامونکے اور جب ترک فرماتے
اون کامونکو تب بحال خود آتی تھین یعنے پھر نرم ہوتی تھین ہتیلیان اپنی اصل جبلت سے کذا قیل
اور روایت کرتے ہین کہ اصمعی نے جو امام اہل لغت کا ہے جب تفسیر کی ششن کی خشن کرکے یعنے ششن
کے معنی خشونت کرکے کیے اوسے کہا گیا اوسکے تئین کہ وارد ہوا ہے وصف نبی مین کہ حضرت لین الکف
تھے کس طرح تفسیر کی تو نے خشونت کرکے پس عہد کیا اوسنے کہ تفسیر نہ کرے حدیث کی مگر ضبط اور احتیاط
کرنیکے بعد اور یہ اصمعی نہایت منصف تھا انصاف مین اور رعایت ادب مین ساتھ جناب رسالت کے
ایک بار اوسکے تئین سوال کیا اس حدیث کا انہ لیغان علی قلبی کہ کیفیت اس غین کی اور حقیقت اوسکی
کیا ہے جواب دیا اوسنے کہ رسول خدا کے قلب اور غین کے سوا اگر پوچھتے تم تو جواب دیتا مین تمکو جو کچھ

جانتا تھا لیکن بیان دم نہین مارتا کیونکہ حقیقت اوسکی سواے علاّم الغیوب کے کوئی نہین جانتا
رحمت خدا کی اوسپر اور اوسکے انصاف اور ادب کرنے پر تحت اللفظی معنی اوسکے ترجم اپنی طرف
نسبت کرکے کہتا ہے تاکہ تو سکھیو نکو خلجان خاطر باقی نہ رہے یعنے تحقیق شان یہ ہے کہ پردہ پڑتا ہے
میرے دل پر اور بندے نے بعض سیر کی کتب مین اسکو یون دیکھا ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ
اور اوسکا حاصل یہ ہے کہ سرور عالم کو جو ہمیشہ غرق ہی رہتے تھے مکاشفے مین اور مقامات قرب الٰہی
مین اوس جناب کو جو بعض حالات رونما ہوتے تھے اوسکو فرمایا کیا کرتے تھے انتہی اور قاضی عیاض
نے کہا ہے کہ ابو عبید نے تفسیر کی ہے شثن کی غلظ او قصر کرکے یعنے فربہی اور کوتاہی اور کہا ہے کہ یہ
طور نیک ہے اگر مردون کی ہتیلیون مین ہو نہ یہ کہ عورتون مین اور رد کیا گیا ہے یہ قول اوپر اسبات کے
کہ وارد ہوا ہے سائل الاطراف یعنے ہموار سیلان کرنے والی اور کنارے اعضا کے مراد اونگلیون سے
یعنے دراز او ر روان اور شفا مین کہا ہے کہ طویل الاصابع یعنے اونگلیان اوس جناب کی لمبی تھین
اور ایک روایت شائل الاطراف شین معجمہ کرکے یہ بھی نزدیک معنی شائل ہے مصدر اوسکا شول
ہے بمعنی کھینچنا پتھر کا اور بوجھ اوٹھانا زمین سے اور اوٹھانا ناقہ کا اپنی دم کے تئین اور ایک روایت
مین سائن آیا ہے تبدیل لام کرکے نون سے جس طرح جبرئیل اور جبرین قال ابن الانباری یعنے اسکو
ابن انباری نے کہا ہے اور یہ صفت منافی قصر کے ہے جو مذکور ہوا اور صواب وہ ہے کہ شثن بمعنی
فربہی ہے بدون قصر اور خشونت کے یعنے اوسکے معنی فربہی ہین ایسے کہ جنمین کوتاہی اور سختی کے
معنی نہین اگرچہ صحاح اور قاموس سے معنی خشونت کے معلوم ہوتے ہین پس سچ اور جان کہ صفات
اور آثار اور برکات اور معجزے دست شریف کے زیادہ اوس سے ہین جو کچھ لکھے جاوین روایت کی
ہے مسلم نے کہ مسح فرمایا رسول خدا نے جابر بن سمرہ کے رخسارے کے تئین جابر کہتا ہے کہ پس پائی
مینے اوس جناب کے دست مبارک مین ایسی سردی اور ایسی بو کہ گویا باہر نکالا ہے ہاتھ عطار
کی ڈبیا سے اور طبرانی اور بیہقی کے نزدیک آیا ہے کہ کہا وائل بن حجر نے کہ مصافحہ کیا مینے حضرت کے
دست مبارک کے تئین بعد اسکے سونگھتا ہون اپنے ہاتھ کو پس پاتا ہون بہتر مشک کی بو سے اور
یزید بن اسود کہتا ہے کہ دیا مجھکو حضرت نے اپنے دست مبارک کے تئین ناگاہ پایا مینے اوس سرور
کے ہاتھ کو برف سے زیادہ سرد اور مشک سے زیادہ خوشبو اور سعد بن ابی وقاص سے آیا ہے

کہ کہا یعنے سعدؓ نے کہ ایک بار تشریف لائے حضرت میری بیماری میں میری عیادت کے لیے پس رکھا دست مبارک کے تئین میری پیشانی پر پس مسح فرمایا میرے چہرے اور چھاتی اور شکم کے تئین پس ہمیشہ میرے خیال پڑتی ہے یہ بات کہ پاتا ہوں دست مبارک کی سردی اپنے کلیجے پر اس گھڑی تک پوشیدہ نہ رہے کہ طیب اوس سرورؐ کے یعنے خوشبو شامل تھی اوس جناب کے تمام بدن مطیب کے تئین یہانتک کہ پسینے کو اور بول کو اوس سرورؐ کے جیسا کہ حضرتؐ کے طیب کے بیان میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے

بیان دست مبارک کی برودت کا

کیا معنی رکھتی ہے صحت بدن کی علامت وہ ہے کہ گرم اور معتدل ہو پس یہ سردی وہ سردی نہیں ہے جو سردی مزاج کے واسطے سے اور طبیعت کی برودت کی جہت سے خنک اور عرق آلودہ ہوا ور لمس کرنے سے اوسکے طبیعت کو ناخوش معلوم ہو بلکہ یہ ناشی ہے اعتدال مزاج اور عدم غلبہ حرارت سے کہ لمس کرنے سے اوسکے راحت اور ذوق حاصل ہوتا ہے جس طرح سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث سے اور اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے فافہم وباللہ التوفیق

بیان قدم مبارک کا

حضرت رسولؐ کے قدم مبارک کے وصف میں بھی واقع ہوا ہے شثن القدمین جس طرح شثن الکفین آیا ہے لیکن تفسیر کی ہے اوسکی مواہب میں غلظ اصابع قدمین کرکے یعنے اونگلیاں پانون کی فربہ تھیں اور مشارق کے درمیان دونوںکو معنی ضخیم لکھا ہے یعنے گوشت دار دونوں سے مراد شثن القدمین اور شثن الکفین ہے اور وصف پا میں واقع ہوا ہے خمصان الاخمصین اخمص وہ جگہ ہے پانوںکے نیچے جو زمین کو نہیں لگتی راہ چلتے وقت اور اوسے ہندی میں [illegible] کہتے ہیں اور صراح میں اخمص معنی باریکی کف پا کی خمصان بروزن سبحان اوس مرد کو کہتے ہیں جسے اخمص ہو یعنے وہی تلوا اور اضافہ خمصان کی طرف اخمصین کے واسطے مبالغہ کے ہے اور شدید الاخمص اوسکو کہتے ہیں جسکا پانو زمین سے اونچا رہتا ہو کذا نقل عن ابن الاثیر یعنے ابن اثیر سے اسی طرح منقول ہے اور اوس جناب کے قدموںکے وصف میں آیا ہے مسیح القدمین کرکے یعنے ہموار دونوں پانون آبدار جنمیں الودگی اور بیوائی اصلا نہیں ینبو عنہما الماء یعنے ایسے

پاکیزہ اور لطیف پانون اوس سرور کے جیسے سیلان کرتا ہے اور جلد ڈھلکتا ہے پانی لطافت
کی جہت ابن ابی ہالہ کی حدیث میں الخ آیا ہے اور ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ جب رسول خدا
فی سفر فرماتے زمین کے تئین یعنی پانون سے راہ چلتے تب رستہ چلتے تمام قدم سے اونہین تھا
اوس سرور کو اخمص رواہ البیہقی اور ابی امامہ سے آیا ہے کہ کہا تھے حضرت کہ نہ تھا اوس
جناب کو اخمص یعنی سفر فرماتے تھے زمین کو تمام پانون سے رواہ ابن عساکر اور [illegible]
[illegible] گذرے مسیح القدمین کو بھی اخمین معنو میر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی کو
مسیح کہتے ہین اسی جہت سے کہتے ہین کہ اونکو اخمص نہ تھا واللہ اعلم وینبو عنہما الماء اونکے نزدیک
جہت [illegible] ہے یہ کہ تمام مسیح القدمین ہوا اور ان دونون حدیثون مین منافات ظاہر ہے یعنی یہ
مذکور ہوا کہ رسول خدا کے قدم مین اخمص تھا اور دوسری حدیث یہ کہ نہ تھا اندان یہ کہ کہا جاوے
موافقت مین دونون حدیثون کی کہ سرور عالم کو تھوڑا اخمص تھا اور برابر نہ تھا اوس جناب کے پانونکا
تلوا بہت اونچا بھی نہ تھا لیکن جب خرام فرماتے تھے زمین پر تمام قدم سے چلتے تھے اور بیٹھ جاتا
تھا زمین پر قدم شریف اور نہین ہوتا تھا اخمص کذا نقل عن ابی الاعرابی لیکن اس تقدیر پر اعتبار [illegible] یعنی
کا جو بعض شرح کرنیوالون نے اخمص کے درمیان کیا ہے خوب نہین پس سمجھ اور عبداللہ بن بریدہ
سے آیا ہے کہ کہا کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن البشر قدماً رواہ ابن سعد یعنی حضرت
بہترین بشر تھے از روے قدم اور اوس جناب کی ایڑی کی وصف مین آیا ہے منہوس العقب یعنی اوس
جناب کا پاشنہ کم گوشت تھا اور ضبط کیا ہے لفظ منہوس کے تئین سین بے نقطہ کرکے اکثر نے اور
صاحب مجمع اور ابن اثیر نے کہا ہے شین معجمہ کرکے یعنی منہوش اور بعضون نے کہا ہے بمعنی ایڑی
جو اوبھری ہوئی ہو اور صراح مین منہوس سین سے بمعنی مرد کم گوشت اور مولف کہتا ہے کہ میرے
پیر موسوی [illegible] کے پانونکی ایڑیان صفا اور لطافت مین ایسی پاکیزہ تھین کہ کسی خوبصورت کے
گال ویسے نہون گے اور تھا وہ کہ بہرہ وافر رکھتا تھا حلیہ رسول سے اور مواہب لدنیہ مین کہا ہے
کہ میمونہ بنت کردم سے آیا ہے کہ کہی دیکھی مین نے پیغمبر خدا کے تئین پس نہین بھولے مجھے حضرت کے قدم
مبارک کے انگشت سبابہ کی درازی تمامی انگلیون سے رواہ احمد والطبرانی یعنی وہ سبابہ کے راوی
ہین سبابہ انگوٹھے کے پاس کی انگلی کا نام ہے اور پانچون انگلیونکے نام علی الترتیب یون ہین

ابہام سبابہ وسطی بنصر خنصر اور جابر بن سمرہ سے آیا ہے کہ تھی خنصر رسول خدا کی یعنے چھوٹی انگلیا
پانون کی متظاہر اور کہا کہ مشہور ہوا ہے زبانون پر کہ سبابہ دست مبارک کی وسطی سے دراز تھی اور
حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے اوس شخص کی جسنے کہا اور نہین یہ یعنے درازی مگر پانونکی انگلیون
مین اور مقاصد حسنہ مین مذکور ہے کہ یہ وہ چوک ہے جو پیدا ہوئی ہے بھروسا کرنے سے مطلق روایت
پر جو میمونہ بنت کردم سے ہے کی کہ دیکھا مینے رسول خدا کی انگلیونکو کہ ایسی تھین لیکن امام احمد کی مسند کے
درمیان حدیث مقید ہے رجل کرکے جیسا کہ مذکور ہوا اور اسی طرح بیہقی کے نزدیک انتہی کلام المؤلف
یعنے میمونہ کی روایت مین قید اسبات کی نہین کہ انگلی پانونکی یا ہاتھ کی صرف سبابہ ہی مذکور ہے اور مطلق کے
یہی معنی ہین اور امام احمد کی کتاب مین جسکا نام مسند ہے اوسمین قید ہے پانون کرکے یعنے سبابہ پاؤن کی دراز تھی
وسطی سے اور مقید کے معنی یہی ہین مؤلف کہتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ بھیجا یا
گیا ہون مین اور قیامت مانند ان دونون انگلیونکے اور ملایا سبابہ اور وسطی کے تئین اور اشارت کی اوس جناب
نے طرف مقدم ہونے اپنے بعث کے اوپر قیامت کے اتنی تفاوت اور تقدم سے جو درمیان دو
انگلیونکے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اشارت کی اوس جناب نے بعثت اور قیامت کی معیت کی
طرف مبالغے کی رو سے یعنے بعثت اور قیامت ایک ساتھ ہے اور نہین تو دونون انگلیونکو باہم ملانیکی
احتیاج نہ تھی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ دونون انگلیونکو باہم ضم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے تفاوت
تقدم اور تاخر کا اور بعضون نے کہا ہے کہ سبابہ اور وسطی اوس جناب کی برابر تھی اور ایک جماعت
کہتی ہے کہ اوس وقت دونون انگلیان برابر ہو گئین یعنے جس وقت اوس جناب نے فرمایا اوس باتکو
بطریق معجزہ واسطے ظاہر کرنے معیت کے اور مبالغے کے واللہ اعلم اور کان فی ساقیہ حموشۃ یعنے اور تھی
دونون پنڈلیون مین اوس جناب کے باریکی یعنے پر گوشت اور ضخیم نہ تھین بلکہ باریک اور لطیف تھین
وفی حدیث فنظرت الی ساقہ کانہا جمارۃ یعنے دیکھا مینے رسول خدا کی پنڈلی کے تئین جس طرح کھجور کے
درخت کا گابھا اور جمار کے تئین شحم النخل بھی کہتے ہین کیونکہ ہموار اور صاف اور لطیف اور سپید
ہوتا ہے اور اوس جناب کے مفصلون کی تعریف مین آیا ہے ضخم الکرادیس یعنے اوس جناب کے استخوانون
کے بند سطبر تھے کردوس بر وزن فعلول بالضم اون دونون ہڈیونکو کہتے ہین جو پیوستہ ہون آپس مین
مفصل کے درمیان اور کہتے ہین کہ مراد اوس سے یعنے ضخم الکرادیس کے مفہوم سے سطبری اعضا اور

قوت اعضا ہے اور صراح مین کردوس مفاصل کی اون ہڈیونکو کہتے ہین جو دوگانہ ہون جس طرح
دوشانے اور دو زانو وغیرہ

بیان حضرت سرور عالمؐ کے قامت مبارک کا

قطعہ قد زیبا ہے رسول ہاشمی ہے حسن مین تھا نونہال باغ قدس ہے سرو کے مانند آیا ہے زیب گلشن
عالم مین از بستان انس ہے وہ قامت زیبا لطیف اور درست او حسین کہ نہ کوتاہ اور نہ دراز او
ساتھ اوسکے مائل بہ درازی تھے اور اسی واسطے ایک حدیث مین آیا ہے کان ربعۃ من القوم یعنے تھا
وہ سرور ربعہ قوم سے اور ربع اور مربوع اوسکو کہتے ہین جو شخص متوسط القامۃ ہو اور ایک حدیث
مین آیا ہے اطول من المربوع واقصر من المشذب یعنے تھے رسول خدا درازتر مربوع سے جسے میانہ
قد کہتے ہین اس جہت سے کہ اوس جناب کا قد لطیف مائل بہ درازی تھا اور کوتاہ تر مشذب سے بروزن
مطہر اوسے کہتے ہین جو بہت لمبا ہو ساتھ نحافت او اضطراب قامت کے اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین
آیا ہے لم یکن بالطویل الممغط یعنے سرور عالم طویل ایسے نتھے کہ طویل ممغط ہون بروزن معظم اسم فاعل
باب انفعال سے اور بروزن اسم مفعول باب تفعیل سے بھی اور دونون جگہ غین معجمہ و مہملہ بھی آیا ہے
اوسے کہتے ہین جو شخص لمبا ہو نہایت درازی مین ولا بالقصیر المتردد عطف ہے طویل الممغط پر یعنے وہ
سرور نہ تھے ایسا دراز قد تھا کہ بہت دراز ہو اور نہ کوتاہ قد جو متردد ہو اور متردد اوسے کہتے ہین جسکے
بعض اجزا درآمدہ ہون بعض مین اس عبارت سے اثبات قصر بھی ہوتا ہے لیکن بہت نہ اس جہت سے ہین کہ
لازم توسط ہو اور ایک حدیث مین لم یکن بالطویل البائن آیا ہے یعنے حضرت کا قد مبارک درازی بائن
کرکے نہ تھا بائن معنی جدا یعنے افراط پایا ہو طول مین ایسا کہ سب سے دراز او جدا ہو اور علی مرتضیٰ
کی حدیث مین آیا ہے ولیس بالذاہب طولا وفوق الربعۃ اذا جاء مع القوم غمرہم یعنے حضرت کا قد مبارک
ایسا نہ تھا کہ بہت لمبا ہو و لیکن ربعہ تھا اعتبار کرتے میل کی طرف طول کے جس وقت آتا وہ سرور
ساتھ قوم کے پوشیدہ فرماتا اونکو تھین یعنے پست او رکوتاہ نظر آتی قوم آگے اوس سرور کے اور ام المؤمنین
عائشہ صدیقہؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ جب حضرت تنہا تھے ربع تھے اور جب قوم مین ہوتے تب سب سے بلند
او سرفراز معلوم ہوتے او نسبت دیے جاتے طول سے اور اگر دو مرد اوس جناب کے دو طرف ہوتے
دونون سے بلند معلوم ہوتے او قریب جدا ہوتے نسبت دیے جاتے [illegible] اور مجلس کے درمیان بھی

کتفین مبارک اوس جناب کے سب سے بلند تھے اور اوس سرور کی پرچھائین تھی نہ دھوپ مین نہ چاندنی مین رواه الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول یعنے حکیم ترمذی نے یہ سایہ نہونیکی روایت کی ہے ذکوان سے نوادر الاصول کے درمیان اور عجب ہے ان بزرگون سے کہ اونھون نے ذکر نہین کیا چراغ کا اور رسول خدا کے اسماے شریف سے ایک اسم نور ہے اور نور کو سایہ نہین ہوتا قطعہ قامت تری سرتاپا اک نور کا عالم ہے ٭ سائے مین ترے قد کے آسودہ دو عالم ہے ٭ تو نور الٰہی ہے کب نور کو سایہ ہے ٭ اسے سایۂ لطف حق تو اشرف آدم ہے

بیان حضرت صلعم کے رنگ کا

رنگ حضرت سرور عالم کا روشن اور تابان تھا اور اتفاق رکھتے ہین جمہور اصحاب یعنے تمامی اصحاب اسبات پر کہ رنگ اوس جناب کا سفید تھا اور وصف کی ہے اونھون نے اوس سرورؐ کی ابیض کر کے یعنے سپید تر اور بعضون نے کہا ہے کان ابیض ملیحا یعنے رنگ اوس جناب کا ابیض نمکین تھا اور ایک روایت مین ابیض ملیح الوجہ آیا ہے یعنے سپید رنگ نمکدار چہرہ اور یہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد وصف کی بیاض کر کے ہے اور ملاحت صفت زاید ہے واسطے بیان کرنے اوس جناب کے حسن اور جمال کے اور اوس سرورؐ کے دیدار جان فزا کی دلربائی اور لذت بخشی کے بیان کے لیے ہوگی یا یہ کہ وہ صفت واسطے احتراز کرنے کے ہے ابیض خالص سے نمکت سے جسے اصق کہتے ہین اور تفسیر کی ہے مفسرون نے اوسکی یعنے امہق کی اوس ابیض کر کے جسکو آمیزش نہو سرخی اور زردی اور گندم گونی سے جیسے چیک اور روشنی نہو جیسے بیمار کے منہ کی سپیدی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ سرورؐ بہت سپید اور بہت سیاہ مو تھا ابوطالب کے شعر مین طرح مین اوس سرورؐ کی آیا ہے شعر وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ٭ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ٭ غمام ابر سپید کو کہتے ہین اور سپید بادل بارندہ ہوتا ہے بخلاف ابر سیاہ ثمال المعنی نگہدارندہ اور اسی طرح عصمۃ ارامل بیوہ عورتین یعنے رسول خدا ایسے ابیض تھے کہ ابر سپید اوس جناب کی وجہ مبارک کا تشنہ تھا اور وہ سرورؐ پرورش کرنے والا یتیمون کا اور بیوہ عورتون کا ہے قطعہ سحاب لطف یزدانی محمد ٭ جہان مین رحمۃ اللعالمین ہے ٭ ہر پیاسا اوس رخ روشن کا گویا ٭ تشکم مین ابر کے پانی نہین ہے ٭ یتامی اور ارامل کا وہ ملجا ٭ نگہبان اور شفیع المذنبین ہے ٭ اور علی مرتضیؓ کی حدیث مین آیا ہے ابیض مشرب یعنے رنگ اوس جناب کا

ابیض تھا ایسا ابیض کہ مشرب اور مشرب اشراب سے آیا ہے یعنے آمیزش ایک رنگ کی دوسرے رنگ
کے ساتھ گویا ایک رنگ دوسرے رنگ کو ملایا گیا ہے اور مراد یہان مشرب بحمرہ ہے اور حمرہ بمعنی
سرخی یعنے سرخ سپید اور ایک روایت مین صریح کرکے بھی آیا ہے ابیض مشرب بحمرہ یعنے سرخ سپید
رنگ کرکے اور ازہر اللون جو انس کی حدیث مین آیا ہے اسکی بھی تفسیر بعضون نے یہی کی ہے اور
ظاہر وہ ہے کہ مراد اوس سے چمک اور تابندگی ہے اور نسائی کی حدیث مین ابوہریرہؓ سے آیا ہے
کہ حضرت رسول اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوے تھے کہ ایک اعرابی وغاوت مین آیا یعنے ابلہگی
اور اپنی سادگی اور محبت اور تعجب کی رو سے کہنے لگا ایکن ابن عبد المطلب یعنے کہان ہے اور
کون ہے تم مین سے بیٹا عبد المطلب کا یعنے وہ کون ہے جو مشہور ہوا ہے جہان مین جمال اور کمال کرکے کہ عالمگیر
ہوا ہے آوازہ اوسکے جاہ وجلال کا اور اوسکے آوازہ کمال نے خلائق کے گوش کو پر کیا ہے اصحاب نے
کہا اوس اعرابی کو کہ ہذا الامغر المرتفق یعنے یہ مرد سرخ سپید جو اپنی کہنی سے بالش ناز پر تکیہ کیے ہوئے
بیٹھا ہے اللہم صل علی محمد وآلہ قدر حسنہ وجمالہ قاموس مین امغر اوس شخص کو کہتے ہین جسکے چہرے کی
سرخی سفیدی مین ہووے یعنے ابیض مشرب اور مرتفق بروزن مفتعل وہ شخص جو اپنے مرفق سے تکیہ کیے
ہوئے ہو اور حدیث بخاری مین انسؓ سے آیا ہے لیس بابیض امہق اور امہق کے معنی اوپر مذکور
ہوئے وفی القاموس الامہق الابیض الذی لایخالطہ حمرۃ ولا بنیر اللون یعنے امہق رنگ سفید کو
کہتے ہین جسمین سرخی کی آمیزش نہو اور چمک رنگ کی بھی نہو اور سمرۃ عالم کے رنگ کے وصف مین
اسمر بھی واقع ہوا ہے اور سمرہ بالضم ایک مرتبہ ہے درمیان سپیدی اور سیاہی کے اور سمرہ گیہون کو
کہتے ہین کذا فی القاموس او صراح مین سمرہ گندم رنگ [illegible] یعنے اسمر ابیض مشرب
مین [illegible] ہوتا ہے اور عرب اطلاق کرتے ہین اسمر کے تئین [illegible] اسمر کو ابیض مشرب مین
جمع کرتے ہین اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ [illegible] ابیض کہ سپیدی اوسکی
مائل بسمرہ تھی اور کہا ہے اونھون نے یعنے مفسرون نے کہ مشرب جب مشبع ہو تو مشابہ اسمر کا ہے لیکن
ادمہ نفی کرنے والا اوسکا ہے کیونکہ سیاہی رنگ ادمہ کے درمیان بہت ہوتی ہے جس طرح حدیث
ترمذی مین آیا ہے لیس بالابیض الامہق ولا بالادم یعنے رنگ اوس جناب کا ابیض امہق تھا اور نہ
ادم تھا اور قاموس او صراح سے معلوم ہوتا ہے کہ ادمہ بمعنی سمرہ ہے اور ادم بمعنی اسمر ہے اور

اس تقدیر مین بقول اوسکے لا بالادم ادم سے شدید الادمہ مراد ہوگی اور جو کچھ مذکور ہوا اوس سے
ظاہر ہوا کہ مراد سمرہ سے وہ سرخی ہے جو سپیدی مین ملی ہو اور مراد بیاض سے جو اثبات کی اونھون نے
وہ بیاض ہے جو ملی ہوئی اوس سرخی سے ہو اور جس بیاض کی نفی کی وہ بیاض ہے یعنے سپیدی جو خالص ہو جسے
امہق کہتے ہین اور اس تقریر سے ساقط ہو وہ قول جو کچھ ابن جوزی نے کہا کہ حدیث کان اسمر صحیح نہین ہے کیونکہ مخالف
اون حدیثونکی ہے جنمین ابیض مشرب واقع ہوا ہے اور لا بالادم واقع ہوا ہے اور ادم رنگ اسمر کو کہتے ہین اور جس طرح ابن
جوزی نے وجہ جمع مین درمیان بیاض اور سمرہ کے کہا ہے کہ حضرت کے جسد مبارک مین جس جا جگہ
دھوپ اور ہوا پہونچتی تھی جس طرح چہرہ اور گردن اور ہاتھ اوس جناب کے اسمر تھے اور جو کچھ بدن
لباس مین پوشیدہ رہتا تھا ابیض تھا اور اسبات کی تضعیف کی ہے کیونکہ دھوپ اور ہوا کو تاثیر نہ تھی
بدن شریف مین حضرت کے اور اوس سرور کے رنگ کے متبدل ہونے مین جس طرح ابن ابی ہالہ کی
حدیث مین انور المتجرد واقع ہوا ہے اشارت طرف اوسکے رکھی ہے یعنے جتنا بدن برہنہ اور باہر
رہتا تھا پوشاک سے سو بھی روشن اور سپید اور تابان تھا یہ نہین کہ جیسا سب لوگونکا بدن ہوتا ہے
ساتھ اسکے کہ انس خادم درگاہ اور ملازم گاہ و بیگاہ ہے پس کس طرح وصف کرے اوسکے تئین جو
غیر وصف ہو اوس سرور کے پس تاویل اور مراد وہی ہے جو کچھ مذکور ہوا اور بعضون نے کہا ہے
کہ آخر عمر شریف مین جب رنگ مبارک پختہ ہوا تھا تب حمرہ مائل بسمرہ ہو گیا تھا پس سمجھ

بیان حضرت کی رفتار شریف کا

امیر المومنین حضرت علی مرتضی رض کی حدیث مین آیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا مشی تکفا تکفا کانما ینحط من صبب یعنے تھے حضرت کہ جس وقت چلتے میل و رغبت فرماتے
جس طرح جھکتی ہے ڈالی پھولونکی گویا کہ اوترتے ہین زمین نشیب رویہ سے تکفوہ کی تفسیر کی ہے
اونھون نے بمعنی میل کرنا طرف رفتار کے جس طرح شاخ گل میل کرتی ہے اور تفسیر کی ہے تکفوہ
کی بمعنی پاؤن اوٹھانا ساتھ قوت اور سرعت کے بدون سستی اور نزدیک بزار کے ابی ہریرہ رض
کی حدیث سے آیا ہے کہ جب حضرت ابی سفر فرماتے زمین کے تئین تمام قدم اپنا سفر فرماتے اور
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ مشی فرماتے مجتمعا یعنے ساتھ قوت کے چلتے بدون اعضا کی سستی
کے اور ایک حدیث مین علی مرتضی رض سے آیا ہے کہ حضرت تقلع فرماتے یعنے چلنے مین اوٹھاتے

پانون زمین سے بتمام اور کشادہ رکھتے قدم اور آسانی او رجلد چلتے بدون تحرک اور اضطراب کے اور
کہنا حضرت علیؓ کا ینحط من صبب یعنے گویا کہ نیچے او ترتے ہین زمین منحدر سے طرف نشیب کے
او رصبب بفتحتین او رصبوب زمین منحدر کو کہتے ہین او رمنحدر انحدار سے بمعنی بلندی سے
طرف نشیب کے او ترنا او رتحقیق کہ یہ تشبیہ واسطے تمثیل کے ہے واسطے قوت اور او ٹھانے
قدم کے بتمام یہ نہین کہ واسطے سبکی تحرک و راضطراب کے ہو فافہم اور ابی ہریرہ رضؓ کی حدیث
مین آیا ہے کہ کہا نہین دیکھا مینے کسی ایک کے تئین چالاک تر راہ چلنے مین رسول خدا سے
گویا لپیٹی جاتی تھی زمین واسطے اوس سرور کے اور رہتے تھے ہم سب کہ مشقت مین ڈالتے تھے ہم
اپنے تئین اور دوڑتے تھے ہم تاکہ ہمراہی کرسکین ساتھ اوس سرور کے اور حضرت بے تکلف
سبحال خود راہ چلتے تھے بدون اضطراب یعنے یہ نہ تھا کہ تردد فرماتے ہون رستہ چلنے مین بلکہ
جو رفتار تھی بحال خود تھی یہ رفتار اہل عزم کی و اہل ہمت اور شجاعت کی ہے اور یہ رفتار اعدل
او رقوی تر ہے اقسام رفتار سے او راز روح واسطے اعضا کے اور کبھی نعلین پہنے ہوئے خرام
فرماتے اور کبھی بے نعلین اور کبھی پیادہ چلتے اور کبھی سوار بھی ہوتے خصوصًا غزوات کے
درمیان قطعہ پیادہ سرو ہے گلشن مین گر خوب ✤ تری خوبی ہے اوس سے بیشتر خوب ✤
کہ ہے تو سرو بستان رسالت ✤ پیادہ خوب اور مرکوب پر خوب ✤ اور جب ساتھ اصحاب
کے سفر مین ہوتے تب اپنے سے آگے آگے بھجواتے اونکو اور آپ پیچھے سے روانہ ہوتے
اور فرماتے چھوڑدو اور خالی رکھو میری پشت کو واسطے ملائک کے اور حدیث مین آیا ہے
کان یسوق اصحابہ یعنے تھے حضرت صلعم کہ ہانکتے تھے اصحاب کے تئین یسوق سوق سے آیا ہے
بمعنی ہانکنا دواب کا اور رقائد. قود سے بمعنی کھینچنا آگے سے اور سفر مین حضرت سرور عالم
تمام صحابیون کے بعد چلتے اور ناتوانون کو تقویت دیتے اور ماندون کو سوار فرماتے اور کبھی
ایثار و ردیف کرتے یعنے پیچھے سوار فرماتے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ اقسام رفتار
دس ہین ایک اون مین تماوت ہے جو سستی چال ہے افسردہ لوگون کی او رمرلیون کی جو گویا کہ
لکڑیون کی طرح چلتے ہین دوسری چال کا نام انزعاج ہے جو طیش سے اور ہلکے پن سے او ربہ
سبک سری اور قلق اور اضطراب سے چلین یہ دونون قسم بد اور قبیح ہین او ربیگناہی اور مردہ دلی

مردہ دلی کی تیسری چال مون ہے جو ساتھ حرکت تمام اور سرعت اندک کے چلیں اور قسیم رفتار
اوس جناب کی تھی ساتھ سکون اور وقار کے جسمین کبر اور رعونت نہین تھی چال کا نام [illegible]
ہے جو چلنا ساتھ سرعت کے ہو پانچوین قسم کا نام ترل ہے اوس رفتار کو کہتے ہین جو ساتھ
سرعت کے ہو اور اوٹھانا پانؤن کا اور جھولانا شانون کا جس طرح پہلوان کرتے ہین چھٹی قسم
تشلان جو دوڑ کر چلنا اور تیز چلنا ہے اور یہ چال بھی سے [illegible] ساتوین [illegible]
[illegible] اوس رفتار کو کہتے ہین جو ساتھ تمایل کے ہو یعنے جھکنا آٹھوین قسم [illegible]
پانؤن چلنا نوین [illegible] ہے وہ چال ہے جو کود کود کے چلے [illegible] اور [illegible]
کہتے ہین انھین معنون سے دسوین تبختر یعنی اترا کے چال چلنا اور گردن اونچی کرنا جو روش
متکبرونکی ہے اور ان سب قسمون سے افضل ہون ہے جو رفتار حضرت رسولؐ کی تھی اور
قرآن کے درمیان اس قسم کی رفتار کی مدح کی ہے اور فرمایا ہے وعباد الرحمن الذین یمشون
علی الارض ہونا یعنے بندے اللہ تعالی کے ایسے بندے ہین جو چلتے ہین زمین پر رفتار ہون

بیان حضرت سرور عالمؐ کی خوشبو کا اور پسینے کا اور فضلات کا یعنی میل چرک وغیرہ

نادر صفتون سے حضرت سید عالم کی طیب [illegible] ہے یعنے بوے خوش کہ وہ اوس سرورؐ کی ذاتی
بو تھی بدون اسباب کے کہ استعمال خوشبو ہونا خارج سے ہو اور کوئی خوشبو اوس جناب کی
بوے خوش کو پہونچتی تھی انس رض روایت کرتے ہین کہ نہین سونگھی مینے کوئی خوشبو اور نہ مشک
اور عنبر خوشبوتر اوس جناب کی بوے خوش سے یعنے حضرتؐ کی ذاتی بو ایسی لطیف اور عمدہ
تھی کہ جہان کی خوشبوئیان اوسے نہین پہونچتی تھین شعر [illegible]
[illegible] ام عاصم عتبہ بن فرقد سلمی کی زوجہ سے آیا ہے کہ تھی ہم چار
عورتین تھین عتبہ کے نزدیک اور ہر ایک ہم مین سے کوشش کرتی تھی خوشبو ملنے مین کہ وہ [illegible]
زیادہ خوشبو ہو نزدیک اپنے شوہر کے جو عتبہ ہے اور استعمال کرتے تھے ہم خوشبو مونگے اور
نہین پہونچتی تھی ہم مین سے کسی کی خوشبو عتبہ کی خوشبو کے تئین اور استعمال نہین کرتا تھا عتبہ
خوشبو ملنے کا مگر اس قدر کہ مساس کرتا تھا ہاتھ اپنے منہ کے تئین اور مسح کیا کرتا اوس سے
اپنی داڑھی کو اور تھا خوشبو ہم چارون سے زیادہ اور جب باہر جاتا طرف لوگون کے کہتے وے

کہ ہمنے کوئی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے زیادہ نہین دیکھی کہتی ہے وہ یعنے وہی ام عاصم کہ
کہی ہین نے ایکروز عتبہ سے کہ ہم استعمال کرتے ہین خوشبو ہونگا اور تو ہمسے زیادہ خوشبو
ہے سبب اسکا کیا ہے جواب دیا کہ پیدا ہوتا مجھے ایک شری لیے رسول خدا کے زمانے مین
اور شری تھے چھالو نکا نام ہے جو نکلتے ہین اندام پر پس آیا مین نزدیک رسول خدا کے
اور شکایت کی مینے اوس بیماری سے تاکہ حضرت علاج فرما وین فرمایا کپڑے اپنے بدن سے
نکال پس برہنہ ہوا مین اور بیٹھا آگے اوس سرور کے پس دم کیا حضرت نے اپنے دست
مبارک پر اور پھیرا ہاتھ میرے شکم پر اور پشت پر پس پیدا ہوئی واسطے میرے یہ خوشبو دیا
روز سے رواہ الطبرانی فی معجمہ الصغیر اور آیا ہے کہ ایک مرد اپنی بیٹی کو اوسکے شوہر کے
گھر بھیجا چاہتا تھا خوشبو نہین رکھتا تھا حضرت کے حضور مین آیا تاکہ کچھ اوسے عطا کرین اوس وقت
کچھ حاضر نہ تھا حضرت نے ایک شیشہ منگوایا اور خوشبوئی ڈالی اوس مین بعد پوچھا اپنے بدن
مبارک سے کچھ پسینا اور اوس شیشے مین ڈالا اور فرمایا کہ ڈالا گیا اسمین خوشبوئی اور اپنی
بیٹی سے کہنا کہ استعمال خوشبوئی کیا کرے اس سے پس تھی وہ عورت کہ جب خوشبو ملتی سونگھتے
اہل مدینہ اوسے اور نام رکھا تھا مدینے کے رہنے والون نے اوسکے گھر کا بیت المطیبین اور انس رضہ
سے آیا ہے کہ آئے ایک روز حضرت ہمارے گھر مین اور قیلولہ کیا قیلولہ دوپہر کے سونے کو
کہتے ہین اوس نیند کے عالم مین پسینا آیا حضرت کو اور تھی عادت حضرت کی کہ خواب مین پسینا
آتا میری مان ام سلیم نے ایک شیشہ لیا اور بدن مبارک سے پسینا لیکر اوسمین ڈالنا شروع کیا
پس بیدار ہوے حضرت اور فرمایا کیا کرتی ہے اے ام سلیم بولی کہ پسینا آپکا ہے یا رسول اللہ
کہ ملاونگی مین اوسے اپنی خوشبو مین وہو الطیب الطیب رواہ مسلم یعنے وہی پسینا خوشبوئی
سے خوشبو زیادہ ہے اور بھی انس رضہ سے آیا ہے کہ جب صحابیون سے کوئی شخص حضرت کی
ملازمت کا قصد کر کے آتا اور گھر مین حضرت کو نہ پاتا تو اوس جناب کی بوے خوش کے پیچھے
جس رستے سے کہ حضرت گذرے تھے جاتا اور جو کوئی مدینہ طیبہ کی گلیون سے گذرتا بوے
خوش پاتا اور جانتا کہ رسول خدا اس راہ سے گذرے ہین او رجان کہ ابتک در و دیوار
مدینے کی خوشبوئیان نکلتی ہین کہ محبون کے دماغ محبت اوس سے معطر ہوتے ہین و شاید

کہ ایک شمہ اوس خوشبو کا شائبہ ذوق مین بعض غریب مشتاقون کے بھی پہونچتا ہو غریب یعنی مسافر
اور مفلس اور نادر ابو عبداللہ عطار نے مدینہ مطیبہ کی مدح مین کہا ہے شعر بطیب رسول اللہ
طاب نسیمہا ٭ فما المسک والکافور والمندل الرطب ٭ یعنے رسول خدا کی خوشبو سے مدینے کی
باد نسیم ایسی خوشبو ہے کہ مشک اور کافور کی طرح وہانکے رطب ہین یعنے خرما اور معنی نازک ڈالی
اور سبز گھاس یہان سب معنون کا جامع ہے لفظ رطب فی الواقع قطعہ وہ نور ہے کہ جسکا نام ہے
نور ٭ خلائق کے لیے نور علی نور ٭ خدا کا ہے گل گلزار قدرت ٭ ہے عالم جسکی بوے خوش سے
معمور ٭ مدینے کی نسیم اوس گل کی بو سے ٭ یہ مہکی ہے نہین کچھ جسکا مصور ٭ وہانکی سرزمین ہے
طیب تخمیر ٭ رطب ہین جسکے مثل مشک و کافور ٭ اشبیلی ایک عالم ہے علماے صاحب وجدان
سے کہتا ہے کہ مدینے کی خاک کے تئین ایک خوشبوے خاص ہے ایسی کہ کسی مشک و عنبر مین نہین
اور کہا ہے اوسنے کہ یہ یعنے مدینے مین خوشبوئی ہونا اعجب عجائب سے ہے اور حقیقت مین کچھ تعجب
نہین شعر نسیم طرہ ہے جس زمین پر اوسکے ٭ مجال کیا ہے جو دم مارے نافہ تاتار ٭ اور عائشہ
صدیقہ نے کہا ہے کہ تھا پسینا چہرہ مبارک پر اوس سرور کے جس طرح لولو یعنے موتی آبدار خوشبو تر
مشک اذفر سے رواہ ابو نعیم اور حضرت کے دست مبارک کے وصف مین مذکور ہوا جابر بن
سمرہ سے کہ کہا کہ ہاتھ پھیرا حضرت نے میرے رخسارے پر پس پائی مینے اوس سرور کے ہاتھ
مین سردی اور بوے خوش ایسی کہ گویا ابھی عطار کی ڈبیا سے ہاتھ باہر نکالا ہے اور جو کوئی مصافحہ
کرتا حضرت سے پاتا تمام روز بوے خوش اپنے ہاتھ سے اور جس لڑکے کے سر پر حضرت اپنا
دست مبارک رکھتے ممتاز اور مشہور رہتا وہ اونکے لڑکون مین بوے خوش سے فائدہ جان کہ
بعض حدیثون مین آیا ہے کہ گلاب پیدا ہوا ہے حضرت کے پسینے سے اور دوسری ایک جگہ
آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ چنبیلی میرے پسینے سے پیدا ہوئی معراج کی شب کو اور گلاب
جبرئیل کے پسینے سے اور چنبیلی براق کے پسینے سے اور بھی آیا ہے کہ فرمایا کہ معراج سے
پھرنے کے وقت بوند پسینے کی میرے بدن سے زمین پر ٹپکی اور اوگا اوس سے گلاب جو
کوئی چاہے کہ مجھے سونگھے چاہیے کہ سونگھے گلاب کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا
جب گرا قطرا میرے پسینے کا تب زمین ہنسی اور اوگا گل سرخ اور محدثون کو صحت مین اس حدیث

کی جس اصطلاح مین کہ وے رکھتے ہین کلام ہے صاحب مواہب لدنیہ ابو الفرج نہروانی سے
لایا ہے کہ کہا اوسنے جو کچھ ان حدیثون مین آیا ہے ایک قطرہ ہے دریا سے فضل سے احمد مختار کے
اور اندک ہے بہت سی چیزون سے جنسے مکرم گردانا ہے پروردگار نے اپنے حبیب کے
تئین اور بلند فرمایا ہے اوس سے اوس سرور کے مرتبے اور منزلت کے تئین اور باتین محدثون
کی اوس صناعت کی روش سے ہین جو تحقیق اور تصحیح مین سند کی وے رکھتے ہین نہ یہ کہ اوسکی
استبعاد اور استحالت کی جہت سے ہو جاتا ہے وہ جو مذکور ہوا کہ گلاب حضرت ؐ کے پسینے سے
پیدا ہوا اعتراض محدثون کا اسمین نہین کہ اسباتکو بعید سمجھین یا محال جانین بلکہ اونکی تحقیق اور
تصحیح سند کی روش سے ہے اور ان حدیثونکا جنکا ذکر ہوا انواع اضطراب اور اختلال بھی ہے اور
جب حضرت چاہتے کہ تغوط کرین یعنی قضاے حاجت کرنا مراد بول براز سے اوس وقت شگافتہ
ہو جاتی تھی زمین اور نگل جاتی تھی بول و غائط کے تئین اور نکلتی تھی اوس سے بو خوش
اور مطلع نہین ہوتا تھا کوئی بشر جو کچھ اخراج پاتا تھا اوس سرور سے اور عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے
کہ کہا اونھون نے حضرت ؐ کے تئین کہ آپ آتے ہین طہارت کیے ہوسے اور نہین دیکھتی مین آپ سے
کچھ چرک کی آلودگی فرمایا نہین معلوم ہے تجکو اے عائشہ کہ جو کچھ باہر نکلتا ہے انبیا سے زمین اوسے
نگلتی ہے اور روایت کی گئی بعض اصحاب سے کہ کہا صحبت رکھتا تھا مین حضرت ؐ کے ہمراہ ایک
مسافرت مین پس جب کھڑے ہوسے حضرت قضاے حاجت کے لیے پس آیا مین اوس جگہ جہان سے
حضرت برآمد ہوسے پس نہ دیکھا مینے اوس جگہ اثر غائط کا اور نہ بول کا اور دیکھے مین نے اوس جگہ
تین کلوخ یعنی ڈھیلے پس اوٹھایا مینے اون ڈھیلونکو اور پائی مینے بو سے خوش اونکے درمیان
اور قاضی عیاض رح نے شفا کے درمیان کہا ہے کہ بتحقیق ایک گروہ اہل علم حدث کی طہارت کی طرف
گئے ہین سرور عالم سے اور یہی قول ہے بعض اصحاب شافعی کا لیکن اوس جناب کے بول کے تئین پیا
ہے بہت لوگون نے اور بیان ہے اوس سے ام ایمن نے جو خدمت کرتی تھی اوس سرور کی روایت کرتی ہے
کہ ہر شب حضرت ؐ کے تخت کے نیچے ایک قدح رکھا جاتا تھا کہ درمیان اوسکے بول فرماتے تھے ایک
رات حضرت ؐ نے اوسکے درمیان استنجا کیا تھا جب صبح ہوئی فرمایا ام ایمن پھینکدے اوس سفال
مین جو کچھ ہے پس نہ پایا درمیان اوسکے کچھ کہا ام ایمن نے کہ واللہ پیاسی ہوئی تھی مین اور پیگئی مین

اوس پانی کو حضرتؐ یہ سنکے مسکرائے اور حکم نہ کیا حضرتؐ نے اوسکے پیٹ دھونے اور قے کرنے پر
اور بھی نہ فرمائی اوسکے عود کرنے پر اور فرمایا اور رنگ لگیگا تیرا شکم ہرگز ابد تک اور ایک عورت تھی
کہ وہ بھی خدمت کرتی تھی حضرتؐ کی اوسنے بھی پی لی بول کے تئین اور فرمایا حضرتؐ نے کہ صحت پائی ام یوسف
نام اوسکا ام یوسف تھا یعنے بیمار نہوگی ہرگز پس بیمار نہوئی وہ عورت مگر وہی بیماری جسمین عالم سے گزر گئی
اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ ایک مرد نے بول کے تئین رسول خداؐ کے پیا تھا پس بو سے خوشبو
نکلتی تھی اوس شخص سے اور اوسکی اولاد سے کئی پشت تک اور مواہب لدنیہ اور شفا کے درمیان اس
روایت کا مذکور نہین اور ایک روایت ہے کہ لوگ تبرک گردانتے تھے حضرت سرور عالمؐ کے بول اور لہو
کے تئین بول کی حدیثین مذکور ہوئین لیکن لہو کا پینا بھی مکرر واقع ہوا ہے اصحاب سے اور کسی جگہ اتفاقات
سے خون مطہر حضرتؐ کے بدن انور سے نکلا ہے اور بعض صحابی نے تبرکاً پینا پایا ہے ایک یہ کہ ایک حجام
نے حجامت کی حضرتؐ کی پس باہر نکالا خون کے تئین اور نگل گیا اوسکے تئین حضرتؐ نے پوچھا کیا کیا
تونے خون کے تئین اوسنے عرض کی کہ باہر نکالا مینے خون کے تئین تا کہ پوشیدہ کرون اوسے اور نہ چاہا
مینے کہ آپکے خون کو زمین پر ڈالون پس پوشیدہ کیا مینے اوسے اپنے شکم مین فرمایا حضرتؐ نے کہ پناہ
لی تونے اور نگاہ رکھا تونے اپنی ذات کے تئین یعنے بیماریون سے اور بلاؤن سے اور آیا ہے کہ جب
مجروح ہوئے حضرتؐ احد کے روز پس چوسا اوس سرورؐ کے جراحت کے تئین مالک بن سنان
ابو سعید خدری کے باپ نے یہانتک کہ پاک اور سپید کیا اوس جراحت کے تئین کہا لوگون نے اوسکے
تئین کہ ڈالدے لہو کو منہ سے کہا اوسنے لا واللہ ہرگز نہ ڈالونگا رسول خداؐ کے خون کے تئین خاک پر
پس نگل گیا اوسکے تئین پس فرمایا حضرتؐ نے کہ جو کوئی دیکھا چاہے اوس شخص کو جو اہل بہشت سے ہے وہ
دیکھے طرف اس مرد کے اور عبداللہ بن زبیرؓ سے آیا ہے کہ حجامت فرمائی سرور عالمؐ نے ایک روز
پس دیا میرے تئین لہو اور فرمایا پوشیدہ کر اوسکے تئین کسی ایسی جگہ کہ اوسے کوئی نہ دیکھے اور نہ معلوم
کرے پس پیگیا مین اوسکے تئین کیونکہ اوس سے زیادہ کوئی پوشیدہ جگہ مین نے نپائی پس فرمایا
حضرتؐ نے کہ وائے تجھکو لوگون سے اور وائے لوگونکو تجھ سے کنایہ کیا اوس جناب نے طرف مروان کے
اور شجاعت اور قوت اور شہامت کی جو اوسے اوس لہو پینے سے حاصل ہوئی اور باعث ہے
جو قتال ہوا لوگون سے اور وہ بھی عبداللہ بن زبیرؓ وہ شخص ہے جسنے بیعت نہ کی یزید کی اور بود و باش

اپنی مقر کی اون سے نکلے ہین اور مجتمع ہوئے اوس پاس اہل حجاز اور اہل یمن اور اہل عراق اور اہل
خراسان وغیرہ اور مار ڈالا اوسکو حجاج بن یوسف نے عہد امارت مین عبد الملک بن مروان کی
اور دار پر چڑھایا وله قصة طويلة اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے عبد اللہ بن
زبیر رضہ کے تئین جس وقت اوسنے حضرت صلعم کے خون کو پیا تھا کہ لا تمسک النار الا قسم الیمین یعنے نہ
لگیگی تجھکو آگ مگر واسطے قسم کے جو اللہ تعالی نے یاد فرمائی ہے اپنے اس قول سے وان منکم الا
واردها الآیہ اور ان حدیثون مین دلالت ہے اوس جناب کے بول و خون کی طہارت پر اور اوسپر اسکی
قیاس کئے ہین تمامی فضلات اور عینی صحیح بخاری کا شارح جو حنفی مذہب کا کہتا ہے کہ اسی پر قائل ہے
یعنے طہارت بول و دم پر امام ابوحنیفہ اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ دلیلین بہت ہین سرور عالم کے
فضلات کے طہارت پر اور اسکے تئین اماموں نے اوس جناب کے خصائص سے شمار کیا ہے

بیان حضرت صلعم کی مباشرت کا

مباشرت جماع کو کہتے ہین اگرچہ ذکر کرنا اس وصف کا بظاہر بعثت اور سینہ مبارک کے شق کے بعد مناسب
تھا جس طرح اہل سیر کی کتابون مین واقع ہوا ہے لیکن اس کتاب مین انتظام کلام بعضے مقامات کے
ذکر کی جہت سے جو ان کتابون مین اس مقام مین مذکور نہین آخر کے درمیان پڑا اور اسکا مضائقہ
نہین بلکہ اسکے تئین یہی مناسب تر پایا جیسا کہ اہل فہم و ارباب علم پر روشن ہوگا جان کہ فائدے
نکاح کرنیکے حفظ نسل اور دوام نوع انسانی کے بعد پانا لذت کا اور برخورداری نعمت کی اور نگاہ
رکھنا صحت کا ہے یعنے نکاح کرنے سے یہ فائدے ہین کیونکہ حبس اور احتقان کرنا منی کا یعنے جماع
نکرنا پیدا کرنے والا شدید بیماریونکا ہے اور قوی اور اعضا اوس سے ناتوان ہوتے ہین اور یہی حبس
کرنا منی کا باعث انسداد مجاری ہے یعنے منی روکنے سے بند ہوتے ہین جاری ہونیکے مقام اور تقاضا
کرنا قوت باہ اور شہوت جماع کرنیکا اور تنغیص و تنقیص اوسکی ضرر کرنیکے امر مقرر اور معروف اور عادت
مستمرہ ہے یعنے جاری درمیان مردونکے اور محبت کرنا ساتھ عورتونکے اور متعدد نکاح کرنا یعنے کئی
نکاح کرنا کمال سے ہے اور ایک اون مواضع سے جنسے کوتہ اندیشونکی عقل کمال بشری کی حقیقت سے
اوسکی محجوب ہے سو جماع کرنا ہے ساتھ عورتونکے کہ بصورت نقصان مین تصور کرتے ہین اور لہو و لعب
مین اوسے گنتے ہین اور یہ بات اونکی نقصان فہم اور کجی طبیعت رہبانیت سے ہے رہبان ترسا کے

عابد کو کہتے ہین اور نظر کرے تجمع ہونے فعل و انفعال اور تاثیر و تاثر کی جو جہان کے ظہور کے علت
غائی ہین جیسا کہ اس کلام مین ہے یعنے جماع مین جیسا کہ تاثیر و تاثر وغیرہ ہے کسی اور کلام مین ہین اور فضل
سید انبیا کا اور پیغمبرون کا سند اسکی کافی ہے اور بقیہ اس کلام کا ازواج مطہرات کے ذکر مین انشاء اللہ تعالے
آخر کتاب مین آویگا اور انس کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ایک شب مین اپنی تمامی نساؤن سے صحبت
فرماتے تھے اور وے گیارہ بی بیان تھی کہا راوی نے کہ پوچھا مینے انس سے کہ آیا طاقت رکھتے
تھے حضرت اسکی کہا انس نے کہ تھے ہم کہ کہا کرتے درمیان اپنے کہ دی گئی ہے سرور عالم کو قوت
تیس مردونکی رواہ البخاری اور بعضی روایتو مین قوت چالیس مردونکے بہشت کے مردونکی اور آیا ہے کہ
ہر مرد کے تئین بہشت کے مردونسے قوت سو مردونکی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ لایا واسطے میرے جبرئیل ایک دیگ کھانیکی پس کھایا مینے اوسمین سے کھانا اور دی گئی مجھے قوت
چالیس مردونکی درمیان جماع کے اور قاضی عیاض درمیان شفا کے عایشہ صدیقہ سے لایا ہے کہ کہا یعنے
صدیقہ نے کہ نہین دیکھا مینے ستر رسول خدا کبھی اور روایتو مین آیا ہے کہ نہ حضرت نے صدیقہ
کا ستر دیکھا اور نہ صدیقہ نے حضرت کا اور سرور عالم نے وصیت کی علی مرتضی کے تئین کہ میری
رحلت کے بعد نہ نہلاوے مجھے کوئی شخص مگر تم اور چاہیے کہ نظر نہ پڑے کسی غیر کی میرے ستر پر کیونکہ جو دیکھے
گا میرے ستر کو کوئی مگر یہ کہ آنکھین اسکی ناپدید ہون اور یہ اوس جناب کی قوت جسمانی کا کمال ہے
اور قوت روحانی اوس سرور کی خود ایسی تھی کہ آسمان کی تئین حرکت کرنیسے باز رکھتی تھی بلکہ اوسکی حرکت کے
خلاف پر لیجاتی تھی جیسا کہ پھرنیسے آفتاب کے جو حدیثون مین آیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور یہ عبرت اور اعتبار کا محل ہے کہ عیش
اور تنعم سرور عالم کا ماکل و مطاعم مین یعنے کھانے پینے مین وہ تھا کہ کبھی آسودہ شکم سیر کھانا نہ کھایا
اور جو کی روٹی پر اوس عالیجناب نے قناعت کی اور توانائی بدن کی اور قوت اس مرتبے مین اور
ایک اوس سرور کے معجزونسے جو ارباب فہم و ذکا پر عیان ہے وہ ہے کہ حسن و جمال اور صفا اور نظافت
اوس سرور کے چہرہ مبارک کی اوس مرتبے مین تھی جو کچھ مذکور ہوا اور خوراک اور لباس اور حسن و صفا
حسب عادت ناز او تنعم چاہتا ہے سو اس درجے مین بس معلوم ہوا کہ یہ نہ تھا مگر اوسی عالم سے کہ دائرہ
اسباب اور عادت سے باہر ہے کیونکہ بہتر غذا سے قوت اور نور اور رنگ اور نمو آتا ہے اور غذا
خشک کا احوال تو معلوم ہی ہے تو اوس جناب کا روپ اور سکت عنایت الٰہی سے جاننا چاہیے

اور حضرتؐ کی ذات بابرکات احتلام سے محفوظ تھی ابن عباسؓ کہتے ہین کہ کوئی پیغمبر ہرگز محتلم ہوا
کیونکہ احتلام فعل شیطان سے ہے رواہ الطبری لیکن حدیث متفق علیہ مین آیا ہے یعنے سب اسبابِ زن
ایک ہین کہ پاتے تھے اوس جناب کے تئین فجر رمضان مین اور حال یہ کہ وہ سرورؐ جنب تھا غیر احتلام سے
پس غسل کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے ظاہر ہے اس عبارت کی اور قید کرنے سے بغیر احتلام کے
بوجھا جاتا ہے کہ احتلام اوس سرورؐ پہ جائز ہوا ورنہین تو استثنا کرنا اوسکا فائدہ بہتا یعنے یہ جو مذکور
ہوا کہ بغیر احتلام اور جواب اسکا یہ ہے کہ بنا استثنا کا عدم جواز پر ہے یعنے استثنا بیان کرتے ہین
جہان جواز موجود ہوا اور یہ قید اتفاقی ہے اور بیان واقعی یعنے غسل کرنا حضرتؐ کا جماع سے تھا
نہ یہ کہ احتلام سے ہو کیونکہ احتلام رسولؐ خدا پہ جائز نہین اور اگر یہ بات ہو تو لازم آتا ہے کہ جناب
مین احتلام کے سبب غسل نکرتے ہوں اور یہ بات فاسد ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ صحیح وہ ہے
کہ احتلام اوس سرور پہ جائز نہین کیونکہ احتلام شیطان سے ہے اور حضرت اوس سے معصوم او
محفوظ ہین اور مراد احتلام سے رمضان کی حدیث مین جسکا اوپر بیان ہوا روایت انزال کی ہے
بدون دیکھنے کسی چیز کے خواب کے بیان اور یہ بات شیطانی نہین اور شیطانی وہی ہے کہ خواب مین کچھ
نظر پڑے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ وہ یعنے وہی غسل کرنا دیر ہونے سے وقت کے اور یہ ہم
لوگونکی کثرت اجماع سے تھا تکملہ ایک طولانی حدیث مین طریق اہل بیت نبوت سے جو منتہی ہوتا
ہے طرف دونون امامونکے یعنے حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام شہید حسین سلام اللہ علیہم
اجمعین اور شامل ہے وہ حدیث بیان حلیہ شریف کو اور اوس سرورؐ کی بعض خصلتون اور عادتون
کو آیا ہے کہ کہا امام حسن نے کہ سوال کیا مینے اپنے خالہ ہند بن ابی ہالہ سے رسول خدا کے حلیہ شریف
کا اور تھی وہ وصف کرنے والی رسولؐ خدا کے حلیہ شریف کی اور مین امید رکھتا تھا کہ وہ وصف کر
اول چیز وسکے جسے متعلق ہوئین اور دستاویز کرون اوسے یعنے حلیہ شریف سے وہ چیز جو بنظر
ہوا اور ہو وہ امام عالیمقام تمام اوس سرورؐ کے حلیہ شریف سے متصف تھا یہانتک کہ اگر کوئی
شخص رسولؐ خدا کی رویت سے مشرف ہوتا پوچھا جاتا کہ کس صورت سے دیکھا پیغمبر کو اگر کہتا
امام حسن کی صورت سے دیکھا ہے کہا جاتا سچ ہے او بحقیقت دیکھا ہے غرضکہ کہا ہند بن ابی ہالہ
نے کہ کان رسول اللہ فخماً مفخماً یتلالا وجہہ تلالا القمر لیلۃ البدر الخ معنی اسکے اوپر مذکور ہو چکے فرمایا

امام حسن نے وصف کرو واسطے میرے گویائی اور خاموشی اور کلام کرنا سرور عالم کا کہا اونے
کہ تھے حضرت اندوہناک دائم الفکر اور نہ تھی اونہی جناب کو راحت اور آسائش اور کلام نکرتے
بے ہون حاجت کے اور دراز تھی اوس سرور کی خاموشی اور شروع کرتے تھے بات کے تئین اور ختم سخن
فرماتے تھے اپنے اشداق سے شدق بالکسر بمعنی کنج دہن یعنے بات کے تئین تمام وکمال اور درست اپنے
دہن مبارک سے نکالتے تھے اور شکستہ اور ناقص نہین اور تکلم کرتے تھے جوامع الکلم کر کے یعنے لفظ
مختصر کر کے جسکے معانی بہت تھے چنانچہ حدیث مین آیا ہے اُوتِیتُ جَوامِعَ الکَلِمِ وَاختُصِرَ لِیَ الکَلامُ
یعنے دیا گیا مین جوامع الکلم اور مختصر کیا گیا واسطے میرے کلام اور تکلم فرماتے بیان فاصل اور مفصول
سے ایسا کہ نہ تھا اوس کلام مین نقصان اور نہ فضول اور تھے حضرت نرم طبیعت خوش خلق اور سخت
سخن اور تندخو احدا نتھے اور تعظیم کرتے یعنے گرامی رکھتے نعمت کے تئین اگرچہ کم ہوتی اور عیب نکرتے
کسی چیز کے تئین مگر یہ کہ کھانے کے تئین جس طرح ذم نکرتے ستایش بھی نکرتے جس طرح عادت اہل
ترفہ کی اور اہل تنعم کی ہے کہ اگر بہتر کھانا ہوا وسکی مذمت کرتے ہین اور کوئی کھڑا نہ رہ سکتا تھا اور
تاب لا سکتا نہ تھا اوس جناب کے غصے کی جس وقت کہ وہ تجاوز کرتا حق سے او پر اسبات کے کہ
انتقام فرماتا وہ سرور اور بدلا لیتے فرماتا تھا وہ سرور اپنی ذات کے حق کے لیے جو علاقہ دنیا سے
رکھتا تھا اور اگر اشارت فرماتے کسی چیز کی طرف تو اپنی تمام کفدست سے اشارت فرماتے یعنے
صرف اونگلی سے اشارت نکرتے اور جب تعجب کرتے پھراتے اپنے کفدست کے تئین اوس وضع پر
کہ مخلوق تھا کفدست یا اوس وضع سے کہ ہتیلی رہتی تھی تعجب کے وقت مین اور جب کلام کرتے
اوس وقت مارتے اپنے سیدھے ہاتھ کے نر انگشت کو بائین ہاتھ کی ہتیلی پر اور عادات اوس سرور
کی تمام محبوب الٰہی ہین ایسی کچھ عادتین اوس سرور کی تھین اور لا کلام اس جگہ کچھ سر اور کوئی نکتہ
ہوگا ایسا کہ عقل ہماری اوسکے بھید پانے سے قاصر ہے اور اللہ تعالیٰ دانندہ تر ہے اور جب
غضب کرتے یعنے جب کسی پر برہم ہوتے پھراتے اوس سے اپنے روئے انور اور پہلو سے منہ
کے تئین یا یہ کہ جب حالت جذب مین اور غصے مین ہوتے الخ اور جب خوشحال ہوتے اور لذت
پاتے کسی چیز سے تب پوشیدہ فرماتے اپنی آنکھونکو پپوٹون سے اور تھا اکثر ہنسنا اوس جناب کا
تبسم سے یعنے اوسی حالت لذت مین مسکراتے اور نمودار ہوتے تھے اوس سے دانت اوس

اوس سرور کے اوس کے مانند صفا اور لطافت مین اور آب و تاب مین امام حسن مجتبیٰ فرماتے ہین
کہ سنا مین نے اس حدیث کو ابن ابی ہالہ سے پس پوشیدہ رکھا مین نے حسین سے ایک زمان یعنے تھوڑی
دیر یا تھوڑے دن یا مدت اور نہ کہا مین نے اوس سے بالفعل یعنے فی الحال اور جب کہا پایا مین نے اوس سے
کہ سبقت کی تھی اوس نے مجھسے اس حدیث کے سننے مین اور پوچھا تھا یعنے امام حسین نے اپنے
باپ علی مرتضیٰ سے زیادہ اس سے یعنے احوال رسول خدا کے مدخل کا اور مخرج کا کہ کیا کرتے
تھے رسول خدا جب منزل مین پہونچتے تھے تمام اسبابات سے کہ گھر ہو یا سفر مین پس کہا امام حسین نے
یعنے اوسی اس حدیث کا امام حسین ہین جنھون نے پوچھا علی مرتضیٰ سے اس کیفیت کو اور
اوس سرور کی مجلس کا احوال اور شکل کا اور نہین چھوڑا تھا اوس سے کچھ یعنے تمام اور تا نہایت
حضرت کا احوال پوچھا جزوی ہو یا کلی ہر ایک طور سے کہا امام حسین نے کہ پوچھا مین نے
اپنے باپ سے خدا رسول کا یعنے جب گھر مین آتے تو کیا کرتے فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ جب حضرت
داخل ہوتے منزل مین تین حصے کرتے اوس جگہ کے ایک حصہ واسطے خدا کے یعنے جسمین عبادت
کرتے اگرچہ وہ سرور ہر وقت اور ہر حال عبادت ہی مین تھا لیکن مراد یہان انتخاب کرنا اوس جگہ
کا خالصاً للہ تھا یعنے صرف خدا کی عبادت کے لیے تھا کیونکہ اوس جگہ مین اپنی اہل کا حق اور
خلق کا اور اپنی ذات کا داخل نہین اور دوسرا حصہ اوس جگہ کا واسطے اہل و عیال کے اور
ادا ے حقوق کے یہ سو وہ ادا ے حقوق کیا تھا خلطہ اور آمیزش اور نشست و برخاست اور
کام کاج ساتھ اونکے اور تیسرا بخش اوس جگہ کا اپنی ذات کے واسطے یعنے خاص اپنے لیے اور
اپنی ذات کے ادا ے حقوق کے واسطے وہ حق اوسکا کیا ہے راحت پانا اور سونا اور بیٹھنا اور جو
مانند انکے ہو یعنے جو کام راحت پانے اور سونے اور بیٹھنے کے مانند ہو پس اس تیسرے حصے مین
جو اپنی ذات کے واسطے تھا اوسکو دو بخش کرتے تھے ایک واسطے اپنے اور دوسرا واسطے لوگون
کے اور شریک گردانتے تھے اونکو اپنی ذات کے حصے مین پس صورت یہ تھی کہ خبر دیتے اوس سرور
کو وے اصحاب جو خاص تھے اہل عوام کی حاجتونکی یعنے جو اونکی حاجتین تھین اونکے واسطے عرض
کرتے تھے اور پہونچاتے تھے وہی خواص اصحاب مجلس شریف کے فوائد طرف اونکی یعنے بلاواسطہ اور بوسیلہ فوائد خواص
اصحاب کے پہونچتے تھے اور بعد اونکی وساطت سے عامیونکو فائدہ خیر پہونچتے تھے اور خیر نہین کرتے تھے حضرت

اندوختہ نہین فرماتے تھے کسی چیز کو جو فوائد اور نصائح کی تھی یعنی جو کچھ اومتکے مناسب حال
اور مناسب استعداد تھا اور سیرت کریمہ سے اور عادت شریف سے اوس جناب کی ایثار اور
اختیار کرنا اہل فضل و علم کا اور اہل صلاح و شرف کا اذن یعنی اذن دیتے تھے اون لوگونکو جو اہل
فضل و علم تھے اندر آنیکا اور حضور مجلس شریف سے مخصوص کرنے کا اور قسمت کرنیکا موافق
اونکے قدر افضل اور مرتبے کے دین کے درمیان یعنی جو کوئی دین مین زیادہ مخصوص اور
ممتاز تھا حصہ اوسکا عنایات سے اوس سرور کے زیادہ تر اور بیشتر تھا اور تشاغل فرماتے تھے یعنی
مشغول رہتے تھے حاجت روائی مین لوگونکی اور تحصیل مقاصد مین اصحاب کی اور مشغول رکھتے تھے
اونکو اوس کام مین جسمین اونکے حال بہتری تھی اور امر کرتے انکو یہ بات کے کہ سوال کرین اوس
جناب سے اور خبر دیوین اور اونکو اوس چیز کی جو چاہیے اور سزاوار ہے مراد امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر ہے اور فرماتے چاہیے کہ پہونچاوے جو کچھ سنتا ہے وہ شخص جو حاضر ہے تم مین سے
یعنی خبر اوس شخص کے تئین جو غائب ہے اور فرماتے پہونچاؤ مجھے تم حاجت اوس شخص کی جو اب
نہین پہونچا سکتا اپنی حاجت کو یعنی جسکو رسائی نہین وہانتک اور فرماتے کہ جو کوئی پہونچاوے
کسی بادشاہ کو حاجت اوس شخص کی جو نہین پہونچا سکتا ثابت رکھیگا خدا تعالی قیامت کے روز اوسکے
قدم کے تئین اور ذکر نہین کیا جاتا تھا حضرت صلعم کے نزدیک مگر وہ کلام جسکی احتیاج ہو دنیا اور دین
مین اور ایسا کلام جس سے اصلاح ہو وین حاجتین اور غیر کو نہین ہوتا تھا مجلس شریف مین جو کچھ
لا یعنی ہو اور جسمین کچھ فائدہ نہو اور باریاب ہوتے طالب العلم اور بخشش پاتے اپنا بہتری اور برکت
سے اور باہر آتے مجلس شریف سے رہنمائی کرنے والے اوس علم و ادب کی جہت سے جو حاصل ہوتا تھا
اونکو یعنی طلبہ کے تئین رسول خدا صلعم سے فرمایا امام حسین نے کہ پس سوال کیا مینے اپنے والد سے
سرور عالم صلعم کے مخرج کا یعنی جب منزل شریف سے باہر آتے اور اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تب کیا
کرتے فرمایا علی مرتضی نے کان رسول اللہ یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ یعنی تھے رسول خدا کہ بستہ رکھتے
اپنی زبان کو یعنی خاموش رہتے مگر اوس چیز مین اور اوس بات مین جو فائدہ رکھتی اور نفع
پہونچاتی لفظ یخزن مضارع کا صیغہ ہے خزن سے بمعنی گنج مین مال رکھنا اشارت ہے اس سے
طرف اس بات کی کہ زبان حضرت کی مانند ایک کلید کے تھی خزانہ دل پر جو حقائق اور معارف سے مالا مال

تھا اور جسمین فائدہ ہوتا امت کے تئین اوسکو یعنے خزانہ دل کو کھولتے یعنے دل حق منزل اوس
سرور کا جو مورد الہام الٰہی تھا اوسے زبان تک وہی بات نکلتی جسمین دنیا اور آخرت کا نفع تھا
اور نہین تو وہ بستہ ہی رکھتے یعنے خزانہ کا جو دروازہ زبان ہے اوسے بند رکھتے تھے اور تالیف فرماتے
اونکے دلونکی یعنے دلجوئی کرتے اور نگاہ رکھتے بھاگنے سے یعنے امت کے آنے سے دل کو جو تازے
قید اسلام مین آئے تھے اونکو رام فرماتے اور بھٹکنے نہین دیتے تھے اور یہ صورت حقیقت مین فعل
الٰہی سے ہے جس طرح فرمایا ہو الذی الف بین قلوبکم یعنے اللہ تعالیٰ جل علاہ ایسا خالق جسنے
تالیف کی تمھارے دلون مین اور احسان اور عطا بہت فرماتے اون لوگونکو جو ضعیف الایمان تھے
جنکو مولفۃ القلوب کہتے تھے ابن حابس اور ابو سفیان بن حرب او سہیل سے تھے مکے کی فتح کے بعد
حنین کے غنیمتون مین اور ہر قوم کے بزرگونکو بزرگ اور گرامی رکھتے تھے اور اونکی قوم پر اونکو حکومت
عطا کرتے اور حذر کرتے تھے لوگونسے اور نگہبانی کرتے اپنی اوسنے اور پوشیدہ رکھتے اپنی ذات
کو دشمنون سے تاکہ کچھ زیان نہ پہونچاوین اور یہ صورت اس آیت کے نازل ہونیکے اول تھی یعنے وہ
حالت جبکا مذکور ہوا کہ اپنے تئین بچاتا ہے اعدا سے یہ حال کب تھا جب یہ آیہ نہین نازل ہوا
اور جب نازل ہوا بیخوف ہوئے واللہ یعصمک من الناس یعنے اللہ تعالیٰ تیری آپ محافظت
کرتا ہے اعدا سے اور قطع نظر اوس حال سے اپنے تئین حفظ ذات مین رعایت علم حکمت اور تعلیم وارشاد
امت ہے اور حقیقت مین یہ کنایہ ہے اوسبات کی طرف کہ اپنا رعب نگاہ رکھنا اور انبساط نکرنا خلق سے
تاکہ نڈر اور بیباک نہوئین اور ساتھ حذر اور احتراس کے یعنے محافظت کے نہ پھرانے کسی سے
اپنی کشادہ روئی اور خوشخوئی کے تئین اور دلجوئی کرتے اور بازپرس فرماتے اصحاب کی بازپرس
کے معنی کسیکی خیریت کا احوال پوچھنا اور دلجوئی ترجمہ تفقد کا ہے اور تفقد در اصل جبکی گم ہوا
ڈھونڈھنا اور جب بازپرس حال بار بار ہو تو تفقد کے معنی اوس سے پیدا ہین اور عرف مین اسکو
دلجوئی کہتے ہین اور پوچھتے حضرت لوگونسے احوال ایک کا دوسرے سے تاکہ نیکی اور بہتری
اور مددگاری اوسکی کرین اور اگر بد ہو تو اوسکا اصلاح حال کرین اور سرزنش کیا اور منع کرین
کہ بدکاری سے باز آوے اور عادت شریف سرور عالم کی تھی کہ تعریف اور تحسین فرماتے فعل و
عمل نیک کے تئین اور بدکاری اور بدچلنی کو سرزنش فرماتے اور ہموار کرتے اوسکو جیسے بکار ہی

ظاہر ہوتی اور پروا نکرتے اوس بدکاری اور خوف نکرتے اوس سے اگرچہ وہ صاحب منزلت ہوتا
اور یہ احوال پر ہی ایسا کیا و دوسرے سے غیر تجسس سے تھی یعنے کسی کا تجسس منظور نتھا اور بعضے تجسس
اوسے کہتے ہین کہ لوگونکے پوشیدہ عیبونکو پوچھین اس ارادے سے کہ اوسے رسوا کرین اور یہ حال
مردم ظاہر کا ہے یعنے وے لوگ جو اہل عوام ہین کہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہین اور سرور عالم
پرسش فرماتے تھے پرورش اور اصلاح حال کے واسطے اور ارادے اوسکی بہتری کے اور تھے
حضرت معتدل الامر تمام چیزونمین یعنے تمام احوال و اوضاع شریف معتدل تھے اور تمکین
پائے ہوے اور ثابت اور قائم اور ایک قرار پر اور حضرت کے کامونمین کچھ پست و بالا یعنی
اور اختلاف اور افراط و تفریط یعنے گھٹنے بڑھنے کو راہ نتھی اوس سرور کے کامونمین اور تعلیم
کرنے سے اونکے غافل نہین ہوتے تھے اور ادب دینے سے اور اونکی تہذیب سے یعنے آراستہ
کرنے سے اور ہمیشہ اونکی سیاست مین اور تدبیر حال مین تھے سیاست کے معنی نگہبانی کرنا مالک
اور حاکم اپنی رعیت پر اور یہان مراد سیاست نفس ہے اس خوف سے کہ مبادا ایسے کہ غافل ہوون اور
نیک کامونسے باز رہین اور التزام نہین فرماتے تھے شاذ عبادتونکے تئین التزام کے معنی لازم
کرنا اور گردن پر لینا کسی کام کے تئین اس خوف کی جہت سے کہ فرض نہ گردانی جاوین وہ
نفل عبادتین امت پر اور ہر حال اور ہر کام کے اوس سرور کے نزدیک سرانجام اور آمادگی
تھی جس طرح جنگ کے سلاح یعنے زرہ اور آلات حرب جس طرح برچھا تلوار وغیرہ اور جو امور
واقع ہوتے یعنے ہر کام کے اور فساد کے واسطے ایک مصلح تیار رکھتے اور قصور نہ فرماتے کسیکے
حق مین اور تجاوز نکرتے اوس سے یعنے اوس حق سے درگذر نہ فرماتے اور ہمیشہ قائم کرنے مین
حق کے اور اوسکے اثبات کرنے مین تھے اور مقربان درگاہ اوس جناب کے اخیار تھے یعنے صاحب
خیر اور نیک اور ابرار تھے یعنے پاک اور سب سے زیادہ حضرت کے نزدیک مقرب وہ شخص تھا
جو خیر خواہ زیادہ تھا خلق کا اور نصیحت گر کہا امام حسن نے پس پوچھا مینے اپنے باپ سے رسول خدا
کی مجلس کا احوال اور اوس جناب کے آداب اور اوضاع کو ساتھ لوگونکے ہمنشینی کرنے مین
فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ نہین بیٹھتے تھے اور نہین اوٹھتے تھے حضرت مگر خدائے عزوجل ذکر کے
ساتھ یعنے نشست و برخاست مین ہمیشہ خدا کی یاد ہی مین تھے اور جب مجلس مین داخل

ہو تو وہان ہی بیٹھتے جہان پہونچتے اور قصد بالانشینی کا نکرتے اور بیٹھنے کے واسطے کوئی جگہ
معین نہین کرتے تھے اور امر کرتے تھے امت کو اوپر اسی بات کے یعنے فروتر نشینی پر
اور نہی فرماتے تھے یعنے باز رکھتے تھے بالا نشینی کے قصد سے اور دیتے تھے حضرت ﷺ
اپنے اہل مجلس تمام کے تئین حصہ اپنی عنایت اور التفات اور توجہ کا یعنے ہر ایک شخص کی
طرف متوجہ ہوتے تھے اور التفات و عنایت فرماتے تھے اور گمان نکرتا ہمنشین اوس سرورؐ کا
کہ کوئی اپنے سے زیادہ گرامی ہے حضرت ﷺ کے نزدیک اور ہر ایک سے اوسکے اندازہ
حال کے موافق اور قدر قابلیت کے مطابق ایسی عنایت مبذول رکھتے کہ وہ راضی اور
خوشحال ہوتا اور جو کوئی ہمنشینی کرتا یا کچھ حاجت لاتا حضرت سے صبر کرتے اوپر اوسکے جب تک
وہ آپ نہ پھرتا اور نہ اوٹھتا حضرت نہ پھرتے اور نہ اوٹھتے اور جو کوئی سوال کرتا اوس جناب
سے اور کچھ حاجت چاہتا رد نکرتے طرف اوسکے مگر حاجت اوسکی اور اگر فرضاً کچھ حاضر نہوتا
تو میٹھی اور لطیف باتون سے اور دلجوئی سے اوسے پھیراتے اور شرح اس سخن کی باب اخلاق
شریف مین جود و سخا کے بیان مین آویگی اور پر کیا تھا لوگون کے تئین اوس سرورؐ کی خوش خلقی
نے اور تمام لوگون کے تئین وہ سرور بجاے پدر ہوا تھا اور اوس سرور کے نزدیک حقداری
مین سب برابر تھے کہ کسیکے حق مین فروگذاشت نہین کرتے تھے اور تھی مجلس شریف مجلس علم
و حیا و صبر و امانت اور بلند نہین کیجاتی تھین آوازین درمیان اوس مجلس کے اور ذکر نہین
کیا جاتا تھا اوسمین حرام اور ناشایستہ کام کا اور ظاہر اور پراگندہ نہین کروائی جاتی تھین لغزشین
اہل مجلس کی یعنے اگر بالفرض کسی سے کچھ زلت یا ناشایستگی جو لازمہ بشریت ہے واقع ہوتی پوشیدہ
کرتے اہل جلسہ اوسے اور پراگندہ نکرتے اور تمام اہل مجلس باہم متعادل اور متساوی اور متوافق
تھے یعنے باہم موافقت کرنے والے اور تفاضل اونکا یعنے آپسمین فضل اور فخر کرنا تقوی اور
پرہیزگاری مین تھا یعنے جو زیادہ صاحب تقوی اور پرہیزگار تھا وہی افضل تھا کما قال اللہ
تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنے تحقیق کہ گرامی تر تم مین سے خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو
زیادہ پرہیزگار ہو اور آپسمین متواضع ہوتے اور توقیر و عزت کرتے کبیر السن کے تئین اور رحم
کرتے صغیر کے تئین اور ایثار کرتے وہی لوگ محتاجون کے تئین اور رعایت کرتے غریبون کے تئین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم

باب دوم حضرت سرور عالم کے اخلاق عظیمہ او رصفات کریمہ کے بیان مین

جان کہ خلق بضم اول سیرت باطن کو کہتے ہین جس طرح خلق بفتح صورت ظاہر کو اور قاموس
مین خلق بضمتین اور سکون اوسط سے بھی بمعنی خصلت اور طبع آور صراح مین خلق بمعنی خو
اور خوبی اور کبھی خلق بمعنی جوانمردی اور تازہ روئی اور آمیزش آوے ہے اور خلق حضرت
سرور عالم کا مقصود او پر اسکے نہ تھا یعنے صرف خلق ہی پر نہین ہے بلکہ حضرت رفیق اور رحیم
تھے مسلمانون پر اور شدید کفار پر اور عاقلون کے نزدیک خلق نام ہے ملکی کا جس سے صادر
ہوتے تھین افعال ساتھ سہولت اور آسانی کے اور اس کلام کا ایک بیان ہے جو کتب
معقولات مین ذکر کیا گیا ہے اور اختلاف ہے اسبات مین کہ آیا خلق غریزی ہے یعنے طبیعی
کہ پیدا کیا ہے حضرت خالق نے ہر کسیکو او پر اوسکے یا یہ کہ مکتسب ہے یعنے وہ خلق کسب
اور ریاضت کرنے سے حاصل ہوتا ہے بعضے اسبات پر ہین کہ غریزی ہے یعنے خلقی ابن مسعود
کی حدیث کی جہت سے کہ کہا فرمایا حضرت صلعم نے کہ قسمت کیا ہے خدا ے عزوجل نے تمھارے
درمیان تمھارے اخلاق کے تئین جیسا قسمت کیا ہے تمھارے رزقونکو تمھارے لیے
رواہ البخاری اور فرمایا کہ اگر خبر دیے جاؤ تم کہ ایک پہاڑ نے اپنی جگہ سے جنبش کی تصدیق
اوسکی کرو یعنے باور اسبات کو اور اگر خبر دیے جاؤ کہ ایک مرد اپنی خوشی نکلا باور مت کرو
اور یہ مبالغہ ہے تغیر خلق کے استبعاد پر یعنے بہت بعید ہے یہ بات کہ فرض کیا جاوے کہ
کسیکی عادت زائل ہوتی ہے اور نہین تو دونون یعنے تغیر پانا خلق کا اور جنبش کرنا کوہ کا
امکان اور قدرت مین خدا ے عزوجل کی موجود ہے اور تحقیق یہ ہے کہ لوگ متفاوت
ہین اوسمین جیسے علی سبیل تفاوت ہین اخلاق اونکے بعض لوگونمین بعض اخلاق ایسا غالب
اور شدید ہو بیٹھتا ہے کہ تبدیل نہین ہوتا بلکہ دشوار ہے زائل ہونا اوسکا اور نہین تو مامور ہے
کہ اوسمین کوشش کرے اور ریاضت تا کہ محمود ہو اور بعضے اخلاق ضعیف ہین اور ریاضت
سے قوی ہوتے ہین اور بعضے قوت سے ضعف مین آتے ہین یعنے خلق کم ہو جاتا ہے
اور شرع مین اخلاق کی تحسین کرنے پر امر واقع ہے اور انبیا کے تئین واسطے تربیت کے

اور تہذیب اخلاق کی اور خلق کی ہدایت کے واسطے خدائے عزوجل نے بھیجا ہے اور
تغیر و تبدیل پانا اخلاق کا ممکن نہوتا تو امر اور نہی اوسکے اور بھیجنا پیغمبرونکا کس واسطے ہو
اور دعائے ماثورہ کے درمیان واقع ہوا ہے اللھم احسنت خلقی فحسن خلقی یعنے اے
پروردگار جس طرح تو نے نیک کیا میری پیدایش کے تئین پس نیک کر خلق میرا اور فرمایا ہے
رسول خدا نے اللھم اہدنی لاحسن الاخلاق لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا لا
یصرف سیئہا الا انت یعنے اے پروردگار ہدایت کر مجھے طرف بہترین اخلاق کے نہین
ہدایت کرتا طرف بہترین اخلاق کی مگر تو ہی اور باز رکھ تو مجھ سے بدیونکو یعنی برے اخلاق کی نہین پھیرتا بدیونکو
اوسکی مگر تو ہی اور یہ سب ہماری تعلیم اور تلقین کے واسطے ہے اور اشج عبد القیس کی حدیث مین واقع ہوا ہے یعنے اوسکی
شان مین حضرت نے فرمایا ہے ان فیک لخصلتین الحلم والاناۃ یعنے تجھ مین دو خصلتین ہین بردباری اور وقار کہا
اوس نے یعنے اشج عبد القیس نے کہ یا رسول اللہ قدیما کان فی او حدیثا یعنے وہ خصلتین جو مجھ مین ہین قدیم
ہین یا نو پیدا ہین حضرت نے فرمایا قدیما کہا اوس نے شکر خدا کا کہ جبل گردانا یعنے پیدا کیا
مجھے اوپر دو خصلت کے ایسی خصلتین کہ دوست رکھتا ہے دونونکے تئین پس تردید سوال
مین یعنے جو کہا کہ قدیم ہین دونون خصلتین یا جدید یہ تردید مشعر ہے یعنے ظاہر کرنے والی
اسبات کی کہ بعض اخلاق جبلی ہین یعنے خلقی اور بعض یعنے کسبی ہین جو تحصیل کرنے سے حاصل
ہون اور اسجگہ وجہ تطبیق اور بھی ہے کہ بعض اخلاق جو صحبت کے سبب سے حاصل اور
حادث ہوتے ہین تغیر اور تبدیل کرنا اونکا آسان ہے لیکن جو کچھ جبلی اور قدیم ہین تغیر و تبدیل
پانا اونکا دشوار ہے اور ساتھ اسکے احاطۂ امکان سے باہر نہین ہے یعنے ہوسکتا ہے کہ ریاضت
سے دور ہو واللہ اعلم اور اعتقاد کیا چاہیے کہ مکارم اخلاق اور محامد صفات صورت کے اور
سیرت کے اور تمامی کمالات اور فضائل اور محاسن یعنے خوبیان حاصل ہین تمام انبیا اور
رسولونکے تئین اور وے یعنے انبیا و رسل راجح و فائق ہین یعنے غالب تر اور افضل تر ہین
کی افراد بشری سے اور رتبہ اونکا اشرف رتب ہے یعنے تمام رتبونسے شریف تر ہے اور درجے
اونکے ارفع درجات ہین اور کیسا عالی اور رفیع ہوگا مقام اون شخصونکا جنکو حضرت حق نے
اجتبا فرمایا یعنے بنی آدم مین ممتاز گردانا اور برگزیدہ فرمایا اونکو اپنے فضل سے اور ہیچ کی

اونکی اپنی کتاب کے درمیان یعنے کلام اللہ مین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور عقائد
کے درمیان ثابت ہوا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو نہین پہونچتا شیخ امام حافظ الدین
نسفی رح تفسیر مدارک کے درمیان کہتے ہین کہ تحقیق لغزش مین آئے ہین پاؤن بعض لوگون
کے تفضیل دینے مین ولی کی اوپر نبی کے اور یہ کفر ظاہر ہے ولیکن حضرت حق تعالی نے تفضیل
دی ہے بعض انبیا اور رسل کے تئین اوپر بعض کے جس طرح فرمایا ہے تلک الرسل فضلنا
بعضهم علی بعض اور قاضی عیاض مالکی کی شفا مین مذکور ہے نام ہے کتاب کا کہ اخلاق
تمام نبیون کے مفطور اور مجبول ہین یعنے خلقی اور جبلی نہ یہ کہ مکتسب و معمول یعنے کسب اور
عمل سے اونکو اخلاق حاصل نہین ہوا بلکہ ذاتی ہے اور حاصل ہے اونکو اول پیدایش مین
اور اصل فطرت مین یعنے خلقت مین بدون اسکے کہ اکتساب و ریاضت اوسمین داخل ہو اور
یہ تمام اللہ تعالی کی اجتبا سے اور جود سے اور فیض اور فضل سے ہے جل جلالہ اجتبا بمعنی انتخاب
اور پسند کرنا شعر تبارک اللہ ما وحی بمکتسب ٭ ولا نبی علی الغیب بمتہم ٭ یعنے پاک اور بزرگ
ہے اللہ تعالی نہین ہے وحی کسب و عمل سے اور نہ نبی اوپر غیب کے تہمت پایا ہوا ہے اور
مراد اس جگہ وحی سے نبوت اور رسالت ہے کہ مبدا وحی ہے یعنے وہ ہے نبوت جائے ابتدا
وحی ہے اور القاء حکمت کی جگہ یعنے حکمت کے ڈالنے کی جگہ اور نہین تھا حاصل کرنا ذاتی وحی
کا حاجت طرف بیان کے نہین رکھتا اور بعض انبیا کے درمیان ظہور اوسکا یعنے حکمت و اخلاق
کا حالت صبا مین ہے یعنے بچپنے سے جس طرح یحیی پیغمبر کی شان مین فرمایا واتیناه الحکم
صبیا یعنے دی ہمنے اوسے حکمت طفلی مین اور آیا ہے کہ یحیی دو برس یا تین برس کے تھے کہ
لڑکون نے اونسے کہا کس واسطے نہین کھیلتا ہمارے ساتھ کہا یحیی نے کہ مین کھیلنے کے
لیے نہین آیا اور تفسیر مین مصدقا بکلمة اللہ کہا ہے یعنے یحیی تصدیق کرنے والا کلام الہی
کے اور تصدیق کی تھی یحیی نے عیسے کی اور حال یہ کہ وہ تین سال کا تھا اور گواہی دی کہ
وہ یعنے عیسے کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے اور کہا یوسف نے ہنگورے کے درمیان انی عبد اللہ
اتانی الکتب وجعلنی نبیا یعنے مین بندہ خدا کا ہون آئی مجھکو کتاب اور گردانا مجھکو اللہ تعالی
نے نبی ہنگورا مہد کو کہتے ہین اور اوسے پالنا بھی بولتے ہین جسمین شیر خوارونکو لٹاتے ہین

اور سلیمانؑ بھی اپنے فتاوے کے وقت بھی بچے طفل سے طفلونکے درمیان اور ظہر مین لایا ہے
کہ سلیمانؑ اپنا ملک سے کے وقت نہ تو برس کے تھے اور آیا ہے یعنی وینالو لقد آتینا ابراہیم رشدہ
من قبل کی تفسیر مین کہا ہے اسے بیٹا صغیر یعنے حق تعالی جلشانہ فرماتا ہے کہ ہدایت کی اوسے
ہمنے حالانکہ وہ صغیر تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ولادت کے وقت پیش از پیدا ہونے خلق حضرت
حق سے ایک فرشتے کو اوسکے پاس بھیجا کہ کہا امر آیا ہے تجھے پروردگار کا ایمان لا تو مجھے
دل سے اور یاد کر زبان سے تب کہا ابراہیم نے تحقیق یعنے تحقیق کہ قبول کیا یعنے ہما
معرفت کے تئین اور سمجھے ابراہیم القا ہونے کے وقت سات برس کے یعنے جس وقت آگ مین ڈالے
گئے اوس وقت اور قصہ موسیؑ کا فرعون کے ساتھ اور کھڑا ہونا یحییؑ کا بھی کا جس وقت فرعون
نے موسیؑ کو گود مین لیا تھا انکہ شیرخوار تھے تب داڑھی فرعون کی موسیؑ نے اپنے ہاتھ سے
کھسوٹ لی اور وحی نازل کی حق نے یوسف کو جس وقت ڈالا اونکے بھائیون نے کنوئین
مین اور اوٹھانا ہمارے پیغمبر کا دونون ہاتھونکے تئین اور اوٹھانا اپنا سر مبارک طرف
آسمان کے ولادت کے وقت مشہور ہے مترجم کہتا ہے یہ تمامی احوالات پیغمبرونکے جو
مولف لایا ہے اوسی بات کے اثبات مین ہین کہ جو پیغمبر کو ہوا کہ پیغمبرونکو خلق ہوا ادب و
حکمت خلقی اور جبلی ہے بچپنے سے اور اول خلقت سے انتہی اور فرمایا حضرت نے کہ ہرگز
قصد نکیا یعنے جاہلیت کے کامونکا کسی چیز کی طرف مگر دو بارا اور محفوظ رکھا اوس سے مجھے
میرے پروردگار نے مبغوض کرائے گئے یعنے بغض کیا گیا اوثان اور شعر اول فطرت سے
یعنے دونون چیزین مبغوض کرائی گئین اوثان جمع وثن یعنی بت بعد اسکے متمکن کرائے گئے
امر اور ایا انبیا کے اور مترادف ہوئے یعنے پے در پے ایا اونکے نفحات ربانی اور چمکا انوار معارف
سبحانی اونکے دلونمین یہانتک کہ پہونچے وے یعنے انبیا مرتبہ مخصوص کے تئین یعنے نہایت
مراتب کو اور نہایت درجات کو ان کمالونسے بدون ممارست یعنے بدون اسباب کے کہ وے سب
وغیرہ کسی بشر سے لیا ہوا اور بدون ریاضت کے اور یہی مراد ہے بقول حضرت حق جلشانہ
ولما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکما وعلما اور بعض اولیا کے تئین بھی اور بعض کے ان صفات سے
ناشی کرواتا ہے اللہ تعالی اشی نشو سے معنی پیدا ہونا اور معنی پڑھنا یہ کہ تمام صفتون سے

متصف اور موصوف ہوں اور عصمت خاصۂ انبیا ہے اس جگہ جواب اوس بات کا بھی نکلا جو
کچھ مذکور ہوا کہ کوئی ولی نبی کے مرتبے کو نہیں پہونچتا اگرچہ بعضوں نے لغزش کی ہے تفضیل دینے
مین الخ اور سب سے اعلی و اشرف اور اتم اور اکمل اور احسن اور جمیل تر اور روشن تر اور قوی تر
اور جامع تر تمامی اخلاق اور خصلتوں اور صفات اور جمال و جلال کے جو خارج عدد و حد سے اور
باہر حیطۂ ضبط و حصر سے ہین ذات بابرکات حضرت سید کائنات کی ہے کہ جو کچھ خزانہ قدرت اور
مرتبۂ امکان مین کمالات متصور ہین تمام اوس جناب فیضماب کو حاصل ہین اور تمامی انبیا اور رسل
پرتو انوار اوس سرور کے کمال کے اور جا بجا ظہور اوس جناب کے انوار جمال کے ہین و للہ
در البوصیری فیما قال یعنے خدا کی طرف سے ہے خوبی بوصیری کی اوس چیز مین جو کچھ اوسنے
کہا شعر وکل آیٍ اتی الرسل الکرام بہا ٭ فانما اتصلت من نورہ بہم ٭ فانہ شمس فضلٍ ہم
کواکبہا ٭ یظہرن انوارہا للناس فی الظلم ٭ وکلہم من رسول اللہ ملتمس ٭ غرفا من الیم او رشفا
من الدیم ٭ آی جمع آیہ ہے بمعنی علامت مراد اوس سے معجزے غرف کے معنی چلو سے پانی
اوٹھا کر پینا رشف کے معنی چوسنا یا پینا دیم وہ پانی جو مینہ برسنے کے بعد کسی پتھر مین رہجاتا ہے
مراد اس سے محتاجی پیغمبرون کی جناب ختم المرسلین سے ہے ترجمہ اون چھ مصرعونکا
نظم مین یہ ہے قطعہ آئے جہان مین جتنے نبی آئے معجزے ٭ خیر البشر کے نور سے ہوں متصل ہم
پس شمس فضل ہے وہ کواکب ہین اوسکے وے ٭ انوار اونکے فاش ہین للناس فی الظلم ٭
سب یون ہین اوسکی درگہ عالی کے ملتجی ٭ چلو سے پینا بحر سے یا رشف من دیم ٭ اور حضرت
کے مکارم اخلاق اور محامد صفات کہ مجتمع ہونے کی جہت سے اور اون مکارم اور محامد کی قوت
اور عظمت اوس سرور کی ذات مین ہونیکی جہت سے ثنا کی پروردگار تعالی نے اوس جناب
کی اپنی کتاب کریم کے درمیان کہ وکان فضل اللہ علیک عظیما اور فرمایا حضرت نے بعثت
لاتمم مکارم الاخلاق یعنے برانگیختہ ہوا ہین واسطے اس بات کے کہ کامل کرون اور درجہ نہایت
کو پہونچاؤن مکارم اخلاق کے تئین اور ایک روایت مین یون ہے کہ فرمایا واکمل محاسن
الافعال یعنے اور اس واسطے برانگیختہ کیا گیا ہین کہ کامل کرون کامونکے خوبیونکے تئین
پس معلوم ہوا کہ تمامی مکارم اخلاق اور محاسن افعال جمع تھے ذات شریف مین اوس

سرورؐ کی اور کیونکر ہو کہ معظم اور موجب اوس جناب کا رب عظیم اور قرآن مجید سے حصول حدیث
مین آیا ہے کہ پوچھی گئین حضرت عائشہ صدیقہ رسول خداؐ کے خلق سے یعنے سوال کیا گیا ونسے
از خلاق رسول خداؐ کا کیسا تھا قالت کان خلقہ القرآن یعنے صدیقہ نے کہا کہ خلق اوس
سرورؐ کا قرآن تھا ظاہر معنی اوسکے یہ ہین کہ جو کچھ قرآن عظیم کے درمیان مکارم اخلاق اور
محامد صفات مذکور ہین رسول خداؐ اون سب سے متصف تھے اور قاضی عیاض کی شفا
کے درمیان عبارت زیادہ ہے کہ یرضی برضاہ ویسخط بسخطہ یعنے خوش ہوتے تھے حضرت
قرآن کی خوشنودی سے اور غصے مین آتے تھے قرآن کے خشم مین آنے سے یعنے جو کچھ
قرآن مین ہے جس عمل سے خدا راضی ہوا وسپر آپ قائم ہوتے تھے اور امت کو امر کرتے
طرف اوسکے اور جس فعل سے خدا کا غضب ہوئے عامل پر اوس کام سے آپ ساتھ عصمت
کے حذر مین رہتے تھے اور غضب مین آتے تھے اوسپر جو ارتکاب کرتا اوسکا اور یہ یعنے
یرضی برضاہ الخ ناظر اسی معنی پر ہے جو مذکور ہوئے اور عوارف المعارف مین کہا ہے
کتاب کا یا نام ہے کہ مراد صدیقہؓ کی وہ ہو کہ قرآن مہذب اخلاق تھا حضرت کا یعنے آراستہ اور
استوار کرنے والا اور بیان کیا اسکا حضرت شیخ نے ایک بیان طولانی حاصل اوسکا یہ ہے
کہ حصہ شیطان کا حضرت سے نکال لینے کے بعد اور اوس جناب کے دل کے غسل و تطہیر کے
بعد یعنے حصۂ شیطان دل سے دھو ڈالنے کے بعد کہ رہ گئی ذات بابرکات اوس سرورؐ کی
اور یہ صدر ذات بشر ہے کے یعنے آدمی سے ذات اوس سرورؐ کی اشرف اور افضل ہوئی
اور باقی رکھی گئی صفات اور اخلاق بشری اوسمین یعنے ذات شریف مین باقی رکھے گئے آثار اور
او منافع انسان کے تاکہ ظاہر ہونا اوسی صفات اور اخلاق بشری کا باعث پڑے آیات
قرآنی کے نازل ہونیکا واسطے باز رکھنے اوس صفات بشری کے اور واسطے ادب دینے اور
آراستہ کرنے ذات نبوی کے یعنے ظہور صفات بشری تنزیل آیات کا باعث پڑا ہے تاکہ اوس
صفات بشری کا مانع ہو کر موجب رحمت خلق اور موجب تہذیب اخلاق امت ہو یعنے صفات
بشری سرورؐ عالم مین اس واسطے رکھے گئے کہ امت انس پکڑے اور نظر کرتے جنسیت کی ہیبت
جو علیحدگی سے وحشت مین نہ پڑین اور رسول خداؐ کی صفات بشری باعث رحمت خلق اور موجب

آراستگی اخلاق است ہے وہ کیسی صفات بشری کہ امہات اونکی یعنے اصل بشریت خالق
کی ذات مین بہت سی تاریکی اور کثافت سے ثابت اور کائن ہے جیسے شیخ نے فرمایا انبعثت بعد فوائد
یعنے واسطے اسباب کے اونکا ثابت رکھو مین اوسکے سبب سے اور تغیبت یعنے سکون آرام
بیقراری جاننے کے بعد ہوتا ہے ذات کی جنبش یعنے اونکی جہت سے حرکت ذات کی صفات کے ظاہر ہونے سے
ہے مثلاً جس طرح آدمی کو غصہ آتا ہے یا کچھ چوک ہوتی ہے اوس سے کیا وہ چیزین جو متعلق ہین آدمی
کے خواص کو حرکت ذات اور اوسکی صفات سے مراد یہی ہے اور اوس ربط کی جہت سے جو دل کے
اور ذات کے درمیان ہے یعنے وہ اضطراب اور بیقراری انسان کو حرکت ذات کی جہت سے اور
اوس ارتباط کی جہت سے ہوتی ہے جو روح اور دل کے درمیان ہے جس طرح حرکت مین آئی ذات
شریف کی یعنے غضب مین آئے جس وقت ٹوٹے دندان مبارک اوس جناب کے اور جاری ہوا
لہو روے مبارک پر فرمایا کیف یفلح قوم خضبوا وجہ نبیہم وہو یدعوہم الی ربہم یعنے کس طرح رستگار
ہاوین وہ لوگ جنہون نے رنگ دار کیا خون سے اپنے پیغمبر کے چہرہ کو حالانکہ وہ دعوت کرتا ہو انکو
طرف اونکے پروردگار کے پس نازل ہوا یہ آیہ کہ لیس لک من الامر شئ یعنے بطریق عتاب کہ نہین
واسطے تیرے کوئی چیز امر کرنے سے پس پہنا اوس سرور کے دل نے لباس صبر کے تئین یعنے
اوس غضب کے حال سے سکون وآرام مین آیا اور صبر اختیار کیا اور آیا اضطراب اور بیقراری کے
بعد طرف قرار اور سکون وآرام کے پس شروع ہوا یعنے پراگندہ نازل ہونا آیتونکا اس صفات کے
ظاہر ہونے آنا اور اوقات کے درمیان یعنے نزول آیت ہر ہر وقت مین اور مصفا اور مہذب
یعنے آراستہ اور استوار ہوا وہی نزول آیت سے خلق خدا کے حبیب کا یہ معنی ہین حضرت ام المؤمنین
صدیقہ کے قول کے جو کہا کان خلقہ القرآن اور شاید اور بھی کسی گروہ نے موافق اسکے کہا ہو
اس مقام مین موافق اپنے علم اور فہم اور قیاس کے اور حقیقت یہ ہے کہ سرور عالم کا مقام حقیقت
اور کنہ حال ایسا عالی ہے کہ تمامی علوم وہم وقیاس اوسکے دریافت اور رسائی سے قاصر اور عاجز ہین
اور کوئی پہچان نہین سکتا اوس سرور کو جیسا کہ وہ سرور ہے سوائے خدائے عز وجل کے جس طرح
خدا کے تئین مانند اوس سرور کے کسی نے نہ پہچانا اور جو کوئی اوس سرور کی حقیقت کے جاننے مین
گفتگو کرے گویا اوسنے دعوی آیات متشابہات کے جاننے کا کیا واللہ یعلم تاویلہ الا اللہ یعنے کوئی

نہین جانتا تاویل کرنا اوسکا سواے خداے عزوجل کے قطعہ جو تیری شان ہے اے پیشواے
قدسیان چشم ادراک انبیا نہ پہونچی اوس وجہ سے ملک نے کسی نے سمجھا نہ پہچانا حضرت حق کو جیسا کہ
تا بہ تحقیق امر حقیقت تا بہ کنہ اور مقام جو اوس سرور کائنات سے برتر ہے دریافت کرنا
اوسکا موقوف انعام ہے حضرت رب کمال جلال و جمال کا وسے ہر چند نظر مین تاب ہو کسیکا جو کوئی
دیکھ سکے اور لفظ عظیم کے معنونکی تحقیق مین مفسرون نے یون کہا ہے کہ عظیم وہ ہے جو ادراک
کے احاطہ کرنے سے باہر ہو یعنے جسکو ادراک نہ پا سکے اگر محسوس ہے یعنے دیکھنے مین آتا ہے
تو حیطہ ادراک باصرہ سے باہر ہے جس طرح کہ بیچ کا پہاڑ کہ دیکھنا بینائی کا اوسے احاطہ نہین کر سکتا
اور اگر معقول ہے یعنے نظر سے علاقہ نہین رکھتا تو عقل اوسے دریافت نہین کر سکتی جس طرح ذات
و صفات الٰہی پس جب حضرت حق نے اوس سرور کے خلق کو عظیم کہا اور جو فضل کیا اوس جناب
کو دیا اوسکی صفت کو عظیم کرکے جس طرح فرمایا انک لعلی خلق عظیم یعنے یا محمد تو خلق عظیم پر ہے
اور سابقًا ثابت اور مقرر ہو چکی یہ بات کہ اتفاق ہے اوپر اس بات کے کہ انبیا اوپر اخلاق حمیدہ و صفات
حسنہ کے مجبول اور مفطور ہین یعنے اونکے اخلاق خلقی اور ذاتی ہین اور اونکو اخلاق کو حاصل
کرنے مین کچھ احتیاج نہین خصوصًا سید انبیا کہ وہ سرور ساتھ اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ کے
آراستہ اور پیراستہ ہے آیا شعر ادب سکھانیکی کیا احتیاج تھی اوسکو کہ ابتدا ہی سے آیا وہ با ادب
با ادب ہے اور تغیر اور تبدیل کو اوس سرور کے سرا پردہ عزت کے گرد راہ نہین اور بعض احکام اور
آثار جبلت بشری کے تئین کچھ ظہور نہ تھا مگر کبھی کبھی مخصوص مواضع کے درمیان یعنے ظہور عادات
بشری ایسے محل مین جو خاص تھا کہ قیاس و رای اوسکے دائرہ اور سار نہین ہو سکتا اور علام الغیوب
ہی جانے کہ اوس محل مین بھی کس شہود اور کس تجلی مین تھا ناظم وہ ذات معلا معالی مناصب
وہ نور الٰہی وہ عالی مناقب ہے برتر مقام اوس خدا کے نبی کا ہے خیال اوسکو پہونچے کہانتک
کسیکا ہے اور اسی غزوہ احد کے قصے مین آیا ہے کہ جب دندان اوس جناب کا ٹوٹا اور مجروح
ہوا سر مبارک اور جاری ہوا خون رخسار شریف پر تب بہت دشوار اور ناگوار گذرا اصحاب
کے تئین اور کہا کاش یا رسول اللہ دعاے بد کرتے اوپران بدکارون کے تاکہ وے اپنی سزا پاتے
فرمایا بھیجا گیا نہین ہون مین لعان یعنے بہت بیزار ہونے والا اور بد کہنے والا لیکن بھیجا گیا ہون مین

خلق کے تئین طرف خدا کے بلانیوالا اور رحمت کرنیوالا کئے تھین اور فرمایا اللہم اہد قومی فانہم
لا یعلمون یعنے اے پروردگار ہدایت کر تو میری قوم کے تئین پس تحقیق کہ وے نہین جانتے ہین میرے
مرتبے کے تئین اور اس جگہ جو کمال صبر و حلم ہے اور بیقراری اور اضطراب کو نشانے ہین پس
قول شیخ کا جہان کہین کہا کہ جنبش مین آئی ذات اوس سرور کی اور اضطراب اور بے صبری
کی پس آیت نازل ہونے سے یعنی لیس لک من الامر شیء کے نازل ہونے صبر کیا رسول خدا نے اور آئے
اضطراب کے بعد طرف قرار اور آرام کے اور زبان حال و قال سے تسکین کی سرور عالم پر اوس لفظ کو اطلاق کرنے سے
متحاشی ہے اگرچہ علم کے قاعدے اور بنیاد قیاس سے وہ بات راست اور درست معلوم ہو
اور یہ بھی کہا صاحب عوارف نے کہ دور نہین کہ عائشہ صدیقہ رض کے قول مین جو کہا کان خلقہ
القرآن اسمین ایک رمز غامض اور ایماے خفی ہو طرف اخلاق ربانی کے لیکن احتشام کیا
صدیقہ رض نے اسبات سے کہ کہین اخلاق سرور عالم کا اخلاق الہی تھا پس بیان کیا صدیقہ رض نے
اس معنی کو اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن حیا کرنیکی جہت سے سبحات جلال اور ستر حال
سے لطف مقاصد مین اور یہ بات صدیقہ رض کے وفور عقل و کمال ادب سے ہے اور یہ معنی داخل تر
ہین عظمت اخلاق کے بیان مین اور اوسکی عدم تناہی مین یعنے اوس عظمت اخلاق کو نہایت
نہین اور سبحات مواضع سجود کو کہتے ہین اور سبحات وجہ اللہ یعنی انوار جلال حق تعالی اور سبحۃ اللہ
یعنی جلال و بزرگی حق اور بعضون نے کہا ہے کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہین یعنے
جسے نہایت نہین اسی طرح آثار اور انوار کو سرور عالم کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق عظیمہ کی نہایت
نہین اور ہر حال مین متجدد ہوتے ہین مکارم اخلاق اور محاسن شیم شیم جمع شیمہ یعنی خصلت اور
جو کچھ اونکا علم کرتا ہے اللہ تعالی ہوتا ہے اوس سرور پر معارف علوم کے تئین اور اون علموں کے تئین
جنکو خدا کے سوا کوئی نہین جانتا پس تعرض کرنا یعنے پیش آنا اور حصر کرنے اوس سرور کے جزئیات
اوصاف حمیدہ کے کیسا ہی جیسے تعرض کرنا اوس چیز کا جسپر مقدور نہین انسان کا اور ممکن ہی یعنے
ہوسکتا ہے کہ کہا جاے کہ مقصود سرور عالم کے خلق کی تشبیہ سے ساتھ قرآن کے اسبات مین کہ قرآن
مشتمل ہے اوپر آیات متشابہات کے ایسی آیات کہ ممکن نہین دریافت کرنا اور تاویل کرنا اونکا اسی طرح
ممکن نہین اوس جناب کے احوال شریف کی حقیقت کا دریافت کرنا جس طرح مذکور ہوا واللہ اعلم

اور بعض عارفون نے یہ حدیث پہونچی کی انہ لیغان علی قلبی و استغفر اللہ کہ حقیقت اس غین کی اور
استناد اس تجلی کی طرف اون سرور کے کیا ہے پس کہا اوس عارف نے ان سالت عن غین قلب
رسول اللہ و غینہ فقلت ما غین سائق رسول خدا کے دل کا اور اوسکے پردے کے سوا اگر تو سوال
کرتا ہر اونچے مقام میں جو کچھ چاہتا لیکن اس جگہ جو عین بعین ہے غین سے دم نہین مار سکتا اور شرح اس
حدیث کی رسالہ مرج البحرین کے درمیان مذکور ہے اوس جگہ دیکھا چاہیے مترجم کہتا ہے کہ یہ مجمل بہت
ہولناک درجات اور سے ہے لیکن اسکے مطالعہ کرنیوالونکو غلطی اور بیچ اور صفرا ہوگا بندہ یہان جوار
ہو و تشویش اسکے بیان کو دیا کرتا ہے تاکہ صفرا شکن اور دافع غلطیان ہوجان ای بھائی جان کہ
محل غین نہایت بادل کو کہتے ہین اور پردے کے تئین اور رسول خدا پر مقام شہود اور تجلی کے
درمیان ایسی کچھ حالتین واقع ہوتی تھین کہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرتی تھین
اور اوس حالت مین وہ سرور فرماتا تھا استغفر اللہ استغفر چنانچہ فرمایا ہے انہ لیغان علی قلبی و
استغفر اللہ یعنے تحقیق شان یہ ہے کہ میرے دل پر ایک پردہ پڑتا ہے اور استغفار کرتا ہون
خدا سے نعم اوس سرور پر تلاطم امواج بحار قدرت سے ایسی ہی تجلیان وارد ہوتی تھین کہ
ایک حال سے طرف دوسرے حال کے پھیرتی تھین اور ناسخ ہونا اور منسوخ ہونا احکام کا بھی
غرضکہ اوسی سے ہے اور وہ سرور ہر حال مین ہمیشہ ترقی اور کمال مین تھا نقصان اور تنزل کو
اوس معلا جناب کے حال عظیم کی طرف اصلا راہ نہ تھی لیکن بعضے احوال افضل و اعلی ہین جسطرح
تمام انبیا کامل اور معصوم ہین اور ساتھ اسکے فضلنا بعضہم علی بعض حضرت حق فرماتا ہے اور
اعمال اور طاعتین اور عبادتین حضرت کی سب صرف واسطے تعلیم اور محض تشریع کے تھین اور بدون
اسکے کہ ذات شریف مین اوس جناب کی اوس سے انوار اور آثار پیدا ہون نعم یعنے ہان
نتیجہ کی نبوت اور مقامات نبوت تمام مواہب محض ہی ہے اور اجتبا اور اصطفا اور کسب و ریاضت
کو اوسمین دخل نہین و لیکن ظاہر ہونا انوار او اسرار کا درمیان دنکے اور رات کے ترتیب دیا
گیا ہے اور پردہ دونون کے اور انکا متوالی و متواتر کرنے اور کفیل یعنے ضامن تمامی کمالات کے
حاصل ہونیکا نزول قرآن ہے اور تعلیم اور تادیب حضرت حق کی اور اوامر و نواہی الٰہی جل جلالہ
لیکن اثبات کرنا خاصیت ذات بشریت کی طمع کلمہ جو ناظر ہے طرف ثابت کرنے انحطاط اور نقصان کے

عوب یعنی انحطاط کے معنی مرتبہ سے اوتارنا کسی چیز کا اگرچہ از قبیل سے ایک طور کا آگاہ کرنا اور
خبردار کرنا ہو کسی سستی کے عارض ہونیکی جہت سے جو استغراق کے سبب ہو تمام حالی برن اور استغراق
سے جس طرح استغفار کرتے تہین حضرت کے اور طاری ہوتے تہین نسیان اور پاس سرور کے لیے
اگر اور کہین تو شاید کچھ صورت رکھتی ہو لیکن اطلاق کرنا تہذیب اور اصلاح کا جو معنی دور کرنے کا ہے
آلایش نقصان سے ہے اور بعید رکھتا ہے مناسب نہین جراح کے درمیان تہذیب کے معنی ناکیزہ
کرنا چنانچہ کہتے ہین جبل مہذب یعنے مظہر الاخلاق اور بالجملہ گمان کرنا اور اعلا اور تکمیل تہذیب کمال کے
اور اقرار اور اعتراف کرنا اور عاجزی کے اوس جناب کی حقیقت حال کہ [illegible] افت کرنے سے آخر
ادب اور اجلال سے ہو اور خدا توفیق دینے والا ہے وجل اور حضرت سرور عالم کا خلق جو اعظم
اخلاق تھا بھیجا اوس سرور کو خدا سے عز وجل نے طرف تمامی انسانونکا اور مقصود یعنے [illegible]
موانہ رکھا اوس جناب کی رسالت کو آدمیوں پر یعنے یہ نہین کہ صرف انسان کی طرف ہی مرسل ہون
بلکہ جن وانس پر بھی مقصود نہین گردانا یہانتک کہ عام ہوئی رسالت اوس سرور کی تمام عالمین
کے لیے پس اللہ تعالی جسکا پروردگار ہے محمد اوسکا رسول ہے اور جس طرح ربوبیت یعنے پرورش کرنا
بنا حضرت حق کا شامل ہے تمام اہل عالم کے تئین اسی طرح خلق محمدی بھی شامل ہے اونکو ایسی کچھ
نقل کی ہے صاحب مواہب لدنیہ نے بعض علما اعلام سے اور کہا ہے صاحب مواہب نے
کہ یہ بات مصیر ہے یعنے جاے بازگشت اون علما کی جنکا حوالہ صاحب مواہب نے دیا اوپر
اثبات کے کہ حضرت مرسل ہین طرف ملائک کے بھی چنانچہ ایک جماعت اسی بات کے قائل ہین اور
دلیل انکی قول الہی ہے کہ لیکون للعالمین نذیرا اور لفظ عالمین شامل تمامی عقلا ہے اور
سنت حدیث مسلم سے ہے ابی ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافۃ یعنے
جتنے مخلوق ہین اون سبھون کی طرف مین مرسل ہون اور کہتے ہین مرسل ہے وہ سرور طرف
بعض ملائک کے اور گویا اس بعض سے مراد زمین کے ملائک ہونگے اور تخصیص کرنیکی وجہ ظاہر
نہین کیونکہ دلیل عام ہے اور قول الہی تعالی وما ارسلناک الا کافۃ للناس دلالت تخصیص پر
نہین رکھتا کیونکہ مذہب مختار لقب کے مفہوم مین ہے یعنے ناس جو آیت مین مذکور ہوا اوسمین
اور نہین تو لازم آوے کہ جنکی طرف نبی مرسل نہون اور یہ خلاف اجماع ہے بلکہ ذکر ناس اس جہت سے

ہے کہ مقصود اس آیت سے تخصیص رسالت کے قول کا نفی کرنا ہے اور یہ بعض ناس کی جس طرح گمان ہوا ہے حضرت کی رسالت کی تخصیص کرنے پر اور عرب کے یعنے یہود تخصیص کرتے ہین حضرت کی رسالت کو یہ کہ حضرت صرف عرب کی طرف ہی مرسل ہین اور اسی طرح آیہ کریمہ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا بندہ مسکین کہتا ہے کہ بعض محققون نے جو اہل تفسیر سے ہین کہا ہے کہ محمد رسول اللہ مبعوث ہے تمامی اجزاے عالم کی طرف شامل ہے یہ بات مو الید ثلاثہ کے تئین یعنے حیوانات اور نباتات اور جمادات کو لیکن مرسل ہونا طرف اہل عقل کے واسطے تعلیم اور تبشیر اور انذار کے ہے یعنے بشارت دینا اور ڈرانا خدا کے غضب سے اور مرسل ہونا اوس جناب کا اونکی غیر کی طرف یعنے غیر ذوی العقول کی طرف واسطے اضافہ کرنے اور پہونچانے طرف اوس کمال کے جو اونکے لائق حال ہوا فاضہ بمعنی ہوتا ہو کرنا او رصیغہ جمع عقلا جو لفظ عالمین ہے اس قول الٰہی مین وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین بطریق تغلیب شامل ہے اونکو تغلیب کے معنی غلبہ کرنا اور سلام کرنا جمادات کا سرور عالم کو بقول ونکے السلام علیک یا رسول اللہ اقرار ہے یہ حضرت کی رسالت پر قطعہ گل خار پہ تیرا شامل ہے فیض ✤ چمن پر ہے تیرے کرم سے بہار ✤ کرے کس زبان سے ادا تیرا شکر ✤ لسان گلستان ہے سب لالہ زار ✤ بیت اے غنچے تیرے پردے مین گلشن کی بو وطن ہے ✤ اے باد صبا کیون نہو یہ تیری ہی دھن ہے ✤ اور اگر بولین کہ رسالت کو دعوات اور امر اور نہی اور تبشیر اور انذار لازم ہے اور واقع ہونا اوس دعوت وغیرہ کا ملائک کو کہان ہے اور مواہب مین لکھتا ہے کہ شاید یہ شب اسرا مین ہوے یعنے معراج کی شب ملائک کو دعوت اور امر و نہی وغیرہ واقع ہوئی ہو پوشیدہ نہ رہے کہ تخصیص کرنا شب اسرا کے کوئی وجہ نہین رکھتا بلکہ احتمال رکھتا ہے تمامی وقتونکا ملائک کے نازل ہونیکی جہت سے حضرت کے نزدیک اور وقتونمین بھی جس طرح اوس سرور نے جن کو دعوت کی اور وجہ تخصیص جن کی قرآن مین ذکر کرکے اونکی سرکشی اور تمرد کی جہت سے ہے واللہ اعلم اور ملائک کے درمیان نہی اور انذار نہین کیونکہ اونسے معصیت نہین ہوتی جس طرح فرمایا لا یسبقونہ بالقول وہم یعلمون اور اوسی واسطے عالم ملکوت کو عالم امر کہتے ہین کہ اوس جگہ نہی گنجایش نہین رکھتی اور نازل ہونا ملائک کا سوا جبرئیل کے حضرت کے نزدیک کتب احادیث مین

مذکور ہے اور حضرتؐ کی وفات کے باب مین آیا ہے کہ جبرئیل آئے اور ساتھ اونکے ایک فرشتہ تھا اسمعیل نام جو حاکم ہے لاکھ ملائک پر اور ہر ایک اون لاکھ فرشتون نے حاکم ہے لاکھ فرشتون کا اور قرآن شریف کے فضائل کے باب مین فاتحۃ الکتاب اور خواتیم سورۂ بقر کی فضیلت مین آیا ہے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا کہ جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ ملک ہے جو ہرگز زمین پر نہین اوترا مگر آج کے دن سبحان اللہ اخبار مین آیا ہے کہ صبح و شام سرورِ عالمؐ کی قبر مبارک پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوا کرتے ہین پس جب وفات کے بعد یون ہو تو زمان حیات مین اوس سرورؐ کے حضور کس طرح نہ آتے ہونگے وصل حضرتؐ کی عقل کامل اور علم شامل کے بیان مین تحقیق جانا گیا اون چیزون نے جو کچھ مذکور ہوا کہ اخلاق شریف نبوی اعظم و اتم اور اکمل اخلاق ہے اور اصل و منبع اور منشا اوسکا یعنے اخلاق کا جائے نشو عقل ہے کیسی عقل کہ پیدا ہوتے ہین اوس سے علم اور معرفت اور متفرع ہوتی ہے اوس سے یعنے شاخ در شاخ پاکیزگی رائے اور تدبیر کی اور تیزی عقل کی اور نظر بیچ انجام کار کے اور مصالح نفس یعنے اور پیدا ہوتی ہین اسی عقل سے صلاحیتین ذات کی اور مجاہدۂ شہوت اور حسن سیاست اور تدبیر اور اقتنا فضائل یعنے سرمایۂ فضائل اور پرہیزگاری رذیلتون سے یہ سب عقل سے میسر ہوتی ہین اور اختلاف کیا ہے لوگون نے عقل کی حقیقت مین اور کلام اوسمین بہت ہین قاموس مین مذکور ہے کہ عقل دانش اشیا کی صفات پر حسن اور قبح اور کمال اور نقصان سے اوسکے ہے یعنے عقل علم کے اور یہ علم یعنے دانش عقل کے ثمرون نے اور نتیجون سے ہے اور عقل نام ہے ایک قوت کا جو جائے آغاز اور جائے نشو اس علم کی ہے اور کہا یعنے اوسی صاحب قاموس نے کہ کہا جاتا ہے عقل کسکو ہیئت محمودہ انسان کے تئین درمیان حرکات و سکنات کے اور یہ بھی خواص عقل سے ہے اور آثار عقل سے ہے اور حق یہ ہے کہ کہا ہے یعنے محققون نے کہ وہ یعنے عقل روحانی کا نور ہے جس سے دریافت کیے جاتے ہین علوم ضروریہ اور علوم نظریہ اور آغاز وجود اوسکا یعنے اوسی عقل کا جسکو نور روحانی کہا بچہ پیدا ہوتے وقت سے تا رفتہ رفتہ زیادہ ہوتی ہے اور بڑھنا قبول کرتی ہے یہانتک کہ کامل ہوتی ہے نزدیک بلوغ کے اور تھے حضرتؐ کمال عقل اور علم مین اوس مرتبے مین کہ نہ پہونچا اوس کمال عقل کو

کوئی نگروہی سرورا اور حیران ہین عقلین اور فکرین بعض اون چیزونمین جو کچھ افاضہ کیا
حضرت پروردگار نے اوپر اوس سرور ؐ کے اور جو کوئی تتبع کرے اوس جناب کے
مجاریٔ احوال کے تئین اور حمائد صفات کے تئین اور محاسن افعال کے تئین اور دیکھے
اوس جناب کے جوامع الکلم کو یعنے وے کلام جو بلفظ اندک ہین اور معنی بہت رکھتے ہین
اور دیکھے اوس جناب کی نادر اور لطیف خصلتونکے تئین اور سیاست کرنا انام کا اور تقریر شرائع
کی اور تاصیل یعنے اصالت اوس سرور ؐ کے آداب جلیلہ کی اور تقریر شیم حمیدہ کی شیم جمع شیمہ ہے
یعنے خصلت اور علم اوس جناب کا کتب آسمانی کر کے یعنے جو کتابین کہ سلف کے پیغمبرون کے
واسطے اوترین اونکا علم اور صحف منزلہ یعنے وہ صحیفہ جو سلف والونکو اوترے اونکا علم و
دانش اوس سرور ؐ کو اور سیر امم خالیہ یعنے تاریخ اگلے زمانے کی امتونکی اور احوال ایام ماضی
کا اور ضرب امثال یعنے کہاوتین اور بیان اوسکے احوال کا اور تدبیر کرنا اوس جناب کا عرب
کے تئین کہ وے مانند وحش شمار و تھے یعنے وحشی گریزپا کی طرح تھے اور طبیعتین اونکی متنافر
تھین کس درجے مین جہل و جفا اور نادانی اور شقاوت رکھتے تھے اور کس مقدار اوس سرور ؐ نے
تحمل کیا اونکی جفا کا اور صبر کیا اونکے ایذا دینے پر اور وے یعنے وہی عرب کس نہایت کو
پہونچے علم اور عمل اور حسن اخلاق مین اور اعمال نیک اور جمع کرنا اور استوار کرنا مبدا اور
مآل کی سعادتونکا کس طرح اونھون نے اختیار کیا اپنی ذاتونپر اور چھوڑا اونھون نے
طلب رضا مین اوس سرور ؐ کے اپنے وطنونکے تئین اور اپنے دوستونکو جانے کہ کس درجے مین
تھی عقل کامل اوس سرور ؐ کی اور علم شامل اوس سرور ؐ کے یہان یہ لفظ جانے کہ کس درجے مین
الخ خبر اوسکی ہے جو اوپر گذرا کہ اور جو کوئی تتبع کرے حضرت ؐ کے مجاری احوال وغیرہ کے
تئین اور یہ تمام یعنے جو کچھ اوپر بیان ہوا حضرت ؐ کے تئین بدون سابقہ تعلم یعنے بدون
پڑھنے کے اور بدون ملازمت کتاب کے یعنے کتاب کے بدون مطالعہ کرنے اور بدون ممارست
کرنے اور بدون مطالعہ کرنے کتب متقدمین کے اور بدون برخاست و نشست کرنے ساتھ
عالمونکے جو اہل کتاب تھے اوس جناب کو میسر اور موجود تھے منتظم نہ مکتب مین گیا وہ سرور
آزاد ہوا معلم کی راہ سنت سے آزاد ہوا نہ ہے علم ور نہ ہے عقل ور نہ ہے فرہ تعالیٰ شانہ اللہ اکبر ہہ

وہ امی عالم علم لدنی ہے یعنی عالم اور ظاہر مین امی ہے اور عالم الغیوب اوسکا معلم ہے وہ آپ
عالم کے عالم کا معلم ہے اور جو کوئی مطالعہ کرے اوس جناب کے احوال شریف کے تئین ابتدا سے
انتہا تک اور دیکھے کہ ایسی تعلیم فرمائی ہے حضرت حق نے اوسکی اور کیا افاضہ فرمایا ہے اوپر
اوس سرور کے ماکان اور مایکون کے علوم اور اسرار کے تئین یعنے جو علوم اور اسرار کہ کائن
اور موجود ہین اور جو بعد ہوئین گے تو بضرورت حاصل ہووے یقین اوسی دیکھنے والے کو
علم نبوت اوس سرور کا بیشک و شبہ قولہ تعالی وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما
یعنے تعلیم کیا تجھکو تیرے پروردگار نے اے محمد وہ کچھ جو نہین جانتا تھا تو اور وہ تجھپر اللہ
تعالی کا بڑا فضل ہے وہب بن منبہ نے جو تابعی ثقہ اخباری علامہ صدوق صاحب کتب
واخبار تھا کہا کہ مینے کتب قدما سے اکثر کتابین پڑھی ہین اور پایا مینے تمام اون کتابونمین
کہ حق تعالی نے آغاز عالم سے انجام تک تمامی انسانونکو نہین عطا کی عقل حضرت رسول کی
عقل کے پہلو مین مگر مانند ایک ذرہ ریگستان دنیا کے اور محمد راجح ترین مردم ہے عقل مین اور
فاضلترین مردم راے مین اور تمیز مین رواہ ابو نعیم فی الحلیہ و ابن عساکر فی تاریخہ اور صاحب
عوارف نے عوارف مین نقل کی ہے بعضے علما سے کہ سب کی عقل سو جز ہے ننانوے اوس
محمد مین ہے اور ایک جز تمامی مومنین کے درمیان کہتا ہے بندہ مسکین کہ اگر کہیے کہ عقل ہزار
جز ہے اور نوسے ننانوے اوس حضرت سرور انبیا مین ہے اور ایک جز تمام لوگونمین تو بھی
یہ بات سمائی رکھتی تھی کیونکہ جس وقت بے نہایتی اوس جناب کے کمال کی ثابت ہوئی جو کچھ کہین
بجا ہے اور اس جگہ اگر سینے حاسدونکے کالی انگیٹھیونکی طرح سلگین اور دل اہل زیغ کا ٹوٹے
تو کیا اگر سلیے انا اعطیناک الکوثر ان شانئک ہو الابتر قطعہ شاہ رسل شفیع امم خواجہ کون
نور ہدی حبیب خدا اشیا نام ٭ مقصود اوسکی ذات ہے اور ہین سبھی طفیل ٭ منظور اوسکا نور ہے
اور جملگی ظلام ٭ جو رتبہ تھا بعالم امکان ہی اوسپہ ختم ٭ جو نعمتین کہ حق کو تھین وسپہ ہوئین تمام ٭
اب بعض اخلاق شریف اون چیزونسے جو کچھ نظر مین آوین لکھتا ہون والتوفیق من اللہ
المستعان وصل بیان صبر اور حلم اور عفو مین حضرت کے یہ صفت اعظم صفات نبوت ہے
اور وجہ نبوت کا اس صفات کی قوت بغیر نہین ہو سکتا قولہ تعالی ولقد کذبت رسل من قبلک

فصبروا علی ما کذبوا واوذوا یعنے تحقیق اے محمد تیرے سے اول تکذیب کیے گئے انبیا پس
صبر کیا اونھون نے اوپر اوس چیز کے جو کچھ تکذیب کی اونکی امتون نے اونکے تئین اور ایذا
پائے گئے اونکے ہاتھون اور قول الٰہی جل شانہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل یعنے پس
صبر کر تو اے محمد جس طرح صبر کیا اولوا العزم پیغمبرون نے اور فرمانا حضرت حق کا فاعف عنہم
واصفح یعنے پس عفو کر اونسے اور صفح کر یعنے درگذر اونکے گناہون سے و صبر جامع ہے حسد و دور ہے
تمامی طاعات اور عبادات کا اور منبع تمامی خیرات اور مبرات کا کہ ہر امر خیر مین جب تک صبر
اوسکے ضد سے نکرین عند خیر شر ہے تب تک وجود مین نہ آوے اس وجہ سے صبر ہے تا پایا ایمان
ہے اور جس جگہ صبر کو نصف ایمان کہا ہے مراد صبر کرنا معاصی سے رکھا ہے کیونکہ پرہیز کرنا
گناہون سے نصف ایمان ہے اور اتیان طاعات دوسرا نصف اتیان کے معنی آنا اور
مراد یہان صبر کرنا خلق کے ایذا دینے پر اور خلق کا بار جفا اوٹھانا اور صبر کرنا حضرت سید انبیا
کا بلا اوٹھانے اور ایذا پانے مین تمام نبیون سے زیادہ اور دشوار تر تھا جیسا فرمایا اوس سرور
نے ما اوذی نبی مثل ما اوذیت نہین ایذا پائی کسی نبی نے جس طرح ایذا پایا گیا مین کیونکہ حرص
اوس جناب کو امت کے ایمان لانے پر بیشتر تھی پس اذیت پانا سرور عالم کا اونکے کفر سے
زیادہ تر تھا اور بھی لطافت مزاج اور نزاکت خاطر اوس سرور کی اوس وجہ سے تھی کہ ذرہ
بھی اوس سے یعنے اذیت کفر سے بہت معلوم ہوتی تھی روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ خذ العفو
وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین ہوا تب حضرت نے سوال کیا جبرئیل سے اوسکی تاویل کا
جبرئیل نے کہا تاکہ پوچھو عالم کے تئین یعنے صبر کرو تاکہ اللہ تعالی سے دریافت کرون اسکی تاویل
پس گئے جبرئیل اور آئے اور کہا یا محمد حضرت علام الغیوب امر کرتا ہے کہ پیوند کرو تم اوس سے
جو تم سے کاٹے یعنے جو کوئی تم سے کنارہ کرے اوس سے اتفاق کرو اور عائشہ صدیقہ کی
حدیث مین آیا ہے کہ انتقام نہ کھینچا رسول خدا نے کسی سے اپنی ذات کے لیے یعنے مال و
منال وغیرہ کے قضیے کے درمیان مگر یہ کہ اوس شخص سے جس نے حلال گردانا اوس چیز کو جسے
اللہ تعالی نے حرام گردانا ہے پس انتقام کھینچتے تھے اوس سے واسطے خدا کے اور اعظم صبر
اور اشد صبر کرنا اوس جناب کا غزوۂ احد کے درمیان ہے کہ کفار اوس سرور سے محاربہ اور

مقابلہ کرتے تھے اور اونھون نے ویسے کچھ رنج والم پہونچائے اور صبر کیا سرور عالم نے اور عفو
کیا اونکے تئین اور اکتفا صرف صبر او عفو پر نکیا بلکہ شفقت اور رحم فرمایا اوپر اونکے اور
معذور رکھا اونکو اس جہل او ظلم مین اونکے اور دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الٰہی ہدایت
کر میری قوم کو پس تحقیق کہ وے انجان ہین اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا اَللّٰھُمَّ
اغْفِرْ لَھُمْ اور جب دشوار گذرا اصحاب کو عرض کرنے لگے کہ کاش آپ دعا کرتے یا رسول اللہ
اوپر اونکے کہ وے ہلاک ہوتے فرمایا کہ مین مبعوث نہین ہوا لعّان یعنے بد کہنے والا بلکہ مبعوث
ہوا دعوت کرنیوالا طرف حق کے اور رحمت واسطے عالمین کے اور اس جگہ کمال صبر اور حلم
اور عفو ہے اور عجب ہے اوس شخص سے جسنے کہا کہ نفس نبوی نے اسجگہ حرکت کی اور بے صبری کی اور کہا کیف
یفلح قوم الخ پس یہ آیۃ نازل ہوا لیس لک من الامر شیء اور نہین اس قول مین اوس جناب سے
وہ چیز جو دلالت کرے اس آیت کے خلاف پر جو قول الٰہی ہے بلکہ اول تعجب ہے اور ثانی تسلی و تقریر
اوپر اوس چیز کے جو صبر او رحلم کیا اوس جناب نے بیچ سوچ اور یہ بات خاص اوس جناب کی
ذات شریف کے حق مین تھی کہ صبر او رعفو کیا لیکن جب جنگ احزاب مین کفار نے نماز سے باز رکھا
حضرتؐ کے تئین اور یہ باز رکھنا باعث تاخیر نماز ہوا دعا کی اوس سرورؐ نے اوپر اونکے عذاب
دنیا و آخرت کر کے کہ ملا اللہ بیوتھم و قبورھم نارا یعنے پر کرے اللہ تعالی اونکے گھرونکو اور قبرونکو
آتش سے نعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ اور اسی طرح دعا کی حضرتؐ نے احیاء عرب پر جو عذاب
کرتے تھے ناتوانون اور غریبونکے تئین کہ کبھی کانونکو اونھون نے کٹا کیا تھا اور یہ دعا کرنا دین حق
کے قوت ہونیکی جہت سے تھا اور مسلمانونکے حقوق کے واسطے اور اسمین امتثال امر الٰہی تھا یعنے حکم
الٰہی بجالانا جس طرح فرمایا ہے اللہ تعالی نے یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین و اغلظ علیھم یعنے
اے نبی جہاد کر تو کفارون اور منافقون سے اور سختی کر اوپر اونکے اور اسی طرح دعا کی حضرتؐ نے اوپر
اوس جماعۃ اشقیا کے جنھون نے ڈالا اونٹ کی اوجھڑی کے تئین پشت شریف نبوی پر نماز مین
مترجم کہتا ہے کہ اس مجمل کو مفصل بیان کرتا ہے تا کہ ابہام باقی نرہے کہتے ہین کہ اوائل امر مین ایک روز
حضرت نماز مین مشغول تھے اوس وقت ابوجہل نے اپنے ابناء جہال سے کہا کہ ہے کوئی اس وقت
شہر کے باہر جاوے اور ایک اونٹ جو کئی روز سے مرا ہوا پڑا ہے اوسکی اوجھڑی نکال لاوے

اور اس مرد کے شانون پر سجدہ کرتے وقت رکھدیوے یہ قصہ اوس وقت کا ہے انتہی اور ایک
شخص تھا یہود کے دانشمندون سے جسکا نام زید بن سعنہ تھا اوس سے روایت کرتے ہین کہ کہا
اوس نے باقی نرہی علامت نبوت سے کوئی چیز مگر یہ کہ پہچانا ہمنے اوسکے تئین وجہ شریف مین حضرت
کی جس وقت کہ ہمنے نظر کی طرف اوسکے یعنے جتنے نشان کتب سماوی مین اوس جناب کی نبوت کے تھے
ہمنے وہ نشان سب پہچانے مگر دو چیزین کہ امتحان نہین کیا تھا مینے اوس سرور سے ایک یہ کہ
لکھا ہے توریت مین کہ پیشی کریگی اوس پیغمبر کے حلم جہل کے تئین اور زیادہ نکریگی جہل کی شدت اوپر
اوسکے مگر حلم کے تئین یعنے اگر کوئی جاہل دیر اوسکے شدت جہل کرے تو حلم سے غالب ہوگی
مقابل جہل کے کہتا ہے وہی یہودی پس اگر تلطف کرتا تھا مین اوسکے تئین یعنے حضرت کو تا کہ آزمائش
کرون مین اوس سے پس پہچانون مین اوسکے علم اور جہل کو پس خرید کیا مینے اوس سرور سے خرما کے تئین اجل
معلوم تک یعنے وقت معین تک کہ اتنے روز مین دینا پس دیا مینے اوسکے تئین ثمن پیشتر [illegible] اوسکا
پیش از تسلیم تمر یعنے اوس خرما کے سونپنے کے اول پس آیا مین وعدہ اوسکی دو تین دن اگاڑی [illegible]
اوس سرور کی ردا اور پیرہن کے تئین اور دیکھا مینے طرف اوس سرور کے [illegible]
اور کہا مینے آیا ادا نہین کرتا ای محمد میرے دین کے تئین اور واللہ کہ تم ای عبد المطلب کے فرزند
حیلہ کرنیوالے ہو ادا سے حق کی تاخیر کرتے ہو پس کہا عمر بن خطاب رضی نے آیا کہتا ہے تو اے
دشمن خدا رسول خدا کے تئین جو کچھ مین سنتا ہون قسم خدا کی اگر خوف نہوتا مجھے اوسکی ناراضی کا
تو مین اپنی اس تلوار سے تیری گردن مارتا اور رسول خدا دیکھتے تھے طرف عمر کے آرام اور آہستگی
سے اور مسکراتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ مین اور یہ یہودی اسواتی غیر کے محتاج تھے مین سے
یعنی تجکو یہ کہو تم مجھے اسکا حق ادا کرنیکے واسطے اور کہو اسکو کہ تقاضا کرے مجھ سے فرمایا ای عمر
جاؤ اسکا حق ادا کرو اور اوسکے حق سے بیس صاع خرما زیادہ دو اسواسطے کہ ڈرایا تمنے اسکو
پس بجا لائے ابن خطاب جو کچھ فرمان تھا حضرت کا صاع نام ہے ایک پیمانہ کا جس سے خرما وغیرہ
ملتے ہین جس طرح دکھن اور کرناٹک مین پایلی اور تومم اور روپیہ وغیرہ ہے پس کہا اوس یہودی
نے اے عمر اس پیغمبر حق کی علامتونکو مینے سبکو پہچانا مگر ان دو خصلتونکو کہ اب مینے امتحان کیا
پس گواہ کرتا ہون مین تیرے تئین اس کلمے پر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ اور

ابی ہریرہ رضہ سے آیا ہے کہ حدیث کی ہم سے رسول خدا صلعم نے ایک دن بیٹھے اور ہم بھی
اوٹھے پس دیکھا ہمنے ایک اعرابی کے تئین آ پہونچا سرور عالم صلعم کے تئین اور کھینچا اوس نے
اوس سرور صلعم کی ردا کے تئین اور خراش کیا یعنے چھیلا اوس نے اوس سرور صلعم کی گردن مبارک
کے تئین کیونکہ ردا درشت تھی سختی کے کھینچنے سے گردن چھل گئی پس دیکھا حضرت صلعم نے اعرابی
کی طرف کہ کیا کہتا ہے کہا اوس اعرابی نے کہ بار دار کر تو یعنے لاد میرے دونوں اونٹونکے
تئین جو رکھتا ہوں اور تو بار دار نہیں کرتا اپنے مال سے اور اپنے باپ کے مال سے پس فرمایا
حضرت صلعم نے کہ تیرا بار مین نہین اوٹھاونگا جب تک تو مجھے نہ چھوڑیگا اس کشاکش سے اعرابی
نے کہا قسم خدا کی نہ چھوڑونگا تجھے جب تک تو بار دار نکرے میرے ان دونوں اونٹونکو
پس طلب کیا حضرت صلعم نے ایک مرد کو اور فرمایا کہ لاد اسکے ایک شتر کو خرما سے اور ایک اونٹ
شعیر سے رواہ ابوداؤد شعیر جو کو کہتے ہین اور بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے ان لفظونسے
کہ کہا جاتا تھا مین پیغمبر صلعم کے ہمراہ اور تھی اوس جناب پر چادر نجران کی کہ حاشیہ اوسکا درشت تھا
پس پہونچا ایک اعرابی اور کھینچا اوس نے حضرت صلعم کو اوس ردا کے ساتھ ایسا کھینچا کہ سخت کہا
انس رضہ نے پس نگاہ کی یعنے طرف اوس سرور صلعم کی گردن کے کہ تاثیر کی ہے ردا کے حاشیہ نے یعنے
چھل گئی گردن مبارک اوس سخت کھینچنے سے پس کہا اعرابی نے کہ یا محمد صلعم امر کر مجھے خدا کے
مال سے جو تمہارے نزدیک ہے پس حضرت صلعم نے دیکھا اوسکی طرف اور ہنسے پھر امر کی رسول خدا نے
اوسے اوپر عطا کے یہ بیان اوس جناب صلعم کے حلم کا ہے اور صبر کرنا اوس سرور کا ایذا پانے
مین ذات اور مال مین اور در گذر کرنا کسیکی جفا سے جبکہ تالیف چاہتے تھے اوپر اسلام کے
اور اوس جناب کے وصف مین آیا ہے کہ نتھا رسول خدا فاحش اور نہ متفحش ولیکن عفو کرتا تھا اور
در گذر فرماتا تھا اور دوسری ایک حدیث مین یہ کہ نتھا وہ سرور سبّاب یعنے دشنام دینیوالا اور
نہ فحاش یعنے فحش گو اور نہ لعّان یعنے لعنت کرنیوالا اور بدگو اور فحش کے معنی حد سے گذرنا
بدی کے درمیان اور باہر آنا اوسکی حد سے اور استعمال فحش کا قول اور فعل اور صفت مین
ہوتا ہی لیکن قول مین زیادہ ہے اور قول سرور عالم صلعم کا نتھا فاحش اور نہ متفحش اور متفحش وہ سے
کہتے ہین کہ قصد کرے طرف بدگوئی کے اور ہوتا ہو اور تکلف کرے اوسمین اور فاحش زیادہ

عام ہے متفحش سے اگر کہین کہ بتحقیق صحت کو پہونچی ہے یہ بات کہ رسول خدا صلعم نے حکم کیا
عقبہ بن ابی معیط اور عبداللہ بن خطل کے قتل پر یہ لوگ اوس جماعت سے تھے جو ایذا دیتے تھے
اوس سرور کو پس ما انتقم لنفسہ کس طرح صحیح ہوا یعنے نہین انتقام کھینچا اپنی ذات کے واسطے جواب
اوسکا یہ ہے کہ یہ دونون انتہاک حرمات اللہ بھی کیا کرتے تھے انتہاک کے معنی کسیکی حرمت
لینا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد عدم انتقام ایذا کے درمیان ہے اوس سبب کے غیر مین جو حد کفر کو
کھینچے جس طرح ردا کھینچنا اوس اعرابی کا اور مانند اوسکے یعنی عدم انتقام اوس سبب مین ہے جسمین کفر نہو یعنی خبثہ
ملتہ نہو بلکہ ایذا اپنی ذات پر ہو جس طرح اوس اعرابی نے ردا سے گردن مبارک گھونٹی اور اوسے اوس جناب نے عطا
کی اور انتقام نفرمایا اور گمان کیا ہے داودی نے عدم انتقام کے تئین اوپر اوس چیز کے جو مختص ہے اس سے یہ کہ عرض
اور مانند اوسکے عرض یعنی ناموس اوس حضرت کی عفو اور صفح سے یہ بات ہے کہ درگذر سے لبید بن اعصم یہودی کے گناہ سے
جادو کیا اوس جناب کے تئین اور اوس زن یہودیہ سے جسنے زہر دیا حضرت کو بکری کے
گوشت مین جلد دوم مین یہ قصہ آویگا جنگ خیبر کے بعد ایک روز حضرت قیلولہ فرماتے تھے
قیلولہ دوپہر کے سونیکو کہتے ہین پس بیدار ہوکے دیکھا کہ ایک اعرابی سرہانے تلوار کھینچے کھڑا ہے
اور کہتا ہے کون ہے ایسا جو باز رکھے اور بچاوے تجھے مجھ سے حضرت صلعم نے فرمایا اللہ ہے پس
گر پڑی تلوار اوسکے ہاتھ سے اور اوٹھائی وہی تلوار حضرت صلعم نے اور فرمایا کون ہے جو منع کرے
اور بچاوے تجھے مجھ سے پس ڈر گیا اور کانپ اوٹھا اعرابی پس چھوڑا اوسے حضرت صلعم نے اور عفو
کیا پس آیا وہ شخص اپنی قوم مین اور بولا کہ آیا مین تمھارے پاس اوس شخص کے پاس سے جو تمام
لوگون سے بہتر ہے یہ ماجرا جلد دوم مین بھی ہے اور روایت کرتے ہین کہ لائے حضرت صلعم کے
حضور ایک شخص کے تئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ شخص چاہتا ہے کہ آپکو قتل کرے
فرمایا مت ڈر اور اگر چاہتا ہے تو کہ قتل کرے مجھکو نہین بھجوایا جاویگا تو مجھپر یعنے تیرا
مقدور نہین کہ مار سکے اور از جملہ اتساع خلق و حلم ہے اوس سرور کے اتساع کے معنی
کشادگی اور وسعت ہے کہ جو معاملہ فرماتے ساتھ منافقون کے کہ ایذا دیتے تھے پیغمبر کو جب
غائب ہوتے اور خوشامد کرتے جب حاضر ہوتے اور یہ بات اوس قبیل سے ہے جس سے نفرت
کرتے ہین نفوس بشر کے کیونکہ ظاہر ہے جو کوئی ظاہر مین سلیم ہو باطن بد ہو مردم آزار ہو اوس سے

ہر بشر کا دل نفرت ہی کریگا مگر جسکو تائید الٰہی ہو اور ہر چند اذن پائے جاتے تھے حضرتؐ درگاہ
الٰہی سے تشدید اور تغلیظ کرنے پر مطابق اس آیت کے یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین
واغلظ علیہم ساتھ اسکے بھی وہ سرورؐ عفو اور رحمت فرماتا اونکے تئین تشدید شدت تغلیظ بد
کہنا آیت کے معنی ور گذرتے اور علاوہ حضرت اونکی رستگاری اور آمرزش چاہتے درگاہ الٰہی سے
اور دعائے نیک کرتے اونکو یہانتک کہ نازل ہوا یہ آیہ کہ استغفر لہم او لا تستغفر لہم یعنے ای محمدؐ
طلب آمرزش کر واسطے اونکے یا مت کر فرمایا اوس جناب نے کہ مختار گردانا ہے مجھے میرے پروردگار
نے میں اختیار کیا میں نے طلب آمرزش کے تئین اور جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان تستغفر لہم سبعین
مرۃ یعنے اگر ستر بار اونکے واسطے طلب آمرزش کرے تو بھی وے بخشے نجائینگے تب کہا حضرتؐ
نے کہ زیادت کرونگا میں اوپر سبعین کے اور یہ نہایت عفو ہے اور اغماض یعنے منہ پھیرنا لوگونکے گناہونسے
ہے اور اونکے عذاب میں ڈالنے سے اور قطع نظر فرمائی حضرتؐ اسبات سے کہ مفہوم اوسکا یعنے وہی جو
مذکور ہوا ان تستغفر لہم الخ اسکا مفہوم تکثیر اور مبالغہ ہے نہ یہ کہ تحدید کرنا اور تعیین کرنا عدد کا ہو
تکثیر کثرت سے آیا ہے تحدید ڈرانا ولیکن اوس جناب نے گمان کیا اوپر ظاہر کے نہایت عفو اور
صفح کے قصد کرنے کی جہت سے اور حکم کیا عبد اللہ بن ابی منافق کے بیٹے کے تئین کہ نکلے کرے
اوس سے یعنے عبد اللہ مذکور سے اور وہ سردار تھا منافقون کا اور تھا بیٹا اونکا اور بیٹا اوسکا
صاحب دین و ایمان تھا اور متقی اور جب مرا وہ منافق تب نکالا حضرتؐ نے اپنا پیرہن بدن سے
اور اوسکا کفن کیا اور نماز کی اوسکی جنازے پر پس کھینچا عمر بن خطاب رضؓ نے حضرتؐ کے تئین
لباس پکڑ کے اور کہا نماز پڑھتے ہو منافق کے جنازے پر جو راس و رئیس تھا منافقونکا یعنے سر
اور سردار پس کھینچا حضرتؐ نے اپنے پیرہن کو عمر رضؓ کے ہاتھ سے اور کہا دور ہو مجھ سے ای عمر رضؓ
پس نازل ہوا یہ آیہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ یعنے نماز مت پڑھ اے محمدؐ
کسیکے جنازے پر اونمے یعنے منافقین سے جو مرا کبھی مت پڑھ اور مت کھڑا ہو اوسکی گور پر پس
باز آئے حضرتؐ اور یہ نحو وہی جو اوپر مذکور ہوا نہایت صبر اور حلم اور شفقت و رحمت سے تھا اوس
سرورؐ کے اوپر امت کے لیکن جب منع ہوئے اس کام میں درگاہ الٰہی سے تو کیا کریں مترجم کہتا ہے یہ
ماجرا جلد دوم میں بھی مسطور ہے اور اتنا یہ بھی کہ حضرت اوسکے مرض موت میں واسطے عیادت کے

گئے تھے فرمانے لگے کیون مین تجھے منع کرتا تھا کہ یہود سے محبت مت رکھو اب بھی کچھ نہین بگڑا
مسلمان ہو تاکہ نجات پاوے کہا اوس نے یا محمد یہ وقت سرزنش کا نہین اور وصیت کی اوسنے
کہ اپنے پیرہن مین مجھے تکفین کرو اور آسرا ڈھونڈھا اوسنے اور اوسکے مرنیکے بعد منافقون نے
اپنے رئیس کو جب اس طرح پایا کہ آخر کو آسرا اوس نے اوسی جناب کا لیا بہت سے منافق شرف
اسلام مین کامیاب ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسے کرتا پہنانا اس جہت سے تھا کہ اوسکے فرزند
کا دل خوش ہو اور وہ بہت صالح اور مخلص درگاہ تھا اور درخواست کی تھی اوس نے
سرور عالم سے پس قبول فرمایا حضرت صلعم نے اسکے تئین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پہنانا قمیص کا
عبداللہ منافق کے تئین اس جہت سے تھا کہ اوسنے عباس حضرت صلعم کے چچا کے تئین بدر کی جنگ
مین جب اہل ایمان اسیر کرکے لائے تھے اور برہنہ تن تھے عباس اور کسی کا لباس بسبب انکے
طول قامت کی جہت سے برابر نہ آتا تھا اپنے قمیص کے تئین پہنایا تھا اور بالجملہ اس جگہہ
حضرت صلعم کے مکارم اخلاق کا بیان ہے ساتھ منافقون کے کہ ہمیشہ اون لوگون سے بدی دیکھتے
تھے اور رنج پاتے تھے مقابلہ ساتھ نیکی کے کرتے تھے جب منافقون سے یہ ہو تو مومنون کا حال
کیا ہوگا قطعہ دشمن نہین تیرے در سے محروم ؛ کب دوست ہون تیرے گھر سے محروم وہ
کونین مین نت ترے ہوا خواہ ؛ ہین خیر نصیب شر سے محروم ؛ اور اس جگہ سے ہے جہان فرمایا ہے
اللہ تعالی نے سرور عالم کی شان مین انک لعلی خلق عظیم اور فرمایا ذلک بانہم کفروا باللہ و
رسولہ یعنے وہ منع کرنا وغیرہ اس واسطے کہ وہی منافقین وغیرہ سرکش ہین خدا اور رسول خدا سے
اور حضرت صلعم کی رحمت فرمانے کی قبیل سے ہے راست پر شفقت کرنا اوس جناب کا اہل کبایر امت سے
یعنے جو کبیرہ گناہون سے مرتکب ہوتے ہین اونپر اور رحم کرنا اوپر اساءت کے کہ اونکے گناہونکو
اور ذلتونکو ڈھانپین اور فرمایا جو کوئی پہونچے اس قاذورات کو یعنی مباشرت کرے
محرمات کے تئین چاہیے کہ اوسے ڈھانپے محرمات حرام سے اور امر فرمائے امت کے تئین کہ طلب
آمرزش کرین اوسکے محدود کے لیے یعنی واسطے اوس شخص کے جو مباشرت محرمات ہوا اور رحم
کرین اوپر اوسکے اور نہی کی حضرت صلعم نے سب اور لعن سے یعنے گالی دینے سے اور تبرا کرنے سے یعنے
بیزار اوس سے ہونے سے اور فرمایا لا تلعنوہ فانہ یحب اللہ و رسولہ یعنے مت بیزار ہو تم اوس سے

یعنے فاعل محرمات سے پس تحقیق کہ اسکو یعنے نہ لعنت کرنیکو دوست رکھتا ہے خدا اور
رسول اوسکا اور اشارت بھی اوس جناب نے طرف اس بات کے کہ اللہ تعالی کی باطن قلوب پر ہے
اگرچہ بظاہر خطا اور کچھ زلت کسی سے واقع ہو باطن قلوب سے مراد رقت قلب ور خدا ترسی ہے

اللھم طہر بواطننا واصلح ظواہرنا بحرمۃ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات اے
پروردگار پاک فرما ہمارے باطنونکو اور اصلاح فرما ہمارے ظاہرونکو حضرت سید کائنات کی حرمت
اور جاہ کے سبب اور طفیل سے اور حدیث بخاری مین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آیا ہی کہ کہا صدیقہ
نے آیا ایک مرد اور استیذان کیا اوسنے یعنے طلب اذن تا کہ حاضر ہو حضور اشرف مین اذن
فرمایا اوسے حضرت صلعم نے اور جب دیکھا اوسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ بد مرد ہے اوسکے قبیلے
مین اور جب وہ آکر بیٹھا کشادہ روئی کی اوس جناب نے اوس سے اور انبساط اور وہ جب چلا گیا صدیقہ
نے حضرت صلعم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم جس وقت دیکھا تمنے اوس مرد کو فرمایا ایسا اور ایسا اور جب
بیٹھا تازہ روئی کی آپنے اور انبساط کیا اسمین حکمت کیا تھی فرمایا اے عائشہ کب پایا تمنے مجھے
فحاش اور درشت خو تحقیق کہ بدترین مردم خدا کے نزدیک منزلت مین وہ کوئی ہی جسے چھوڑین
لوگ اوسکے ترس اور خوف کے جہت سے اور پرہیز کرین اوسکے شر سے یہ عبارت احتمال دو معنونکا
رکھتی ہے ایک یہ کہ حضرت صلعم نے یہ بات اپنی ذات شریف کی نسبت کرنی فرمائی اعتذار مین تلطف
اور انبساط کرنے سے ساتھ اوس مرد کے اور منع فرمایا درشت خوئی کرنے سے اور فحش دینے سے
تا کہ نہ آوین لوگ پاس اوس مرد موذی کے اور گرد اوسکے نہ پھرین دوسرا یہ کہ نسبت کرنی اوس مرد کے
حال کی فرمایا اور بیان کیا کہ بد مرد ہے وہ کوئی جسکے شر سے لوگ ڈرین اور بدی اوسکی اوسکے
منہ پر نہ لاسکین اور اوسکے شر کے خوف سے اوس سے مدارات کرین یہ ماجرا جلد ثانی مین بھی مذکور
ہی اور کہا ہی کہ تلطف کرنا سرور عالم کا اوس مرد سے بقصد تالف تھا یعنے دلدہی تا کہ اسلام لاوے
قوم اوسکا اور قبیلہ اوسکا کہ وہ رئیس تھا اونکا قوم بمعنی گروہ اور قبیلہ بمعنی خانوادہ اور بد کہنا سرور عالم
کا اوسکے تئین باب غیبت سے نہ تھا کیونکہ شارع کو پہنچتا ہے کہ جو قباحتین اور عیب امت کے درمیان
دیکھے اوسے ظاہر کرے اور لوگونسے اطلاع کرے اوسکی اور یہ باب نصیحت اور شفقت سے ہے
اور پر امت کے بخلاف دوسرونکے کہ عیب ایک دوسرے کا کرتے ہین اور یہ بھی یعنے عیب کرنا معلن مجاہر سے

اور یہ بخشش اور خلق کے جائز ہے مجاہر جہر سے اور معلن اعلان سے دونون کمعنی آشکارا کرنیوالا اور
ساتھ اسکے جو مجبول کروانا ہے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے تئین اوپر کرم اور حسن خلق کے تو اظہار
کیا اوس جناب نے ساتھ اوسکے تلطف اور بشاشت کے تئین مجبول جبلی کیا گیا یعنی عادت خلقی
اور اسمین بھی تنبیہ ہے یعنے آگاہ کرنا امت کے تئین اوپر پرہیزگاری کی سرکشی سے اور اوس سے مدارات
کرنیکے سبب سلامت رہین اوسکے شر سے اور اوسکے غلو سے جبتک کہ حد مداہنت کو نہ پہونچے
فرق مدارات اور مداہنت مین یہ ہے کہ مدارات شر سے پرہیز کرنیکے واسطے اور حفظ اوقات کے لیے
ہوتی ہے تفرقہ پانے سے اور مداہنت وہ ہے کہ دنیا کا نفع کھینچنے کے واسطے ہو اور راجع طرف اسی
معنی کے ہے جو کچھ بعضون نے کہا ہے کہ مدارات کیلیے بذل کرنا ہے دنیا کا صلاح دنیا کے واسطے
یا دین کے واسطے یا دونوں کی صلاح کے لیے اور یہ مباح ہے اور بسا کہ مستحسن اور ممدوح ہو اور مداہنت
بذل کرنا دین کا ہے صلاح دنیا کے واسطے نعوذ باللہ من ذلک اور حضرتؐ نے بذل فرمایا واسطے
اوسکی اپنی دنیا سے حسن عشرت کے تئین کہ رفق فرمایا کلام کرنے مین ساتھ اوسکے اور باوجود اسکے مدح
نفرمائی اوس مرد کی قول کرکے تاکہ مناقض ہو پس قول اوس جناب کا اوس مرد کے حق مین حق تھا اور
قاضی عیاض نے کہا ہے کہ معلوم نہین کہ وہ مرد اوس وقت مین مسلمان تھا یا نتھا اگر مسلمان نتھا
تو خود بد کہنا اوسکو غیبت نہین اور اگر تھا تو اسلام اوسکا خالص اور ناصح نتھا پس چاہا حضرتؐ نے کہ بیان
کرین حال اوسکا تا کہ فریب نکھاوے اوس سے وہ کوئی جو حال اوسکا نہ پہچانتا تھا اور واقع ہوئی ہین
اوس مرد سے حضرتؐ کے حین حیات اور بعد وفات وہ باتین جو دلالت کرتی ہین اوسکے ضعف
ایمان پر پس یہ فرمانا حضرتؐ کا اخبار اوپر غیب کے ہے اور علامات نبوت سے ہے لیکن ملائمت کرنا اور
انبساط فرمانا حضرتؐ کا اوسکے تیلاف کی راہ سے تھا تنبیہ تنبیہ کے معنی آگاہ اور خبردار کرنا مولف
اس کتاب مین جابجا بسبیل فصل تنبیہ لاتا ہے جہان کہین کچھ شبہ رہجاتا ہے وہان تنبیہ کرکے بیان
صحیح لاتا ہے چنانچہ لایا ہے کہ یہ مرد جو اوپر اس قباحت کے ساتھ مذکور ہوا نام اوسکا عیینہ بن حصن تھا
بن حذیفہ بن بدر فزاری یعنے فزارہ کے قبیلے سے تھا اور لوگ اوسکو الاحمق المطاع کہتے تھے احمق اوسکی
حماقت کی جہت سے اور مطاع اس جہت سے کہ رئیس تھا اپنے قبیلے کا اور صحیح بخاری والا اوپر صحیح مین
ابن عباسؓ سے لاتا ہے کہ کہا ہے عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے نزول کیا اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے

پاس ورتھا حر بن قیس اون جماعت سے جنکو اپنا مقرب گردانا امیر المومنین عمرؓ نے اور تھے اصحاب
عمر بن خطاب کی مجالس کا اور اہل مشورت قاری اور عالم جوان ہوتا یا بوڑھے پس کہا عیینہ نے اے
میرے برادرزادے تجھے ایک آبرو اور جاہ ہے امیر المومنین عمرؓ کے نزدیک پس طلب اذن کر تو واسطے
میرے نزدیک اوسکے اور درخواست کر تو کہ آؤن مین اوسکے نزدیک کہا اوسنے ہان اچھا یون
کرتا ہون ابن عباسؓ کہتے ہین پس درخواست کی حر نے عیینہ کی التماس پس اذن دیا اوسے عمر
بن خطابؓ نے اور جب آیا عیینہ تب کہا اوسنے اے خطاب کے بیٹے ہمکو تجھ سے پس قسم خدا کی
نہین دیتا تو ہمکو بہت اور حکم نہین کرتا تو درمیان ہمارے عدل کر کے پس غصے مین آئے عمرؓ
یہانتک کہ قصد کیا کہ ایذا دین اوسے بدی مین اور تعزیر کرین پس کہا حر بن قیس نے یا امیر المومنین خدا تعالے
نے فرمایا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنے اختیار کرو درگذر کرنیکے تئین اور امر کر
عرف کے اور منہ پھیر جاہلون سے اور کہا یہ مرد جاہلون سے ہے کہا ابن عباسؓ نے قسم اللہ کی تجاوز نکیا عمرؓ نے
آیت سے جس وقت پڑھا حر نے اوسے اور تھے عمر بن خطابؓ ایستادگی کرنیوالے کلام الٰہی کے نزدیک
انتہی فتح الباری کے درمیان مذکور ہے کہ عیینہ مرتد ہوا صدیقؓ کے زمانہ مین اور محاربہ کیا مسلمانون سے
بعد اسکے پھر لوٹا ارتداد سے یعنی مرتد ہونے سے اور مسلمان ہوا اور حاضر ہوا بعضے فتحون مین عمر بن خطاب
کے زمانہ مین اور سر انجام ہے کہ آوے ذکر اوسکا باب غزوات کے درمیان اور اخبار اور احوال اوسکے جو
دلالت کرتی ہین اوسکی شدت جفا اور اوسکی بدخوئی پر اگر خدا چاہے بندہ کہتا ہے شاید غزوہ حنین کے
بعد بیان اوسکا مفصل آویگا **وصل** حضرتؐ کے تواضع اور ادب اور حسن معاشرت کے بیان مین
اور اوس سرورؐ کے خلفا ہونیکے اور اصحاب کے بیان مین وصل کے معنی ملنا اور پیوند کرنا اور بمعنی
مثل اور مانند بیان بمعنی پیوند کرنا اولی کیونکہ یہ حالات جو اسکے مابعد کے پیوند کی جاتی ہین اوس
کلام کے ساتھ جو ماقبل ہے اسکے بیان یہ وصل ضد فصل ہے بمعنی جدا لانا ایک کلام کا دوسرے سے
اگرچہ وہ کلام داخل کتاب کا ہے فی الصراح التواضع فروتنی کرنا اور گردن کا نرم کرنا وفی القاموس
تواضع بمعنی تذلل وایضا غ یعنے گردن جھکانا اونٹ کا تاکہ گردن پر اوسکی پانون رکھکے سوار ہون
اور اشتقاق تواضع کا وضع سے ہے بمعنی نیچے رکھنا اور تواضع کرنیوالا نیچے رکھتا ہے اپنے تئین اپنی
قدر اور مرتبے کے محل سے اور اگر اپنے مرتبے مین بھی اپنے تئین رکھے تو بھی تواضع کا منافی نہین ضد تکبر

اور کبر وہ کہ اپنے تئین اپنے مرتبے سے زیادہ رکھے اور وہ جو اپنے تئین اپنے مرتبے سے کمتر رکھے اوسکو ضعت
کہتے ہین مصدر ہے نہ اسم اور تواضع اوسط کبر وضعت ہے یعنے بیچ مین ہے ولیکن آدمیونکی ذات مین کبر کسواسطے
جگہ پاوے اور کبھی ضعت کے تئین تواضع کے مقام مین مقرر کرتے ہین سید الطائفہ جنید بغدادی قدس
سرہ سے کسی نے پوچھا کہ تواضع کیا چیز ہے کہا خفض الجناح ولین الجانب یعنے جھکانا بازو لٹکانا اور
نرم کرنا پہلو کا یعنے جھکنا اور کہا جنید نے تواضع کے معنونکے بیان مین ان تخضع للحق وتنقاد له و
تقبله ممن قال له وتسمع منه یعنے یہ کہ خضوع اور فروتنی کرے تو واسطے حق کے اور انقیاد کرے تو واسطے
اوسکے یعنے اوسی حق کے لئے و قبول کرے تو اوسکو اوس شخص سے جسنے کہا واسطے اوسکے اور سنے تو اوس سے
اور کہا یعنے اوسی جنید نے من رای لنفسه قیمة فلیس له فی التواضع نصیب یعنے جس کسی نے دیکھا اپنی
ذات کے واسطے قیمت اپنی کے تئین یعنے اپنے مرتبے کی طرف دیکھا پس نہین اوسکے واسطے بہرہ اور
حصہ تواضع کے درمیان یا یہ کہ کہا جائے جس شخص نے دیکھا واسطے اپنی ذات کی قیمت اوسکی یعنے
فائدہ اوسکا یعنے اوسی تواضع کا الخ یعنے جو کوئی اس نیت سے تواضع کرے کہ مجھے فائدہ ہو تو تواضع کرنے
سے ہین وے ایسی تواضع سے اجر کچھ نہین جس طرح اس زمانیکے بعض صاحبونکا طور ہے کہ مالدارونکی
تعظیم وتکریم کرتے ہین اور بسبب مفلسونکی تحقیر عارفونکا کہا ہے نہین پہونچتا یعنے نہین پاسکتا بندہ
تواضع کی حقیقت کے تئین مگر جس وقت چمکے مشاہدے کا نور اوسکے دل مین ایسا نور جس سے ذات بشری
گلجاتی ہے اور نرم ہوتی ہے اور ذات کے گلنے ہی سے صفائی ذات کی ہے کبر اور عجب کی میل اور غش سے
اور منطبع اور منتقش یعنے نقش ہوتا ہے درمیان اوسی ذات کے حق ور محو ہوتے ہین آثار اوسکے
یعنے کبر اور عجب وغیرہ برطرف ہوتے ہین ذات سے اور بیٹھتے ہین شورش اور غبار اوسکے اور حصہ اور
بہرہ وافر تر اور رتبہ عالی تر اوس سے یعنے اوسی تواضع کا خاص حضرت ختم المرسلین کے واسطے ہے
کہ کمال کے اعلی مرتبے مین تھا اور ساتھ اسکے وہ سرور تواضع ہی کرتا تھا اور اوس جناب
کی تواضع سے ہے یہ بات کہ مخیر گردانا یعنے مختار اس بات مین کہ نبی مالک ہو یا نبی عبد اختیار
اوس سرور نے کہ نبی عبد رہے پس مطابق اس بات کے کہ من تواضع لله رفعه الله یعنی جسنے تواضع
کیا واسطے خدا کے برتر کیا اوسے اللہ تعالی نے برگزیدہ اور ممتاز فرمایا اور تمام پیغمبرون سے
اور سب سے عالی اور رفیع گردانا اوسکی قدر اور رتبے کے تئین اور سید ولد آدم گردانا اور فرمایا سرور عالم نے

کہ مبالغہ مت کرو اور حد سے زیادہ مت کرو میری ثنا کرنے مین جس طرح کیا انصاری نے کہ ابن مریم
کو خدا کہا یا خدا کا بیٹا اور مین بندہ ہون خدا کا پس کہو مجھے بندہ خدا اور فرستادہ خدا اور ابی امامہ
سے آیا ہے کہ کہا باہر تشریف لائے حضرت تکیہ کیے ہوئے اپنے عصا پر پس کھڑے ہوئے ہم واسطے
اوس جناب کے فرمایا حضرت نے مت کھڑے ہو تم جس طرح کھڑے ہوتے اہل عجم اور تعظیم کرتے
ہین بعض ونسے بعض کی تئین اور عجم مراد ان لوگون سے جو غیر عرب ہون اور فرمایا کہ مین بندہ ہون
کھاتا ہون جس طرح کھاتا ہے بندہ اور بیٹھتا ہون جس طرح بیٹھے بندہ اور اوس سرور کے حلم اور
تواضع سے تھی یہ بات کہ گھرکی جھڑکی اور غصہ نہین کرتے تھے اپنے خادم کے تئین اور نہین فرماتے
تھے کہ کیون تو نے ایسا کام اور ویسا کام نکیا اور نہ تھا کوئی مہربان تر اوس جناب سے اہل وعیال
کے حق مین اور کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے کہ نہین مارا رسول خدا نے کبھو کسیکو اپنے ہاتھ سے مگر جہاد
فی سبیل اللہ کے درمیان اور انتقام نہ کھینچا اپنی ذات کے واسطے کسی شخص سے مگر دین خدا کی
جہت سے پوچھا لوگون نے حضرت صدیقہ رضہ سے کہ کس طرح تھے رسول خدا جب خلوت فرماتے
تھے گھر مین کہا صدیقہ رضہ نے کہ تھے حضرت نرم ترین مردم اور تھے حضرت بسام ضحاک بسام
کے معنی بہت مسکرانے والا اسم مبالغہ ہے اور ضحاک بھی اسی طرح یعنے ہنسنا اوس جناب کا مسکرانا
تھا اور دیکھا نہین گیا وہ سرور کبھی اپنے اصحاب کے درمیان پانون دراز کرنے والا اور نہین پکارتا
تھا کوئی اوسکے تئین اصحاب سے اور اہل سے مگر یہ جواب دیتا وہ سرور لبیک کرکے اور حسن
عشرت سے حضرت کے یہ بات تھی کہ تالیف فرماتے تھی یعنے کرتے تھے اونکے تئین یعنے اپنے اہل و
اصحاب کی تئین اور نفرت نہین کرتے تھے اور گرامی رکھتے تھی ہر قوم کے سردار اور اشراف کے تئین
اور حاکم گردانتے اوسکو اوس قوم پر اور تفقد فرماتے اپنے اصحاب کی تئین یعنے دلجوئی اور تمام اپنے
ہمنشینونکو دیتے حصہ اپنی عنایت کا یعنے سب کے اوپر التفات اور عنایت فرماتے اور گمان کرتا
ہمنشین حضرت کا کہ ایک کوئی دوسرے سے گرامی تر ہے رسول خدا کے نزدیک اور جو کوئی ہمنشینی
کرتا اوس سرور کے ساتھ اور آتا اوس جناب کے نزدیک اور مصاحبت کرتا حضرت سے نہ پھرتے
جبتک وہ آپ نہ پھرتا اور جو کوئی سرگوشی کرتا حضرت کے ساتھ یعنے راز کہتا کان مین نہ پھراتے سر مبارک
اوس سے جبتک کہ وہ آپ پھراتا اور جو کوئی لیتا دست مبارک ڈھیلا چھوڑتے اپنے ہاتھ کے تئین

طرف اوسکے اور نہ کھینچتے یہانتک کہ وہ کھینچتا اپنے ہاتھہ کو اور احتراس فرماتے لوگون سے یعنے محافظت
بدون اسباب کے کہ باز رکھیں کسی شخص سے اپنی تازہ روئی کے تئین اور خوشخوئی کو پر کیا لوگون کے
تئین اوس سرور م کے بسط اور خلق نے بسط بمعنی کشادہ رو ہونا اور ہوا تھا وہ سرور تمام کے تئین
بجای پدر اور ہوئی تھی تمام حق مین یکسان نزدیک اوس سرور م کے اور تھے حضرت ہمیشہ تازہ
رو خوش خلق نرم جانب یعنے جھکنے والا تواضع کے درمیان اور نتھا وہ سرور درشت خو اور سخت
گو بلند آواز فحاش عیب گو صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ کہا عائشہ صدیقہ رض نے
کہ نتھا کوئی خوش خلق تر رسول خدا م سے اور کہا انس نے کہ مین نے خدمت کی رسول خدا کی دس برس
اور نہ فرمایا حضرت م نے مجھسے اُف کبھی اور کبھی کیون اس طرح کیا اور کیون یون نکیا اُف ایک
لفظ ہے جو غصے اور تنگدلی کے وقت بولا جاوے جس طرح سے اف للدنیا اذا کانت
کذا تھوڑی سی دنیا پر جب ہو ایسی اور کہا جریر بن عبداللہ نے کہ نہ دیکھا حضرت رسول م
نے میری طرف مگر یہ کہ تبسم کیا اور دیکھا نہین گیا اوس جناب کے تئین دراز کرنے والا اپنے
زانوؤن کو ہمنشین کے آگے اور اکرام فرماتے اوسکو جو کوئی آتا نزدیک حضرت م کے بہت
اتفاق پڑتا کہ بچھاتے اپنی چادر کے تئین واسطے اوسکے اور ایثار فرماتے واسطے اوسکے
اپنی بالین کے تئین جو نیچے اپنے رکھتے تھے اور قطع نہین کرتے تھے کسی شخص کی گفتگو کے تئین
جب تک حد سے نہ گذارتا پس قطع فرماتے قیام سے یعنے اوٹھ کھڑے ہوتے اور اور
حرکتون سے جو مانند اوسکے ہون اور کبھی کسی آنے والے کی خاطر کے واسطے تخفیف کرتے
نماز کے تئین اور پوچھتے اوس سے اوسکی حاجت کے تئین وجب فارغ ہوتے اوسکی حاجت سے
پھر جاتے بر سر نماز اور عیادت فرماتے مسکینون کی اور مجالست فرماتے یعنے حاجت سے
ہمنشینی فقیرون کے ساتھ اور اجابت فرماتے عبید کی دعوت کے تئین عبید بروزن شہید
جمع عبد ہے بمعنی بندے اور اجابت قبول کرنا اور دعوت کیے جاتے تھے حضرت م جو کی روٹی پر اور
چربی پر جو پگھلائی ہوتی تھی اور بدبو لیس اجابت کرتے تھے اوسکے تئین اور بیٹھتے تھے درمیان اپنے
اصحاب کے مختلط یعنے ملے ہوئے ساتھ اون کے اور بیٹھتے تھے اوسجگہہ جہان منتہی ہوتی تھی مجلس
اور سوار ہوتے دراز گوش پر اور ردیف فرماتے تھے یعنے سوار کرتے تھے اپنے پیچھے کسی شخص

کے تھے اور تھے حضرت صلی [illegible] بنی قریظہ کی جنگ کے روز حمار پر کہ باگ اوسکی رسی کی تھی اور پالان اوسکا خرما
کے پوست سے اور حج کیا سرور عالم نے اوس شتر پر کہ پالان تھا اوپر اوسکے ایک چادر قطیفہ
تھا چار درم قیمت کا مساوی قطیفہ مخمل کی چادر کو کہتے ہیں اور یہ حالت آخر عمر کے درمیان تھی جب فتوحات
ہو چکے تھے حضرت پر ولایات اور بلاد و ہدیے بہت آتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے درمیان [illegible]
اور فتح حنین و خیبر ہوا مکہ اور داخل ہوئے حضرت ساتھ لشکر اسلام کے اور حجۃ الوداع کے [illegible] اپنے [illegible]
کے تعین ہوا تھا کہ پالان اسکا [illegible] تو فرمایا اللہم [illegible] اور حج [illegible]
کر فتح کرنے کے وقت سرکشی اور [illegible] یعنی [illegible] فروتنی [illegible]
ہم قیس بن سعد سے قیس بن سعد کہ جسکا باپ اکابر انصار سے تھا کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے گھر میں تشریف لاتے ہوئے تھے مراجعت کے وقت سعد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے ایک حمار آگے لایا حضرت اوس پر سوار ہوئے اور کہا سعد نے اے قیس ہمراہ
جا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا مجھے حضرت نے کہ اے قیس سوار ہو میں انکار کیا
میں نے ادب کی جہت سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یا سوار ہو یا گھر کو پھر جا اور ایک
روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا کہ سوار ہو آگے میرے اولیٰ ہے تقدیم کرنے میں [illegible] سواری کی
اور اسی طرح اور ایک صحابی تھا کہ سوار چلا جاتا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے دیکھا
نیچے اترا حضرت سوار ہوئے اور اوسے اپنے آگے مرکب پر سوار کیا اور نہ پیچھے اوس کے بیٹھے یعنی [illegible]
نادر حقیقت ہے کہ محب طبری نے مختصر السیر کے درمیان نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک روز ایک ننگے پالان حمار پر سوار ہو کے قبا کی طرف جاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی [illegible] ہمراہ تھا
[illegible] فرمایا اے ابو ہریرہ رضی [illegible] سوار کروں تجھے کہا اوسنے کہ جو مرضی حضرت کی فرمایا سوار ہو ابو ہریرہ
نے جست کی تاکہ سوار ہو [illegible] نہ ہو سکا [illegible] اور اوس سے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی
دونوں زمین پر گرے پھر سوار ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا [illegible]
ابو ہریرہ عرض کی اوسنے کہ جو کچھ مرضی مبارک فرمائے [illegible] ابو ہریرہ
نے پس جست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر دونوں زمین پر گرے [illegible] فرمایا سوار کروں
کہا نہیں یا حضرت قسم اوس خدا کے عز و جل کی جس نے بھیجا ہے آپ کو نبی برحق [illegible] آپ کو

نا ہوو ہم اور یہ بھی طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت رسول ؐ سفر میں تھے اور امر کی اوس سرور نے ایک گوسفند کے سلاخ یعنے پوست نکالنا ہیں اوٹھا ایک مرد اصحاب سے اور بولا کہ ذبح کرنا اوسکا مجھ پر ہے بولا السلاخ اوسکا مجھ پر ہے تیسرا اوٹھا کہ طبخ اوسکا یعنے پکانا میرا کام ہے پس حضرت ؐ نے فرمایا لکڑیان جمع کرنا میرا کام پس حضرت کی جناب میں اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کفایت کرتے ہیں ہم آپ کے اس کام سے فرمایا جانتا ہون کہ تم کفایت کرتے ہو لیکن میں مکروہ رکھتا ہون اسبات کے تئین کہ میں ممتاز اور جدا اور ممیز بیٹھوں میان تمہارے اور خدا تعالی ناخوش رکھتا ہے اسبات کے تئین کہ دیکھے ایک بندہ کو ممتاز یعنے جدا ہوا اور جدا درمیان اپنے یاروں سے اور ایک بار حضرت ؐ کی نعلین کا بند ٹوٹ گیا تھا کہ ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو دیجیے تا کہ اوسے میں درست کروں فرمایا نہیں چاہتا کہ میں ممتاز رہوں اور کسیکو خدمت فرماؤں اور ایک بار نجاشی کے ایلچی آئے ہوئے تھے نجاشی لقب ہے حبش کے بادشاہ کا حضرت ؐ اوٹھے تا کہ خدمت کریں اونکے تئین اصحاب نے عرض کی کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم خدمت کریں اونکی فرمایا اونھوں نے ہمارے اصحاب کی خدمت اور تکریم بہت کی ہے اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مکافات کروں یعنے بدلا اونکے تئین اور حضرت رسول ؐ کرتے تھے خدمت اپنے اہل بیت کی اور پیوند سیتے تھے اپنی پوشاک میں اور پیوند لگاتے تھے اپنی نعلین کے تئین اور دوہتے تھے اپنی بکری کو اور جوں دیکھتے تھے اپنی چادر کے درمیان ایسا آیا ہے حدیث میں کہ ویفلی ثوبہ ثوب کہتے ہیں چادر کو اور ہا ضمیر راجع ہے طرف اوس مرجع خاص و عام کے اور یفلی مضارع کا صیغہ فلی سے آیا ہے بمعنی جوں دیکھنا کپڑے میں ولیکن کہا ہے اہل سیر نے کہ بدن شریف میں جوں نہتی اور مکھی اوس ذات مطہر پر بیٹھتی نہتی گویا مراد فلی سے جو حدیث میں آیا صورت جستن فلی ہے کہ نگاہ کرتا ہے لباس میں تا کہ کچھ گرد و غبار اور خس و خار اگر ہو جدا کرے واللہ اعلم اور آپ اپنے اونٹ کو آپ باندھتے تھے اور علف ڈالتے تھے علف ہری دوب کو کہتے ہیں اور تناول فرماتے تھے کھانا اپنے خادم کے ساتھ اور آٹا گوندھتے تھے ساتھ اوسکے اور مددگاری فرماتے تھے خدمتوں کے درمیان اور مواہب میں مذکور ہے کہ تعین کیا گیا ہے گمان کرنا ان باتوں کا اوپر وقتوں کے یعنے کرتے تھے ان کاموں کو گاہ گاہ کیونکہ ثبوت کو پہونچی ہے یہ بات کہ اوس جناب کے خادم بہت تھے اور اوس غلام تھے پس کسی وقت بنفس نفیس کام کرتے تھے اور کبھی دوسرے کو فرماتے تھے اور کبھی مشارکت کرتے تھے اور اونکھا دی تھی

اپنی متاع کے تئین بازار سے اور دوسرے کسیکو نہین اوٹھانے دیتے تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ آیا مین
بازار مین ساتھ رسول خدا صلعم کے پس خرید کیا حضرت صلعم نے سراویل کے تئین چار درہم کو سراویل تنبان
کو کہتے ہین اور فرمایا مرد وزان کے تئین جو وزن کرتا تھا ثمن کے تئین کہ کھینچ اور خوب جھکتا تول پس جست
کی اوس وزان نے یعنی تولنے والے نے اور کہا ہرگز مین نے کسی سے نہین سنا کہ ثمن کے دینے مین بات
کہے ثمن یعنی قیمت پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اوسے کہ نہین پہچانتا تو اپنے پیغمبر کے تئین پس اوس
مرد نے ترازو ہاتھ سے ڈال دی اور اوٹھا تاکہ بوسہ دیوے پیغمبر خدا کے دست مبارک کو پس کھینچا
حضرت صلعم نے ہاتھ کھینچا اور فرمایا یہ کام اہل عجم کا ہے یعنی اہل عجم کا جو اپنے بادشاہون سے ایسا
کرتے ہین اور مین بادشاہ نہین ایک مرد ہون تم سے پس اوٹھایا اوس جناب نے سراویل کے تئین اور
آگے آیا مین تاکہ اوسے اوٹھا لون فرمایا حضرت صلعم نے کہ صاحب متاع زیادہ سزاوار ہے رکھتا ہے اپنی
متاع کی اوٹھانے مین مگر یہ کہ ناتوان ہو اور نہ اوٹھا سکے پس یاری دیوے اوسے بھائی اوسکا
تنبیہ مراد سراویل سے تنبان ہے جو پوشش اعاجم ہے اور اس حدیث سے خرید کرنا اوس
جناب کا اوسکے تئین معلوم ہوا اور حضرت صلعم کے پہننے مین سراویل کے تئین اختلاف ہے اور ابن قیم
جوزی اپنی کتاب الہدی مین لایا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ خرید کرنا واسطے پہننے کے تھا اور اوس سے
روایت بھی کی ہے کہ حضرت صلعم نے سراویل کو پہنا اور اصحاب فرمان سے اوس سرور کے زمان شریف
مین باذن سے اوس جناب کے پہنتے تھے لیکن یہ بات ابن قیم کی اہل تفسیر نے یا فقیہون نے اوسکی تضعیف
کی واللہ اعلم یعنی کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور تینے طریقون مین اسناد ضعیف سے آیا ہے
کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت صلعم سے کہ یا رسول اللہ آپ پہنتے ہین سراویل کے تئین فرمایا ہان
پہنتا ہون سفر مین اور حضر مین اور شب کو اور دن کو کیونکہ مین مامور ہون اوپر ستر کرنیکے اور نہین پایا مین
اس سے زیادہ ساتر کسی پوشش کو اور ابن حبان اور طبرانی اور عقیلی بھی اس حدیث کو لاتے
ہین لیکن ضعیف سند سے اور مدار اس حدیث کا اوپر یوسف بن زیاد کے ہے اور وہ ضعیف ہے جدا
یعنی بانی کی رو سے یعنی یوسف بن زیاد ضعیف پایا گیا ہے از روی قول کے اور کہا ہے راویون نے
کہ جسوقت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مارے گئے اوس وقت سراویل پہنے ہوئے تھے اور سفر السعادۃ
کی شرح مین اسباب مین کلام زیادہ اوپر اسکے کیا گیا ہے فلینظر تمتہ یعنی پس گور دیکھئے و سمجھئے اور آیا

بسوا ہے صلعم کے پاس ایک مرد پس لرزنے لگا ہیبت سے حضرت صلعم کی فرمایا آسان کر اپنے اوپر کام کے
نہین ہون مین بادشاہ نہین ہون مین بیٹا ہون ایک عورت کا قریش سے جو کھاتی ہے قدید کی تیز
یعنی سوکھایا ہوا گوشت جیسے فقرا اور مساکین کھاتے ہین اور آئی ایک عورت حضرت صلعم کے حضور کہ اوسکی
عقل مین ایک فتور اور نقصان تھا بولی مجھے تم سے ایک حاجت ہے فرمایا بیٹھ جس کوچے مین مدینے کے
چاہے تو بیٹھونگا مین تیرے ساتھ اور روا کرونگا تیری حاجت کے تئین پس بیٹھے حضرت صلعم پاس اوسکے یہانتک
کہ فارغ ہوئی وہ عورت اوس حاجت سے جو رکھتی تھی اور بخاری کی روایت مین آیا ہے آتیان تھین بندیان
کی آما جمع آمہ بمعنی لونڈی رہنے والیان اور ہاتھ پکڑتی تھین سرور عالم کا پس جاتے ہوتے تھے حضرت
جس جگہہ کہ لیجاتیان تھین اور اس جگہہ انواع کا مبالغہ ہے تواضع کرنے کے درمیان کہ زن نہ مرد درسا
نہ حرہ یعنی زن آزاد صغیرا اور کوئی امہ ہوا اور جس جگہہ چاہتی لیجاتی اگرچہ مدینے کے باہر ہوا اور زیادہ
اس سے تواضع کرنا اور بیزاری کرنا تکبر سے متصور نہین اور ننگ نہین رکھتے تھے حضرت صلعم اسبات سے
کہ جاتے تھے ساتھ بیوہ کے اور مسکین کے اور روا کرتے تھے اونکی حاجتون کو اور عبداللہ بن ابو الحسما
نے کہا کہ خرید کیا مین نے حضرت صلعم سے پیش از بعثت کسی چیز کے تئین اور باقی رہا اوس جناب کے
ثمن سے کچھ مال سے کچھ ایک پس وعدہ کیا مین نے کہ اسی جگہہ لاتا ہون اور فراموش کیا مین نے
اور تین روز کے بعد مجھے یاد آیا ناگاہ دیکھتا ہون کہ حضرت صلعم اوسی جگہہ بیٹھے ہین فرمایا مشقت مین ڈالا تو نے
مجھے مین اسی جگہہ ہون اس تین روز کی مدت سے اور انتظار کرتا ہون تیرا روایت کی ابو داؤد نے اسکو
ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور جس جگہہ رواہ ابو داؤد اور رواہ ابو ترمذی وغیرہ آوے اوسکو
اسی طرح معلوم کیا چاہیئے اور اوسمین نہایت تواضع اور صبر اور صدق وعدہ ہے اسمعیل صلعم کے
احوال مین بھی مانند اسی کے آیا ہے کہ فرمایا ہے اوسکی شان مین انہ کان صادق الوعد یعنی تحقیق
کہ اسمعیل صادق الوعد ہے اور مانند اسکے بعض تابعون سے یعنے متابعت کرنے والون سے شریعت
نبوی صلعم سے بھی آیا ہے وجود مین جس طرح آیا ہے کہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی ایک سال
تک ایک شخص کے وعدہ پر بیٹھے رہے اور وہ مرد حضرت خواجہ خضر صلعم تھا اور عادت تھی کہ مدینے کی لونڈی باندیا
پانی لا یا کرتین ظرفون کے درمیان حضرت صلعم دست مبارک اپنا پانیمین ڈالتے بیمارون کی شفا کے واسطے
اور کسی وقت صبح کو ٹھنڈا پانی لاتیان اور اونکے خاطر کے لیے حضرت صلعم اوس پانیمین ہاتھ ڈالتے اور جسم معاف

مین ساتھ ازواج مطہرات کے بہت عنایت فرماتے اور ساتھ اون کے استراحت فرماتے اور بھیجتے تھے
انصار کی لڑکیون کے تئین کہ کھیلین عائشہ صدیقہ کے ساتھ اور دیتے تھے حضرت صدیقہ رض کو اپنی مسواک
کے تئین تاکہ دھوکر دیوین پس صدیقہ رکھتی تھین اوسے اپنے دہن مین اور چبا کر نرم کرتین اوسے اور حضرتؐ
لیتے اوسے دہنسے اور رکھتے اپنے دہن مبارک مین اور یہ غایت تواضع سے اور نہایت محبت سے ہے
طرف صدیقہ کے اور اسمین دلیل ہے اوپر تبرک کرنے بزرگون کے آثار کے اور تکیہ کرتے صدیقہ رض کے
آغوش مین اور بوسہ فرماتے اونکو حالانکہ صائم تھے اور دکھاتے اونکو کھلونے حبش کے اور رکھتین عائشہ
صدیقہ رض رخسارون کو حضرتؐ کے دوش مبارک پر اور صدیقہ رض اون دنون صغیرہ تھین اور ایک بار
حضرتؐ نے صدیقہ رض کے ساتھ مسابقت کی مسابقت کے معنی باہم دوڑنا اور گھوڑا آپس مین دوڑانا
تاکہ کون آگے بڑھتا ہے پس آگے بڑھین صدیقہ رض دوڑنے مین حضرتؐ سے اور دوسری کسی وقت
پھر مسابقت کی پس بڑھے حضرتؐ اور ہنسے اور یہ اوس وقت تھا کہ صدیقہ رض فربہ اور جسیم ہوگئی
تھین حضرتؐ نے فرمایا یہ پیشی کرنا میرا بدلا ہے اوس تمہاری پیشی کا اور ایک بار حضرتؐ عائشہ
صدیقہ کے گھر مین تھے کہ ام سلمہ رض نے کھانا بھیجا یا صدیقہ رض نے ایک ہاتھ کھانے کے کاسے پر مارا
اور کاسہ ٹوٹ گیا اور کھانا زمین پر گرا حضرتؐ نے ٹکڑے اوس کاسے کے چنے اور کھانا اوٹھایا
اور اوسمین رکھا اور عذرخواہی کی قصد سے حاضرون کو کہا کہ غیرت کی تمہاری مان نے مراد صدیقہ رض
سے کہ ام المومنین ہین جس طرح سب زوجات طاہرات اور بیتابی کی پس تابت ایک کاسہ صدیقہ رض
کے گھر سے لیا اور ایک روایت سے یہ کہ کھانا بھی اونکے گھر سے لیا اور کاسہ مین رکھا اور خادم کو
دیا اور کہا کاسہ بدلے کاسے کے اور کھانا بدلے کھانے کے اور اس حدیث مین دلیل ہے اوپر
مواخذہ نکرنے یعنے بازپرس عورتون کی اونکی غیرت کرنے مین کیونکہ اوس حالت مین عقل محجوب ہوجاتی
ہے شدت غضب سے کہ اثر کیا ہے اوسکے تئین غیرت نے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ عورت
غیرت کی حالت مین نہین پہچانتی اسفل وادی کے تئین اعلاء وادی سے یعنے نشیب و فراز کی تمیز نہین
رہتی عورت کو رشک کی حالت مین ایکبار سودہ رض نے تھوڑا شوربا حضرتؐ کو بھجوایا کہا عائشہ رض نے
سودہ سے کھاؤ تم یہ کھانا سودہ رض نے نہ کھایا صدیقہ رض نے کہا کھاؤ نہین تو آلودہ کرتی ہون مین تمہارے منہ
کے تئین اس سے سودہ نے نہ کھایا پس آلودہ کیا صدیقہ رض نے سودہ کے منہ کے تئین حضرتؐ ہنسے اور سودہ کو فرمایا

کہ تم بھی آلودہ کرو عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ کی تئین پس آلودہ کیا سودہ نے صدیقہ کے تئین اور ہنسے حضرت صلعم ایسا
کچھ تھا احوال شریف اوس جناب کا ازواج مطہرات کے ساتھ کہ موافقت فرماتے اونکو اوپر اون کے
نخرت اپنے کے اور اوپر مزاح کے معنی چہل کرنا یہ وہی مزاح ہے جیسا اہل عوام مزاح اور مزاخات
ہوتے ہین اور معذور رکھتے تھے اور جب قائم کرتے اوپر اون کے میزان عدل کے تئین اور حقوق
شریعت کے تئین اوسمہ باقی اور فکر کرتے تھے اور جو کوئی سوچے اوس کے دور کی سیرت کے تئین ساتھ
اہل و عیال اور اصحاب و فقرا اور مساکین اور یتیمون کے اور بیوہ ون کے اور مہمانون کے اور زوار ون
کے ساتھ تو جانے کہ پہونچا تھا وہ حد و رحمت و رقت قلب و نرمی جانب میں اس غایت تک کہ متصور
نہیں ہے کسی مخلوق کے لیئے اور ساتھ اوسکے شدید تھا وہ حد و غضب حدود الٰہی کے قائم کرنے مین اور
حقوق دین کے درمیان اوس حد اور اوس درجے مین کہ ممکن نہین پہنچ سکتا اوسے کیسے کوئی نہین
پہونچ سکتا اوس درجے کو اور اخلاق اور اعمال اوس جناب کے تمام علامات اور معجزات تھے یعنے
نشانیان اوپر اوس جناب کے نبوت کی اور مانند اوسکے یعنے معجزے دیکھے گئے کسی سے ظہور مین
نہ آئے اور تھی حضرت صلعم کو مباسطت اور ملاطفت اور مخالطت اور محادثت فرماتے تھے اصحاب کے
ساتھ مباسطت کے معنی آپس مین خوش طبعی کرنا مخالطت آمیزش کرنا اور محادثت آپس مین باتین کرنا
اور مزاح کرتے تھے اصحاب سے اور مقصود اوس مزاح سے دلجوئی اور خوشنودی تھی اور اگر مزاح بھی تھا
تو مضمون کلام حق تھا اور ملاعبت فرماتے تھے یعنے کھیل لڑکون سے اور بٹھاتے تھے لڑکون
کے تئین اپنی گود مین اور قبول کرتے تھے دعوت ہر کسی کی حر ہو یا عبد یا باندی ہو یا مسکین
اور عیادت کرتے تھے مدینے کے گرد اگرد کے بیمارون کی اور یہی ملاعبت کرنے اور ٹھٹھول کرنے
سے بچ نکلنے حد شجاعت مین واقع ہوئی ہے محمول ہے اوپر اسباب کے کہ کثرت اور افراط اوس مین
منع ہے کہ باز رہے خدا کے ذکر سے اور دین کے کامون سے فکر کرنے سے اور جو کچھ سالم ہو اوس
سے سو مباح ہے اور اگر مقصود اوس سے یعنے اوس ظرافت سے تطییب نفس ہے یعنے خوشی ذات کی
اور تالیف دل کی جیسا کہ فعل سید کائنات کا تھا سو مستحب ہے اور حقیقت مین اگر نہوتا تواضع کرنا اور
موانست کرنا اوس جناب کے خلق کے ساتھ اور خوش خلقی اونکے ساتھ تو کسکی قدرت اور مجال
تھی کہ بیٹھ سکتا اوس جناب کے حضور اور تکلم کر سکتا اوس سے دور سے بلکہ کھڑا رہتا حضور مین نہایت جلال

کی جہت سے اور مہابت اور عظمت اور دبدبے سے حضرت صلعم کے آوے سکتے ہیں کہ انہیں حکمت کیا تھی کہ حضرت
رسول صلعم فجر کی سنت کے ادا کرنے کے بعد باتیں کرتے تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اگر بیدار ہوتیں اور نہیں تو
اضطجاع کرتے زمین پر اضطجاع کے معنی پہلو پہ سونا ہیں باہر جاتے بعد اوسکے طرف نماز کے جاتے اگر
باہر آتے اوسی حالت پر جس حال پر اول قیام شب سے اور قرآن کی تلاوت اور یاد الٰہی سے اس وقت
تک یعنے فجر تک جو حاصل ہوتی تھی اوس جناب کے تئیں انوار اور اسرار قرب اور نزدیک
ہونے میں درمیان مناجات کے اور سننے میں کلام الٰہی کے اور حاصل ہوتے تھے اوصاف اور
احوال ایسے کہ کند ہے زبان قال وصف حال سے اوسکے یعنے اوسی انوار و اسرار و اوصاف
احوال سکے بیان کرنے سے کہ ایک شمہ مقدور نہیں رکھتا تھا اور طاقت نہیں لاتا تھا کوئی بشر کہ
ملاقات کر سکے اوس وقت اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطے گفتگو کرتے تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے اور نہیں تو اضطجاع کرتے تھے زمین پہ تاکہ حاصل ہو اوس سرور صلعم کو موانست ساتھ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے اور کام کاج ساتھ اصل خلقت کے جو ارضی ہے اور سفلی اور اس واسطے کہ یہ نیچے اوتارے اوس
عالیجناب کو اوس علو مقام سے جو اوس جناب میں تھا بعد اسکے یعنے وہی تحدیث یا اضطجاع
سکے بعد باہر آتے حضرت طرف اصحاب کے اور تھا یہ کہ مگر رفق اور مہربانی کی جہت سے اصحاب پر وکان
بالمومنین رؤف رحیما یعنے تھا وہ سرور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر مومنوں کے رؤف اور رحیم یہ ایک
نکتہ ہے کہ نقل کیا ہے مواہب لدنیہ کے درمیان ابن حجاج سے مدخل کے درمیان مؤلف کہتا ہے
کہ یہ حال منحصر اور مخصوص اوس مقام ہی پر نہیں بلکہ وہ سرور صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین
کے مقام قرب و تمکین تھا علیین کے معنی کھڑکیاں بہشت کی اور باطن میں خلایق سے کسی سے
علاقہ اور اتصال نہیں رکھتے تھے حکم الٰہی سے جو دعوت پر اور احکام الٰہی پہونچانے پر مامور تھے اور
رحمت اور شفقت جو خلق خدا پر رکھتے تھے مقام احدیت کے اوج سے بشریت کے حضیض
پر نزول فرما کے ساتھ بشر کے مباشرت فرماتے تھے یعنے کاروبار حضیض کے معنی نیچی زمین کا
اور مطابق الم نشرح لک صدرک یعنے آیا نہیں کشادگی اور وسعت دی ہمنے تیرے سینے کے
تئیں اس آیت کے مطابق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں ایسی وسعت اور
کشایش و لعیت فرمائی تھی کہ حضور حق کے تئیں ساتھ دعوت خلق کی بروجہ کائن بائن ادا فرماتے

تھے کائن موجود ہونے والا یا ٹن جدا ہونے والا اور وقت سحر اور قیام شب وقت ایک ہی ایسا وقت کہ مخصوص ساتھ اوقات شریف نبوی کے اور یہ مقام بر وجہ کمال و تمام مخصوص ہے حضرت سید انام کو اور اوس جناب کے سوا اولیائے کرام کے تئین مقدار اوس جناب کی تبعیت کرنے کے حصہ ایک اوس سے حاصل ہے یعنے اوسی مقام کا حصہ آور تھی اوس جناب کی ظرافت اور بازی کے تئین برکتین اور آثار تھے کہ حد وحصر سے باہر ایکبار زینب بنت ام سلمہ جو اوس سرور کی ربیبہ تھی ربیبہ اور ربیب اوس بیٹی اور بیٹے کو کہتے ہین جو منکوحہ کے ساتھ آوے پہلے شوہر سے سو حضرت کے حضور آئی اور حضرت اپنے غسل خانے مین تھے پس چھڑکا پانی زینب کے منہ پر بطریق مزاح اور پیدا ہوئی برکت اوسکے چہرے پر یعنے آب وتاب ایسی کہ تغیر نہوئی اور ثابت تھی آب وتاب شباب کی اور رونق جوانی کی یہانتک کہ وہ بڈھی اور عجوز ہوئی اور محمود بن ربیع جو صغار اصحاب سے ہے جس وقت پانچ برس کا تھا حضرت اوسکے گھر آئے اور اوسکے گھر مین ایک کنوان تھا حضرت نے ڈول مین سے پانی پیا اور بطریق مزاح پانی کلی کا محمود کے منہ پر ڈالا پس اوس پانی کی برکت سے اوسے حافظہ حاصل ہوا کہ یہ قصہ اوسنے یاد رکھا اور اسی وجہ سے اوسکو صحابی شمار کیا اور حدیث اوسکی یعنے اوسی محمود کی مذکور ہے بخاری کے درمیان اور حضرت کی مزاح اور خوش طبعی سے ایک حکایت یہ ہے کہ ایک مرد تھا اہل بادیہ سے یعنے جنگل سے نام اوسکا زاہر تھا کہ کبھی کبھی ہدیہ لایا کرتا تھا حضرت رسول خدا کے حضور جنگل کی ترکاریون سے جو بھاتی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سرور عالم بھی اوسکے جاتے وقت شہر کی اشیاء سے لباس اور کپڑہ وغیرہ اوسے عطا فرماتے اور اوسکو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اوسکے شہری ہین روستا دہقان کو کہتے ہین پس گئے حضرت ایک دن بازار کی طرف پس پایا اوس جناب نے زاہر کو کہ کھڑا ہوا ہے بازار مین پس حضرت آئے اوسکی پشت کی طرف سے آکر اوسے اپنی طرف کھینچا اور بغل مین لیا اور جنبش دی اوس سرور نے اپنے سینۂ مبارک کے تئین اوپر اوسکی پشت کے اور وہ نہین دیکھتا تھا حضرت کے تئین بولا چھوڑ دے کون ہے یہ اور جب پہچانا اوسنے کہ حضرت رسول خدا ہین تب ملنا شروع کیا اوسنے اپنی پشت سینۂ مبارک سے اور نہ چاہتا تھا کہ جدا ہوئے پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے جو اس غلام کو مول لیوے زاہر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ پاتے ہین آپ اب مجھے

کاسہ اور کم قیمت فرمایا ولیکن تو خدا کے نزدیک کاسہ نہیں اور گران بہا ہے تو اوس جناب کی تواضع سے
ہے یہ بات کہ ہرگز کھانیکو عیب نکرتے اور خوش آتا تو کھاتے اور نہیں تو چھوڑ دیتے اور نہیں فرماتے
تھے کہ یہ کھانا برا ہے کھاری ہے کھٹا ہے پھیکا ہے موٹا ہے باریک ہے اور اسجگہہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ عیب کرنا کھانیکا خطا ہے اور خلاف اتباع ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکے تئین یعنے کھانیکا
عیب اگر از روے صنعت کرین اور کہین کہ برا پکایا ہے اور مال کے تئین ضائع کیا ہے تو روا ہے
لیکن اسمین بھی صانع کی خاطر کی شکست ہے اگر نکرین تو بہتر ہے اور نہایت تواضع اور غایت حسن
سے اوس جناب کے یہ تھا کہ دنیا کی اہانت کرنا اور مذمت کرنا برا گنتے ہے اور تحقیر کرنا اوسکا
لوگون کی زبانون پر حضرت ؐ فرماتے تھے کہ گالی مت دو دنیا کے تئین کہ خوب مرکب ہے یعنے گھوڑی
کہ ہوجاتی ہے مومن کے تئین طرف خیر کے اور نجات دیتی ہے شر سے اور اسی طرح نہی کرتے تھے
دہر کی سبّ سے یعنے گالی دینے سے اور حدیث قدسی مین آیا ہے لا تسبّوا الدھر فانا دھر یعنے
گالی مت دو تم دہر کے تئین پس تحقیق کہ مین دہر ہون اور حضرت کو دربان اور در بھی جس طرح
دنیادار بادشاہونکو ہوتے ہین ہان سچ ہے درآمد ہونا اوس سرور ؐ کے حضور موقوف تھا اذن پر
تاکہ کوئی خلوت مین اوس سرور ؐ کی اہل و عیال کے درمیان نہ آوے اور مانع شغل نہو اور سرور عالم
کے تواضع سے تھی یہ بات کہ فرمایا لا تفضلونی علی یونس بن متی و لا تخیرونی علی موسی اور مانند اس
مقولے کے اور قول اوس جناب کا انا سید ولد آدم اور مانند اسکے بیان واقع ہے اور ظاہر
کرنا پروردگار کی نعمت کا اور بجالانا امر الٰہی کا ہے جس طرح فرمایا حضرت حق جل و علا نے واما بنعمۃ ربک
فحدث یعنے اپنے پروردگار کی نعمت کو ظاہر کر اور بعضون نے کہا ہے کہ وارد ہونا ان حدیثون کا حضرت
سرور عالم ؐ کے فضل کے ثابت ہونیکے اوّل ہے تمامی انبیا اور رسل پر اور نازل ہونا وحی کا اوپر
اوس بات کے یعنے فضل و شرف پر اور تحقیق اس مبحث کی اپنے محل مین اویگی اگر خدا چاہے اور اوس
سرور ؐ کی تواضع تھی یہ بات کہ سلام پر مبادرت کرتے تھے واسطے ہر شخص کے جو آتا تھا یعنے پہلے آپ
سلام کرتے تھے اور جواب سلام کا دیتے تھے جو کوئی سلام کرتا تھا اوس سرور ؐ کو اور اسجگہ ایک بشارت
اور مژدہ ہے قبر شریف کی زیارت کرنے والے کو کہ جب وہ سرور ؐ حیات حقیقی مین متصف ہین اس نشاۃ
کے درمیان پہلے زائر کے تئین جو آتا ہے اوس جناب کے مرقد شریف پر سلام سے مشرف فرماتے ہین اور

زائر کے سلام کے بعد بجواب سلام اس طرف سے بھی وہ مشرف ہوتا ہے اور بعضے مقربان درگاہ سے ایسے بھی ہونگے کہ سلام کے آواز سننے مین اپنے کان سے بطریق کرامت بھی مشرف ہوئے ہون اور وہ سرور رحمت ہے اوپر امت کے حیات مین اور وفات کے بعد بھی

وصل حضرت سرور عالم کے جود و سخا کے بیان مین جود و سخا دونون کے معنی ایک ہی ہین قاموس مین یون ہے الجواد السخی والسخی الجواد یعنے جواد ہے سو سخی ہے اور سخی ہے سو جواد ہے حاصل یہ کہ دونون کے ایک ہی معنی ہین اور صراح مین جود اور سخا دونون کو بمعنی جوانمردی کہا ہے اور کہتے ہین سخا صفت غریزیہ ہے یعنے طبعیہ اور مقابل اوسکے شح ہے اور شح لوازم ذات سے ہے کہ ارضی ہے اور طبیعت کے ساتھ ممسک ہے اور شح کے معنی حرص اور بخل اور شح ہونا آدمی سے عجب نہین کیونکہ جبلی ہے اور اطلاق یعنے کہنا سخی کا اوپر پروردگار کے جائز نہین کیونکہ وہان غریزہ نہین یعنے طبیعت اور جود کے مقابل بخل ہے اور راہ پاتا ہے اکتساب یعنے حاصل کرنا طرف بخل کے بطریق عادت بس ہر سخی جواد ہے اور ہر جواد سخی نہین اور حقیقت جواد کی وہ ہے کہ بے غرض اور بے عوض ہو عرض کے معنی ظاہر کرنا اور یہ صفت حضرت خالق کی ہے کہ بدون وجود عرض کے اور عوض کے تمامی نعمتین ظاہر اور باطن کی اور کمالات حسی اور عقلی کے تئین اوپر خلایق کے افاضہ فرمایا ہے افاضہ یعنے بہوتاد کرنا کسی چیز کا اور کمالات حسی و عقلی سے کمالات ظاہری و باطنی مراد ہین اور بعد حضرت خالق کے اجود الاجودین اوسکا رسول مقبول ہے یعنے بخشندہ ترین بخشندگان اور بعد اوس سرور کے اجود علماء امت ہین جو علم دین کو نشر یعنے پراگندہ و ظاہر کرتے ہین جس طرح حدیث مین آیا ہے کہ اللہ اجود جود ثم انا اجود بنی آدم واجودہم من بعدی رجل علم علما و نشرہ الی اخر الحدیث یعنے اللہ تعالی اجود ہے اور در جود کے نس پیچھے مین اجود بنی آدم ہون اور اجود بنی آدم میرے بعد وہ مرد ہے جو سمجھتا ہے علم کے تئین اور نشر کرتا ہے اوسکو الخ اور قاضی عیاض مالکی نے اس عنوان کے درمیان یعنے بیان مین کرم اور سماحت کے تئین زیادہ کیا ہے سماحت کے معنی جوانمردی اور عنوان سرنامہ اور دیباچہ کو بھی کہتے ہین اور شروع ہر چیز کا اور کہا ہے جود اور کرم اور سخا اور سماحت معانی انھون کے متقارب ہین اور فرق کیا ہے عالمون نے اور گردانا ہے کرم کے تئین معنے اتفاق بطیب النفس یعنے نفقہ دینا خوشی ذات سے اوس چیز مین جسکا قدر اور مرتبہ اور شرف عظیم ہے اور نام رکھا ہے اونھون نے اوسکا حریت بمعنی آزادگی

آدر یہ ضد نذالت ہے نذالت کے معنی صراح مین فرمایہ ہونا نذل اور نذیل اوسی سے آئے ہین یعنے
نذالت سے مشتق ہین ؂ فی القاموس النذل والنذیل الخسیس من الناس المتحقر فی جمیع احوالہ یعنے
نذل اور نذیل اوس آدمی کو کہتے ہین جو خسیس ہو ایسا خسیس کہ متحقر اپنی تمامی احوالون کے درمیان
اور کہا ہے کہ سماحت اوسے کہتے ہین جو تجافی کرے اوس چیز سے جسکا سزاوار ہے مرد نزدیک اپنے
غیر کے خوشی ذات کرکے تجافی کے معنی ایک طرف ہونا اور دور ہونا کسی چیز سے اور یہ یعنے سماحت
جسکے معنی مذکور ہوئے ضد شکاس ہے بمعنی دشوار خوئی اور مرد شکس بالکسر یعنے مرد سخت خلق
اور قوم شکس بالضم جمع جس طرح رجل صدق قوم صدق آور کہا ہے کہ سخا سہولت انفاق سے
اور پرہیز کرنا حاصل کرنے سے اوس چیز کے جو نیک نہین اور وہ جود ہے ضد تقتیر تقتیر کے معنی تنگی
کرنا نفقہ دینے مین صراح مین تقتیر کے معنی نفقہ عیال پر تنگ رکھنا آور کہا قاضی عیاض نے کہ تھی
سرورعالم کہ ہمسری اور برابری نہین کی جاتی تھی ساتھہ اوس جناب کے اس اخلاق مین اور
اس صفات مین کہ کیا ہے وصف اوسکے تئین جسنے پہچانا ہے اوس سرور کو انتہی آور حدیث
بخاری اور مسلم کے درمیان انس رض سے آیا ہے کہ تھے پیغمبر احسن الناس یعنے بہترین انسان
اور اشجع الناس اور اجود الناس یعنے شجاع ترین مردم اور جواد ترین اہل عالم اجمعین اور سبب
اسمین وہ ہے کہ ذات اوس جناب کی اشرف نفوس ہے یعنے شرف دار ترین تمام ذاتون سے
اور مزاج اوس سرور کا اعدل الامزجہ تھا یعنے تمام جہان کے مزاجون سے معتدل تر اور جو کوئی
ایسا ہو تو فعل اوسکا احسن افعال ہی ہوگا اور شکل اوسکی املح اشکال یعنے نمک دار تر اور خلق اوسکا احسن
اخلاق آور تھے حضرت جامع تمامی کمالات روحی وجسمی کے اور حاوی یعنے محیط اور گیرندہ
گیرندہ اور غالب صورت اور سیرت کی خوبی کی لفظ جسم اور روح ہے یا دونون مین واسطے
نسبت کے ہے اور تھے حضرت اکرم اور سخی تر اور اجود ناس اور کہا ہے کہ کیون تھا ایسا کہ وہ
سرور مستغنی ہے فانیات سے باقیات صالحات کرکے اور مجرد ہے وہ سرور یعنے تنہا اور
پاک ماسوی اللہ سے اور مکتفی یعنے قبول کفایت کرنے والا اللہ تعالی سے یعنے کافی ہے
اوس سرور کو اللہ تعالے ہی اور احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سوال نکیا گیا اور مانگا نگیا رسول خدا سے کچھہ ہرگز
کہ کہا ہو اوس سرور نے برابر اوسکے لا یعنے نہین کبھی نہین کہا حضرت نے جس نے جو کچھہ سوال کیا اوس

جناب فیضیاب سے اوسے عطا ہی کیا اور کہا ہے فرزدق نے اوس جناب کی نعت مین شعر فارسی

قطعہ

لا قط الا فی تشہدہ + لولا التشہد کانت لاءہ نعم + ترجمہ اس شعر کا نظم مین یہ ہے بیت آخر مین

وہ فخر انس و ملک بادشاہ کون و مکان + ہین جسکے جود و سخاوت کی عاشقین گواہ + زبان پاک سے اوسکے بحز زبان

نہ آیا لا ہرگز + مگر باشہدان لا الہ الا اللہ آور اگر بالفرض کچھ حاضر نہوتا تو خاموش رہتے اور قول معروف

سے سائل کی دلجوئی کرتے اور اعتذار فرماتے لیکن صریح نہ فرماتے کہ نہین دیتا آور یہ بھی کہتے

ہین کہ گفت گو کرنا اوس جناب کا لفظ لا کر کے منع کی جہت سے نتھا عطا سے اور لازم نہین آتا

کہ بقصد اعتذار بھی نفرماتے ہون یعنے وہ خلل مقدر کرتا ہے کیونکہ شعر کے مفہوم سے مفہوم ہوتا

ہے کہ لفظ لا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سوائے لا توحید کے

دوسرے کسی موقع پر جاری نہین ہوا حالانکہ یون نہین اور اسی واسطے اوس جناب نے

اوس جماعت سے جو پیش آئے اور سواری طلب کرنے لگے تاکہ ہمراہ اوس جناب کے غزا کو چلین

غزا کے معنی کفار سے جنگ کرنا فرمایا لا اجد ما احملکم علیہ یہ لا اوس لا کی نظیر ہے جو بقصد اعتذار

مذکور ہوا یعنے نہین پاتا مین ایسی چیز جسپر تمکو سوار کرون اور ساتھ اسکے کہا ہے اونھون نے کہ فرق

ظاہر ہے درمیان لا اجد ما احملکم کے آور لا احملکم کی یعنے نہین سوار کرتا مین تمکو یعنے اول مین اعتذار

ہے کہ مین کوئی ایسی چیز قسم سکواری سے نہین پاتا جسپر تمکو سوار کرون بخلاف لا احملکم اور

اگر چہ اشعریون کے سوال پر جنھون نے سواری طلب کی لا احملکم بھی فرمایا بلکہ بعضی روایت

مین آیا ہے کہ قسم بھی یاد کی حضرت صلعم نے کہ واللہ لا احملکم یعنے بخدا تمکو سوار نہین کرونگا اس جگہہ

اوس مقام کی خصوصیت نے اقتضا اسبات کا کیا ہوگا کہ سواری موجود نتھی اور اہل سوال بھی جانتے

تھے کہ نہین ہے اور جان بوجھ کے ابرام یعنے درد سر دیتے تھے اور گستاخی کرتے تھے یعنے

ڈھیٹھائی پس تاکید یعنے قسم جو یاد کی سرور عالم صلعم نے اون لوگون کی طمع قطع کرنے کے واسطے

تھی پس یہ صورت مستثنی یعنے نکالی ہوئی اور مخصوص ہوگی حدیث کے عموم کے سے کذا قال

فی المواہب اللدنیہ یعنے وہی صورت تاکید و قسم وغیرہ کی نکالی ہوئی ہے حدیث کے

عام ہونے اور شامل ہونے سے خاص و عام کے تئین خاطر اور طرفداری کو اسمین خلل نہین یہ

مجمل جو مؤلف نے بیان کیا غامد تبوک کے سفر مین اسکا قصہ مفصل لاویگا اور یہ جواب

ہے یہ قول مقدر کا جو مذکور ہوا کہ نعم کے سوا لا حضرت کی زبان مبارک پر جاری نہین ہوا یہان کیون
ہوا مؤلف فرماتا ہے کہ صواب وہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد اوس سے یعنے اسبات سے کہ زبان مبارک
پر لا جاری نہین ہوا نفی کرنا ہے بخل اور خست کا ساحت عزت حال سے اوس سرور کے جس طرح اہل
بخل اور ضعف کہتے ہین اور یہ عبارت کنایت ہے طرف اسی معنی کے نہ یہ کہ جاری ہونا اس لفظ کا
زبان پر کسی دوسری غرض سے ہوا اور بھی جو کچھ آیا ہے کہ جو کوئی جو کچھ طلب کرتا وہ سرور عطا فرماتا
مراد اس سے اثبات جود ہے کہ حقیقت اوسکی معنی کی اعطاء ما ینبغی لمن ینبغی ہے یعنے عطا کرنا
اوس چیز کا جو سزاواری رکھتی واسطے اوس شخص کے جو سزاواری رکھتا ہے اور بہت یون تھا
حضرت بمصلحت وقت سائلون کو نہ دینے مین دیکھتے تھے جس طرح عمل اور حکومت طلب کرنے سے
نہ دیتے تا کہ مومنون کی مہمون کے انتظام اور صلاح حال مین سایل کے خلل نہ پہونچے اور کبھی منع
کرتے یعنے باز رکھتے تا کہ وہ شخص طمع اور سوال کے گھیرے مین اور حرص کے گرداب مین نہ پڑے
اور اون رذیلتون مین گرفتار نہوئے جس طرح حکیم بن حزام جو مقبول درگاہ تھا اور بھائیجا
خدیجۃ الکبریٰ رضہ کا کچھ اوس نے طلب کیا حضرت صلعم نے اوسے نہ دیا اور فرمایا کہ مین خود دیتا
ہون لیکن ایک کدورت اور ایک کراہت ہمراہ اوسکے ہوگی اور اوسکے تئین نصیحت فرمائی
کہ جب تک تجھ سے ہو سکے تو سوال مت کر کسی سے کہتے ہین کہ بعد اسکے یعنے اس نصیحت کے بعد
حال حکیم کا اوس درجے کو پہونچا کہ اگر کوڑا اوسکے ہاتھ سے زمین پر گرتا کسی سے نہ کہتا کہ
اوٹھا اور دے اور اسی طرح ابوذر رضہ نے ایک حکومت اور عمل طلب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ای اباذر تو ناتوان ہے عمل کی ہوس مت کر اور نہ سوال کسی سے کسی چیز کا اور نہ اپنے چابک
کا اگر گرے زمین پر اور ابوذر رضہ زہاد اصحاب سے اور عظماے اصحاب سے تھا اور اوسکے مذہب
مین ادخار حرام ہے یعنے ذخیرہ کرنا اگرچہ زکواۃ ادا کرنے کے بعد بھی ہو اور جیسا کہ دوسری ایک
حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم کسی جماعت کو کچھ عطا فرماتے تھے عمر ابن الخطاب رضہ نے ایک
شخص کے واسطے کہ اوسکے اوپر استحقاق حال پر آگاہی رکھتے تھے کچھ التماس کی اور کہا یا
مومن فیما اعلم یا رسول اللہ صلعم یعنے وہ شخص مومن ہے جسمین کہ مین جانتا ہون تین بار التماس کی پس
حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہت ایسے شخص ہین کہ مین دوست رکھتا ہون اونکو اور نہین دیتا اور

اوسکی صلاح حال سے مین دیکھتا ہون دو بار آپ حضرت امیر المومنین عمر رض کے قول کی برابر جو کہا کہ ہو مومن رض فرمایا
اور نہ دیا تیسری بار جب ابرام حد سے گذرا تب اوسے بات کو فرمایا جو اوپر گذرا یعنے قسم یاد کی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دونگا اور اس جگہہ تخلق باخلاق اللہ ہے یعنے خلق الٰہی پہ کام کرنا کہ جس بندی
کو دوست رکھتا ہے اوسے حطام دنیا نہیں دیتا اور دوسرے کو دیتا ہے اور دوست نہیں رکھتا ہان احتمال
رکھتا ہے کہ اس مادہ مین لفظ لا زبان مبارک پہ جاری ہوتا نہو اور دوسری وجہ جاری ہوتا ہو لیکن
نظر معنی پہ کیا چاہیے اعتبار لفظ سہل ہے اور بالجملہ سرور عالم سایل کو رد نفرماتے اور اگر کچھہ حاضر نہوتا
تو فرماتے کہ قرض کر ہمارے اوپر جب آوے ہمارے پاس کچھہ چیز تب ادا کرینگے ایک بار ایک سائل
آیا ہوا تھا فرمایا میرے پاس کچھہ نہیں جا قرض کر عمر ابن خطاب رض نے کہا یا رسول اللہ تکلیف نہیں
فرمائی تمکو خدا تعالی نے اوس چیز کے جو آپ کی قدرت مین نہیں پس ناخوش گذرا حضرت صلعم
کو یہ کلام عمر رض کا پس عرض کی ایک مرد انصار نے یا رسول اللہ دو سائل کو اور مت ڈرو خداوند
عرش سے پس تبسم کیا حضرت نے اور پائی گئی روے مبارک مین تازگی اور خوشحالی اور فرمایا کہ مین
اسی بات پہ مامور ہون ترمذی نے روایت کی ہے کہ لائے گئے نوے ہزار درہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور پس رکھے گیے ایک حصیر پہ پس بانٹے تمام درہم اور رد نکیا کسی سائل کو یہانتک کہ فارغ ہوئے
اوس سے اور صحیح بخاری مین انس کی حدیث سے آیا ہے کہ لایا گیا حضرت کے حضور مال بحرین کا
فرمایا ڈالو اوسے مسجد کے درمیان پس باہر آئے طرف مسجد کے اور نگاہ نہ کی طرف اوسکے اور
جب پھرے فارغ ہو کے نماز سے آئے اور بیٹھے اوپر اوس مال کے اور نہ دیکھا کسیکو مگر یہ کہ
دیا اوسے اوس مال سے یعنے جو کوئی نظر آیا اوسے دیا اور آئے عباس بن عبد المطلب رض اور کہا
دو مجھے یا رسول اللہ اس مال سے کہ مین نے فدیہ دیا ہے اپنی ذات کا پس ڈالا اونکی چادر مین
اتنا کچھہ کہ نہ اوٹھا سکے کہا یا رسول اللہ فرماؤ کسی شخص کو کہ اوٹھاوے اسکو واسطے میرے
فرمایا لا یا عم یعنے نہیں اے چچا جو کچھہ تم آپ اوٹھا سکو اوٹھاؤ اور یہ عباس رض کے مادہ طمع کے قطع کرنے
کے واسطے تھا اور اونکی تادیب اور تہذیب کے واسطے پس اوٹھایا عباس رض نے اپنے کاندھے پر اور
روان ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرتے تھے طرف اون کے اور تعجب کرتے تھے پس اوٹھے
حضرت صلعم اور باقی نرہا ایک درہم اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ وہ مال سو ہزار درہم کا تھا

یعنی لاکھ درہم کہ بھیجا تھا علاء بن حضرمی نے بحرین کے خراج سے اور وہ اول مال تھا جو لایا گیا تھا
حضرت صلعم کے حضور اور ظہور سرور عالم صلعم کے جود وسخا کے اثر کا اور مفتوح ہونا اوس سرور کے ابواب کرم
کا حنین کے روز زیادہ حد وحصر سے اور قیاس سے باہر تھا کہ ہر ایک کو اونمین سے سو سو اونٹ
اور ہزار ہزار گوسفند بخشے اور بیشتر عطا اوس حساب کی اوس روز مولفۃ القلوب کے واسطے تھی
جو ضعیف الایمان تھے مثل ابوسفیان بن حرب وغیرہ چاہا حضرت صلعم نے کہ دنیا کی نا امیدی سے دین
اونھون کا ثابت رکھین اور صفوان بن امیہ بھی اوسی قبیل سے ایک مرد تھا اوسے سو بکریان عطا کین
پھر اور سو دین اور پھر سو بکریان عطا فرمائین اور واقدی کی مغازی سے نقل کرتے ہین کہ صفوان
کو حضرت صلعم نے اوس روز ایک وادی عطا کی ہزار شتر کی اور گوسفندون کی پس کہا صفوان نے گواہی
دیتا ہون مین کہ جوانمردی نہین کرتے ایسی عطا پر مگر ذات نبی کی پس دوا فرمائی اوس سرور نے
اس عطا سے کفر کی بیماری کے تئین جو صفوان مین تھی اور ابوسفیان بن حرب اور اوسکے فرزند
بھی از جملہ مولفۃ القلوب تھے معنی اسکے تالیف کئے گئے دلون کی پس آیا ابوسفیان اور کہا اوسنے یا
رسول اللہ صلعم آج کے روز تمام قریش سے تم زیادہ مالدار ہو ہمکو بھی کچھ عطا کرو حضرت صلعم نے تقسیم کیا پس
بلال کے تئین فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اوسے دے اوقیہ دس درم کی مقدار اور حدیث
سے مستفاد ہوتا ہے کہ اوقیہ چالیس درہم ہے کیونکہ مضمون حدیث کا یہ ہے کہ پانچ اوقیہ مین زکوۃ
واجب ہوتی ہے اور باتفاق زکوۃ واجب نہین ہوتی مگر دو سو درم سے ابوسفیان نے عرض کی
کہ حصہ میرے بیٹے یزید کا بھی عطا کرو یزید نام ابوسفیان کے بیٹے کا ہے جو بھائی تھا خال المومنین
معاویہ کا اور معاویہ کا بیٹا قاتل حسین رضی اپنے چچا کے نام سے موسوم ہوا فرمایا حضرت صلعم نے کہ سو شتر
اور بھی دے اور پھر عرض کی ابوسفیان نے کہ میرے دوسرے بیٹے معاویہ کا حصہ بھی عنایت
ہو سو شتر اور چالیس اوقیہ چاندی کا پھر حکم ہوا ابوسفیان نے کہا کہ میرے مان باپ فدا ہون تم پر یا
رسول اللہ صلعم خدا کی قسم کہ تم کریم ہو جنگ مین اور صلح مین خدا تعالی تمکو جزاے خیر دے اور یہ اخبار
ہوازن اور حنین کی فتح کے درمیان جو مکے کی فتح کے بعد ظہور مین آئی بھی آوینگے یعنے وہی خبار
اگرچہ مکرر معلوم ہوتے ہین لیکن مکرر نہین ہین **مصرعہ** ہو المسک ما کررتہ یتضوع یعنی بیان
مانند مشک ہے کہ مشک کے تئین جتنا گھسو خوشبو زیادہ دے اور روکیا حضرت صلعم نے طرف قبیلہ

ہوازن کی اونکی بندیون کے تئین جو چھ ہزار شخص تھے اور تمامی غنیمتیں اس غزوے کے آدمیون سے
چھ ہزار شخص تھے اور اونٹ چوبیس ہزار اور غنم چالیس ہزار اور چاندی چار ہزار اوقیہ اور اوقیہ چالیس
درم کے وزن کا نام ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ حساب کیا گیا جو کچھ بخشش کی حضرت
نے حنین کے قیام کے ایام مین پس پہونچا شمار پانچ لاکھ کے تئین کہا مؤلف نے کہ جود اوس جناب کا
حد اور حصر کے اندازے سے باہر تھا اور اسی پر منحصر نہین جو کچھ موجود تھا یہ تھا اگر لک لک مانند اکثر
اور بھی ہوتا تو بھی حکم رکھتا تھا یعنے تمام بخشش فرماتے **شعر** فان من جودک الدنیا وضرتہا + ومن
علومک علم اللوح والقلم + ترجمہ اس شعر کا یہ ہے **قطعہ** ای ختم رسل شفیع امت بخشش
کو تری نہین نہایت + اوکی تری جود سے ہے دنیا + اموال جہان مع عضارت + دریاے
علوم کا تو غواص + ای در یتیم نیک عادت + ہے لوح و قلم کا علم اک علم + علمون سے ترے علی الدرایۃ
اور سرور عالم کے جود و سخا اور کرم و عطا کے صفت کی تحقیق مین بالفعل شرط نہین یعنے یہ کہ
نہین کہ دیئے ہی سے سخاوت ہو بلکہ وہ صفت ذاتی ہے اور ظہور اوسکے اثر کا دوسرا ہے
اور بالجملہ جو کچھ ہاتھہ آتا بخش دیتے اور ایسا بخشش کرتے کہ فقر اور تنگی سے اصلا نہ ڈرتے
اور اندیشہ نکرتے اور جب کسی محتاج کو دیکھتے اپنا کھانا اور پانی ساتھہ احتیاج کے اوسے اوٹھا دیتے
اور ایثار فرماتے اور عطا اور تصدق کے درمیان تنوع فرماتے یعنے نوع بنوع کی سخاوتین کرتے
کبھی ہبہ فرماتے اور عوض اور دین جو کچھ کسی پر رکھتے اوس سے ابرا ذمہ فرماتے یعنے اوس سے ہاتھہ
اوٹھاتے اور کبھی صدقہ دیتے اور کبھی ہدیہ گزرانتے اور کبھی کپڑا خرید کرتے اور اوسکی قیمت کا
پیسا ادا فرماتے اور پھر وہ تھان اوسکے مالک کو بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور زیادہ مبلغ
سے ادا کرتے اور کبھی کوئی پارچہ خرید کرتے اور قیمت سے زیادہ دیتے اور کبھی ہدیہ کسیکا قبول
کرتے اور دوچند اوسکا انعام فرماتے **حکایت** ایک روز ایک عورت ایک طبق بھر کے
خرما جن پر ملایم لکیرین ہوتی ہین وار ہوتی ہین اور حضرت اوس قسم کے خرما کو دوست رکھتے تھے حضور
مین لائی پس حضرت نے زیور اور سونا جو بحرین سے آیا تھا ہاتھہ بلند کیا اور اوس عورت کو بخشا اور
جس جس نوع سے کہ ممکن ہے انواع و اقسام سے خیرات اور عطیات فرماتے اور اپنی ذاتون فقیرون
کی طرح زندگانی کرتے تھے اور ایک مہینا اور دو مہینے گذر جاتے کہ آگ باورچیخانے مین نہ سلگتی

اور بہت ایسا ہوتا کہ آپ اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے بھوک اور فقر سے لیکن نہ یہ کہ تنگی اور اضطرار اور تنگدستی کے جہت سے ہو بلکہ یہ جود اور زہد اور سخاوت کی جہت سے تھا اور کبھی اصحاب مومنین کے واسطے نفقہ ایک سال کا مہیا فرماتے لیکن اپنی ذات کے واسطے کچھ بھی واسطے کل کے نہ رکھتے اور تھے حضرت اجود بنی آدم علی الاطلاق یعنے سب طرح سے تمام بنی آدم سے بخشندہ تر اور درست ور تھے اور دوسری طرح سب سے افضل اور اعلم اور اشجع اور اکمل تھے تمامی اوصاف اور اخلاق میں اور تھا جود اوس سرور کا جمیع انواع کرکے بذل مال و علم و ذات سے ظاہر کرنے میں دین کے اور بندون کی ہدایت

میں وجزاہ عنا افضل ما جزی نبیا من امتہ و **وصل** حضرت رسول خدا کی شجاعت اور قوت اور شدت او و اوس جناب کے زور بازو کے بیان میں صراح میں شجاعت کے معنی پر دلی اور دلیری کرنا خوف کے مقامون میں اور شفا کے درمیان شجاعت کے معنی فضل قوت غضب یعنے برتری غضب کی قوت کی اور تابعداری کرنا واسطے اوسکی عقل کا آور قاموس میں الشجاع بفتح الشین وضمہا الشدید القلب عند الناس یعنے شجاع اوس مرد کو کہتے ہین جسکا دل شدید ہو لوگون کے نزدیک یعنے قوی دل اور دلاور فارسی مین اوسکا ترجمہ ہے اور کمال اس صفت کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین صفت سخاوت کے کمال کے مانند تھا بہت یون اتفاق ہوتا تھا کہ مواقف شدیدہ کے درمیان اور مواضع صعبہ مین دلیر اور دلاور تمام بھاگ جاتے اور حضرت ثابت اور قائم رہتے بلکہ اور آگے بڑہتے واقف جمع موقف ہے یعنے جگہہ کھڑے ہونے کی اور مواضع صعب کے معنی دشوار جائین جنگ حنین کے روز اصحاب کے تئین تیر باران کرنے کی جہت سے ایک روش کا جولان اور بھاگڑ اور تزلزل پیدا ہوا سوا رسول خدا کے کہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے اور استر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب لجام پکڑے ہوئے طرف تھا اور حضرت چاہتے تھے کہ حملہ کرین پس نیچے اوترے استر سے اور نصرت طلب کی اوس سرور نے خدا سے اور ایک مٹھی خاک زمین سے اوٹھا کے طرف دشمنون کے پھینکی اور کوئی کفار سے خالی نرہا جسکی انکھ اوس خاک سے نہ بھری اور فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اور دیکھا نگیا اوس روز کوئی شخص شدید تر اور دلاور تر اوس سرور سے یہ بیان جلد ثانی مین مفصل آویگا اور آیا ہے جب باہم ملحق ہوا مسلمانون نے اور کافرون نے اور مسلمانون نے پیٹھہ دکھائی تب رسول خدا نے حملہ کیا اور

سفیان بن حرب کا رکاب پکڑے ہوئے تھا پس ندا کی گئی انصار کے تئین اور جمع ہوئے مسلمین اور فیروزمند ہوئے اور تمام قصہ اپنے محل مین مذکور ہوگا اگر خدا چاہے اور کہا ہے ابن عمر نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی شخص کے تئین زیادہ مردانہ اور دلیر تر اور زیادہ مضبوط اور زیادہ راضی خدا سے رسول خدا کے سوا اور کہا امیر المومنین علی رضی نے کہ تھے ہم کہ جب گرم ہوتی آتش جنگ کی اور سرخ ہوتین آنکھین کنایہ ہے سختی جنگ سے تب پناہ ڈھونڈھتے تھے ہم رسول خدا سے اور نتھا کوئی شخص زیادہ نزدیک دشمنوں سے سوا پیغمبر علیہ السلام کے اور ہوتے تھے حضرت زیادہ مضبوط لوگون سے جنگ کے دن اور کہا ہے شجاع اوس شخص کو گنتے تھے جو نزدیک اوس سرور کے رہتا تھا دشمنوں کی نزدیکی کرکے ساتھ رسول خدا کے اور کہا عمران بن حصین نے کہ آگے نہ آئے حضرت کسی بھاری لشکر کے مگر یہ کہ تھے حضرت اول وہ کوئی کہ حملہ کرتے اوپر اوس لشکر کے ایک رات مدینے مین فریاد اوٹھی اور غوغا ہوا اور ایک خوف پیدا ہوا شاید کوئی چور یا کوئی دشمن آیا تھا حضرت رسول سب سے آگے شتاب اوٹھے اور شمشیر حمایل کرکے ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو ننگی پیٹھ تھا یعنے کمند رو اور کم قدم تھا سوار ہوئے اور جو سمت آواز اوٹھتی تھی اوسکی سمت کو گئے اور وہان سے پھرنے کے وقت لوگوں کو راہ مین جو نکلے تھے اور جاتی تھی فرمایا پھرو کچھ قصہ نہین ہے اور وہ گھوڑا ابو طلحہ کا جو نہایت کم گام تھا حضرت کی ران کے نیچے ایسا تیز گام ہوا کہ کسیکا گھوڑا اوسے نہین پہونچ سکتا تھا اور یہ اوس جناب کے معجزون سے تھا اور حقیقت مین جسکو وہ سرور قوت بخشتے اور مدد فرماوے ہرچند سست اور زبون حال اور ناتوان اور نامراد ہو ایسا قوی اور توانا اور کامگار ہووے کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے اور برابری نہ کرسکے **شعر** و من تکن برسول اللہ نصرتہ + ان تلقہ الاسد فی آجامہا تجم + ترجمہ اس شعر کا یہ ہے **قطعہ** جسکو دے نصرت رسول ہاشمی + کون ہے جو دے سکے اوسکو شکست + سامنے آجائے گر اوسکے اسد + دم نہ مارے رعب سے ہوجائے پست + اور حضرت قوت مین اور زور بازو اور مضبوطی مین ایسے تھے کہ جہان کے کشتی گیر اوس سرور کے ساتھ برابر نہ آسکتے تھے اور محمد بن اسحق اپنی کتاب مین لایا ہے کہ ایک مرد تھا کہ نام اوسکا رکانہ مرد زن پرانہ اور ایسا شدید القوت کہ کشتی گیری کی صنعت مین بے ہمتا اور یگانہ تھا اور بے نظیر اور لوگ شہرون سے اوسکی مصارعت کے واسطے یعنی کشتی گیری کے

لیتے تھے اور وہ تمام کے تئین زمین پر گراتا تھا یکایک ایکروز مکہ کے شعبون سے ایک شعبے کے درمیان
رسول خدا صلعم کے آگے آیا شعاب کے معنی درز اور شگاف اور فرمایا اوس پیغمبر خدا صلعم نے کہ اے رکانہ تو
خدا سے نہین ڈرتا اور کیون میری دعوت قبول نہین کرتا رکانہ بولا اے محمد صلعم کوئی چیز ایسی لا جو گواہی دے
تیرے صدق پر فرمایا کہ اگر مین تجھسے کشتی کرون اور گرا دون تجھے تو ایمان لاویگا کہا اوس نے
ہان فرمایا تیار ہو واسطے کشتی کے پس آمادہ ہوا رکانہ کشتی پر یعنے جو چیز کشتی کے وقت پہلوان کمر
مین اور ماتحت اپنے کستے ہین کہ بہت زیادہ رہے اور پہننے کے کپڑے اوتار ڈالتے ہین تاکہ ہاتھ
پانون نہ اولجھین وہ تو اس طرح تیار ہوا اور رسول خدا صلعم اپنے کپڑون ہی مین تھے اور ازار اور ایک
ردا اوس سرور کے بدن پر تھی پس نزدیک آئے حضرت اوسکے اور اوسے ایک ہاتھ سے پکڑ کے
زمین پر پٹک دیا اور حیران اور متعجب ہوا رکانہ اور اوس نے اپنی رہائی کی درخواست کی حضرت صلعم
سے کہ پھر کشتی کیجیے اور دوسری بار اور تیسری بار بھی حضرت صلعم نے اوسے پچھاڑا پس متعجب ہوا
رکانہ اور کہنے لگا کہ شان تمہاری عجیب ہے اتنا ہی لائے ہین حدیث مین اور بیان نہین کیا کہ وہ
اسلام لایا یا نہین لایا اور حضرت صلعم نے کشتی کی اور ایک جماعت سے سوا رکانہ کی اور تمام پر غالب
اور مظفر ہوئے ابو الاسد جمحی اور ایک مرد تھا سخت زورمند ایسا کہ بیل کے چمڑے پر وہ کھڑا ہوتا
اور دس شخص اطراف سے اوس پوست کو کھینچتے تاکہ کھینچ لیوین اوس چمڑے کو اوسکے پانون کے
نیچے سے پس چمڑا پھٹ جاتا اور ابو الاسد اپنی جگہہ سے نہ ہلتا ایکروز اوس نے رسول خدا صلعم سے گستاخانہ
کہا کہ مجھسے کشتی کرو اگر مجھے گرا دیا تم نے زمین پر تو مین ایمان لاتا ہون تم سے پس مارا حضرت
نے اوسے زمین پر چارون شانے چت اور ایمان نہ لایا اور اوس قصے مین ایک طول ہے
اور اپنے محل مین مذکور ہے **وصل** حضرت صلعم کی حیا کے بیان مین حیا ساتھہ مد کے بمعنی شرم
اور شرم کرنا اور مادہ اسکا حیات ہے اور اسی جگہہ سے ہے جہان حیا بمعنی مطر آتا ہے جو سبب حیات
ہے لیکن وہ مقصور ہے اور شرم بھی دل کی حیات کا اثر ہے اور اوسی کے انداز سے پر ہے کہ جسکا
دل زیادہ زندہ ہے خلق اور حیا اوسمین قوی اور بیشتر ہے اور حیا کے معنی لغت مین تغیر اور انکساری
جو عارض ہوتی ہے آدمی کے تئین خوف سے اوس چیز کے واقع ہونے سے جسکے سبب سے
عیب کیا جاوے اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے صرف ترک شی پر کسی سبب سے اور یہ ترک کرنا

حیا کے لوازم سے ہے اور شرع مین معنی اوسکے ایک خلق ہے جو باعث ہوتا ہے قبیح سے پرہیز کرنے
پر اور باز رکھتا ہے تقصیر کرنے سے حق دار کے حق میں اور حیا کو ایمان سے شعبہ بنایا ہے اور دوسری حدیث میں ہے
الحیاء من الایمان یعنے حیا ایمان سے ہے جسکو حیا ہے اوسکو ایمان ہے اور جسے حیا نہین اوسکو ایمان نہین
بیچ شعبون اگرچہ غریزہ ہے یعنے خلقی ہے کیونکہ استعمال اوسکا شرع کے قانون پر محتاج ہے اکتساب اور
قصد کے اور علم کا اور اکتساب کے معنی حاصل کرنا اور غریزہ کے معنی سرشت اور
طبیعت اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اوس سے حیا ہے مکتسب یعنے جو حیا کہ کسب سے حاصل ہو
جیسے شارع نے ایمان سے مقرر رکھا ہے اور اوسپر تکلیف کی ہے یعنے امر کیا ہے اور غریزی جبلی میں
تکلیف کا اطلاق نہین ہوتا لیکن جسکے درمیان یہ غریزہ ہے عین ہے اوسکے تئین یعنے اعانت
کرنے والی ہے اوپر مکتسب کے اور رفتہ رفتہ غریزی کا حکم پکڑتی ہے پوشیدہ نرہے کہ ایمان نام
کے تمامی غرایز کے درمیان جاری ہوتا ہے غرایز جمع غریزہ ہے مثل سخا اور شجاعت وغیرہ کہ
امر اوپر اوسکے اور نہی اوسکے ضدون پر جاری ہوئی ہے اور وعدہ اور وعید نے اوسپر ورود
پایا ہے اور یہ سب ایمان کے شعبون سے ہین اور وجہ تخصیص اس مکان کی حیا کے ظاہر نہین
یا یہ کہ حیا سے ظاہری کرکے نہین عبارت دونون معنون سے محتمل ہے وعد کے معنی امید دینا اور
استعمال اوسکا خیر مین ہے جس طرح ایعاد اور وعید کا استعمال شر مین ہے معنی ڈرانا خدا کے
غضب سے اور حضرت صلعم کو دو قسم کی حیا وجہ کمال سے تھی یعنے جبلی اور مکتسبی جو اوسپر مدار ہوا اون
اوس جناب کے دل مبارک کی حیات اور پرہیزگاری اوس سرور صلعم کی شرع کے مقربات سے
سب سے قوی تر اور اتم اور اکمل اور افضل تھے اور حدیث بخاری مین ابو سعید خدری سے آیا ہے

کان رسول اللہ صلعم اشد حیاء من العذراء فی خدرها یعنے تھے حضرت شدید تر از روی حیا کے کنواری
لڑکی سے اوسکے خدر کے درمیان یعنے جس طرح دوشیزہ دختر حیادار ہوتی ہی اوس سے زیادہ
حیادار تھے خدر بالکسر معنی پوشش و پردہ اور صراح مین مخدرہ بمعنی وہ عورت جو پردے مین بیٹھے
اور قول اوسکا فی خدرها بحسب عرف و عادت ہے کیونکہ کنواری لڑکی پردے ہی مین رہتی ہے اور
یہان قید اتفاقی ہے اور بعضے شارحون نے کہا ہے کہ ذکر اس قید کا یعنے یہ حضرت صلعم باکرہ
سے زیادہ حیادار تھے اس واسطے ہے کہ عذرا یعنے باکرہ کو حیا زیادہ ہوتی ہے درمیان خلوت کے

اور برہنہ ہونے کے اور زیادہ تر ہوتی ہے حیا اوسے جس وقت پردے کے باہر آئے اس واسطے کہ خلوت مظنہ ہے وقوع فعل کا اوس سے یعنے لیٹنا بیٹھنا کھانا پینا وغیرہ آور کہا ہے کین ۱۵ سہروہ ہے کہ درد قید بھی لگائی جاوے کہ مثلاً جب آوے کوئی پاس اوسکے تب حیا کرے اور نہین تو خلوت مین خالی کہ اکیلے ہو حیا کا موجب موجود نہین مگر کسیکے آنیکے تو ہم سے اپنے پاس ایسا کچھہ ذکر کیا ہے شارحون نے آور ذکر ان تکلفون کا بشاعت سے خالی نہین بشاعت کے معنی گلوگیر ہوتا کھانیکا اور تیزہ ہوا اور ناخوش ہونا یعنے ان تکلفون کے بیان کرنے سے ایک نوع کی تیزگی اور ناخوشی عائد ہوتی ہے دل کو اور ذکر اس تشبیہ کا بھی ابوسعید خدری رضی سے اوپر ذائقے آداب اور تعظیم کی خوش آتا نہین یعنے آداب اور تعظیم کی رو سے وہ تشبیہ دینا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور دل کو نہین بھاتا لیکن بقصد مبالغہ مقصود کے بیان مین واقع ہوا ہے اور مشائخ طریقت کے تئین اس حیا کی تفسیر مین بہت کلمات ہین مشائخ جمع شیخ اور اب استعمال اوسکا شخص واحد پر کرتے ہین ذوالنون مصری قدس سرہ نے کہا ہے حیا موجود ہونا ہیبت کا ہے دل کے درمیان ساتہ وحشت کے اوس چیز سے جو کچھہ آگے کیا ہے تجھہ سے طرف پروردگار کے آور کہا ہے الحب ینطق والحیاء یسکت والخوف یقلق یعنے محبت گویا کرتی ہے محب کے تئین اوپر ثنا کرنے اور مدح کرنے محبوب کے اور حیا ساکت کرتی ہے شہود تقصیر سے اوسکے حقوق مین اور خوف بے آرام رکھتا ہے اور یحیی بن معاذ رازی کہتا ہے کہ جو کوئی شرم کرے خدا سے درمیان طاعت کے شرم رکھے خدا اوس سے اوسکی معصیت مین اور حیا کبھی کرم سے پیدا ہوتی ہے مانند حضرت کی حیا کی اوس قوم کے ساتھہ جو ام المومنین زینب کے ولیمے کے درمیان حاضر تھے ولیمہ معنی طعام عروسی اور دراز کیا اونھون نے اوس سرور کے نزدیک جلسے کے تئین اور حضرت نے شرم کی کہ اونکو اوٹھاوین اور حق تعالی نے فرمایا ہے فاذا طعمتم فانتشروا یعنے پس جس وقت تم کھانا کھا چکے پس پراگندہ ہو تم اور فرمایا ان ذلک یوذی النبی فیستحی منکم واللہ لایستحی من الحق یعنے ہر آئنہ تمھارے تئین ہے کہ ایذا پاتا ہے رسول خدا پس حیا کرتا ہے اور خدا طلب حیا نہین فرماتا حق سے اور کبھی عبودیت مین ہوتی ہے یعنے وہی حیا کہ عابد اپنی اوس عبادت کو اپنے معبود کی کمال عظمت کے لائق نہین پاتا اور ایک حیا ذات کے لیے ہے اپنے سے اور وہ حیا شریف ذاتون کی ہے راضی ہونے سے اوپر نقص کے اور راضی ہونے سے اوپر مرتبہ دون کے پس پاتا ہے

اپنی ذات کے تئین مستحی یعنے حیامند اپنی ذات سے گویا کہ اوسی دو ذات ہین کہ حیا کرتا ہے ایک کرکے
دوسرے سے اور یہ قسم اکمل اقسام حیا ہے کیونکہ مرد جب استحیا کرے اپنی ذات سے تو اپنی غیر سے بطریق
اولی کریگا ایسا ہی ذکر کیا ہے مواہب مین اور فرمایا ہے حضرت ؐ نے الحیاء لا یاتی الا بخیر یعنے حیا نہین
حاصل ہوتی مگر نیکی لیکے اور ایک روایت مین الحیاء خیر کلہ یعنے حیا سرتاپا تمام خیر ہی ہے اور حدیث
مین آیا ہے کہ ایک مرد اپنے بھائی کو نصیحت کرتا تھا عدم استحیا کی یعنے یہ کہ حیا نکرے گویا کہ بھائی اوسکا
اپنا حق نہین مانگتا تھا لوگون سے حیامندی کی جہت سے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
مرد کو کہ چھوڑ اوسکے تئین کہ حیا ایمان سے ہے اور حیا کے آثار سے تغافل کرنا اور آنکھین ڈھانپنا ہو لوگون
کے عیبون سے اور اوس چیز سے جو کچھ مکروہ رکھتا ہے انسان اپنی طبیعت پر اور حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشد ناس اور اکثر ناس تھے اس صفت مین روایت کی ہے انس رض نے کہ
حاضر ہوا ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایسا کہ اوسکے منہ پر اثر صفرت کا تھا یعنے زردی کا
گویا زعفرانی رنگ تھا پہونچا تھا اوسے ایک عورت سے پس نہ کہا حضرت ؐ نے اوس شخص کو کچھ بھی اور تھے
حضرت ؐ کو کسیکے منہ پر نہین فرماتے تھے جو کچھ ناخوش گذرے اوسے اور اگر لابد کہا چاہئے یعنے ضرور
ہی کبھی نہین بنتی اور مضطر ہوتے کہنے مین تو بطریق کنایت فرماتے پس باہر گیا وہ مرد فرمایا
کہو اوس مرد کو کہ دھوئے اوسکو یعنے اوس زردی کو جو اوسکے منہ پر لگی تھی اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ فرمایا کہ نکالے اس لباس کو اور پھینک دیوے اپنے بر سے پوشیدہ یہ صورت
غیر واجب اور حرام مین ہوگی اور اباحت مین صفرت کی بھی روایتین ہین یعنے یہ کہ مباح ہے
مین اوسکے اور روایت کی گئی ہے کہ تھے حضرت ؐ حیا کرنے مین ایسی کہ ثابت نہ رہی تھی بصر
اوس جناب کی کسیکی صورت پر اور اگر پہونچتا اوس سرور ؐ کو کسی شخص سے وہ جو مکروہ گذرتا
اوس سرور ؐ کو تو نہ فرماتے کہ کیا حال اوس شخص کا جو کہتا ہے ایسا یا کرتا ایسا کچھ بلکہ فرماتے
کیا حال ہے اوس قوم کا جو کرتے ہین ایسا کچھ یا کہتے ہین ایسا کچھ یعنی فرماتے اوس سے اور نام
نہ لیتے اوسکے فاعل اور قائل کا اور صحیح کے درمیان عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ کہا نہ تھے
رسول خدا فاحش اور نہ متفحش معنی ان دونون لفظون کے بیان مین آئے اور نہ آواز بلند کرنے والے
بازارون مین اور سزا نہ دیتے کسی بد کے تئین بسبب بدی کے لیکن عفو کرتے اور درگذر فرماتے

اور ... روایت کی گئی ہے بالقدس کلام کے توریت سے عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت

فصل حضرت صلعم کی شفقت اور رافت اور رحمت کے بیان مین تمامی خلق پر فرمایا ہے

حق تعالی نے [illegible] وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور فرمایا لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه
ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم معنی ان آیتون کے کئی جگہ مذکور ہوئے ہین اشفاق کے معنی ڈرنا
اور شفقت کے بھی یہی معنی ہین یعنی شفیق اسکو کہتے ہین جو خوف کرتا ہے کہ کچھ ضرر اوسکو نہ پہونچے اور اسی واسطے
تعریف کی ہے اوسکی اس طرح سے شفقت کی مفہوم کی عرض ناصح کرنے منصوح کی صلاح ہونے پر معنے
[illegible] کیا الحریص کے معنی پہونچانا اور رافت کے معنی اشد رحمت صراح مین رحمت
کے معنی بخشش اور مہربانی کرنا اور رحمت کے معنی مہربان بخشنا اور مہربان ہونا اور حضرت سرور عالم
کی شفقت سے تھی تخفیف اور تسہیل شرائع کی اور میان اور ترک کرنا اوس سرور صلعم کا بعض فعلون کے
[illegible] کہ نہین ایسا ہو فرض ہو جائے امت پر جیسا کہ ترک امر اوپر مسواک کے ہر
نماز کے لیے اور ترک کرنا تاخیر عشا کا اور نہی کرنا صوم وصال سے اور [illegible] ماندون سے صوم
[illegible] کرنا اوس سرور صلعم کا حضرت پروردگار سے کہ گردانی اوسکی سب اور
[illegible] اور طہارت اور کبھی سنتے تھے حضرت صلعم رونا کسی طفل کا نماز مین ساتھ
جماعت کے اور [illegible] ماں اوس بچے کی نماز مین پس جلد ادا کرتے نماز کے تئین تاکہ غم نہ
پڑے ماں اوسکی اور فرماتے چاہیے کہ نہ پہونچاوے میرے تئین یعنے خبر کوئی شخص تم سے کسیکی
[illegible] دوست رکھتا ہون کہ باہر آؤن تمہارے طرف صاف اور پاک
سینہ [illegible] جب کی حضرت صلعم کی قریش نے اور حد سے زیادہ ہوئی ایذا اونکی تب آئے جبرئیل اور
[illegible] اللہ تعالی نے امر کیا ہے ایک فرشتے کو جو موکل ہے پہاڑون پر اور تمامی کوہستان
اوسکے دست تصرف مین اور اوسکے قبضے مین ہین کہو جو کچھ محمد فرماوین تو بجا لاوین کہا ملک جبال نے یا محمد مجھے
فرماؤ جو کچھ تم چاہتے ہو اگر کہو تو زیر و زبر کر دون اخشبین کو اوپر قریش کے اخشبین نام ہے دو پہاڑون کا کہ مکہ اون
دونون کے درمیان آباد ہے فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہین چاہتا مین کہ وے ہلاک ہوئین اور امید رکھتا ہون
کہ باہر نکالے حق تعالی اون کے نطفون سے ایسے شخصون کو جو عبادت کرین خدا کی اور شریک نہ کرین
ساتھ اوسکے کسی چیز کے تئین اور اس قضیے کا قصہ طولانی ہے جو مذکور ہے سال دوم مین بعثت سے اور یہی روایت

ہے کہ جبرئیل عم نے کہا حضرت صم سے کہ پروردگار تعالی نے امر کیا ہے آسمان اور زمین کے تئین اور پہاڑونکو کہ فرمان برداری کرین تمہاری اور جو کچھ فرماؤ سو بجالائین اور ہلاک کرین تمہارے دشمنون کو فرمایا دوست رکھتا ہون کہ صبر کرون مین اور تاخیر کرون اپنی امت سے عذاب کے تئین شاید کہ توبہ بخشے اللہ تعالی اونھون کو اور رحمت پھر آوے طرف اون کے اور کہا عائشہ رضہ نے کہ مخیر گردانے نہ گئے حضرت صم یعنے مختار درمیان دو امر کے مگر یہ کہ اختیار کیا اوس جناب نے آسان کے تئین اون سے اور اس قول کی تاویلات اور معانی بہت ہین اور اظہر اور اقرب وہ ہے کہ مراد آسان تر واسطے امت کے ہے اور کہا ابن مسعود رضہ نے کہ حضرت صم تعہد کرتے اور تیمار کرتے ہمارے تئین واسطے تذکیر اور موعظت کی یعنے یہ کبھی کبھی کرتے یہ نہ کہ ہمیشہ ہمارے ملال پانیکے خوف کی جہت سے اور عاجز آنے سے اوس سے

وصل

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق اور حسن عہد کی وفا کرنے کے اور صلہ رحم کے بیان مین روایت کرتے ہین انس رضہ سے کہ تھے حضرت صلعم کہ جب لایا جاتا نزدیک اوس جناب کے ہدیہ یعنے تحفہ تب فرماتے لیجاؤ اسکو فلان عورت کے نزدیک کہ وہ دوستدار تھی خدیجہ رضہ کی اور مروی ہے عائشہ صدیقہ رضہ سے کہ کہتی تھین رشک نہین کیا مین نے کسی عورت پر جس طرح رشک لیگئی مین خدیجہ پر جہت سے بہت یاد کرنے حضرت کے اوسکو اور اگر کوئی بکری ذبح کیجاتی بھجواتے حضرت صم طرف اون عورتون کے جو دوستدار تھین خدیجہ الکبری کی اور آئی حضرت صم کے حضور ایک عورت پس شادمانی اور بشاشت کی حضرت صم نے واسطے اوسکے اور خوب خوب طرح سے اوسکی پرسش فرمائی جب وہ عورت باہر گئی فرمایا یہ وہ عورت ہے جو آیا کرتی تھی ہمارے پاس خدیجہ کے زمانے مین اور فرمایا حسن العہد من الایمان یعنے خوبی اور نیکی عہد کے ایمان سے ہے اور صلہ فرماتے حضرت صم ذوی الارحام کے تئین بدون اسکے کہ ایثار اور اختیار کرین اور ترجیح دیوین اوپر اوس شخص کے جو افضل ہو اون سے ترجیح کے معنی غلبہ دینا یعنی ایک کو دوسرے پر گرامی کرنا اور ارحام جمع رحم ہے لغوی معنی وہ جگہ جہان بچہ رہتا ہے شکم مین اور اوسی زہدان کہتے ہین یا وہ پردہ جسمین طفل رہتا ہے اور مشیمہ اوسیکا نام ہے اور بمعنی قرابت اور خویشی اور ظاہر یہ ہے کہ رحم اوس خویشی کو کہتے ہین جو رحم کی جانب سے بہم پہونچے اور اولو الارحام ذوی خویش جو رحم مین شریک ہون اور فرمایا حضرت صم نے کہ آل ابو فلان میری دوست نہین ہین اور بعضے طریقون مین آیا ہے کہ نہین میرے دوست کوئی لوگ سوا خدا کے اور صلحا مومنون کے مگر یہ کہ واسطے اون کے رحم ہے کہ تر کرتا ہون

اوسی اوسکی تری کرے یعنے اس قدر احسان کرتا ہون اونھون سے جیسا کہ تھوڑا پانی کسیکے منہ پر چھڑکتے
ہین اور کہتے ہین کہ مراد ابی فلان سے حکم بن ابی العاص ہے اور حال اس جماعت کا معلوم ہے اور لیتے تھے
حضرت ص امامہ زینب کی دختر کو اور اوٹھاتے اپنے کاندھے پر نماز کے درمیان اور جب سجدہ کرتے رکھتے
اوپر زمین کے اور جب پھر کھڑے ہوتے اوٹھا لیتے وفور شفقت اور مہربانی کی جہت سے اور یہ اوٹھانا
امامہ کا اور رکھنا اوسکا اوپر زمین کے حضرت ص کے فعل سے نتھا بلکہ وہ خود آتی تھی اور حضرت ص سے
لپٹتی تھی اور جب حضرت ص سجدے مین جاتے گرتے اوپر زمین کے تا کہ نہ کہین کہ یہ بڑا کام تھا نماز مین اور
ظاہر یہ ہے کہ یہ حالت نفل کی نماز مین تھی واللہ اعلم اور روایت ہے قتادہ سے کہ جب آئے وفد نجاشی
کے یعنے ایلچی حبش کے شاہ کی جسکا لقب نجاشی تھا پس کھڑے ہوئے حضرت ص اونکی خدمت کے واسطے
پس عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ ہم کافی ہین ہمکو چھوڑ دو تا کہ خدمت کرین ہم انھون کی فرمایا انھون
نے اکرام کیا ہے میرے اصحاب کو اور مین دوست رکھتا ہون اسبات کو کہ مکافات کرون انکے تئین
یعنے بدلا اوسکا ادا کرون اور یہ حکایت اسی کتاب مین تواضع کے باب مین بھی مذکور ہوئی ہے
اور ایک وقت مین حضرت ص کی رضاعت سے یعنے ہمشیرہ سے کہ نام اوسکا شیما بروزن اسما تھا
اور تربیت کرتی تھی حضرت ص کے تئین اور ساتھ اپنی مان حلیمہ کے جو دایہ تھی اوس جناب کی ایمان لائی
اور ذکر کیا ہے اوسکا ابن اثیر نے صحابیات کے درمیان کہ آئی وہ رسول خدا ص کے حضور ہوازن کے
قبیلے کے بندیون کے درمیان اور بھجوایا اوسے اپنے تئین حضرت ص کو پس پہچانا حضرت ص نے
واسطے اوسکے اپنی ردا کے تئین اور فرمایا اگر تیرا جی چاہے تو اقامت کر ہمارے پاس مکرم اور
محبوب تا کہ فائدہ مند اور بہرہ مند کرون تجھے مال سے یا پھر جا طرف اپنی قوم کے پس اختیار کیا
اوسنے اپنی قوم کے تئین پس متمتع گردانا حضرت ص نے اوسکو اور طفیل نے کہا دیکھا مین نے پیغمبر خدا ص
کے تئین اور مین لڑکا تھا ناگاہ آگے آئی ایک عورت اور نزدیک ہوئی رسول خدا ص سے پس بچھایا اوس
سرور ص نے واسطے اوس زن کے اپنی چادر کے تئین اور بیٹھی وہ اوپر اوسکے کہا مین نے کون ہے
یہ عورت کہا لوگون نے کہ یہ مان ہے رسول خدا کی جسنے دودہ دیا ہے اوس سرور ص کو اور ظاہر
وہ ہے کہ حلیمہ رض ہی ہوگی اور ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا ہے کہ حلیمہ رض تھی اور کہتے ہین کہ حضرت ص
کے تئین آٹھہ عورتون نے شیر دیا ہے تا کہ یہ کونسی ایک تھی اونمین سے واللہ اعلم اور

عمر بن سائب سے آیا ہے کہ رسول خدا صلعم بیٹھے ہوئے تھے ایکروز پس آگے آیا والد اوس سرور صلعم کا رضاعی سے یعنے دودہ سے پس بچھایا واسطے اوسکے اپنی ردا کے تئین پس بیٹھا وہ مرد بستر پر اور آگے آئی ماں اوس سرور صلعم کی پس بچھا واسطے اوسکے گوشہ چادر کا دوسری جانب سے اور بیٹھی وہ عورت اوپر اوسکے بعد اسکے آگے آیا بھائی اوس سرور صلعم کا رضاعی سے پس اوٹھے حضرت صلعم پس بٹھایا حضرت صلعم نے اوسے آگے اپنے اور بھجوایا کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلہ واسطے ثوبیہ کے جو باندی تھی ابولہب کی اور دایہ حضرت صلعم کی صلہ کہ کھانے کی قسم سے اور پوشاک سے اور جب مرگئی ثوبیہ پوچھا حضرت صلعم نے کہ اوسکی قرابت سے کوئی ہے عرض ہوئی کوئی باقی نہین اور حضرت خدیجہ رضی کی حدیث مین آیا ہے کہ کہا حضرت صلعم کو ابشر فو اللہ لا یخزنک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوایب الحق درود خدا کی اور سلام اوپر اوس سرور عالیمقام کے قیامت کے دن تک نازل ہو جیو یعنے خوش رہ تو اے رسول خدا کے پس بخدا کہ غمگین نکریگا تجھے اللہ تعالی کبھی تحقیق کہ تو صلۂ رحم ادا کرتا ہے اور اوٹھاتا ہے تو کل کے تئین کل کے معنی بارگران اور بمعنی عیال جمع اسکی کلول ہے اور بمعنی یتیم یعنے تو بوجھ اوٹھانے والا ہے یتیمون کا اور کسب کرتا ہے تو گم کیے ہوئے کو کسب کے معنی جمع کرنا اور طلب روزی کرنا مراد اوس سے یہ کہ جو چیز معدوم ہے اوسے تو حاصل کرتا ہے اور بلاتا ہے تو مہمان کو اور اعانت کرتا ہے تو اوپر نوایب حق کے نوایب جمع نوب ہے بمعنی نزدیکی **وصل** حضرت صلعم کے عدل اور امانت داری اور جوانمردی اور پرہیزگاری اور راستگوئی کے بیان مین آورتھے حضرت صلعم امین ترین مردم اور اعدل اور اعف یعنے جوانمردتر اور پارساتر اور اصدق تاس ایسے کہ اقرار اور اعتراف کرتے اوپر اوسکے تمام دشمن اور یگانے اور بیگانے اور پیش از نبوت اوس سرور صلعم کو محمد صلعم امین بولتے تھے ابن اسحاق نے کہا ہے کہ سرور عالم صلعم کا نام امین اس جہت سے ہوا کہ جمع کیا گیا درمیان اوس جناب کے اخلاق صالحہ اور حضرت ملک علام کے کلام مین مطاع ثم امین اوس جناب کی شان مین وارد ہوا ہے اکثر اہل تفسیر اوپر اسکے ہین کہ مراد اوس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کذا قال فے الکشف الشفائی اور جب اختلاف کیا قریش نے کہ چار قبیلے تھے کعبۂ معظم کی تیاری کے وقت حجر اسود کے رکھنے مین کہ کونسا قبیلہ اوسے قایم

کرے اوسکی جگھہ مین یعنے قریش کے چارون قبیلون کے درمیان جھگڑا پڑا تھا ایک کہتا حجر اسود ہم
نصب کرین و دوسرا کہتا تھا مین تیسرا جو تھا علی ہذا القیاس پس اتفاق کیا ایسمین کہ جو کوئی پہلے یہان
آوے جو کچھہ حکم کرے ہم سب اوسکی بات پر راضی ہوئین ناگاہ حضرت صلعم پہلے آئے سب بولے یہ محمد صلعم
ہے یہ امین ہے جو کچھہ حکم یہ کرے ہم سب راضی ہوئین حضرت صلعم نے ایک ردا منگوائی اور حجر کو اوسپر
رکھا اور چارون کونون کو اون چار قبیلون کے ایک ایک کے ہاتھہ مین دیا اور نزدیک لیگئے
حجر کو اپنے دست مبارک مین لیکے اوسکی جگھہ پر نصب فرمایا اور یہ پیش از نبوت تھا حضرت صلعم
جنت سفر کے تولد کے سال مین اور زمان اسلام کے آگے حاکم گردانتے تھے قریش حضرت صلعم کے تئین
فرمایا ہے حضرت صلعم نے واللہ انی لامین فی السماء وامین فی الارض یعنے بخدا کہ امین ہون آسمان
مین اور زمین مین اور روایت ہے علی مرتضے رضہ سے کہ کہا ابوجہل نے کہ ہم تکذیب نہین کرتے
تیری اور دروغگو نہین جانتے ہم تجھے لیکن تکذیب کرتے ہین ہم اوس خبر کی جو لایا ہے تو مراد دین سے
یہ بات نامعقول اور زیادہ ہے اور تناقض اوس ملعون سے کیونکہ جس وقت صادق جانا پیغمبر کو
تو چاہئے کہ جو کچھہ کہے اوسکی تصدیق کرے پھر یہ عناد اور غرور کیا ہے پس نازل ہوا یہ آیہ کریمہ
فانہم لایکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون پس تحقیق کہ وے تیری تکذیب نہین کرتے
ولکن ظلم کرنے والے خدا کی آیتون کا انکار کرتے ہین اور اس آیت کی اور بھی ایک تفسیر ہے یعنے یا محمد صلعم
فارغ رہ اور غم مت کھا کہ کام اونکا مجھہ سے پڑا ہے مین اونکو سزا دونگا جس طرح کسیکے کوئی غلام
کو کوئی جماعت ستاوے اور صاحب اوسکا اوس سے کہتا ہے کہ یہ سب ایذا تجھے نہین دیتے جو کچھہ
یہ کرتے ہین مجھے کرتے ہین مین جانون اور وے جانین تو دل خوش رکھہ اور روایت
کہ اخنس بن شریق نے ملاقات کی ابوجہل سے جنگ بدر کے دن اور کہا یا ابا الحکم نہین
اس جگھہ کوئی سوا تیرے اور میرے کہ ہماری باتکو سنے خبردار کر تو مجھے محمد صلعم کے حال سے
اللہم صل علی محمد وآلہ کہ وہ کاذب ہے یا صادق کہا اوس لعین نے کہ واللہ بدرستی وہ
راستی محمد صادق ہے اور ہرگز وہ کاذب نہین اور کبھی جھوٹ نہین کہا اور سوال کیا ہرقل
نے ابوسفیان سے ہرقل نام شاہ ہے اوس خبر کے درمیان جسمین سوال حضرت صلعم کے احوال
سے اور اوصاف سے یعنے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احوال اور اوصاف کی تئین کہ بخاری اخرج

اونکے کیسے ہین اور استدلال کیا ہرقل نے یعنے طلب دلیل کرنا اوس سے یعنے احوال و اوصاف سے
نبوت پر اوس جناب کی یہ کہ آیا تھے تم کہ تہمت کیا ہوا رکھتے تھے اوپر کذب کے اس مرد کو یعنے پہلے یہ
جناب پاک کیا کہانا تھا اور مشہور کس چیز کرکے تہا تمھارے درمیان پیش از نبوت کہا ابو سفیان نے
بخدا کبھی جھوٹ نہین بولا وہ ہرقل نے کہا پس کس طرح ہو یہ بات کہ جو شخص خدا کی خلقت کے ساتھ
جھوٹھ نہ بولے تو خدا پر کس طرح دروغ بندی کرے اور یہ ہرقل کی حدیث زیادہ فائدہ دینے والی ہر
حضرت صلعم کی نبوت کی پہچانت کو صحیح بخاری کے اول مین مذکور ہے اور شرح مشکات مین ترجمہ
اور بیان کیا ہوا ہے کتاب الجہاد مین باب الکتاب الی الکفار کے درمیان اور اس کتاب مین
بھی یعنے جلد ثانی مین باب ارسال رسل کے درمیان مذکور ہوگا اگر خدا تعالی چاہے اور کہا
نضر بن حارث نے قریش کے تئین تحقیق کہ تہا درمیان تمھارے محمد جوان خردسال تم سے
زیادہ مرضی افعال مین یعنے پسندیدہ اور تم سب سے زیادہ اقوال کے
درمیان اور تم سب سے عظیم تر امانت داری مین یہان تک کہ دیکھا تمنے اوسکے بنا گوش
مین بڑھاپے کے تئین اور لایا وہ واسطے تمھارے وہ کچھ جو کچھ لایا یعنے جو موجود ہے
مراد دین اور ملت سے کہا تمنے کہ وہ ساحر ہے نہین واللہ وہ ساحر نہین اور یہ نضر بن حارث کافر
تہا اور پردہ اوسکے دل پر پڑا ہوا لیکن عاقل تہا اور انصاف دوست تہا اور دوسرون
کو سخت پردے کفر کے چھائے ہوئے تھے دونون پر اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ پردے بھی
اوٹھ جاتے یعنے حق بیان ہو تا دیکھنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور آثار کی اور پھر شدید تر پردے
چھا جاتے تھے ولید بن مغیرہ جو کفار قریش کے رئیسون سے تہا بار با قرآن کو سنتا اور روتا
اور کہتا یقین جانتا ہون کہ یہ بشر کا کلام نہین اور آدمیون کا بنایا ہوا نہین اس کلام کو وہ شیرینی
اور لذتیتی ہے کہ دوسری کسی کلام کو نہین ان لہ لحلاوۃ وطلاوۃ یعنے تحقیق کہ اوس کلام کو شیرینی
اور خوبی اور پذیرائی ہے دل کی اور حارث بن عامر ایک مشرک تہا کہ تکذیب کرتا تہا رسول خدا کی
لوگون کے آگے اور جب اکیلا ہوتا تو اپنے اہل بیت سے کہا کرتا واللہ کہ محمد اہل کذب سے نہین اور
آیا ابو جہل ایکروز نزدیک حضرت کے اور مصافحہ کیا کہا لوگون نے آیا تو مصافحہ کرتا ہے محمد سے بولا ابو جہل
کہ واللہ تحقیق جانتا ہون کہ محمد پیغمبر ہے لیکن کب تھے ہم متابعت کرنے والے عبد مناف کی اولاد کے

اور مشرکین جب دیکھتے حضرت کو کہتے واللہ کہ وہ پیغمبر ہے حال مشرکون کا یہ تھا اور اہل کتاب یہود
اور نصاریٰ خود دانندہ تر تھے اوس جناب کی رسالت کو اور بیقین جانتے تھے اوس سرور کو یعرفونہ
کما یعرفون ابناءہم یعنے پہچانتے ہین وے حضرت کو جس طرح پہچانتے ہین اونکی اولاد اونکے تئین اور پشتینون
سے منتظر پیغمبر آخر الزمان کے بیٹھے ہوئے تھے اور مرتے وقت وصیت نامہ لکھتے اپنے فرزندون کو
کہ جب پاؤ تم پیغمبر آخر الزمان کے تئین سلام ہمارا پہونچاؤ اور کہو کہ ہمنے تمہارے اشتیاق مین جان دی
سلام ہمارا قبول کرو اور ہمکو اپنا جانو امام مہدی آخر الزمان کی حقیقت بھی اسی طور سے ہے کہ اونکے
آثار اور علامت ہمارے باپ دادے بیان کر گئے ہین اور مشتہر ہی کاش خدائے عز وجل ہمکو با ایمان
اوس امام عالی منزلت کا دور اور دیدار دکھاوے اور دجال کے فساد سے بچاوے اور دین
محمدی اوس امام کے وجود باجود سے قوی ہو الٰہی آمین اور روایت کرتے ہین کہ جب تبع برون
گیا جو یمن کے بادشاہون سے تھا اور مسلمان تھا اور قوم اوسکی کافر تھی اور حضرت نے فرمایا ہے
کہ مین نہین جانتا کہ تبع نبی تھا یا نہین سو مدینے مین آیا جتنی جماعت کہ ہمراہ اوسکے تھی پیغمبر آخر الزمان
کا نشان پانے کے واسطے اس بلدۂ مکرمہ کے درمیان اونھون نے قیام کیا اور تبع سے اونھون نے
درخواست کی اسبات کی کہ اونکو اپنی صحبت سے معذور رکھے اور ایک قول سے یہ کہ انصار ونہین لوگون کی
اولاد سے ہین اور جب اس نور نے ظہور پایا یعنے نور محمدی نے تب تمام ظلمت آباد کفر مین عاجز رہ گئے
نعوذ باللہ من الخذلان لیکن عفت کے معنی پارسائی کرنا حرام سے اسجگہ مولف تعریف بیان کرتا ہے
اون چیزون کی جو کچھ اوپر وصل کے درمیان کہا یعنے عدل اور امانت اور عفت وغیرہ فی القاموس
عف کف عما لا یحل ولا یجمل یعنے عفت اوسے کہتے ہین کہ باز رہنا اوس چیز سے جو حلال نہو اور نیک نہو
اور ہونا اوسکے کمال کا حضرت سرور عالم کے درمیان کس زبان سے بیان کر سکئے جہان عصمت آئی
وہان سب کچھ آیا اور حدیث مین آیا ہے کہ لمس نہین کیا یعنے نہین چھوا حضرت صلی علیہ وسلم نے
ہاتھ کسی ایسی عورت کا جسکے مالک نہ تھے اور یہ وہ ایک عبارت ہے جو اہل عرف و عادت کی پارسائی
کے بیان مین کہتے ہین اور نہین تو حضرت رسول خدا کی عفت کی حقیقت اور تمامی اخلاق اوس سرور
کا برتر ہے اوسبات سے جسکا بیان کر سکئے اور وصف حضرت کے صدق لہجہ کے مکرر گذرے ہے
یعنے یہ وصف جو راست گوئی اور درست کرداری ہے سوا اوسکے تکرار بیان مین آئے و لیکن عدل

خواہ دادگستری اور عدالت کے معنی لیئے جائین اور خواہ معنی اعتدال اور توسط صفات و اخلاق لیوین
مساوی اون چیزون کی جو ذات شریف مین اوس سرور کے نہین متصور تھین ایک بار حضرت صلعم
ایک مال کی تقسیم فرماتے تھے ذوالخویصرہ نے جو بنی تمیم کے قبیلے سے تھا کہا عدل کرو یا رسول اللہ
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا اوس نے تم عدل نہین کرتے حضرت صلعم نے فرمایا وای تجھپر
اگر مین عدل نہ کرون دوسرا کون عدل کریگا اور یہ قصہ طولانی ہے ابو العباس مبرد نے جو ائمہ علم نحو سے
ہے کہا ہے کہ قسمت کیا کسرے نے اپنے ایام کو تئین کسری لقب تھا ایران کے بادشاہ کا یہ کہ ہوا کا دن ابر کا
رکھتا ہے واسطے استراحت کے یعنے سونیکے واسطے اور ابر کا روز یعنے روز ابر ہو شکار کے
واسطے خوب ہے اور جس روز مینھ برسے شراب پینے کے لیئے صلاحیت رکھتا ہے اور آفتاب
کا روز یعنے جس روز مطلع صاف ہو لوگون کی حاجتون کے روا کرنیکے خاطر خوب ہے ابو العباس کہتا ہے
کہ کسرے تھا دانا اونکی دنیا کی سیاست پر اور دین او نکو خود کہان تھا ولیکن ہمارے
پیغمبر صلعم نے تجربہ کیا یعنے جزء جزء اپنے دن کے تئین تین جزء کرکے ایک جزء خدا کی عبادت کی واسطے
اور ایک جزء اہل و عیال کے لیے اور ایک جزء خاص اپنے واسطے پھر اس جزء کو قسمت فرمایا درمیان اپنے
اور لوگون کے اور اونکی حاجتون کے اور بیان اسکا حلیہ شریف کے آخر باب مین مذکور ہوا اور
ذکر کیا ہے ابو جعفر طبری نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ارادہ نکیا مین نے
اوس چیز کا اون چیزون سے جنپر عمل کرتے ہین اہل جاہلیت سوا دو بار کے اور ہر بار حائل ہوا پروردگار
تعالی درمیان میرے اور درمیان اوس چیز کے جو چاہا مین نے مراد اونھین چیزون سے جنکو استثنا
کیا بعد اسکے قصد نکیا مین نے طرف بدی کے ایک بار اون دو سے یہ تھا کہ کہا مین نے اوس
غلام کو جو چرا تا تھا ساتھ میری بکریون کے تئین کہ رکھوالی کرتا رہ ان بکریون کو یہانتک کہ داخل ہو مین
مکے کے درمیان اور سنون مین جس طرح جوان سنتے ہین اور بولتے ہین پس باہر آیا مین اور داخل ہوا مین پہلے ایک گھر مین اور
سنا مین نے کہ بازی کرتے ہین اور دفوف اور مزامیر بجاتے ہین اوس عروس کی جہت سے جو اون
کے گھر مین تھے عروس دولھن کو کہتے ہین اور دفوف جمع دف ہے اور مزامیر جمع مزمار معنی بانسلی پس خواب
نے غلبہ کیا مجھپر بحکم الہی سے اور بیدار نکیا مجھے مگر آفتاب کی گرمی نے یعنے نیند ہی مین رہا جب تک
رات گذری اور سورج نکلا اور بیدار جب ہوا پس پھرا مین اور نہ کی مین نے کوئی چیز اوس سے

یعنے اوسی بانسری وغیرہ سے بعد اسکے تعارض ہوا مانند اس حال کے دوسری بار بعد اسکے قصد نکیا
مین نے ہرگز طرف امر بد کے کبھی ہرگز **وصل** حضرت سرور عالم ؐ کے وقار اور تودت کی بیان مین
اور صمت اور مروت کے اور حسن ہدی کے بیان مین وقار بروزن مدار بمعنی رزانت اور آہستگی اور
تودت کے بھی یہی معنی ہین اور صمت بمعنی خاموشی اور مردمی اور انسانیت اور ہدی بمعنی سیرت اور راہ
وروش اور حلم و وقار اور رزانت اور بردباری اور آہستگی حرکات و سکنات مین اوس چیز کے درمیان
جو کچھ ذات شریف مین اوس سرور کے تھا دوسرے کسی مین نتھا اور حدیث مین آیا ہے کہ تھے رسول
خدا ؐ سبھون سے زیادہ صاحب وقار مجلس کے درمیان اور نتھا یہ باہر لاوین کسی چیز کو اطراف سے
اور اعضا کے تئین جس طرح ہاتھ ہلانا اور پاؤن پھیلانا مثلاً اور اکثر بیٹھنا اوس جناب کا بروضع احتبا
تھا اور احتبا اوسے کہتے ہین کہ سرین سے بیٹھنا اور زانوؤن کو اوٹھانا اور پیٹ پیٹھ اور پنڈلیون کو ملانا اور
یہ یعنے یہ صورت بیٹھنے کی کبھی لباس کے درمیان تھی مثل ردا وغیرہ اور کبھی ہاتھ سے اور کبھی مربع بھی
بیٹھتے تھے اور فجر کی نماز کے بعد اس وضع سے بیٹھ کے ورد پڑھا کرتے اور کبھی بروضع قرفصا بھی بیٹھتے
اور تفسیر کی ہے قرفصا کی اس طور پر کہ بیٹھے سرین پر یعنے رانون کے مافوق اور ملا دیوے زانون کو
پیٹ کے ساتھ اور احتبا کرے دونون ہاتھون سے یعنے فراہم لاوے دونون ہاتھون سے رانون کو اور
رکھے دونون ہاتھون کو پنڈلیون پر یا زانون پر اور بعضون نے کہا ہے کہ احتبا کرے رکبتین پر یعنے زانون
پر ہاتھون کو فراہم لاوین اور ملا دیوے پیٹ کو رانون سے اور ہاتھون کی ہتھیلیون کو لاوے
بغلون کے درمیان اور یہ قسم خاص احتبا سے ہے اور کہا ہے کہ یہ بیٹھک عربون کی اور غریبون کی
ہے اور قیلہ بروزن لیلہ بنت مخرمہ بروزن مدمہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کہی کہ دیکھی مین رسول
خدا ؐ کے تئین بیٹھے ہوئے قرفصا کی وضع سے متخشع درمیان جلسے کے یعنے خشوع کی حالت مین
اوس وضع سے بیٹھے تھے پس لرزائی گئی مین خوف سے یعنے حضرت ؐ کا جلسہ دیکھ لرز گئی ہیبت سے
خشوع کے معنی فروتنی کرنا اور آنکھین ڈھانپنا اور خضوع بھی قریب ہے اسی معنی کے اور بعضون نے
کہا ہے کہ خشوع بدن مین ہے اور خضوع صوت یعنے آواز اور بصر کے درمیان اور بعضی حدیثون مین
خشوع کے تئین باطن مین اور خضوع کو ظاہر مین گمان کیا ہے اور دونون شریک ہین سکون
اور تذلل کے معنون مین سکون بمعنی آہستگی اور آرام اور تذلل فروتنی کرنا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

متواتر رہتا غم حضرت کو ہمیشہ فکر میں رہتے ہمیشہ خاموش رہتے تھے بات نہیں کرتے تھے بدون حاجت کے اور اوس
کے منہ مبارک سے جو کچھ نکلتا تھا جامع ہوتا کلام جمیل یعنے جس بات میں خوبیاں اور حسن بہت ہیں اور تھا کلام حضرت
کا فصل یعنے جدا جدا نہ فضول تھا اور نہ تقصیر یعنے بے فائدہ حضرت کے کلام میں نہ تھی اور فصیل موتیوں
کے ... گویا کہ ... موتیوں کے اندر سے ... ہوا اور کہا جناب ام المومنین عائشہ
نے ... تھے کلام رسول خدا اس طرح کہ اگر کوئی چاہتا کہ گنے تو لفظوں کو گن لیتا اور جابر
کی حدیث میں آیا ہے کہ تھے حضرت کے کلام میں ترتیل ترسیل صراح میں ترتیل کے معنی ہموار اور پیدا کرنا
سے ... قولہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا رتل صیغہ امر ترتیلا سے معنی مذکورہ اور ترسیل
بھی ... ہے مؤلف کہتا ہے کہ تجوید کے رسالے میں تحقیق ان معنوں کی کی گئی ہے
اور ... ایک حدیث میں آیا ہے کہ تھا چپ رہنا حضرت کا چار چیز پر حلم اور حذر اور تقدیر
اور تفکر ... تھا حضرت کا تبسم تھا یعنے مسکرانا اور ضحک کرنا اصحاب کا بھی
حضور میں حضرت کے تبسم ہی تھا اوس جناب کی توقیر اور تعظیم اور اقتدا اور اتباع کی جہت سے
اور تھی مجلس شریف ... سرور کی مجلس حلم و حیا اور مجلس خیر و امانت ... نہ ... تھی
اوس مجلس میں آواز اور ذکر نہیں کیا جاتا اوس میں قبیح کچھ اور جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
تکلم فرماتے سر نیچے ڈالتے اہل مجلس اس طرح گویا اون کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں کہ
اگر سر ہلائیں تو جھٹ اڑ جائیں اور صاحب شفا نے اصحاب کی اس حالت کے تئیں مخصوص
اور مقید حضرت کے تکلم فرمانے کے وقت ذکر کیا ہے اور دوسری کتابوں میں مطلق آیا ہے یعنے
صاحب شفا کہتا ہے کہ یہ حالت اصحاب کی اوس وقت ہوتی تھی جس وقت حضرت کلام کرتے
یہ معنی ہیں مقید کرنے کے اور مطلق یہ کہ وہی حالت سب وقت خواہ تکلم میں ہوں خواہ خاموش بیٹھے
ہوئے ہوں لیکن اصحاب تمام گردنیں اپنی نیچے جھکائے ہوئے رکھتے تھے نہایت ادب سے
یہ احوال تھا اصحاب کا رسول خدا کی مجلس کے درمیان اور دوسری اور ایک حدیث میں آیا ہے
کہ ابوبکر صدیق رض سنگریزے اپنے منہ میں ڈال کے بیٹھا کرتے تھے تاکہ دم نہ مار سکیں اور بات
نہ کر سکیں اور نظر کو سرور عالم کے جمال پر بسبب رشتہ محبت کے لگائے رکھتے تھے اور کیفیت حضرت
کے مشی کی یعنی چلنے کی حلیہ شریف میں معلوم ہوئی کہ ساتھ وقار کے بدون اضطراب اور جلدی کے

اور بے ملامت تھے اور مروت سے تھی اوس جناب کی یہ بات کہ نہی فرمائی پھونکنے سے درمیان کھانے اور پینے کے اور امر او پر کھانے اوس چیز کے جو کچھہ آگے آوے کھانے والے کے اور امر او پر مسواک کرنے اور پاک کرنے براجم کے براجم بمعنی مفاصل اصلع ہے جو درمیان اسابع اور رواجب کے ہین اور رواجب انگلیون کے بندون کو کہتے ہین اور مفاصل کے بھی یہی معنی ہین اصلع جمع اصبع بمعنی انگلی اور رواجب اصابع کے مفاصل کو کہتے ہین جو متصل ہین انامل کے بعد اسکے براجم بعد اسکے اسلع ہے اور سیرت سرور عالم کی جہان کی سیرتون سے بہتر تھی اور ابن مسعود کی حدیث مین آیا ہے کہ خیر الحدیث کلام اللہ وخیر الہدی ہدی محمد صلعم یعنے بہترین حدیث کلام اللہ ہے اور بہترین سیرت سیرت محمدی ہے اور حضرت صلعم دوست رکھتے تھے خوشبوئی کے تئین اور استعمال فرماتے تھے اوسکا اور ترغیب دیتے تھے دوسرونکو اوپر اوسکے اور فرماتے حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنے دوست کروانے گئے ہین طرف میرے خوشبو اور عورتین یعنے حق تعالی نے محبوب گردانا نہ یہ کہ مین اختیار سے اور کسب سے اونھین دوست رکھتا ہون اور گردانا گیا ہے قرار اور آرام میری آنکھون کی جگہہ کا یا یہ کہ سردی اور خنکی میری آنکھون کی نماز مین ہے اور کہا ہے کہ شادی اور مسرت اور آنکھونکی روشنی اور خوشدلی جو حضرت صلعم نماز مین پاتے تھے اور جو ذوق اور شہود کہ اس وقت پاتے تھے کسی عبادت مین اور کسی وقت نہین پاتے اور قرۃ العین کنایہ ہے فرح اور سرور سے اور مقصد پانے سے اور کھلنا غیب کا قرۃ مشتق ہے قر سے بمعنی قرار اور ثبات کیونکہ آنکھین محبوب کے نظارے سے قرار پاتی ہین اور اوسکے دیدار سے آرام پاتی ہین اور چپ و راست دیکھتے ہین اور سرور خوشحالی کی حالت مین ساکن اور اپنی جگہہ مین رہتے ہین اور نظر کرنے مین طرف غیر محبوب کے پریشان اور ہر طرف نگران اور حزن کی حالت مین اور خوف کی حالت مین گردان اور لرزان رہتے ہین تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت دلیل ہے اوپر اوس بات کے یا یہ کہ مشتق ہے قر سے بروزن مر بمعنی سردی اور سردی چشم اور لذت پانا اوسکا یعنے چشم کا محبوب کا جمال دیکھنے سے اور گرمی و سوزش اغیار کے دیکھنے سے اور اسی واسطے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہین اور یہ جو فرمایا فی الصلوۃ یعنے وہی جو ند کو رہوا کہ خوشبوئی اور نسا میری خنکی چشم ہین صلوۃ مین اور نہ کہا الصلوۃ یعنے قرۃ عین

میری نماز سے نہ کہا اشارت کی اوپر اسباب کے کہ آرام اور سرور اوس جناب کا حق کے مشاہدے سے
جو بیچ نماز کے یا نماز کے درمیان اوس سرور کو حاصل ہے نہ یہ کہ ذات نماز سے یا ثواب اور جزا اوسکی
کیونکہ مشاہدے کے نزدیک آرام اور التفات غیر سے نہیں ہوتا اور نماز غیر خدا ہے اگرچہ نعمت اوسکی
ہے اور فضل اوسکا اور فرح کرنا فضل و نعمت سے حضرت حق کے یہ بھی ایک مقام عالی ہے قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اما دون مفضل و منعم کے مشاہدے کا مقام اور سرور اوسی سے ہے اور مقام
سرور عالم کا اعلی اور ارفع ہے اور اسی جہت سے فرمایا فلیفرحوا یعنے گو کہ فرح کریں اور نکہا فلتفرح
یعنے گو کہ فرح کرے تو تا کہ خطاب طرف حضرت صلعم کے ہو کانک تراہ ایک ٹکڑا ہے اوس حدیث کا
جو فرمایا حضرت نے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنے نماز مین حسن کیا ہے یہ کہ نماز کر کر
تو گویا کہ دیکھتا ہے تو خدا کو یعنے حضور دل سے تشبیہ بیان ہو کہ یہ کلمہ جو مذکور ہوا جزو ہے اس حدیث
کا کہ حبب الی الطیب والنساء جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ صاحب مشکات کہتا ہے کہ اس حدیث کے
تئین احمد اور نسائی نے انس رضہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے مقاصد حسنہ کی درمیان کہا ہے
کہ طبرانی اوسط کے اور صغیر کے درمیان از روے مرفوع کے لایا ہے اور اسی طرح خطیب تاریخ بغداد
کے درمیان اور ابن عدی کامل کے درمیان اور حاکم مستدرک مین بھی لایا ہے لیکن بدون جعلت
کے یعنے لفظ جعلت حدیث مذکور مین نہین اور کہا ہے کہ صحیح ہے مسلم کی شرط پر نام محدث مشہور کا
اور نسائی ہے کے نزدیک انس رضہ سے دوسرے طریق سے من الدنیا کی زیادت کر کے یعنے نسائی کے
نزدیک من الدنیا اس حدیث مین زیادہ آیا ہے اور بہت سے محدثون نے اس وجہ سے روایتین
کی ہین اور ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ روایت احمد نے کی ہے کتاب زہد کے درمیان زیادت
لطیف کر کے اور وہ یہ ہے کہ اصبر عن الطعام والشراب ولا اصبر عنہن یعنے صبر کرونگا مین طعام
و آب سے لیکن شکیبائی نہین رکھتا مین اونسے یعنے نساء اور کہا سخاوی نے ولیکن جو کچھ مشہور
ہوا ہے اس حدیث مین زیادہ ہونا لفظ ثلث کا یعنے یہ کہ اس حدیث مین جو لفظ ثلث مشہور
ہوا ہے ہمنے اطلاع نہین پائی مگر دو جگہہ ایک احیاء مین وسے احیا اور دوسری جگہہ آل عمران
کی تفسیر مین کشاف سے نام ہے تفسیر کی کتاب کا اور نہ دیکھا مین نے اوس لفظ زایدہ کو تئین
کسی ایک طریق مین اس حدیث کے طریقون سے ساتھ اسکے کہ جستجو اور تلاش اور تفحص کی ہے

اور اسی بات کے زرکشی نے اور کہا ہے کہ وارد نہیں ہوا اس حدیث میں لفظ ثلث اور زیادتی
اوسکا مخل ہے واسطے معنی کے کیونکہ صلوٰۃ دنیا سے نہیں ہے اگرچہ اسکی توجیہ [illegible]
عسقلانی نے اور تخریج کے درمیان رافعی نے کہا ہے کہ مشہور ہوا ہے [illegible] اور زیادہ لفظ
ثلث اور نہیں پایا میں نے اس لفظ کے تئیں کسی شئے میں طریقوں سے اور [illegible]
کے درمیان بھی کہا ہے کہ ثلث کسی کتاب میں کتب حدیث سے نہیں ہے اور صلوٰۃ امور دنیا سے نہیں
انتہی کلام السخاوی پس معلوم ہوا کہ اصل حدیث حبب الی کا اتفاقی ہے [illegible]
والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور اسمیں کچھ اشکال نہیں [illegible]
پایا ہے کہ من دنیاکم آیا ہے اور بعضی کتب کے درمیان ثلث بھی [illegible] اگر [illegible]
ہو تو بھی اشکال نہیں رکھتا ولیکن اگر [illegible] میں جس طرح کہ [illegible]
اسکی توجیہ میں بھی کہتے ہیں کہ مراد من الدنیا سے ہونا درمیان دنیا کے [illegible]
جہان کی حیات میں [illegible] ہوگا کہ اس عالم میں مجھے تین چیزیں خوش [illegible]
کر دکھائیں [illegible] اور ترتیب [illegible] اختیار [illegible] کہتے
ہیں بعضے [illegible] کہ تیسرے امر کو امور دنیوی سے ملالت کی جہت سے [illegible]
عدول کیا یعنے [illegible] پھیرا اوس سے طرف امر دینی کے [illegible]
کو لذت اور محبت خوشبو کی اور [illegible] مشغول [illegible]
جناب کی مناجات سے [illegible]
ہو سکتا ہے واللہ اعلم [illegible] اس حدیث میں [illegible] جس طرح [illegible]
انس سے آیا ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد النساء [illegible]
احتمال رکھتا ہے کہ لفظ طعام ہو جس طرح عائشہ صدیقہ کی حدیث میں [illegible] کہا
خدا کو خوش آتیں اور بھاتیں اوس جناب کو دنیا سے تین چیزیں طعام اور نسا اور خوشبو پس
پایا اوس نے دو چیز کو اور نہ پایا طعام کو رواہ احمد واللہ اعلم **تنبیہ** مترجم کہتا ہے کہ حدیث
میں مذکور ہوا حدیث مرفوع کا اس طور سے کہ طبرانی اوسط میں انس سے مرفوعاً لایا ہے الی آخرہ
اور وہ اقسام حدیث سے ہے جان کہ حدیث محدثون کی اصطلاح میں قول اور فعل اور تقریر [illegible]

کے تئین کہتے ہین اور تقریر کے معنی یہ ہین کہ مثلاً کسی شخص نے حضرت صلعم کے حضور کچھہ کام کیا یا کچھہ بات کی اور سرور عالم صلعم اوس پر مطلع ہوئے اور اوس قول و فعل سے اوس جناب نے نہی نفرمائی اور خاموش رہے اور اوسکو مقرر و برسلامت رکھا اسکے تئین تقریر کہتے ہین اور یہ بھی داخل حدیث ہے اور بعضون کے نزدیک اصحاب اور تابعین کے قول و فعل اور تقریر کے تئین بھی حدیث کہتے ہین پس جو کچھہ منتہی ہو رسول خدا صلعم تئین اوسکو حدیث مرفوع کہتے ہین جس طرح کہا جاے کہ حضرت صلعم نے کہا یا کیا یا تقریر کی اوس جناب نے یا یہ کہا جائے کہ ابن عباس سے آیا ہے مرفوعاً یا یہ کہ مرفوعاً کہا اسکے تئین ابن عباس رضی نے یہ سب حدیث مرفوع ہین اور جو کچھہ منتہی ہو اصحاب تک اوسکو موقوف الاثر کہتے ہین جس طرح کہا جاوے کہ کہا یا کیا یا تقریر کی ابن عباس رضی نے موقوف ہے ابن عباس سے مثلاً اور جو کچھہ منتہی ہو تابعین تک اوسے مقطوع الاثر کہتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ موقوف اور مقطوع کے تئین اثر کہتے ہین جس طرح کہتے ہین کہ در آثار چنین آمدہ است اور بعض اوپر اثر کے بھی اطلاق کرتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ دعا ماثورہ مین یون آیا ہے اور خبر اور حدیث کے معنی ایک ہی ہین اور بعضے حدیث کے تئین مخصوص حضرت صلعم سے اور اصحاب اور تابعین سے کہتے ہین اور خبر کے تئین اخبار ملوک و سلاطین مین استعمال کرتے ہین اور رفع کبھی صریح ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور کبھی در حکم صریح جس طرح صحابہ اور تابعین کوئی فعل یا بات نقل کرین اور اوسی اجتہاد اور فکر و قیاس عقل سے کہہ نسکتے اور کرنسکتے اور سماع اور نقل کے سوا طرف اوسکے راہ نہین ہے جس طرح احوال آخرت سے اور احوال ماضی اور آیت سے خبر دیوین یہ بھی رفع کا حکم رکھتا ہے اور اگر کہین کہ رسول خدا صلعم کے زمانے مین ہم یون کرتے تھے یا کہین سنت یون ہے یہ بھی در حکم مرفوع ہے انتہی

وصل حضرت سرور عالم صلعم کے زہد کے بیان مین دنیا کے درمیان احادیث اور اخبار اس سیرت کے ذکر مین یعنے حضرت صلعم کے زہد کے بیان مین اور صفت و کمال اوسے زہد کا ذات کامل الصفات مین اوس سرور کے بہت ہین اور بس ہے نقل کرنے مین اوس سرور صلعم کے دنیا سے اور منہ پھیرلنے مین اوسکی خوبی اور آرایش سے ساتہ اسکے کہ رجوع ہوئی تھی دنیا تمام یعنے بالکل طرف اوس جناب کے اور پیارے ہوے سمجھتے تھے فتوح اوسکے تقلل کے معنی قبول اندک کرنا یہانتک کہ وفات کے وقت تک

زرہ اوس سرور عالم ؐ کے گرد تھی ایک یہودی پاس حضرت ؐ کے اہل و عیال کے نفقے مین اور حال یہ کہ دعا کرتے تھے حضرت ؐ کہ اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا یعنے ای پروردگار گردان تو رزق محمد ؐ کی آل کا مقدار قوت کے اور ساتھہ اکتفا کرنے اوپر قوت کے اور قناعت اوپر اوسکے اپنی سلاح جنگ کے تئین گرو رکھوایا وفات کے وقت محال اوسکے چھوڑ والنے کی نہوئی اور یہ تمام زہد اور سخاوت اور ایثار کی جہت سے تھا عائشہ صدیقہ رضہ سے آیا ہے کہ آسودہ نہوئے رسول خدا ؐ کے تین روز پے در پے گیہون کی روٹی سے یہان تک کہ رحلت کی اوس جناب نے جہان سے اور دوسری ایک روایت مین آیا ہے کہ جو کی روٹی سے دو روز پے در پے شکم سیر نہین ہوئے حضرت ؐ اور اگر چاہتے مانگتے اور خدا تعالی سے عطا فرماتا وہ کچھہ جو خیال مین نہ آوے اور وہم مین گنجایش نکرے اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ سیر نہین ہوئی آل محمد ؐ گیہون کی روٹی سے یہانتک کہ ملاقات کی خدا کے تئین مراد رحلت سے اونکی اور کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے کہ نہین چھوڑا رسول خدا ؐ نے ایک درہم اور نہ دینار اور نہ ایک بکری اور نہ ایک اونٹ اور عمر بن حارث کی حدیث مین آیا ہے کہ نہین چھوڑا رسول خدا ؐ نے مگر زرہ کو اور ایک بغلہ اور ایک زمین جسکو گردانا تھا صدقہ اور کہا عائشہ صدیقہ نے کہ وفات پائی رسول خدا ؐ نے اور نتھی گھر مین کوئی چیز جسے کھاوے کوئی جگر دار مگر آدھا کیل جو گھر کے طاق مین پڑی ہوئی تھی کیل نام ہے پیمانے کا جس طرح اسملک و سیر وغیرہ اور فرمایا حضرت ؐ نے مجھے تحقیق کہ ظاہر کیا گیا مجھپر کہ گردانا جاوے مکے کا بطحا سب طلا بس کہا مین نے نہین یا پروردگار گردان ایسا ہی کہ بھوکا رہتا ہون ایکروز اور آسودہ دوسرے دن بس جس روز بھوکا ہوتا ہون عاجزی کرتا ہون تیری طرف اور دعا کرتا ہون تجھسے اور جس روز آسودہ ہوتا ہون حمد و ثنا کرتا ہون تیری اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل ؑ نازل ہوئے رسول خدا ؐ کے حضور اور کہا اوس سرور ؐ سے کہ یا رسول اللہ سلام کہتا ہے پروردگار عالم جل شانہ تمہارے تئین اور فرماتا ہے آیا دوست رکھتے ہو تم اسبات کے تئین کہ گردانون مین واسطے تیرے سونا ان پہاڑون کو اور رہین ہمراہ تیرے جہان رہے تو یہ سنکر رسول خدا ؐ نے سر نیچے جھکایا ایک ساعت تک بعد اسکے کہا یا جبرئیل ؑ دنیا اوس شخص کا گھر ہے جسکو گھر نہین اور مال دنیا اوس شخص کا جسکو مال نہین جمع کرتا ہے اوسکو وہ شخص جسکو عقل نہین پس کہا جبرئیل

نے کہ ثابت رکھے تمکو با محمد صلعم خدا ایتعاے بقول ثابت اور عائشہ صدیقہ رضہ سے آیا ہے کہ کہا
تحقیق تھے ہم جو آل محمد ہین لفظ آل عام ہے واصل اہل باعتبار اہیل کہ درنگ کرتے تھے ہم ایک
مہینے تک کہ نہین سلگاتے تھے ہم آگ کے تئین اور تھا خوراک ہمارا مگر خرما اور پانی اور عبد الرحمن بن
عوف سے آیا ہے کہ لائے روبرو اوسکے ایک بڑا صفہ کھانیکا پس رو دیا اور کہا ہلاک ہوئے رسول خدا
اور آسودہ نہوا وہ اور اہل بیت اوسکے جو کی روٹی سے اور کہا ابن عباس رضہ نے کہ تھے رسول
خدا صلعم کہ شب گذرتے تھے آپ اور اہل اوس جناب کے بی در پی اور نہین پاتے تھے کھانا رات کا انس رضہ سے
آیا ہے کہ نہین کھایا رسول خدا صلعم نے خوان کے اوپر اور پکی نہ گئی واسطے اوس سرور صلعم کے نان
تنک یعنے پتلی روٹی جسے مانڈا اور چپاتی بولتے ہین اور نہ دیکھا اوس سرور صلعم نے گوسفند بلیمہ
کے تئین ہرگز یعنے دم پخت اور کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے کہ آسودہ ہوکے نہ کھایا اوس جناب نے
کبھی اور شکایت نہین کی کسی سے اور تھا فاقہ اوس سرور صلعم کے نزدیک محبوب تر فراغت سے
اور تھا یون کہ روز کرتے تھے حضرت صلعم یعنے دن کاٹتے تھے حالانکہ بھوکے تھے اور لپیٹتے تھے شکم
تمام شب بھوک سے کنایہ ہے طرف شدت جوع کے جوع کے معنی بھوک اور منع نہین کرتے تھے
اوسکے تئین یعنے شکم کو باز نہین رکھتے تھے روزہ رہنے سے اوس روزکے اور اگر چاہتا وہ
سرور صلعم پروردگار تعالی سے تو دیتا حضرت خالق اوس جناب کو تمام زمین کے گنجونکے تئین
اور میوے سارے عالم کے اور فراخ کرتا زندگانیکو اوس سرور صلعم کی اور تحقیق کہ روتی تھی مین شفقت
اور مہر کی جہت سے اوس سرور پر اوس چیز سے جو کچھ دیکھتی تھی مین حالت اوس جناب کی اور
سہلاتی تھی مین رسول خدا کے شکم کے تئین اپنے ہاتھ سے اوس جناب کی بھوک کی جہت سے
اور کہتی ہین روحی فداک کاشکے کفایت کرتی یا پسند کرتے تم دنیا سے اوس چیز کو جو قوت ہوتا
تمہارا اور قوت بخشتا تمکو پس فرماتے حضرت صلعم کہ اے عائشہ مجھے کیا کام ہے دنیا سے اور کیا کروں
دنیا کے تئین برادر میرے جو اولو العزم تھے مراد انبیا سے اونھون نے صبر کیا اوپر اوس سختی
کے جو زیادہ اس سختی سے ہے پس گذرے اوپر اپنے حال کے اور پہنچے اپنے پروردگار کے
حضور پس گرامی رکھا پروردگار نے اونکی بازگشت کے تئین اور بہت کیا یعنے بڑھایا اون
ثواب کے تئین پس پاتا ہون مین اپنے تئین کہ شرماتا ہون کہ تن آسانی کرون اپنی زندگانی مین جس کیا

جاونگا مین کل کو اون سے اور نہین کوئی چیز محبوب تر میرے نزدیک اپنے بھائیون مین ملنے سے اور اپنے
دوستون مین عائشہ صدیقہ رض کہتے ہین پس قیام نلیا حضرت صلعم نے اور نہ ٹھہرے اس حکایت کرنے کے
بعد مگر ایک مہینا تاآنکہ وفات پائی اوس پروردگار کے اور صدیقہ رض سے آیا ہے نہ تھا کوئی بچھونا جسپر آرام
کرتے حضرت صلعم مگر وہ چیز کہ جسمین خرما کی چھال روئی کی جگہ بھری ہوئی تھی اور روایت ہے حفصہ رضی اللہ
عنہا سے کہ تھا فرش خواب حضرت کا گھر مین اوس جناب کے ایک پلاس یعنے گزی جسکو کرتا ٹک مین
لکھادی کہتے ہین کہ جسکو مین دو تہ کرتی تھی پس سوتے تھے اوسپر حضرت صلعم پس تہ کیا مین نے اوسے ایک
روز چار تہ کرکے تاکہ نرم ہو پس جب صبح ہوئی فرمایا حضرت صلعم نے کہ کیا چیز بچھائی تھی تمنے واسطے
میرے آج کی رات مین نے عرض کی وہی فرش جو ہر شب تہ کرتی تھی مین فرمایا چھوڑ دو اسکو بحال
اول کیونکہ اوسکی نرمی نے مجھے باز رکھا شب کی نماز سے اور تھا یون کہ آرام فرمایا کرتے کبھی
کبھی ایک تخت پر جو بنا ہوا تھا خرما کے پتے کی رسی سے تاآنکہ تاثیر ہوتی اور نقش ہو جاتا حضرت
کے پہلوے شریف مین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم **وصل** حضرت صلعم کے خوف اور خشیت
اور سختی طاعت اور عبادت کے بیان مین خوف اور خشیت اور طاعت اور عبادت اوس جناب
کی مقدار اوس جناب کے علم ومعرفت کے تھی پروردگار تقدس تعالی سے یعنے حضرت صلعم نے جس قدر
اللہ تعالی کو جانا اور پہچانا اوسی قدر علم اور معرفت تھی پروردگار کی اوس سرور کو حقیقت مین
جو کوئی زیادہ جاننے والا اور پہچاننے والا حضرت حق جل وعلا کا سو سے زیادہ خوف کرنے اور زیادہ
عبادت کرنے والا خدا کے تعالی کا اسی جہت سے فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے
نہین ڈرتے خدا سے مگر بندون مین سے اوسکے جو عالم لوگ ہین اور حدیث بخاری مین آیا ہے کہ کہا
ابوہریرہ رض نے کہ فرماتے حضرت صلعم کہ اگر جانو تم جو کچھ جانتا ہون مین تو تم کم ہنسو گے اور بہت روو گے
اور ترمذی کی روایت مین یہ زیادہ آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون وہ کچھ جو تم
نہین دیکھ سکتے ہو اور سنتا ہون جو کچھ تم نہین سنتے اور فرمایا اطت السماء وحق لہا ان یاط یعنے
آواز کرتا ہے آسمان اور اوسکو سزاوار کہ آواز کرے اطیط بمعنی پالان کی آواز اور نالہ کرنا اونٹ
کے بچے کا اور آواز کرنا آسمان کا اوس کثرت کی جہت سے ہے جو اوسمین ہے یعنے ملائک اور گرانی
اونکی اور یہ کنایہ ہے اور مثل ہے کثرت کے بیان مین اگرچہ آسمان مین اطیط نہین او

ہے کہ نہین جگہ چار انگشت کی مگر یہ کہ رکھا ہے فرشتہ نے اپنی پیشانی کے تئین حالیکہ سجدہ کرنے والا ہے پروردگار کے تئین اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت ؐ نے کہ واللہ اگر جانتے تم اوس چیز کو جو کچھ معلوم کرتا ہون مین تم ہنسو گے اور بہت روؤ گے اور لذت پاؤ گے عورتون سے بچھونون پر اور نکلو گے طرف زمینون کے اور بلندیون اور طرف راہون کے اور فریاد کرو گے اور نالہ کرو گے طرف خدا کے اور بلند کرو گے آوازون کو دعا کے بیچ مین صبر و تحمل کی قوت سے اوٹھاتا ہون بار اوسکا اور اگر تم جانو اوسکو تو بوجھ نہ اوٹھا سکو گے اوسکا کہا ابو ذر نے جو راوی ہے اس حدیث کا کہ مین آرزو دوست رکھتا ہون مین کہ مین ایک درخت ہوتا کہ کاٹا جاتا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ کیا دیکھتے ہین آپ نے فرمایا دیکھتا ہون بہشت اور دوزخ کے تئین پس جمع کیا اللہ تعالی نے اوس سرور ؐ کو درمیان علم الیقین اور عین الیقین کے ساتھ دل کے خوف کے اور ساتھ مستحضر ہونے خدا کی عظمت کے اوس وجہ سے کہ نہین تھا مرتبہ کمال اوسکا کسیکے تئین سوا اوس جناب ؐ کے اور حدیث مین آیا ہے کہ کھڑے ہوے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واسطے نماز کے اس قدر کہ سوج گئے پاؤن اوس سرور ؐ کے پس عرض کی اصحاب نے کہ یہ تمام تکلیف و محنت کس واسطے آپ کھینچتے ہین اور حال یہ کہ بخشا ہے اللہ تعالے نے آپ کو جو کچھ آگے گذرے اور جو کچھ بعد ہوے گناہ آپ سے فرمایا کہ پھر مین نہ بنون شاکر ہون کیا اور شکر اسباب کا نکرون کہ آمرزیدہ ہوا ہون مین اور کہا عائشہ ؓ نے کہ تھا عمل حضرت کا ہمیشہ اور مدام کوئی ایک شخص تم مین سے طاقت رکھتا ہے جو کچھ وہ سرور ؐ رکھتا تھا اور عوف بن مالک نے کہا کہ تھا مین رسول خدا ؐ کے ہمراہ ایک شب پس بیدار ہوا وہ سرور ؐ اور مسواک کر کے وضو فرمایا اور کھڑا ہوا واسطے نماز کے پس کھڑا ہوا مین بھی ساتھ اوس سرور ؐ کے پس شروع کیا حضرت ؐ نے سورہ بقرہ پس نہین گذرتے تھے آیہ رحمت کے تئین یعنے جب آیہ رحمت کو پہونچتے تھے وہان توقف کرتے تھے اور سوال کرتے تھے اور درخواست کرتے تھے خداوند رحیم سے رحمت کے تئین اور نہین گذرتے تھے آیت عذاب کے تئین مگر یہ کہ توقف کرتے اور پناہ مانگتے خدا سے عذاب سے اوسکے پس رکوع کیا حضرت ؐ نے بقدر قیام اور کہا سبحان ذی الجبروت والملکوت والعظمتہ والکبریاء پس اوٹھایا سر رکوع سے اور کھڑے ہوئے مانند اوسکے یعنے جس طرح پہلے کھڑے تھے

اور کہا ویسا ہی یعنے جو کچھ پہلے کہا بعد اسکے سجدہ کیا اور کہا مانند اسکے اور بیٹھے درمیان دونون
سجدون کے مانند اوس بیٹھنے کے اور کہا مانند اوسکے اور پڑہا سورہ بقر اور آل عمران اور نسا
مائدہ کے تئین اور کبھی قیام فرماتے تمام شب ایک آیت پر اور روایت مین آیا ہے کہ وہ آیت یہ
تھی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنے ای پروردگار اگر تو عذاب کرے اونکو
پس وے بندے تیرے ہین اور اگر بخشے تو اونکو تو تو غالب اور حکیم ہے مقصود عرض حال امت ہے
اور اونکی بخشش اور آیا ہے کہ حضرت نماز کرتے تھے اور شکم مطہر منور کو اوس سرور کے
ایک آواز تھی جس طرح مس کی دیگ جوش مارتی ہو اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آواز تھی چکی کے
مانند یعنے جس طرح آسیا کے پھرنے کی آواز ہو اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کہ تھے
حضرت رسول خدا کے پے درپے آتے تھے اوس جناب پر غم اور ہمیشہ پہونچتے تھے اوس سرور کو اندوہ
اور نہتی آسایش حضرت کو اور فرمایا حضرت نے کہ مین طلب مغفرت کرتا ہون خدا سے ہر روز ستر بار
اور ایک روایت مین یہ کہ سو بار اور یہ تمام غم اور محنت و اندوہ اوس سرور کا اور طلب
آمرزش کرنا واسطے امت کے تھا اور اور بھی وجہین بیان کی ہین جو مرج البحرین کے
رسالے مین مذکور ہین اور امیر المومنین علی سے روایت ہے کہ کہا سوال کیا مین نے
رسول خدا سے کہ آپ کا حال اور طریقہ کیا ہے فرمایا المعرفۃ راس مالی والعقل اصل
دینی والحب اساسی والشوق مرکبی وذکر اللہ انیسی والثقۃ کنزی والحزن رفیقی والعلم صلاحی
والصبر ردائی والرضا غنیمتی والفقر فخری والزہد حرفتی والیقین قوتی والصدق شفیعی والطاعۃ
حسبی والجہاد خلقی وقرۃ عینی فی الصلوۃ وثمرۃ فوادی فی الذکر وغمی لاجل امتی وشوقی الی ربی
یعنے معرفت میرا راس المال ہے اور عقل اصل دین ہے میرا اور حب میرا اساس ہے یعنے بنیاد
اور شوق الٰہی میرا مرکب ہے اور ذکر الٰہی میرا مصاحب ہے اور ثقہ میرا گنج ہے ثقہ کے معنی استوار
اور حزن میرا رفیق ہے اور علم میرا اصلاح ہے اور صبر میری چادر ہے اور رضا میری غنیمت ہے
اور فقر میرا فخر ہے اور زہد میرا حرفہ ہے یعنے پیشہ اور یقین میرا قوت ہے اور صدق میرا شفیع
ہے اور طاعت الٰہی میرا حسب یعنے خدا کی طاعت مجھے کافی اور وافی ہے اور جہاد میرا خلق ہے
اور نور خنکی چشم ہے میرا نماز مین اور میوہ ہے میرے دل کا ذکر الٰہی اور غم میرا واسطے

میری امت کے ہے اور شوق میرا طرف میرے پروردگار کے ہے **وصل** صحیح بخاری
مین عطاؔ سے ایک حدیث لایا ہے ایسی حدیث کہ جامع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اخلاق
کے تئین کہا اوس نے کہ حضرت کے وصف کیے گئے ہین انچی بعض حضاؔ کر کے جو قرآن مین مذکور ہین یا ایہا النبی
انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للامیین یعنے آگاہ رہو ای پیغمبر خدا ام تحقیق کہ ہمنے بھیجا ہے
تجھے گواہ اوپر اون لوگون کے جنپر بھیجا ہے ہمنے تجھے اوپر تصدیق اور تکذیب اونکی اور بشارت دینے والا
مطیعون کے تئین اور ڈرانے والا عاصیون کے تئین اور پناہ واسطے امیون کے مراد اس سے
عرب ہین اور حضرت جو اونھین کے قوم سے ہین حرز کے معنی صراح مین خوب استوار جگہہ انت عبدی
ورسولی یعنے تو میرا بندہ خاص ہے کہ حقیقت اس مقام کی اور کمال اس مرتبے کا سوا تیرے
کسیکو میسر اوا نہین اور میرا فرستادہ ہے طرف تمامی خلایق کے سمیتک المتوکل نام رکھا مین نے
تیرا متوکل کیونکہ تونے اپنے تمام کاروبار مجھے سونپے ہین اور سب طرح اپنے احوال اور قوت سے
نکلا ہے تو تمام کامون مین متولی ہون تیرے کام کا متولی کے معنی کسی کام پر قایم رہنے والا اور
سرانجام دینے والا اور دوستی کرنے والا لیس لفظ ولا غلیظ یہ صفت انت عبدی کی یعنے ایسا بندہ
کہ نہین درشت خو اور نہ سخت گو ولا سخاب فی الاسواق اور نہ آواز بلند کرنے والا بازارون مین
فی الاسواق کی قید قید اتفاقی ہے کہ بیشتر بازارون مین آوازین بلند ہوتی ہین اور معنی ہین اوس سے
پرہیز کرنا بازار مین جانے سے کہ دنیا کی جایگاہ اور دنیا کی کاروبار کی جگہہ ہے اور بے ضرورت جانا
بازار مین لائق حال اہل آخرت کا نہین ولا یدفع السیئۃ بالسیئۃ اور ایسا ہے کہ وہ نہین کرتا کسی
بدی کو طرف بدی کے یعنے بدی کی جزا بدی سے نہین دیتا اگرچہ درست ہے شرع مین اگر اندازے سے
باہر نہو و لکن یعفو و یغفر بدی کا بدلا بدی سے نہین کرتا و لکن درگذر کرتا ہے اور ڈھانپتا ہے اور
بخشتا ہے بلکہ احسان کرتا ہے جس طرح دوسری جگہہ امر کرتا ہے حضرت خلاق جل شانہ کہ ادفع
بالتی ہی احسن السیئۃ و لا یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء اور نہین قبض کریگا اوسے یعنے نہین موت
دیگا اللہ تعالی اوسکو جب تک راست نکرے سب سے اوسکی ملت کجی کے تئین بان یقولوا لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ اس طرح سے کہ وے بولین لا الہ الا اللہ محمد الخ و یفتح بہ اعینا عمیا اور کھولتا ہے اللہ
تعالے اور بینا کردانتا ہے یہ سبب اوس کلمے کے اندھی آنکھون کے تئین و اذانا صما و قلوبا

غلفًا اور کھولتا ہے بہرے کانونکو اور دلونکو جو پردہ جہل مین پوشیدہ ہین اور بعضے طریقوں سے
یہ حدیث زیادہ آئی ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اسددہ بکل جمیل یعنے درست کرتا ہون مین اوس
پیغمبر کو ہر ایک خوبی سے وہب لہ کل خلق کریم اور بخشتا ہون مین اوسکے تئین ہر ایک طرح کی نیکخوئی واجعل
السکینہ لباسہ والبر شعارہ اور گردانتا ہون مین آرام و آہستگی کے تئین پوشش اوسکی ایسی پوشش کہ محیط
ساتھ اوسکے اور گردانتا ہون نیکی کے تئین علامت اور مانند اوس لباس کے جو لباس مین بدن کے
بالون سے چسپیدہ ہو شعار اوس لباس کو کہتے ہین جو لباس کے اندر ہو اور اوسپر دوسرا لباس
پہنا جائے اور اوپر والے لباس کو دثار کہتے ہین والتقوی ضمیرہ اور گردانتا ہون تقوی کے
تئین نہانی اوسکے دل کا کیونکہ اصل تقوی دل مین ہوتا ہے اور اسی واسطے فرمایا حضرت نے
کہ التقوی ہنا یعنے تقوی کہ جگہہ یہان ہے اشارت فرمائی طرف سینے کے تعبیر کی اوس سے طرف
ضمیر کے اور اضمار کے معنی دل مین پوشیدہ رکھنا کسی بات کا والحکمۃ معقولہ یہ جملہ عطف ہے سکینہ پر
اور گردانتا ہون حکمت کے تئین معقول اوسکا حکمت کے معنی جاننا احوال اشیا کا جیسا کہ نفس
الامر مین ہے اور معنی راست کرداری اور درستی بھی آتا ہے والصدق والوفا طبیعتہ اور گردانتا ہون مین
راستی اور وفا کے تئین طبیعت اوسکی وفا کے معنی پورا کرنا عہد کا یعنے جو عہد کرنا اوسے انجام
کو پہونچانا والعفو والمعروف خلقہ اور گردانتا ہون مین عفو اور نیکی کے تئین خو اوسکی والعدل
سیرتہ والحق شریعتہ والہدی امامہ والاسلام ملتہ اور گردانتا ہون عدل کے تئین سیرت اوسکی
اور حق کے تئین شریعت اوسکی اور ہدایت کے تئین پیشوا اوسکا اور اسلام کے تئین دین اوسکا
واحمد اسمہ اور نام اوسکا احمد ہے اور حضرت کا اسم سابق کے درمیان محمد اور احمد دونون رکھتے
ہین اہدی بہ بعد الضلالۃ راہ راست دکھاتا ہون سبب سے اوسکی گمراہی کے بعد واعلم بہ بعد
الجہالہ اور دانا کرتا ہون مین سبب سے اوسکی نادانی کے بعد وارفع بہ بعد الخمالہ اور بلند
گردانتا ہون مین بہ سبب اوسکے خلق کے تئین اونکے نیچے گرنے کے بعد واسمی بہ بعد النکرۃ اور بڑھا
ہوتا ہون اور شناسا گردانتا ہون بہ سبب اوسکی جماعت کے تئین جہل اور ناشناسائی کے بعد واکثر
بہ بعد القلۃ اور بہت گردانتا ہون مین اونکے تئین کمی کے بعد واغنی بہ بعد العیلۃ اور غنی اور بے نیاز
گردانتا ہون مین اوسکے سبب سے لوگون کے تئین فقر اور محتاجی کے بعد والف بہ بین قلوب

مختلفہ و اہواء متشتتہ و امم متفرقہ اور تالیف دیتا ہون بسبب اوسکے درمیان دلون کے
ایسے دل جو آپس مین اختلاف رکھتے ہین اور عقلون کے درمیان جو پراگندہ ہین اور امتون مین جو
متفرق ہین یعنے تم بہتر و بزرگ امت ہو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور گروہون کا مین اوسکی امت کے
تئین بہتر امت جو باہر نکالے گئے ہین واسطے لوگون کے صلوات خدا کی اور درود اوس
ختم نبیین کے اوپر اور اوسکی آل باصفا کے اور اصحاب اتباع پر اور امت پر اوس سرور کی نازل ہوجیو

باب سوم حضرت سرور عالم صلعم کے فضل اور شرف کے بیان مین جو آیات قرآنی سے ثابت ہوے ہین اور صحیح اخبارون سے بھی ثبوت کو پہونچے ہین

جو کچھ قرآن عظیم مین رسول خدا صلعم کے امر کے گرامی رکھنے مین اور بزرگی شان مین اور تنویہ قدر اور تفخیم
شان مین اوس نبی کریم کی تصریح اور اشارت سے واقع ہوا ہے سو اول دلیل ہے اور شاہد صدق اوس
جناب کی رفعت محل اور علو مرتبت اور عظم شان اور حفظ آداب پر ہے تنویہ کے معنی بلند کرنا اور دلالت
رکھتا ہے کہ کوئی بزرگی اور کوئی مرتبہ اوس جناب کی قدر اور بزرگی کے برابر نہین اور کیا کچھ عظیم ہو قدر
ایسے عالیجناب کی کہ پروردگار عالم اوسکی مدح او ثنا کرتا ہے اور حقیقت مین اوس جناب کے مراتب درجات
کی تفصیلین جو کلام اللہ مین مذکور ہین حد او حصر سے باہر ہین اور اول آیات جو خبر دیتا ہے اور بشارت
بخشتا ہے اوس سرور صلعم کے وجود رسالت پر اور اوس جناب کی شفقت اور رحمت پر امت کی حق مین سورۂ
توبہ کی یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یعنے
تحقیق کہ آیا تمھارے تئین پیغمبر ایک ایسا پیغمبر کہ تمھاری ذات سے اور تمھاری جنس سے کہ پہچانتے ہو تم
اوسکے مکان اور محل اور صدق و امانت کے تئین کہ ہرگز تہمت کیا گیا نہوا تمھارے درمیان اوپر
کذب کے اور پہچانتے ہو تم اوسکے باپ دادون کو کہ تمام ارفع اور اشرف اور افضل عرب کے تھے
اور طاہر اور مطہر تھے کہ درمیان اون کے یعنے اوس سرور کے آبا و اجداد مین جاہلیت کی خباثتین
نتھین جس طرح فرمایا اوس سرور صلعم نے خرجت من الاصلاب الطاہرۃ الی الارحام الطاہرات یعنے
نکلا مین پاکیزہ صلبون سے آدم علیہ السلام سے عبد اللہ تک طرف رحمون کے ایسے رحم جو پاکیزہ
تھے رحم زنہدان کو کہتے ہین اور دیکھتے ہو تم شرف ذات اور محامد صفات کے تئین اوس پیغمبر کے اور
عظمتین اوسکے اخلاق کی اور خوبیان اوسکے کامون کی بعد اوسکے حضرت حق جل و علا بعض صفات

بصفات حمیدہ رؤف و رحیم کے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے سخت دشواری ہے اوس پیغمبر پر اسبات سے کہ تم مشقت میں پڑتے ہو اور اپنی دنیا اور آخرت کا زیان کرتے ہو اور نہایت حریص اور نہایت حریص ہے تمہارا وہ رسول اوپر تمہارے رشد کے اور تمہاری رہنمائی پر اور کمال رافت اور رحمت و شفقت و مہربانی رکھتا ہے اوپر مومنون کے اور دوسری جگہ فرماتا ہے اللہ تعالی کہ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یعنے تحقیق کہ منت رکھتا ہے اللہ تعالے اوپر مومنون کے کہ مبعوث کیا درمیان اون امیون کے رسول کے تئین ایسا رسول کہ اونھین کی جنس سے امیون سے مراد عرب ہین اور فرمایا حضرت خالق نے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم الآیات اور بھیجنا رسول کا جنس سے اونکی ادخل اور اقرب ہے انس کے درمیان یعنے انسیت دینے مین ور تصدیق اور ایمان اور اتباع اور اقتدا کے درمیان امتنان کے معنی قبول منت کرنا کہا امام جعفر صادق نے سلام اللہ علیہ و آلہ و علی آبائہ الکرام کہ اللہ تعالی جانتا تھا یہ بات کہ خلق عاجز ہے طاعت اور معرفت سے یعنے خداشناسی سے چاہا کہ معلوم کروائے اور تعلیم کرے پس پیدا کیا درمیان اون کے ایک مخلوق کے تئین اونھین کی جنس سے اور شعار کیا اوسکا اپنی صفت سے رحمت اور رافت کے تئین اور بنایا اوسکو سفیر صادق اور رسول برحق ناطق اور گردانا اوسکی طاعت کو اپنی طاعت اور اوسکی موافقت کو اپنی موافقت جس طرح کہ فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین منتہی ہوا بیان کلام امام صادق کا یعنے جو شخص اطاعت کرے رسول کی پس تحقیق اوسنے اطاعت کی خدا کی اور نہین بھیجا ہے تجھے اے محمد مگر رحمت واسطے تمام ماسوے اللہ کے پس ہوا وجود ذات اوس سرور کا اور شمائل و صفات رحمت اوپر خلایق کے پس جس کسیکو پہونچی رحمت اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اوس جناب کی رحمت کا حصہ نجات پائی اوسنے دنیا و آخرت مین ہر مکروہ سے اور واصل اور فائز ہوا طرف محبوب کے کذا فی الشفا اور اس تقریر سے سمجھا جاتا ہے کہ ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت اوپر مومنون کے مراد اس سے وہ ہے کہ وہ سرور عالم مظہر اور مصدر رحمت ہے یعنے جائے ظہور اور جائے ورود رحمت اور اگر کوئی شخص بعلت انکار اور عناد اور استکبار سے گرفتار ہوا قید شقاوت اور گمراہی کا اور بے نصیبی اور خذلان کا گرفتار رہا اوسنے آپ اپنے اوپر ظلم کیا ارسال پانے مین اوس

سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رحمت زیادہ نہین رکھتا جس طرح چاند اور سورج کے تئین
خداوند نے زمین و آسمان کے عالم کی روشنائی کے لیئے پیدا کیا اور اگر کوئی بسبب ظلمت اپنے اوپر
کھینچے اور اوس نور سے مستنیر نہو پیدا کرنے مین آفتاب کے نور کے لیئے خلل اور قصور نہین اور یہہ
تقریر موافق اوس توجیہ کے ہے جو مفسرون نے کی ہے اس آیت مین وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
نے نہین پیدا کیا مین نے جن اور انسان کے تئین مگر واسطے اسبات کے پیدا کیا تا کہ بندگی کرین کہا ہے یعنے انھین
مفسرون نے کہ پیدا کرنا انکا اوپر اوس صورت کے جو متوجہ ہے طرف عبادت کے اور جدا جہت
رکھتے ہین اور مستعد ہین اوسکی یعنے عبادت کی ترکیب عقول کی جہت سے جو باز رکھنے والی ہے
شہوت کے غلبے سے اور غضب سے اور ایجاد اسباب کی جہت سے اور اجسام متقادہ کی اور تمامی اسباب
عبادت سے اجسام جمع جسم معنی تن اور انقیاد فرمانبرداری کرنا پس سرور عالم رحمت ہین واسطے
مومنون کے بالفعل اور سائر ناس کے لیئے بالقوہ رحمت ہین اور بعضے عام رکھتے ہین اور بالفعل
رحمت شمار کرتے چنانچہ کہتے ہین کہ مومن کے لیئے رحمت ہے وہ سرور عالم ہدایت کرکے اور
منافقون کے واسطے رحمت ہے امان کرنی قتل سے اور کافر کو رحمت ہے وہ سرور تاخیر کرنے مین عذاب
سے اور تعجیل کرنے مین عذاب کے درمیان دنیا کے اور قتل و غارت کرنے مین اوس سرور کے
اونکے تئین اور ہلاک کرنے مین مفسدون کے بھی رحمت ہے کہ وہی اہلاک سبب نظام عالم ہے
اور آراستگی مصلحتون کی اور پرورش اہل صلاحیت کی یعنے مفسدون کے مارنے سے جس طرح
کاٹنا درخت مفسد ڈالیونکا میوہ دار ڈالیونکی صلاح کا سبب ہے ابن عباس نے کہا کہ حضرت
رسول رحمت ہین واسطے مومنون کے اور کافرون کے لیئے بھی کیونکہ سلامت رکھے گئے ہین اوس چیز
سے جو کچھ پہونچا اونکے غیر کے تئین امم مکذبہ سے یعنے اور پیغمبرون کی امتین تکذیب کرنے کی جہت
سے غارت ہوئین اور ہمارے پیغمبر کی رحمت کا باعث ہے جو بچ رہے اور اخبار مین آیا ہے
کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جبرئیل کے تئین آیا پہونچا اس رحمت سے تجھے بھی کچھ کہا ہان
تھا مین کہ ڈرتا رہتا تھا عاقبت سے پس امین ہوا مین حضرت حق جل و علا کی ثنا کرنے جو میری شان
مین فرمایا کہ ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین انتہی اور یہہ خوف کرنا جبرئیل کا
خوف درگاہ لاابالی ہے کہ ہرگز خوف مقربان درگاہ سے کم نہین ہوتا اور بعضے عارفون نے

کہا ہے کہ جس روز سے ابلیس جو معلم ملکوت تھا اور عبادت مین سردار اوس قوم کا درگاہ سے
مردود ہوا امن اہل عالم ملکوت سے جاتی رہی یعنے خوف مین کانپتے ہی رہے اگرچہ ... وہ ...
صادق امن ہی مین ہین جیسا کہ مبشرون کے حال سے اصحاب سے معلوم ... ہے کہ ... یہ کہتے تھے
کہ کاش مین ایک درخت ہوتا کہ جسکو لوگ کاٹ ڈالتے اور ... رکھتے کاش ... ہوتا

جیسے کہا ہے اور قول بعضے انبیا کا لا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء اللہ و ما کان لنا ان نعود فیها
الا ان یشاء ربنا بھی اسی قبیل سے ہے اور اسکو ایک تحقیق ہے کہ بعض محققون کے کلام سے
تفضیلیۃ الصحاب کے رسالے مین نقل کیا گیا ہے اور کیا ہی ضعیف ہے استدلال
کرنا صاحب کشاف کا اوپر اس آیت کے جبرئیل کو تفضیل دینے مین اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور بچانا اوس سے یعنے اوسی صاحب کشاف نے کہ یہ صفت جبرئیل کو حضرت رسول خدا صلعم کی
رحمت کے طفیل سے حاصل ہوئی ہے اور نہین پایا اوس نے کہ اوس جناب کو اتنی کچھ صفات
کمال ہین کہ صفت یعنے ذی قوۃ عند الخ اون صفتون کے جنب مین مضمحل اور متواری ہے مضمحل
کے معنی نیست اور نابود کیا ہوا اور بھی افراد احدی التخصیین اوپر اوصاف کے دلالت نہین
رکھتا اوپر منتفی ہونے اوس صفت کے دوسرے شخص سے یعنے یہ کہ دو شخص مثلاً وصفت کیجاوین
تو یہ نہین ہے کہ ایک کے موصوف ہونے سے دوسرے سے وہ صفت منتفی ہو جائے بدان یہ
کہ اقتضای مقام سے جو بیان ہے قرآن کے فضل کا اوپر ایک کے نسبت دیا گیا اور جب ثابت ہوا
نص قرانی سے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہے اور ملایک عالمین سے ہین
ثابت اور وجب ہوا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہین فرشتون سے اور تحقیق کہ مفسرون
کی جماعت نے اس صفات کے تئین اوپر اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کیا ہے یعنے وہی
آیۂ مذکورہ اور مراد رسول کریمؐ سے اوس جناب کو کہا ہے اور بعض عالمون نے رحمت کے
حاصل ہونے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے عالم کے اجزا کے درمیان کہا ہے یعنے
کہا ہے کہ وجود باجود سے حضرت کے جہان کے ہر ایک جز کو رحمت حاصل ہے اس طور سے
کہ خاک کو رحمت اس طرح پہونچی کہ مطہر ہوئے اور پانی طوفان سے ممنوع ہوا اور ہوا شیاطین
کے طرق سے باز رہی اور سلامت ہے اور ہلاک ہونے سے کفار تند باد سے سلامت ہے

اور آگ جلانے سے صدقات کے باز آئی اور آسمان محفوظ رہا شیاطین کے پہونچنے سے درمیان اوسکے اور استراق سمع سے محفوظ ہوا استراق کے معنی چوری سے کان رکھنا کسی بات کے سننے کے لیئے مترجم کہتا ہے کہ اوپر مذکور ہوا کہ آگ صدقات کے جلانے سے باز آئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ ماسلف مین دستور یہ تھا کہ صدقون کو اکھٹا کرکے ایک جگہہ جمع کرتے تھے اور آگ فلک سے اوترکے اوسے جلا کر راکھ کر دیتی تھی اور اوس زمانے مین یہی موجب قبولیت تھا ہمارے پیغمبر کی رحمت شاملہ سے وہ موقوف ہوا ایک شخص نے اس مسکین سے سوال کیا کہ ابلیس کو اس رحمت سے کیا چیز پہونچی کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دبدبے کا صدمہ اور سورت ہدایت اور حقانیت اوس جناب کی اس مرتبے مین تھی کہ بحکم جاء الحق وزہق الباطل اور مطابق قول الٰہی تعالی فیدمغہ فاذا ہو زاہق جگہہ اسبات کی تھی کہ وہ ملعون ناپیدا اور نابود ہو اور حکم اللہ ونکا جو واسطے اوسکے واقع ہے منسوخ ہو جائے پس حضرت ہو کی رحمت کے اثر سے تھی یہ بات کہ باقی رہا جس طرح تاخیر عذاب مین کافرون کے حق مین مذکور ہوا سورت کے معنی شرف اور منزلت اور تھوڑا سا کلام اللہ سے اگر بالضم ہو اور اگر بالفتح ہو تو معنی اوسکے تیزی غضب اور دبدبہ بادشاہ کا **وصل** حضرت حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب کو نور تام اور سراج منیر نہایت روشنی مین اپنے کلام کے درمیان فرمایا ہے سراج بروزن ومعنی دمعرب چراغ ہے اور پیدا ہوئے اوس سرور سے طریق قرب اور وصول اور اوس جناب کے جمال و کمال سے بینائیان جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یعنے تحقیق آیا تمکو اللہ کی طرف سے نور مراد محمد سے اور کتاب ایسی کتاب کہ روشن ہے مراد قرآن سے اور فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا یعنے تحقیق کہ ہمنے بھجوایا تجھکو ای محمد شاہد اور خوش خبری دینے والا مومنون کو اور ڈرانے والا مشرکون کو اور دعوت کرنے والا کافرون کو طرف خدا کے اذن سے اوسکے اور بھجوایا ہمنے تجھے عالم مین چراغ ایسا سراج کہ روشنی بخشنے والا اہل جہان کا اور کہتے ہین کہ تشبیہ دینا چراغ کرکے ساتھ اسکے مبالغہ شمس وقمر کے ساتھ تشبیہ دینے مین بہتر ہے اس جہت سے ہے کہ وجود عنصری اوس سرور کا ارضی ہے اور یہی چراغ کو خلفا ہوتے ہین یعنے پیچھے آنے والے کہ ایک سراج سے لاکھون چراغ روشن ہو سکتے ہین بخلاف شمس وقمر کے دوسی خلیفہ نہین رکھتے

رکھتے **قطعہ** وہ اک چراغ ہے اس خانۂ جہان مین منیر + مثال شمس منور ضیا مین عالمگیر + نہین یہ بلکہ سراج منیر ہے وہ نور + کہ جسکی لو سے ہے لوح و قلم تلک تنویر + اگرچہ شمس سے ممکن ہے روشنی دن کی + وہ رشک شمس و قمر نور کردگار کبیر + محمد عربی بادشاہ نبیون کا + جوان منش ہے شب و روز جس سے عالم پیر + ہے اک چراغ کہ عالم کے جس سے شہرون مین + ہزار دن انجمن آراستہ ہین او منیر + حسن کو ا اپنے نبی کے طفیل سے یارب + جہان مین عزت و حرمت سے رکھہ بحرمت پیر + الہی جسگھڑی برپا ہو حشر کا غوغا + لو سے حمد کے سائے مین ہو مری جاگیر + بلکہ اگر کہین کہ سراج منیر سے جو تشبیہ دی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مراد اس سے شمس ہے تو دور نہین ہے کیونکہ حضرت حق نے اپنے کلام مین سراج منیر فرمایا ہے کہ وجعل فیہا سراجا و قمرا منیرا یعنے اور گردانا اللہ تعالیٰ نے درمیان آسمان کے چراغ اور چاند ایسے کہ تابان ہین اور فرمایا وجعلنا سراجا وہاجا پس جس طرح آفتاب عالم اجسام مین افادہ نور کا کرتا ہے اور مستفید نہین ہوتا اپنے غیر سے افادہ بمعنی فائدہ مند کرنا دوسرے کو اور مستفید کے معنی آپ فائدہ مند ہوتا اجسام جمع جسم ہے بمعنے تن اسی طرح ذات پاک حضرت سرور کائنات کی افادہ انوار عقلیہ کا فرماتی ہے بشر کی تمامی ذاتون کے تئین اور استفادہ نہین کرتی کسی سے سوے ذات مقدس الٰہی جل شانہٗ کے اور اس اعتبار سے اگر قمر کی تشبیہ دیوین تو بھی درست ہے اور تسمیہ کرتے ہین اوس سرور کو نور کرکے یعنے نام کرنا اوس جناب کا نور کرکے اسمین تلمیح ہے بقول اللہ جل و علا کہ اللہ نور السموات والارض تلمیح کے معنی آہستہ نگاہ کرنا کسی چیز پر اور اہل معانی کی اصطلاح مین تلمیح کے معنی اشارت کرنا کلام مین کسی قصے کی طرف پس نہین آسمان و زمین مین مگر نور الٰہی کہ ساری ہی تمام کائنات کے درمیان اور وہی ہے سر وجود اور حیات اور کمال اور حضرت مظہر اتم ہین اوس نور کے اور واسطہ ظہور مین اوسی نور کے اور مثل نورہ الخ کی تفسیر مین کہا ہے مفسرین نے کہ مثل ایمان ہے قلب محمدی کے درمیان مانند مشکات کے کہ جسمین مصباح ہو مثل بروزن نظر بمعنی مانند اور وصف اور حال اور بمعنی داستان اور قصہ مشہور اور قلب بمعنی دل مشکات کہتے ہین ایک روزن فراخ کے تئین جسمین چراغ اور قندیل رکھتے ہین اور مصباح بمعنی چراغ مشکات حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینۂ مبارک کی مثال ہے اور آئینہ سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی مثال اور مصباح نور معرفت اور

ایمان ہے جو قلب پاک مین اوس سرور کے ہے اور فرمایا حضرت حق جل وعلا نے الم نشرح لک صدرک یعنے ای محمد آیا نہین منشرح کیا مین نے تیرے سینے کے تئین یہ واسطے قبول منت کرنے شرح صدر کے نعمت کی ہے جو نعمت عظیم ہے اور مراد اوس سے اوس جناب کے صدر شریف کی وسعت اور فراغت ہے واسطے جمع ہونے حق کی مناجات کے اور خلق کی دعوت کے ساتھہ ظاہر کرنے انوار معارف اور علوم اور توحید معرفت کے اور ایداع اسرار کے لیے ایداع کے معنی سونپنا اور جہل کی تنگی کے زائل کرنے کے واسطے اور حق سے منہ نہ پھرانا اور غیر حق سے دل کی نہ متعلق ہونیکے واسطے اور آشکار اور میسر کرنے کے واسطے تلقی وحی کے تلقی کے معنی ہم پہنچنا اور ہمدگر لو دیکھنا اور اعباے رسالت کے بوجھ اوٹھانیکے لیے اعباء کے معنی مانند ہونا اور تشبیہ ہونا کام کا اور ابلاغ کے واسطے ابلاغ کے معنی احکام الہی پہونچانا جیسا کہ فرمایا ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یعنی اور رکھا مین نے تجہ سے بوجھہ کے تئین ایسا بوجھہ جس نے شکستہ کیا تیری پشت کے تئین اور اعظم اسباب انشراح صدر سے ایک نور ہے کہ حضرت حق دل مین بندے کے چمکاتا ہے جیسا کہ فرمایا اذا دخلنا النور القلب انفتح وانشرح یعنے جس وقت داخل ہو نور دل کے تئین کشادہ ہوتا ہے دل اور منشرح ہوتا ہے اور عمدہ اوسکا یعنے اوسی انشراح کا یہ کہ پاک رہنا دل کا ہے صفات ذمیمہ سے اور اکمل اور اتم اور اعلی اس صفت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اوس جناب کے متابعون کے تئین مقدار متابعت اور محبت کی بھی اوس سے ایک حصہ ہے یعنے اوسی پاکی دل سے اور اسبات کا ایک بیان ہے نادر کتاب سفر السعادۃ کے درمیان اور بعض فارسی رسالون مین شرح وبیان اوسکا کیا گیا ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے ورفعنا لک ذکرک یعنے بلند اور رفیع القدر کیا مین نے واسطے تیری ای محمد تیری ذکر کے تئین یعنے تیرے نام و آوازے کے تئین ہمنے دنیا اور آخرت مین بلند کروانا ساتھہ نبوت اور شفاعت کے اور قرین کروانا ہمنے تیرے نام کو اپنے نام کے ساتھہ کلمہ اسلام مین اور اذان مین اور نماز مین اور کوئی خطیب اور تشہد کرنے والا اور مصلے نہوگا جو نہ کہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ اور ابی سعد خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا جبرئیل میرے پاس اور کہا اوس نے

کہ پروردگار تعالی فرماتا ہے کہ جانتا ہے تو کہ کس چیز کرکے بلند گردانا ہمنے تیرے نام کے
تئین کہا مین نے خدا دانا تر ہے کہا اس سے کہ اذا ذکرت ذکرت معی یعنے جس وقت تو ذکر کیا جاوے
ذکر کیا جاوے ساتھہ میرے اور گردانا مین نے تمام ایمان تیرے ذکر کرنے سے ساتھہ میری
ذکر کے اور طاعت تیری کو طاعت اپنی جسنے یاد کیا تجھے یاد کیا اوسنے مجھے اور جس نے
طاعت کی تیری طاعت کی اوسنے میری ومن یطع اللہ فقد اطاع اللہ اور گردانا مین نے
تیری متابعت کو مستلزم محبت اپنا فاتبعونی یحببکم اللہ اور جن چیزون کے ساتھہ اللہ تعالے
نے اوس سرور کی تکریم اور اعزاز فرمایا اوس سے یہ ہے کہ ندا کے وقت یاد فرماتا ہے اوس جناب
کو وصف نبوت اور رسالت کرکے جس طرح یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور دوسرے پیغمبرون کے
تئین اپنے کلام مین ذکر فرماتا ہے نام لیکے جس طرح یا آدم یا نوح یا موسی یا عیسی اور اس ندا مین
کہ یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر آثار محبت اور ملاطفت اور مہربانی سے وہ چیز ہے کہ ارباب ذوق
اور اہل محبت پر ظاہر ہے ابو نعیم حلیی کے درمیان ابو ہریرہ رضؓ سے لایا ہے کہ جب نیچے اوترے
آدم ؑ ہند کی زمین پر تب متوحش ہوئے پس نازل ہوئے جبرئیل ؑ پس ندا کی اذان کرکے کہ اللہ اکبر
اللہ اکبر دو بار اور اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار اور اشہد ان محمد رسول اللہ دو بار الی آخرہ الحدیث
اور لکھا گیا ہے اسم شریف اوس سرور ؐ کا عرش پر اور آسمان پر اور بہشتون پر اور حورون
کے گردنون پر اور نہین ہے بہشت مین کوئی درخت مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے اوسکے پتون پر لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ اور بزاز ابن عمر سے لایا ہے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا کہ جب مین گیا طرف آسمانون کے نہ سیر کی مین نے کسی آسمان پر مگر یہ کہ پایا مین نے اپنے
نامکو لکھا ہوا اوسمین محمد رسول اللہ کرکے اور اشتقاق فرمایا یعنے نکالا اللہ سبحانہ تعالے نے اسم
کریم اوس جناب کا اپنے اسم برتر سے یعنے محمود جو نام ہے اللہ تعالی کا اوس سے محمد کو اشتقاق
فرمایا ہے جس طرح حسان بن ثابت نے اسی معنی کو موزون کیا ہے شعر وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وہذا محمد ؐ قطعہ کیا نام سے اپنے مشتق خدا نے + کرے تا محمد کو اعلی و امجد +
زمین و زمان مین ہے اوسکی بڑائی + فذو العرش محمود وہذا محمد ؐ + جانو بھائی جان اوس
عربی شعر کے ارکان اوہین اگرچہ ایک مصرع اوسکا بجنسہ اپنے شعر مین لایا اسکے ارکان

تقارب سے ہین فعولن آٹھہ بار آور اوسکے ارکان مفاعلتن مستفعلن متفاعلن دو بار ہے پہ مین نے
اس واسطے لکھا کہ ناظر غلطی پر نجائے اور سمجھہ جاوے اور تسمیہ کیا ہے اللہ تعالی نے یہ نام رکھا ہے
اپنے حبیب کا اپنے اسمار حسنے سے جو ستر ہین ایک اسم کرکے جیسا کہ اسمار شریف کے باب مین
بیان اسکا آویگا اگر خدا چاہے ہو وصل اور مناقب گرامی سے اوس جناب کی یہ بات ہے
کہ قسم یاد کی پروردگار تعالی نے اوس سرور کی قدر اور مرتبہ عظیم پہ کہ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون جمہور
اہل تفسیر کے اسبات پر ہین کہ یہ قسم کھانا پروردگار عالم کا حضرت کے مدت حیات پر اور بقا پر ہے اور
یہ نہایت گرامی رکھنا اور پسند کرنا اور عزت دینا ہے یعنے یہی قسم کھانا اللہ تعالی کا حضرت رسول کی
بقا پر جس طرح محب اپنے محبوب پر سوگند کھاتا ہے اور کہتا ہے تیرے سر کی قسم اور تیری حیات کی قسم یعنی
تیری جان کی قسم کہا ابن عباس نے کہ پیدا نہ کیا پروردگار تعالی نے کسی ذات کے تئین گرامی تر ہے
نزدیک محمد سے کہ سوگند یاد کی حضرت حق نے اوس جناب کی حیات کی نہ یہ کہ اوسکے غیر کی اور کہا
ابو الجوزا نے جو اجلہ تابعین سے ہے یعنے اکابرون سے ہے کہ سوگند نہین یاد کی حضرت حق جل
و علا نے کسی کی حیات پر سوا حضرت محمد کے کیونکہ وہ سرور گرامی تر اور بزرگترین خلق ہے نزدیک
اپنے پروردگار کے قرطبی نے کہا کہ قسم کھانا حق تعالی کا اپنے حبیب کی حیات پر بیان صریح ہے
ہمارے تئین کہ جایز ہے کہ قسم کھاوین ہم اس سرور کی حیات پر اور امام احمد نے کہا ہے کہ جو
کوئی قسم کھائے پیغمبر کے حیات پر منعقد ہوتا ہے اور پہر ہین یعنے سوگند اور واجب ہوتا ہے
کفارہ حنث کرکے بمعنی گناہ کیونکہ حضرت سرور عالم ایک رکن ہے شہادت کے دو رکنون سے
اور کہا ہے بعض علما نے کہ یمین حضرت کرکے آیا ہے آج اس دن تک اور اہل مدینہ ہمیشہ ہی کہ قسم
کھاتے ہین رسول خدا کی اس طور سے کہ قسم اوس شخص کی جسکو پوشیدہ کیا ہے اس قبر نے اور قسم
اس قبر کے ساکن کی لیکن قسم کھانا حضرت حق کا بصفت ربوبیۃ منسوب ہے اوسکے حبیب سے
کہ فرمایا فوربک یعنے پس قسم تیرے رب کی یہ بھی محبت کے ذائقے مین لذیذ ہے اور اوسی سر کی
قسم کے حکم مین ہے فوربک مین واو قسمیہ ہے جس طرح فارسی مین ب جس طرح بربب تو و بسر تو
و بجانت اور ف حرف تعقیب ہے اور یس و القران الحکیم مین مفسرون کے تئین اختلاف ہے اکثر
اسبات پر ہین کہ یس نام سرور عالم کا ہے جس طرح طہ اور امام جعفر صادق علی جدہ و آبائہ الکرام

الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ مراد یٰس سے یا سید ہے یعنی ای سردار یا حرف ندا ہے اور خطاب
حضرت ﷺ کی طرف اور بعضون نے کہا ہے کہ معنی اوسکے یا رجل یعنی ای مرد بلغت طی یا یہ کہ یا انسان
یعنی یٰس کے معنی اور ہر تقدیر سے مراد سرور عالم ﷺ ہین اور قسم ہے اوپر اوس سرور ﷺ کے باآیہ کہ ندا ہے اوس
سرور کے تئین اور یہ ندا کرنا بھی متضمن تعظیم اور تکریم ہے اوس سرور کی شان کے تئین اور قسم اوپر قرآن
حکیم کے یہ واسطے حضرت ﷺ کے تحقیق رسالت کی ہے اور شہادت ہے اوپر اوس سرور ﷺ کے ہدایت
کرنے کے اور راہ اوپر اصابت کے کہ وہ جناب صراط مستقیم پر ہے یعنی راہ راست پر کہ نہین اعوجاج
یعنی کجی اور عدول یعنی سر پھرانا حق سے اوس راہ مین یہ گویا سب ترجمہ یٰس والقرآن الحکیم انک
لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم کا ہے پھر سوچ اور کہا ہے کہ قسم نہین کھائی حق سبحانہ تعالیٰ نے پیغمبرون
سے کسیکی رسالت پر اپنی کتاب مین مگر محمد ﷺ کی اور سورہ لا اقسم بہذا البلد کے درمیان زیادت تشریف
اور تکریم ہے اوس سرور ﷺ کو کہ مقید گردانا ہے حضرت حق نے قسم کے تئین اوپر بلد کے یعنے شہر
اور مراد مدینہ ہے اور نام اوسکا بلد حرام اور بلد امین ہے اور معزز اور مکرم ہین اللہ تعالے کے
نزدیک اوس شہر مین اوس سرور ﷺ کے حلول اور نزول کے وقت اور شرف المکان بالمکین اسی
جگہ سے لیا ہے حلول کے معنی اوترنا اور پہونچنا اور تعریض کرنا اوس کر کے یعنے لا اقسم بہذا البلد
کر کے جہل اور نا شناسی پر مشرکون کی ہے کہ چاہتے تھے کہ اخراج کرین ذات شریف کو اوس سرور ﷺ
کی اوس شہر سے تعریض کے معنی کنایہ سے بات کرنا اور اس قول الٰہی مین ہے ووالد وما ولد اگر مراد
والد سے آدم علیہ السلام ہین اور ما ولد سے ذریت اونکی مراد ہے تو حضرت ﷺ داخل ہین عموم
ذریت مین اور اگر ابراہیم ؑ مراد ہین تو ذریت سے مراد حضرت ﷺ ہین پس اس سورے مین دو
سوگند ہین پروردگار تعالیٰ کی اپنے حبیب پر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور مواہب لدنیہ مین مذکور
ہے کہ روایت ہے کہ کہا عمر ابن خطاب ؓ نے کہ یا رسول اللہ بابی انت وامی یعنے میری والدین
آپکے تصدق ہون یا رسول اللہ تحقیق پہونچی ہے فضیلت تمھاری خدا کے نزدیک اس مرتبے کو
کہ قسم کھاتا ہے خدا تمھاری حیات کی نہ یہ کہ تمام انبیاء کے حیات کی اور پہونچی ہے فضیلت تمھاری
خدا کے نزدیک اوس حد کو کہ قسم کھاتا ہے تمھاری خاک پا کی کہ کہتا ہے لا اقسم بہذا البلد
یعنے قسم کھاتا ہون بلد کی جو عبارت ہے زمین سے جسپر پاؤن رکھ کے چلتے ہین سوگند کھانا

اور یہ گویا سوگند کھانا خاک پاکا ہے اور یہ لفظ بظاہر نظر مین سخت آتا ہے کہ نسبت کرتے جناب
احدیت کی کس طرح بولا جائے کہ قسم کھاتا ہے حضرت رسالت پناہ کی خاک پا کی اور نظر بحقیقت
معنی صاف اور پاک ہین کہ کچھ غبار نہین اون معنون مین اور تحقیق اسبات کی وہ ہے کہ سوگند کھانا
اللہ تعالی کا کسی چیز کر کے جو اپنی ذات وصفات کے غیر ہے واسطے ظاہر کرنے اوسی چیز کے شرف اور
فضیلت اور تمیز ہے لوگون کے آگے اور اوسکی طرف نسبت کرتے تاکہ معلوم کرین کہ وہی چیز عظیم اور
شریف ہے نہ یہ کہ عظمت اوسکی نسبت کرتے اللہ تعالی کی ہو اور تفصیل کلام یہ ہے کہ حضرت رب العزت
جل وعلا نے قسم کھائی ہے کئی چیزون کی کئی چیزون پر کبھی قسم یاد کی ہے اپنی ذات کی اور اپنی صفات
کی اور کبھی بعض اپنے مخلوقات کی ایسے مصنوعات جو آیات اور دلایل ہین اوسکی عظمت ذات اور کمال
صفات کے جس طرح آسمان اور زمین اور لیل اور نہار کہ آیات عظیمہ اور دلائل اوسکی قدرت باہرہ
کے ہین اور نجوم اور کواکب اور شمس اور قمر جائے طلوع انوار اور مظاہر اسرار اوسکی کے اور سبب
ہین جہان کے روشن کرنے کے اور سبب ہین بنی آدم کی مصلحتون کے ضابطے کے اور باعث ہین
طریقون کے قبول ہدایت کرنیکے اور باعث رجم شیاطین ہین رجم کے معنی پتھر مارنا اور ہانکنا
اگر مفتوح الاول ہو تو اور بضمتین اون ستارون کو کہتے ہین جن سے شیاطین ہانکے جاوین اور
سوا اسکے اور چیزین جنمین اسرار قدرت الہی اور آثار رحمت بے نہایت اوسکی اور برکتین اور خوبیان
اور فضایل اور کرامات ظاہر ہین جس طرح طور سینین اور بلد امین وغیرہ اور بعضے چیزین کہ کوتاہ
بینون کی نظر مین جنکے اسرار کے پانے سے اور دریافت کرنے سے قاصر ہین موجب تحیر اور باعث
تعجب ہوتے ہین کہ پروردگار عالم اونپر قسم کھاوے مثل تین اور زیتون اور مانند اوسکے اور کون
جانتا ہے کہ اللہ تعالی نے کیا حکمتین اسمین رکھی ہین اور کیا اسرار پیدا کیے ہین اور یہ سب واسطے ظاہر کرنے
فضیلت کے اور واسطے تمیز کرنے ان چیزون کے ہے نسبت کرتی دوسری چیزون کی نہ یہ کہ
نسبت اونکی عظمتون کی حضرت حق نے اپنی ذات اور صفات سے رکھی ہو جس طرح قسم کھانا اون چیزونکا
جو اللہ تعالی کی ذات وصفات پر کھاتے ہین پھر سوچ اور خدا تجھے توفیق دیوے اور فرمایا اللہ تعالی
نے والعصر ان الانسان لفی خسر اختلاف کیا ہے مفسرون نے عصر کی تفسیر مین اوپر کئی قولون کے
بعضون نے کہا ہے کہ مراد عصر سے دہر ہے صراح مین عصر کے معنی روزگار اور عصران شب وروز

اور دہر بھی انہین معنون مین اور دہر مشتمل ہے اعاجیب حوادث پر حوادث اور اعاجیب جمع حادثہ ہی
اور حادث کے معنی نو پیدا ہونے والا اور مشتمل ہے دہر اوپر اون واقعون کے کہ زبان بیان جنکے حصر
اور احصا سے قاصر ہے اور مشرف ہے یعنے وہی دہر شرف پایا ہوا ہے اس تشریف سے کہ لا تسبو
الدہر فانا الدہر یعنے مت گالی دو تم دہر کے تئین پس مین وہی دہر ہون اور واقع ہوتی ہے درمیان
اوسکے سرا اور ضرا سرا کے معنی شادی اور نفع بخلاف ضرا اور واقع ہوتی ہین اوسمین صحت اور
بیماریان اور تنگین اور خوف اور حاصل ہوتی ہین برکتین اور کمالات اوسمین تضییع عمر اور تقاعد
اور تکاسل کسب کمال کے درمیان اور صلاحیت پانا حال کا تصدیق کرنے سے اور ایمان لانے سے
خدا کے رسول پر یہ چیزین جو مذکور ہوئین دہر سے ہین اور موجب خسران ہین خسران کے
معنی زیان کرنا اور اسی واسطے فرمایا ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے
تحقیق کہ انسان زیان کاری مین ہے مگر وہی لوگ جو ایمان لائے اور نیکو کاری کرتے ہین پس قسم
یاد کی اللہ تعالی نے اسجگہ اپنے رسول کے زمان جس طرح اوس سرور کے مکان کی قسم یاد کی
کہ لا اقسم بہذا البلد اور اوس سرور کی عمر کی قسم کہ لعمرک چنانچہ گذرا اور الم کے درمیان بھی جس
قول سے کہ الف اشارت ہے اللہ سے اور لام جبرئیل سے اور میم محمد سے اور بقول الٰہی تعالی
ق والقرآن جس قول سے کہ اس قاف سے مراد قوت قلب محمدی ہو اوس سرور کے
بوجھ اوٹھانیکے جہت سے مشاہدے اور مکالمے کا اور والنجم اذا ہوی کے درمیان مفسرون نے
کہا ہے کہ مراد النجم سے قلب محمد ہے اور اذا ہوی سے انشراح بالانوار یعنے وسعت ساتھ نورون کے
اور انقطع عن غیر اللہ یعنے بریدہ ہونا اور جدا ہونا خدا کے غیر سے مراد ہے اور ہوا بمعنی ساقط ہونا
آیا ہے لغت مین اور والفجر کے سورے مین کہ فجر محمد ہین کہ باہر آیا ہے اوسمین سے نور اور قول الٰہی مین
وما ادریک ما الطارق النجم الثاقب بھی ذات شریف کو اوس سرور کی مراد رکھا ہے اور سب جگہ قسم ہے
اوس سرور ہی کی اور ن والقلم وما یسطرون کے سورے مین قسم کھائی ہی حق تعالے نے نفی جنون
پر اپنے حبیب کی یعنے یہ کہ جنون نہین اور ثبوت اجر غیر ممنون پر اوس سرور کی یعنے اجر غیر مقطوع ثابت
ہی واسطے حضرت کی اور ثبات اور استقرار پر اوس جناب کی اوپر خلق عظیم کے اور نون اسمای حروف سے ہی
جس طرح الم اور مانند اوسکے جو نام ہین سورون کے یا خدا کی نام ہین جس طرح حروف مقطعات

مین مفسرون نے کہا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ نون اسم حوت ہے یعنے مچھلی کا نام ہے مراد جنس
حوت ہے یا وہ حوت جسپر زمین قائم ہے اور نام اوسکا بہموت ہے اور ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ مراد
نون سے دوات ہے پس قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے دوات اور قلم کی اور جو لکھتے ہین کہ منفعت
اوسکی عظیم ہے اور لیس مین سمجھنا کبھی کتابت سے ہے اور کبھی نطق سے نطق کے معنی گویائی اور بعضون نے
کہا ہے کہ نون ایک لوح ہے نور کی لوح تختی کو کہتے ہین کہ لکھتے ہین اوسپر ملایک جو کچھہ امر کرتا ہے پروردگار
تعالی اونکو اور حدیث مین آیا ہے کہ قسم یاد کی خدا تعالی نے کتابت کی اور اوسکے آلات کی یعنے
اوسکے لوازمے کی اور قلم ایک آیت ہے آیات الہی سے اور اول مخلوقات الہی تعالی ہے جس سے
لکھا لکھا تقدیر نے اور یہ قلم جو اس جہان مین ہے ایک نمونہ ہے اوس قلم اعلی کا اور یہی ایک آیت
ہے آیات الہی سے آیت کے معنی نشانی آیات جمع اور منفعت اوسکی بہت عظیم ہے کہ لکھی جاتی ہے
اوس سے شرع الہی اور وحی الہی اور قید مین لایا جاتا ہے اوس سے دین اور ملت اور ضبط کیے
جاتے ہین اوس سے علوم اور مقید ہوتے ہین اوس سے حکم اور ضبط کیے جاتے ہین اوس سے
اخبار اولین کے اور مقامات اونکے اولین سے کنایہ طرف اون پیغمبرون کے ہے جو پہلے
آئے اور لکھے جاتے ہین اوس سے کتب منزلہ یعنے جو کتابین کہ نازل ہوئین اور صحف سماویہ
یعنے صحیفے جو پیغمبرون کے واسطے اوترے اور اگر نہوتا قلم تو استقامت قبول نکرتے
کام دنیا کے اور دین کے معاش اور معاد کے درمیان اور صاحب کشاف سورہ اقرء کی
تفسیر مین علم بالقلم کے بیان مین کہتا ہے کہ اگر نہوتی اللہ تعالی کی باریکی حکمت پر لطف اور
تدبیر پر اوسکی کوئی دلیل سوا قلم کے اور خط کے کافی تھا خاص وہ قلم جس سے حمد خدا کی اور نعت
محمد مصطفے ص کی لکھین اور تفسیر کرین کتاب اللہ کی اور شرح کرین رسول اللہ کی حدیثون کی
اور اولیا کے مقامات کی اور موعظے اور نصیحتین دین کی لکھین کہ موجب ہو مزید یقین کا اور باعث
ہو تقویت اور تکمیل ایمان کا اور ترویج اور تجدید امر دین ہو ترویج کے معنی رواج دینا اور کلام
فضول اور عندیات نفس سے یعنے دل کے خیالات سے اور وہمون سے کہ نہین ہین موجب ہدایت
انام اور نہ مقوی احکام اسلام پرہیز کرین اگرچہ اپنے گمان مین حقایق اور معارف نام رکھین
یعنے اوسی عندیات اور فضول کلام کو عندیات دل سے باندھنا کسی بات کا جو بے سند ہو

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیہم لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم و ویل لہم مما
یکسبون و یقولون ہو من عندنا و ما ہو من عند اللہ و یقولون علی اللہ الکذب و ہم یعلمون پناہ مانگتے
ہین ہم خدا سے ایسے کامون سے اور بالجملہ قسم یاد کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کی پاکی اور پاکیزگی پر جنون
سے کہ ہانکتے تھے کفار اوس سرور کے تئین یعنے دیوانہ جانتے تھے غایت جہل و حماقت سے اور عناد
اور تکبر سے اور کس طرح نسبت دی جائے وہ ذات دیوانگی سے جسکے ساتھہ معارضہ کرکے عاجز ہوئے
تمام عقلمند اور سیکھا اور سمجھا وہ سرور جناب حق تعالی سے اوس چیز کے تئین کہ راہ نہین پاتین
تمام جہان کی عقلین طرف اوسکے اور کتاب ایک لایا ایسی کتاب یعنے قرآن کہ معارضہ کرنے سے
اوسکے عاجز آئے تمام فصحا اور بلغا جمع فصیح اور بلیغ یعنے تیز زبان سب نے گردن تسلیم اور انقیاد کی
نیچے جھکائی اور خبر دی اوس کتاب نے اوس سرور کے کمال حالت سے دنیا اور آخرت کے
درمیان و ان لک لاجرا غیر ممنون یعنے اجر ایسی کچھہ اجر کہ غیر منقطع ابدا لآباد تک اور بعد اسکے
ثنا کی پروردگار جل شانہ نے اوسکی عطا کی کہ اعظم ہے تمامی عطاؤن سے اور فرمایا انک لعلی خلق
عظیم اور یہ اعظم آیات نبوت اور رسالت سے ہے اور عائشہ سے آیا ہے خلق عظیم کی تفسیر مین کہ
کہا کان خلقہ القرآن اور قرآن شریف سے زیادہ عظیم کیا ہے اور کہا ہے مفسرون نے یا محققون
نے کہ خلق عظیم وہ ہے کہ ہمت سوا خدا کے نہو اور مطلوب اوسکا غیر خدا کوئی نہو اور کلام اسمین باب
ثانی کے اوایل مین گذرا ایسین یاد کر دیکھہ

وصل آور اون عظمتون سے جو متضمن تعظیم و تنویہ و تکریم
الہی اور شمار نعمتون کا اور وعدے اوپر عطا کرنے نعمت غیر متناہی الہی کی سورہ والضحی سے ہے
کہ قسم یاد کی ہے اللہ تعالی نے اوپر لیل اور نہار کی جو محل اور جائے ظہور خدا کی آیتون کے اور نعمتون
کے ہین اوپر اوسبات کے جو کچھہ خبر دی حضرت حق نے اپنے حبیب کے احوال شریف کی دنیا
اور آخرت مین اور فرمایا ما ودعک ربک و ما قلی یعنے نہین چھوڑا اور دشمن نہین رکھا تجھے اے
محمد تیرے پروردگار نے جب سے تجھے برگزیدہ فرمایا ہے اور تفسیر کی ہے مفسرون نے ضحی
کی حضرت رسول کے چہرہ مبارک کرکے اور لیل کی تفسیر کی ہے اوس سرور صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے موی مبارک کرکے جس طرح نقل کی ہے امام فخر رازی نے اور سبب نزول
اس سورے کا جس طرح کہ تفسیرون مین بیان کیا ہے فترت وحی ہے کسی سبب سے فترت

کے معنی زمانہ دو پیغمبرون کے درمیان کا یعنے سبب اس سورہ کے نازل ہونے کا یا فترت وحی ہے
کسی مصلحت کے واسطے کہ خدا جانتا ہے اوپر اوسکے پس تکلم کیا مشرکون نے اور کہا کہ محمدؐ کے
تئین چھوڑا اوسکے پروردگار نے اور دشمن رکھا اوسکو وللاخرۃ خیر لک من الاولی یعنے ہر اینہ
مرتبے اور درجے اور نعمتین جو واسطے تیرے خدا نے رکھی ہین آخرت مین شفاعت سے اور مقام
محمود سے سو بہتر اور بہتر ہین اون چیزون سے جو کچھ دیا تجھے دنیا مین کیونکہ دنیا تنگی جا کی جہت سے
گنجایش اونکی نہین رکھتی واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا یعنے جب دیکھا تو نے پس دیکھا
تو نے لے محمد نعمت کے تئین اور بادشاہت بڑے کے تئین یعنے ہمیشہ نہایت تیرے کام کی بہتری ہے بہ نسبت
ابتدا کے اس جہت سے کہ تو ہر ساعت ترقی اور تصاعد مین ہے مراتب کمال اور فیضان عطا اور بخشش
کے درمیان اور کرامت اور بزرگیون کی وجہون کا اور طرح طرح کی سعادتون کا جامع دنیا اور
آخرت مین یہ آیہ ہے کہ فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضی یہ وعدہ ہے پروردگار جل وعلا کا
اپنے حبیب سے کہ اتنا کچھ تجھے عطا کرونگا کہ تو راضی ہوگا اور بیان اسکا حد عدد اور حصر سے خارج ہے اور
شفا کے درمیان مذکور ہے کہ روایت کی گئی ہے بعض اہل بیت نبوت سے سلام اللہ علیہم اجمعین
کہ فرمایا ہے اہل بیت نے کہ نہین قرآن مین کوئی آیت زیادہ امید رکھی گئی اس آیت سے کیونکہ وہ
سرور ہرگز راضی نہوگا اوپر اسبات کے کہ کوئی شخص اوسکی امت سے دوزخ مین پڑے مؤلف کہتا ہے
لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنے ناامید مت ہو تم خدا کی بخشش سے تحقیق
کہ بخشیگا اللہ تعالی گناہ سبکے یہ آیہ کریمہ بھی موجب امید اور پیدا کرنے والا امیدواری کا ہے
لیکن انحصار ہے مغفرت ذنوب پر اور اوس آیت مین امیدواری رفع درجات کی اور مرتبون کی
حاصل ہونیکی بہت ہے کہ راضی نہوینگے حضرت اسبات پر کہ اوس جناب کی امت سے
ادنا کوئی شخص انحطاط اور پستی مقام کی جہت سے شکستہ خاطر ہو انحطاط کے معنی گرنا شعر
بشری لنا یا معشر الاسلام ان لنا + من العنایۃ رکنا غیر منہدم قطعہ ہمارے واسطے مژدہ ہے اے
مسلمانو + ہمارے واسطے رکن کرم ہے مستحکم + اگرچہ ہول ہے محشر کا اور دوزخ کا + یہ آسرا ہی ہمارا
قوی نہین کچھ غم + اگرچہ غرق ہین ہم بحر معصیت مین ولیک + طفیل حضرت خیر البشر نبی امم + خدا کے
فضل سے ہوگا ہمارا بیڑا پار + رہینگے جنت ماوی مین ہم سبھی خرم + اور عجب ہے صاحب مواہب لدنیہ

سے کہ کہا کہ لیکن جو کچھ افترا کرتے ہین جہال کہ حضرت رسول خدا ؐ ہرگز راضی نہوئینگے کہ ایک کوئی اوس سرور ؐ کی امت سے دوزخمین پڑے یہ شیطان کے فریب دینے سے ہے یعنے شیطان نے ان جاہلون کو فریب دیا ہے جو کہتے ہین کہ حضرت ؐ ہرگز راضی نہوئینگے الخ اور شیطان کے بہکانے سے ہے انکو کیونکہ حضرت ؐ راضی ہین جس چیز پر خدا راضی ہے اور اللہ تعالی رکھیگا عاصیون کے تئین آتش مین اور رسول خدا ؐ عارف تر ہین یعنے شناسا تر خدا کے اور حد حق کی کہ پاک ہین اسبات سے کہ کہین خدا سے کہ مین راضی نہین ہون کہ میری امت سے کسیکو آتش مین ڈالے یا رکھے آتش مین بلکہ پروردگار تعالے اذن دیگا حضرت کو اوپر شفاعت کرنے کے پس شفاعت کریگا وہ سرور ؐ جسکو چاہیگا اور اذن دیگا اور راضی ہوگا اور شفاعت نہین کریگا وہ سرور ؐ مگر اوس شخص کی جسکا اذن دیوے اللہ سبحانہ تعالی اور راضی ہو انتہی کلامہ یعنے صاحب مواہب کی بات نہایت کو پہونچی پوشیدہ نہ رہے کہ شفاعت کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ؐ شفاعت کرینگے طوایف عصاۃ کے تئین ساتھ ترتیب کے طوایف جمع طائفہ ہے معنی گروہ اور عصاۃ جمع عاصی ہے جس طرح نجات یعنے گنہگارونکی شفاعت کرینگے ہین ترتیب سے کہ زناکارون کی اور شرابیون کی اور چورون کی شفاعت کرینگے مثلاً پس باقی رہینگے وے لوگ کہ نہین ذات مین اونکی نیکی سوا ایک ذرہ ایمان کے یا ایک حبہ یعنے دانہ گندم برابر ایمان پس فرماویگا اللہ تعالے یہ سب میرے ہین اور میرے خاص بندے ہین مین آپ انکی شفاعت کرتا ہون اپنے سے پس بخشے جاوینگے اور نکالے جاوینگے آتش سے شفاعت سے اوسکی ؐ موافق اوس وعدے کے جو کیا ہے اوس سرور ؐ کے راضی کرنے پر اور مراد اوس قائل کی یعنے گوینده کی البطریق تابید ہے تابید ابد سے آیا ہے معنی ہمیشگی قائل سے مراد صاحب مواہب ہے یعنے اوسکی مراد اوس کہنے سے وہ ہے کہ گنہگار ہمیشہ رہینگے جہنم مین اور مقرر ہے کہ گنہگار دائم دوزخ مین نہین رہنگے اور اوس روایت مین یعنے روایت شفاعت مین دو عبارتین آئی ہین یعنے دو معنون کی محتمل ہے ایک یہ کہ حضرت رسول خدا ؐ راضی نہوئینگے اسبات پر کہ ایک شخص امت سے داخل ہو دوزخ مین دوسری عبارت یہ کہ راضی نہوئینگے کہ رہے ایک شخص امت سے دوزخ مین اور پہلی عبارت سے بھی یہی مراد ہے پھر بوجھ اور خدا تجھے توفیق دیوے بعد اسکے بیان فرمایا اللہ تعالی نے بقیہ سورت کے درمیان اون نعمتون کا جو ابتدا سے حال مین انعام فرمائین تاکہ معلوم ہو کہ عاقبت مین بھی

اسی طرح متسالیہ اور تسع کیا جائیگا کما قیل شعر لقد احسن اللہ فیما مضی + کذلک یحسن فیما بقی + معنی اس شعر کے نثر مین یون ہین کہ جو کچھ اللہ تعالی نے مبادی حال مین کیا سو بہتر ہی کیا اور جو کچھ آیندہ کریگا سو بہتر ہی کریگا اپنے حبیب کے حق مین تربیت کرنے سے اور حجر کے درمیان تربیت یتیم ہونے کے بعد اور بیکسی مین جگہہ دینے کے تربیت کے معنی پالنا اور حجر کے معنی باز رکھنا کسیکو تصرف کرنے سے کسی چیز مین اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد یتیم سے دُر یتیم ہے یعنے پایا تیری ذات کے تئین بے نظیر اور تنگی جہل سے اور گرداب ضلالت سے جس شیوے پر اہل جاہلیت تھے حضرت حق نے نکالکے فضاے علم اور مقام ہدایت مین اوس سرور کو داخل فرمایا اور عطا کیا مال اور غنیمتین اور گنج قناعت اور دل کی تونگری سے غنی فرمایا جب حال صغر اور عیلت مین یعنے درویشی مین اور یتیم ہونے مین اللہ تعالی نے اوس سرور کو مہمل اور مہجور اور محروم نرکھا ہو تو جب اوس سرور کو خاص اور برگزیدہ فرمایا اور پہ نبوت اور رسالت کے کس طرح فوت اور فرو گذاشت فرماویگا مترجم کہتا ہے گویا کہ یہ جواب مذکور ہوا ترجمہ اِن آیتون کا ہے الم یجدک یتیما فآوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی لیکن صرحةً نہ لکھا اور وجہ اوسکی ظاہر ہے اما بنعمة ربک فحدث یعنے اپنے پروردگار کی نعمت کو ظاہر کر اور بیان کر یا محمد ہو کیونکہ ظاہر کرنا نعمت کا اور بیان کرنا اوسکا موجب شکرگزاری اور قبول احسان کرنا ہے اور ابلاغ یعنے پہونچانا شرایع اور احکام کا امت کے تئین اور تعلیم و ہدایت کرنا انام کا بھی تحدیث نعمت ہی سے ہے لیکن سورۂ والنجم بیس تحقیق کہ متضمن ہین یعنے در گیرندہ ہین آیات اوسکے فضل و شرف کے تئین رسول خدا کے اوس چیز کر کے کہ ممکن نہین عدو شمار کرنا اونکا اور منتہا ہین وہی فضل و شرف اور دشوار ہے اونکی حقیقت کی ماہیت کا ملنا اول قسم یاد کی اللہ تعالے نے نجم کی یعنے تارے کی کہ مراد اوس سے جنس نجوم ہی یا ثریا مراد ہے کہ یہ اسم یعنے نجم کثرت استعمال سے غالب آیا ہے اوپر اوسکے یا یہ کہ بنات النعش مراد ہے یا قرآن کیونکہ نجما نجما نازل ہوا ہے یعنے از روے ستارے کے اعنی ایک ایک آیہ یا محمد مراد ہین کہ نیچے اوترے آسمان سے شب معراج مین گویا قلب محمد یعنے دل اوس جناب کا جو منشرح ہے نورون سے اور منقطع ہے غبارون سے اوترا ہے آسمان قدسی سے زمین انس پر اوس جناب کے ثبات پر اور راہ ہدایت اور اوس سرور کی پاکی پر غوایت ہواسی یعنے پالیزگی اوس سرور کی حرص کی گمراہی سے اور صدق او ا

جناب کے دل کا اوس ضمیر مین جو اوسپر مشتمل ہے یعنے تلاوت کیا گیا اور ارادہ کرنا دل کا یعنے اوسی نجم
سے قلب محمدی کا ارادہ کرنا جو جائے صدق اور مکان ہدایت ہے نہایت مناسب ہے مقسم علیہ پر جیسا کہ
مخفی نہین اور ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی مراد اس قول الہی سے قرآن مجید ہے اور تمام کلام اور
حدیث کو اوس سے مراد لین اگر مراد رکھین جو وحی خفی تو بھی درست مگر دو تین موضعون کو مستثنا رکھین جیسے
بدر کے اسیرون کا قضیہ اور بیمار اور شہد کا قصہ اور تابیر نخل ازانجملہ ہے اور اوپر اوسکے تنبیہ واقع ہوئی ہے
تابیر کے معنی ہلاک کرنا اور کاٹنا معنی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کے یہ ہین کہ فرماتا ہے اپنے
حبیب کی شان مین کہ نہین باتین کرتا اوسکا صاحب ہوا اور حرص سے اور نہین ہے وہ مگر وحی ہے جو بھیجا
جاتا ہے اور اوپر اوسکے صاحب مواہب کہتا ہے کہ یہ بہتر ہے اعادہ کرنے سے یعنے ضمیر پھیرنے سے طرف
قرآن کے کیونکہ نطق کرنا قرآن کرکے اور سنت دونون کرکے وحی ہے یعنے وما ینطق عن الخ جو ضمیر ہے
اسکو راجع کرنا طرف قرآن کے اس سے بہتر یہ ہے کہ راجع کرین طرف رسول خدا صلعم کے کیونکہ رسول
خدا صلعم جو کچھ فرماتے ہین وہی فرماتے ہین جو کچھ قرآن مین ہے اور جو قرآن مین ہے سو وحی ہے اور جو کچھ
اپنی سنت کرکے فرماتے ہین وہ بھی وحی ہے قال اللہ تعالے وانزل علیک الکتب والحکمۃ یعنے نازل کی
اللہ تعالی نے تجھپر ای محمد صلعم کتاب اور حکمت کتاب قرآن ہے اور حکمت سنت اوس جناب صلعم کی اوزاعی حسان
بن عطیہ سے لایا ہے کہ کہا کہ نزول کرتے تھے حضرت جبرئیل ع رسول خدا کے نزدیک سنت کرکے جس طرح
اوترتے تھے ساتھ قرآن کے کہ قرآن کو تعلیم کرتے اوس جناب صلعم کے تئین تعلیم کے معنی سکھانا اور قرآن
ساری آیت کو بھی کہتے ہین اور تمام کلام اللہ کو بھی اسجگہہ سے معلوم ہوا کہ نطق مخصوص قرآن کرکے نہین ہے
یعنے یہ نہین کہ صرف قرآن ہی وحی ہو بلکہ حضرت صلعم کے اجتہاد کے تئین بھی وحی خفی معتبر رکھا ہے بعد اسکے
خبر دی اللہ تعالے نے اپنے حبیب کی فضیلت سے قصہ اسرا کرکے اور انتہاے سدرۃ المنتہی کرکے
کہ خلق کے علوم کی نہایت پہونچ وہانتک ہے اور تصدیق کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے بصر شریف
کی اور عدم زیغ کی زیغ کے معنی کند ہونا بینائیکا اور تصدیق کی اوس سرور صلعم کے عدم طغیان کی اوس چیز پر
جو کچھ دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو کچھ کشف ہوا اوس سرور صلعم کے تئین جبروت
اور لاہوت کے مقام سے اور مشاہدہ کیا ملکوت سے عجائبات کا کہ عبارتین احاطہ نہین کر سکتین
اوس عجائبات کا اور طاقت نہین فہمون کو اور عقلون کو کہ اوسکی ادنی حقیقت کے سننے کا گمان کرین

چہ جائے سُننا اور اسی واسطے اشارت کی حضرت ذو الجلال نے مخبر در آیا کرکے اور کنایہ کر کے جو دلالت رکھتے ہین اوپر عظمت کے بقولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنی پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف اپنے عبد کے جو کچھہ وحی کیا اور کہتے ہین کہ تکلم کرنا حضرت رب العزت کا اپنے حبیب سے تین قسم پر ہے ایک عرب لغت کی عبارتون سے کہ ظاہر اوسکا خلق کی سمجھہ مین آتا ہے دوسرا قرآن کے حروف مقطعات کے اشارتون سے جس طرح الم حم ن ق وغیرہ کہ تحقیق پر اوسکی کسیکو راہ نہین تیسرا بحجر وابہام کہ کوئی اوسکا تصور اور تخیل نہین کر سکتا جس طرح فاوحی الی عبدہ ما اوحی ابہام کے معنی پوشیدہ کرنا اور جس رویت مین کہ درمیان اس سورے کے اثبات اوسی رویت کی کی گئی ہے مفسرین اوسمین اختلاف رکھتے ہین کہ رویت جبریل ہے یعنے دیکھنا یا رویت حق دل سے یا بصر سے اور تحقیق قول اخیر ہے کعب احبار نے کہا کہ تقسیم فرمایا اللہ تعالیٰ نے رویت کے تئین اور کلام کے تئین درمیان محمدؐ اور موسیٰؑ کے پس کلام کیا موسیٰ سے دو بار اور دیکھا اللہ تعالیٰ کے تئین محمدؐ نے دو بار اور قول ابن عباس رضہ کا اور اکثر اصحاب کا یہی ہے لیکن عائشہ رضہ اس مسئلے مین مخالف پڑی ہین واللہ اعلم اور ہر تقدیر سے اسجگہہ دلالت ہے غایت فضل و کمال پر اوس سرورؐ کے کہ سوا اوس جناب کے کسیکو حاصل نہین ہوا

اور اذا الشمس کورت کی سورے مین انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین بعضون کے نزدیک محمول ذات شریف پر اوس سرورؐ کی اور وہ ذات جامع ہے ان صفتون کی

اور تمام فضایل اور کرامتون کی جامع ہے جس طرح سورۂ الحاقہ کے درمیان انہ لقول رسول کریم سے ذات شریف اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے وصل اور فرمایا اللہ تعالیٰ

طہ ما انزلنا علیک القران لتشقی اور مفتح اس سورۂ قرانیکا یعنے کھولنے والا یا کہ مفتح صیغہ ظرف بمعنی کھلنے کی جگہہ یٰس والقران الحکیم انک لمن المرسلین ہے اور طہ کے تئین بھی اسمار شریف سے حضرتؐ کے منسوب اور مقرر رکھتے ہین اور یا انسان اور یا رجل بھی مراد رکھتے ہین جس طرح یٰس کو یا سید پر گمان کرتے ہین طہ کے تئین بمعنے یا طاہر یا ہادی مراد رکھتے ہین اور کہتے ہین حساب ابجد سے طہ کے نو عدد ہین اور ہے کے پانچ عدد ہین اور مجموع چودہ ۱۴ ہوتے ہین معنی اوسکے یا ایہا البدر یعنے اے چودھوین رات کے چاند اور کیا اچھی تشبیہ ہے لیکن اہل تفسیر اسکے مانندون کے تئین یعنے ایسے معنون کے تئین بدع تفاسیر سے کہتے ہین بدع کے معنی نوپیدا التفاسیر جمع تفسیر ہے اور طہ

کے تئین اسم الٰہی تعالیٰ بھی کہتے ہین اور یہ دونون سورے مفید مدح وثنا ہین خدا کے حبیب کی اسی
جگہہ سے کہا ہے مخدوم سعدی نے شعر ترا عز لولاک تمکین بس است + ثنائی تو طٰہٰ ویٰسین
بس است + یٰسٓ مین قسم اور شہادت ہے یعنے گواہی وبنا اسبات پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صراط
مستقیم پر ہین یعنے یہ کہ خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ رسول میرا راہ مستقیم پر ہے اور طٰہٰ کے درمیان اعزاز
اور اکرام ہے اوس جناب کا اور بوجہ محبت اور شفقت کے اور حضرت رسول ؐ طاعت اور عبادت مین بھی
بہت تعب کھینچتے تھے خصوصاً تہجد اور قیام شب مین اتنا کچھہ کھڑے رہتے تھے کہ پاؤن سوج گئے تھے
اور کبھی ایک پاؤن سے کھڑے رہتے پس نازل ہوئے جبرئیل ؑ اور لائے طٰہٰ ما انزلنا علیک
القرآن لتشقی بطریق ندا اگرچہ طٰہٰ اسم اوس سرور ؐ کا ہے اور بوجہ قسم اگر اسمار الٰہی سے ہو اور
اگر اوس سرور ؐ کا اسم بھی کہین اور قسم پر گمان کرین تو بھی جائز ہے اور حسن التفات مین کہ سمجھ
غیبت سے خطاب کر کے حاصل ہوتا ہے کہ یہان ایک شفقت اور تکریم بوجھی جاتی ہے جو محبت
کے ذائقے پر لذیذ ہے فرماتا ہے کہ ہمنے نہین بھجوایا قرآن کے تئین تجھپر اے محمد اس واسطے
کہ تو مشقت مین پڑے اور تعب کھینچے یہ معنی اوسی آیت کے ہین یعنے طٰہٰ الخ الا تذکرۃ لمن
یخشیٰ یعنے نہین ہے وہ اعنی قرآن مگر واسطے یاد دلانے حق کے اوس کسیکو جو ڈرتا ہے خدا
سے مراد ذات شریف اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام شب فرماتے تھے باندھتے تھے اپنے سینۂ مبارک کے تئین
ایک رسی سے تاکہ نیند نہ آوے اور بیدار رہتے تمام شب اور صاحب مواہب لدنیہ نے اسکا
استبعاد کیا ہے یعنے اسبات کو بعید سمجھا ہے واللہ اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ مراد آیۂ کریمہ سے
وہ ہے کہ مشقت مین مت ڈال تو اپنی ذات کے تئین اور عذاب مت دے اپنی جان کو اندوہ
اور غصہ کھانے سے ان لوگون کے کفر پر کہ ہمنے نہین بھجوایا قرآن کو تجھے مگر اس واسطے کہ
تو پڑھے اور ابلاغ کرے یعنے پہونچاوے جو کوئی ایمان لاتا ہے اور صلاحکاری کرتا ہی اوسکے
واسطے ہے اور جو کوئی کفر مین ہے اور فساد کرتا ہے اوسی کے واسطے ہے نہین تجھپر مگر پہونچانا
امر کا اور بس چنانچہ دوسری جگہہ شفقت اور مہربانی کی راہ سے فرمایا ہے لعلک باخع نفسک
علی آثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا یعنے شاید کہ تو نے ہلاکت کھینچی ہے انکے پیچھے اگر

ایمان نہ لائے دی اس سخن سے جو قرآن ہے اور فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنے
اور البتہ تحقیق کہ جانتے ہین ہم کہ تنگی کرتا ہے سینہ تیرا سبب سے اوس چیز کے جو کہتے ہین وے
اور جھوٹ بولتے ہین خدا پر اور تجھپر کہ تجھے ساحر اور مجنون کہتے ہین اور شرک کرتے ہین خدا سے
اور طعن کرتے ہین قرآن پر اسجگہہ غایت اظہار محبت اور دوستی سے ہے صبر کر کہ معاملہ کافرون کا
انبیا سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور شاد رہ کہ آخر نصرت تجھے ہے اور نہین بھیجا ہمنے قرآن
کو اس واسطے کہ مشقت مین رہے تو اور اندوہ مین رہے جس طرح تمام پیغمبرون کو ہوا اور
اسجگہہ شاید کہ خلجان کرے ضیق صدر ساتھ شرح صدر کے ضیق کے معنی تنگی اور شرح کے معنی کشادگی
اور وسعت یعنے اس آیت مین جو یون وارد ہے کہ یا محمد تیرا سینہ تنگی کرتا ہوگا کافرون کی بدی سے
اور الم نشرح لک صدرک مین یون وارد ہے کہ آیا وسیع کیا ہمنے تیرے سینے کو اس سے یعنے
دفع توہم کرتا ہے کہ شاید یہ مقام اوس سے آگے تھا ساتھہ اسکے تلطف اور محبت اور دلجوئی حضر
حق کی طرف سے باقی ہے اس حال کے اقتضا کے درمیان اور صادر ہونے مین اس کلام کے فافہم
اور بعضے ارباب ذوق و وجدان نے کہا ہے کہ جو مشقتین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عبادت مین اور تکالیف شرعیہ مین اوٹھاتے تھے ساتھہ نہایت محبت اور عنایت کے اوس قبیل
سے ہین کہ محبوب قوی اور توانا محب ضعیف ناتوان کے تئین آغوش لیوے اور بھینچے ناچار محب ناتوان
مشقت اور تعب پاتا ہے لیکن جان سکتے کہ اوسکی ضمن مین کیا ذوق اور لذت ہے فہم من فہم
وعرف من ذاق قطعہ عشق کی لذت کو وہی جانے ہے مشتاق + جو کہ ہوا غم کا جفت عیش سے
ہو طاق + شہد سے شیرین لگین تلخیان اغیار کی + فافہم من فاہم وعارف من ذاق قطعہ
جو عشق کے رمز کو پہچانے + اوس سے کہو عاشقی کی گھاتین + اوس پر نکرو یہ حرف روشن + دیکھی
نہین جسنے کالی راتین + وصل اور مناشیر تعظیم اور تکریم الہی سے اور اعلاے شان اور
اظہار فضل و کرامت سے حضرت رسالت پناہی کی اور بلندی قدر سے اوس جناب کے ایک

یہ آیت ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
یعنے بدرستی و راستی کہ خداے عزوجل اور تمام ملایک اوسکے درود پڑھتے ہین اوپر
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اے وے لوگ جو ایمان لائے ہو تم درود بھیجو اور سلام

کہو اور اطاعت کرو اپنے پروردگار کی اور موافقت کرو اوسکے فرشتون کی درود بھیجنے مین
اوپر پیغمبر کے اور درود تمہاری اور فرشتون کی یہی ہے کہ دعا کرو اور چاہو پروردگار سے کہ درود
بھیجے اور رحمت نازل کرے اوسپر اور تمپر کہان تمکو وہ قوت اور قدرت ہے کہ تم اوسپر درود بھیجسکو
اور تم کہان پہچان سکتے ہو اوسکی قدر اور مرتبے کے تئین تاکہ اوس اندازے پر درود بھیجو جس طرح
پروردگار بے نیاز تقدس و تعالی پہونچاتا ہے اللہم صل علی محمد کما تحب و ترضی ان تصلی علیہ صل
علیہ کما ینبغی ان یصلی علیہ اللہم صل علی محمد صلوٰۃ انت لہا اہل و ہو لہا اہل بارک وسلم پس جمع فرمایا اللہ تعالی
نے عالم سفلی اور عالم علوی کے تئین اوپر دعا اور ثنا کرنے اوس سرور کے عالم علوی سے
مراد ملکوت ہین اور سفلی ہم لوگ اور اعلان فرمایا یعنے آشکارا اوس جناب کے ذکر کے تئین اولین
اور آخرین کے درمیان اور نشر کیا یعنے پراگندہ اوس سرور کے مناقب کے تئین آفاق
مین مشرق اور مغرب اور بر اور بحر مین اور آسمانون پر اور عرش اور کرسی پر اور نزدیک مستوی
کے اور صریف اقلام کے صریف کے معنی آواز اقلام جمع قلم اور ڈالی محبت اوسکی اللہ تعالی نے
دلون مین مومنون کے کہ راحت پاتی ہین اوس جناب کے ذکر سے روحین اونکی اور اوس
سرور کا ذکر سننے سے طرب مین آتی ہین اشباح جمع شبح کالبد کو کہتے ہین اور مست ہوتی
ہین دل یاد سے اوس جناب کی اور خوش ہوتی ہین زبانین ذکر کرنے سے گویا فرمایا اللہ تعالی
جل و علا نے کہ پیدا کرونگا سبکے وجود کے تئین تیری اتباع سے کہ سب ثنا کرینگے تیری
اور درود بھیجینگے تجھپر اور پیروی کرینگے تیرے طریق کی اور نگاہ رکھینگے تیری سنت
کے تئین اور کوئی فرض نہین فرائض نماز سے مگر یہ ساتھ اوسکے ایک سنت ہے پس وے
دستاویز کرنے والی ہین فرضون مین میرے امر سے اور سنت مین تیرے امر سے اور گردانا
مین نے تیری طاعت کو اپنی طاعت اور تیری بیعت کو اپنی بیعت اور حفظ کرینگے تیرے منشور کی
لفظون کی تئین اور مفسر تفسیر کرینگے تیرے فرقان کے معنون کے تئین اور واعظ لوگ پہونچاوینگے
تیری وعظ کے تئین اور ملوک اور سلاطین اور فقرا اور غربا کھڑے رہینگے تیرے در پر سلام بھیجینگے
دروازے کے باہر سے تجھپر اور مسح کرینگے اپنے منہ کے تئین تیرے روضے کی خاک سے اور امید رکھینگے تیری
شفاعت کی اور شرف تیرا باقی ہے ابد الآبدین تک و الحمد للہ رب العالمین اور بعضے عالمون نے

تاویل کی ہے حضرت رسول خداصلعم کی اس قول کی وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اوپر اسی معنی کو کہ صلوٰۃ بھیجنا خدای عزوجل کا اور فرشتون کا اوس جناب صلعم پر اور امر کرنا حق تعالی کا مومنون کے تئین اوپر اوسکے اور تحقیق وہ ہے کہ مراد اوس سے نماز ہے جس طرح حضرت کی سیرت اور حسن ہدی کی بیان مین گذرا وصل اور اتم نعم اور اکمل کمال جاہ اور جلال اور کرامات اور برکات سے جو درگاہ عزت سے دارد اور فایض ہے اوپر اوس سرور صلعم کے وہ چیز ہے جسے متضمن ہے یعنے درگیر نالکم ہی سورہ فتح کہ پروردگار تعالی نے اوسمین اپنے حبیب کی مدح وثنا کا خطبہ پڑھا ہے کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا جان کہ جتنی فیوض صوری اور معنوی یعنے ظاہر اور باطن کے سب فیض اور کرامات اور برکات ظاہر اور باطن کے جو جناب عزت سے اوس جناب پر فائض ہین بے نہایت ہین ایک اونمین سے مفتوح ہونا شہرون کا اور مسخر ہونا بندون کا اور حاصل ہونا غنیمتون کا اور قوی ہونا دینکا اور بہت ہونا امت کا اور چارون طرف پھیلنا اور منتشر ہونا اسلام کے احکام کا ہے اور بزرگتر فتوحات مکے کا فتح ہونا ہے کہ اوسکی تحقیق وقوع کے جہت سے تعبیر ماضی کرکے کی گئی یعنے فتحنا فرمایا اور فتح مبین کے معنی ہیدا اور ہویدا کہ ظاہر اور باہر ہے عزت اور شوکت اوسکے دین کے درمیان اور حاصل ہونا مزید یقین کا اور مبین ہیدا اور ہویدا کرنے والا بھی آیا ہے کیونکہ اسم فاعل ہے ابانۃ سے یعنے دین اسلام کے غلبے کا اور عزت اور شوکت کا ظاہر کرنے والا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اقوال اسجگہ بہت ہین بعضون نے کہا ہے کہ مراد وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت صلعم سے جاہلیت مین پیش از نبوت امام سبکی نے کہا ہے کہ یہ قول مردود ہے یعنے رد کیا گیا ہے کیونکہ نتھی پیغمبر صلعم کے تئین جاہلیت اور وہ سرور صلعم معصوم ہے پیش از نبوت اور بعد از نبوت اور مجاہد نے کہا ہے کہ ما تقدم سے مراد ماریہ کا قضیہ ہے اور ما تاخر سے اراده کرنا زید کے امراۃ کا ہے مترجم کہتا یہ ماجرا جلد دوم مین خود آتا ہے بندہ اسمین عبارات ایراد سے ڈرتا ہے کیونکہ مجھے خوب یاد نہین ہے مبادا کہین غلطی واقع ہو مگر اتنا کہتا ہون کہ ماریہ ایک باندی کا نام ہے جسے کسی بادشاہ نے حضرت صلعم کو بطریق تحفہ بھجوایا تھا اور زید بن حارثہ کے امراۃ کا نام زینب بنت جحش تھا جس سے حضرت صلعم نے نکاح فرمایا زید کے طلاق دینے کے بعد

انتہی زید نے کہا ہے کہ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ تھا ماریہ کے قضیے مین اور زید کی امراۃ کے
خواستگاری کرنے مین اصلاً گناہ کیونکہ وہ طلاق دے چکا تھا اور جو کوئی اعتقاد کرے اسبات پر خطا کر
اور زمخشری نے کہا ہے کشاف مین اور بیضاوی نے بھی اسجگہہ تبعیت اوسکی کی ہے کہ تمام جو کچھہ گذرا فرطات
سے کسمین تاب ہے جو محل عتاب ہو فرطات جمع فرط ہے بمعنی تقصیر کرنا کسی کام مین اور ضائع کرنا اور
امام سبکی نے کہا ہے یہ قول بھی مردود ہے اس جہت سے کہ ثابت ہے کہ انبیا معصوم اور تحقیق اجماع
کیا ہے یعنے اتفاق کیا ہے امت نے بیغیر گروہ نے اونکے معصوم ہونے پر اوس چیز مین جو کچھہ علاقہ
رکھتے والا ہے تبلیغ کرے اور غیر مین اوسکے یعنے تبلیغ کے سوا کبایر اور صغایر رذیلہ سے جو کہ حط
کرے اونکے مرتبون کے تئین حط کے معنی نیچے اوتارنا طرف نشیب کے یعنے انبیا کو جو گناہ کہ مرتبون
سے اونکے اونچے نیچے اوتارے یہ چار قسم مجمع علیہ ہین یعنے جائے جمعیت اجماع امت کی ان چار باتون پر ہے
اعنے کبایر صغایر صغایر غیر رذیلہ مداومت بر صغایر لعنے یہ کہ انبیا معصوم ہین کیونکہ تبلیغ کو
عصمت شرط ہے اور جنکو عصمت ہے وہی کبایر سے اور صغایر رذیلہ سے پاک ہین اور مداومت
نہین اونکو صغایر پر اور اختلاف کیا ہے معتزلہ نے اوس صغایر کے درمیان جو حط نکرے اونکے
مرتبون کے تئین اور غیر معتزلہ سے بہت اشخاص طرف اسبات کے جواز کیے گئے ہین یعنے صغایر سے
مرتبے انبیا کے حط نہین ہوتے اور مختار یعنے مذہب بعضون کا منع ہے کیونکہ ہم مامور ہین اونکے
اقتدا کرنے پر یعنے انبیا کے اوپر اون چیزون کے جو کچھہ اونسے صادر ہو قول اور فعل پس کس طرح
واقع ہو اون سے وہ چیز جو ناشایستہ اور ناسزا ہو اور امر کیے جاوین ہم اون چیزون کی
اقتدا پر اور حشویہ کے تئین یعنے زیادہ بات کے تئین جرأت اور دلیری کرتا ہوتا ہے اوپر حضرات
انبیاء کے تجویز کرنے سے اوسبات کے اوپر اونکے مطلقاً یعنے بلا قید کسی طرح سے ہو اگر نسبت اس
قول کی طرف اونکے صحیح ہے تو وے محجوج ہین اوپر اوس چیز کے جو کچھہ ذکر کیا ہمنے اجماع امت سے محجوج
کے معنی حجت کیا گیا اور جن لوگون نے تجویز صغایر کی ہے وے لوگ کوئی نص اور دلیل نہین رکھتے
اوپر اوسبات کے بلکہ اوسی آیت کرکے اور مانند اوسکے اوٹھون نے لیا ہی یعنے وہی جو مذکور ہوا کہ لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ تیرے اون گناہون کو جو گذرے
اور اون گناہون کو جو آیندہ ہون سبکو مین بخشتا ہون اور تحقیق ظاہر ہوا جواب اوسکا یعنی جو اوپر گذرا اور جن

لوگون نے تجویز کیا صغایر غیر رذیلہ کے تئین ابن عطیہ نے کہا ہے کہ اختلاف کیا ہی اونھون نے یا واقع
ہوا ہے اوس سرور سے کچھہ اوس سے یعنے صغایر غیر رذیلہ یا نہین واقع ہوا اور صحیح وہ ہی کہ نہین واقع
ہوا اور سبکی نے کہا ہے کہ نہین کچھہ شک اور شبہہ نہین تھا اسبات مین کہ واقع نہین ہوا اور کس طرح
تخیل کیا جاوے خلاف اسبات کا قول کے درمیان اوسحال وہ کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
صفت اوس سرور کی ہے یعنے نہین نطق اوسکا صادر ہوا سے یعنے آرزو سے اور نہین نطق
اوسکا مگر وحی ایسا وحی جو نازل کیا جاتا ہے اوپر اوسکے اور فعل اجماع اصحاب کا ہے کہ معلوم
ہے اونسے قطعًا اتباع کرنا اوس سرور کا اور اقتدا کرنا اوس جناب کا اون باتون مین کہ جو کچھہ
کرے وہ سرور قلیل اور کثیر سے یا کبیر یا صغیر سے اور نتھا اصحاب کے تئین توقف اور بحث کرنا
یہانتک کہ آرزومند تھے اور شایق جاننے پر اوس چیز کے جو کچھہ حضرت سے ظہور مین آتا تھا ستر اور
خلوت کے درمیان اور اتباع کرنے پر اوس سرور کے حریص تھے خبر ہوا اوس سرور کو یا نہوا اور
جو کوئی تامل کرے اصحاب کے احوال کو ساتھہ رسول خدا کے اور جو کچھہ پہچانتے تھے اصحاب
اور مشاہدہ کرتے تھے اوس جناب سے احوال اوس جناب کا اول سے آخر تک یہ سب جو کوئی معلوم
کرے شرم کرے خدا سے کہ تکلم کرے مانند اس کلام کے یا خطور کرے مانند ان وہمون کے اوسکے دل مین
اور کہا سبکی نے کہ اور اگر یہ نہوتا کہ کہا گیا ہے یہ قول اور صادر ہوا ہے بعضے لوگون سے تو مین حکایت
نکرتا اوسکے تئین اور ہم بیزار ہین اور دادخواہ ہین ہم طرف خدا کے زمخشری سے کہ کہا ہے اوس نے
اس قول کو اس آیت کی تفسیر مین اور اگر سلامت رکھین ہم اس قول کے تئین زمخشری کے حاشا للہ پس
نہین مگر ایک دو چیزین احیانًا تھی اوسکے درمیان پس مناسب نہین ذکر کرنا اوسکا آیت کے درمیان جو بشارت
دینے والا ہے عظمت اور امتنان کی اور گردانتا اوسکا غایت فتح مبین مقرون سابہ تعظیم کے اور حمل
کرنا اوپر اوسکے یعنے فتح مبین پر یہ گمان کرنا محتمل ہے بلاغت پر یہ کلام امام سبکی کا ہے زمخشری کے مقابلے
کے رد کرنے کے درمیان جیسے ذکر کیا ہے علامہ سیوطی نے اپنے رسالون مین اور ذکر کیا ہے اور
دوسرے قولون کے تئین بھی یہانتک کہ پہونچا ہے گیارہ قولون تک اور زیادہ اوپر اوسکے کہا ہی
سبکی نے اپنی تفسیر مین کہ تحقیق تامل کیا مین نے اس کلام مین کہ اس آیت کے درمیان کہ لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور اس کلام کے ماقبل اور مابعد کے تئین مین نے دیکھا

پس پایا مین نے اوسکے تئین کہ احتمال نہین رکھتا مگر ایک وجہ کا اور وہ شرف دینا اور گرامی رکھنا ہے پیغمبر ص کا بدون اسبات کے کہ اوسجگہہ کوئی گناہ ہو اور کہا سبکی نے کہ اور بعد اسکے کہ پڑہا مین اوپر اس معنی کے پایا مین نے یہ عطیہ بھی جو پڑہا ہے اوسپر اور کہا معنی آیت کے شرف دینا ہے اس حکم پر اور نہین اسجگہہ کوئی گناہ اور تحقیق توفیق پائی ہے ابن عطیہ نے درمیان اوس چیز کے جو کہا اوس نے انتہی اور یہ کلام مجمل ہے بیان ہو سکتا یہ ہے کہ صاحب کبھی شرف اور بزرگی دیتے ہین اپنے بندون خاصون کے تئین اور نوازش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بخشا ہمنے تجھے اور درگذر کیا ہمنے اون گناہون سے جو تجہ سے ہوئے اور جو آئندہ ہون اور باز پرس نہین تجھپر اور حال یہ کہ وہ بندہ کچھہ گناہ نہین رکھتا اور صاحب بھی جانتا ہے کہ کچھہ گناہ اوس سے صادر نہین ہوا نہ آگے نہ بعد ولیکن یہ کلام فائدہ دینے والا ہے تشریف اور تکریم کا بندون کے تئین فافہم اور بعضے محققون نے کہا ہے کہ مغفرت اسجگہہ کنایہ ہے عصمت سے پس معنی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک وما تاخر منہ ہین یعنے تا کہ بخشے اللہ تعالی تیرے گناہان گذشتہ اور آیندہ تا کہ عصمت مین رکھے تجھے خدا اوس چیز مین جو گذرا تیری عمر سے اور جو کچھہ آخر ہوا اوس سے اور یہ قول نہایت حسن قبول رکھتا ہے اور تحقیق عذر کیا ہے اہل بلاغت نے بلاغت اسالیب بلاغت سے جو قرآن مین ہے کنایہ کیا گیا ہے تحقیقات سے لفظ مغفرت کر کے اور عفو اور توبہ کر کے جس طرح قیام شب کے نسخ مین فرمایا علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر منہ نسخ کے معنی نیست اور نابود کرنا اور صدقے کی تقدیم کے نسخ مین فرمایا فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم اور تحریم جماع کے نسخ مین فرمایا لیلۃ الصیام فتاب علیکم وعفا عنکم فالآن باشروہن اور بھی کہا ہے مفسرون نے کہ جس جگہہ پروردگار تعالی نے قرآن کے درمیان توبہ اور غفران کا ذکر کیا ہے اوس جگہہ جو ذلت و خطا کہ اون سے یعنے انبیا سے صادر ہوئی ہے بھی کہا ہے جس طرح آدم ع کے قصے مین فرمایا وعصی آدم ربہ اور نوح ع کی شان مین انی اعظک ان تکون من الجاہلین اور یونس ع کے قصے مین فظن ان لن نقدر علیہ اور داؤد ع کے ولا تتبع الہوی اور موسی کے قصے مین فوکزہ موسی اور حضرت سید المرسلین کی شان مین فتح کے تئین مقدم رکھا مراد انا فتحنا سے اور بعد اسکے غفران ذنوب گذشتہ اور آیندہ کا ذکر کیا اور ذنوب کو مستور رکھا یعنی بیان گناہ نہین کیا اور شیخ عزالدین عبد السلام نے اپنی کتاب مین جسکا نام نہایۃ السؤل

فیما سخ من تفضیل الرسول ہے کہ تفضیل دی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کے تئین تمامی
انبیا علیہم السلام پر بہت سی وجہوں سے اور ذکر کیا ہے اوسکا یہانتک کہ کہا ایک اون وجہوں سے یہ ہے
کہ خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ آمرزیدہ کیا اوس سرور صلعم کے تئین گذشتہ اور پیوستہ گناہوں
سے اور نقل نہین کیا گیا کہ خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہو کسی ایک نبی کی انبیا سے مانند اسکے بلکہ ظاہر وہ ہی
کہ خبر نہین دی اور اسی واسطے جبکہ طلب کیجاویگی اون سے شفاعت یعنے جب امت ہر ایک پیغمبر صلعم کی اپنے
اپنے پیغمبروں سے قیامت کے دن شفاعت خواہی طلب کرینگے تب وے یاد کرینگے اپنی اپنی خطاؤں
اور ہیبت سے اوس مقام کی شفاعت پر اقدام نہین کر سکین گے اور جب طلب کرینگے خلایق حضرت
محمدؐ سے شفاعت کے تئین اس مقام مین فرماویگا وہ سرور صلعم کہ یہ کام میرے لیے ہے اور بیان اسکا وہ ہے
کہ حضرت حق نے ثابت کیا واسطے اوس سرور صلعم کے پہلے فتح مبین کے تئین اور بعد اسکے ذکر کیا
مغفرت ذنوب کے تئین اور ذکر کیا بعد اوسکے اتمام نعمت کے تئین اور اثبات فرمایا اللہ تعالے
نے ہدایت صراط مستقیم اور نصر عزیز کے تئین پس یقین ہوا کہ مقصود اثبات ذنوب نہین ہے بلکہ نفی
اوسکی ہے یعنے ذنوب کی فافہم وباللہ التوفیق ذکر کیا اس تمام کے تئین سیوطی نے ویتم نعمتہ علیک
یعنے اور تمام اور کامل گردانین اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتین تجھپر پوشیدہ نہ رہے کہ تمامی فضایل اور کمالات
اور کرامات اور برکات داخل ہین اس کلمے کے درمیان اور جو کچھ ذکر کیا جاوے اور تصور کیا جاوے
نعمتوں کی خصوصیتوں سے اور اوسکے عمومات سے اون چیزوں سے جو کچھ حساب کرنے والا
اندیشے اور خیال کا اون کے حد اور حصر سے عاجز اور قاصر اور زبان قال اور حال اوسکے ذکر اور
بیان سے گونگی ہو تمام اس اجمال کے حیطے مین مندرج ہین اور تفصیل حیطۂ امکان سے باہر ہین
شعر فان فضل رسول اللہ لیس لہ + حد فیعرب عنہ ناطق بفم + شعر نہین فضل کو اوسکے حد و
شمار + دہن سے سخنگو کرے ہے بیان + قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ
من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ مراد ان کلمات سے اہل تحقیق کے نزدیک وہ فضایل
اور کمالات اور معارف اور حقایق ہین جو حضرت فضال ذو الجلال والاکرام نے اپنی درگاہ کے
خاص انبیا اور اصفیا پر خصوصاً سید انبیا اور سند اصفیا محمد مصطفےٰ صلعم پر افاضہ فرمائے ہین افاضہ یعنی

بیہت کرنا کسی چیز کا اور تعیین تو جو کچھہ صفت حق اور شیون ذات مطلق ہے سو منزہ اور مقدس ہے اس تمثیل اور تنظیر سے جو بنا کی گئی ہے تقیید سے اور مشعر ہے اوپر تحدید کے تحدید کے معنی حد کسی چیز کی آشکار کرنا تمثیل کے معنی مثال دینا یعنے اوپر تحدید کے تمثیل او تنظیر کرین یعنے منزہ ہے اس بات سے کہ تمثیل اور تنظر کرین اور اتمام نعمت کی بعد یعنے نعمتون کے عام کرنے کے بعد اور اوسکے شامل ہونیکی بعد تمامی دینوی اور اخروی کی نعمتون کے تئین تخصیص کی حضرت پروردگار نے دو نعمتون کا ذکر کر کی ایک ہدایت صراط مستقیم کی جو اصل اصول ہے نعمتون کی یعنی ہدایت راہ راست کی اور منتج کشائش اور فلاح ہی اور رہنمائی انام جو غایت بعث اور ارسال ہے بعث کے معنی اوٹھانا اور ارسال بھیجنا دوسرے نعمت دینوی کہ مقصود اوس سے بھی یہی ہے جس طرح اول بھی منتج ہے یعنے نتیجہ کیا گیا عالم کی صلاح کا اور انتظام یعنے آراستگی کار خانہ وجود کی ہے اور فرمایا ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا کہا ابن عطا نے کہ جمع کی گئین اسواسطے حضرت ؐ کے اس سورے مین متعدد نعمتین فتح عظیم مبین جو اجابت کی نشانیون سے ہے اور ہدایت جو ولایت کے نشانون سے ہے اور کامل اور تمام کرنا نعمتونکا جو اختصاص کی نشانیون سے ہے پس مغفرت تبریہ اور تنزیہ سے اوسکے ہے یعنے حضرتؐ کے بری اور پاکیزہ کرنے سے نقصانون سے اور عیبون سے اور اتمام نعمت ابلاغ اوسکا ہی یعنے پہونچانا اوس سرور کا درجہ کامل کے تئین اور ہدایت دعوت ہے طرف مشاہدے کے اور برتر کی قدر نے شان اوس سرور کی اوس چیز سے کہ فوق اوس چیز کا مرتبہ متصور نہین اور فرمایا اللہ تعالی نے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم جس طرح فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اگرچہ یہ اہل عربیت کی اصطلاح مین قبیل مجاز کسے ہے لیکن اہل حقیقت جانتے ہین کہ یہ کیا رمز ہے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت خالق نے منت رکھی آرام اور قرار اور یقین کے نازل کرنے سے جو خلاصہ نعمتون کا ہے مومنون پر جنہون نے تصدیق کی اونکی بہ بیان فانزل السکینۃ علیہم کا ہے اور مدح کے سورے کے آخر مین رسول خدا ؐ کے اصحاب کامل الانتصاب کی اوس جناب کی ہمراہی اور اتفاق کی فضیلت کر کے جو نتیجہ محبت کا ہے انتصاب کے معنی قائم ہونا اور وصف کی اللہ تعالے نے اونکی شدت اور خلاف کر کے کفار پر اور رحمت اور ائتلاف آپسمین کر کے جس سے انتظام کار خانہ دنیکا اور ملت کا ہے یہ سب جا بجا کناے ہین ہر ایک آیت سے اور ہوئے وی

یعنے اصحاب کو اس صفت کرکے مصدوق یحبہم ویحبونہ کی جس طرح سورہ مائدہ مین فرمایا اذلۃ علی المومنین
اعزۃ علی الکافرین الخ اور وعدہ لیا اللہ تعالی نے اونسے اوپر مغفرت اور اجر عظیم کے یہ لفنا اس
آیت ستے ہے لہم مغفرۃ واجرا عظیما اور یہ سب موجب امتنان اور فضل حضرت م کا ہے امتنان
قبول امت کرنا جو سب تمامی فضایل اور کرامات اور برکات جو فائض ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر درگاہ عزت سے درمیان اس کلمے کے جو جوامع الکلم ہے داخل ہین کہ انا اعطیناک الکوثر کہ
مراد اوس سے خیر کثیر ہے دنیا اور آخرت مین اور یہ کلمہ ساتھ اس اختصار کے متضمن اس
اظہار کا ہے اور اگر تمامی علما اور عرفا عالم کے اس کلمے کی شرح کرین استیفا اور استقصا اوسکا نکر سکین
واللہ اعلم استیفا کے معنی تمام لینا اور استقصا کسی چیز کی نہایت کو پہونچنا بارے بالفعل جو کچھ
نظر مین ہے لکھتا ہون فرمایا حضرت حق نے انا اعطیناک الکوثر یعنے دین ہمنے تجھے اے محمد م
مناقب و مکارم کثیرہ کہ ہر ایک اون سے عظیم تر ہے تمامی ملک دنیا سے اور جب ہمنے دین تجھے وہ
نعمتین پس مشغول ہو تو ہماری طاعت سے یہ ترجمہ فصل لربک وانحر کا ہے اور خوف مت رکھہ
بدگویون کی باتون سے اور عبادت دو قسم ہوتی ہے بدنی اور مالی یہان اشارت ہے اول کی طرف
یعنے عبادت بدنی کی طرف بقولہ فصل لربک اور طرف ثانی کے یعنے عبادت مالی کی طرف بقولہ وانحر
اور ذکر نکیا انا اعطیناک کا لفظ مستقبل کرکے کہتا سنعطیک دلالت رکھتا ہے اوپر اسبات کے
کہ یہ اعطا حاصل ہو چکی ہے اوس سرور م کو پیش از وجود عنصری اوس جناب م کے جس طرح کنت
نبیا و آدم بین الروح والجسد یعنے یہ مقولہ حضرت م کا ہے کہ فرمایا مین نبی تھا اور آدم بین روح
وجسم تہا اور سنعطیک کے معنی نزدیک ہے کہ تجھے عطا کرون یعنے نعمتین اور خوبیان اور نعمتین
کونین کی رسول خدا م کے واسطے پہلے ہی آمادہ ہو چکی تھین جس طرح بادشاہ کسی خاص شخص
کے واسطے کچھ خدمت اور حکومت اپنے نزدیک ٹھہرا کے مہیا کر رکھا ہو اور بعد اوسکو کہے کہ
نزدیک کہ تجھے سرافراز کرون ایسی اور ایسی نعمتون سے گویا فرمایا اللہ تعالی نے کہ یا محمد مہیا
کر رکھا ہے ہمنے واسطے تیرے اسباب سعادت تیرے داخل ہونے سے آگے دائرہ وجود مین
پس کس طرح بیکار چھوڑونگا مین تجھے تیرے وجود کے بعد اور عبادت مین تیرے اشتغال کرنیکے
بعد اور نہین دیا ہمنے تجھے یہ فضل عمیم تیری اطاعت اور عبادت کی جہت سے بلکہ صرف دینے

فضل اور احسان سے بغیر باعث اور بے سبب جو حاصل معنی اجتبا کا ہے اور اجتبا کے معنی چن لینا اور
پسند فرمانا اگر کہا جاوے بیان یہ ایک فائدہ ہے واسطے زیادت یقین اور بصیرت کے کہ تمام
انبیا تھے کچھ تئین اور تمام لوگون کو جو کچھ اللہ تعالی نے دیا ہی پیشتر انکے وجود عنصری دیا ہے اور نصیب
کیا ہے پس فضل اوپر اسبات کے ہو کہ حضرت ؐ کو پیشتر دیا ہے اور نبیون سے نہ یہ کہ پیشتر کیونکہ
پیشتر مین سب داخل ہین جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوس جناب کے کمالات اور نبوت کو
عالم ارواح مین ظاہر فرمایا تھا اور انبیا کی روحون نے اوس سے استفاضہ حاصل کیا تھا جس طرح
حضرت ؐ نے فرمایا کنت نبیا وآدم الخ اور نبوت دوسرے نبیون کے علم الہی مین تھی نہ یہ کہ خارج
مین ہو اور آیا ہے کہ مراد کوثر سے ایک نہر ہے جنت مین جیسا کہ بیان اوسکا حدیثون مین آیا ہے
روایت کی ہے انس رضؓ نے کہ فرمایا رسول خدا ؐ نے کہ درمیان اوس اثنا کے کہ مین سیر کرتا تھا
یعنے چلتا ہون بہشت مین ناگاہ دیکھا مین نے ایک نہر کہ تہین کہ ہر طرف اوسکے گنبد ہین مجوف
موتیون سے مجوف اوس چیز کو کہتے ہین جو اندر سے کھوکھلی ہو اور طینت اوسکی مشک اذفر ہے
کہا مین نے کیا ہی یہ یا جبرئیل ؑ کہا یہ کوثر ہے جسے عطا فرمایا ہے پروردگار تعالے نے تمکو رواہ البخاری
مشہور اور مستفیض سلف مین یہ تفسیر ہے اور حدیث مین بھی تفسیر اوپر اوسکے واقع ہوئی ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد کوثر سے اولاد طیبہ ہے اوس سرور ؐ کی کیونکہ یہ سورہ رد
واقع نازل ہوا ہے اوپر اوس شخص کے جسنے طعن کیا سرور عالم ؐ پر عدم اولاد کر کے یعنے جب
ابراہیم بن رسول اللہ ؐ نے اس جہان سے رحلت کی تب ایک منافق نے کہا محمد ابتر ہوا اور
ابتر اوسے کہتے ہین جسکے اولاد نہو ہندی مین اوسے اوت کہتے ہین پس فرمایا حضرت حق جل و
علا نے کہ عطا فرمائی ہمنے تجھے اولاد کہ باقی رہیگی روز قیامت تک اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد
کوثر سے خیر کثیر ہے یعنے بہت خوبیان اور لغت مین یہ مصدر ہے بمعنی کثرت اور رد ہے اوپر
اوس شخص کے جسنے طعنہ دیا اور ابتر کہا اوس جناب کو اور عین المعانی مین مسطور ہے کہ کوثر فوعل ہے
کثرت سے جس طرح نوفل نفل سے اور جوہر جہر سے اور مقابل اوسکے خبر آئی کہ ان شانئک ہو الابتر
یعنے جو کوئی تجھے عیب کرتا ہے وہی ابتر ہے اور جو کوئی بے نسل کہتا ہے وہی ابتر ہے اور کشاف
مین کہتا ہے کہ کوثر فوعل ہے کثرت سے اور مبالغہ ہے درمیان اوسکے یعنے بہت بہت یک

عرب کا اوسکا سفر سے پھر اٹھا لوگون نے پوچھا تیرا لڑکا کیا خبر لایا اسنے کہا اوسنے جا ربالکوثر یعنی
آیا بہت خوبیون کے ساتھ اور ابن عباس رضہ سے آیا ہے کہ تفسیر کی اونھون نے کوثر کی خیر کثیر
کرکے پس کہا ابن عباس کو سعید ابن جبیر نے کہ لوگ یون کہتے ہین کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت مین
ابن عباس نے کہا کہ وہ بھی خیر کثیر ہی کے قبیل سے ہے معنی یہ ہین کہ دیا ہمنے تجھے ای محمد دونون
جہان کی خوبیون سے وہ کچھ جسکی کثرت کو کچھ نہایت نہین ہے اور دیا نہین گیا کسیکو سوا تیرے
اور عطا کرنے والا اوسکا مین ہون کہ پروردگار ہون جہان اور اہل جہان کا پس واسطے تیری
تشریف تر اور وافر تر عطائین فصل لربک یعنے پس پرستش کر تو اپنے پروردگار کی جس نے
ارجمند کیا تجھے اپنی عطا سے اور نوازش کی اوسنے اور بچالیا خلق کی منت سے تیری قوم کے
گمان سے جو خدا کے غیر کو پرستش کرتے ہین وانحر یعنے اور نحر کر یعنے ذبح کر تو واسطے خدا کے
اور نام سے خدا کے برخلاف اس قوم کے جو بتون کے نام سے ذبح کرتے ہین ان شانئک ہو الابتر
یعنے تحقیق کہ جو کوئی تجھے دشمن رکھتا ہے اور خلاف کرتا ہے تجھسے وہی ابتر ہے یعنے بے نسل
اور بے برکت ہے نہ یہ کہ تو ہو وے کیونکہ قیامت تک مومنون سے جتنے پیدا ہون سب تیری اولاد
معنوی ہوینگے اور ذکر تیرا بلند ہے منبر و نبر اور زبان پر ہر ایک عالم ذاکر کے آخر دہر تک ابتدا
کرینگے خدا کے نام سے اور مثنی کرینگے تیرے نام پر اور واسطے تیرے آخرت کے درمیان
وہ چیز ہے جو احاطہ کرنے سے بیان کے اور وصف کے باہر ہے تجھسے شخص کو ابتر تیرا عیب کرنے
والا ہے کہ دنیا اور آخرت مین کوئی اوسکا نام نہ لیوے اور اگر نام لیوے تو ساتھ
لعنت کے لیوے **قطعہ** لعنت خدا کی اوسپر جو ہو دشمن نبی + جو راہ راست چھوڑکے کرتا ہے کجی
یارب مین اوسکا ہون و آل و صحابہ ہون + نہ دوست خارجی کا ہون نہ یار رافضی + فاغفر لنا بفضلک
یا سامع الدعا + الا الیک حاجتہ و علیہ معولی + مجھکو نبی کی آل کی الفت سے شاد رکھہ + دنیا مین آخرت
مین بھی رکھہ آسرا وہی + اور ابو بکر بن عباس رض نے کہا کہ مراد کوثر سے کثرت امت ہے اور حسن
بصری نے کہا قرآن مراد ہے اور عکرمہ نے کہا نبوت اور مغیرہ نے کہا اسلام اور حسین بن
فضل نے کہا تیسیر قران اور تخفیف شرایع مراد ہے اور بعضون نے کہا شفاعت کرنا اکثر امت کا
مراد ہے اور بعضون نے شفاعت اور معجزات نبوت کو مراد رکھا ہے اور بعضون نے قرآن اور نبوت

اور ذکر عظیم اور نصرت بانا اعدا پر ارادہ کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کوثر سے مراد علماء
امت ہین فالعلماء ورثۃ الانبیاء یعنے پس عالم انبیا کے وارث ہین روایت احمد وابوداؤد و
ترمذی اور بعضون نے کہا مراد کوثر سے علم ہے اس فکر کے قرینے سے جو فرمایا کہ فصل لربک
اوسکے بعد یعنے انا اعطیناک الکوثر کے بعد اور جو کچھ مقدم ہے عبادت پر سو علم ہے اور عبادت اوسکا
نتیجہ ہے اور کوئی چیز کثرت اور وسعت مین علم کی صفت کو نہین پہونچتی اور بعضون نے کہا کوثر خلق
حسن ہے اور صواب وہ ہے کہ کوثر کے تئین مخصوص کسی چیز کرکے نرکھین بلکہ وہ تمامی صفات
اور کمالات کو شامل ہے اور خیر کثیر شامل ہے تمام معنون کے تئین اور فصل الخطاب ہین ان
معنون کے مذکور کے بعد اس قوم سے یعنے جن راویون کے نام لیے گیے بھی اور اقوال منقول ہین
اور کہا ابن عطا نے یعنے انا اعطیناک کے معنون مین کہ دی ہمنے معرفت یعنے شناسائی اپنی ربوبیت
کی یعنے پروردگار ہونے کی اور دیا ہمنے انفراد یعنے ایک ہونا اپنی وحدانیت پر اور اپنی قدرت اور
مشیت پر معرفت عطا کی ہمنے تجھے اے محمد اور سہل تستری نے کہا انا اعطیناک الکوثر یعنے دی
ہمنے تجھے معرفت اور کثرت ساتہ وحدت کے اور دیا علم توحید تفصیلی توحید کے معنی جدا کو واحد جاننا
اور دیا ہمنے علم شہود وحدت کا عین کثرت مین اوس تجلی سے جو ایک ہی اور یہ تجلی بمنزلت ایک نہر کے
ہی اور بہشت مین جو کوئی اوس سے پانی پیوے کبھی پیاسا نہوئے فصل لربک یعنے جب تونے مشاہدہ
واحد کا کیا عین کثرت مین پس تکرار کر تو اوپر استقامت کرنی نماز کامل کے ساتھ شہود روح کے اور
حضور قلب کے اور انقیاد کرنا ذات کا اور طاعت بدن کے ساتھ تقلب کرنے یعنے تصرف کرنی عبادت
کے ہیاکل کے درمیان کیونکہ یہی ہے نماز کامل ایسی نماز کہ جمع کرنے والی جمع اور تفصیل کے حقوق
کی تفصیل کے معنی جدا کرنا ہیاکل جمع ہیکل ہے بمعنی خلوہ اور بناے بلند وانحر یعنے قربج کر تو انانیت
شتر اور گاؤ کے تئین تاکہ ظاہر ہو یہ انانیۃ تیرے شہود مین ساتھ تلوین کے تلوین کے معنی رنگ برنگ
ہونا اور سلب نکرے یعنے محو نکرے تجھہ سے تمکین کے مقام کے تئین اور رہ تو ساتھ حق کے صرف
فنا کرکے باقی اوسکی بقا کرکے ابد تک تاکہ تو اتیرنا تمام نہوئے اپنے واصل ہونے مین اور اپنے حال
مین اور اپنی امت کے متصل ہونے مین ساتھہ تیرے جو تیری ذریت ہین تحقیق کہ دشمن تیرا وہ الابتر ہے
برخلاف اس طریق کے ہے اور منقطع ہے حق سے ابتر وہی ہے نہ یہ کہ تو اور مولانا تاج الملۃ

والدین الصدر البخاری کے حدایق الحقایق مین مذکور ہے انا اعطیناک الکوثر یعنے تحقیق کہ ہمنے عطا
کین تجھے بہت سی خوبیان اور ہر نوع کے فضائل عدد اور شمار سے باہر اور بالجملہ ائمہ تاویل کی اقاویل
اُنکی جمع امام اور اقاویل جمع قول یعنے جو امام اہل تاویل ہین اونکے اقوال اور تفصیلین اس اجمال کے
مقابل ایک حرف ہے دفتر سے اور ایک قطرہ ایک ندی سے انتہی کلام فصل الخطاب واللہ اعلم
بالصواب **وصل** اور اون چیزون سے جو دلالت رکھتی ہین غایت فضل اور کرامت پر
حضرت سرور عالم ؐ کے اوپر اسبات کے کہ وہ سرور نبی الانبیا ہے اور اوپر اسبات کے کہ انبیا
اوس جناب کی امت کے حکم مین ہین یعنے مثل امت ہین یہ آیت ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین
لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علی
ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون
یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے ای محمد یاد کر جس وقت کہ لیا پروردگار عالم نے عہد اور پیمان پیغمبرون سے
یہ کہ ہر گاہ دیا مین نے جو کچھ تمکو کتاب اور حکمت سے پس آویگا تمہارے تئین ایک رسول ایسا رسول ہے
کہ تصدیق کرنے والا اوس چیز کا جو ساتھ تمہارے ہے اور یہ صفت تمام پیغمبرون کی ہے کہ تصدیق
کرتے ہین یکدیگر کی اور اصول دین مین موافق ہین تا کہ ایمان لاؤ تم اوس رسول سے اور نصرت دو اوسکے
تئین خبر دی اللہ تعالی نے اسبات کی کہ عہد لیا ہر پیغمبر سے جو بھیجا عالم مین آدم علیہ السلام کے زمانے
سے محمد ؐ کے زمانے تک تمامی مفسر اسبات پر ہین کہ مراد اس رسول سے محمد ؐ ہین اور نہین بھیجا اللہ تعالی
نے کسی ایک پیغمبر کو مگر یہ کہ ذکر کیا اوس سے محمد ؐ کا اور فرمایا اوسکو اوس جناب کے اوصاف کے
تئین اور لیا اوس پیغمبر سے میثاق یعنے عہد اوپر اسبات کے کہ اگر پاوے اوس جناب کی زمانے
کے تئین ایمان لاوے اوس سرور ؐ سے اور لابد جب انبیا سے اللہ تعالے نے میثاق اونکی امتون
سے جو اونکے تابع ہین اون سے بھی لیا ہو گا اور جب انبیا اصل اور متبوع ہین یعنے تابعداری کئے جانے
کفایت فرمایا اللہ تعالی نے آیت کے درمیان اونکا ذکر کرکے یعنے صرف اونھین کا ذکر کیا امت کا
نھین فرمایا علی مرتضی رضؓ نے اور ابن عباس رضؓ نے کہ نہین بھیجا اللہ تعالی نے کسی پیغمبر کے تئین مگر یہ
کہ لیا اوس سے عہد کہ اگر زندہ پاوے محمد ؐ کے تئین ایمان لاوے اوس سرور ؐ سے اور نصرت
دیوے اوسکی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد وہ ہے کہ لیا خدا تعالی نے میثاق کے تئین جو انبیا نے

اپنی امتون پر عہد لیا کہ جب محمد ﷺ مبعوث ہون ایمان لاؤ تم اوس سرور ﷺ سے اور بیان کرو تم صفات کو
اون لوگون سے جو بعد تمھارے آوین اور اسی طرح یہانتک نوبت پہونچے اہل کتاب کی مراد یہود وغیرہ سے
جو ہم عصر تھے سرور عالم ﷺ کے اور جب حضرت ﷺ مدینے مین تشریف لائے اور تکذیب کی اوس جناب کی
یہودیون نے تب یاد دلایا حضرت ﷺ نے اوس میثاق کے تئین اونکو اور نازل ہوا وہ آیہ جو اوپر گذرا
اور احتجاج کیا ان بعضون نے یعنے جنکا مقولہ یہ ہے کہ کہتے ہین کہ ہر ایک پیغمبر سے اللہ تعالی نے میثاق
لیا کہ اپنی امت سے عہد لیوین الخ یعنے طلب دلیل کرتا اونکا اوپر اس بات کے کہ جن لوگون سے اللہ تعالی
نے میثاق لیا چاہیئے کہ واجب ہو اونپر ایمان لانا اوس جناب سے مبعوث ہونیکے وقت اور انبیا حضرت ﷺ
کی بعثت کے وقت جمیع اموات سے تھے اور میت مکلف نہین ہوتی پس متعین یعنے ثابت ہوا کہ میثاق
ماخوذ امم ہوگا اور موید ہے اس قول کے تئین یہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا فمن تولی بعد ذلک فاولئکھم
الفاسقون اور یہ وصف انبیا کی نسبت کرنی لایق نہین ہے بلکہ لایق ہے امت کی نسبت کے
تئین اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد آیت سے بر طریق فرض وتقدیر ہے کہ انبیا اگر جیتے ہوں تو واجب ہے
اونپر ایمان لانا محمد ﷺ سے نہ یہ کہ اخبار ہوا وسکے واقع ہونے مین وجود کے درمیان اور بہت احکام
ہین کہ فرض اور تقدیر کرتے ہین جس طرح لئن اشرکت لیحبطن عملک لو تقول علینا بعض الاقاویل
ومن یقل منھم انی الہ الخ اور اتنا کافی ہے اظہار فضل وشرف مین اور کرامت مین اوس جناب کے اور
جب بنا کلام اوپر فرض اور تقدیر کے ہے تو فرمانا حضرت حق جل وعلا کا فمن تولی بعد ذلک فاولئکھم
الفاسقون بھی درست ہوگا اور بھی جب انبیا کو حکم کیا اور میثاق لیا کہ بر تقدیر حیات واجب ہی اونپر
کہ ایمان لاوین محمد ﷺ سے تو اونکی امتونپر بھی واجب ہوگا بطریق اولی اور فمن تولی بعد ذلک فاولئکھم
الفاسقون منسوب ہے امم سے پس لینا میثاق کا انبیا سے اور تاکید اور تقریر اور شدت کرنا اوپر
اونکے قوی تر اور داخل تر ہوگا درمیان مقصود کے پس سمجھ کہا امام سبکی نے کہ اس آیت مین اشارت ہے
کہ حضرت محمد ﷺ بر تقدیر حیات انبیا اوس جناب کے زمانے مین مرسل ہونگے یعنے بھجوائے گیے طرف اونکی
پس ہوگی نبوت اور رسالت اوس سرور ﷺ کی عام اور شامل تمام خلق کے تئین آدم ﷺ کے زمانے
سے روز قیامت تک اور تمام انبیا اور اونکی امتین امت اوس جناب کی ہونگی اور فرمانا حضرت ﷺ کا
کہ بھجوایا گیا ہون مین تمامی انسانون کی طرف اور فرمانا حضرت حق کا وما ارسلناک الا کافۃ للناس

یعنے نہین بھجوایا ہے تمھے ای محمد مگر تمام آدمیون کی طرف یہ مخصوص نہو تا اون لوگون کو کہ جو اوس
سرور کے زمانے سے قیامت کے دن تک ہین بلکہ شامل ہے یعنے وہ گھیر نیوالا ہے اون لوگون کو کہ تھے بھی
جو اوس سرور سے اول تھے اور لینا میثاق کا واسطے اوس جناب کے انبیا اون سے واسطے اوسکے
کہا تا کہ معلوم کرین کہ وہ سرور مقدم اور معظم ہے اوپر اونکے اور وہ سرور نبی اور رسول ہی اونکا
پس نظر کر تو ای طالب انصاف سے اس تعظیم عظیم پر جو اس نبی کریم کے واسطے ہے اوسکے پروردگار
سے اور جب پہچانا تو نے اس کے تعین جانا تو نے کہ نبی وہی ہے اور وہ سرور نبیون کا نبی ہے
اور یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت مین آدم اور سوا اوسکے اور انبیا تحت لوا ہونگے
حضرت محمد کے جیسا کہ فرمایا آدم و من دونہ تحت لوائی اور اگر زمانہ ظہور کے انبیا علیہم السلام
اوس جناب کے زمانے مین ہوتے یا وہ سرور اونکے زمانے مین ہوتا تو قائم ہو جاتا ایمان لانا اوس سرور کے
اور یاری دیتے اوسکی اور اسی واسطے فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر ہوتا موسی پیغمبر جیتا
نہ وسعت کرتی اوسے مگر اتباع میری یہ میثاق لینے کی جہت سے تھا اور اسی واسطے اوس سرور کے اور
اسی واسطے عیسیٰ آخر زمان مین شریعت پر اوس سرور کی آوینگے اور حال یہ کہ وہ نبی کریم باقی
ہے اپنی نبوت پر اور نقصان نہین ہوا اوس سے کچھ ایک اور اسی طرح تمامی انبیا فرض وجود کرکے
اونکا یعنے یہ کہ جیتے ہوئے موجود ہوتے زمانے اوس سرور کا یا فرض وجود کرکے اوس سرور کا
اونکے زمانے مین مستمر ہین یعنے جاری اور ثابت ہین اپنی نبوت اور رسالت پر اپنی امتون پر اور
وہ سرور نبی ہے اوپر اون کے اور رسول ہے یعنے فرستادہ خدا ہے طرف اونکے پس نبوت اوس
سرور کی عام تر اور شامل تر اور عظیم تر ہے تامل کر تو یعنے سوچ اس معنی مین تا کہ گمان فاسد نکرے
تو کہ اس نبوت اور رسالت کا نفی کرنا ہے انبیا سے ایسا کچھ کہا ہے صاحب مواہب نے اور اسکی
تحقیق اور تفصیل کی ہے اوسنے زیادہ اوپر اوسکے جو کچھ مذکور ہوا اور کہا مولف نے کہ ظاہر آیت
لینا میثاق کا ہے انبیا سے اس قول الہی کے قرینہ ظاہر سے کہ لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ اور تصریح فرمانا
امیر المومنین علی مرتضے رض اور ابن عباس رض کا ظاہر اوس بات کا ہے کہ انبیا سے عہد و میثاق لینے کے
وقت اوپر ایمان لانے اوس سرور کے اور نصرت بھی کہ مراد اوس سے بھی موافقت اور توثیق عہد یا
قصد نصرت ہو وجود مین آیا ہے اور بہت لوگ تھے کہ سرور کے وجود عنصری سے آگے ایمان لائے ہین مثل حبیب

محمد وغیرہ بلکہ سلف کے تمامی خلق کہ سننے سے اوس سرور کی نبوت اور کمالات اور فضایل کی خبر زبان سابق مین مشرف ہوئے تھے اتنا ہی کافی ہے اثبات کے درمیان کہ انبیا اور اونکی امتین حضرت کے حکم امت مین ہین اور وہ سرور رسول خدا ہے اونکا اور انبیا علیہم السلام خود سب اسرمین ساتھ اوس سرور کی مسجد اقصی کے درمیان جمع ہوئے اور حضرت نے امامت کی اور سب نے اقتدا کی اوس سرور کی پس ہر ایک نبی سب اوس وقت ایمان لائے اور خود اتفاق امت ہے انبیا کی حیات پر یعنے سب گروہ کا اسپر اتفاق ہے کہ انبیا زندہ ہین اور اونکی بقا پر حیات حقیقی دنیاوی کرکے اگرچہ میثاق لینے مین پیغمبرونکے اپنی اپنی امتون سے اوپر ایمان لانے اور نصرت دینے پیغمبر آخر الزمان کے بھی فضل اوس سرور کا ہے اوس سرور کا ایسا فضل و شرف کہ وہ سرور کو تھا لیکن میثاق لینے مین اللہ تعالی کے پیغمبرون سے اوپر اثبات کے بعض انبیا کی میثاق لینے سے اپنی امتون سے عزیز تر اور عظیم تر معنی فافہم و باللہ التوفیق

وصل

فرمایا اللہ تعالی نے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اور فرمایا ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض یہ دونون آیتین نص ہین اثبات پر کہ مرتبے انبیا کے متفاوت ہین بعض افضل ہین بعض سے اور رد ہے اس جگہ اوپر معتزلہ کے جو قائل اثبات کے کہ فضل نہین بعض انبیا کو اوپر بعض کے اور سب مساوی ہین پس ایک گروہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام افضل ہین حق پدری کی جہت سے اور یہ قول فاسد ہے کیونکہ کلام فضل مین نبوت کی حیثیت سے ہے نہ یہ کہ ابوت سے اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ بیٹا افضل ہو باپ سے کمالات مین اگرچہ باپ حق ابوت رکھتا ہے یعنے حق پدری اور ایک گروہ کہتے ہین کہ سکوت یعنے چپ رہنا اس مقام مین اولی ہے اور نص قرآن کی بعد جو ناطق ہے تفضیل پر بعض نبی کے اوپر بعض کے تو پھر کیا معنی سکوت ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے منہم من کلم اللہ یعنے اونمین نبیون سے ہے جسنے کلام کیا اللہ تعالی سے کہا ہے مفسرون نے کہ مراد اس سے موسی ہے کہ کلام کیا اللہ تعالی نے اوس سے بیواسطے یعنے کوئی دوسرا بیچمین نہین اور یہ آیہ نص نہین ہے تخصیص کرنے مین موسی کا کلام کرنے اور حال یہ کہ ثابت ہوا ہے کلام کرنا حضرت سید المرسلین کا شب معراج مین بیواسطے مراد یہ کہ حبیب اور محبوب کے بیچمین کوئی دوسرا نہین جو ایدھر کی اودھر اور اودھر کی ادھر پہنچاوے جس طرح وحی کی صورت ہے مگر یہ کہ کلام کرنا موسی علیہ السلام سے کسی اور وجہ خاص سے ہو کہ اوسکی وجہ تخصیص کے تئین ساتھ اس لقب

سے کے اوپر غالب ہونا اسم کلیم پانے کا اوپر موسیٰ کے شاید جس طرح کہتے ہین کہ اوسنے کلام نفسی سنایا
کسی جہت سے سنا اور جس وقت حضرت رسول خدا فوق عرش گئے اور اوس جگہ پہونچے جہان منتہا سے
مفہوم خلائق سے ہے اور کوئی اوس جگہ نہ پہونچا جو پیغمبر اوس سرور کو حاصل ہوا ہوگا کلام بےواسطہ وغیرہ
درجات اور کمالات سوا اعلی اور اتم اور اکمل ثابت ہوگا اون چیزون سے جو دوسرون کو حاصل ہوا اور
ایما کی یعنی اشارت طرف اسی معنی کے قول الہی سے ورفع بعضهم درجات یعنے بلند کئے اللہ تعالی نے
بعض کے اونکے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ مراد اوس بعض سے محمد ہے اور کہا ہے کہ اس
ابہام مین ایسی تعظیم فضل اور اعلاء شان اوس سرور کی ہے کہ مخفی نہین ہے عارف پر اسالیب کلام
کے یعنے جو پہچانتا ہے کلام کے اسلوبون کو تئین اور شہادت ہے اوپر ثبات کے کہ وہ سرور
امتیاز پایا گیا ہے اور تعین کیا گیا ہے ایسا کہ جسمین کچھ شبہہ نہین ابہام وہم سے آیا ہے اور اہل
معانی کی اصطلاح مین ابہام اوسے کہتے ہین کہ کوئی کلام کرے منثور ہو یا منظوم ایسا کہ دو معنی رکھتا ہو
قریب اور بعید چنانچہ نظیر اسکی بدیہۃ مین کہتا ہون واسطے ناظرون کے مصرع رابع مین اسکے ابہام
سے قطعہ نہو سرکش جلا مت زلف کسیکا تمہہ معلق ہے زبان کو قید کر مجلس مین اپنی شان رہنے دو مجھے
لبون تک آ رہی ہے جان اوٹھ جا ای نصیحت گر نہ سمجھے ہے انتظار جان بہا کی جان رہنے دے
اور عالمون نے کہا ہے کہ تفضیل جو اوس جگہ مراد ہے انبیا کے تئین تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ آیات
اور معجزات نبی کے اظہر اور اشہر اور اکثر اور قوی تر ہون ساتھ امت کے ایسی امت کہ ازکی یعنے پاکیزہ
تر ہو اور عالم تر اور اکثر یا یہ وہ نبی اپنی ذات مین افضل اور اکمل اور اطہر ہو اور فضل ذات کا رجوع کرتا ہے
طرف اوس چیز کے جس چیز کے خصوصیت دیا گیا ہو وہ نبی یعنے کرامت اور اختصاص اور کلام
کے مرتبون کا پایہ خلت یا رویت وغیرہ الطاف اور تحف اختصاص سے ہو تحف جمع تحفہ ہی ہے اور یہ
بیان خلت رویت سے ہے یعنے خلت اور رویت کن چیزون سے ہو الطاف اور تحف اختصاص سے اور شک
نہین کہ آیات اور معجزات ہمارے پیغمبر کے اظہر اور اکثر اور اقوی اور ابقی یعنے باقی ترمین اور منصب
اوس جناب کا اعلی اور دولت اوس جناب کی اعظم اور وافر تر ہے اور امت اوس سرور کی ازکی
اور اعلم اور اکثر ہے اور بحکم آیت قرآنی کنتم خیر امۃ یعنے تم بہترین امم ہو موصوف ہے خیریت کے
جسکا مفہوم شامل ہے تمامی فضائل اور کمالات کے تئین اور ذات مستجمع الصفات اوس سرور کی

افضل اور اکمل اور اطہر ہے اور خصوصیات اور کمالات اور کرامات اوس جناب کے اعظم اور اشہر اور اظہر اور درجہ اوس جناب کا رفیع تر ہے تمامی مرسلین کے درجون سے اور زکی تر اور اطہر اور افضل تمامی مخلوقات سے اور حدیث شفاعت کے درمیان لکھا جاتا ہے کہ محشر کے روز تمامی خلایق اپنے شفیع کے ڈھونڈھنے مین نکلین اور آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کے نزدیک آوینگے اور شفاعت کی التماس کرینگے اور وے تمامی اپنی عجز اور ناتوانی سے مقام شفاعت مین کھڑے ہونے سے اعتراف کرینگے اور کہینگے که یہ کام ہمارا نہین ہے پس سید المرسلین خاتم النبیین کے حضور آوینگے اور عرض کرینگے کہ اے ختم رسل ہمکو بچاؤ تب حضرت فرماوینگے کہ یہ کام میرا ہے پس بارگاہ عزت مین جاوینگے اور شفاعت کرینگے الحدیث اشعار دہ بحر نبوت کا در یتیم + شفیع امم اور رسول کریم + شفاعت کی اقلیم کا تاجدار + رسالت کے ساحت کا یکتا سوار + خدا نے کیا تیرا رتبہ عظیم + تو ہی ہے شہا افضل المرسلین + خدا پاس مقبول تری بات ہے + شفاعت ہماری ترے ہات ہے + چہ غم گردد ای صدر فرخندہ پے + ز قدر رفیعت بدرگاہ حی + کہ باشند مشت گدایان خیل + بمہمان دار السلامت طفیل + اور فرمایا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انا سید ولد آدم وانا اکرم ولد آدم یعنے مین سردار بہترین اولاد آدم کا ہون اور مین گرامی ترین اولاد آدم ہون اپنے پروردگار کے نزدیک اوس روز یعنی روز حشر و لیکن یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اولاد آدم کی فضیلت پہ اور کہتے ہین کہ ولد ادم اور بنی آدم عرف مین نوع انسان ہے تا کہ آدم بھی اسجگہہ داخل ہے اور اسی واسطے ایک روایت مین آیا ہے انا سید الناس یوم القیمة یعنی مین سردار ہون انسان کا قیامت کے روز اور اولی استدلال یعنے طلب دلیل کرنا اور دلیل قایم کرنا اس حدیث کرکے ہے کہ آدم ومن دونہ تحت لوائی یعنے آدم اور سوا آدم کے میرے لوا کے نیچے ہونگے حشر کے روز اور بعضون نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس کیونکہ شک نہین ہے کہ بہتر ہونا امت کا بسبب دین ہے اونکے کمال کے درمیان اور یہ تابع کمال ہے انکے پیغمبر کا کہ تابع ہین اوس سرورکے اور امام فخر رازی نے استدلال کیا ہے اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے وصف کیا ہے انبیا کے تئین اوصاف حمیدہ کرکے بعد اسکے فرمایا محمد مصطفےٰ کے تئین اولئک الذین ہدی اللہ فبهداہم اقتدہ یعنے وہ گروہ انبیا جنکو ہدایت کی اللہ تعالیٰ نے پس اونکی ہدایت کی اقتدا کر تو اوسی پس امر کی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اون تمام کے اقتدا پر اور لابد

اوٹھاتا اور بجالانا حکم الہی کا ہوگا اور جب بجالائے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام اون چیزون کو جو تھیں ذی شان انبیا کے تئین یعنے خصلتین اور کمال پس تحقیق کہ جمع ہوا درمیان اوس سرور کے جو کچھہ متفرق اور پراگندہ تھا درمیان اونکے یعنے انبیا کے جو جو کمالات اور خصلتیں تھیں ہر ایک طرح کے کمال وغیرہ مجتمع ہوئے ذات شریف مین حضرت صلعم کی جس طرح ہزارون طرف سے ندیان نالے دریا سے آملین پس افضل ہوا وہ سرور صلعم اونسے اور یہ استدلال لطیف ہے اگرچہ ابتدا النظر وہم مین ایسا آوے کہ وہ سرور صلعم کیا گیا انبیا کی اتباع کرکے پس مفضول ہوگا یعنے فضل بایا گیا اور مراد اقتدا سے اسجگہ موافقت ہے اور جب انبیا اوس جناب سے آگے تھے اطلاق کیا گیا لفظ اقتدا کا مترجم کہتا ہے کہ مین تصدیق کرتا ہون اس قول کی اور سلطنت اور شاہی عالم کی ایک نمونہ ہے کارخانہ شاہی الہی کا جس طرح بادشاہ پہلے پہل کسیکو ایک چھوٹے منصب پر سرفراز کرے اور وہ بخوبی اوس کام کے عہدے سے نکلے اوسکے بعد دوسرا منصب جو پہلے سے برتر ہے اسی طرح یہانتک کہ ندیم بارگاہ اور اخص الخاص ہوا س درجے مین کہ ارکان اور اعیان سے کوئی اوسے نہ پہونچے اور مختار کل ہوجائے انتہی اور اسی طرح ہے کلام امر کرنے مین حضرت صلعم کی ملت ابراہیم کے اتباع کرنے پر اور بھی دعوت اوس سرور صلعم کی پہونچی ہے اکثر شہرون مین عالم کے زیادہ اون چیزون سے جو پہونچین تمام انبیا کے تئین اور نفع پایا اہل عالم کا اوس سرور صلعم کی دعوت سے اکثر اور اکمل ہوگا نفع پانے سے تمامی امتون کے تمام انبیا کے سے پس سرور عالم صلعم افضل ہے تمامی انبیا سے اور خیر الناس من ینفع الناس یہ ضرب المثل ہے یعنے جس شخص سے آدمی نفع پاوے وہی بہترین انسان سے ہے اور روایت کی گئی ہے اصحاب کے فضایل مین کہ ظاہر ہوئے علی مرتضی دور سے پس فرمایا حضرت صلعم نے ہذا سید العرب یعنی یہ سردار اور پیشوا ہے تمامی عرب کا اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے بیشک اور بعضون نے کہا ہے کہ ضعیف ہے اور ذہبی نے حکم اوسکی وضع پر کیا ہے خدا جانے لیکن جو کچھہ قران مین واقع ہوا ہے لا نفرق بین احد منہم اور صحیحین کی حدیث مین آیا ہے ابی ہریرہ رض سے کہ لا تفضلونی علی الانبیا یعنے فضل مت دو مجھکو انبیا پر اور ایک روایت مین لا تفضلوا بین الانبیا اور ایک

سعید خدری سے آیا ہے لاتخیروا بین الانبیا اور ابن عباس کی حدیث میں آیا ہے مسلم کی نزدیک کہ نہ سزاوار بندی کو کہ کہے میں بہتر ہون یونس بن متی سے اور ابی ہریرہ کی حدیث میں شیخین کے نزدیک یہہ کہ جو کوئی کہے کہ میں بہتر ہون یونس بن متی سے پس تحقیق کہ جھوٹ کہا اور سنے جواب دیا ہے ان سبکا عالمون نے کہ مراد اس قول الہی سے جو فرمایا لا نفرق بین احد منہم یعنے نہین فرق کرتا مین درمیان ایک کے اون سے فرق کرنا درمیان ایمان لانے کے ہے کہ بعض انبیا سے ایمان لاوین ہین اور بعض سے نہ لاوین جس طرح فرمایا ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض الایہ اور حقیقت مین تکذیب کرنا ایک رسول کی تکذیب ہے تمامی رسولون کا ہے اور اوسی بات کے گمان کیا ہے بعضے عالمون اس قول الہی کے تئین وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک یعنے جو کوئی تیری تکذیب کرے پس تحقیق کہ تکذیب کی اوسنے تمامی رسولون کی جو تیرے سے اول گذرے اور مساوات کرنا درمیان انبیا کے ایمان مین منافات نہین رکھتا اسبات مین کہ بعض افضل ہو بعض سے اور جواب دیا ہے حدیثون کا کئی وجہون سے بعضون نے کہا ہے کہ نہی تفضیل اور تخیر سے یعنے اون حدیثون کا جواب جو اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ لا تفضلونی علی الانبیا یعنے فضیلت مت دو مجھی تم اوپر انبیا کے یہ نہی اسبات سے آگے تھی جو وحی نازل ہوئی حضرت صلعم کے تئین کہ تو سید انبیا اور افضل بشر ہے اور سید ولد آدم ہے ولیکن واجب ہے اسکے کہنے والے پر کہ اثبات کرے اس تقدیم کے تئین اوپر تاریخ کے اگرچہ جواب بطریق منع تمام ہے واللہ اعلم اور بعضون نے کہا ہے کہ تفضیل حد یوسے اوس وجہ سے کہ نقصان اور اہانت مفضول کی لازم آوے اور تعصب نکرے تعصب کے معنی حمایت کرنا اور بعضون نے کہا ہے تفضیل اصل نبوت اور رسالت مین ہے کیونکہ انبیا اصل نبوت مین ایک حد برابر ہین اور تفاضل نہین درمیان انکے تفاضل ایک کو دوسرے پر بڑائی دینا اور تفاضل امور زائد کے ہے اوپر اوسکے یعنے نبوت کے سوا جس طرح بعضے رسول ہین اور بعضے اولوالعزم اور یہ بات خالی ایک خفا سے نہین خفا کے معنی پوشیدگی اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ تفضیل دیتے ہین ہم اوس شخص کے تئین جسکا درجہ بلند گرداتا ہے حضرت رب العزت نے خصائص قرب

سے اپنے اور تعرض نہیں کرتے ہم تعرض کے معنی پیش آنا کسی کے تئین اور تفضیل نہیں دیتے ہم بعض
کے تئین اوپر بعض کی امت کے سیاست کرتے ہیں اور انذار کرتے ہیں یعنے ڈرانے ہیں
خدا کے غضب سے سیاست کے معنی نگاہبانی کرنا ملک کا اور رعیت پر حکم جاری کرنا اور تفضیل نہیں
دیتے ہم صبر کرنے میں انکے اوپر دین کے اور قائم ہونے میں اونکے اوپر رسالت کے اوپر اور
حریص ہونے میں اونکے گمراہونکی ہدایت کرنے پر کیونکہ ہر ایک نے بذل کیا اپنی جہد اور وسع کے
تئین جہد کے معنی کوشش کرنا تکلیف نہیں کی اللہ تعالی نے اکثر کے اوس سے قائم اور بعضون
نے کہا ہے کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں کہ حق تعالی نے تفضیل دی بعض انبیا کے تئین اوپر بعض کے علی الاجمال
یعنے مختصر ہے اور باز رکھتے ہیں ہم اپنے تئین تفضیل دینے میں ایسی تفضیل جو اپنی رای سے ہو اور
یہ سخن ضعیف ہے کیونکہ ہم ایسی تفضیل نہیں دیتے جو اپنی راے سے ہو بلکہ بحکم کتاب اللہ اور بحکم
احادیث رسول اللہ دیتے ہیں جس طرح مذکور ہوا دلیلون سے فقہا اور ابن ابی جمرہ نے جو اعاظم علما
مالکیہ سے ہے یونس پیغمبر کی حدیث میں کہا ہے یعنے وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو کوئی کہے کہ میں بہتر
ہون یونس بن متی سے الخ کہ اوس کہنے سے مراد حضرت کی نفی کرنا جہت کا اور تحدید کا اور تکییف
کا ہے حضرت حق سبحانہ سے جس طرح ابن خطیب رے نے کہا ہے تحدید کے معنی کسی چیز کی حد ٹھہرانا
کرنا اور تکییف کیفیت ظاہر کرنا اور جہت یعنی طرف ابن خطیب رے سے مراد امام فخر رازی ہیں یعنے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے فضیلت نہیں یونس پر جہت کے سبب یہ کہ مجھے آسمان پر لے گئے اور
یونس کو قعر دریا میں اوتارا اور اس جہت کی جہت سے میں قریب ہوؤن خدا سے اور وہ دور ہو پس
ثابت کرنے سے میری فضیلت اوپر اوسکے لازم آوے کہ اللہ تعالی کے تئین جہت اور مکان
ثابت کرتے ہیں پس اگر مجھے سات طبق پر لے گئے اور یونس دریا کے غار میں چلا گیا نسبت میرے قرب کی
اور اوسکے قرب کی خدا کے نزدیک برابر ہے اور مجھے دوسرے فضائل اور کمالات کر کے فضل
انبیا پر اور یونس پر ثابت ہے اور یہ کلام امام دار الہجرت سے بھی روایت کیا گیا ہے اور امام
الحرمین نے بھی حکایت کیا گیا ہے اور بعض عالمون کے تئین اسبات میں مناقشہ ہے یعنے جھگڑا کہ ہم
تفضیل واسطے اثبات کرنے مکان کے اللہ تعالی کے وجود کے لیئے دی نہیں کیونکہ جہات جمع جہت
نسبت کرنی وجود حق کے برابر ہیں یعنے خدا کے نزدیک ثریا اور ثری برابر ہے سب جگہ محیط اور قریب

ہے بلکہ ہم تفضیل دیتے ہین ملاء اعلی کے فضل کی جہت سے جو حضیض دنیا پر ہے ملاء اعلی سے مراد آسمان ہے اور حضیض ادنی زمین پس تفضیل دینا مہر و ماہ کو ہمنے تعین مکانت کرکے ہے یعنے منزلت کرکے نہ باعتبار مکانت کرکے پس یہی تفضیل دینے سے مقید مکان کرکے ہے جس سے بوجھا جاتا ہے قرینہ ثانی پاقتی مقابل حنیفی پس تو سوچ کرے

وصل مسئلہ انسان کی تفضیل کا فرشتے پر کہ جمہور اہل سنت و جماعت ادہر ہین اور سیاق کے ساتھ اس تفضیل کے مشہور ہے کہ خاص بشر کے جو انبیا ہین افضل ہین خاصان ملائک سے جیسے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حملۂ عرش یعنے عرش کے اوٹھانے والے اور مقربین درگاہ الٰہی کے اور کروبیان اور روحانیان الٰہی تحجج تفسیر کی مواہب کے درمیان اور عقاید کی عبارت یہ ہے

ورسل البشر افضل من رسل الملائکۃ یعنے رسل بشر کے افضل ہین ملائک کے رسولون سے ظاہرا یہ جماعت یعنے جن فرشتون کے نام مذکور ہوئے رسول ہین فرشتون کے کہ ہر ایک ملائک سے گروہون کے تئین تبلیغ احکام الٰہی کرتے ہین تبلیغ کے معنی پہونچانا اور تعلیم کرتے ہین اور عوام بشر کہ مراد جیسے اولیا اور صلحا اور اتقیا ہین نہ یہ کہ فسقہ اور عصاۃ مراد ہون وہ جمع فاسق اور عاصی ہین تنقیص کی ہے اوپر ساہات کے شعب الایمان مین تنقیص کے معنی توڑنا اور عبارت اوسکی جس طرح کہ نقل کی گئی ہے یہ ہے کہ کلام کیا ہے ازروے قدیم اور جدید کے ملائک کے باب مین اور بشر کے باب مین پس گئے ہین جانے والے طرف اس بات کی کہ رسل بشر افضل ہین ملائک سے اور اولیا جو بشر سے ہین افضل ہین ملائک کے اولیا سے انتہی اور جمہور سنت و جماعت کرکے اس واسطے کہا گیا کہ بعض اشاعرہ جیسے اشعری ملائک کی تفضیل کی طرف گئے ہین اور مذہب قاضی ابوبکر باقلانی کا جو عمدہ اس مذہب والون کا اور شاگرد ابوالحسن اشعری کا ہے یہی ہے اور عبداللہ حلیمی بھی اسی جانب ہے اور امام غزالی کے کلام سے بھی بعضے موضعون مین بوجھا جاتا ہے اور بعضے اوپر ساہات کے ہین کہ تجرد اور قرب کی حیثیت سے ملائک افضل ہین اور کثرت ثواب کے جہت سے بشر افضل ہین اور مراد اہل سنت کی کثرت ثواب کی افضلیت یہ ہے جس طرح رسول خدا کے اصحاب کے باب مین قوم ہے اور شیخ تاج الدین سبکی اعظم علماء مذہب شافعی سے ہے اور مرتبہ بلند علم مین رکھتا ہے لکھا ہے اونے کہ اگر کسیکو مدت عمر مین مسئلہ افضلیت کا مخطور نہو لا نفیا و لا اثباتا یعنے نہ ازروے نفی کے اور نہ ازروی اثبات کے امید رکھتا ہون نہین کہ مسئول ہو یعنے پوچھا جاوے قیامت کے روز ظاہرا یہ سخن بشر اور ملک

کی فضیلت مین کہا ہے اور دلیلین دونون طرف کی کتب کلامیہ کے درمیان مسطور ہین اور ملائک
بھی بعضی اونمین سے افضل ہین بعض سے اور افضل اونکا جبرئیل ہے جیسے روح الامین کہتے ہین اور مظہر علم
اور حامل وحی ہے اور تین فرشتے اور بھی افضل ہین تمامی ملائک سے اور تمامی کے درمیان بھی فاضل
اور مفضول ہوینگے اور رسل افضل ہین انبیا سے اور رسولون مین بھی بعض افضل ہین بعض سے اور محمد
رسول اللہ افضل ہین تمامی رسل اور انبیا سے فہو سید المرسلین و خاتم النبیین و افضل الخلائق اجمعین

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افضل ما صلی علی احد من الانبیاء والمرسلین و آلہ واصحابہ واتباعہ ہداۃ
طریق الحق و محی علوم الدین اور انبیا کے عدد مین بھی اختلاف ہے اور مشہور اسباب مین حدیث
ابی ذر کی ہے ابن مردویہ کے نزدیک اوسکی تفسیر کے درمیان کہا اوسنے عرض کی مین نے کہ
یارسول اللہ کتنے انبیا ہین فرمایا ایکسو چوبیس ہزار عرض کی مین نے یارسول اللہ کتنے ہین
رسول فرمایا تین سو تیرہ اور انبیا سے جتنے قرآن مین مذکور ہین یہ ہین آدم ادریس نوح ہود
صالح ابراہیم لوط اسمعیل اسحق یعقوب یوسف ایوب شعیب موسی ہارون یونس داؤد سلیمان
الیاس الیسع ذکریا یحیی عیسی اور ہے ذوالکفل اکثر مفسرون کے نزدیک اور حضرت رب العزت
قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ اے محمد بعضے انبیا کا تیرے آگے قصہ پڑھا گیا اور بعضون کا نہین
اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصہ تمام انبیا کا حضرت کے روبرو نہین پڑھا گیا اور اس مسکین
کے دل مین آتا ہے کہ یہ بات اوس وقت کی ہے جس وقت یہ آیہ نازل ہوا جس طرح ترجمہ گذرا
اور اور وقتون مین جو قصہ اونکا نہین یاد کیا گیا بھی یاد کیا گیا ہوگا اور بہت دور ہے کہ احوال
اپنے محبوبون کا اللہ تعالی اپنے حبیب سے ظاہر نکرے اور احوال اونکا اوس سے پوشیدہ رکہے
کما لا یخفی واللہ اعلم **وصل** اور اعلی اور اعظم اون چیزون کے جو کچھ اظہار فرمائے پروردگار
تعالی نے کرامت اور مکانت یعنے منزلت اور مرتبہ اپنے رسول کا قرآن مجید کے درمیان
سو قصہ اسرا کا ہے اور دنو اور تدلی سورہ سبحان الذی کے درمیان اور والنجم کے درمیان
جو منطوی اور مشتمل ہے یعنے در گیرندہ عظم قدر اور منزلت اور علو درجت اور قرب اور
مشاہدہ آیات اور عجائب قدرت الہی جل شانہ کے تئین ازانجملہ حفظ اور نگاہبانی کرنا اوس
سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین ہے دشمنون سے خصوصا مکے کے مشرکون سے اور مدینے کے

جس طرح فرمایا واللہ یعصمک من الناس یعنے خدا نگاہبانی کرتا ہے تیری آدمیون کے شر سے
اور تھے حضرت ؐ کہ حراست یعنے نگہبانی کرتے تھے اصحاب حضرت ؐ کی اور حراست اور پہرہ کرتے
تھے دشمنون کے شر سے اور یہ بھی حلم الٰہی سے اور مقتضائے حکمت بالغہ سے اوسکے تھا اور جب وہ
آیہ نازل ہوا فارغ ہوئے حضرت ؐ دشمنون کے مکر سے اور فرمانا حضرت حق نے واذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک آلخ اور یہ ابتدائے ایام ہجرت مین تھا اور جس وقت حضرت ؐ نے ہجرت
کی جیسا کہ وہ قصہ مشہور ہے اور فرمانا حضرت حق کا الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ یعنے مت یاری دو تم
اوسکو یعنے حضرت کو سے مراد پس تحقیق یاری دیتا ہے اوسے اللہ دفع فرمایا اللہ تعالی نے اوس
شر و ر سے اس قصے مین مشرکون کی ایذا کے تئین جس وقت اونھون نے اتفاق کیا حضرت ؐ کو
ہلاک کرنا اور اندھا کیا اونکی بصر کے تئین جس وقت حضرت ؐ اون کے سامنے سے نکلے او غفلت
مین آئے وے حضرت کے ڈھونڈھنے سے غار مین ساتھ اسکے کہ اونکو یقین تھا کہ رسول خدا ؐ اس
غار مین ہین اور گھٹنا اونکی ہمتون کا اسی بات سے ہے اور نازل ہونا سکون اور آرام کا اور
شہود کرنا حضرت حق کی معیت کا اوس سرور کو اور یہ اعاظم معجزات سے ہے اور آیات بینات
سے ہے کہ اپنے محل مین مذکور ہوگا معیت کے معنی ایکساتھ ہونا اور حفظ اور نگہبانی کرنے مین
اللہ تعالی کے اپنے حبیب کے تئین فرمانا حضرت حق جل شانہ کا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ
معنا یعنے جس وقت کہتا ہے اپنے مصاحب کے تئین مت رو تو تحقیق کہ خدا ہمارے ساتھ ہے
یہ آیات قصہ طلب ہے مترجم مجمل بیان کرتا ہے اہل ذوق کے لیئے جس وقت حضرت ؐ غار مین
چھپے اور دشمن واسطے تجسس کے نکل کے وہان پہونچے صدیق اکبر ساتھ حضرت ؐ کے اوس
غار مین جسکا نام حرا ہی تھی وی دشمن کو دیکھتے تھے اور اعدا اون کو دیکھ نہین سکتے تھے خدا کی
قدرت سے اوس غار کے آگے درخت جھاڑی کے بلند ہوگیے فی الحال اور کبوتر نے وہان انڈے
دیے اور سینے لگا اور مکڑی نے غار کے منہ پر جالا پورا جس وقت کفار وہان پر پہنچے کے
پہونچے کہا واللہ محمد یہان سے آگے نہین بڑھا ہو نہو اسی غار مین ہے لیکن مکڑی کے جالے
سے اور کبوتر کے انڈون سے کھوئے گئے کہنے لگے کہ اگر محمد ؐ اس غار مین آیا ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا
اور انڈے گر پڑتے ویسے وقت مین ابوبکر صدیق ؓ غار مین جو مصاحب تھے حضرت ؐ کے رونے

رونے لگے اور حزن کرنے لگے حضرت نے فرمایا لا تخف و لا تحزن ان اللہ معنا مانند اسکے موسے سے
بھی ظاہر ہوا ہے بنی اسرائیل کے ساتھ جس وقت نکلے اور فرعون نے اونکا پیچھا کیا ڈر گئے بنی اسرائیل
کہ پایا ہمکو فرعون نے کہا موسی نے کہ ان معی ربی یعنے تحقیق کہ خدا میرے ساتھ ہے ولیکن کہا
گیا ہے کہ بہت فرق ہے حضرت کے شہود مین اور موسی کے شہود مین کیونکہ حضرت کو اول نظر اللہ
کے وجود پر پڑی اور بعد اپنی ذات پر اور فرمایا ان اللہ معنا یعنے پہلے خدا کا نام لیا اور لفظ جمع کہ
کہا جو شامل سبکو تھا اپنے تئین اور سوئے غیر کو بھی اور موسی کو اپنی ذات پر اول نظر پڑی اور بعد اسکے
وجود حق پر کہ کہا ان معی ربی اور یہ دونون صورتین قرب اور شہود کے اقسام سے ہین اور صورت
اول اکمل اور اقرب ہے اور مصدوق اسکا یہ ہے کہ ما رایت شیئا الا و رأیت اللہ قبلہ یعنے نہین
دیکھا مین نے کسی چیز کو مگر یہ کہ دیکھا مین نے اللہ کو آگے اوسکے یعنے سب چیز سے اول میری نظر
اللہ پر ہی پڑی اور ثانی ما رایت شیئا الا و رأیت اللہ بعدہ یعنے نہین دیکھا مین نے کسی چیز کو
مگر حالیکہ دیکھا مین نے اللہ کو بعد اوسی چیز کے اول طریق جذب ہے اور ثانی طریق سلوک ہے اور
فرمایا اللہ تعالی نے ولقد اتیناک سبعا من المثانی و القرآن العظیم مراد سبع مثانی سے سات
سورے ہین دراز جو مقدم ہین قرآن کے سورون پر کہ اول اونکا الم ذلک الکتب لا ریب فیہ ہے
اور آخر اونکا سورہ انفال ہے یا سورہ توبہ ہے کہ یہ دونون ایک سورے کے حکم مین ہین یعنے
دونون ایک سورے کے مانند ہین اور اسی واسطے فصل یعنے جدائی نہ کی گئی درمیان اون کے بسم اللہ
کرکے اور مراد قرآن عظیم سے ام القرآن ہے یا سبع مثانی ام القرآن کی جو سات آیتین ہین اور قرآن
عظیم باقی قرآن کا اور نام رکھنا ام القرآن کا مثانی کرکے اوسکی تکرار کی جہت سے ہے ہر رکعت کے
درمیان یا اوسکے مکرر نازل ہونیکی جہت سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس واسطے سورہ
الحمد کو مثانی کہتے ہین کہ استثنا کیا ہے یعنے جنا ہے اللہ تعالی نے اوسے اپنے حبیب کے واسطے
اور ذخیرہ کیا ہے اوسکو واسطے اوس سرور کے اور نہین عطا کیا کسی نبی کے تئین سوا اوس سرور
کے اور نام رکھنا قرآن کا مثانی کرکے اس جہت سے ہے کہ مثنی اور مکرر ہوئے ہین درمیان اوسکے
قصے یا اس جہت سے کہ ثنا کرنے والی ہے حق تعالی کی یا ثنا کی گئی ہے اوپر حضرت حق کے ساتھ
بلاغت اور ایجاز کے ایجاز مختصر کرتا اور وجہ تسمیہ سات سورون کا مثانی کرکے بھی اسی

اعتبار سے ہو گا وقال اللہ تعالی قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا یعنے کہہ ای محمد تحقیق
کہ ہین فرستادہ خدا ہون طرف تم تمام کے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا یعنے ای محمد نہین بھیجا
ہین نے تجھے مگر طرف تمامی انسانون کے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور یہ یعنے فرستادہ ہونا
طرف تمامی انسانون کے اوس سرور کے خصایص سے ہے وقال اللہ تعالی وما ارسلنا من رسول
الا بلسان قومہ لیبین لہم یعنے نہین بھیجا ہمنے رسول سے من بیانیہ ہے مگر اوس قوم کی لسان کر کر
تاکہ بنیان کرے واسطے اوس قوم کے اور مترجم بیان اور بھی ایک فائدہ بیان کرتا ہے شبہہ
رفع کرنے کے واسطے کہ اوپر کی آیت سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہان کے
لوگون کی طرف مرسل ہین اور سب سے سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہین اور حال
یہ کہ حضرت عرب ہین تھے اور زبان عرب دوسرے ملک والون کی زبان کے مخالف ہے جواب
یہ کہ ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ حضرت نے ہر ملک کے آدمی سے اوسی کی زبان سے دعوت کی
ہے چنانچہ حدیث ہین آیا ہے اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجون سے ملن پور ریوہ کے
راجا نے اپنے پرجا کو پان اور چونا وغیرہ دیکر مکے کو بھجایا اور کہا کہ یہ پیغمبر کے تئین دیجیو اگر اسکو
اسکے آئین سے کھاوے اور تجہ سے بات ہماری زبان سے کرے تو جانیو کہ برحق پیغمبر ہے
جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہان پہونچا حضرت نے پان اوس سے لیکر اوسمین چونا لگا کر تناول
فرمایا اور کلام کیا اوسی کی لسان سے ساتھ ان لفظون کے کہ تم و راجو کیم کسل ہنو ہین تخصیص کی اللہ تعالے نے
رسولون کی اونکی قوم سے اور بھجوایا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اوس سرور
نے فرمایا بعثت الی الاسود والاحمر یعنے بھجوایا گیا ہین طرف اسود کے اور احمر کے احمر سے مراد
اہل عجم ہین کہ رنگ اون کے سرخ اور سپید ہوتے اور اسود سے مراد عرب وغیرہ ہین کہ رنگ ہین اونکی
سبزی ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنے پیغمبر
نزدیکتر اور عزیزتر ہے مومنون کے تئین اونکی ذاتون سے اور امر اوسکا اونپر نافذ ہے یعنے جاری
ہے جس طرح نافذ ہوتا ہے حکم آقا کا اوپر غلام کے اور ازواج مطہرات اوس سرور کی تمام مومنین
کی مان ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اتباع کرنا اوس جناب کے امر کا اولی یعنے بہتر ہے اتباع
کرنے سے اپنی ذات کے اور یہ بات اوس سرور کی محبت اور اتباع کے واجب ہونیکے باب ہین

ساتھ تفضیل کے واضح ہوگی اور ازواج مطہرات امہات ہین مومنون کے نکاح کے حرام ہونیکے
اونسے بعد اوس سرور ؐ کے اوس جناب کی کرامت کی جہت سے اور خصوصیت کی جہت سے اور اس
جہت سے کہ وے ازواج اوس سرور ؐ کے ہین آخرت مین اور قرات شاذہ مین آیا ہے کہ وہو اب
لہم کہ وہ سرور ؐ باپ ہے تمہارا شاذ کے معنی نادر اور فرمایا اللہ تعالی نے وانزل علیک الکتب
والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے اور بھیجا اوپر تیرے قرآن اور حکمت
اور تعلیم کیا تجھے وہ کچھ جو تو جانتا تھا اور وہ بڑا فضل ہے تجھپر خدا کا یہ فضل عظیم ہے کہ کسی کا
ادراک اوسکی ماہیت کو نہین پہونچ سکتا اور واسطی نے کہا ہے کہ یہ اشارت ہے
طرف اوس جناب کے بوجھہ اوٹھانے کی اور طاقت رویت کی طرف وہ رویت کہ موسی
جسکی تاب اور طاقت نہ لاسکا اور آیات قرآنی جو اوس جناب ؐ کے فضل وکرامت کے متضمن ہین
بہت ہین اور حقیقت مین تمام قرآن حمد وثناء الہی کے بعد بیان کرنے والا اوس سرور ؐ کے
اوصاف اور کمالات کا ہے اور اوس سرور ؐ کی فضیلت کی خصوصیات سے ایک وہ ہے
کہ جس جگہہ مشرک اور اعداے دین نے اوس جناب ؐ پر طعن اور تنقیص کی ہے اللہ تعالے
آپ بذات کریم خود متکفل یعنے سرانجام دینے والا اوسکے رد اور دفع کا ہوا ہے اور ایسی
ہی ہے عادت محب کی کہ جب سنے کہ کوئی سب اور طعن کرتا ہے آپ جواب دینے والا اوسکے
رد کا ہوتا ہے اور یاری دیتا ہے اور حقیقت مین رد کرنا ابلغ رد اور نصرت دینا اوسکا قوی اور
ارفع ہوگا جس وقت کہا اونھون نے کہ یاایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون یعنے ای وہ
کوئی جسپر نازل ہوا ذکر تحقیق کہ تو مجنون ہے مجنون بمعنی دیوانہ فرمایا اللہ تعالے نے ما انت
بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم یعنے نہین تو نعمت رب کی سے مجنون
کرکے اور تحقیق کہ واسطے تیرے ایسا اجر ہے کہ جسے انقطاع نہین اور تحقیق کہ تو خلق عظیم پر ہے
یعنے یا محمد تیرا خلق بہت بڑا ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو کوئی اس صفات سے موصوف ہو
مجنون نہین ہوتا اور جب دیکھا عاص بن وائل سہمی نے اوس جناب کو مسجد سے نکلتے ہوئے
اور وہ آتا تھا ملاقات کی آپس مین باب بنی سہم کے نزدیک نام ہے مسجد کے در کا اور باتین
کین آپس مین اور اشقیاء قریش بیٹھے ہوئے تھے مسجد مین اشقیا جمع شقی یعنے بدبخت

اور جب عاص مسجد مین آیا کہا قریش نے کس سے باتین کرتا تھا تو کہا اسی ابتر سے اشارہ طرف
حضرتؐ کے ابتر اوسے کہتے ہین جسکی اولاد نہ بچے اور حضرتؐ کو ابتر اسواسطے کہا کہ حضرت ام المومنین
خدیجہ رضؓ سے ایک لڑکا پیدا ہوکے گذر چکا تھا پس جواب دیا حضرت حق جل و علا نے کہ ان شانئک
ہو الابتر یعنے تحقیق کہ تیرا عیب کرنے والا ہی ابتر ہے اور ابتر ذلیل حقیر بے برکت کو کہتے ہین
اور جب کہا اونھون نے کہ لست مرسلا یعنے تو رسول نہین جواب دیا اللہ تعالی نے یس والقرآن
الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم یس کے معنی یا سردار اور اسمین قسم و گواہی دینا ہے اوپر
اسبات کے کہ تو مرسل ہے اور راہ راست پر ہے اور جب کہا اونھون نے ائنا لتارکوا آلہتنا
لشاعر مجنون یعنے آیا ترک کرین ہم اپنے معبودون کے تئین واسطے شاعر مجنون کے فرمایا
اللہ تعالے نے بل جاء بالحق وصدق المرسلین اور فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یعنے ہمنے
نہین تعلیم کیا اوسے شعر کہنا یعنے محمدؐ کو اور سزاوار نہین لکھتا شعر کہنا واسطے اوسکے اور جب
کہا اونھون نے لو نشاء لقلنا مثل ان ہذا الا سحر مبین یعنے اگر چاہین ہم ہر آئنہ کہین ہم مانند اس
قرآن کے نہین وہ مگر جادو سے ظاہر ہے جواب دیا حضرت خالق نے قل لئن اجتمعت الانس والجن
ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ یعنے کہہ ای محمدؐ ہر آئنہ اگر جمعیت کرین انسان اور جن
یہ کہ لاوین مانند اس قرآن کے نہ لا سکین گے مانند اوسکے اور جب کہا اونھون نے مال ہذا الرسول
یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنے نہین ہے یہ رسول کہ کھاتا ہے کھانے کے تئین اور چلتا ہے
بازارون مین فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام
ویمشون فی الاسواق یعنے نہین بھیجا ہمنے ای محمدؐ تجھ سے آگے مرسلون کے تئین مگر یہ کہ تحقیق وی
کھاتے کھانا پھرتے بازارون کے درمیان اور جب استبعاد کیا کافرون نے یعنے بعید سمجھے ہین بات کے
تئین کہ مبعوث ہوا رسول جنس بشر سے فرمایا اللہ تعالے نے لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین
لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا یعنے باتکید بگیر جنسیت سے انسیت پیدا ہوتی ہے اور تخالف موجب
تباین ہے یعنے موجب ضد ہے چاہیئے مبعوث طرف ملایک کے ملک ہوا اور طرف اہل ارض کے
بشر ہو تاکہ تجانس مورث توانس ہو اور تمام انبیا مدافعہ کرتے تھے اپنی ذاتون کرکے طرف اپنی امتون
کے جس طرح نوح کا قول لیس بی ضلالۃ یعنے مجھے گمراہی نہین اور کہنا ہود علیہ السلام کا

لیس بی سفاہتہ یعنے مجھے کمینگی نہین ہے اور مانند ان کلامون کے کلام اللہ مین بہت ہین مدافعہ یعنے باز رکھنا اور دفع الوقت کرنا **وصل** شبہون کے زائل کرنے کے بیان مین بعضے آیات قرآنی سے ایسی آیات جو مبہمات ہین اور موہم ہین ایسے کہ ابتدائے نظر شک اور نادانی مین کھلنے والے ہین وہی آیات طرف نقصان اور انحطاط پانے اوس سرور کے مرتبے کے انحطاط معنی مرتبے سے اوتارنا کسیکو اور حقیقت وہ آیات قبیل متشابہات سے ہین متشابہات جمع متشابہ ہے معنی مانند ہونے والے یکدیگر سے عالمون نے اونکے لائق تاویلین کی ہین اور اونکو راجع اور آیل کیا ہے طرف حق کے از انجملہ قول الہی تعالی ووجدک ضالاً فھدی یعنے اور پایا تجھے خدا نے ضال پس رہنمائی کی ضال کے معنی گمراہ نسب کے سابقہ ضلالت کی طرف اوس سرور کے اور رفع کیا اوسے اپنی ہدایت کرکے یعنے ضلالت کو ہدایت سے اوٹھا دیا اور اتفاق ہے عالمون کا اسبات پر کہ حضرت رسول کبھی کیا پیش از نبوت اور کیا بعد از نبوت ہرگز متصف ضلالت سے نہین ہوئے اور نشاء اوس سرور کا یعنے نشو و نما پانا اوس جناب کا اوپر توحید کے اور ایمان اور عصمت کی ہے اور اسی طرح تمام انبیا اور مرسلین اوپر اوس بات کے ناشی ہین اور نقل نہین کی کسی نے اہل اخبار سے کہ ایک کسی نے اونمے جو نبوت اور رسالت کرکے چنے گئے ہین موصوف اور معروف تھے آگے نبوت اور رسالت سے کفر و ضلالت اور فسق پر اور مستند اس باب کا نقل ہے مستند استناد سے آیا ہے معنی تکیہ کرنا کسی چیز پر ہان بیچ ہے اختلاف اوس بات مین ہے کہ آیا جائز ہے عقلاً یا نہین یعنے موصوف ہونا انبیا کا کفر و فسق وغیرہ کرکے معتزلہ اوس بات پر ہین کہ جائز نہین ہے عقلاً کیونکہ وہ موجب تبعید اور تنفیر ہے تبعید اور تنفیر بعد اور نفرت سے آیا ہے اور نزدیک ہمارے اصحاب کے جو گروہ اہل سنت و جماعت ہین جائز ہے کہ اللہ تعالی ایک شخص کے تئین چاہ ضلالت سے نکال کے ہدایت کو پہونچاکے نبوت کے مرتبے کو پہونچادے لیکن نقل اور دلیل سماع اوپر اوس بات کے ہے کہ یہ جائز وقوع مین نہین آیا اور انبیا تمام معصوم ہین کفر اور معاصی سے اور اون چیزون سے جو موجب نقصان اور نفرت ہو اون سے پیش از نبوت اور بعد از نبوت کبایر سے مطلقاً یعنے بدون کسی قید لگانے کے اور صغایر سے معصوم ہین عمد کرکے یعنے گناہ صغیرہ پر بھی قصد نہین کیا انبیا نے اور معصوم ہین استدامت سہو اور نسیان سے استدامت دوام سے آیا ہے اور پاک ہین جاری ہونے سے غفلت اور غلط کی حالت رضا اور غضب مین اون

چیزون سے جو علاقہ رکھتے ہین تشریع ملت سے اور تبلیغ امت سے خصوصًا سید انبیاء ؐ کہ عصمت اون
جناب کی اتم اور اکمل اور مرتبہ اوس جناب کا اعلی اور ارفع ہے تبلیغ کے معنی پہونچانا پیغام کا اور جو فعل
اوس جناب پر کچھ پسند کرے یعنے کسی چیز کی تجویز کرے اور بخلاف ادب ہم ماری ساقط ہے وہ ہووے در
مین ضلالت کی اور سمجھے کہ وہ خبر نہین رکھتا ہو وہ بروزن کتا یعنی بہت ملکہ انشیب اور درک تام ہے
طبقہ دوزخ کا جمع اوسکی درکات جس طرح بہشت کے درمیان درجات اور وہ سرور ؐ ابتدا سے پاک اور
آراستہ اور سنوارا ہوا آیا ہے شعر ادب سکھانے کی کیا احتیاج تھی اوسکو + کہ ابتدا ہی سے آیا وہ
یا ادب با ادب + ولیکن تربیت اور تعلیم کرنے سے حضرت خالق کے اور قرآن کی تائید سے ساتھ تدریج
کے یعنے درجہ بدرجہ قوت سے فعل مین آتا تھا یعنے مادہ تو صالح اور مستعد اور آمادہ ہی تھا تربیت
سے اوسکی جوہر ذاتی اوس دریتیم کا اپنے رتبے پر آنے لگا یہانتک کہ جو کچھ مواعید کہ جناب عزت سے
اوس سرور ؐ کو ہوئی مخصوص وقتون مین ظہور مین آکر موجب کمال یقین اور باعث انکشاف ہوتے تھے
جس طرح وہ سرور ؐ کسی معجزے کے وقت اور شہود قدرت الہی کے وقت فرماتا اشہد انی رسول اللہ
یعنے گواہی دیتا ہون مین تحقیق کہ مین رسول ہون خدا کا اگر کہین یعنے اگر کوئی اشکال کرے کہ حال تمام
اہل کمال کا اسی طرح ہوتا ہے اون چیزون مین جو کچھ اونکے طرف استعداد مین سونپا گیا ہے تدریج
اور ترتیب سے ظہور پاتا ہے اور قوت سے فعل کو پہونچتا ہے جواب اوسکا یہ کہ اوسکے استعداد حسب
تفاوت قرب اور بعد کے کسب اور ریاضت سے ظہور مین آوے ہے اور اسکے سبب وجود اور ثابت ہے ولیکن
ظاہر ہوتا اوسکا موقوف ہے وقت پر اور پردے مین مستور ہے اور قرآن کے نازل ہونی کی تقریب
سے بدون سبب ہونے کسب اور ریاضت کے ظہور پاتا ہے معنی تادیب اور تہذیب قرآن کی اوس
سرور ؐ کے تئین یہ ہین نہ یہ کہ نقصان سے طرف کمال کے اور عدم سے طرف وجود کے لاتا ہو اور بعضے
اس گروہ سے صفات بشریت اور احکام جبلت اور احکام نفس کے جزئیات کے تئین جو ہر ایک مین
اوس سرور ؐ کے اثبات کرتے ہین اور اوسکے تئین یعنے صفات بشری کو مبدا اور منشا یعنے جائے نشو
بعضے افعال کے صادر ہونیکا بے صبری اور تنزل سے گردانتے ہین کیونکہ بشریت کو بے صبری لازم
ہے اور حکمت تشریع کے تئین اور شرف اتباع پانے کے تئین باعث اوسکا جانتے ہین اور نزول قرآن
کے تئین سبب آراستگی اوسکا اور سبب اوس ذالت بشری کے دور کرنے کا کہتے ہین وے جانین اور

اونکا کلام جانے جو موافق اپنے علم اور فہم کے کلام کرتے ہین اور دعوے اسید گویان کی حقیقت کے دریافت
کا کرتے ہین اس مسکین کے اعتقاد کے ذائقہ پر یہ باتین درست نہین تخمینات اور اوس جناب کے
حال کا قیاس کرنا دوسرون کے حال پر درست نہین آتا تھوڑا ایک اون کلام سے باب اخلاق مین
مذکور ہوا حاجت تکرار کی نہین اور جو کچھ مقصود دوسری بات کا ہے جس سے اہل زیغ یعنے اہل شک
اور اہل ضلال شک مین اور شبہے مین پڑتے ہین اور زبان وقت اس مسکین کی اوسکے ذکر سے اگرچہ بطریق
دفع اور بطریق ازالہ شبہہ ہو تحاشی ہے یعنے حاشا نہ کرنے والی ازالہ یعنے دور کرتا ولیکن جب علما متعرض
اوپر اوسکے ہوئے ہون یعنے اوسکا بیان کیا ہے اور مصلحت اسی مین انھون نے دیکھی ہے ہمنے بھی
تبعیت اونکی کی امید ہے خدا سے کہ عاقبت بخیر ہو اور موجب صلاح دین و ایمان ہو جان الغرض کہ ا
ایک ادب اور ایک قاعدہ ہے کہ بعضے اصفیا جو اہل تحقیق سے ہین انھون نے ذکر کیا ہے
اور پہچاننا اوسکی اور رعایت اوسی ادب قاعدے کے موجب حل اشکال و سبب سلامت حال
ہے اور وہ یہ ہے جناب پروردگار سے اگرچہ خطاب اور عتاب اور دبدبہ اور غلبہ اور بے پروائی
اور برتری واقع ہوا اس طرح سے کہ انک لا تہدی یعنے تو رہنمائی نہین کرتا اور لیحبطن عملک یعنے باطل
کرون تیرے کام کے تئین اور لیس لک من الامر شئی یعنے نہین واسطے تیرے امر کرنے سے کوئی
چیز اور ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا یعنے تو حیات دنیا کی زینت چاہتا ہے اور مانند انھون کے یا یہ کہ پیغمبر
کی طرف سے کچھ عبودیت اور عجز اور انکسار اور فقر اور مسکینی ظہور مین آوے اس طرح سے انما انا بشر
مثلکم واغضب کما یغضب العبید ولا اعلم ما وراء ہذا الجدار وما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور مانند انکی
یعنے نہین ہین مگر بشر ہون مانند تمھارے اور غصے مین آتا ہون مین جس طرح سے غصے مین آتے
بندے اور نہین جانتا مین جو کچھ پیچھے اس دیوار کے ہے اور نہین جانتا جو کچھ کرتا ہے خدا
مجھ سے اور نہ جو کچھ تم سے ہمکو نہ چاہیئے کہ ہم دخل کرین اور شرکت ڈھونڈھین اور انبساط
کرین بلکہ ہمکو چاہیئے کہ ہم اپنے ادب کی حد پر اور خاموشی اور تحاشی پر قایم رہین صاحب کو پہونچتا ہے
کہ اپنے بندے سے جو چاہے سو کہے اور کرے اور برتری اور غلبہ کرے اور بندے بھی اوس سے
بندگی اور افتادگی کرے دوسرے کو کیا مجال اور کیا طاقت جو اوس مقام مین آوے
اور دخل کرے اور حد ادب سے باہر جاوے اور اس محل پاے لغزش سے یعنے پاؤن

ڈگنے کی جگہہ بہت سے ضعیفون کی اور جاہلون کی اور ضرر اوسکا ہے اور خدا سے امید ہے کہ بچا لیوے
اور مدد کرے آپ جان تو کہ مفسرین نے اختلاف کیا ہے تفسیر اور تاویل مین اس آیت کے
کہ ووجدک ضالاً فہدیٰ بہت سی وجہون سے اول یہ کہ پایا ضال اور نادان نبوت کے علمون
سے اور احکام شریعت سے اور یہ روایت کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حسن اور
ضحاک اور شہر بن حوشب سے اور مؤید اسبات کے تئین قول الٰہی تعالے ہے کہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان یعنے جانتا تھا تو اور نہین پاتا تھا تو پیش از وحی کہ پڑھے تو قرآن کے تئین اور کس طرح دعوت کرے تو خلق
تئین طرف ایمان کے بعضون نے کہا ہے مراد ایمان سے فرایض اور احکام ہین اور نہین تو حضرت مومن تھے
پیش از وحی توحید حق کرکے بعد اسکے نازل ہوئے فرایض کہ نہین دریافت کرتے تھے اوسکے تئین
یا مراد ایمان سے ایک تفصیل ہے اوپر شرایع کے یا مراد ایمان صلوۃ ہے جس طرح اس قول الٰہی مین
ماکان اللہ لیضیع ایمانکم مراد ایمان سے صلوۃ ہے طرف بیت المقدس کے اور
حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید کرتے تھے خدا کے تئین اور دشمن
رکھتے تھے بتون کو اور حج اور عمرہ ادا کرتے تھے زمان جاہلیت مین اور روایت مین آیا ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز نہین پیا مین نے خمر کے تئین اور پرستش نہین کی مین نے
بتون کی اور ہمیشہ جانتا تھا مین کہ جن چیزون پر قریش ہین سب کفر ہے اور نہین جانتا تھا مین کتاب
کے تئین اور نہ ساتھ تفصیل کے ایمان کے تئین اور آیا ہے کہ قریش بھی تتمۂ دین اسمعیل
پر تھے مثل حج اور ختنہ کرنا اور غسل جنابت اور مانند ان چیزون کے دوسرا یہ کہ روایت کی گئی ہے
مرفوعاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھویا گیا مین اپنے دادا عبد المطلب سے حالت
صغر مین یہانتک کہ نزدیک تھا کہ ہلاک ہوون بھوک سے پس رہنمائی کی مجھے پروردگار تعالی نے ذکرہ
امام فخر الدین کذا فی المواہب یعنے کنایہ اوس آیت کی طرف ووجدک ضالاً فہدیٰ
یعنے پایا خدا نے اوس سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ راہ گم کی تھی پس رہنمائی
کی اور مشہور وہ ہے کہ حلیمہ دایہ اوس جناب کی اپنی جگہہ سے مکے کو آتی تھی تا کہ سونپے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین اوسکے وارثون کو پس راہ مین گم ہوئے ظاہر مراد امام کی
بھی یہی ہے ثالث یہ کہ ضلال کو اس جگہہ ضل الماء فی اللبن سے لیا ہے جس وقت وہ سرور مغمور

اور مغلوب فرماتا تھا پانی کو دودھ کے درمیان مغمور غمر سے آیا ہے یعنی بہت پانی پلانا یعنے تھا
تو اے محمد مغمور اور مغلوب کفار مکے کے درمیان پس قوت دی تجھے اللہ تعالی نے تاکہ ظاہر
اور غالب کیا تو نے دین کے تیئں وہی و وجدک ضالاً فہدی کے معنی ہین اور رابع یہ ہے کہ
عرب جس درخت کو کہ اکیلا بیابان مین ہو ضالہ کہتے ہین گویا فرماتا ہے اللہ تعالی کہ تو اے محمد یگانہ اور
بیہمتا تھا اوس بلاد کے درمیان مانند اوس درخت کی جو فرید اور وحید ہو جنگل بیابان مین اور میوہ دیا
تو نے میوہ ایمان اور توحید اور ہدایت کی اور راہ دیکھائی خدا نے طرف تیرے خلق کے تیئں
اور بہرہ ور ہوئے دی تجھ سے خامس یہ کہ کبھی مخاطب کیا جاتا ہے سردار قوم کا اور سرگروہ اونکا
اور مراد اوس سے ہے اوسکی قوم سے ہے یعنے پایا خدا تعالی نے تیری قوم کے تیئں گمراہ پس ہدایت
کی اونکے تیئں تیری شرع کر کے اور تجھ سے سادس مراد ضال سے محب ہی یعنے پایا تجھے محب
اور طالب میری معرفت کا اور تسمیہ محب کا ضال کر کے بہت آیا ہے ایسا محب اور طالب کہ گم
ہوتا ہے اپنے سے اور اپنے اختیار سے اور قرار سے اور نہج معقول پر نہین چلتا جیسا کہ انا لنراہا
فی ضلال مبین وانک لفی ضلالک القدیم اور یہ وجہ سادس مروی عطا سے ہے جو تابعین سے
ہے سابع یہ کہ پایا تجھے ناسی یعنے بھولنے والا پس یاد دلایا تجھے اور اس بات کو لیلۃ المعراج کی
حالت پر گمان کرتے ہین کہ دہشت اور ہیبت سے اوس مقام کی حضرت صلے نے فراموش کیا کہ
کیا کہوں اور کس کیفیت سے حمد الہی ادا کروں پس ہدایت کی حضرت باری نے اوس سرورکے
تیئں ثنا کی کیفیت کی طرف کہ کہا حضرت نے لا احصی ثناء علیک یعنے اے پروردگار نہین حصر
اور شمار کر سکتا ہوں تیری ثنا کے تیئں اوپر تیرے کذا قالوا اور شاید کہ اور بھی بعضے وقتوں مین
سہو اور نسیان جس طرح کہ حضرت کے بعض اجتہاد مین خطا کے تیئں بعضوں نے کہا ہے کہ جائز ہے
طاری ہونا اوسکا یعنے نسیان کا اوپر اوس جناب کے طاری ہوتا ہوگا اور پروردگار تعالی نے
آگاہ کیا ہو اور تقریر کی ہو اوپر صواب کے اور یہ آیہ اس قبول منت پر نازل ہوا واللہ اعلم ثامن مراد
یہ ہے کہ پایا تجھے درمیان اہل ضلال کے پس معصوم گردانا یعنے محفوظ اور پاک اوس سے یعنے
ضلالت سے اور ہدایت کے واسطے اونکے ایمان کی اور اونکے ارشاد کے واسطے اور نزدیک
اس توجیہ کے ہے کہ کہا جاوے کہ جب حضرت رسول اوس قوم مین پڑے جو اہل ضلال سے تھے

کہ اونکی صحبت سے گمان اس بات کا تھا کہ وہ سرور ضلال مین اور گرداب جہل و اختلال مین پڑے اگر
نبوتی حفظ اور عصمت اللہ کی جس طرح اشارت فرماتا ہے طرف اوسکے وان کادو الیفتنونک الخ
اور قول الہی تعالی لقد کدت ترکن الیہم اور مانند اسکے منقسم فرمایا اللہ تعالی نے اوس سرور کو طرف
اوسکے یعنے ضلال کی طرف مبالغے کے جہت سے قبول منت کرنے مین اوپر ہدایت اور عصمت
کے پس مراد ضلال اوس جناب کا ہے اوس جناب کے تئین نہ یہ کہ اوس سرور کی قوم کا ضلال
پھر سمجھ نوئین توجیہ یہ کہ پایا تجھے متحیر بیان کرنے مین اوس چیز کے جو نازل کیا تجھپر یعنے قرآن پس
رہنمائی کی تجھے اوسکی بیان کی طرف جسطرح فرمایا ثم ان علینا بیانہ اور فرمایا وانزلنا الیک الذکر اور
یہ وجہ جنید سے مروی ہے دسوین وجہ روایت کی گئی امیر المومنین علی مرتضی رض سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا نے کہ قصد نہین کیا مین نے کسی وقت اور کسی حال مین کسی چیز کی طرف اون
چیزون سے جو اہل جاہلیت عمل کرتے ہین مگر دوبارا اور ہر بار پھر آیا اور باز رکھا میرے تئین میرے
پروردگار نے اوس سے اپنے فضل سے اور حائل ہوئی عصمت الہی درمیان میرے اور اوس چیز کے
جسکا قصد مین نے کیا بعد اوسکے ارادہ نکیا مین نے کسی چیز کی طرف اوسکی جنس سے یہان تک کہ
مکرم گردانا مجھے اللہ تعالی نے اپنی رسالت سے کہا مین نے ایک رات ایک غلام سے جو قریش سے تھا اور
بکریان چراتا تھا میرے ساتھ مکے کے باہر بلندی پر کہ اگر رکھے تو میری بکریون کو یہان تک کہ داخل
ہوؤنمین مکے کے تئین اور افسانہ کہون اور سنون جس طرح جوان سنتے ہین پس باہر آیا مین چراگاہ
سے اور آیا مین مکے مین اور گیا مین ایک گھر مین سنا مین نے کہ گیت گاتے ہین اور دف اور بانسلی
بجاتے ہین اور لہو اور لعب کرتے ہین پس بیٹھا مین اور نگاہ کی مین نے اوسپر پس نازل کیا مجھپر
پروردگار تعالی نے نیند کے تئین اور بیدار نہ گردانا مجھے مگر آفتاب کی سوپنچانے سے میرے سر پر
یعنے مین نہ جاگا یہان تک کہ آفتاب بلند ہوا اور دھوپ میرے سر پر پڑی اور ایک شب اور بھی
ایسا ہی اتفاق ہوا اور ایسا ہی گذرا جو ہوا بعد اسکے ہرگز قصد نکیا مین نے کسی بدی کا
یہان تک کہ گرامی رکھا مجھے پروردگار تعالی نے رسالت سے پس مراد اس قول الہی سے
ووجدک ضالا فہدی سے یہ ہے واللہ اعلم وصل اور از انجملہ قول اللہ تعالی
ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک جو موہم ہے اوپر اثبات کرنے بار گناہ سخت

کی جو سبب سے اوس جناب کی پشت طاقت کے شکستہ ہونیکا یہان تک کہ دلیل قایم کی ہے
فقیہون کی جماعت نے اور محدثین اور متکلمین نے جو تجویز کرتے ہین صغائر کے تئین انبیا پر اس سے
یعنے اسی آیت سے فقیہون وغیرہ نے احتجاج کیا ہے اور بہت سے ظواہر ہین قرآن اور حدیث
سے کہ اگر التزام کرین یعنے لازم گردانین اوسکو اونھین تو لازم آوے تجویز کرنا کبایر کا بھی اور
ٹوٹنا اجماع کا یعنے اتفاق کا اور قول اوپر اوس چیز کے جسکا قائل نہو کوئی مسلمان اور صواب
وہ ہے کہ جو کچھ احتجاج کیا ہے اس قوم نے اوپر اوسکے یعنے صغایر کے اوس آیت سے
اختلاف کیا ہے مفسرون نے اوسکے معنی مین اور متقابل یعنے ضد یکدیگر اور متعارض ہین احتمالات
اوسکے مقتضا کے درمیان یعنے اوسکے مطلب مین اور آئے ہین قول علماء سلف کے خلاف پر
اون چیزون کی جو کچھ التزام کیا اوسکا یعنے لازم رکھا اس جماعت نے اور جب اجماع اونکے مذہب
کے خلاف پر ہوا اور جو کچھ احتجاج کیا ہے اونھون نے اوپر اوسکے محتمل ہو یعنے گمان کیا گیا اور
ماول ہو یعنے تاویل کیا گیا ہو اور دلیلین اونکے قول کے خلاف پر قائم ہون اور سلف کے
اتفاق سے ظواہر اوسکے متروک ہون لازم ہو ترک کرنا قول کا ظواہر کر کے اور رجوع کرنا اہل
سلف کے اقوال کی طرف اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اس آیت کی تفسیر مین پس بعضون نے
کہا ہے کہ یہ تمثیل ہے ثقل کے اندازہ کی یعنے بار نبوت کی گرانی کے اندازہ کرنے کی تمثیل
ہے جو لگے حق تعین اوپر اوس جناب کے اور تخفیف اوسکی یعنے اوسی ثقل کے عطا کرنے سے
صبر کی اور رضا اوپر اوسکے اور مشہور وہ ہے کہ مراد تخفیف اعتبار نبوت سے ہے جسکے امر کے قیام سے
ٹوٹتی تھی پشت طاقت اوس سرور کی اور اوسکے موجبات کے حفظ کرنے سے اور اوسکے ادا
حقوق کی محافظت کرنے سے پس آسان گردانا اللہ تعالی نے نصرت اور تائید سے اوسکے یعنے
اوسی ثقل کو اوس سرور کو اور نیچے رکھا اوس جناب سے اوس گرانی کے تئین عطا کرنے سے
شرح صدر کے یعنے وسعت اور فراخی سینہ اور جمع کرنے سے حضور حق کے ساتھ دعوت کرنے
خلق کے اور انشراح صدر ایک مقام عالی ہے کہ تمام اور کمال اوسکا ہوا ذات با برکات اوس سرور کے وجود
اور نبوت نہین رکھتا اور کمل اولیا کے تئین اوس سرور کی متابعت سے شرف پانیکی مقدار حصہ ایک
اوسمین حاصل ہے یعنے انشراح صدر سے اسی جگہ سے کہا ہے ان الصلوۃ فی [illegible]

سے اونکی جمع مین کچھہ خلل جیسا محجوبون کے تیئن ہوتا ہے اور نہ جمع کو اونکی پراگندگی پر غلبہ جسطرح مجذوبون کو اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد وزر سے وہ چیز ہے جس کو مکروہ سمجھتے تھے حضرت اور گران تھی وہ چیز ذات شریف پر تغیر دینے سے قریش کے سنت خلیل کے تیئن اور قادر تھا وہ سرورؐ اوسکے منع پر یہان تک قوی گردانا اللہ تعالی نے اوس سرورؐ کو بعثت اور رسالت کر کے امر سے

اور اوسکے امتثال کی توفیق سے یعنے اوس حکم بجالانیکی موافقت کرنے سے فرمایا اتبع ملة ابراہیم حنیفا کذا قالوا یعنے متابعت ابراہیم خلیل کی ملت کے تیئن مقصود اس سے جاری کرنا شریعت اور اوامر اور احکام الہی کا جاری کرنا ہے ساتھہ موافقت کے اور تائید اور نصرت اور مددگاری حضرت حق کی اور تخصیص سنت ابراہیم خلیل کا ذکر کر کے واسطے بیان واقع کے ہے کذا قالو سے مراد یعنے اسی طرح کہا ہے مفسرون نے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نگاہ رکھنا اور عصمت اوس سرورؐ کی ہے وزر گناہ سے یعنے گناہ کے بوجھہ سے کہ شان جسکی نقض ظہر ہے یعنے شکستہ ہونا پشت کا جس تقدیر کہ وجود ہوا وسکا یعنے بار گناہ کا پس عصمت کے تیئن وضع وزر نام رکھا مجازاً وضع وزر یعنے کھنا کرانیکا یعنے دفع کرنا اوسکا اور جو چیز حقیقت سے تجاوز کرے اوسے مجاز کہتے ہین اور ظاہر وضع وجود کے تیئن اوسکے چاہتا ہے یعنے گناہ کی اور عصمت مبنی ہے یعنے بنا کی گئی ہے اوسکے عدم سے جسطرح مغفرت ذنوب کے معنو مین جو دوسری آیت مین واقع ہے کہا ہے اور جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ پیش از نبوت ایک کسی کے بیاہ مین حاضر تھے کہ جسمین لوگ راگ گاتے تھے اور دف اور بانسلیان بجاتے تھے پس حق تعالی نے خواب کو اوس سرورؐ پر بھجوایا اور اوسکے سننے سے باز رکھا چنانچہ وہ حکایت گذری اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرتؐ کے شغل سر کی گرانی مراد ہے اور حیرت اوس سرورؐ کی مراد ہے طلب شریعت مین یہان تک کہ تشریع کیا اور بیان فرمایا حضرتؐ حق نے لطف سے شریعت کے تیئن اور رکھا اس بوجھہ کو یعنے اوتارا یہ بوجھہ پشت حال سے حضرتؐ کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد تیسیر کرنا اور سہل کرنا حفظ شریعت کا ہے جو طلب کی گئی حضرتؐ سے کیونکہ حفظ ایک بوجھہ ہے اور ایک مشقت ہے کہ دشوار ہے اوٹھانا اوسکا اوپر طبیعت کے اور نزدیک ہے کہ توڑ ڈالے پشت طاقت کے تیئن اور کہتے ہین کہ حضرتؐ غم کھاتے تھے اون کامون سے جنکا ارتکاب کیا تھا اوس سرورؐ نے پیش از نبوت اور حرام گردانی گئے

وہ کام بعد از نبوت پس شمار کیا اوسے اوزار قلب کر کے یعنے گرانیان دلکی اور در گذر نیکے تئین
اون سے چھوڑ دینا اونکا اور ظاہر مراد اون لوگونکی جنھون نے تجویز کیا صغایر کے تئین انبیا پر
بھی ہو گی لیکن بعد از نبوت پس واللہ کہ نہین اور ایک گروہ اس بات پر گئے ہین اور کیا ہی خوب گئے
ہین یعنے اونھون نے کیا ہی خوب توجہ کی ہے کہ مراد امت کی گناہ ہین جن سے حضرتؐ کی دل
مبارک پر ایک بوجھ تھا پس بیفکر گردانا اللہ تعالی نے اوس سرورؐ کو اونکے عذاب سے اس دنیا کے
درمیان مطابق اس قول الٰہی کے وماکان لیعذبہم وانت فیہم اور وعدہ قبول شفاعت کر کے
اوس عالم مین مطابق اپنے قول کے ولسوف یعطیک ربک فترضے اور خدا دانا تر ہے یعنے
ہر آئینہ نزدیک ہے کہ عطا کرے تجھے پروردگار تیرا پس راضی ہو دے تو یعنے اس قدر بخشتے تیری
امت کو جسمین تو خوشنود ہو اور قول الٰہی جل شانہ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر معنی اسکے
بتکرار بیان نہین آئے اور یہ آیہ عمدہ اور شہرہ ہے اس مطلب مین لیکن اوسکی تاویلین بہت ہین جنکو
ذکر کیا ہے عالمون نے ابن عباسؓ نے کہا ہے مراد غفران ذنوب ہے بر تقدیر وقوع اور
فرض کرنا اوسکا یعنے اندازہ ذنوب کرنا بامکان عقلی نہ بوجہ فعلی اوس تقدیر مین مراد یہ کہ واقع
مین پایا جاے اور فرض کیا جاوے گناہ اور عقل اوسے تجویز کرے اور بعضون نے کہا مراد وقوع گناہ ہے
سہو اور غفلت سے اور یہ وہ تاویل ہے جسے طبری نے حکایت کیا ہے اور قشیری نے اختیار
کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد ماتقدم سے خطا آدمؑ کی ہے اور وماتاخر سے مراد گناہ
امت کی حکایت کیا اس بات کے تئین سمرقندی نے اور کہا ہے کہ مراد ذنب سے ترک اولی ہے
اور ترک اولی حقیقت مین ذنب نہین ہے کیونکہ اولی اور مقابل اوسکا یعنے ضد اوسکا غیر اولی
دونو شریک ہین مباح ہونے مین اور صواب وہ ہے کہ یہ کلمہ یعنے وہی آیہ تشریف اور تکریم کا ہے
بدون اس بات کے کہ اس جگہ کچھ ذنب ہوا اور تمام کلام جو اس آیت مین ہے باب سوم مین
ساتھ آیات قرانی کے مذکور ہوا فتذکر یعنے پس یاد کر یعنے وہان دیکھ لے لیکن قول الٰہی جل شانہ
یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین یعنے اے پیغمبرؐ قبول پرہیزگاری کر تو خدا سے
اور مت کر اطاعت کافرون اور منافقون کی یہ آیہ موہم ہے یعنے وہم کیا گیا عدم تقوی
اور وجود اطاعت کا ممکن ہونا کرکے صیغہ امر اور نہی کے مقتضا سے یعنے اس آیت مین

جو اتق ولا تطع سے جو واقع ہے ظاہر وہ ہے کہ مراد استدامت ہے یعنے ہمیشگی اور تقوی کی اور عدم اطاعت پر کفار وغیرہ کی جسطرح جالس کے تئین کہین یعنے نشستہ ہوئے مرد کو کہین کہ تو بیٹھ جب تک مین آؤن تیرے پاس اور ساکت کو کہین چپ رہ دیا جاتا ہے تجھے یعنے بیچارہ اور خاموش رہ مقصود اس سے تقریر اور تاکید ہے نہ یہ کہ طلب کرنا اوسکا یعنے خاموشی وغیرہ کا اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرتؐ کے تئین زیادہ ہوتا تھا ہر ساعت علم اور مرتبہ یہان تک کہ تھا حال اوس سرورؐ کا ماضی کے درمیان نسبت اپنی اس حال سے کے جسمین فے الحال تھا حکم ترک اولی و افضل مین یعنے گذرا ہوا حال زمانہ حال کے نسبت کرتی مثل ترک اولی تھا پس تھا ہر ساعت اوس جناب کو تقوی ایسا تقوی کہ متجدد تھا یعنے تازہ بتازہ نو بنو اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ خطاب

بظاہر نبی کر کے ہے اور مراد خطاب امت ہے اسی واسطے فرمایا وکان اللہ بما تعملون خبیرا یعنے تحقیق کہ ہے خدا اوپر اوس چیز کے جو تم کرتے ہو خبردار اور نکہا تعمل یعنے تعملون صیغہ جمع کر کے کہا اور تعمل صیغہ واحد مخاطب سے اس تعملون سے معلوم ہوا کہ مخاطب امت ہے اور اسی کے مانند ہے قول الٰہی کے درمیان ولا تطع المکذبین یعنے اور اطاعت مت کر تکذیب کرنے والونکی اور حقیقتؐ مین مقصود قوی کرنا اور مضبوط کرنا اوس سرورؐ کے دل کا ہے ساتھ قوم کے اور قرار و ثبات دینا اونکی مخالفت پر اور یہ ظاہر ہے اور عجب ہے اون انجانون سے جو اس آیت کو ظاہر پر گمان کر کے توہم نسبت نقص اور گناہ کے صادر ہونیکا طرف اوس عالی جناب کے کرین

لیکن قول الٰہی تعالی فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن الکتب من قبلک

لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بایات اللہ فتکون من الخاسرین مفسرون نے اختلاف کیا ہے کہ مخاطب اس کلام کا کون ہے حضرت رسولؐ مخاطب ہین یا اور کوئی دوسرے لوگ جو کہتے ہین کہ حضرتؐ مخاطب ہین اختلاف کیا ہے اونھون نے تین وجہ کر کے اول یہ کہ اگرچہ خطاب طرف حضرتؐ کے ہے لیکن مراد تمہاری طرف اوس جناب کے غیر کے ہے جسطرح قول الٰہی بیچ ولئن اشرکت لیحبطن عملک یعنے اگر اشتراک کریگا ہر آئینہ تحقیق باطل ہوگا عمل تیرا مراد طرف امت کے ہے جسطرحؐ قول الٰہی یا عیسی بن مریم کے تئین انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ یعنے تو کہتا ہے لوگونکو کہ اختیار کرو تم مجھ (۱) مر دونا مانکو معبود

دو معبود اور کے سوا اللہ کے اس روش کے کلام بہت واقع ہوتے ہین جسطرح ایک بادشاہ نے
ایک امیر کو کسی قوم پر بھیجوایا اور چاہتا ہے پادشاہ کہ کچھ حکم کرے رعیت پر اور متوجہ کرنا اوس
خطاب کا طرف اوس قوم کے نہین کرتا بلکہ طرف امیر کے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یون کر اور وون کر اور
تو ایسا کرے اور ویسا کرے تو مین تجھے ایسا کرون اور ویسا کرون ظاہر مین خطاب امیر کو کرتا ہے
لیکن مراد قوم کو رکھتا ہے اور حقیقت مین خطاب وہین کیطرف کرتا ہے دوسری وجہ یہ کہ فقرا
نے کہا ہے کہ خدا جانتا ہے کہ رسول اوسکا شک نہین اور کوئی صورت نہین کہ رسول اوسکا
شک مین ہو ساتھ وحی اور تنزیل کی نورانیت کے ولیکن ہے یون کہ مرد اپنے فرزند کو کہتا ہے
کہ تو اگر میرا بیٹا ہے تو مجھ سے نیکی کر اور صاحب اپنے غلام کو فرماتا ہے کہ تو میرا غلام ہے تو میری
فرمانبرداری کر کذا قیل یعنے اگرچہ وہ جانتا ہے کہ بیٹا اپنا ہی ہے اور غلام اپنا ہی ہے لیکن صیغہ شک
سے بولتا ہے توبیخ اور تشدید کے لئے توبیخ کے معنی ڈرانا اور سرزنش کرنا اور تشدید شدت
آیا ہے اور اس جگہ حق تعالی جانتا ہے کہ حضرت رسول شک مین نہین لیکن اظہار شک فرماتا
ہے درمیان خطاب کے واسطے ادا کرنے تعریض کے تعریض کے معنی کنایہ کرکے بات
کرنا اور جوڑا کرنا کسی چیز کا اور یہ یعنے یہ توجیہ وجہ اول کی غیر ہے یعنے وجہ اول وہ جو
مذکور ہوا کہ مخاطب ہون حضرت رسول اور مراد غیر اوس سرور کا پھر وجہ ثالث یہ کہ مراد شک
سے اس جگہ سینہ کی تنگی اور تنگدلی ہے اور مراد وہ ہے کہ اگر پہنچتا ہے تو اون چیزون
سے جو کچھ پہونچتا ہے تجھے یعنے ایذا کافرون سے صبر کر اور پوچھ اون سے جو پڑھتے ہین
کتاب کے تئین اور پیغمبرون کے احوال کہ اونھون نے کس طرح صبر کیا اپنی قوم کے ایذا دینے پر
اور کیسا ہوا انجام کار اونھون کا اللہ تعالی کی نصرت اور مدد سے جو خدا تعالی نے اونکی یا یہ کہ
فرض اور تقدیر کی راہ سے ہے فرض کے معنی ٹھہرانا ایک چیز کا اور تقدیر کے معنی اندازہ کرنا گویا کہ
اگر واقع ہو تجھے شک اور خیال تیرے مین ڈالے شیطان شک کے تئین ازروے فرض اور تقدیر کے
اون چیزون مین جو کچھ نازل کیا ہم نے تجھپر یعنے قصے ہم ... کے سوال کر تو اون سے جو پڑھتے
ہین کتاب تیری آگے کی کیونکہ دو قصے تحقیق کئے گئے ... نزدیک اونکے اور ثابت ہین اون کی
کتابون مین موافق اون چیزون کے جو کچھ القا کیا ہمنے تجھے القا کے معنی ... اور تحقیق حال ہے

اور طلب شہادت سے ہے اوپر اون چیزون کے جو کچھ قدیمی کتابون مین ہے اور بیان اس بات کا کہ قرآن
مصدق ہے یعنے باور رکھنے والا اون چیزونکا جو اون کتابون مین ہے یا یہ کہ مراد تہیج رسول ہے یعنے
اوٹھانا رسول صلعم کا نہ یہ کہ ممکن ہونا وقوع شک کا اور اسی واسطے جب نازل ہوا یہ آیہ کہا رسول خدا صلعم نے
لا اشک ولا اسئال یعنے مین نہین شک کرتا اور سوال نہین کرتا کہا ابن عباس رض نے کہ قسم خدا کی کہ شک
نہ کی رسول خدا صلعم نے ایک پل اور سوال نکیا کچھ ایک اون سے مؤلف نے کہا مراد اس جگہہ شک
نہ وہ معنی ظاہر ہے جو منافی ہو تصدیق اور یقین کا بلکہ وہ ایک حالت ہے ایسی حالت کہ پیش
از معائینہ اور مشاہدہ ایسا مشاہدہ جو موجب اطمینان دل ہوتا ہے ہوتی ہے اور اسی واسطے
ابراہیم خلیل ع کی حدیث مین جو سوال کیا پروردگار سے کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی اشک نام رکھا ہے
اوس جگہہ بطریق تواضع اور خلیل ع کے درجے کے بلند کرنے کی راہ سے فرمایا نحن احق بالشک منہ
یعنے مین سزاوار تر ہون شک کرنے اوس سے یعنے اگر تو زیادت اطمینان چاہتا ہے پوچھہ
اہل کتاب سے کہ تیرے احوال اور اخبار نبوت پر علم الیقین رکھتے ہین جو حکم اعیان اور حکم مشاہدہ
رکھتا ہے اور دلیلون کے تعاضد کے تیئن ایک خاصیت ہے یقین کے حاصل ہونے مین اور
اسی واسطے وہ سرور دوست رکھتا تھا سورہ سبح اسم ربک الاعلی کے تیئن اس آیہ کریمہ کی جہت
سے ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم وموسی اور قصہ بنی تمیم داری کے اخبار کا وجود اور
حال کے موافق اوس بات کے جو کچھ حضرت صلعم نے خبر دی تھی اور بلانا اوس سرور کا اصحاب کے
تیئن اور اعلام فرمانا اوپر اس قصے کے اونکو مؤید ہے اس معنی کا اور فرمانا اوس جناب کا معجزے
کے ظاہر ہونے کے بعد اشہد انی رسول اللہ بھی اسی باب سے ہے فافہم وباللہ التوفیق وہو اعلم
مترجم اس جگہہ ہندی فہمون کی خاطر کے واسطے ابراہیم خلیل ع کے سوال کا مجمل بیان کرتا ہے
تا کہ روشن دلونکو اس سے افزایش یقین ہو اور مجھے بدعاے خیر یاد کرین سوال کیا حضرت ابراہیم خلیل
نے حضرت رب الجلیل سے کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنے ای پروردگار میرے دیکھون گا مین
کس طرح جلاتا ہے تو مردیکو اللہ تعالی نے اپنے خلیل ع کو فرمایا ای ابراہیم اگر تیری خوشی سی ہے مین
تو کہنی ایا پرندونکو لیکر ٹکڑے ٹکڑے کر اور اونکو باہم کچل کر مخلوط کر کے پہاڑ پر رکھدے اور
ہر ایک کو پکار خلیل نے حسب فرمان عمل کیا اور پکارنا شروع کیا ہر ایک طائر اون طائرون سے

جو کھلے ہوئے اور کوٹے ہوئے تھے قدرت الٰہی سے اپنے ویسے ہی رنگ اور روپ اور
سروپ سے اوڑکر ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئے ۵ ہان نہو غافل ارے سنتا ہے جی * سبح اسم
ربک الاعلی الذی * خالق و رزاق و فتاح و کریم * باسط و ستار و غفار و حلیم * صانع قدرت خدائے
لایزال * بے نظیر و مثل و مانند و ہمال * اور وے لوگ جو کہتے ہین کہ لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنے
اگر شرک کی تو نے ہر آئینہ حبط ہووینگے عمل تیرے اس آیت کے درمیان خطاب اس جناب کے غیر کے
واسطے ہے سننے والون سے اس سرور کے ہو سکتا ہے کہ اس جگہ بھی کہین کہ خطاب اس آیت
مین فان کنت فی شک آگے بھی ویسا ہی ہے اور تقریر اوسکی وہ ہے کہ لوگ زمان شریف مین
اوس سرور کے فرقے تھے مصدقا یعنے تصدیق کرنے والے اور دوسرا مکذبا تکذیب کرنے والے
اور متوقف جو شک رکھتے تھے اوس جناب کے کام مین پس خطاب کیا حضرت حق نے اونکے
تئین بطریق خطاب عام جو اکثر صیغہ واحد کرکے آتا ہے اور کہا کہ اگر ہے تو ای متوقف شک مین
اون چیزون سے جو کچھ بھیجا ہے ہمنے نزدیک تیرے اپنے پیغمبر کے زبان پر جو محمد ہے
سوال کر تو اہل کتاب کے تئین تا دلالت کرین یعنے رہبری صحت نبوت پر اوسکی اور نازل کرنے
کی نسبت ثابت ہے امت کے لئے جیسا کہ فرمایا وانزلنا الیکم نورا مبینا یعنے نازل کیا ہمنے
تمہاری طرف نور مبین اور جب ذکر کیا حق تعالی نے اوپر اون کے اوس چیز کو جو ازالہ کرتا ہے
یعنے دور کرتا ہے اوس شک کے تئین اون سے تحذیر کیا اونکے تئین یعنے ڈرایا اوس
سے کہ بے حوم ہون قسم ثانی سے جو مکذب ہین اور فرمایا ولاتکونن من الذین کذبوا بایات اللہ
فتکون من الخاسرین اور فرمانا اوس خالق کا والذین اتیناہم الکتاب یعلمون انہ منزل
من ربک فلاتکونن من الممترین یعنے ذلک من الممترین یعلمون مراد قل یا محمد لمن امتری
لاتکونن من الممترین پس حضرتؐ خطاب فرماتے ہین اپنے غیر کے تئین اور موید گمان خطاب
کا اوس جناب کے غیر پر قول الٰہی تعالے سے ہے بعد اوسکے فرمایا حضرت حق نے کہ
قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی الحی پس تامل کر اور قول الہی تعالی ولو شاء اللہ
لجمعہم علی الہدی فلاتکونن من الجاہلین یعنے اگر چاہتا اللہ تعالے ہر آئینہ جمع کرتا تمام آدمیونکو
اوپر ہدایت کے پس مت رہ تو جاہلون سے کہا قاضی عیاض نے کہ مراد وہ

نہین ہے کہ مت رہ تو جاہل ساتھ اس کے کہ اگر چاہے خدا تعالیٰ جمع کرے آدمیونکو ہدایت پر
کیونکہ اس واسطے کہ اوس مین یعنے اون مضمون مین اثبات جہل ہے ایک صفت کر کے خدای غرّ وجل
کی صفات سے ہے اور جہل خدای تعالیٰ کی صفات کر کے جائز نہین ہے انبیا پر بلکہ مقصود وعظ کرتا ہے
اوس سرور کا اوپر اس بات کے کہ تشبہ نکرے اپنے امور مین جاہلونکی طرف اور بھی آیت کی درمیان
دلیل ہین اوپر ہونے اوس سرور کے اوپر اوس صفت کے کہ نہی کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوس سرور کو
اوس صفت پر ہونے سے بلکہ امر کی صبر کی لازم کرنے پر قوم سے منحرف ہونے پر اور اونکی مخالفت
کرنے پر اور اس بات پر کہ باہر نہ آوے صبر اور ثبات سے تا کہ نزدیک ہو حال اوسکا جاہلون کے
تئین شدت حسرت اور جزع کر کے حکایت کیا اسکے تئین ابو بکر بن فورک نے اور بعضون نے کہا ہے
کہ یہ معنی ہین خطاب طرف امت کے ہے یعنے مت رہو تم جاہلون سے جیسا کہ در موضعون مین
کہا ہے اور مانند اس کے بہت سے ہے قرآن کے درمیان اور ایسی طرح قول الٰہی تعالیٰ جل شانہ
مین وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ مراد غیر اوس سرور کا ہے جیسا کہ
فرمایا ہے ان تطیعوا الذین کفروا اور اسی طرح ان یشاء اللہ یختم علے قلبک و لئن اشرکت لیحبطن عملک
اور امثال اوس کے مراد تمام جگہہ غیر اوس سرور سے ہین جیسا کہ گذرا اور اللہ تعالیٰ امر اور نہی
کرتا ہے اوس سرور کو اوپر اون چیزون کے جو کچھہ چاہتا ہے اور حال یہ کہ اوس سرور
سے وقوع نہین رکھتا جیسا کہ فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم اور حال یہ کہ اوس سرور نے
ہرگز طرد نہ کیا اون کو یعنے نہ ہانکا اون کو اپنے حضور سے اور نہ تھا وہ سرور ظالمون سے
اور قول حق سبحانہ کا وان کنت من قبلہ لمن الغافلین مراد اس سے غفلت کرنا آیات حق
سے نہین ہے بلکہ مراد غافل ہونا قصہ یوسف سے ہے کیونکہ ہرگز خطور نکیا اوس جناب
کے دل مین اور گوش نہوا اور نہ جانا مگر وحی الٰہی تعالے سے اور لیکن قول الٰہی تعالے
اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ ظاہر اسکا موہم ہے نزغ اور وسوسہ شیطان کے
واقع ہونے پر اوس جناب مین و لیکن مراد قصد کرنا شیطان کا ہے اور دفع کرنا اللہ تعالیٰ کا
ہے اوس سرور سے اور معنی یہ ہین کہ اگر سبک کرے تجھے غصہ مثلاً ایسا غصہ جو باعث ہووے
ترک اعراض پر اون سے ترک اعراض کے معنی منہ نہ پھیرنا اور اوپر قبول کرنے اونکے پناہ ڈھونڈھ

تو خدا سے اوس سے تا کہ محفوظ رکھے خدا تجھے اوس سے اور نزغ ادنی حرکت ہے جیسا کہ کہا ہے
زجاج نے پس امر کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو کہ جب واقع ہووا وپر اوس سرور کے غصہ یک
اوپر دشمن کے مثلاً یا قصد کرے شیطان اوس سرور کے ورغلانے کے اوپر اور وسوسہ ڈالنے
پر تب استعاذہ کرے یعنے طلب پناہ خدای عزوجل سے تا کہ کفایت کرے اوس سرور کے کام کو
اور رہو نگا وہ سبب عصمت کامل کا اوس سرور کے کہ غالب نہ گردانا اوسکو یعنے شیطان کو اوپر
سرور کے اور قدرت نہین رکھتا شیطان کہ مدلول اس آیت کا ہو کہ ان عبادی لیس لک علیہم
سلطان یعنے اللہ سبحانہ فرماتا ہے تحقیق کہ میرے خاص بندون پر تجھے غلبہ نہین اور قول الہی
تعالی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون بھی اوپر اوسی معنی کے
ہوگا یا مخصوص اوس جناب کی غیر سے ہے اور قول الہی تعالی واما ینسینک الشیطان نسیان غیر
نزع سے ہے اور صحیح نہین کہ متمثل یعنی صورت پکڑا گیا اور متصور ہو شیطان آگے رسول خدا کے فرشتے
کی صورت اور تلبیس کرے اوس سرور سے یعنے مکر نہ اول رسالت مین اور نہ بعد رسالت سنت
الہی جو رسول کے اظہار صدق پر جاری ہے تقاضا اسی بات کا کرتی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے نبی کو
کہ جو کوئی اوسکے پاس آتا ہے فرشتہ ہے اور خدا کا فرستادہ ہے یا اوس علم ضروری سے معلوم ہوتا ہے
جسے پیدا کرتا ہے اللہ تعالی اوس نبی مین ایک برہان سے جو ظاہر گردانتا ہے نزدیک اوسکے اور
تحقیق اسبات کی بدو وحی کے بیان مین آویگی یعنے آغاز وحی کے بیان مین وتمت کلمۃ ربک صدقا
وعدلا لا مبدل لکلماتہ **وصل** ولیکن فرمانا حضرت حق سبحانہ کا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا
نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ بہترین جو کچھ کہا گیا اس مین اور مشہور ہے سو جمہور مفسرون کا
قول ہے کہ مراد تمنا سے اس جگہہ تلاوت ہے اور القای شیطان سے مراد مشغول گردانا اوسمین
یعنے تلاوت مین خواطر اور اذکار کے امور دنیا سے تالی کے تئین یعنے پیچھے آنے والے کے تئین
یہان تک کہ لاتا ہے اوپر اوسکے وہم اور نسیان کے تئین اوسکی تلاوت مین اذکار جمع ذکر ہے اور خواطر
جمع خاطر یعنے جو کچھ دلمین گذرے یا یہ کہ لاتا ہے سامعون کی فہمون پر تحریف اور تامل فاسد ہے اوس چیز
کے تئین کہ دور کرتا ہے اور منسوخ گردانتا ہے اوس چیز کو اللہ تعالی اور کشف گردانتا ہے یعنے
کھولتا ہے مگر اور اشتباہ کے تئین اور محکم اور ثابت کرتا ہے آیات کو تئین کذا فی المواہب اللدنیہ تحریف کے

معنی پھر انا بات کا اوسکے موضع سے اور کلام قوم اس مقام مین بہت ہی اور شفا مین کچھ ایک اوس سے
لایا ہے اور فرمانا سرور عالم کا لیلۃ التعریس کے وادی مین کہ یہ وہ وادی ہی جس مین شیطان رہتا ہے
پس معلوم نہین ہوتا اس بات سے غلبہ شیطان کا اور وسوسہ کرنا اوسکا اوس سرور پر اور اگر ہوگا تو بلال پر
ہوگا جسے تعین کیا تھا حضرت نے فجر کی محافظت کے واسطے یعنے یہ کہ جاگتا رہے تاکہ فوت نہو
نماز پس آیا شیطان بلال کے تئین اور سُلایا اوسے جسطرح کہ تفصیل اوسکی لیلۃ التعریس کی حدیث مین
مذکور ہے یہ مضمون جلد ثانی مین بھی ہے غزوہ تبوک کے ماقبل یا بعد اور یہ بھی کہ وسوسہ کرنا شیطانکا
اوس تقدیر مین ہے کہ فرمانا اوس سرور کا تنبیہ نہو سبب نوم پر صلوۃ سے اور اگر تنبیہ ہو سبب کوچ
پر وادی سے اور بیان علت ہو ترک صلوۃ کا پس نہین اعتراض اور اشکال اور احتیاج نہین اوسکی
دفع کرنے کی طرف واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ولیکن قول الٰہی جل شانہ عبس وتولی ان جاءہ الاعمی الخ
کہتے ہین کہ ظاہر اسکا موہم ہے اثبات ذنب کرکے واسطے حضرت کے کہ اوس سرور نے ترشروئی
کی اور منہ پھرایا ابن ام مکتوم سے جو اعمی تھا یعنے نابینا جو طلب حق کے واسطے آیا تھا اور وہ
محل تذکر اور خشیت کا محل تھا اور طرف کفار کے جو حق سے بے پرواہ تھے حضرت صلعم پیش آئے تھے
اور اونکی طرف متوجہ تھے پس اللہ تعالی نے شکوہ اور عتاب کیا اوس وجہہ جس طرح اس سورہ
کی شان نزول مین تفسیر کی کتابون مین لکھا ہے لیکن اثبات ذنب اس جگہہ تو ہم محض ہے ہان بیچ ہے
صورت عتاب ترک اولی اور الیق سے ظاہر ہوتی ہے الیق بمعنی لائق تر سا تھہ اس بات کے
کہ اگر حقیقت حال ان دونون مردون کی معلوم اور مکشوف اوس جناب کو ہوتی اختیار کرتے اعمی
کے اقبال کرنے کے تئین لیکن جو کچھہ اوس سرور نے کیا یعنے توجہ کرنا طرف کفار کے سو علین
طاعت اور تبلیغ احکام شریعت اور دل ہاتھہ مین لانا اور اظہار حرص کرنا اونکے ایمان لانے
پہ تھا کیونکہ وہ سرور مبعوث اور رغبت دلانے والا واسطے اسی کام کے ہے نہ یہ کہ معصیت
اور مخالفت کے لئے امر دین کے اور جو کچھ قصہ پڑھا اور خبر دی حضرت حق جل وعلانے اور
ایک نوع کا عتاب کیا اپنے حبیب پر مقصود اوس سے تذکرہ اور نصیحت ہے اور اشارت ہی طرف
اس بات کے کہ شغل کرنا دعوت کا اور حرص دلانا اسلام پر اس مقدار اور اس مرتبے کو بھی نہ پہونچے
کہ جس کے سبب سے منہ پھرانا مُسلم سے لازم آوے ابلاغ اور اعلام بس ہے ابلاغ کے معنی پیغام پہونچانا

اعلام ظاہر کرنا وما علی الرسول الا البلاغ ترجمہ اسکا یہ مصرع شیخ سعدی کا ہے مصرع بر رسولان
بلاغ باشد وبس * اور حقیقت مین ابن ام مکتوم مستحق ہے تادیب و زجر کا کیونکہ وہ اگرچہ
دیکھہ نہین سکتا تھا لیکن ارشاد اوس جناب کا کفار سے وہ سنتا تھا اور شدت اور اہتمام حضرت کی دعوت
کی شان کا وہ پہچانتا تھا پس قائم ہونا اوسکا قطع کلام پر حضرت کے اور ازدحام کرنا اوس کا مجلس مین
ایذا تھی اوس جناب پر اور یہ معصیت عظیم ہے پس معلوم ہوا کہ فعل ابن ام مکتوم کا ذنب اور معصیت
تھا اور جو کچھ حضرت نے کیا یعنے التفات کفار کیطرف واسطے اسلام اور طاعت کے تھا اور ادا کرنا
واجب کا جگھہ اس بات کی تھی کہ آیہ زجر اور تادیب مین ام مکتوم کی بیٹی کے نازل ہوتا جسطرح جہر
قول کرکے یعنے پکار کر بات کرنے مین حضرت کے حضور اور ندا کرنے مین اوس جناب کو حجرون
کے پیچھے سے آیہ نازل ہوا یعنے یہ کہ آواز بلند مت کرو تم رسول خدا کے حضور اور اوسکے اندھے
پنے کے سبب سے اور صدق نیت سے اوسکے اوسے معذور رکھا اور مہربانی کی واللہ اعلم اور قول الٰہی
تعالی عفا اللہ عنک لم اذنت لہم بھی بظاہر موہم ہے وقوع تقصیر کرکے رسول سے کیونکہ عفو مستدعی
ہے یعنے طلب کرنے والا اور درخواست کرنے والا ایسی تقصیر کا اور بھی لم اذنت لہم کے درمیان
استفہام ہے واسطے انکار کے یعنے بخشا خدا نے تجھے نہین اذن دیا تو نے واسطے اون کے
پس یہ اذن منافقون کو منکر اور غیر مرضی ہوگا یعنے ناپسندیدہ اگرچہ واسطے اظہار نہایت تسلی اور
تسکین کے عفو کے تئین مقدم کیا اوپر انکار اذن کے اور مقدم کرنا عفو کا عتاب سے آگے بہت
عزیز اور نادر ہے اور آگاہی دینے والا ہے غایت محبت اور اکرام کرنے اور کیتی ہے وہ جماعت
کہ کیا رسول خدا نے دو چیز کے تئین جن پر مامور نہ ہوئے تھے اول اپنا فدیہ کا بدلے کے اسیرون سے
اور اذن دینا اوس جناب کا منافقون کے تئین پس عتاب کیا اللہ تعالی نے اوس سرور کے تئین
جواب اسکا یہ کہ عفا اللہ اس جگھہ نہ وہ ہے جو گناہ واقع ہونیکے بعد ہوتا ہے بلکہ یہ ایک ایسی عبارت
ہے کہ دلالت کرنے والی ہے توقیر اور تعظیم کے درمیان جس طرح کوئی اپنے دوست سے کہے
جس وقت وہ عظیم القدر ہو نزدیک اوسکے کہ بخشے خدا تجھے کیا کام کیا تو نے میرے حق مین
راضی ہو خدا تجھہ سے کیا جواب دیتا ہے تو میری بات کا عاقبت بخیر کرے خدا تعالی تیری پہچان
تو حق میرا ادا نہین غرض اس کلام سے مگر زیادت تجلیل اور تعظیم اور توقیر نہ یہ کہ اثبات کرنا ذنب

اور تقصیر کا ہو تبجیل کے معنی بزرگی دینا اور گرامی کہنا اور عفا اس جگہہ بمعنی غفر نہین اور مقدم کرنا اوسکا
اوپر اظہار عتاب کے مشعر اوپر اس معنی کے اور دلالت کرنی اس مراد پہ سے ہے بلکہ دون سے ہے جسطرح حدیث
مین واقع ہوا ہے عفا اللہ لکم عن صدقۃ الخیل الرقیق یعنے عفو کیا خدا تعالی نے تمکو زکات لینا گھوڑونکا
اور بردے کا اور حال یہ کہ زکوۃ اونمین ابتدا سے واجب نہین ہوئی پس مراد وہ ہے کہ یہ لازم
نہین تمکو اور امام قشیری نے کہا ہے کہ جو کوئی کہے کہ عفو نہین ہوتا مگر گناہ سے وہ نہین پہچانتا کلام
عرب کے موارد کے تئین موارد جمع مورد بمعنی جگہہ وارد ہونیکی اور کہا ہے یعنے امام قشیری نے
کہ معنی عفا اللہ عنک کے لم یلزمک ذنب ہین یعنے تجکو گناہ لازم نہین کذا فی المواہب لیکن جواب
ثانیکا یعنے عفا اللہ عنک کے بعد جو لم اذنت لہم ہے اسکا جواب جو استفہام ہے واسطے انکار
کے وہ کہا ہے کہ عتاب وہان کہین ہے جہان ترک اولی و افضل ہوا اور بعضون نے کہا ہے
کہ اللہ تعالی نے رخصت دی ہے اوس سرور کو اذن کرنے مین اگرچاہے وہ سرور اور فرمایا ہے
فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت لہم یعنے پس جس وقت طلب اذن کرین منافق لوگ
تجھ سے اپنی بعض شان کے واسطے پس اذن دے تو جسے چاہے تو اون سے پس اللہ تعالی نے
سونپا ہے امر کے تئین اوس سرور کو اور مختار گردانا ہے اوس جناب کو بطریق عموم اور مواہب
مین نفطویہ سے نقل کرتا ہے کہ کہا ہے اوس نے کہ گئے ہین ایک گروہ طرف اس بات کے
کہ حضرت معاتب ہین یعنے عتاب کئے گئے اس آیت کرکے اور حاشا و کلا یعنے واللہ باللہ کہ
نہین بلکہ حضرت مختار تھے اور جب اذن کیا سرور عالم نے اونکو تب اعلام پروردگار تعالی نے کیا
اگر اذن نکرتا تو اونکے تئین قعود کرتے یعنے بیٹھہ رہتے اپنے نفاق کی جہت سے اور حرج نہین اوس سرور
پر اذن کرنے مین انتہی اور قول الہی تعالی ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا
اذا لاذقناک ضعف الحیات و ضعف الممات الخ یہ آیہ بھی موہم ہے وقوع میل اور رغبت پر
رسول خدا کے منافقون کے جانب و واقع ہونا و نیز عذاب کا اشد عذاب و لیکن خدا تعالی
محفوظ رکھتا ہے اوس سرور کے تئین اوس سے یعنے کفار کیطرف رغبت کرنے سے اور یہ
مجوز وقوع گناہ ہی حضرت سے اور یہ توہم ساقط ہے کیونکہ معنی وہ ہین کہ اگر تثبیت الہی یعنے ثابت رکھنا
اور حفظ الہی اگر نہوتی نزدیک تھا کہ رغبت کرتا تو بحکم طبیعت اونکی مراد کے اتباع کرنے پر و لیکن نگاہ رکھا

تجھے ہماری حفظ کرنے نے اور نہ چھوڑا تجھے کہ تو اونکی رغبت کی نزدیک آوے خصوصًا کہ ظہور میں آوے یہ تجھ سے اور یہ صریح ہے اس بات مین کہ حضرتؐ نے قصد نکیا اونکے قبول کرنے کیطرف اور رغبت نہ کی طرف اوس بات کے ساتھ داعی اجابت کی قوت کی اور خود گذرا کہ کلام وقوع معصیت مین ہے شرعًا حضرات انبیا سے نہ یہ کہ اونکے جواز مین ہو عقلًا یعنی یہ نہین کہ سخن معصیت کے جائز ہونیمین ہو انبیا پر از روے عقل کے اور یہ حق تعالے کے نگاہ رکھنے سے ہے اور عصمت یعنی نگاہ رکھنا باطل نہین گردانتا اختیار کے تیئن اور ممتنع نہین کرتا ذنب کی تیئن از روے عقل کے بلکہ مانع ہوتا ہے ذنب کے صادر ہونے کے تیئن اللہ تعالی کی حفظ الہی کر کے پس ثابت ہوا مدعا کہ انبیا معصوم ہین گناہون سے اور معلوم ہوا کہ حضرت رسولؐ ثابت ہے اور رغبت نہ کی اوس جناب نے اور آیت مین مبالغہ ہے حضرتؐ کے کمال تطہیر اور تقدیس مین اور حفظ اور عصمت اور محبت الہی مین اوس سرورؐ کے تیئن نہ یہ کہ تہدید یعنے ڈرانا اور تشدید یعنے شدت کرنا اور عتاب اور تحذیر ہوا اور یہ ظاہر ہے اور فرمانا اللہ تعالی کا بدر کے اسیرون کی شان مین کہ ماکان لنبی

ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ اسنے قولہ عظیم اسکو بھی ایک گروہ نے گمان کیا ہے اوپر عتاب کے کہ سرور عالمؐ نے بدر کے اسیرون مین فدیہ اختیار کیا ابوبکر صدیق رضؓ کی مشورت دینے سے نہ یہ کہ قتل یعنے اونکا مار ڈالنا اختیار نکیا جس طرح عمر خطاب رضؓ نے طرف قتل کے اشارت کی تھی اور یہ یعنے فدیہ اختیار کرنا اجتہاد سے تھا بدون اس بات کے کہ کچھ امر ہو اس کام مین اللہ تعالی کیطرف سے اور خطا کے تیئن اجتہاد شریف مین اوس سرورؐ کے جائز رکھتے ہین لیکن تقریر کرنا اوسکا یعنے خطا کا نام رکھنا اوس سرورؐ پر جائز نہین اور آخر مین جو کچھ صواب ہے اظہار کرتے ہین جس طرح اصول فقہ کے درمیان مذکور ہے اور تفصیل کلام وہ ہے کہ مسلم عمر بن خطاب رضؓ کی حدیث مین لایا ہے کہ کہا جب شکست دی خدا تعالی نے مشرکون کو بدر کی جنگ مین اور مارے گئے اون سے ستر آدمی اور اسیر ہوئے ستر تب مشاورت کی حضرتؐ نے اون کے باب مین ابوبکر اور عمر اور علی مرتضی رضؓ سے پس کہا ابوبکر نے کہ وے یعنے اسیر لوگ ہمارے ابناء اعمام ہین یعنے چچاؤن کی اولاد اور بھائی تمھارے ہین یا رسول اللہؐ اور خویش اور قبیلے تمھارے تدبیر میری وہ ہے کہ لو تم اون سے فدیہ تاکہ ہووے واسطے ہمارے

وہ کچھ لیوین ہم اون سے مادہ قوت اور قدرت اوپر کفار کے اور امید ہے کہ ہدایت کرے اونکو خدا تعالی اور ہووین دی بازو سے دولت اور ہماری نصرت کی بانہہ پس فرمایا حضرت نے مجھ سے یعنے عمر سے کہ تیری راے کیا ہے ای بیٹے خطاب کے کہا مین نے واللہ یا رسول اللہ رای میری وہ نہین جو ابو بکر کی راے ہے تدبیر میری وہ ہے کہ تم قتل کروان لوگون کو حکم کرو تا کہ مین قتل کرون انکو اشارت کی مین نے طرف اپنے خویش کے جو میرا تھا اور حکم کرو علی کو کہ قتل کرے عقیل کے تئین جو بھائی ہے اونکا اور حکم کرو حمزہ کو کہ قتل کرے فلان کے تئین تا کہ جانے علام الغیوب کہ نہین ہمارے دلو نمین دوستی مشرکون کی پس جو دوست رکھا اور اختیار فرمایا حضرت نے ابو بکر کی راے کو اور پسند نہ آئی اوس جناب کو رای میری اور لیا اون سے فدیہ اور جب دوسرے روز اوس سرور کی خدمت مین مین گیا دیکھا مین نے کہ وہ سرور بیٹھا ہے اور ابو بکر نزدیک اوس جناب کے ہے دونون بیٹھے ہوئے روتے ہین عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ خبر دو مجھے کہ کیا چیز تمکو رولے مین لائی ہے اور تمھارے یار کو تا کہ مین بھی اگر پاؤن اپنے مین رونا روؤنمین اور اگر نہ پاؤن تکلف کرون اور بزور رولے مین لاؤن اپنے تئین پس فرمایا حضرت نے کہ روتا ہون مین اوس چیز کی جہت سے جو کچھ ظاہر کیا گیا تیرے یارون پر یعنے فدا اور تحقیق کہ ظاہر کیا گیا مجھپر عذاب نزدیک تر اس درخت سے اشارت کی حضرت نے طرف اوس درخت کے جو سامنے تھا پس نازل کیا اللہ تعالے نے ما کان للنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض یثخن ثخن سے آیا ہے اور اثخان بمعنی مبالغہ اور بہوتا دکرنا کسی چیز مین اور مراد اثخان سے قتل اور جرح ہے یعنے پیغمبر کے تئین لازم ہے کہ جب اسیر اوس کے ہاتھ لگین قتل کرے اون کے تئین اور مبالغہ کرے اون کے قتل مین تا کہ زائل ہو کفر اور کم ہوئین دی لوگ اور غالب ہو اسلام اور عزیز ہون اہل اسلام تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ چاہتے ہو تم دنیا کے تئین جو غنیمت اور مال ہے اور چاہتا ہے خدا آخرت کے تئین جو دین اسلام کی قوت سے ہے اور چاہتا ہے اوس ثواب کو جو اوسپر مترتب ہوگا ولولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنے اور اگر نہوتا حکم الہی جو ازل مین جاری ہوچکا ہے کہ مجتہد کو خطا پر نہین پکڑتے ہر آئینہ پہونچتا تمھارے تئین اوس چیز مین جو لیا تمنے اور اختیار کیا تم نے

تے یعنے فدیہ عذاب بزرگ اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ اگر نازل ہوتا ہمارے اوپر عذاب
تو نجات نپاتا ہم سے کوئی مگر عمر پس کہتی ہے وہ جماعت کہ اس جگہہ عتاب حضرت صلعم پر اور تہدید یعنے
ڈرانا عذاب سے اور عتاب اور تشدید نہین مگر گناہ پر صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے کہ نہین اس جگہہ
التزام گناہ کا اوپر پیغمبر صلعم کے بلکہ اسمین بیان اوس چیز کا ہے جس چیز سے وہ سرور صلعم مخصوص گردانا
گیا ہے تمام پیغمبرون پر کہ نہین یہ کسی پیغمبر کے تئین سوا آپکے جس طرح فرمایا اوس سرور نے
احلت لی الغنائم یعنے حلال ہوئی واسطے میرے غنیمت انتہی چاہتا ہے کہ کہے یہ حکم یعنے فدیہ
نہ لینا اور قتل کرنا اوس جناب کے غیر مین ہے یعنے انبیا مین اور واسطے اوس سرور صلعم کے
درست ہے کہ قتل نکرے اور فدیہ لیوے اور فدا از جملہ غنایم ہے اور کہتا ہے کہ لیکن قول الہی تعالے
تریدون عرض الدنیا بعضون نے کہا ہے کہ مراد اس خطاب سے وہ شخص ہے جو ارادہ کرے دنیا کا
اور غرض اوسکی صرف مال دنیا کے واسطے ہو اور دنیا کی بہوتا وکو چاہے اور نہین مراد اس سے
وہ سرور صلعم اور نہ اکثر صحابہ اوس جناب کے بلکہ روایت کی گئی ہے ضحاک سے کہ یہ آیہ نازل ہوا ہے
اوس وقت جس وقت مشرکین بھاگے بدر کے روز اور مشغول ہوئے لوگ سلب مین یعنے اونکے
اسباب کے لوٹنے مین اور غنایم کے جمع کرنے مین اور باز آئے قتال سے یہانتک کہ ڈرے
عمر ابن خطاب کہ وے پیچھے پھیرین اوپر انکے جس طرح احد کے روز واقع ہوا اور نازل ہوا ان
منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ یعنی تم میں سے ہے جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کے تئین اور تم میں سے
ہے جو چاہتا ہے آخرت کے تئین اور قول الہی تعالے لولا کتاب من اللہ سبق اختلاف کیا ہے
عالمون نے اس آیت کے معنو مین بعضون نے کہا ہے کہ معنی اسکے وہ ہین کہ اگر سبقت نکرتی
مجھہ سے یہ بات کہ عذاب نکرونگا مین کسی ایک کے تئین مگر بعد از نہی کرنے کے ہر آینہ عذاب کرتا مین
تمہارے تئین اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ کام اسیرونکا معصیت نتھا اور بعضون نے کہا ہے
کہ اگر نہوتا ایمان تمہارا اوپر قران کے کہ مراد کتاب سے وہی ہے اور مستوجب ہوئے تم عفو کے
تو عقاب کیے جاتے تم اوپر غنائم کے یا مراد وہ ہے کہ اگر نہ جاری ہوتی لوح محفوظ پر یہ بات کہ غنایم
حلال ہے اور یہ تمام ذنب کی اور معصیت کی نفی کرتا ہے کیونکہ فعل جس چیز کا حلال ہے معصیت نہین ہوتی
اوس سے اور اسیواسطے فرمایا اللہ تعالے نے اخبر فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا یعنی خبر دے تو اے محمد اپنے اصحاب کو کہ پس کھاؤ تم

اوس چیز سے جو غنیمت کی تمنے حلال ہے اور پاکیزہ ہے آور بعضون نے کہا ہے کہ بلکہ حضرت ؐ او اصحاب
اوس جناب کے مختار گردانے گئے قتل کرنے اور فدیہ لینے مین آور بتحقیق روایت کی گئی ہو علی مرتضی رض
سے کہ فرمایا آیا جبرئیل ؑ رسول خدا ؐ کے نزدیک بدر کے روز اور کہا کہ مختار گردانو اپنے اصحاب کے بیچ
اسیرون مین اگر چاہین قتل کرین اگر چاہین فدیہ لیوین اس شرط پر کہ مقتول ہون انسے سال آیندہ ستر شخص
جس طرح کہا اصحاب نے اختیار کیا ہمنے فدا کے تئین گو مارے جائین ہم سے اور بتحقیق واقع ہوا مقتول
ہونا ستر شخصو نکا اصحاب سے جنگ احد کے روز اور یہ دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ انھون نے کیا
مکروہ کام جس بات پر اذن کئے گئے پس معصیت نہین آور بعضون نے کہا ہو کہ اگر چہ مختار گردانے گئے
فدا اور قتل کے درمیان لیکن قتل کرنا اور اثخان کرنا بہتر تھا پس عتاب کئے گئے اوپر اوس بات کے اور
بیان کیا گیا ضعف اختیار فدیہ لینے کا اور تصویب اختیار اثخان کرنے کا اثخان بمعنی بہت قتل کرنا و لیکن
عاصی اور مذنب نہین کوئی ایکساتھ اسکے واللہ اعلم اور قول الہی جل شانہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل
لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فرماتا ہی اللہ تعالے یعنے اگر افترا کرتا محمد ہمارے اوپر بعضی باتو نکا البتہ بار
سے ہر آیینہ پکڑتا مین اوسکے جانب یمین کے تئین اور کاٹتا مین اوسکی رگ گردن کے تئین
اور ہلاک کرتا مین اوسکے تئین کنایہ ہے عذاب سے جس طرح کرتے ہین بادشاہ جس شخص پر غضب مین
آتے ہین اور یہ مبالغہ ہے اوس جناب کے صدق مین اور نگاہ رکھنے مین حق تعالے کے
اوس سرور کو کذب اور افترا سے و لیکن اس عبارت مین اظہار سطوت اور غلبہ ربوبیت ہے
ساتھ شرف دینے اور گرامی رکھنے کے کہ لیغفر لک اللہ اور یہ ناشی ہے یعنے وہی جو اوپر مذکور
ہوا بیان آیت کا کمال محبت اور اہتمام سے اوس سرور ؐ کے حال پر اور حقیقت مین تعریض ہے
اون لوگون پر جو افترا کرنے والے ہین اور کذاب ہین تا کہ ہوشیار اور خبردار ہون اور
اصل قاعدہ وہی ہے جو اول کہا گیا کہ ہمکو لازم ہے کہ اپنے حد ادب سے پاؤن باہر
نرکھین اور زبان کو نگاہ رکھین اون چیزون مین جو محب اور محبوب مین ناز اور نیاز جاری ہو
لیکن قول الہی تعالے وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان بعضون نے کہا ہے کہ مراد
علم تفاصیل احکام ایمان اور صفات ایمان ہے جس طرح قران مین مذکور ہے کیونکہ وجود
اسکا ارسال کرنے کے بعد اور دین اور شریعت کے وضع کرنے کے بعد ہے اور

بتحقیق شہرت کو پہونچی ہے یہ بات کہ حضرتؐ پیش از نبوت توحید کرتے تھے خدا کے تئین اور دشمن رکھتے تھے بتون سے تئین اور اونکی پرستش کو اور حج اور عمرہ ادا فرماتے تھے اور ہرگز حضرتؐ نے شراب کو نہین پیا اور ساتھہ اسکے کہ نہین جانتے تھے شرایع کے تئین جسکو تشریع کیا پروردگار تعالےٰ نے اپنے بندون پر اور یہی مراد ہی قول الٰہی سے جو فرمایا وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان اور ارادہ نہین کیا ایمان سے تئین بمعنے تصدیق اور اقرار اور بعضون نے کہا ہے مراد دعوت کرنا طرف ایمان کے اور احکام کے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ باب حذف مضاف سے ہے یعنے ماکنت تدری اہل الایمان یعنے اگر نہ جانتا تو کہ ایمان لاوینگے اعمام جمع عم اور اقارب اور یہ معنی بعید ہین سباق اور سیاق سے حدیث کے واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب

باب چہارم حضرت سرور عالمؐ کے اوس ذکر مین جو سلف کی کتابون مین ہے

اور تعظیم اور تبجیل اوس ورُی اور اخبار رسالت پر اوس جناب کے اور ذکر اوس جناب کی امت کا جو توریت اور انجیل مین ہے اور اقرار کرنا اہل کتاب کی عالمونکا اوپر اوسبات کے ساتھہ اجمال اور تفصیل کے قال اللہ تعالےٰ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوریت والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر الخ ذکر شریف اوس جناب کا سلف کی کتابونمین بہت ہے اور خلاصہ نبیون کے اور رسولون کے وقتون کا اور نہ مجلسین اونکی معروف تھین حضرت خاتم الانبیاء کا ذکر کرکے اور جس وقت حق تعالےٰ نے ذکر اونکا خاتم الانبیا سے کیا خواہ مخواہ ذکر شریف اوس سرورؐ کا اونسے بطریق اولیٰ کیا ہوگا من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنی جو شخص چاہتا ہے اور محبوب رکھتا ہے کسی چیز کو اکثر کرتا ہے ذکر اوسکا اور یہ آیت یعنے جو اوپر ہے کہ الذین یتبعون الرسول النبی الخ اوّل دلیل ہے اوس جناب کے صدق پر کہ خبر دیتی ہے یہ آیت صفات اور احوال شریف کے لکھے جانے پر یہود اور نصاریٰ کی کتاب کے درمیان اور لازم کرنا اونکا اوپر اسبات کے کہ اگر مطابق واقع مین نہوتا جیسے احوال اور صفات حضرتؐ کے اونکی کتابونمین مرقوم تھے اگر ویسا طور حضرت مین ویسے نپاتے تو یہ ہوجب نفرت اور باعث تکذیب ہوتا اونکو اوس سرورؐ کے تئین اور حقیقت مین احوال اور صدق نبوت محمدی یہود سے زیادہ جاننے والا کوئی نتھا کیونکہ توریت اور انجیل مین

اونھون نے وصف حضرت ص کے پڑھے تھے اور مدینے مین سعادت ملازمت پانے کے واسطے
اور اوس سرور ص کے نشان علامت کی ظہور کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے اور ہمیشہ منتظر تھے پیغمبر
آخرالزمان کے کوکب دولت کے طلوع ہونے کے اور انصار سے جو دی یعنے یہود اور نصارے جنکا
مذکور ہوا عداوت اور دشمنی رکھتے تھے مبعوث ہونے پر سرور عالم ص کے استفتاح اور استنصار
کرتے تھے یعنے طلب فتح کرنا اور طلب نصرت کرنا یعنے یہ کہتے تھے کہ نزدیک پہونچا ہے کہ ہم
سایۂ دولت مین پیغمبر آخرالزمان کے تمکو ہلاک اور تباہ کرین اور باپ دادے اونکے یعنے یہود وغیرہ کے
اس جہان سے گذرنے کے وقت وصیت نامے لکھ کر اپنے فرزندون کو سونپتے تھے اور
کہتے تھے کہ سلام ہمارا اوس سرور کو پہونچاؤ اور کہو کہ ہمنے یا رسول اللہ تمھارے اشتیاق مین
جان دی اور ایمان لانے سے تمیز عالم سے گئے ہم قولہ تعالیٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنے پہچانتے ہین
کفار اوس سرور ص کو جس طرح پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو کہ جنکے پیدا ہونے پر علم یقینی رکھتے
ہین بخلاف باپون کے کہ علم اونپر سماع سے ہے یعنے سننے سے لیکن جب اس نور نے ظہور کیا
شقاوت ازلی اونکے کام مین ہوئی اور حسد اور عناد سے اونھون نے تکذیب کی اور کافر ہوئے
اور جان بوجھ کے حق پوشی کیطرف گئے اور تحریف اور تغیر کتاب کی اونھون نے کی تحریف کے
معنی پھیر دینا بات کا اوسکی جگہ سے اور دنیا کی محبت اور ریاست کی محبت سے خسارت اور شقاوت
اور ذلت کے درک اسفل مین دھنس گئے اور ساتھ اسکے کہ اونھون نے تحریف کی دلیلین
ہمارے پیغمبر کی نبوت کی اور اعلام اوس جناب کی شریعت کا اونکی کتاب مین روشن اور
ظاہر ہے اور کہا ہے اونھون نے کہ نام اوس سرور ص کا سریانی زبان مین مشفح ہے اور مشفح
بمعنی محمد ص ہے یعنے حمد کیا گیا کیونکہ شفح اونکی زبان مین بمعنی حمد ہے اور جب ذکر خدا تعالیٰ کی حمد
کرتے ہین تب کہتے ہین شفحا لالها یعنے الحمد للہ اور جب شفح بمعنی حمد ہوا مشفح بمعنی محمد ص ہوگا اور
احوال اور صفات اور علامات اور امارات یعنے نشانیان اوس سرور ص کی مشروح اور اوس
جناب کے بعثت اور خروج کرنیکا زمانہ متعین تھا اوسی روز جب حضرت ص مدینے مین تشریف لائے
عبداللہ بن سلام جو احبار اور اشراف یہود سے تھا احبار جمع حبر ہے بمعنی دانشمند اور یوسف کی
اولاد سے تھا آیا اور ایمان لایا اور جس روز سے اوسنے نکلنا اوس سرور ص کا مکے سے سنا تھا

منتظر تھا سعادت لقا کے حصول کا اور جب لقائے شریف سے مشرف ہوا حضرت نے فرمایا
اوسکو کہ ابن سلام تو ہی ہے اہل یثرب کا عالم عرض کی اوسنے کہ مین ہی ہون فرمایا مین سوگند
دیتا ہون تجھے خدائے عزوجل کی جسنے نازل کیا ہے توریت کو پاتا ہے تو میری صفت کو خدا کی
کتاب مین کہا اوسنے ہان سچ ہے یا رسول اللہ گواہی دیتا ہون مین کہ تو رسول ہے خدا کا اور خدائے
عزوجل ظاہر اور غالب کرنے والا ہے تیرا اور غالب کرنے والا ہے تیرے دین کا تمام دینون پر اور بدرستی اور راستی
کہ مین پاتا ہون تمھاری صفت کو خدا کی کتاب مین یعنے توریت مین جو تم سے اللہ تعالے
نے خطاب کرکے کہا ہے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدًا ومبشرًا ونذیرًا یعنے اے پیغمبر
تحقیق کہ بھیجا ہے ہمنے تجھے امت پر شاہد اور پر تصدیق اور تکذیب کے اور راہ نجات اور ہلاک پر اور
بشارت دینے والا مطیعون کے تئین اوپر ثواب کے اور ڈرانے والا عاصیونکو عذاب سے و
حرزًا للامیین اور پناہ واسطے امیون کے مراد امیون سے عرب ہین کہ اکثر خط اور
کتابت نہین جانتے اور تعلم اور تعلیم یعنے سیکھنا اور سکھانا نہین جانتے اور وہ سردار
پشت وپناہ تمام عالم کا ہے تخصیص عرب کرکے اوس جناب کے مبعوث ہونے کی
جہت سے ہے اون کے درمیان اور اونکے قرب کے جہت سے اوس سرور سے یا
اوس قوم کے غلو اور انہماک کے جہت سے ہے یعنے وہی تخصیص یعنے حرزًا للامیین جس سے
مراد عرب ہین انکے غلو اور انہماک وغیرہ کی جہت سے ہے جہل اور قساوت مین اور بعد مین
مقام علم اور ہدایت سے انہماک کے معنی کوشش کرنا کسی کام مین اور مبالغہ کرنا اور حرز
موضع حصین اور جائے استوار کو کہتے ہین جو نگاہ رکھے آفتون سے اور مراد حفظ اور تحصین کی طرف
اونکی ہے آفتون سے ذات کی اور غلامون سے شیطان کے جس طرح فرمایا ہو الذی بعث
فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال
مبین اور ہو سکتا ہے کہ مراد اونکا بچا لینا ہو عذاب سے اور ہلاک کرنے سے
اور بیخ وبنیاد سے اوکھاڑ ڈالنے سے جب تک درمیان اونکے تھا یعنے اہلاک اور استیصال
وغیرہ اور قول الٰہی تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم انت عبدی ورسولی تو میرا
بندہ خاص ہے کہ کسیکو ساتھ تیرے اس صفت مین برابری نہین اور فرستادہ میرا ہے

تمام خلق کی طرف سمیتک المتوکل نام رکھا مین نے تیرا متوکل کیونکہ تمام کام تو نے اپنے مجھپر چھوڑ دیے
ہین اور اپنے حول قوت سے تو نکلا ہے کہ حقیقت بندگی کی معنے کی یہی ہے لست بفظٍ ولا غلیظ یعنی نہین
تو درشت خو اور سخت دل جیسا کہ کلام مجید مین فرماتا ہے لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک
اور وہ جو دوسری جگہہ مذکور ہوا ہے کلام اللہ مین واغلظ علیہم جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ سرور مجبول
یعنے جبلی کیا گیا اپنی طبع کریم پر اور امر اوپر غلظت کے مجبول ہے خلق کے معالجے پر یعنے
بند کیا گیا اور اگر تقدیم جیم سے ہے تو بمعنے ڈالا گیا اور اوجہ وہ ہے یعنے موجہ تر کہ کہا جاوے
کہ نفی کی نسبت مومنون کی طرف ہے اور امر کی نسبت طرف کافرون کے دونون وصف اوس سرور
کی ذات مین موضوع ہین یعنے سونپے ہوئے الحب للہ والبغض للہ اور فرمایا حضرت نے انا
ضحوک القتول اور باب اخلاق مین اشارت ایک طرف اسکی گذری ولا سخاب فی الاسواق
یہ جملہ عطف اوپر ولا غلیظٍ کے جو اوپر گذرا کہ لست بفظٍ ولا غلیظ سخاب کے معنی غوغا بلند کرنے
والا اور اسواق جمع سوق ہے بمعنے بازار یعنے اور نہین تو آواز بلند کرنے والا بازارون مین
جو عادت نادانونکی اور غافلون کی ہے یعنے نرم خو ہے تو کہ آواز نہین بلند کرتا اور کج خلقی نہین
کرتا لوگون سے اور بازار مین ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر یعنے بدلا نہین کرتا
ہر بد کا بدی کر کے بلکہ عفو کرتا ہے اور درگذر کرتا ہے ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ
العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ یعنے اور دنیا سے نہین اوٹھا دیگا اوسے اللہ تعالے حتے تک
راست اور درست کر دانے اوس سے یعنے حضرت سے دین اور کیش کج کے تئین لا الہ الا اللہ کے
کہنے سے اور توحید کے اثبات کرنے سے اور شرک کے زائل کرنے سے فیفتح بہ اعینا
عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا یعنے پس کھولتا ہے اوس سے اندھی آنکھون کے تئین جو دیکھتی
نہین راہ راست کے تئین اور کھولتا ہے بہرے کانون کے تئین جو سنتے نہین حق کے تئین
اور کھولتا ہے اون دلونکو جن پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہین جو نہین سمجھے اور نہین پاتے
حقیقت حال کے تئین اور ایک روایت میں زیادہ آیا ہے کہ فرمایا و نہین کرتا بازار مین اور
تزئین نہین کرتا فحش کر کے اور بولنے والا نہین جھوٹ کا راست اور درست کرونگا مین
اوسے واسطے ہر صفت جمیل کے اور بخشتا ہونمین اوسے ہر ایک طرح کا خلق کریم اور گردانتا ہون مین قرار

اور آہستگی اور آرام کے تئین لباس اوسکا اور تقوی پرہیز گاری کے تئین ضمیر اوسکی اور حکمت
معقول اوسکی اور صدق اور وفا کے تئین گردانتا ہون طبیعت اوسکی اور عفو اور معروف کے تئین
خلق اوسکا اور عدل کے تئین سیرت اوسکی اور حق اور راستی کے تئین شریعت اوسکی اور ہدایت
کے تئین پیشوا اوسکا اور اسلام کے تئین ملت اوسکی اور احمد نام اوسکا راہ راست دکھاتا ہون
لوگون کو اوس سے گمراہی کے بعد اور دانا گردانتا ہون اوسکے وسیلے سے اونکو اونکی نادانی
کے بعد اور بلند آواز گردانتا ہون اوس سے گمنامی کے بعد اور بہت گردانتا ہون اونکو کمی کے
بعد اور جمع کرتا ہون فرقت اور پراگندگی کے بعد اور غنی گردانتا ہون درویشی کے بعد اور الفت
دیتا ہون اوس سے مختلف دلون کے درمیان اور پراگندہ گروہون کے درمیان اور متفرق
امتون کے درمیان اور گردانتا ہون اوسکی امت کے تئین بہترین امم کعب احبار سے بھی یون ہی
آیا ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس رض نے کعب سے پوچھا کہ کیسی پاتا ہی
تو نعت رسول خدا م کی توریت کے درمیان کہا اوس نے ایسے کہ لکھا ہوا ہی محمد بن عبد اللہ
عبدہ المختار مولدہ بمکہ ومہاجرہ بالمدینہ وملکہ بالشام لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب بالاسواق
ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر اور اس روایت مین اور جناب م کی امت کی
مدح بھی آئی ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ امت اوس پیغمبر کی شکر گذار ہوگی غم کے درمیان
اور شادی اور خوشی اور ناخوشی مین اور تکبیر کہین گے ہر بلندی پر اور حمد کرینگے ہر پستی کے
درمیان رعایت کرین گے آفتاب کی واسطے نماز کی یعنے جس طرف آفتاب غروب کریگا
اودھر نماز پڑھینگے اور جب وقت پہونچگا نماز پڑھین گے اگرچہ خاک پر ہووین اور
ازار باندھین گے آدھی پنڈلیون تک اور وضو کرینگے اپنے اعضا کے اطراف پر منادی
اونکا یعنے موذن ندا کریگا جو آسمان مین یعنے بلندی کی جگہہ صفین اونکی قتال مین
اور نماز مین یکسان کھڑی ہونگی اونکو شب کو زمزمہ ہوگا زنبور کے زمزمے کے مانند
مراد ذکر سے اور ابی ہریرۃ کی روایت مین آیا ہے کہ سنا مین نے رسول خدا م سے کہ
فرمایا جب نازل ہوئی موسی علیہ پر توریت اور پڑھا اوس نے اوسکو پایا موسی م نے درمیان اوسکے
ذکر اس امت کا پس کہا ای پروردگار پاتا ہون مین الواح کے درمیان الواح جمع لوح ہے کہ

کہ وہی یعنے امت محمدی آخر مین اور سابق ہین یعنے آخر وجود مین اور سابق فضل مین اور شفاعت کیجاویگی واسطے اون کے اور برسیگا ابر واسطے اون کے اوکی دعا سے انجیلین انکے سینو نمین ہین کنایہ حفظ ہونے سے قرآن کے اور پڑھین گے اونکو از بر یعنے لوگ زبان کھاوینگے غنایم کے تیئن گردانین گے صدقات کے تیئن اپنے پیٹون کے درمیان اور یہ خواص سے اس امت کے ہے کہ آسان کیا گیا کام اوپر اونکے اور حلال کیے گئے واسطے اون کے غنایم اور صدقات برخلاف سابق کی امتون کے اور جب کوئی ایک اس امت سے قصد کریگا ایک بدی کا اور نکریگا اوسکو نہین لکھا جائیگا اوپر اوسکے اور جب کریگا بدی تب لکھی جاویگی ایک بدی اور جب کریگا نیکی لکھی جاوینگی دس نیکیان اور دیا جاویگا اونکو علم اول و آخر اور قتل کرینگے وے دجال کے تیئن اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ موسی عم نے الواح سے توریت کی اس امت کی شرافت کے قریب جو آخر زمان مین ہوگی ذکر کین اور کہا ای پروردگار کر گردان تو اوس امت کو میری امت فرمان آیا کہ یا موسی عم اوس امت کو تیری امت کس طرح گردانو وے لوگ امت احمد کے ہوئینگے کہا موسے عم نے اے پروردگار پس گردان تو مجھے امت محمد کی پس

دی گئین اس کلام کے نزدیک موسی عم کو دو خلعتین کہ یا موسے انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی

وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین یعنے ای موسے عم تحقیق کہ ہمنے برگزیدہ فرمایا تجھے اوپر آدمیون کے اپنی رسالت اور اپنا کلام کرکے یعنی اپنی رسالت سے تجھے ہمنے ممتاز کیا اور اپنے کلام سے پس لے تو اوس کو جو عطا کیا ہمنے تجھے اور ہو تو شکر گذارون سے یعنے ان دونون نعمتون کا شکر بجالا پس کہا موسے عم نے ای پروردگار راضی ہوا مین اور سیر ابو نعیم سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک مرد نے کعب احبار کے نزدیک کہا کہ دیکھا مین نے خواب مین کہ گویا لوگ جمع کیے گئے ہین واسطے حساب کے پس لائے گئے انبیا اور آتی ہر نبی کے ساتھ امت اوسکی اور دیکھی گئی ہر نبی سے دو نور اور متابعون سے ایک ایک نور ایسا نور کہ چلتا ہے ساتھ اوسکے پس بلائے گئے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم اور تھا ہر ایک مو کو جو بدن مطہر مین تھے ایک نور یعنے ہر ہر مو کے ساتھ ایک ایک نور تھا اور ہر ایک کو اوس سرور کے متابعون سے دو نور پس کہا کعب نے

حالانکہ معلوم نہیں کیا کعب نے کہ عمرو اپنے خواب کی خبر دیتا ہے آیا اوس سے کہا عمرو نے مجھے
کسنے خبر دی اوسنے کہا قسم اوس خدا کی کہ نہیں خدا سوا اوسکے کہ میں نے یہ خواب یہیں دیکھا ہے
پس سوگند کی کعب نے کہ قسم اوس اللہ کی جسکے دست قدرت میں میری بقا ہے وہ ذات ہے آپ ہی صفت
محمد کی اور اوسکی امت کی ہے اور صفت اونکے بیٹوں اور اونکی امت کی جو خدا کی کتاب کے درمیان
اور گویا توریت اوسنے پڑھا ہے۔ فصل آئے ہیں اخبار سبق علم میں یہود سے تصدیق اور نبوت پیغمبر
سید ابرار کی اور عناد اور انکار کرنا ان شریرونکا اس کام سے کہ ظاہر ہوئے کے بعد گروہی لوگ کہ توفیق
اور ہدایت جنکی قرین حال ہوئی ہے بشارتیں بعثت سرور عالم کے ذکر کے تھیں توریت کو درس کیا تھا
درس دیتے تھے یعنے پڑھاتے تھے اونکو اپنے تئیں اور اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے اور صفت
شریف کو یعنے عادات شریف کو اوس سرور کی اور سراپا بیان کرتے تھے اور اوس سرور کے
خروج کرنے اور مبعوث ہونیکے وقت کو تعیین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خروج اوس جناب کا
مکے سے اور ہجرت اوسکی طرف مدینے کے ہوگی اور جب وہ سرور مبعوث ہوا تب وہی اشقیا براہ حسد
و عناد کے گئے اور کہنے لگے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جسکی ہم خبر دیتے تھے اور اوس جناب کی صفات میں
تحریف کرنے لگے اور ساتھ تحریف کرنے کے اور تغیر دینے کے دلایل اور شواہد اوسکے توریت میں
ظاہر اور ہویدا تھے تحریف کے معنے پھیر ڈالنا اونکا اوسکی جگہ سے ایک شخص راہب تھا ابو عامر
نام اوسکے قبیلے سے اور کوئی شخص اوس اور خزرج کے قبیلے سے حضرت کا وصاف یعنے
بہت وصف کرنے والا سوا اوسکے تھا یعنے ابو عامر کے سوا اور الفت اور مصاحبت رکھتا تھا
مدینے کے یہود سے اور پوچھتا تھا اون سے احوال دین کا اور خبر دیتے وے اوسی پروردگار کے
رسول کے صفات کی اور کہتے تھے کہ یہ دار ہجرت ہے اوس سرور کا بعد اوسکے تیما کے یہود کے
نزدیک گیا اونھوں نے بھی خبر دی اوسے مانند اوس خبر کے بعد اسکے شام کو گیا اور سوال
کیا اوسنے نصاریٰ سے اونھوں نے بھی خبر دی اوس جناب کے صفت کی پس پھر آیا
ابو عامر اور ترہب کیا اوسنے یعنے راہب بنا اور ٹاٹ پہنا اوسنے اور کہتا تھا کہ میں ملت
حنیفیہ اور دین ابراہیم پر ہوں اور منتظر پیغمبر آخر الزمان کے خروج کا ہوں اور یہ اس ابو عامر
نے حبشیوں سے بھی صفات اور علامات کو اوس سرور کی سنا تھا جب اوس سرور نے

ظہور کیا اپنے حال پر رہا اور بغاوت اور حسد اور نفاق کرونگا اور کہنے لگا کیا محمد صلعم کس چیز پر مبعوث ہوئے ہو تم فرمایا مبعوث ہوا ہون مین ملت حنیفہ کر کے کہا او سنے نہین بلکہ خلط کیا ہے یعنی امیز اوسکے تئین غیر چیز سے اوسکی فرمایا حضرت صلعم نے بلکہ لایا ہون مین اوسکے تئین بیضا یعنی روشن اور صاف اور پاک کیا ہوا ای ابو عامر وی اخبار جنکی خبر دی مجھے احبار یہود نے میری صفات سے کہا اوس نے تم وہ نہین ہو جسکے وصف کرتے تھے یہود فرمایا حضرت صلعم نے جھوٹ کہتا ہے تو ابو عامر نے کہا مین جھوٹ نہین کہتا تم جھوٹ کہتے ہو فرمایا حضرت صلعم نے موت دے خدا جھوٹے کو حالیکہ وحید یعنے تنہا طرید یعنی رانده گیا اور غریب یعنے مسافر پس پھرا ابو عامر طرف مکے کے اور متابعت کی اوس نے قریش کے دین کی اور ترک کیا اوس نے مدین اور ترہب کے تئین یعنی آپ اپنے کو جو اس سے آگے رکھتا تھا بعد اسکے ملحق ہوا شام کو اور مرا طرید وحید غریبا اوس جناب کی دعا سے جو اوسکے حق مین کی تھی اوس سرور نے نعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ اس جگہہ معلوم ہوا کہ علم اور دانش کام نہین آتے جبتک توفیق اور ہدایت ہو واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور بیٹا اوسی ابی عامر کا حنظلہ جسکو غسیل الملائکہ کہتے ہین یعنے غسل دیا ہوا ملایک کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین آیا اور ایمان لایا اور سادات صحابہ سے ہوا اور قصہ اوسکے تسمیہ کا غسیل کرکے مشہور ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک کے درمیان شیخین کی شرط پر لائے ہین کہ دونون کد خدا حنظلہ غسیل الملائکہ جسکا لقب تھا بلکہ اوسی روز اوس نے تزویج کیا تھا اور اپنی اہلیہ کے ساتھ ہم بستر ہوا تھا ناگاہ کفار کی شدت حرب کی آواز احد کے درمیان اوسے مسمع بیطاقت ہوا اور غسل جنابت کی فرصت نہ پاکے باہر آیا اور وہان جا پہونچا اور شہید ہوا پس حضرت صلعم پر مکشوف ہوا کہ ملایک اوسے غسل دیتے ہین فرمایا حنظلہ کی حقیقت حال کیا ہے اور کس سبب سے اوسے شہیدون سے غسل مین مخصوص کیا ملایک نے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ فرمایا شاید جنب تھا جاؤ اوسکی اہلیہ سے پوچھو اوسکی عورت نے حقیقت حال عرض کی اور اسی جگہہ سے ہے کہ امام حنیفہ رح شہید جنب کے تئین غسل دینا فرماتے ہین اور امام شافعی اور صاحبین اسمین خلاف رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ جس غسل کو جنابت موجب تھا وہ تکلیف سے نکلنے کی جہت سے ساقط ہوا اور جو غسل کہ موت کے سبب سے

تھا شہادت اوسکی مسقط ہوئی یعنے دور کرنے والی دوسرا اور کوئی غسل واجب نہین ہوتا
اور امام حنظلہ کے اس قصے کے لیے دلیل لاتے ہین حضرت کے قول سے کہ تئین جو بعضی روایتونمین
آیا ہے یہ کہ فرمایا مگر وہ جنب تھا الی قول اول دلیل ہے اوپر اوسکے اب ذکر اخبار جو توریت اور انجیل
اور زبور اور آدم اور ابراہیم کے صحف وغیرہ سے اوس جناب کی صفت مین آئی ہین نقل
کرتے ہین ہم صحف جمع صحیفہ ہے پوشیدہ نرہے کہ کلام مجید کی خبر دینے کے بعد جو ناطق ہے
یعنے گویا حضرت رسول کے وجود صفات اور احوال شریف کر کے اون کتابون کے درمیان
تمام اس مدعا کے حاجت اثبات کے درمیان طرف دلیل کے نہین ہے لیکن لانا اوسکا یعنے
اون اخبارونکا جو اون کتابون مین ہین ان کافرون کی فہمون کو الزام دینے کے واسطے درکار ہے
اور مومنون کے تئین بھی موجب زیادت اطمینان اور مزید نورانیت اور باعث یقین ہے لیکن
توریت مین اون شقیون کے حذف اور تحریف اور تغییر اور تبدیل اور خیانتین کرنیکے بعد
ادا کرنے مین اس امانت کے آیا ہے یعنے توریت مین جو کچھ اوصاف اوس جناب کے آئے
ہین اونکی تحریف وغیرہ کرنے کے بعد آیا ہے حذف کے معنے پھینکنا اور تحریف نقل کرنا
اور دور کرنا بات کا اوسکے موضع سے یہ آیا ہے توریت کے درمیان کہ تجلی کی اللہ تعالے نے
سینا سے اور چمکا عرب سے اور آشکارا ہوا فاران سے سینا نام ایک پہاڑ کا ہے جسے طور سینا
کہتے ہین اور طور سینین بھی کہتے ہین کہ تجلی کی اللہ تعالے نے اوس پہاڑ پر اور کلام کیا موسے سے
اور ظاہر ہوئی اوس جبل مین نبوت اوسکی اور نازل ہوئی اوسپر انجیل اور فاران اسم
عبرانی ہے اور نام بنی ہاشم کے جبال کا ہے مکے کے نواح مین کہ اون جبال سے ایک کے
درمیان ہمارے پیغمبر تعبد فرمایا کرتے تھے اور ابتدا وحی کی وہان سے ہوئی جبال جمع جبل ہے
بمعنے پہاڑ اور وہ یعنے فاران تین پہاڑ ہین ایک اون سے ابو قبیس ہے کہ جسکے نیچے مکہ بستا ہے اور
دوسرا مقابل اوسکے قعیقعان ہے بطن وادی تک اور اوسکی جانب شرقی جو قعیقعان سے
متصل ہے شعب بنی ہاشم کا اور اوسمین مولد ہے اوس جناب کا بالقول مشہور اور ابن قتیبہ
جو علماء امت سے ہے اور سلف کی کتابونکو اوس نے پڑھا ہے اور اوسنے اونکا ترجمہ کیا ہے
اعلام النبوۃ کے درمیان کہتا ہے کہ اس جگہہ کوئی غموض اور خفا نہین ہے یعنے پوشیدہ

شین ہے اوس شخص پر جو تامل کرے درمیان اوسکے کیونکہ جیسا کہ ثابت ہوا ہے کہ تجلی فرمانا حضرت
پروردگار کا سینا سے نازل فرمانا ہے توریت کا موسی ع پر طور سینا پر اور اشراق فرمانا یعنی
چمکانا ساعیر سے نازل کرنا انجیل کا ہے عیسی ع پر اور حضرت عیسی ع سکونت کرتے تھے خلیل
پیغمبر کی سرزمین پر اوس قریہ کے درمیان جسکا نام ناصرہ ہے اور اسی جہت سے تسمیہ کیا
گیا ہے اوسکے تابعون کا انصاری کرکے اور جیسا کہ ثابت ہوا کہ مراد اشراق فرمانے سے حضرت
حق کے ساعیر سے نازل کرنا انجیل کا ہے عیسی ع پر اسی طرح ثابت ہے استعلان یعنی علانیہ اور آشکار
ہونا حضرت حق کا فاران کے جبال سے اوپر نازل کرنے قرآن کے اوپر محمد ص کے اور وہ جبال ہے
مکے کا اور کچھ خلاف نہین ہے مسلمانون کے اور اہل کتاب کے درمیان اس بات مین کہ فاران
مکہ ہے اور اگر دعوے کرین کہ فاران غیر مکہ ہے اور یہ بات دور نہین ہے اون کے بہتان اور
افترا کرنے سے تو کہتے ہین کہ آیا نہین ہے توریت مین کہ ابراہیم ع نے ساکن کر دیا
ہاجرا اور اسمعیل ع کے تئین فاران کے درمیان اور کہتے ہین ہم کہ راہ دکھاؤ تم ہمکو طرف
اوس موضع کے جس سے آشکارا ہوا خدا تعالے اور نام اوسکا فاران ہے اور طرف
اوس پیغمبر کے جسکو نازل فرمائی اللہ تعالے نے کتاب مسیح کے بعد اور دکھاؤ تم ہمکو وہ دین جو
ظاہر اور منکشف ہوا اور آشکارا ہوا دین اسلام کے ظہور اور انکشاف کے مانند آیا ہے
جانتے ہو تم کہ آشکارا اور فاش ہوا کوئی دین مشارق اور مغارب کے درمیان اس دین کے
آشکارا اور فاش ہونے کے مانند مشارق اور مغارب جمع مشرق اور مغرب ہے بمعنے جاے
طلوع اور جاے غروب اور یہ بھی آیا ہے کہ خطاب فرمایا پروردگار نے توریت کے درمیان
موسی ع کو سفر خامس مین کہ تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے اور پیدا فرماتا ہے بنی اسرائیل کے
واسطے ایک پیغمبر تیرے بھائیون سے اور ایک روایت مین یون ہے کہ انکے بھائیون سے
یعنے بنی اسرائیل کے گردانونگا مین اپنے کلام کے تئین اوسکے منہ مین پس کہے گا وہ پیغمبر
انکو جو چیز کہ مین امر کرون اوسے اور جو کوئی اطاعت نکریگا اوس چیز کی تئین جو کچھ
تکلم کرے وہ پیغمبر انتقام کھینچونگا مین اوس سے اور اس کلام مین دلالت واضح ہے نبوت پر محمد
ص کی کیونکہ موسی ع اور قوم موسی ع کی جو بنی اسرائیل ہین اولاد ہین اسحاق ع کی اور بھائی اونکے

اولاد مین اسمعیل ع کے گر یہ نبی موعود یعنے وعدہ کیا گیا مراد حضرت ص سے ابناء اسحاق ع سے ہے
اور بنی اسرائیل تو اون سے ہوتا ہے یعنے بنی اسرائیل سے نہ یہ کہ اونکے بھائیون سے اور اگر کہین
یعنے اگر اعتراض کرین کہ بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے بھائی ہین پس اطلاق اخوت کا یعنے بھائی
پنے کا درست ہوگا تو کہتے ہین ہم کہ اس تقدیر مین جھوٹا گردانتے ہو تم توریت کے تئین کیونکہ کہ
ہے توریت کے درمیان کہ قایم نہوا بنی اسرائیل کے درمیان کوئی پیغمبر موسی ع کے مانند اور دوسرے
ایک مقام جسمین توریت سے آیا ہے کہ موسی کے مانند قایم نہین ہوئیگا بنی اسرائیل کے درمیان
ہرگز پس باطل ہوا قول بعضے یہود کا جو کہا اونھون نے کہ مراد اس نبی موعود سے یوشع بن نون
ہے کیونکہ یوشع نتھا کفو موسی ع کا اور نتھا مانند اوسکے بلکہ خادم تھا اوسکا حیات مین موسی ع
کی اور مؤکد اور مؤید موسی کی دعوت کا اوسکی وفات کے بعد پس متعین ہوا یعنے ثابت اور مقرر کہ مراد اوس
نبی موعود سے محمد ص ہین کہ کفو مانند موسی ع کے تھے اور مماثل تھے دعوت کے برپا کرنے مین اور
تحدی کرنے مین اوپر معجزے کے تحدی یعنے معارضہ کرنا اور آگے بلانا دشمن کا اور غلبہ
کرنا اوسپر اور تشریع کرنے مین احکام کے اور جاری کرنے مین نسخ کے سلف کی شریعتون پر
ان سب چیزون مین مماثل ہے حضرت موسی کے اور خود کئی دلیلین ظاہر ہین کہ نبی موعود
جو پیغمبر آخر الزمان ہے محمد ص ہین جسمین شک اور شبہے کو مجال نہین اور کہا ہے تالمون ہے
فرمانا حضرت حق کا یعنے وہی جو اوپر گذرا کہ رکھونگا مین اپنے کلام کو اوس پیغمبر کے منہ مین واضح
ہے اوپر اوس بات کے کہ مقصود اوس سے محمد ص ہین کیونکہ معنے اوسکے یہ ہین کہ وحی کرونگا
مین طرف اوسکے اپنا کلام اور گفتگو کریگا وہ اوس کلام سے جیسا کہ سنے گا اوسے مین نازل کرونگا
مین طرف اوسکے صحف اور الواح کے تئین کیونکہ وہ امی ہے نہین پڑھےگا مکتوب کے تئین
وصل لیکن انجیل کے درمیان اون چیزون سے جو کچھ ذکر کیا ہے ابن ظفر نے کہ کہا ہے
یوحنا جو حواریون سے تھا اپنی انجیل مین مسیح سے لاتا ہے کہ کہا یعنے مسیح نے کہ مین طلب
کرتا ہون اپنے باپ سے مراد حضرت خالق سے کہ دیوے تمکو ایک دوسرا فارقلیط مراد
پیغمبر ثابت ہے تمہارے ساتھ ابد تک وہ خدا کی روح ہے اور تعلیم کریگا تمہارے
تئین ہر چیز کی اور کہا یعنے مسیح نے کہ جیسا جانے والا ہے مراد اپنے سے اور آویگا اوسکے بعد یعنے

لیے اپنے بعد فارقلیط کہ زندہ گردانیگا واسطے تمھارے اسرار کے تئین اور تعبیر کریگا ہر چیز کے تئین
اور وہ گواہی دیگا واسطے میرے جس طرح مین گواہی دیتا ہون واسطے اوسکے اور مین لاتا ہون
واسطے تمھارے امثال کے تئین یعنے نظیرونکو اور وہ لاویگا تاویل اوسکی مراد قرآن کی تاویل سے
ہے جو محتمل ہے تاویلونکا اور معانی بہت ہین بخلاف دوسری کتابون کے اور وہ فارقلیط ایسا
فارقلیط کہ طاقت نہین رکھتے اہل عالم کہ قتل کرین اوسے اگر اجابت کرتے ہو اور دوست رکھتے
ہو تم مجھے نگاہ رکھو میری وصیت کو اور مین طلب کرتا ہون اپنے باپ سے کہ دیوے تمکو فارقلیط
دوسرا وہ کہ رہے ساتھہ تمھارے تا نہایت دہر یعنے قیامت تک یعنے روز حشر تک اوسی کا دین قائم
رہیگا اور اوسکے سوا کوئی پیغبر نہین وہ ختم المرسلین ہے اور یہ یعنے کہنا عیسی ع کا اپنی امت کو کہ
رہیگا وہ فارقلیط ساتھ تمھارے نہایت دہر تک بیان صریح ہے اوپر اسبات کے کہ خدا ابتعاث
بھجواویگا طرف اونکی ایسے شخص کو جو قایم ہوگا اپنے پروردگار کی تبلیغ رسالت مین اور سیاست
خلق کے مقام مین اور رہیگی شریعت اوسکی باقی اور مخلد ابد الدہر آیا کوئی ہے ایسا شخص سوا
محمد مصطفے کے اور اختلاف کیا ہے نصاری نے فارقلیط کی تفسیر مین بعضون کہا بمعنے حامد کے
اور بعضون نے کہا ہے بمعنی مخلص یعنی چھوڑانیوالا اور اگر ہم موافقت کرین اونکے تئین یعنی نصاری
کو مخلص کے معنے کے درمیان پس مخلص رسول ہے جو آیا ہے واسطے خلاص کرنے عالم کے
اور یہ ہماری غرض کے موافق ہے کیونکہ ہر نبی امت کا خلاص کرنے والا ہے کفر سے اور شاہد
اس معنے کا قول مسیح ع کا انجیل کے درمیان کہ مین آیا ہون واسطے اسبات کے کہ خلاص
کرون عالم کے تئیں اور جب ثابت ہوا کہ مسیح نے اپنی وصف کی کہ مین مخلص ہون جہانکا اور
اوسنے سوال کیا ہے باپ سے کہ دیوے اونکو فارقلیط دوسرا پس مقتضائی لفظ وہ ہے کہ دلالت
کرے اوپر اسبات کی کہ اول ایک فارقلیط گذرا ہے تا کہ دوسرا فارقلیط آتا ہے اور اگر تنزل کرین ہم
کہ فارقلیط بمعنے حامد ہے تو پھر کونسا لفظ قریب تر ہے احمد اور محمد کے اس لفظ سے کہا ابن ظفر نے
اور انجیل مین اون چیزون سے جو مجھہ ترجمہ کیا گیا ہے اوسکا وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے
اوپر اسبات کے کہ فارقلیط رسول ہے کیونکہ کہا ہے یعنے مسیح ع نے کہ یہ جو کلام سنتے ہو تم
مجھسے میرے سے نہین ہے بلکہ میرے باپکا ہے کہ بھجوایا ہے اوسنے مجھے اوپر اس کلام کے

واسطے تمھارے لیکن فارقلیط روح القدس یعنے جبرئیل ع کہ بھیجوا تا ہے اوسے باپ میرا میرے نام
پر وہ تعلیم کرتا ہے تمکو ہر چیز کی اور وہ ذکر کرتا ہے اور پند دیتا ہے تمکو جیسا کہ کہا ہے مین نے اوسے
یعنے اوس ذکر اور پند کو واسطے تمھارے پس آیا کوئی بیان ہے اس سے زیادہ واضح کہ فارقلیط
رسول ہے جسے بھیجوا تا ہے خدا تعالے نہ یہ کہ خود خدا ہو اور وہ یعنے فارقلیط تعلیم کرتا ہے ہر چیز کی اور تذکیر
کرتا ہے اون کے تئین تذکیر کے معنے یاد دلانا اور پند دینا لیکن اطلاق کرنا لفظ باپ کا یہ ایک لفظ
ہے ایسا لفظ کہ محرف یعنے گروانا ہوا اپنے موضع سے اور مبدل اور نا آشنا نہین ہے استعمال
اوسکا یعنے باپ بولنے کا خدا کو دون اہل کتاب کے پاس یعنے نصاری اور یہود کے نزدیک
اور اشارت ہے اوس کی طرف پروردگار تعالے کے کیونکہ یہ لفظ تعظیم کا ہے کہ خطاب کرتا ہے
اوس لفظ کر کے متعلم یعنے شاگرد معلم کے تئین یعنے اوستاد کو باپ بولتے ہین تعظیماً کیونکہ اوس سے
استمداد کرتا ہے علم کے تئین اور مشہور ہے خطاب کرنا نصارے کا اپنے عظماء دین کے تئین

آباء روحانیہ کرکے آبا جمع اب ہی اور ہمیشہ تھے بنی اسرائیل اور بنی عیصو کہ کہتے ہین نحن ابناء اللہ
یعنے ہم بیٹے ہین خدا کے اپنی بدفہمی کے سبب سے لیکن قول اوسکا یعنے مسیح کا کہ بھیجیگا باپ
میرا اوسے میرے نام سے اشارت ہے اور شہادت دینے محمد مصطفے ص کے صدق اور رسالت
کے اور اوپر قرآن کی اور اون چیزون کے جنکا متضمن ہے قران اوس جناب ص کے مدح اور تنزیہ
سے یعنے لطافت اور پاکیزگی سے اون چیزون کے جو افترا کیا گیا ہے اوس جناب کے امر مین اور
دوسرے ترجمے مین انجیل سے آیا ہے کہ کہا مسیح ع نے نہین آئیگا فارقلیط جب تک نجاؤنگا مین اور
جس وقت آویگا فارقلیط توبیخ اور تشدید کریگا جہان کے تئین اوپر خطاؤن کے اور نہین
کہنے کا اپنے پاس سے جو کچھہ سنا جاویگا اوس سے اور کلام کریگا اونھون اوپر اوسکے یعنے
خطا پر اور سیاست کریگا انکو اوپر حق کے اور خبر دیگا اونکو اوپر حوادث کے یعنے اون چیزون پر
جو کچھہ جہان مین آیندہ پیدا ہون احوال جہان اور اہل جہان کے اور دوسری ایک روایت مین
آیا ہے کہ کہا مسیح ع نے کہ نہین کہیگا وہ فارقلیط اپنے پاس سے بلکہ تکلم کریگا اوپر اوس چیز کے
جو کچھہ سنیگا یعنے خدا سے جس نے اوسے بھیجوایا ہے جیسا کہ فرمایا اوس سرور ص کے حق مین

وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنے نہین نطق اوسکا صادر ہوا ہے یعنے آرزو سے اور نہین

نطق اوسکا مگر وحی جو بھیجا جاتا ہے اوپر اوسکے اور کہا ہے یعنے مسیحؑ نے کہ وہ تمجید کریگا یعنے بزرگی
دیگا مجھے اور بزرگ رکھیگا میرے نشان کو اور واقع مین کبھی کسی نے تمجید نہین کی مسیحؑ کی جس طرح محمدؐ نے
کی کیونکہ وصف کی ہے اوس سرور نے اوسکے اوپر رسالت کے اور پاک گردانا ہے اوسکو اور
اوسکی مان کو یعنے مریمؑ کو اوس چیز سے جو کچھ نسبت کی ہے طرف اونکی اونکی امت نے اور یہ تمام
صفات ہین محمدؐ کے جو کہ مسیحؑ نے خبر دی ہے اور کون ہے جس نے توبیخ کی بنی اسرائیل کے
عالمون کے تئین حق پوشی کرنے پر اور تحریف کرنے پر کلمون کے اون کے موضعون سے اور بیچنا دین کا
ثمن قلیل کو کے اور کون ہے جس نے خبر دی اوپر حوادث کے اور اوپر غیب کے سوا محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مترجم کہتا ہے کہ اہل کتابون نے جب حضرت محمدؐ کو دیکھا کہ اگرچہ منتظر
تھے قدوم کے لیکن مطابق یہدی من یشاء ویضل من یشاء کے اون بدعاقبتون نے شیطان
کے اغوا سے راہ سے ڈگ کر گمراہی کی دلدل مین جا پھنسے اور جان بوجھ کے ہوش گنوائے
جہان جہان انجیل وغیرہ مین اس عالیجناب کا نام تھا اوسکو تحریف کرنے لگے اور اوس وقت کے
بعضے رئیس اہل دنیا نے اون دین فروشون کو مسخر کیا کہ ہم تمکو یہ کچھ دیتے ہین وہ نام جو اس رسول کا
اون کتابون مین ہے اوسکو نکال ڈالو یہ آیہ اوسی وقت مین نازل ہوا ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا یعنی
مت بیچو تم میرے آیات کو ثمن قلیل کر کے ثمن یعنے قیمت اور انجیل کے درمیان اللہ تعالے نے
وحی کی طرف عیسےؑ کے کہ تصدیق کر تو محمدؐ کی اور ایمان لا اوس سے اور حکم کر تو اپنی امت کو کہ ہر ایک
انسے جو کوئی پاوے زمانہ اوسکا ایمان لاوے اوس سے اے فرزند بتول کے جان تو کہ اگر محمدؐ نہوتا آدم کو
اور بہشت اور دوزخ کو مین پیدا نکرتا اور جب مین نے عرش کو ایجاد کیا مضطرب تھا عرش اور قرار
نہین رکھتا تھا پس عرش پر لکھا مین نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مواہب لدنیہ کے درمیان
بیہقی سے ابن عباس لایا ہے کہ جب جارود جو نصرانی تھا ملازمت مین حضرتؐ کے آیا اور اسلام
لایا کہا اوس نے قسم اوس خدا کی جس نے تمکو حق بھجوایا ہے بتحقیق پایا مین نے تمہارے وصف کے
تئین انجیل کے درمیان اور بتحقیق بشارت دی ہے تیری ابن بتول نے یعنے عیسےؑ اور بیہقی
دلائل النبوۃ مین ابو امامہ باہلی سے ہشام بن عاص اموی سے لایا ہے کہ کہا بھجوایا گیا مین
اور ایک مرد طرف ہرقل قیصر روم کے تاکہ دعوت کرین ہم اوس سے طرف اسلام کے

اور ذکر کیا اوس نے تمام حدیث کے تئین اور کہا طلب کیا ہمین ہرقل نے ایک شب اپنے پاس
پس آئے ہم نزدیک اوسکے پس طلب کیا اوسنے ایک صندوق عظیم کے تئین
کہ زر اندود تھا اور اوسکے درمیان چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر ایک گھر کا ایک دروازہ چھوٹا تھا
پس کھولا اوسنے صندوق کو اور نکالا اوسنے ایک ٹکڑا سیاہ حریر کا اور بچھایا اوپر اوسکے پیکر ایک
مرد کا تصویر کیا ہوا کیسا کہ سطبر چشم بلند سرین سرین چوتڑ کو کہتے ہین لمبی گردن اور اوسکے گیسوین
گوندھے ہوئے بہترین خدا کے خلق کا کہا ہرقل نے کہ پہچانتے ہو تم اس صورت کو کہا ہمنے لا
نہین پہچانتے ہین کہا آدمؑ ہے بعد اسکے کھولا اوس نے اوسکے دوسرے در کو اور باہر نکالا ایک
ٹکڑا حریر کا سیاہ اور اوس مین ایک پیکر تھا سفید رو سرخ چشم سطبر سر یعنے بڑا سر حسن اللحیہ
یعنے ڈاڑھی خوب اور لطیف اور کہا پہچانتے ہو اسکو کہا ہمنے نہین کہا یہ نوحؑ پیغمبر ہے اور پھیر
کھولا صندوق کا دروازہ یعنے اوتھین خانون سے ایک خانیکا دروازہ اور باہر نکالا ایک
حریر پارہ اوسمین ایک پیکر تھا سفید رو قسم خدا کی محمدؐ رسول اللہ ہین اور کہا پہچانتے ہو تم اسکو
کہا ہمنے ہان پہچانتے ہین ہم یہ محمدؐ رسول اللہ ہے پس روئے ہم اور اوٹھا ہرقل اور پھر بیٹھا
اور بولا آیا یہ وہی ہے کہا ہمنے ہان وہی ہے اسکو جو تونے دیکھا گویا اوس سر درہ کو
دیکھا پس دیکھا اوسنے ایک ساعت تک اوس تصویر کے درمیان بعد اوسکے کہا واللہ یہ
آخر نبوت ہے ولیکن مین نے شتابی کی تاکہ پاؤ تمین اوسکو جو کچھہ نزدیک تمہارے ہے علم سے
اور اس صندوق مین اور پیغمبرون کی تصویرین ہین ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور سلیمانؑ
وغیر ہم کی کہا ہمنے کہان سے حاصل ہوئی ہین تجھے یہ تصویرین کہا ہرقل نے کہ آدمؑ نے
درخواست کی اللہ تعالے سے کہ دکھا مجھے اے پروردگار انبیا کے تئین میری اولاد سے
پس بھیجا پروردگار تعالے نے اونکی تصویرون کو اوسکے پاس اور تھین تصویرین آدمؑ کے
خزانے مین مغرب شمس کے درمیان پس باہر نکالا اوسے ذوالقرنین نے مغرب شمس سے اور سونپا
دانیالؑ کو ولیکن زبور مین جو تنالیسوین مزمور کے درمیان آیا ہے مزمور مشتق ہے زمارت سے
زمارت بمعنی بانسلی بجانا اور مزامیر آل داؤد جو حدیث مین واقع ہے اس جگہہ سے ہے کہ حق تعالے
خطاب پیغمبر آخر الزمان کی طرف کرکے فرماتا ہے فاضت النعمۃ من شفتیک یعنے فائض

ہوئین نعمتین دنیا اور آخرت کی تیرے دونو ہونٹون سے من اجل ہذا بارک اللہ لک الی الابد واسطے اسکے برکت دیگا خدا تعالے نے تجھے ابدتک فایض اسم فاعل مشتق ہے فیض سے بمعنے فاش ہونا خوبی کا و بہت ہونا پانیکا اور لبالب بہنا ندی کا اور کھمنا پانی کا اور حدیث مستفیض یعنے حدیث منتشر اور فیاض بمعنی جوانمرد اور بہت بخشش کرنیوالا تقلد ایہا الجبار السیف یعنی گردن مین حمائل کر اپنی تلوار کو ای بزرگ بوٹا ہوا یا ند کام اور نیک کر بہم بار کامون کے تئین جبار بلند درخت کو کہتے ہین جسکو ہاتھ نہ پہونچے اور نخلہ جبارہ بمعنے درخت عظیم فان شرائعک وسنتک مقرونہ بہیبۃ یمینک پس تحقیق کہ شریعتین اور حکم تیرے ملے ہوئے ہین ساتھ بزرگی کے اور تیرے دست راست کی ہیبت سے وسہامک صنونۃ اور تیر تیرے تیز کیے ہوئے ہین وجمیع الامم یخرون تحتک اور تمامی امتین اور تمام عالم اوسکے پڑتے ہین تیرے نیچے یعنے تیرے مغلوب ہوتے ہین اور مراد اس مزمور سے محمدؐ کی نبوت ہے اور جونسی نعمت کہ فایض ہے دونو ہونٹون سے اوس جناب کے وہ کلام ہے جو آتا ہے وہ سرورؐ اور وہ کتاب جسے بھجوایا ہے اللہ تعالے نے اوس سرورؐ کو اور جونسی سنت کہ اوس سرورؐ نے بنائی اور سنواری ہے اور اس قول مین کہ تقلد سیفک دلالت ہے کہ وہ سرورؐ ہی عربی ہے کیونکہ تقلد سیف یعنے گردن مین حمائل کرنا تلوار کا نہین کسی امت کے درمیان سوا عرب کے کہ حمایل کرتے ہین سیف کو اپنی گردنون مین اور اس قول مین کہ فان شرائعک وسنتک نص صریح ہے کہ وہ سرورؐ صاحب شریعت اور صاحب سنت ہے اور وہ سرورؐ برپا ہوتا ہے ساتھ اپنی سیف کے اور جبر کرتا ہے خلق کو سیف سے حق پر اور پھراتا ہے اونکو کفر سے سیف سے صلوات خدا کی اور سلام اوسپر نازل ہو جیو اور یہ بھی زبور مین آیا ہے کہ داؤدؑ نے نالہ کیا پروردگار تعالی وتقدس سے کہ یارب بھجوا سنت کے پیدا کرنے والے کو کہ مسیحؑ بھی البشر ہے اور یہ خبر دینا مسیحؑ اور محمدؐ کے حال سے اونکے پیدا ہونے کے آگے ہے اور مراد وہ ہے کہ ای پروردگار محمدؐ کے تئین بھیج تا کہ لوگون کو معلوم کروا دے اور کہے کہ مسیح انسان ہے نہ یہ کہ اِلٰہ جانا داؤدؑ نے کہ لوگ مسیحؑ کے درمیان دعوی الوہیت کا یعنے اِلٰہ ہونے کا اوسکے دعوی کرینگے اور یہ بھی آیا ہے کہ داؤدؑ کے ذکر مین واسطے سرور عالمؐ کے کہ خدا تعالی نے برگزیدہ فرمایا ہے اوسکو راستی

اور درستی سے کردارین اور گفتارین اور برگزیدہ فرمایا ہے اوسکو اور اوسکی امت کو اور دی ہے
اللہ تعالے نے اوسے فیروزمندی اور عطا کی اونکو یعنے اوس سرور ع کی امت کو کرامت تسبیح
کرتے ہین وے حضرت حق کی اپنے خواب گاہون مین اور تکبیر کرتے ہین بلند آوازون کے ساتھ
تکبیر یعنے اللہ اکبر بولنا اور تسبیح سبحان اللہ بحمدہ کہنا ہاتھون مین اونکے تلوارین ہین تیز تاکہ انتقام
کھینچین خدا کا اون امتون سے جو عبادت نہین کرتے خدا کی اور قید کرے اون امتون کی شاہون کو
بیڑیون مین اور اونکے شریفون کو قید کرتے ہین غلون سے یعنے گلوئین اونکے طوق ڈالینگے اور دوسر
مزمور کے درمیان آیا ہے کہ اللہ تعالے نے ظاہر کروانا ہے صبہون سے کہ مراد اوس سے
مکہ ہے تاج مرصع محمود مراد تاج امامت اور ریاست سے ہے اور محمود سے مراد محمد ہین اور دوسر
مزمور مین آیا ہے کہ وہ مالک ہوگا اور وجود پہنچا کرے گا دریا سے دریا تک اور انہار سے
یعنے ندیون سے انقطاع ارض تک یعنے تمام جہان کی زمین کی سرحد تک اور بیٹھین گے
اہل جزائر آگے اوسکے اپنے زانوؤن پر یعنے مودب ہوکے اور چاٹینگے دشمن سب اوسکی
خاک کے تئین زبان سے اور آوینگے پاس اون کے بادشاہ ساتھ اپنے جلیسون اور
خواصون کے اور سجدہ کرینگے اور سر زمین پر رکھین گے اور عجز اور انکسار کرینگے اوسکی
امت کی فرمانبرداری سے اور گردن جھکانا خلاص کریگا یعنے چھوڑا دیگا وہ پیغمبر اندوہگین
ستم پائے ہوئے کو اوس شخص سے جو زیادہ قوی ہے اوس سے اور رہائی دیگا
اوس ضعیف ناتوان کو جسے کوئی یاری اور مددگاری کرنے والا نہین اور مہربانی کریگا
ضعیفون اور مسکینون پر اور درود بھیجی جاویگی اوسپر اور دعا کیجاویگی ہر وقت اور
ہمیشہ رہیگا ذکر اوسکا ابد تک **وصل** جس طرح کہ کتب ثلثہ مین یعنے توریت اور انجیل
اور زبور کے درمیان وصف اوس سرور ع کی مذکور ہے اور مذکور یعنے لکھے ہوئے اسی طرح
دوسرے پیغمبرون کے صحیفون مین بھی مذکور ہے یہان تک کہ آدم ع کے صحیفے کے درمیان
جو ابو الانبیا ہے نقل کرتے ہین کہ پروردگار تعالے وتقدس نے وحی کی طرف آدم ع کے
کہ مین ہون خداوند مکے کا اور اہل مکہ میرے پڑوسی ہین اور زیارت کرنے والے کعبے کے
اور پہنچنے والے اوسکے مہمان ہین میرے اور کنف عنایت اور حمایت مین اور سایۂ حفظ اور

رعایت مین میری ہین کنف یعنی پناہ معمور کرونگا مین اوس گھر کے تئین یعنے مکے کو اہل آسمان و
زمین سے کہ آوین اوس جگھہ گروہ گروہ بکھرے ہوئے بال غبار آلود آواز نکالنے والے تکبیر لبیک
کہنے والے آنسو آنکھون سے گرانے والے اور جو کوئی اوس گھر کی زیارت کے واسطے آویگا اور
مقصود اوسکا سوا اوس گھر کی زیارت کے اور رضامندی میری جو مین صاحب خانہ ہون نہو
ویسا ہوگا کہ گویا اوس نے میری زیارت کی اور مہمان میرا ہوا سزاوار اور لائق میرے کرم سے
وہ ہے کہ مین اوسکی تکریم کرون اور محروم نکرون اور کام اوس گھر کا اوس پیغمبر کو سونپون تیری
اولاد سے کہ جسکو لوگ ابراہیم کہینگے قواعد اوس گھر کا اوس سے بلند کرونگا اور اوسکے ہاتھون
عمارت کرون اور چشمہ زمزم کا واسطے اوسکے باہر نکالون اور حل اور حرمت اوسکی اوسے
میراث مین دونگا مین مشاعر کے تئین اوسکے یعنے کعبے کے اوسکے ہاتھون آشکارا کرونگا مین
مشاعر جمع مشعر ہے بمعنے نشان اور مشعر الحرام نام ہے ایک موضع کا مکے مین اور بعد اوسکے
یعنے ابراہیم ع کے بعد ہر قرن مین لوگ اوسے آباد رکھینگے اور ارادہ اوس گھر کا کرینگے
یہانتک کہ نوبت پہونچیگی تیرے فرزندون سے اوس پیغمبر کو جسے محمد ص کہینگے اور خاتم
ہوگا تمام پیغمبرون کا اور اوس پیغمبر کو مین اوس گھر کے ساکنون اور والیون اور حاجیون سے
گرامی کرونگا جو کوئی مجھے ڈھونڈھے اور مجھے چاہے چاہئے وہ کہ اوس جماعت کے ساتھ
ہون جنکے بکھرے ہوئے بال غبار بھرے ہوئے وفا کرنے والے اپنے نذر کی طرف
پروردگار کے ہین اور ابراہیم ع کے صحف کے درمیان آیا ہے کہ اے ابراہیم ع تیری
دعا تیرے فرزند اسماعیل ع کے حق مین مین نے مستجاب کی اور اوسپر یعنے اسماعیل ع پر اور
اوسکی نسل پر برکتین فایض کین مین نے اور اوس سے ایک فرزند پیدا کرونگا مین مکرم اور معظم
کہ نام اوسکا محمد ص ہوگا اور اوٹھایا ہوا اور برگزیدہ کیا ہوا امیرا ہوگا اور امت اوسکی بہترین
سب امتون کی ہوگی اور کتاب حیقوق سے جو ایک پیغمبر تھا ہمعصر دانیال ع کا منقول ہے

کہ کما جاء اللہ من الیمن والقدیس من جبال فاران و امتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ
وملک الارض ورقاب الامم یعنے آیا اللہ تعالے یعنے ظہور فرمایا حضرت حق جل و علا سے ساتھ
یمن سے اور پاکی کے فاران کے پہاڑون سے اوپر ہوئی زمین احمد کی حمد کرنے سے

اور اوسکی یا کی سے ایسا احمدؐ کہ مالک زمین کا اور مالک امتون کی گردنون گا اور یہ بھی آیا ہے کہ
لقد انکشفت السماء من بہاء محمدؐ وامتلائت الارض من حمدہ یعنے منکشف ہوا فلک خوبی اور زیبائی
سے محمدؐ کی اور ہوئی زمین اوسکے وصف سے اور آیا ہے نفی بنورہ الارض ویحمل خیلہ
فی البحر یعنے روشن ہوتی ہے نور سے اوسکے زمین اور سوار ہونگے گروہ گھوڑونکے اوسکے
درمیان دریا کے اور یہ بھی حیقوق کے کلام مین آیا ہے کہ ستنزع فی قیک اغراقا
وترتوی السہام بامرک یا محمد ارتواء یعنے نزدیک ہے کہ کھینچے جاوین تیری کمانون کے درمیان
پیکان سخت اور سیراب ہووین تیرے امر سے اے محمدؐ سہام سیراب ہونا سہام جمع سہم ہے
بمعنی تیر اور یہ عبارت کنایت ہے مبالغہ کرنے سے امر کے درمیان اور کام کے نہایت کو
پہونچنے کے درمیان اور اشارت ہے طرف کامل کرنے دین اور ملت کو حضرت رسولؐ کے
عہد نبوت کے درمیان جیسا کہ فرمایا حضرت حق نے اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی کامل
گردانا مین نے واسطے تمھارے تمھارے دین کو اور تمام اور کامل کیا مین نے اوپر تمھارے
اپنی نعمت کو منقول ہے وہب بن منبہ سے کہ کہا پڑھا مین نے قدیم کتابون مین کہ فرمایا
خدائے عزوجل نے کہ قسم کھاتا ہون مین اپنے عزت اور جلال کی کہ بھجواؤنگا مین عرب کے پہاڑون پر
ایک نور ایسا نور کہ پُر کریگا مابین مشرق اور مغرب کے تئین اور پیدا کرونگا مین اسمعیلؑ کی اولاد سے
ایک پیغمبر عربی امی کے تئین کہ ایمان لاوینگے اوس سے لوگ آسمان کے تارون کے شمار کے اور
زمین کے اوگون کے شمار کے یعنے زمین پر جتنی روئیدگی ہے نبات کی اوتنے لوگ اوسپر ایمان
لاوینگے اور سب ایمان لاوینگے ربوبیت پر یعنے پروردگار اپنے پر اور اوسکی رسالت پر اور نکلین گے
اپنے باپ دادون کی ملتون سے اور بھاگین گے اونسے کہا موسیٰؑ نے پاک ہے تو اے پروردگار
اور پاک ہین نام تیرے تحقیق گرامی رکھا تو نے اوس پیغمبر کو اور شرف دیا فرمایا حضرت نے کہ مین انتقام
کھینچونگا اوسکے دشمنون سے دنیا مین اور آخرت مین اور ظاہر اور غالب گردانونگا اوسکے دعوت
کے تئین اور خوار کرونگا اوس شخص کو جو مخالفت کریگا اوسکی شریعت کی جسکو مین نے آراستہ
کیا ہے عدل سے اور واسطے عدل اور داد کے اوس سے مین نے باہر نکالا ہے قسم میری عزت کی
کہ رہائی دونگا سبب سے اوس پیغمبر کے امتون کے تئین دوزخ سے آغاز فرمایا مین نے

دنیا کو ابراہیم سے اور ختم کیا مین نے محمد ؐ پر پس جو کوئی کہ پاوے اوسے اور ایمان نلاوے اوس سے
اور داخل نہو اوسکی شریعت مین پس وہ خدا سے بیزار ہے تمت وصل اور شعیا پیغمبر کے صحف کے
درمیان ذکر اوس جناب کا مذکور ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ بندہ پیارا میرا کہ شاد ہے اوس سے ذات
میری بندہ مختار میرا یعنے برگزیدہ میرا کہ خوشی ہے اوس سے میری ذات کے افاضہ کرتا ہون مین اوسپر
اپنی روح کے تئین اور نازل کرتا ہون اوسپر اپنی وحی کو پس ظاہر ہوتا ہے امتون پر عدل اوسکا ایسا
بندہ کہ نہین ہنستا سُنی نہین جاتی آواز اوسکی بازارون کے درمیان ایسا بندہ کہ کھولتا ہی اندھونکی
انکھون کے تئین اور سنواتا ہے بہرے کانون کو اور جلاتا ہے مرے ہوئے دلون کو دون مین اوسکو
وہ کچھ جو کسیکو نہ دون احمد کہ کرتا ہے حمد خدا کی ایسی حمد کہ تازہ اور نہی ضعیف گردانا نہین جاتا اور
مغلوب نہین کیا جاتا وہ اور رغبت نہین کرتا اپنی ذات کی آرزو کی طرف خوار نہین رکھتا وہ
صالحون کے تئین جو کلک کے مانند ضعیف ہین اور قوی گردانتا ہے وہ صدیقون کو اور وہ
رکن تواضع کرنے والونکا اور وہ نور ہے خدا کا ایسا نور کہ کبھی کم نہو ثابت ہوتی ہے اوس سے
حجت میری یعنے برہان میرا اور منقطع ہوتا ہے اوس سے عذر اور اوسکی توریت کا مُقاد ہے یعنے
فرمانبردار ہوتا ہے جن اور انسان اور مراد توریت سی اس جگہہ وہ کتاب ہے جو قائم مقام ہو موسیٰ ؑ
کی توریت کے اور بھی شعیا پیغمبر ؑ کے ذکر مین آیا ہے کہ فرمایا حق تعالے نے محمد ؐ سے کہ مین
خدا ہون کہ عظیم گردانا مین نے اور قوی گردانا ہے مین نے تجھے حق پر اور گردانا ہی مینی تجھے
نور تمام امتونکا تاکہ کھولے آنکھین اندھون کی اور رہائی دیوے حرص وہوا کی اسیرون کے تئین
ظلمات سے یعنے تاریکیون سے طرف نور کے اور بھی شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ کہا مجھے پروردگار
تعالی جلشانہ نے کہ اوٹھہ اور نگاہ کر اور خبر او پر اوس چیز کے جو دیکھے تو پس اوٹھا مین اور دیکھا مین نے
دو سوارون کے تئین جو آگے آتے ہین ایک حمار پر اور اونٹ پر ایک کہتا ہے دوسرے کو کہ گرا
بابل اور بت کرے اوسکے جو تراشے ہوئے ہین ابن قتیبہ جو علما ہے امت سے متتبع اور متفحص اور متصفح کتب
سالفہ سماویہ کا ہے یعنے ابن قتیبہ جو تتبع کرنے والا اور تلاش کرنی والا اور صفحہ صفحہ دیکھنے والا ہے
ان کتابونکا جو آسمان سے نازل ہوئین سلف کے پیغمبرون کے واسطے سو کہتا ہے کہ مراد صاحب حمار سے
عیسےٰ ابن مریم ہے اتفاق سے درمیان نصاریٰ کے یعنے تمام علماے نصاریٰ کے قایل ہین اوسبات کے

پس جمل سے کیون نہ مراد ہون محمد ص کیونکہ ٹوٹنا بابل کا اور بابل کے بتونکا اونھین جناب ص کے ہاتھ سے
ہوا نہ یہ کے مسیح کے ہاتھ سے اور ہمیشہ بابل کی اقلیم مین بادشاہ تھے کہ عبادت کرتے تھے بتون کی
ابراہیم ع کے زمانے سے اور حضرت ص جمل سوار کرکے زیادہ مشہور ہین عیسی ع سے حمار سوار کرکے جمل یعنی
ناقہ اور حمار گدہا اور شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ پر کرینگے جنگلون کو اور شہرون کو آل قیدار کی قصرون
سے تسبیح کرینگے اور پہاڑون کے اوپر سے ندا کرینگے اور رکھینگے کہ گرداننے ہین واسطے حضرت
حق کے کرامت اور فاش کرینگے اوسکی تسبیح کو بر اور بحر کے درمیان اور صفیر کرینگے آفاقیے ارض سے
یعنے گرداگرد جہان کے اور ساتھ شتابی کے آوینگے اور کوٹین گے اپنے پاؤن سے جس طرح
کوٹتے ہین گلکار یعنے بیلدار مٹی کے تئین اپنے پاؤن سے مراد آنا واسطے حج کے ہے اور شتابی کرنا
اونکا واسطے حج کے اور آواز بلند کرنا اونکا واسطے تلبیہ کرنے کے اور رمل کرنا طواف مین تلبیہ
لبیک بولنا رَمَل بر وزن امل یعنی دوڑنا کہا ابن قتیبہ نے کہ بنو قیدار عرب ہین کیونکہ قیدار پوتا ہے
اسمعیل ع کا لوگونکے اجماع سے یعنے سب اسبات پر قایل ہین اور کہا ابن قتیبہ نے کہ شعیا کی کتاب بیچ
ذکر مکے کا اور بیت کا اور حجر اسود کا ہے کہ استلام کرتے ہین اوسے استلام کے معنی بوسہ دینا یا مسی
کرنا اوسے منہ سے یا ہاتھ وغیرہ سے کہا شعیا نے کہ فرمایا پروردگار جل جلالہ نے کہ آگاہ رہو کہ مین
بنا کرنے والا ہون صیہون کے درمیان اپنے بیت کے تئین جسکے زاویہ مین حجر ہے کہ کرامت کیا جاتا
ہے اور بوسہ دیا جاتا ہے اوسکے تئین صیہون مکے کا نام ہے اور زاویہ یعنی گوشہ اور فرمایا
پروردگار تعالے نے مکے کو کہ شاد ہو تو ای عاقر اور نطق کر تو تسبیح سے کہ اہل تیرے بیشتر ہونگے
میری اہل سے عاقر کہتے ہین بانج کو اور مراد اپنے اہل سے اہل بیت مقدس کو رکھا ہوگا بنی اسرائیل
سے اور حاجی اور عمار یعنے عمرہ کرنے والے مکے کے بیشتر ہونگے اون سے اور تشبیہ دی حضرت حق نے
مکے کو نازائیدہ عورت سے کیونکہ نہ تھا کوئی پہلے درمیان اوسکے مگر اسمعیل ع اور نازل نہین ہوئی اوپر اوسکی
کتاب بخلاف بیت المقدس کے کہ انبیا اوسکے درمیان بہت ہین اور مہبط وحی تھا یعنے بیت المقدس
جاے وحی کے نازل ہونیکا اور بھی شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ حق تعالے نے مکے کو فرمایا
کہ سوگند کی مین نے اپنی ذات کی جس طرح سوگند کیتھی مین نے نوح کے ایام مین کہ غرق کرونگا
اہل زمین کے تئین طوفان سے ویسی ہی سوگند کی مین نے واسطے تیرے کہ ناراض نہو ونگا

مین تجھہ سے ہرگز اور ترک نکرونگا تجھے ہرگز تمام جہان کے پہاڑ اپنی جگہہ سے جاوینگے اور قلعے تمام پست ہووینگے اور نعمت میری تجھہ سے زایل نہوگی اے مسکینہ آگاہ رہ کہ بنا کرتا ہون مین جس سے تیرے پتھرون کو یعنے گچ سے اور آراستہ کرتا ہون مین جواہر سے اور مکلل کرتا ہون مین آبدار موتیون سے تیری چھت کو اور زبرجد سے تیرے دروازون کو زبرجد جوہر ہے مشہور سبز رنگ اور دور رہیگا تو ظلم سے اور مت ڈر تو ضعف سے جو صلاح کہ ضعف کرے کوئی صفت کرنے والا عمل نہین کرسکیگا تجھہ سے سلاح بمعنے ساز اور ہتھیار جنگ کا اوٹھہ اور روشن ہو تو کہ نزدیک پہونچا ہے نور تیرا اور وقار خدا کا تجھہ پر بشارت ہے تیرے ظہور پر خاتم الانبیا یعنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی طرح ذکر فرمایا حرم کے تیئن کہ بھیڑیا اور بکری ایک جگہہ چرینگے اور ذکر فرمایا اوسکے راستون کے تیئن اور اوسکے پانیون کے تیئن زیادہ اوپر اوس چیز کے جو تقریر اور تحریر مین گنجایش کرسکے اور بالجملہ صفات اوس جناب ؐ کے اور احوال شریفہ اوس سرور ؐ کا سلف کی کتابو نمین زیادہ اوپر اس بات کے ہے کہ جس مین کچھہ پوشیدگی اور اشتباہ ہو مگر یہ کہ اعدائے دین سے بیچ نام مبارک کے تیئن اوس سرور ؐ کے تغیر اور تحریف کیا اور ساتھہ اسکے

دلایل اور شواہد ظاہر اور باہر ہین یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنے ارادہ کرتے ہین کفار تا کہ بجھاوین خدا کے نورون کے تیئن اپنے افواہ سے اور اللہ کامل کرتا ہے اپنے نور کو اگرچہ کراہیت کرین کفار اور درود کاملہ نازل ہو جیبوؔ سید الاولین والآخرین اور خاتم الانبیا والمرسلین پر اور اوس سرور ؐ کی آل واصحاب اور اتباع تمام پر وصل مجمل کی رو سے معلوم ہوا کہ ذکر شریف حضرت رسول ؐ کا سلف کی کتابونمین جو آسمان سے نازل ہوئین مسطور اور مذکور ہے اور اہل کتاب کے تیئن اوپر اوسکے علم قطعی یعنے علم الیقینی حاصل تھا اور حسد اور عناد اور غلبۂ شقاوت اور خسارت سے راہ انکار اور استبعاد اور ارتداد کی طرف جا کر اونھون نے تحریف اور تبدیل اور تغیر کی استبعاد بمعنی بعید جاننا تحریف پھرانا بات کا اوسکی جگہہ سے اور اس جگہہ اگر بعضی حکایتین اور روایتین جو متضمن تبئین اور تفصیل اوس احوال کی ہین لائی جاوین تو مناسب ہین اگرچہ ذکر کرنا اوسکا اہل دعت اور اہل کسالت کے نزدیک موجب تطویل ہے لیکن جو ذکر کرنا اوس احوال کا موجب مزید علم اور سبب

یقین ارباب دین کا اور موجب ذوق اور نشاط سید المرسلین کے مجو نکا ہے اوسکے سر سے گذر نہ سکے
مصرع گر بہر چہ میرود سخن دست خوش نہ است ٭ ابو سعید خدری اپنے باپ مالک بن سنان سے
جو احد کے شہیدوں سے ہے لاتا ہے کہ کہا اوس نے آیا مین بنی عبد الاشہل کے پاس ایک وقت
تاکہ بیٹھین ہم ساتھ اون کے اور گفتگو اور حدیث کرین حدیث کے معنی خبر دینا اور نئی چیز اور
تھے ہم اوندنون صلح کرنے والے ساتھ یہود کے پس سنا مین نے یوشع یہود کے تئین
کہ کہتا ہے نزدیک پہونچا ہے خروج کرنا پیغمبر کا جسکا نام احمد ہے باہر آویگا حرم سے اور یہ بلد
یعنے مدینہ ہجرت گاہ اوسکا ہے پس آیا مین اپنی قوم کی طرف اوس حالت سے کہ تعجب کرتا ہون
اوس چیز سے جو کچھ کہا یوشع نے پس سنا مین نے ایک مرد کے تئین اپنی قوم سے کہ کہتا ہے کہ صرف
یوشع ہی اسبات کو نہین بولتا بلکہ یثرب کے تمام یہود کہتے ہین پس باہر آیا مین تاکہ گیا مین بنی قریظہ
کے پاس تا مہ ہے ایک قبیلے کا پس اون جمعون نے تذکرہ کیا اوس پیغمبر کا اور کہا زبیر بن باطا نے
جو یہود کے رئیسون سے تھا تحقیق طلوع کیا ہے ایک سرخ ستارے نے ایسا ستارہ کہ طلوع نہین
کرتا مگر کسی پیغمبر کے خروج پر اور اوسکے ظہور پر اور کہا باقی نہین رہا پیغمبرون سے کوئی مگر احمد اور
یہ بلد جائے ہجرت اوسکا ہے ابو سعید خدری کہتا ہے کہ جب قدوم لائے حضرت مدینے مین تب
خبر دی مین نے اوس جناب کو اس حکایت کی فرمایا اگر اسلام لاتا زبیر بن باطا اور رہا اوسکے
یہود کے رئیسون سے تو اسلام لاتے یہود تمام جو اوسکے تابع تھے اور قتادہ سے آیا ہے کہ تھے
یہود استفتاح کرتے تھے یعنے طلب فتح کرتا کفار عرب پر اور کہتے تھے کہ اے پروردگار معبوث کر
نبی امی کے تئین جسکا ذکر دیکھتے ہین ہم توریت مین تاکہ عذاب کرے وہ ان کفارون کو اور
قتل کرے جس طرح اب ہم منتظر ہین اور آرزو کرتے ہین امام محمد مہدی کے خروج کی جو اوسی
جناب کی آل سے ہے مطابق اسکے شعر یا صاحب الزمان سر جدت شتاب کن ٭ عالم ز دست رفت
تو پا در رکاب کن ٭ اور آرزو اونکی یعنے یہود کی وہ تھی کہ نبی اونکی جنس سے ہو یعنی بنی اسرائیل
سے اور جب معبوث ہوا اونکی غیر سے حسد کی اونھون نے اور سرکشی کی اور زہیر بن شعیب سے
آیا ہے کہ آیا وہ مقوقس کے پاس اور کہا اوسنے اوسکو محمد نبی مرسل ہے اور اگر ہوتا وہ اور
قبط کو متابعت کرتے اوسکی کہا مغیرہ نے اقامت کی مین نے سکندریہ کے درمیان اور نہ چھوڑا اینے

کسی کنیسہ کے تئین مگر یہ کہ داخل ہوا مین اوسکے درمیان اور پوچھا مین نے وہان کے اساقفہ کے تئین قسط
اور روم سے اون چیزون کو جو کچھ پاتے ہین شے صفت محمد رسول اللہ کی اساقفہ جمع اسقف ہے
بمعنی عالم اور پیشوا ترسالوگون کا اور کنیسہ ترساؤن کے کلیسا کو کہتے ہین اور تھا اوس جگھہ ایک سقف
جو بزرگ تر اونکا تھا اور لاتے تھے نزدیک اوسکے اپنے بیمارون کے تئین پس دعا کرتا تھا اونکو کہا
مین نے اوسکو کہ خبر دے مجھے تو کہ آیا باقی رہا ہے کوئی ایک انبیا سے جو باہر نہین آیا کہا اوس نے
ہان وہ آخر انبیا ہے نہین درمیان اوسکے اور عیسی بن مریم کے کوئی اور وہ نبی ہے کہ تحقیق امر کی
ہے ہمکو عیسی نے اوسکے اتباع کرنے کی اور وہ نبی امی عربی ہی نام اوسکا احمد ہے نہ لمبا ہے
اور نہ چھوٹا اور اوسکی دونون آنکھون مین سرخی ہے نہ ابیض ہے نہ سانولا کہتے ہین اوسکی پہنائی
پوشاک موٹے کپڑون کی اور کفایت کرتا ہے اوپر اوس چیز کے جو کچھ پاوے کھانے کی قسم سے
تلوار اوسکے شانے پر ہے ڈر نہین کرتا اوس سے جو کوئی آگے آوے اوسکے مباشرت
کرتا ہے قتال کے تئین اپنی ذات سے اور ساتھ اوسکے اصحاب ہین اوسکے کہ فدا کرتے ہین
اپنے تئین اوپر اوسکے دوست رکھتے ہین اوسکے تئین زیادہ اپنے باپون سے اور فرزندون
سے باہر آویگا اوس سرزمین سے جس مین درخت سلم کے ہین اور ایک حرم سے اور دوسرے حرم
کی طرف ہجرت کریگا اور ہجرت کریگا طرف زمین شور کے جو نخلستان ہے پہنے گا ازار اپنے وسط پر
اور دھوویگا اطراف اعضا کے تئین اور موصوف ہوگا اون وصفون سے جو تھین انبیا کے
تئین مبعوث ہوتا تھا ہر نبی طرف اپنی ہی قوم کے اور مبعوث ہوگا وہ تمام عالم کی طرف اور کر ڈالی
جاویگی اوسکو تمامی زمین مسجد اور طہور جس جگھہ کہ وقت نماز کا آوے تیمم کریگا اور نماز ادا کریگا
اور جب پھرا مغیرہ اس سفر سے اسلام لایا اور خبر دی اوس نے اوس جناب کو اور اصحاب کو
اوپر اوس چیز کے جو کچھ سنا اور روایت ہے سعید بن زید سے کہ نکلا باپ اوسکا زید بن عمرو طلب دین
کے واسطے پس آیا ایک راہب کے نزدیک جو موصل کے درمیان تھا کہا اوس نے زید کو کہان
سے آتا ہے کہا بیت ابراہیم سے کہا کیا طلب کرتا ہے کہا مین دین طلب کرتا ہون کہا اوس نے
پھر جا نزدیک ہے کہ ظاہر ہو جو کچھ تو طلب کرتا ہے تیری ہی سرزمین مین اور اس زید بن عمرو بن نفیل
کے تئین موحد جاہلیت کہتے تھے اور مشرکون کے ذبح کیے ہوئے کو نہین کھاتا تھا اور صحیح بخاری

بین ذکر اوسکا ہے اور ابن مسعود سے آیا ہے کہ خدا تعالے نے مبعوث کیا اپنے پیغمبر کے تئین یعنے
بھیجا ایک مرد کو بہشت مین داخل کرنے کے واسطے اور قصہ اوسکا وہ ہے کہ حضرت رسولؐ داخل
ہوے ایک روز ایک یہود کنیسے مین اور دیکھا اوس جناب نے ایک یہود کے تئین کہ توریت
پڑھتا ہے اپنی قوم کے آگے اور جب پہونچے نبی آخرالزمان کی صفت کو خاموش ہوئے اور
باز رہے پڑھنے سے اور ایک کونے مین ایک بیمار پڑا ہوا تھا پس کہا کس واسطے باز آئے
تم پڑھنے سے کہا اوس بیمار نے کہ پہونچے نبی آخرالزمان کے ذکر کو پس باز آئے اوس سے
پس آواز کی اوس بیمار نے مانند لڑکے کے جو آواز کرتا ہے اور آیا اور لیا اوس نے توریت کو
اور پڑھا اوس جناب کی صفت کو اور کہا یہ تیری صفت ہے اے رسول خدا کے اشہد ان لا اله
الا الله وانک محمد رسول الله اور اسی کلمے پر اوس نے جان دی پس فرمایا حضرتؐ نے اپنے اصحابؓ کو
تجہیز کرو اپنے بھائی کی تئین اور ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ جب قدوم لایا تبع بروزن سُبّع نام ہے
طایف کے بادشاہ کا مدینے کے تئین اور کہا اوس نے کہ مین خراب کرتا ہون اس شہر کو اور کہتے
ہین کہ رہنے والون نے مارڈالا تھا تبع کے بیٹے کو دغا اور بدعہدی کی راہ سے پس کہا سامول
یہودی نے سامول نام اوس یہودی کا ہے اور اوس ایام مین وہ اعلم تھا یہود کا ایہا الملک
یعنے اے بادشاہ یہ وہ شہر ہے کہ ہوگی طرف اسکے ہجرت ایک پیغمبر کی اسمعیل ؑ کی اولاد سے مولد
اوسکا مکہ ہے اور اسم اوسکا احمدؐ ہے اور یہ دار ہجرت ہے اوسکا اور قبر بھی اوسکی اسی جگہ ہوگی
پس پھر گیا تبع طرف یمن کے اور محمد بن اسحق کتاب مغازی کے درمیان لایا ہے کہ تبع نے
ایک محل واسطے نبی آخرالزمان کے تیار کیا اور تبع کے ہمراہ چارسو علماے توریت تھے کہ اوسکی صحبت
کو ترک کرکے مدینے مین آکر اونہون نے اقامت کی تھی اور باہم موافقت باندھی تھی اس آرزو
سے کہ سعادت نبی آخرالزمان کی صحبت کی پاوین اور تبع نے واسطے ہر ایک کے اون چارسو
عالمون سے گھر تیار کئے تھے اور ہر ایک کو باندی بخشی اور اموال بہت سے اونکو دئے
تھے اور ایک مکتوب لکھا تبع نے کہ اوسکے درمیان اوسنے شہادت اپنے اسلام لانے کی
ثبت کی اون مین سے یہ بیتین ہین ~ شہدت علے احمد انہ ٭ رسول من الله باری النسم ٭
فلو مد عمری الے عمرہ ٭ لکنت وزیرا لہ ابن عم ٭ معنی ان چارون مصرعون کے علی الترتیب

یہ مین گواہی دیتا ہون مین اوپر احمد ؐ کے تحقیق وہ رسول ہے طرف سے خدا کے ایسا خدا کہ
پیدا کرنے والا خاک ہے آدمیونکا پس اگر طول کرے حیات میری اوسکی حیات تک ہر آئنہ ہون مین
وزیر و واسطے اوسکے اور ابن عم وزن اوسکا فعولن فعولن فعولن فعول ہے بحر متقارب سے اور اس مکتوب
پر مہر کرکے تبع نے اس جماعت کو دیکے سونپا یعنی اونھین چارسو عالمون سے جو اونکے درمیان
عالم تھا اور وصیت کی کہ اگر تو نبی آخر الزمان کو پاوے اس مکتوب کو اوس کی جناب خدمت مین پہونچا
اور نہین تو اپنی اولاد کی اولاد کی اولاد کو دیوے اور تبع نے ایک محل واسطے نبی آخر الزمان کے
تیار کیا تا کہ قدم لانے کے وقت وہ سرور ؐ اوسمین نزول فرماوے اور کہتے ہین گھر ابو ایوب انصاری کا
کا جسمین سرور عالم نے مدینے مین تشریف لانیکے وقت نزول فرمایا اوسی مکان سے کے درمیان
تھا یعنے جو ننا مکان تبع نے اوس سرور ؐ کے واسطے تیار کیا تھا اور روایت کرتے ہین
کہ زبیر بن باطا اعظم یہود تھا کہا اوس نے کہ مین ایک مکتوب دیکھتا ہون کہ میرے باپ نے
جسپر مہر کی ہے اور اوسمین احمد ؐ کا ذکر ہے اور وہ پیغمبر ہے جو باہر آویگا زمین قرظ کی طرف
قرظ بروزن غرض سلم کے درخت کے پتے کو کہتے ہین صفت اوس پیغمبر کی ایسی اور ایسی
ہے پس خبر دی اوس نے اوپر اوس بات کے اپنے باپ کے بعد اور ہنوز مبعوث نہین
ہوئے تھے حضرت ؐ اور جب سنا اوس نے کہ خروج کیا ہے اوس سرور ؐ نے مکے مین تب
نابود کیا اوس مکتوب کے تئین اور پوشیدہ کیا اوس نے نبی کی شان اور صفت کو اور تھے
یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر اور فدک اور خیبر کے کہ پاتے تھے اوس جناب کی صفت کے
تئین نزدیک اپنے آگے اوس سے کہ وہ سرور ؐ مبعوث ہوا اور کہا کرتے دار ہجرت اوسکا مدینہ ہے
اور جب متولد ہوا وہ سرور ؐ شب کہا اونھون نے کہ پیدا ہوا احمد ؐ آج کی رات اور طلوع کیا اوسکی
ولادت کے ستارے نے اور جب وہ سرور ؐ مبعوث ہوا کافر ہوگئے وہی اور مانع ہوا ایمان لانے
سے اونکو کوئی مگر بغی اور حسد اور عناد اور ہشام بن عروہ اوسکے باپ سے عائشہ سے روایت
ہے کہ کہا ساکن ہوا ایک یہودی مکے مین جو تجارت کیا کرتا تھا پس جب شب ولادت تھی
رسول خدا ؐ کی بیٹھا ہوا تھا وہ یہودی ایک مجلس مین قریش کی مجلسون سے کہا اوس نے
آیا آج کی رات تمھارے درمیان کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے کہا نہین جانتے ہم کہا دیکھو ای گروہ

قریش اور تحقیق کرو جو کچھ مین کہتا ہون پیدا ہوا ہے آجکی رات پیغمبر اس امت کا احمدؐ او سکے دونون شانون مین ایک علامت ہے کہ جس مین بال ہین پس پراگندہ ہوئے لوگ اپنی مجلس سے اور حال یہ کہ تعجب کرتے ہین یہودی کے خبر دینے سے اور جب آئے اپنے اپنے گھر دن مین پوچھا اونھون نے اپنے گھر والون سے اور سنا انھون نے کہ پیدا ہوا ہے عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا نام رکھا گیا ہے محمدؐ پس آئے نزدیک یہودی کے اور کہا اونھون نے کہ پیدا ہوا ہے درمیان ہمارے ایک لڑکا اور کہا اوس نے خبر دینے کے آگے یا بعد کہ لے چلو مجھے اوسکی طرف پس لیگئے اوسے آمنہ کے نزدیک نام ہے اوس جناب کی والدہ کا اور باہر لائے اوس سرور کو پس دیکھا یہودی نے علامت کا یعنی اوس نشانی کو اوس جناب کی پشت مبارک مین اور بیہوش ہوکر گر پڑا پس ہوش مین آیا کہا لوگون نے کیا ہوا تجھے وائی تجھپر کہا اوس نے جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل کی اور باہر آئی کتاب یعنی توریت اونکے ہاتھ سے یعنی منسوخ ہوئی اور یہ وہ مولود ہے جو ماریگا اونکو اور ہلاک کریگا اونکے احبار کے تئین احبار جمع حبر ہے بمعنی دانشمند اور فقیہ پایا عرب نے نبوت کی تئین شاد ہو تم اے گروہ قریش اور آگاہ رہو قسم خدا کی کہ غلبہ اور دبدبہ تمکو ہے کہ ظاہر ہوگا مشرق سے طرف مغرب کے یعنی مشرق سی مغرب تک غلبہ ہوگا اور اس حکایت کا تتمہ ہی یعنی باقی کہ آویگا ذکر ولادت مین سرور عالم کی جلد ثانی مین اور ابی ہریرہ سی روایت ہے کہ آئے سرور عالم بیت مدراس کے درمیان اور فرمایا باہر لاؤ طرف میرے اوس شخص کے تئین کہ دانا تر ہو درمیان تمھارے پس عبداللہ بن سوریا کے تئین پس خلوت کی ساتھ اوسکے رسول خدا نے اور فرمایا قسم دیتا ہون تجھے تیرے دین کی اور اوس نعمت کی جو عطا کی اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے تئین اور کھلایا ہے اونکو من وسلوی اور سایہ کیا ہے اوپر اونکے غمام سے یعنی ابر سے کہ رسول خدا کا ہون کہا اوس نے اللھم نعم اور میری قوم سب پہچانتی ہین جو کچھ مین پہچانتا ہون وصف اور نعت تیری ابین یعنی ہویدا اور مسلور ہے توریت مین ولیکن یہ قوم حسد کرتی ہین تجھپر اور فرمایا حضرت نے کہ کیا چیز مانع ہے تجھے کہ ایمان نہین لاتا اور مسلمان نہین ہوتا تو کہا ناخوش رکھتا ہون مین اپنی قوم سے خلاف کے تئین اور امیدوار ہون کہ متابعت کرین تیری اور اسلام لاوین اور مین بھی مسلمان ہون اور طلحہ بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے

کہ کہا کہ حاضر ہوا مین سوق بصری کے تئین جو بلاد شام سے ہے سوق کہتے ہین بازار کو ناگاہ دیکھا
مین نے ایک راہب کو اوسکے صومعہ کے درمیان کہ کہتا ہے پوچھو اہل موسم کے تئین آیا ہے
درمیان تمھارے کوئی اہل حرم سے طلحہ رض نے کہا مین ہون اون سے کہا آیا ظاہر ہوا ہے مکے مین احمد
کہا مین نے کون ہے احمد کہا ابن عبد المطلب یہی دن ہین کہ باہر آوے وہ اونکے درمیان اور وہ
آخر انبیا ہے اور جاے خروج اوسکا حرم ہے اور جاے ہجرت اوسکا خرمابازار اور سنگستان اور
زمین شور یثرب کی ہے یثرب نام مدینے کا ہے کہا طلحہ رض نے پس پڑا میرے دل مین قول راہب کا
اور نکلا مین وہان سے اور قدوم لایا درمیان مکے کے اور پوچھا مین نے آیا کوئی حادثہ سانح
ہوا ہے کہا لوگون نے ہان محمدؐ بن عبد اللہ نے دعوی نبوت کا کیا ہے اور متابعت کی اوسکی
ابن ابی قحافہ نے ابی قحافہ صدیق اکبر کے باپ کا نام ہے پس آیا مین ابوبکر کے پاس اور خبر دی
مین نے اوسی راہب کے قول کی اور کہا مین نے آیا متابعت کی ہے تو نے اس مرد کی کہا ہان
پس لیگئے صدیق طلحہ رض کے تئین اور متابعت کی طلحہ رض نے اور جبیر بن مطعم سے آیا ہے کہ کہا جس
ہنگام کہ بھیجا خدا تعالی نے اپنے پیغمبر کے تئین اور ہویدا ہوئے امر اوسکے مکے کے درمیان باہر
آیا مین طرف شام کے اور جب مین بصری کو پہونچا آئی میرے پاس ایک جماعت نصاری سے اور پوچھا
مجھہ سے کہ تو حرم سے آیا ہے کہا مین نے ہان پس کہا پہچانتا ہے تو صورت اوس مرد کی جس نے
دعوی پیغمبری کا کیا ہے کہا مین نے ہان پہچانتا ہون پس پکڑا اونھون نے ہاتھہ میرا پس لیگئے مجھے ایک
دیر کے درمیان جو اونکا تھا اور اوس دیر مین تصویرین تھین کہا اونھون نے نظر کر آیا دیکھتا ہے
تو ان صورتون مین صورت اوس پیغمبر کی جو اب پیدا ہوا ہے تمھارے درمیان پس نگاہ کی مین نے
اور نہ پایا مین نے اوس تصویر نورانی کو پس لیگئے مجھے اور ایک بڑے دیر مین اور اوس مین
بھی تصویرین ہین پہلے کی دیر سے زیادہ پس کہا اونھون نے نگاہ کر آیا دیکھتا ہے اوسکی
صورت کو ان صورتون مین پس نگاہ کی مین نے صورت اور صفت کو اوس سرور کی اور ابوبکر صدیق
کی صورت اور صفت کو اور وہ پکڑے ہوئے ہے زانو اوس جناب کے کہا اونھون نے
پہچانا تو نے اوسکی صفت کے تئین کہا مین نے ہان پس دل مین کہا مین نے کہ خبر نہ دون مین
جب تک جانون کہ یہ کیا کہتے ہین پس بیان کیا اونھون نے اوس جناب کی صفت کو پس کہا مین نے

کہ گواہی دیتا ہون مین کہ وہ وہی ہی کہا اونھون نے پہچانتا ہے تو اوسکے تئین جوڑا تو اوسکے کپڑے ہوئے ہے کہا مین نے ہان گواہی دیتا ہون مین کہ یہ یار ہے اوسکا اور خلیفہ اوسکا ہے بعد اوسکے کہا مین نے کہ مجھے ڈر ہے اس بات کا کہ کہین ایسا نہو کہ مار ڈالین اوسے قریش کہا اونھون نے واللہ نہین مار سکتے واللہ کہ وہ پیغمبر آخر الزمان ہے غالب گردانے گا اللہ تعالی اوسے تمام پراور صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی سے ہے جو امہات مومنین سے آیا ہے کہ کہا جب قدوم لائے حضرت اور نزول فرمایا قبا کو تشریف لیگئے باپ میرا حیی بن اخطب اور چچا میرا ابو یاسر بن اخطب اوس جناب کے نزدیک سحر کو شب کی تاریکی مین گئے اور پھر نہ آئے یہان تک آیا وقت شام کا رات کو جب گھر کو آئے دیکھا مین نے اونکو کہ ایسے غم واندوہ کی گرانیون مین ہین کہ زیادہ اوس سے متصور نہو اور اگر گھر مین پڑے اور مین اوسکے اولاد مین پیاری تھی اون کے نزدیک گئی پس بعادت قدیم آگے اونکے گئی مین ایسی غم اور اندوہ کے بوجھ مین شکستہ ہوکر محزون تھی کہ اونکو فرصت اور طاقت اوس بات کی نہوئی کہ التفات میری طرف کر سکین ایسے حال کے اثنا مین میرا چچا میرے باپ سے پوچھتا ہے اہو ہو یعنے یہ وہ ہے یعنے یہ مرد وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکی نعت توریت مین ہمنے پڑھی ہے پس باپ میرا چچا سے کہتا ہے نعم واللہ ہو ہو یعنے ہان قسم خدا کی وہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہا اوس نے یقین جانتا ہے تو کہ وہی ہے کہا اوس نے ہان واللہ یقین جانتا ہون وہی ہے کہا اوس نے اپنی ذات مین تو اوسکی النسبت کرنے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت کہا العداوت واللہ جب تک جیتا ہون اوسکی عداوت مین کوشش کرون گا پس دونون شقی ازلی اوس جناب کی عداوت مین گرفتار وبال اور نکال ابدی کے ہوئے نعوذ باللہ من ذلک نکال یعنی عقوبت اور بعضے اون بدبختون سے حیلہ اور نفاق کے تئین وسیلہ جمع کرنے حطام دنیا ویکا اور صیانت حیات فانی کی کرکے درک اسفل کو گئے صیانت نگاہ رکھنا اور حطام کے معنی ریزہ کسی چیز کا اور تھوڑا مال دنیا کا اور بعض دوسرون نے علما اور احبار یہود سے کہ پہلے رحمت ازلی نے اونکے اقبال کی پیشانی پر حرف سعادت لکھا تھا دین اسلام مین مبادرت کرکے احراز کرنا دولت اور سعادت کے کیا احراز کے معنی جمع کرنا جس طرح عبد اللہ بن سلام اور مانند اوسکے راضی ہو خدا اوس سے اور مخیریق جو حبر عالم الغنی دانشمند جہان

یا دانشمند علم تھا اور کثیر المال یعنے غنی تھا اور ہمیشہ اوپر اوسکے تھا یعنے کفر اور شرک پر جب روز احد کے جنگ کا ہوا کہا ای گروہ یہود واللہ کہ تم جانتے ہو کہ یاری دینا محمدؐ کا تمھارے پر حق ہے پاؤ تم اس سعادت کو کہا اونھون نے آج یوم سبت ہی اپنے شنبے کا دن سے کہا اوس نے کچھ سبت نہیں ہے پس لیا اوسنے اپنے تئین اور نکلا اور ایمان لایا اور شہید ہوا اور وصیت کی اوس نے اگر مین شہید ہون آج تو میرا تمام مال حضرت رسولؐ کا ہے جو چاہین سو کرین اور جسکو چاہین دیوین پس شہید ہوا راضی ہوا خدا اوس سے اور قبض فرمایا حضرت نے اموال اوس کا اور تھا عامہ صدقات اوس جناب کا اوس اموال سے اور قصہ سلیمان فارسی رضؓ کا اور جناب کے ڈھونڈھنے مین بعثت کا خبر سننے سے تین سو برس تک اور دوسری ایک روایت ہی یہ کہ زیادہ تین سو سال سی اور دیکھنا اوسکا اور وے مقصود کے تئین اپنے یانا سلمان فارسی کا حضرت کے تئین اور دوسرے اور اخبار بہت ہین اور اتنا ہی کفایت کرتا ہے اور خدا استعانت کرنے والا ہے

باب پنجم حضرت رسولؐ کے فضایل کے ذکر مین

جو مشترک ہین درمیان اوس سرور کا اور انبیا کی اور فضایل اور کرامات دوسری جنسے مخصوص کر دیا ہی پروردگار نے اوس سرور کو اور شریک اور ہمسر کوئی نہین اوس سرورؐ کا دنیا اور آخرت مین ایک کوئی پیغمبر ؐ مین جان ای بھائی توفیق دے تجھے اللہ تعالی کہ حضرت صانع ذوالجلال نے انسان کی ذاتون کے جواہر کے تئین مختلف پیدا کیا بعضون کو نہایت مرتبہ صفا مین اور غایت خوبی اور پاکیزگی مین اور بعضون کے تئین بدرجہ اوسط اور بعضون کو نہایت کدورت مین اور نہایت زبونی مین اور ہر ایک قسم مین مراتب ہین اور درجات متفاوت اور ذاتین انبیا کی تمام صاف تر اور جید تر ہین اور بدن بھی اونکے پاک تر نقصان سی اور سلیم تر عیب سی نسبت کرکے تمام آدمیون کی ذاتون کے اور ساتھ اسبات کے کہ سب کمال کے دایرے مین داخل اور اپنے غیر سے فاضل اور کامل ہین یعنے اونکے بھی تفاوت اور تفاضل ہے اور حضرت محمد رسول اللہ سب سے اصح اور اعدل ازروے مزاج کی بھی اور اتم اور اکمل ازروے بدن کے اور صاف تر اور پاکیزہ تر ازروے روح کے اور اکمل اور اتم ازروے پیدایش کے اور لطیف تر اور روشن تر ازروے نور کے ہین اور کچھ خلاف نہین کہ وہ سرور اشرف البشر و سید ولد آدم

اور افضل ہناس ہیں از روے منزلت کے اور اعلی ہے از روے درجے کے اور جو کچھ انبیاء
کو کرامات اور کمالات حاصل تھا اوس جناب کے تئین مانند اوسکے یا افضل اوس سے حاصل
ساتھ خصائص اور فو قیت ہے کہ جو اوس سرور کو حاصل ہے اونکو نہین ہے لیکن آدم علیہ السلام کو
دیگئی آدم کو یہ فضیلت کہ پیدا کیا حق تعالی نے اوسے اپنے ہاتھ سے اور نفخ فرمایا یعنے
دم کیا درمیان اوسکے اپنی روح سے کے تئین اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو یہ کمال کہ سرانجام دینے والا
ہوا اللہ تعالی اوس جناب کی شرح صدر کا یعنے سینے کی روشنی اور وسعت اور رکھا درمیان
اوس سرور کے سینے کے ایمان اور حکمت کے تئین پس متولی ہوا اللہ تعالی ایسے یعنے سرانجام
دینے والا آدم کے خلق وجود کا اور ہمارے پیغمبر کے خلق نبوی کا متولی ہوا لیکن سجدہ کرنا
ملایک کا آدم کے تئین جو حقیقت مین نور محمدی کے ابداع کی جہت سے تھا یعنے سونپنے کی
جہت سے جوہر روح مین اوسکے اور ظاہر کرنا اوس نور کا اوسکی پیشانی مین اور مشرف کرنا
اوس سرور کا اس شرف سے کہ ان اللہ وملایکتہ یصلون علی النبی اتم اور اجمع ہے شرف دینے
سے آدم کو ملایک کے سجدہ کرنے کے امر کرنے پر کیونکہ اس جگہہ حق تعالی ساتھ ملایک کے تھا
اور خود جایز نہین ہوتا حضرت حق کا اس جگہہ لیکن صلوۃ اور سلام مین محمد پر حضرت حق ساتھ ملایک
کے ہے اور لابد یہ فضیلت اشرف اور اتم اور اکمل اور اعلا ہوگی اور بھی سجدہ کرنے مین ملایک
سے تشریف اور تعظیم کے سوا کچھہ نہین جو ایک ہی بار واقع ہوا لیکن صلوۃ اور سلام مین افاضہ
انوار رحمت کا اور استمرار قدس دایم اور مستمر اور متجدد ہے تمامی زمانون اور زمانون مین مومنین
ساتھ شراکت کرنے کے اوسمین یعنے صلوۃ وسلام مین ولیکن تعلیم کرنا اسمون کا آدم کے تئین
دیلمی مسند الفردوس کے درمیان ابو رافع کی حدیث سے لایا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ تمثل
گردانی گئی واسطے میرے امت میری ما وطین کے درمیان یعنے پانی اور گل کے درمیان اور
تعلیم کیا گیا مجھے اسماء کلہا یعنے نام تمام اشیا کے پس جس طرح آدم کے تئین تعلیم اسماء کی
ہوئی اوس جناب کے تئین بھی ہوئی ساتھ زیادتی مسمیات کے ذاتون کے جاننے کے اور پوشیدہ
نہین ہے کہ رتبہ مسمیات کا اعلی ہے اسماء سے کیونکہ اسما واسطے بیان کرنے مسمیات کے
ہین اور مسمیات مقصود بالذات ہین اور اسما مقصود بالغیر اور فضل علم کا اوسکے معلوم ...

فضل سے ہے لیکن ادریس علیہ السلام فرمایا حق تعالے نے اوسکے حق مین ورفعناہ مکاناً علیاً
اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو معراج اور رفع کیا یعنے بلند اوس سرور کو طرف اوس مکان کے کہ رفع
نہین کیا گیا سوا اوس سرور کے کوئی مترجم اس جگہہ صاحب فتوح کی خاطر ادریسؑ کا قصہ مجمل بیان
کرتا ہے تا کہ معلوم ہو کہ ادریسؑ کا مکان کیسا رفیع کیا حضرت حق تعالیٰ نے جان اے عزیز کہ ادریسؑ
کو اللہ تعالیٰ نے کمالات صوری و معنوی سے ممتاز فرمایا او مخصوص بخلعت نبوت کمالات اوس عالی
منزلت کے اندازۂ حصر و بیان سے خارج ہین ایک روز ادریسؑ کسی طرف چلے جاتے تھے
اتفاق یہ کہ اوس وقت دھوپ بہت تیز تھی حرارت سے دھوپ کی بیطاقت ہو کر زمین پر بیٹھہ
گئے اور دل مین فکر کی کہ اللہ اکبر آفتاب چوتھے آسمان پر چمکتا ہے اور اہل ارض کو حدت
اوسکی اس مرتبے مین اثر کرتی ہے وہ فرشتہ جو حامل ہے آفتاب کا کہ خدا کے حکم سے اوسے
اوٹھائے ہوئے لیے پھرتا ہے اوسکی حالت کیا ہوگی اوس وقت ادریسؑ کے دلمین شفقت
آئی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ یا اللہ اوس فرشتہ پر تخفیف کرے الحال دعا مستجاب ہوئی
اور اوس فرشتے نے اپنے مین ایک اثر تخفیف تپش کا پایا گھبرایا کہ یہ کیا ہوا استغاثہ کیا کہ اے
پروردگار آیا یہ تخفیف تیری مہر سے ہے یا قہر سے خطاب ہوا کہ ادریسؑ نے جو میرا بندہ خاص
ہے تیرے حق مین شفقت سے دعا کی ہے اور یہ اوسکی دعا کا اثر ہے جو تو اپنے مین پاتا ہے
اوس فرشتے کو ادریسؑ کی ملاقات کا شوق ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اوس نے اذن حاصل
کر کے زمین پر نزول کیا اور ادریسؑ سے ملاقی ہوا ادریسؑ نے اوس سے کہا اے بھائی مین
چاہتا ہون کہ تیرے مقام کی اور آفتاب کی سیر کرون اوس فرشتے نے حضرت حق سے اذن
حاصل کر کے آسمان پر لیگیا اور آفتاب کے پاس بٹھا دیا ادریسؑ نے کہا کہ حضرت عزرائیل
سے بھی چاہتا ہون ملاقات کرون اوس نے کہا مین اول اوس سے اذن لیکر تمکو لیچلتا ہون
ادریسؑ نے کہا اے بھائی میری طرف سے یہ بھی پوچھیو کہ میری حیات کی مدت کتنی باقی ہے
اور میری موت کہان ہے اوس فرشتے نے عزرائیلؑ سے جاکر سوال کیا عزرائیلؑ نے کہا اے
بھائی مشکل ہے کہ وہ شخص زمین پر مرے کیونکہ قلم قدرت اوسکے حق مین اس طرح جاری ہوچکی
ہے کہ وہ آفتاب کے نزدیک مرے اور یہ محالات سے معلوم ہوتا ہے اور مین جو

دیکھتا ہون تو اوسکی حیات کچھ بھی باقی نہین اوس فرشتے نے کہا ای بھائی مین اوسے ابھی آفتاب
کے پاس چھوڑ کر آیا ہون کہا جلد جاکر اوسکی خبر لے اوس نے جاکر دیکھا تو ادریسؑ نے رحلت کی
ہے متعجب ہو کر اللہ تعالی سے اس نے اوسکی حیات کی مناجات کی خدا کے حکم سے ادریسؑ پھر جیا اور
کہا کہ ای بھائی میرے دل مین اشتیاق ہے کہ بہشت کی سیر کرون خدا کے اذن سے وہ اوسے بہشت
مین لیگیا اور تھوڑی دیر کے بعد کہا بس اب چلو تمکو تمھاری جگہہ مین پہونچاؤن ادریسؑ نے کہا
ای بھائی خیر ہے خدا تعالی اسنے فرمایا ہے کہ مین موت دونگا اور پھر جلاؤنگا اور بہشت مین
داخل کرونگا پھر وہان سے نہ نکالونگا اب مین مرکر خدا کے حکم سے پھر جیا اور بہشت مین داخل
ہوا مین یہان سے کس طرح نکلون اوس فرشتے نے درگاہ الہی مین عرض کی یا الہ ادریسؑ یون
تقریر کرتا ہے فرمایا اوسکو کچھ مت کہو کہ وہ کلام حجت اور دلیل سے کرتا ہے اور اوسکی حق بجانب ہے
یہ معنی ہین ورفعناہ مکانا علیا کے لیکن نوحؑ نجات دی حضرت حق نے اوسکو اور اوسکو جو
ایمان لایا اوس سے غرق ہونے سے اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو یہ فضل کہ ہلاک گردانی نہین گئی
است اوس سرورؐ کی کسی عذاب سے جو نازل ہوا ہو آسمان سے قال اللہ تعالی وما کان اللہ
لیعذبہم وانت فیہم امام فخر رازی اپنی تفسیر مین لاتا ہے کہ اکرام کیا حق جل وعلا نے نوحؑ کی تئین
اس بات سے کہ نگاہ رکھی کشتی اوسکی پانی پر اور کیا محمدؐ سے عظیم تر اوس سے یعنے اکرام جیسا
کہ روایت کی گئی ہے کہ تھے حضرتؐ ایک روز ایک پانی کے کنارے اور بیٹھا ہوا تھا عکرمہ بن
ابی جہل اوس جگہہ پس کہا عکرمہ نے اگر صادق ہو تو بلاؤ اوس پتھر کو جو پانی کے اوس طرف ہے
تاکہ تیرتا ہوا اس طرف آوے اور غرق نہووے پس اشارت کی حضرتؐ نے اور اوکھڑا وہ
پتھر اپنی جگہہ سے اور سباحت کی اوسنے اور آگے اوس جنابؐ کے آکر کھڑا ہوا اور شہادت دی
اوس پتھر نے اوس جنابؐ کی رسالت پر پس فرمایا حضرتؐ نے کہ کفایت کرتا ہے تجھے اس
مقدار پر عکرمہ نے پھر کہا کہ حکم کرو اس پتھر کو تا کہ اپنے مکان کو پھر جاوے پس تیرا وہ پتھر اور
گیا اوسی جگہہ جہان پہلے تھا اور تیرنا پتھر کا اور غرق نہونا پانی مین عظیم تر اور عجیب تر کشتی
کے کھڑے رہنے سے پانی مین اور غرق نہونے سے اوس کے ہے کیونکہ خاصیت لکڑی کی یہی ہے
دلیکن ابراہیم خلیلؑ ہوئی اوس پر آتش نمرود کی سرد اور سلام سلام کے معنی تیب

نہ پہونچنا اور دیا گیا ہمارے پیغمبرؐ کو مانند اوسکے بجھنا نار حرب کا اور سرد ہونا کافرون کی جنگ کی
آتش کا اوس سرورؐ سے اور کیسی آتش ہوتی ہے جنگ کی جسکی سیوف ہین لکڑیان یعنے تلوارین
ہین اور زبانہ اوسکا یعنے لپٹ اوس آتش جنگ کی حتوف ہین حتوف جمع حتف سے ہے بمعنی موت اور
سلگانے والی اوسکی حسد ہے اور مطلب اوسکا روح اور جسد ہے قال اللہ تعالیٰ کلما اوقدوا نارا
للحرب اطفاءہا اللہ یعنے جس وقت کہ سلگایا کفار نے نار کے تئین واسطے حرب کے سرد کیا اوسے
پروردگار نے اور بہت چاہا اونھون نے کہ سرد کرین نور دین کو نار کفر سے پس ابا کی پروردگار
تعالیٰ جبار قہار نے مگر یہ کہ تمام گردانا یعنے کامل اپنے نور کے تئین اور نابود کیا اونکی شرارتون
کی آتش کے تئین اور لیا واسطے حضرت محمدؐ کے اوسکا ظہور اور سرور دیا ابی اللہ الا ان یتم نورہ
ولو کرہ الکافرون اور مذکور ہے اگذر سے حضرت شب معراج کو دریاے آتش پر جسے حکما کرہ
نار کہتے ہین اور سلامت رہے اوس سے اور روایت کی ہے نسائی نے کہ محمد بن حاطب
نے کہا کہ لڑکا تھا مین پس گری دیگ جوش مارتی ہوئی مجھپر اور جل گیا تمام چمڑا میرا اور لے گیا
میرا باپ مجھے رسول خداؐ کے پاس پس ڈالا حضرتؐ نے کچھ ایک آب دہن مبارک سے میرے
پوست پر جو جلا ہوا تھا اور فرمایا اذہب الباس رب الناس یعنے دور کر سختی کو اے پروردگار
پس شفا پائی مین نے ایسی کہ گویا کچھ آفت مجھے پہونچی ہی نتھی اور یہ کہ جو دیا گیا ابراہیم کی تئین
مقام خلت دیا گیا ہمارے پیغمبرؐ کو مقام محبت اور مقام محبت کا عالی تر ہے مقام خلت سے کیونکہ
حبیب اوس محب کو کہتے ہین جو محبوبیت کے مقام کو پہونچا ہو اور اختصاص پایا اوس جنابؐ کا
اور شفاعت عام کے اور کلام کرنا اوس مقام مین اوس جنابؐ کی محبوبیت کا اثر ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ وہ سرورؐ جامع ہے مقام خلت اور محبت کا اور خلت اوس سرورؐ کی اکمل اور افضل ہے
ابراہیم کے خلت سے اور کلام باب ہشتم کے اواخر مین اوس سرورؐ کے فضائل آخرت کی
تخصیص پانے کے بیان مین آویگا اور جو کچھ دیا گیا ہے ابراہیمؑ کو توڑنا بتون کا تبر سے توڑا ہمارے
پیغمبرؐ نے اون بتونکو جو مضبوط تھے کعبے کے دیوارونمین ایک لکڑی کی اشارت سے اور نہین
ہے مگر قوت ربانیہ اور قدرت الہیہ سے کہ کہا یعنے اون بتونکی طرف لکڑی سے اشارت کرکے
جاء الحق وزہق الباطل یعنے آیا حق اور نیست ہوا باطل اور دیا گیا ابراہیم کو تعمیر کرنا بیت الحرام

سکا اور دیا گیا اوس سرور کو قایم کرنا حجر اسود کا اوس مقام مین جیسا کہ قریش کی تعمیر کرنے کے
قضیہ مین مذکور ہے اور حجر اسود نصب کرنے بیت الحرام کی نسبت دل کی رکھتا ہے بدن سے بلکہ
اوسکا سویداے قلب ہے سویدا اوس خال کا نام ہے جو دل کے اندر ہوتا ہے اور آیا ہے الحجر الاسود یمین
اللہ یمین کے معنی سیدھا ہاتھ اور قوت اور توانائی یعنے حجر اسود خدا کے دست راست ہے جو
استلام کیا جاتا ہے یعنے بوسہ دیا جاتا ہے جس طرح استلام کیے جاتے ہین ایمان یعنے داہنے ہاتھ
عہد باندھنے کے وقت قیامت کے روز اوسے یعنے حجر اسود کو آنکھ اور زبان ہوگی کہ اپنی زیارت
کرنے والون کو پہچانیگا اور شفاعت خواہی کریگا لیس کام اوس جناب کا بیت اللہ کی تعمیر مین
قوی تر اور کامل تر ابراہیم کے کام سے ہے ولیکن جو کچھ دیا گیا ہے موسی کو گردانا عصا کے تئین
سانپ غیر ناطق دیا گیا ہے ہمارے پیغمبر کو ہاتھ اوسکے فریاد کرنا اور نالہ کرنا اوس لکڑی کے
ستون کا ہو مسجد مین تھا فراق سے اوس جناب کے چنانچہ قصہ اوس کا معجزات کے باب مین آویگا
اور امام فخر رازی اپنی تفسیر مین لایا ہے کہ ایک روز ابو جہل لعین نے چاہا کہ ایک پتھر رسول خدا کے
سر پر ڈالے اور مجروح کرے پس دیکھا اوس نے حضرت کے دونون بازو پر دو اژدہون کو دو
بھاگا اونکے خوف سے اور دیا گیا موسی کو ید بیضا کہ روشنائی سے اوسکی آنکھین ڈھپ جاتی تھین
اور حضرت تمام سر سے قدم تک نور ہی تھے کہ آنکھین دانش کی جمال و کمال سے اوسکے خیرہ ہوتی
تھین اور مانند آفتاب و ماہتاب کے روشن تھے اور اگر نہین پہنے ہوتے نقاب بشریت کا تو
کسیکو مجال نظر اور ادراک حسن اوس سرور کا ممکن نہوتا اور ہمیشہ جوہر اوس جناب کا وہ نور تھا جو انتقال
فرمایا تھا آبا اور امہات کے اصلاب اور ارحام مین آدم کے رحم سے عبد اللہ کے صلب اور آمنہ کے
رحم مین منتقل ہوتے تک رس یعنی خاک گورا اور قتادہ بن نعمان جو صحابہ کرام سے ہے ایک
شب اوس نے نماز عشا کی رسول خدا کے ہمراہ پڑھی اور وہ شب ابر و باران کی شب اور
تاریک تھی پس حضرت نے ایک ڈالی کھجور کی اوسکے ہاتھ مین دی اور فرمایا لیجا اوسکو روشن
کرے گی یہ تیرے آگے اور پیچھے دس گز اور جب داخل ہوگا تو گھر مین دیکھے گا اس مین
ایک مار سیاہ کے تئین مار ڈال اوسے اور باہر نکال رواہ ابو نعیم صحیح بخاری اور دوسری
کتابون مین مذکور ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر جو اندھیاری رات مین ملازمت شریف

سب سے حضرت کی نکلے اور ہاتھ میں ہر ایک کے ایک ایک عصا تھا اور روشن ہوا ایک عصا اون دو سے اور اوسکی روشنائی میں راہ چلے اور جب جدا ہوئے یکدگر سے وہ عصا جو دوسرے کے ہاتھ میں تھا روشن ہوا اور خود وہ سرور نور تھا اور نور اوس جناب کے اسماے شریف سے ہے اور بخاری تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم حمزہ اسلمی سے لائے ہین کہ کہا یعنے حمزہ اسلمی نے کہ تھے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک سفر میں پس متفرق ہوئے شب تاریک میں اور روشن ہوئین اونگلیان میری تاکہ جمع ہوئے تمام روشنائی مین اور ہلاک ہوا کوئی ایک اور اونگلیان میری روشن تھین اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسول ص ایک شخص اصحاب سے اوسکی قوم کی دعوت کرنے کے لئے بھجواتے تھے اوس نے ایک نشانی اوس جناب سے درخواست کی کہ حجت ہووے واسطے اوسکے پس حضرت ص نے اپنی انگشت مبارک سے تئین اوسکی دونوں آنکھون کے درمیان ملا اور اوس جگہہ سے ایک بیاض اور نور پیدا ہوا پس عرض کی اوس صحابی نے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہین ایسا ہو کہ وہی لوگ اسکو برص نہ کہین جیسا کہ موسی کے قصے مین بھی آیا ہے کہ بیضاء من غیر سوء یعنے سپیدی ایسی کہ بے عیب پس نقل فرمایا حضرت نے اوس روشنی کو اوسکی آنکھون سے اوسکے تازیانے پر اور یہ حدیثین اول دلیل ہین اوس جناب ص کی نورانیت پر اور سرایت کرنا اوس سرور کی نورانیت کا اوس سرور ص کے درگاہ کے خادمون پر اور اونکے عصا اور تازیانون کے مانند اون پر چہ جاے اونکی ذاتون اور اعضا پر نور تجلی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اور لیکن شگافتہ ہونا دریا کا واسطے موسی کے شگافتہ کرنا حضرت رسول ص کا ماہتاب کے تئین عظیم تر اوس سے ہے کیونکہ وہ تصرف عالم ارض مین ہے یہ عالم آسمان مین ہے والفرق بینہما واضح یعنے زمین اور آسمان مین جو کچھ فرق ہے سو ظاہر ہے اور روایتون مین آیا ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے ایک دریا ہے جسے مکفوف کہتے ہین اور دریا زمین کا نسبت کرنے طرف اوسکے حکم ایک قطرے کا رکھتا ہے نسبت کرنے بحر محیط کی جو جہان کے دریاؤن سے مشہور و معروف ہے مکفوف سے نسبت کرتے حکم ایک قطرے کا رکھتا ہے اور اس تقدیر پر جو دریا منفلق ہوا یعنے شگافتہ ہوا واسطے حضرت محمد رسول اللہ ص کے کہ گذرا وہ سرور ص

اوس کے شب معراج مین اور یہ عظیم ہے متعلق ہونے سے دریا کے جو واسطے موسیٰ کے ہوا لیکن اجابت
ہونا موسیٰ کی دعا کا فرعون کے ہلاک مین اجابت ہونا حضرت کی دعاؤنکا لا تعد و لا تحصی ہے
یعنے جسکا شمار ہی نہین اتنی دعائین اوس جناب کی مستجاب ہوئی ہین اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ کو
جاری کرنا پانیکا پتھر سے اور نکلنا چشمون کا پتھر سے دیا گیا ہے اوس جناب کے تئین جاری
ہونا پانیکا اوس جناب کی اونگلیون سے اور یہ بلیغ تر اور کامل تر ہے اوس سے کیونکہ پتھر زمین
کی جنس سے ہے جس سے باہر نکلتے ہین شیرین چشمے بخلاف اون چشمون کے جو گوشت اور پوست
سے نکلین اور لیکن جو کچھ فرمایا اللہ تعالی نے وکلم اللہ موسیٰ تکلیما دیا گیا ہے ہمارے پیغمبر کو مانند
اوسکے شب اسرا کے درمیان اور زیادہ اوس پر قرب اور دنو ہے دنو بمعنی نزدیک ہونا اور
یہی مقام مناجات اوس جناب کا سماوات علا کے اوپر ہے اور سدرۃ المنتہی کے اوپر کہ نہایت
علوم خلق کا وہان تک ہے اور مقام مناجات موسیٰ کا طور سینا ہے اور مقام مناجات
محمد کا سمٰوات علا اور جو کچھ دیا گیا ہارون کے تئین فصاحت اور بلاغت سے یہان تک کہ
نہین متصور زیادہ اوس پر بلکہ اوسکے مانند پر اور تھی فصاحت ہارون کی نہایت اوسکی عبرانی مین
اور زبان عربی افصح ہے عبرانی سے اور یہی اوسے موسیٰ نے افصح منی کہا نہ یہ کہ مطلق
یعنے موسیٰ نے اوسکی تعریف کی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے یہ نہین کہا کہ سبب سے
اور تھی زبان مین حضرت موسیٰ کے ایک لکنت جیسا کہ قصہ اوس کا مشہور ہے مترجم کہتا ہے
سچ ہے مشہور ہے لیکن عالمون پر نہ یہ کہ عامیون پر پس بندہ واسطے عامیون کے جنکو
احوال اصلا نہین معلوم بیان مجمل ذکر کرتا ہے وباللہ التوفیق جس وقت موسیٰ کو اونکی والدہ
نے فرعون کے خوف سے صندوق مین مقفل کر کے پانی مین بہا دیا اور قدرت الہی سے وہ
صندوق فرعون ہی کے محل مین پہونچا اوسکی اہلیہ بہت ابل تھی اوس نے اوسے کھلوا کر
کے دیکھا ایک لڑکا پاکیزہ اوضاع مقبول اور حسین اوس مین پڑا ہوا اپنی انگلیان چوس رہا ہے
دل مین اوسکے اوسے دیکھنے کے ایسی محبت سمائی جس طرح سگی مان کو ہوتی ہے غرض وہ
اوسے چاہنے لگی اور بخوبی پالنے لگی یہانتک کہ وہ صاحب جمال عالی مقدار ایک برس کا ہوا
ایکروز فرعون اوسے اپنی گود مین بٹھا ہوا باتین کرنے لگا لڑکے نے اپنا ہاتھ بڑھا کر فرعون کی

داڑھی کو کھینچا اوس نے اوسکے ہاتھ سے داڑھی کو چھوڑالیا پھر بھی دست نبوت اوسکی ریش تک پہونچا
تیسری بار بھی بدستور تھے فرعون بہت ہی نیلا پیلا ہو کر کہنے لگا شاید تو وہی ہے جسکا احوال
میرے نجومی ظاہر کرتے تھے اور کرتے ہین اچھے وقت تو میرے ہاتھ لگا ہین اب تجھے کیا
جیتا چھوڑتا ہون یہ کہکر اوس بیچارے چاہا کہ اوسکو مارے جورو اوسکی مانع آئی اور بولی تجھے کیا
ہوا ہے بچون کی عادت ہوتی ہے کہ جو چیز اون کے سامنے آوے اوسپر ہاتھ دوڑاتے ہین
اوس نے کہا کہ اسکو تو بچا ست جان یہ میرا دشمن جان و دین ہے اور انبیا گہوارے ہین وہ تمیز
رکھتے ہین کہ دوسرے بالغ نہین رکھتے اوس نے کہا اگر تجھے وسواس ہے تو اسکی آزمایش
سہل ہے مین دو تھالی اسکے آگے لاتی ہون ایک مین لال بھرتی ہون اور ایک مین آگ
کے انگارے اگر یہ لال کی طرف ہاتھ دوڑاوے تو تو جانیو کہ یہ وہی ہے اور اگر آگ کی
طرف ہاتھ ڈالے تو اس بیچارے بچے نہ جو مجھ بانجھ نے اپنی چھاتی ٹھنڈی کرنے کے لئے
پالا ہے کاہیکو دکھ دیتا ہے اوس نے کہا ہان اگر یون ہے تو مین کچھ نہین کہتا اوسی دم
وہ خاتون دو طشت لال اور آگ کے جاکر لائی موسیٰ کے آگے موسیٰ نے چاہا کہ ہاتھ دوڑاوین
لال پر یہ جبرئیلؑ حکم الٰہی سے وہان جو حاضر تھے ہاتھ اونکا جبرئیل نے آگ کے اوپر ڈالا اور
ایک انگار دہکتا ہوا موسیٰ نے ہاتھ سے اوٹھا کر اپنے منہ مین رکھا ہتیلی اور زبان جل گئی زبان
کی لکنت اوسی سے تھی اور ہتیلی کی روشنی بھی قدرت الٰہی سے اوسی وجہ سے ہو گی واللہ
اعلم اور لیکن جو کچھ دیا گیا ہے یوسف کے تیئن شطر حسن سے شطر کے معنی آدھا اور ٹکڑا کسی چیز کا
اور بعضی طرف کی اور دیا گیا ہے ہمارے پیغمبر کو تمام حسن اور کل حسن اور جو کوئی تامل کرے اوس
چیز مین جو کچھ نقل کیا گیا ہے اوس جنابؐ کے حلیہ شریف مین معلوم کرے کہ تفصیلین حسن اور جمال
کی جو صورت باکمال مین اوس جنابؐ کے مندرج ہین کسی بشر مین تھین اور سنو نگی یوسفؑ کو
ایک حسن جمالی اور صباحت یعنی سفیدی اور چمکنا وجہ کا تھا کہ دوسرے کو نتھا لیکن یہ ملاحت اور
جمال جو اوس جنابؐ کی صورت اور شکل مین تھا کسی جگہ نتھا یعنے تمام جہان مین اور جو کچھ دیا گیا
یوسفؑ کو تعبیر خواب سے اور اوسکی تاویل سے تمام اون چیزون سے جو کچھ منقول اور معلوم ہے اور مین
تین چیزین ہین ایک دیکھنا ستارونکا اور شمس و قمر کا سجدہ کرنے والے اوسکے تیئن یعنے

یوسف علیہ السلام کو دوسرا رویا صاحبی السجن کا صاحبی زندان کا صاحب تیسرا رویا بادشاہ کا لیکن
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوتنے کچھ ہین کہ حد او حصر او ر عدو سے خارج ہین او
جو کوئی تصفح کرے یعنے صفحہ صفحہ مطالعہ کرے اخبار کے تیئن او ر تتبع کرے آثار کے تیئن پاوے
اور معلوم کرے اوس سے یعنی یوسف علیہ السلام کے رویا سے اعجب عجائب او ر نزدیک سے ہے
کہ مذکور بعض اوس سے اپنے محل مین اور لیکن جو کچھ دیا گیا ہے داؤد علیہ السلام کے تیئن
تلیین حدید سے یعنے لوہے کا نرم کرنا کہ جب مسح کرتے تھے داؤد علیہ السلام آہن کو نرم ہوتا تھا
اور سوکھی ہوئی لکڑی ہری ہو جاتی تھی اوسکے ہاتھ مین اور اوس مین پتے نکلتے تھے اور
مسح کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد کی بکری کے تیئن جو سوکھ کر دبلی اور نزار
اور کھر نکلہ ہو گئی تھی نرم ہوئین پستانین اوسکی اور ٹپکنے لگا دودھ اون سے زیادہ مجرا
عادت سے ان دونون صورتون مین بھی نرم کرنا کسی سخت چیز کا ہے اور اگر نرم کیا گیا
لوہا واسطے داؤد علیہ السلام کے نرم کیا گیا سنگ سخت واسطے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم کے حافظ نے نعیم سے روایت کی ہے کہ جب داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان
غار کے مائل کیا یعنے جھکایا سر مبارک کے تیئن اپنے طرف پتھر کے کہ چھپا دین اپنے جسد کو پس
نرم کیا خدا تعالیٰ نے پتھر کو تاکہ داخل فرمایا اوس جناب نے اپنے سر مبارک کو پتھر مین اور
استراح کیا اوس جناب نے سخت پتھر مین پس نرم ہوا واسطے اوس سرور کے اور اثر ہوا
بازوے شریف کا درمیان اوسکے اور ہوا صخرہ بیت المقدس کا خمیر کے مانند پس باندھا اوس
سے اوس جناب نے اپنی چارپائی کو صخرہ کہتے ہین اوس پتھر کو جو بہت بڑا ہوا اور تسبیح کی جبال
نے ساتھ داؤد کے اور تسبیح کی پتھرون نے ہمارے پیغمبر کے دست مبارک کے درمیان
اور جو کچھ دیا گیا سلیمان علیہ السلام کو کلام کرنا طایرون کا تسخیر شیاطین کی اور ہوا کی اور
ایسی مملکت جو دی نہین گئی بعد سلیمان کے کسی ایک کے تیئن دیا گیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو مانند اوسکے یعنے تسخیر جن وغیرہ بلکہ زیادہ اوس سے لیکن کلام کرنا طایرونکا
جو فرمایا واتینا منطق الطیر پاتین کین اوس سرور سے پتھر نے اور تسبیح کی اوس سرور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھون مین حصی نے یعنے سنگریزون نے جو جماد ہین اور یہ اعلا اور عجیب تر

ہے طایر کے کلام کرنے سے یعنے طایر ذی الروح ہے اور فی الجملہ زبان رکھتا ہے سنگریزون کا تسبیح کرنا اور پتھر کا باتین کرنا بہت اپروپا اور عجیب اور غریب اور حیرت افزا ہے اور کلام کیا اوس سرور سے بکری کے ذراع نے جو زہر ملائی ہوئی تھی اور کلام کیا آہو نے اوس جناب سے اور شکایت کی شتر نے چنانچہ معجزات کے باب مین آویگا ذراع کہتے ہین بازو کو کہنیون سے اونگلیون تک اور حیوانات مین پاؤن سے اوپر ران تک ذراع کہلاتا ہے مترجم کہتا ہے ذراع شاۃ مسمومہ کا احوال بندہ مجمل ذکر کرتا ہے تاکہ صاحب نظر ونکو شوق اور ذوق رکھتے ہین اسکی خلجان خاطر نہو کیونکہ ابہام ہے جان بھائی جان کہ جب رسول کریم نبی مختار نے خیبر کا قلعہ فتح کیا اور مفتوح ہونا اوسکا حضرت شاہ ولایت پناہ شیر یزدان کرار غیر فرار علی مرتضی کے ہاتھ سے جو ید اللہ الغالب ہے ہوا قصہ اسکا مشہور ہے ایک عورت تھی اوس قلعے مین نام اوسکا مجھے اس وقت یاد نہین عمدہ زادی تھی دو تین اوسکے اقرباؤن کی صلاح وشورے سے اوس نے دریافت کیا کہ رسول خدا گوشت گوسفند کا کون سی جگہہ کا مرغوب کھتے ہین معلوم ہوا اوسے کہ ذراع کا گوشت اوس جناب کو مطبوع ہے اوس نے حضرت سے التماس کی کہ یا رسول اللہ مین آرزو رکھتی ہون کہ آپ میری دعوت قبول کرین حضرت نے قبول فرمایا اور اوس نے بکری کے ذراع کو ایسے سم سے مسموم کیا کہ اگر اوس سے کوئی ایک لقمہ کھاوے ٹھور رہے جب وہ کھانا رسول برحق کے آگے چنا گیا اور دست مبارک اوس تک پہونچا یکایک اوس سرور نے ہاتھ اپنا اوس سے کھینچ لیا اور اوس عورت کو اوسکے شریکون سمیت حضور مین بلواکر پوچھا کیون تو نے اس مین سم ملایا اوس نے عرض کی کہ نہین غرض قایل ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یا رسول اللہ آپکو کیونکر سے معلوم ہوا فرمایا مجھکو اس ذراع نے کہا پھر حضرت نے اوس عورت سے سوال کیا کہ تو نے جو اتنی بڑی جرائت کی کیا سمجھ کر کے وہ بولی اس واسطے کہ اگر تم رسول برحق ہو تو میرے اس زہر ملانے سے آپ کو کچھ خلل نہوگا اور اگر نہین تو ہمارے سر سے تمہارا درد دور ہوگا اب مجھے یقین ہوا کہ تم رسول برحق ہوا ور وہ عورت اپنے شریکون سمیت ایمان لائی یہ معنی ہین اوس جملے کے جو اوپر مذکور ہوا کہ کلام حضرت سے ذراع شاۃ مسمومہ نے کیا اور روایت کی ہے کہ ایک طایر آیا اور حضرت کے سر مبارک کے گرد پھرا اور کلام کیا فرمایا حضرت نے کہ کسنے تم لوگون سے اس پرندے کو

دردناک کیا ہے اوسکے بچّون کے لئے چاہئے کہ اوسکے بچّون کو پھر اوتم طرف اوسکے اور قصہ ذیب
کے کلام کرنیکا اوس جناب سے مشہور ہی ذیب بمعنی بھیڑیا لیکن ریح یعنی ہوا جو واقع ہوا ہے
کہ غدوہا شہر وروا حہا شہر اور لیجاتے تھے سلیمانؑ کے تخت کے تئین جس جگھ چاہتا تھا سلیمانؑ
چارون طرف زمین کے دیا گیا حضرت رسولؐ کے تئین براق کیسا براق کہ ہریع تر یعنے تیز رو بجلی سے
زیادہ اور لیگیا وہ یعنے براق اوس سرور کو فرش سے طرف عرش کے ایک ساعت مین اور مسخر
گردانی گئی زمین تا کہ اوٹھا دے اوسی نواحی کے اوپر اور ہمارے پیغمبرؐ کے واسطے لپیٹی گئی اور کھینچی گئی
واسطے اوس سرورؐ کے زمین تا کہ دیکھا اوس سرورؐ نے زمین مشرقون او مغربون کے تئین اور
فرق درمیان اوس شخص کے جو دوڑے طرف زمین درمیان اوسکے جسکی طرف زمین خود دوڑی
لیکن تسخیر شیاطین حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آگے آیا شیطان حضرتؐ کے نماز کے درمیان پس
قدرت دی خدا تعالیٰ نے اوس سرورؐ کو اوپر اوسکے اور چاہا اوس جنابؐ نے کہ باندھے
اوسے ستون سے مسجد کے تا کہ بازی کرین اوس سے چھوکرے گلیون کے اور بھی مسخر گردانے
گئے جن واسطے سلیمانؑ کے اور ایمان لائے حضرت رسولؐ سے پس سلیمانؑ نے استخدام کیا جن
کے تئین اور حضرتؐ نے استسلام فرمایا اونکے تئین استخدام کے معنی خدمت چاہنا کسی سے اور استسلام
اسلام مین لانا اور لیکن شمار کرنا جن اور انس اور طیر کا سلیمانؑ کے جنود سے یعنے فوج سے جیسا کہ فرمایا
وحشر لسلیمان جنوده من الجن حضرتؐ کے واسطے ملایک اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ جنود ہوئے اور شمار کرنا
طیور کا سلیمانؑ کے جنود سے عجب تر اوس سے قصہ غار کے کبوتر کا ہے یعنے وہ غار جہان حضرتؐ
جاکر چھپے تھے اور اوسی ساعت خدا کے حکم سے کبوتر کا جوڑا آیا اور آشیانہ بنایا اور انڈے دیئے
اور نگاہ رکھا اوس سرور کو اعداے دین سے جنود جمع جند ہے بمعنی لشکر اور مقصود جند سے
حمایت اور نگاہبانی سے بتحقیق حاصل ہوا ہے یہ زیادہ آسان طریق سے اور لیکن عطا کرنا
سلیمانؑ کے تئین ملک کا ایسا ملک جو سزاوار نہووے بعد اوسکے کسیکو ہمارا پیغمبر مختار گردانا گیا
درمیان اس بات کے کہ بادشاہ ہو یا بندہ ہو اور اختیار کیا اوس جنابؐ نے بندگی کے
تئین جو ملک عظیم ہے جسے زوال ہی نہین اور میسر ہوا کسیکو اوس جنابؐ کے بعد ایسا ملک اور
ایسی سلطنت بے جو کہم کی اور لیکن جو کچھ دیا گیا عیسیٰؑ کے تئین ابراء اکمہ اور ابرص سے اور

اور جلانا موتے کا دیا گیا ہمارے پیغمبرؐ کو کہ پھیرا اوس سرورؐ نے ابوقتادہ کی آنکھ کے تئین جو باہر نکل پڑی تھی پس ہو گئی بہتر اوس سے جو پہلے تھی اور روایت کی گئی ہے کہ ابلیہ معاذ بن عفرا کی برص رکھتی تھی پس شکایت اوسکی رسول خداؐ کے نزدیک لائی پس مسح فرمایا حضرتؐ نے اوسپر اوس لکڑی سے جو اوس جنابؐ کے دست مبارک مین تھی اور دور کیا اللہ تعالی نے برص کو اوس سے نقل کیا اسکے تئین مواہب کی درمیان امام فخری اور بیہقی نے دلایل النبوۃ کے درمیان قصہ ایک مرد کا لایا ہے کہ کہا رسول خداؐ سے کہ مین ایمان لاتا ہون اگر تم زندہ کرو میری لڑکی جو مر گئی ہے پس آئے حضرتؐ اوسکی قبر پر اور کھڑے ہو کر ندا کی اوس جنابؐ نے اوسے کہ اے فلانہ پس قبر سے آواز آئی کہ لبیک وسعدیک یا رسول اللہ الی آخر الحدیث یعنی کھڑا ہون مین اور سعادت پائی ہے مین نے اور جلانا موتے کا اوس جنابؐ سے متعدد واقع ہوا ہے جیسا کہ معجزات کے باب مین آویگا اور بھی تسبیح کرنا سنگریزونکا ہتیلی مین حضرتؐ کی اور سلام کرنا حجر اسود کا اور نالہ کرنا ستون کا اوس جنابؐ کے فراق سے اتم اور ابلغ ہے مُردے کے تکلم کرنے سے مترجم کہتا ہے کہ مین اس لکڑی کے ستون کے نالہ کرنے کا بیان مجمل بیان کرتا ہون تا کہ معلوم ہو حضرتؐ نے ایک منبر تیار فرمایا اور پہلے اوس جنابؐ کا طور یہ تھا کہ مسجد کے ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور وہ ستون لکڑی کا تھا جو نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قدم مبارک منبر پر رکھا اور خطبہ شروع کیا کہ وہ ستون فراق سے اوس جنابؐ کے طرق گیا اور اوس سے ایک ایسی حزن کی درد آلود آواز پیدا ہوئی کہ جتنے حضار مجلس تھے اچھل پڑے اور بے اختیار اوس حزن پر سب نے رو دیا الخ اور لیکن جانا عیسیٰؑ کا جو کچھ کھاتی تھی اونکی قوم اور ذخیرہ کرتی تھی اپنے گھرون مین ہمارے پیغمبرؐ سے زیادہ حد اور حصر اور احصا سے واقع ہوا ہے لیکن اوٹھانا عیسیٰؑ کا آسمان پر ہمارے پیغمبرؐ کو شب معراج مین بالاتر اوس سے اوس جگہ لے گئے کہ کسیکو نہ لے گئے تھے اور مخصوص کیا اوس جنابؐ کو مزید درجات سے اور سننا مناجات کا درمیان خلوت قدس کے انواع مشاہدات اور کرامات کے ساتھ الحاصل جو کچھ تمامی انبیا اور رسل کے درمیان فضایل اور کرامات اور معجزات تھے تمام ذات شریف مین اوس سرورؐ کے موجود تھے شعر خوبی و شکل و شمایل حرکات و سکنات ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وعلی آلہ د قدر حسنہ وجمالہ وحسب فضلہ وکمالہ وصل یہ فضایل اور معجزات تھے جو مشترک ہین درمیان انبیا کے اور اوس سرور کے لیکن اور فضایل جو مخصوص اوس سرور سے جنکو خصایص کہتے ہین بہت ہین اور حد و عد و حصر سے خارج ہین ولیکن جو کچھ ظاہر تھے اور قید اور ضبط مین عالمون نے حصر کیے گئی ہین مذکور ہوتے ہین اور خصایص اوس جناب کے دو قسم ہین ایک قبیل احکام شرع سے اور دوسری قسم صفات اور احوال اور معجزات ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ تکلم کرنا احکام شرع کے قسم مین اور بحث کرنا اوس سے بیفائدہ ہے اور متعلق نہین اب اوس سے کوئی حکم اور وہ دوسرا ہے جسکا مذکور گذرا اور صواب وہ ہے کہ فائدہ اوپر اوسکے مترتب ہے یعنی احکام کی قسم کے ذکر کرنے مین اول علم یعنے آگاہی احوال شریف پر اوس جناب کے اور تحقیق کرنا اوسکا ایک سعادت ہے اور ایک نوع کمال سے ہے اور عظیم تر اور ضرور تر وہ ہے تحقیق اتباع اور اقتدا موقوف ہی اوپر اوسکے تا کہ جانا جاوے اور عمل کیا جاوے اوسپر پھر اس قسم کے تئین علما نے چار قسم کیا ہے اول جو کچھ مخصوص ہے اوس سرور سے واجبات سے ہے اور حکمت اوسمین زیادہ ہونا قرب کا اور درجات کا ہے کیونکہ تقرب کرنا فرض سے اکمل ہے نوافل کے تقرب کرنے سے جیسا کہ منطوق حدیث ہے اور اقوی ہے اوٹھانیمین بار تکلیف اور اوسکے اجر کی تعظیم کے اور ہم ہر ایک قسم سے کئی مثال لائے اور اوسکی استیفا کے تئین ہمنے حوالہ کیا کتب قوم کا و ذکرہا فی المواہب جیسا کہ واجب ہونا نماز ضحے کا ایک قول ہے اور صواب اوسکا خلاف ہے یعنے واجب نہین اور اگرچہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے امرت برکعتی الضحی یعنے امر کیا مین نے دو رکعت ضحے کے تئین ولیکن تحقیق وہ ہے کہ سنت موکدہ ہے اور امر ایجابی نہین ہے اور مراد اوس نماز سے وہ نماز ہے جو صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے کے بعد پڑھتے ہین جسے لوگ صلواۃ اشراق کہتے ہین اور صلواۃ ضحی چاشت کی نماز کو بھی بولتے ہین اور قول عائشہ رض کا ما رایت رسول اللہ یسبح سبحۃ الضحی محمول اسی نماز پر ہے جیسے نماز وتر اور دو رکعت فجر کی جیسا کہ حاکم مستدرک مین لایا ہے اور احمد طبرانی کی حدیث مین بھی آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تین چیزین مجھپر فریضہ ہین اور تمھارے اوپر تطوع کرنا وتر کا اور دو رکعت نماز فجر کی اور دو رکعت ضحی کی اور قول وتر کے اختصاص با نے پر شافعی کی قول پر ہے

اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک سب پر واجب ہے اور جس طرح نماز تہجد اوپر اوس جناب کے فرض تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ امت پر بھی فرض تھی پس اوٹھائی گئی ان سے اور بعضے علماے شافعیہ نے کہا ہے کہ حضرت رسول سے بھی اوٹھائی گئی وہ نماز اور جیسا کہ مسواک اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت مامور تھے اوپر وضو کے ہر نماز کے قریب اور جب شاق ہوا امر کیا گیا وہ سرور اوپر مسواک کرنے کے واسطے ہر نماز کے اور دوسری اور حدیثین بھی مسواک کی شان مین آئی ہین ایسی حدیثین کہ دلالت اونکی وجوب قطعی پر نہین ہے قسم ثانی خصایص کے اوس جناب کے درمیان حرمت کے یعنے وہ احکام جو اوس جناب پر حرام ہین نہ یہ کہ اوسکے غیر پر جس طرح تحریم زکوٰۃ اوپر اوس سرور کے اسیطرح تحریم صدقہ قول صحیح سے ایسا کہ مشہور منصوص ہے اوس جناب کے قول سے کہ انالاناکل الصدقہ یعنے ہم نہین کھاتا صدقہ کو روایت مسلم اور ظاہر وہ ہے کہ امتناع یعنی قبول منع کرنا کھانے سے حرمت کی جہت ہو یعنے اس جہت سے کہ صدقہ اور زکوٰۃ حرام ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ امتناع اکل سے تحریم لازم نہین آتی پس ہوسکتا ہے کہ امتناع اکل تنزہ کی جہت سے ہو نہ یہ کہ حرمت کی جہت سے بہر حال امتناع صدقے کے کھانے سے خصایص سے ہے تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے تنزیہ کے معنی پاکیز گی اور جیسا کہ تحریم زکوٰۃ ہے اوس جناب کی آل اور موالیون پر جیسا کہ فقہ مین مقرر ہوا ہے اور امام ابوحنیفہ رضہ سے جہت اوسکی مروی ہے اوسکے زمان مین یعنے مباح ہے زکوٰۃ اور جیسا کہ کھانا اوس چیز کا جو باس کریہ رکھتی ہے لہسن اور پیاز کے مانند جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے اور جس طرح تحریم کتابت اور شعر یعنے لکھنا اور شعر کہنا اور قول تحریم کرکے اوس تقدیر پر ہے کہ وہ سرور جانتا کتابت اور شعر کو اور تحقیق وہ ہے کہ دو چیزین اوس جناب کو نہین آتی تھین بحکم طبع اور جبلت اور تحقیق اسکی حدیبیہ کی صلح کے قصے مین آویگی انشاءاللہ تعالے اور جیسا کہ اوتارنا سلاح کا پہننے کے بعد قتال سے آگے اور جیسا کہ تحریم کتابیہ کے نکاح کے یعنے وہ باندی جو کتابیہ ہو کیونکہ ازواج اوس جناب کی امہات مومنین ہین اور زوجات ہین اوس سرور کی بہشت مین اور وہ سرور اغرا اور اشرف ہے اس بات سے کہ رکھے اپنے نطفہ پاک کے تئین کافرہ کی رحم مین اور جیسا کہ تحریم نکاح امہ مسلمہ کا یعنے وہ باندی جو مسلمان ہو لیکن تسری امہ سے جائز ہے باتفاق قسم ثالث جو کچھ مخصوص ہے

سرور عالم ؐ سے مناجات سے جیسا کہ نہ ٹوٹنا وضو کا نوم سے اور بعضون نے کہا ہے یہ حکم عام ہے انبیا کی تئین اور
شاید کہ اختصاص نسبت کرنے امت کے مراد ہے اور جیسا کہ مباح ہونا نماز کا عصر کے بعد اور
جیسا کہ جایز ہونا صلوۃ وتر کا سواری پر باوجود اسکے کہ واجب ہے اور جیسا کہ پڑھنا جنازے کی
نماز کا غائب پر ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور شافعی کے نزدیک عام ہے تمام امت کے تئین مترجم
کہتا ہے کہ جب حضرت کو معلوم ہوا کہ نجاشی بادشاہ حبش کا گذر گیا فرمایا اصحاب کو کہ حاضر ہو تم اپنے
بھائی کے جنازے کی نماز کے واسطے چنانچہ نماز جنازہ ساتھ اصحاب کے اوس جناب ؐ نے
نجاشی پر کی حالیکہ وہ حبش مین تھا یہ ہے صلوۃ جنازہ غائب پر اور جیسا کہ صوم الوصال اور تحقیق
اسکی باب صیام مین آویگی انشاء اللہ تعالے اور جیسا کہ مباح ہونا نظر کا اوپر اجنبی عورتون کے اور
جایز ہونا خلوت کا اجنبی عورت سے اور اس جگہ ایک کلام ہے جو آوے گا اپنے محل مین
اور جیسا کہ نکاح کرنا زیادہ چار عورتون سے اور اسی طرح دوسرے نبیون کے تئین اور زیادہ
کرنے مین نو بیبیون سے ہمارے پیغمبر کے تئین خلاف ہے اس مین اور جیسا کہ جایز ہونا نکاح
کا لفظ ہبہ سے عورت کی جانب سے کہ بخشے عورت اپنی ذات کو اور طلب نہ کرے اپنے مہر
کے تئین بدون ولی کے اور گواہون کے ولیکن پیغمبر کی جانب سے لابد ہے یعنے ضرور ہے
لفظ نکاح اور تزویج کرنا اوس سرور عالم ؐ کو جایز تھا کہ تزویج فرماوے کسی عورت کو کسی مرد سے
بدون اوسکے اذن کے اور اوسکے مالکون کے اون کے بدون اور جیسا کہ نکاح بدون رضامندی
عورت کے اور اگر رغبت فرماتے حضرت سرور عالم ؐ کسی عورت کے نکاح کرنے مین جو شوہر
نہین رکھتی تھی لازم ہوتا تھا اوس عورت پر اجابت کرنا اوسکا اور حرام ہوتی تھی دوسرون پر
خواستگاری اوسکی اور اگر شوہر رکھتی تھی واجب تھا اوسکے شوہر پر طلاق دینا اوسکا اور
اس جگہ امتحان تھا اوسکے ایمان کا قال رسول اللہ ؐ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ
من نفسہ واہلہ وولدہ والناس اجمعین یعنے نہ ایمان لاتا کوئی ایک تم سے یہان تک کہ
ہوون مین محبوب تر طرف اوسکے اوسکی ذات سے اور اوسکے اہل اور اولاد سے تمام آدمیون
سے اور اسی واسطے واجب تھا اوس مرد پر جو کھانا اور پانی رکھتا تھا اور اوسپر جو نہین رکھتا تھا
یہ کہ صرف کرے اوسکے تئین اوس سرور پر اور فدا کرے اپنی جان کو اوس جناب پر

فان النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم پس تحقیق کہ پیغمبر محبوب تر ہے مومنون کو اونکی ذاتون سے اور مصداق
اسی کا ہے قصہ زید اور زینب کا اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ حضرت حق نے تزویج فرمایا زینب
کے تیئن اپنے نزدیک اوس سرور سے پس ڈالی کراہت زینب کی زید کے دل مین اور حضرت اس بات
کے اظہار سے خوف رکھتے تھے تا کہ وے لوگ جو ضعیف الایمان ہین ورطہ ہلاک مین نہ پڑین
پس وحی ہوئی اوس جناب کو کہ تو خدا سے ڈر اور خلاف امر الٰہی مت کر لوگون سے کیا خوف
کرتا ہے پس تزویج فرمایا سرور عالم نے زینب کے تیئن اور لائی اوسے گھر مین اور بعضے مفسرون کے
تیئن اور اہل سیر کو اس مقام مین ایک کلام ہے کہ لائق نہین منصب نبوت کے اور اہل تحقیق نے
اوسکو مفسرون کی زلات سے شمار کیا ہے مترجم تھوڑا سا اوس سے بیان کرتا ہے زید بن حارثہ جو مشہور
صحابی ہے اور حضرت اوسے بہت چاہتے تھے اور اسی سبب سے اوسکو فرزند لطفی اوس جناب کا
بولتے تھے حضرت نے اوس سے زینب بنت جحش رضہ کو منسوب فرمایا اگرچہ وے اور اونکا بھائی
اس بات سے متکرہ تھے غرض یہ کہ خواہش الٰہی یون تھی کہ ام المومنین زینب حضرت کی ازواج طاہرات
مین انتظام پاوے زید کی اور اونکے درمیان ایک رنجش پیدا ہوئی اور چندے اسکا استمرار رہا دو تین بار
زید نے اونکی شکایت کی حضرت کی خدمت مین آخر ایک روز مجلس عام مین اگر زید نے برملا کہا
یا رسول اللہ مین نے اوسے طلاق دی اور ایام عدت کے بعد خود زید حضرت کیطرف اونکی خواستگاری
پر مامور ہوا اور بخوشی یہ پیغام زینب رضہ کے پاس لیگیا الخ اور اسیطرح یوسف کے قصے مین عزیز مصر
کی اہلیہ سے جو زلیخا تھی اور داود کے قصے مین اوریا کی عورت سے اور مقام انبیاء کا اعلیٰ
ہے ایسی بات سے اور گردانا عتق کے تیئن یعنی آزادی کو مہر کی جگھہ یعنے گردانا آزادی کو
بدلا مہر کا جیسا کہ صفیہ کے تیئن کیا مترجم اسکا ایک تھوڑا احوال عرض کرتا ہے کہ ایہام ترسے
ناظرون پر ام المومنین صفیہ رضہ خیبر کی جنگ کے بعد اسیرون مین تھین ایک روز حضرت اور
صدیقہ سرا پردون مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سامنے سے صفیہ ظاہر ہوئی اور صفیہ نہایت صاحب
جمال تھی ام المومنین نے دل مین کہا کہ یہ عورت ادھر ہی کو آتی ہے کہین ایسا نہو کہ حضرت
کی نظر اسپر پڑے اور اسے سلک ازدواج مین منسلک فرماوین غرض یہ کہ اونکے دل مین
جو گذرا تھا سو ہی ہوا اور اونکو حضرت اپنے حبالہ نکاح مین لائے اونکے عتق کے تیئن اونکا

مہر گردانا اور نفقہ واجب ہوتے ہین سرور عالم پر زوجات کا اسمین اختلاف ہے نووی نے کہا کہ اصح وجوب ہے جیسے نفقہ واجب تھا اور واجب تھا اوس جناب پر رعایت کرنا قسم کا درمیان زوجات کے اکثر کے نزدیک یعنی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہر روز ایک زوجہ کے گھر تشریف رکھتے تھے بنا مضائقہ اسکی رعایت اور اکثر علماے حنفیہ بھی اسی بات پر ہین اور جو کچھ رعایت فرماتے تھے سو بطریق تفصیل نہ یہ کہ وجوب یعنی یہ واجب تھا اوس جناب پر لیکن از روے عدالت وہمدردی یہ سلوک مرعی رکھتا تھا اور حل جمع کے درمیان عورت اور چچی اور خالہ کی دو وجہ ہین نہ یہ کہ بہن اور مان اور بیٹی کے درمیان اور کہا گیا ہے کہ مرجع ان خصایص کا تمام اوپر اوس بات کے ہے کہ نکاح اوس جناب کے حق مین حکم تسری کا رکھتا تھا اور مرد اور عورتین تمام اوسکے غلام اور باندی کے حکم مین تھے یعنی مثل داہ اور غلام تھے اور مباح تھا اوس جناب کو کہ لیوے وہ سرور غنیمت کے مال کو حصے سے زیادہ جو کچھ چاہے باندی اور تلوار وغیرہ سے اور مباح ہوا قتال اوس سرور کو مکے کے درمیان اور داخل ہونا مکے مین بدون احرام باندھنے کے اور تحقیق اور تفصیل اوسکی مکے کی فتح کے باب مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور اوس جناب کے خصایص سے تھی یہ بات کہ وہ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم کرے اپنے علم و دانش سے اور حکم کرے اپنی راے سے اور گواہی دیوے واسطے اپنی ذات کے اور اپنے ولد کے واسطے اور تھی گالی اور لعن اوس جناب کی قربت اور رحمت اور مباح تھا اوس جناب کو کہ قسمت فرما دے اراضی کے تئین پیش از فتح کیونکہ مالک گردانا تھا اوس سرور کو مالک الملک نے تمامی اراضی اور ممالک کا کہا غزالی رح نے کہ سرور قسمت کرتے ہین جنت کی ارض کے تئین اور دنیا کی ارض کے تئین بطریق اولی صلوات خدا کی اور سلام نازل ہوجیو اوس پر

وصل اور لیکن خصایص سرور عالم جو قبیل احکام سے نہین ہین بلکہ احوال اور صفات کے قبیل سے ہین کہ لا تعد و لا تحصی ہین خصوصاً صفات اور احوال باطن کے کیسے کہ علم و دانش کسیکی اونکی کنہ کو نہ پہونچ سکے اور مذکور اون سے بعض صفات ظاہر ہین کہ عالمون نے اونکا عدد اور احصا کر کے ذکر کیا ہے اور معجزات تمام اسی قبیل سے ہین کیسے معجزے کہ انبیاؤن سے کسی ایک سے ظاہر نہین ہوئے لیکن علما نے اونکا ایک باب جدا وضع کیا اونکی عظمت اور کثرت کی جہت سے اور سرور عالم کی فضیلت اعلا

اور اکمل سے وہ ہے کہ پروردگار تعالیٰ نے اوس جناب کی روح کو تمام خلایق کی روحون سے پہلے
پیدا کیا اور تمام مکوّنات کی ارواح کو اوس جناب کی روح سے منشعب گردانا ہے یعنے فرع اور
سبکو اوس سرورؐ کے نور سے پیدا کیا اور وہ سرورؐ نبی تھا اور آدمؑ ہنوز درمیان روح اور جسد کے
کما رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ اور عالم ارواح مین بھی فیض انبیا کی روحون کو اوس سرورؐ کی روح
سے پہونچتا تھا ع وکل اٰی اتی الرسل الکرام بہا ❊ فانما اتصلت من نورہ بہم ❊ فانہ شمس فضلہم
کواکبہا ❊ یظہرن انوارہا للناس فی الظلم ❊ ترجمہ ان بیتونکا ساتہ نظم اور شرح کے اوپر گذرا ہے
اس جگہہ مکرر لانا احتیاج نہین اور جبتک کہ آفتاب روح اوس آفتاب دین پرورکا پردۂ غیب
مین تھا کواکب ثواقب حضرات انبیا کے جو مستور اوس سرورؐ کے نور سے تھے اونھون نے
ظہور کیا اور جب آفتاب نبوت اوس جناب کا ظاہر ہوا تمام محو اور منتفی ہوئے بعینہ مانند ظہور
کواکب کے کہ چمکنا اونکا شب تاریک مین اور مختفی ہونا اونکا آفتاب کے طلوع کے وقت
جسطرح ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ مین اول انبیا ہون خلق مین اور آخر
انبیا ہون بعث کے درمیان اور اوس جناب کی فضایل عظیمہ سے یہ ہے کہ دیا گیا اوس جنابؐ کو
جوامع الکلم کہ مراد اوس سے وے کلمات ہین جو مختصر ہین ایسے جو شامل ہین معانی کثیرہ کے اور خوص
کلام سے اوس سرورؐ کے جیسا کہ حلیہ شریف کے باب مین اشارت ایک طرف اوسکی گذری
اور ازانجملہ وہ ہے یعنے اونھین فضایل سے اوس جنابؐ کے یہ کہ اول وہ شخص ہے جس سے
لیا گیا میثاق روز الست مین اور اول اون اشخاص کا جس نے کہا بلے اوس روز کما جاء فی الحدیث
یعنے روز الست مین جب تمام ارواح انبیا کی اور اصفیا کی وغیرہم حضرت حق نے جمع فرمائین اور
اونسے سوال کیا الست بربکم یعنے آیا نہین مین پروردگار تمھارا کہا بلے یعنو ہان تو ہمارا خالق ہے
اور ازانجملہ وہ ہے کہ آدم اور عالم تمام اوس جناب کے واسطے پیدا کئے گئے ہین اور مقصود
اصلی جہان کے موجود کرنے سے وجود اوس سرورؐ کا ہے اور لکھا گیا اسم شریف اوس سرورؐ کا
عرش پر اور جنت کے دروازون پر اور جو کچھ درمیان جنت کے ہے اوس پر اور ازانجملہ
وہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عہد لیا پیغمبرون سے کہ جب وہ مبعوث ہو ایمان لادین اوس سے

اور نصرت دیوین اوسکے تئین وذلک قولہ تعالےٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

جیسا کہ سابق مین بیان اسکا گذرا اور ازانجملہ وہ ہے کہ واقع ہوئے ہین اخبار اور تبشیر یعنی بشارت
دینا اوس جناب کی پیدایش پر سلف کی کتابون مین جیسا کہ گذرا اور ازانجملہ وہ ہے کہ واقع نہین
ہوا اوس جناب کے نسب مین آدم سے عبداللہ تک سفاح یعنے زنا اور ازانجملہ وہ ہے کہ
اوٹھایا گیا وہ سرور بہترین قرون بنی آدم سے قرناً فقرناً قرون جمع قرن ہے اور باہر لایا اللہ تعالی
اوس سرور کو بہترین بہتران قبایل سے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ برگزیدہ فرمایا اللہ تعالی
نے کنانہ کے تیئن اسمعیل کی اولاد سے یعنے پسند فرمایا اوسے اور انتخاب فرمایا اور برگزیدہ
فرمایا قریش سے بنی ہاشم کے تیئن اور برگزیدہ فرمایا مجھکو بنی ہاشم سے پس وہ سرور برگزیدہ ترین
برگزیدگان ہے اور بہترین بہتران اور مہترین مہتران ۔ اور اوس سرور کی ولادت شریف
کے وقت تمام بت سرنگون پڑے اور جنون نے شعر پڑھے اور پیدا ہوا وہ سرور آمنہ کی شکم
سے ختنہ کیا ہوا اور پاک بدون آلودگی کے اور ناف کٹا ہوا اور ولادت کے وقت سجدہ
کرنے والا اور اوٹھانے والا نظر طرف آسمان کے رکھا ہوا اور انگشت شہادت اوٹھایا ہوا
دیکھا اوس جناب کی مان نے کہ ایک نور اوس سے پیدا ہوا ایسا نور کہ روشن ہوئی اوس سے
کوٹھی اور قصر شام کے اور ہلتا تھا پنگورا اوس نور الہی کا ملایک کے ہلانے سے اور تکلم کیا
اوس سرور نے درمیان پنگوری کے اور لکھا ہے عالمون نے اوس جناب کی باتون کو جو
کرتا تھا اوس سرور سے ماہتاب مہد مین اور میل کرتا تھا جس طرف اشارت فرماتا اور ازانجملہ
سایہ کرنا ابر کا ہے اوس جناب کے تیئن آفتاب کی گرمی مین اور یہ حالت ہمیشہ نتھی بلکہ
یہ متعدد وقتون مین واقع ہوا ہے پہلے بچ پن مین جس وقت اپنے چچا ابوطالب کے
ہمراہ سفر مین نکلے تھے اور بحیرا راہب نے اوس جناب کو پہچانا اور اسی واسطے سایہ نہونے
کے تیئن خصایص کے درمیان عالمون نے جدا ذکر کیا ہے اور ازانجملہ شق ہونا اوس
جناب کے سینہ مبارک کا ہے جیسا کہ صحاح مین آیا ہے اور واقع ہونا اوس کا یعنے شق
صدر چار بار ہے اول اوس وقت جب حضرت صغیر تھے بنی سعد کے درمیان دوسرا
دس برس کے سن مین تیسرا بعثت کے نزدیک چوتھا شب معراج مین اور ازانجملہ بھیجنا
جبرئیل کا اوس جناب کے تیئن ابتداے وحی مین اور تصرف کرنا اوس جناب کے

وجود شریف مین اور اوسکو بھی خصایص سے شمار کیا ہے اور کہا ہے یہ کسی نبی کو نتھا اور تفصیلین ان معنون کی اپنے محل مین آویگی اور ازانجملہ وہ ہے کہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے اوس جناب کی عضو کی تئین قرآن مین اپنے قول کے درمیان نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اوس جناب کی لسان کو اپنے قول مین فانما یسرنا بلسانک اور ما ینطق عن الھوی کے درمیان اور اوس جناب کی بصر کے تئین مازاغ البصر وماطغی کے درمیان اور اوس سرور کے وجہ مبارک کے تئین قد نری تقلب وجھک فی السماء کے درمیان اور اوس جناب کے گردن کے تئین ولاتجعل یدک مغلولۃ کے درمیان الی عنقک اور سینہ اور پشت مبارک کے تئین اوس جناب کے الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک کے درمیان اور یہ دلالت رکھتا ہے کمال محبت اور عنایت پر حضرت حق جل وعلا کی اور یہ مسکین کبھی کبھی یہ پڑھنے کے وقت کہ اللھم صلی علی روح محمد فی الارواح وعلی جسد محمد فی الاجساد ہر ایک عضو شریف کے تئین جدا جدا ذکر کرتا ہے اور درود بھیجتا ہے شکر خدا کا کہ یہ عمل موافق آیات قرآنی کے ہوا اور ازانجملہ وہ ہے کہ اللہ تعالی نے شق فرمایا اپنی اسم سے جو محمود ہے احمد اور محمد کے تئین اور تسمیہ نہین کیا گیا اس سرور سے آگے اس اسم سے کوئی شخص اور حسان بن ثابت نے اوس سرور کی مدح مین کہا ہے شعر شق لہ من اسمہ لیجلہ ٭ فذو العرش محمود وھذا محمد ٭ معنی اسکے ماقبل مذکور ہوئے اور یہ جلد ثانی مین بھی ہے وہان شاہد وہ بیتین ہین وہان بھی ترجمہ منظوم ہوا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ شعر ابو طالب کا ہے کذا ذکرہ البخاری فی تاریخہ الصغیر اور ازانجملہ وہ ہے کہ پروردگار تعالی کھلاتا تھا اور پلاتا تھا اوس سرور کو طعام اور شراب بہشت کا جیسا کہ صوم الوصال کے ذکر مین آویگا ان اللہ تعالی اور دیکھتے تھے حضرت پیچھے سے جیسا کہ دیکھتے تھے آگے سے یعنے پیچھے سے جب تک کوئی اپنا منہ پھیر کر موڑ کر نہ دیکھے کچھ نظر نہین آتا اور اوس نور الہی کو ایسا منکشف اور مشہود ہوتا تھا جس طرح نظر مبارک کے سامنے سے نظر آتا تھا اور دیکھتے تھے شب کی تاریکی مین جس طرح دیکھتے تھے دنکو اور دن کی روشنائی مین جیسا کہ حلیہ شریف مین گذرا اور ازانجملہ وہ ہے کہ جب سرور عالم پتھر پر چلتے تھے دھنس جاتے تھے پاؤن اوس جناب کے اوس مین جیسا کہ مقام ابراہیم کی درمیان متواتر ہے

اور نشان اوس جناب کے مرفقین کا یعنی کہنیو نکا مکے کے پتھر مین مشہور ہے اور نشان اوس
جناب کے نعلہ شریف کے سم کا بیچ معاویہ کی مسجد مین مدینے کے درمیان واقع ہے اور تھا
آب دہن مبارک اوس سرور کا کہ شیرین کرتا تھا کھاری پانیکے تئین اور کفایت کرتا تھا دودھ کے
بچے کے تئین جس طرح حلیہ شریف کے باب مین گذرا اور بغلین اوس سرور کی سرخ سپید تھین جنکے
درمیان بال تھے اور بدرنگ تھین اور سواد جس طرح لوگون کی ہوتی ہین اور بعضون نے
اس کے تئین خصایص سے شمار کیا ہے اور استسقا کی حدیث مین آیا ہے کہ اوٹھائے سرور
عالم نے اپنے ہاتھ دعا کے واسطے یہان تک کہ دیکھی گئی بیاض البطین کی یعنے بغلون کی
سپیدی اور بعضون نے کہا ہے کہ بیاض البطین سے لازم نہین آتا کہ بال نہون کیونکہ اونکے
اوکھاڑ ڈالنے کے بعد سپید رہتی ہے اگرچہ بالون کے آثار باقی رہین اور تحقیق آیا ہے
کہ حضرت نتف کرتے تھے شعر البطین کے تئین نتف کے معنی اوکھاڑنا اور شعر بال اور بعضی
حدیثون مین آیا ہے کہ عبداللہ بن اقوم خزاعی نے کہا کہ پڑھا مین نے نماز کے تئین
ساتھ رسول خدا کے اور نظر کرتا تھا مین اوس جناب کے عفرہ البطین کی طرف جس وقت
سجدہ کرتے تھے اور کہتے ہین کہ عفرہ اوس بیاض کو کہتے ہین جو خالص نہو خاک کے
رنگ کی طرح اور یہ دلالت رکھتا ہے اس بات پر کہ بالون کے آثار نے گردانا تھا اپنے
مکانون کے تئین عفرہ اور نہین تو اگر خالی رہتی بغل مطلق بالون کے آثار سے عفرہ
نہ رہتی ایسا کچھ کہا ہے مواہب مین اور کہا ہے کہ ہان سچ ہے جو کچھ اعتقاد کیا چاہیے
اوس جناب کے درمیان وہ ہے کہ نتھی اوس جناب کی مطہر بغل مین بوے بد بلکہ تھی
لطیف خوشبو جیسا کہ ثابت ہوا ہے صحیح کے درمیان اور پہونچتی تھی آواز اوس جناب
کی اوس جگہہ تک اور سمع اوس جناب کی جہان نہ پہونچ سکتی آواز کیسیکی اور سوتین آنکھین
اوس جناب کی اور خواب نکرتا دل اوس سرور کا روا ہ النجاری اور جو باتین اوس
جناب کے پاس کرتے سب سنتا وہ سرور اور یہی ہے بنا عدم نقض وضو کا
اوس سرور کے یعنے نہ ٹوٹنا وضو کا سوتے مین اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ حکم
یعنے عدم نقض وضو کا خواب سے شامل ہے تمام انبیا کے تئین اور اس جگہہ

انتکال کرتے ہین کہ پس کس واسطے اوس جناب نے لیلۃ التعریس کے درمیان کیون نہ پایا
طلوع آفتاب کے تئین یہان تک کہ قضا ہوئی نماز اور جواب اوسکا یہ ہے کہ پانا طلوع اور غروب
کا آنکھہ کا کام ہے اور جب آنکھین نیند مین تھین نپایا گیا طلوع آفتاب اور وجہی نہونی حکمت کی
جہت سے قضا کی شرعیت مین یعنے یہ کہ تا کہ ادا کرنا اوسکا امت پر شرعیت ہو یہ حکمت الہی تھی یا یہ
کہ دوسری کسی جہت سے ہو کہ خدا دانا تر ہے اوسپر واللہ اعلم اور انگڑائی نہین لی اوس جناب
نے ہرگز روایت کیا اسکے تئین ابی ابن شیبہ نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ایک
روایت مین لایا ہے ماتثاوب نبی قط یعنے خمیازہ نہین کیا کسی پیغمبر نے اس روایت سے
یہ کہ یہ اوس جناب کے خصایص سے نہو اور اسکے تائید کرتی ہے بخاری کی روایت
صحیح کے درمیان کہ تثاوب شیطان سے ہے اور مکھی بدن الور پر کبھی نہین بیٹھتی تھی اور
جون اوس جناب کی پوشاک مین نہین پڑتی تھی اور احتلام نہین کیا اوس سرور نے ہرگز
اور اسیطرح اونبیا رواہ الطبرانی اور آیا ہے کہ وہ بھی شیطان سے ہے یعنے احتلام اور
بعضے عالمون نے انزال کے تئین تجویز کیا ہے کہ شاید غلبہ باہ کی جہت سے ہوتا ہو نہ یہ کہ
خواب شیطانی ما بمعنی بانی اور دوسرے موضعون مین اسبات کی تحقیق کی گئی ہے اور تھا پسینا
سرور عالم کا زیادہ خوشبو مشک سے اور حلیہ شریف کے باب مین محدثین اس باب مین نقل کی گئی
ہین اور نہین پڑتا تھا سایہ اوس نور آلہی کا زمین کے اوپر کیونکہ زمین محل کثافت اور جاے
نجاست ہے اور دیکھا گیا سایہ اوس جناب کا نہ دھوپ مین نہ چاندنی مین ایسی کچھہ ہے
عبارت عالمون کی اور عجب ان غریبون سے یہ ہے کہ اونھون نے چراغ کا ذکر نہین کیا
ہے اور ایک حدیث طویل کے درمیان کہ پڑھنا اوسکا یعنے دعا کا نماز شب کے بعد آیا ہے
اور بعضے علما درمیان سنت اور فجر کے پڑھتے ہین چاہا ہے اوس سرور نے اپنے پروردگار
سے کہ تمامی اعضا اور جہات مین اوس سرور کے نور بخشی اور آخر مین اوسکے کہا ہے اوس
جناب نے واجعلنی نورا یعنے اے پروردگار اور گردان مجھے تو نور اور جب وہ سرور عین نور
ہو تو نور کو سایہ نہین ہوتا اور جب مشی فرماتے حضرت یعنے رفتار تب لمبے قد والون سے
وہ سرور زیادہ دراز قد معلوم ہوتا تھا اوسنے اور نہین بیٹھتی تھی مکھی اوس جناب کے

جامۂ مبارک پر ذکر کیا ہے اسکے تئین فخر رازی نے پس جب پوشاک نہ پھٹتی ہو تو اندام مبارک
پر بطریق اولی نہ پھٹتی ہوگی اور نہین کاٹتے تھے اور نہین چوستے تھے خون اوس سرورؐ کا مچھر
اور ایذا نہین دیتی تھی اوس جنابؐ کو جوئین ایسی کچھ ہے عبارت قوم یعنے علما کی عبارت اور مراد
اوس سے نہونا قمل کا ہے قمل کہتے ہین جوئن کو اور سچ ہے جوئن ہووے ہی گی نہین تو کاٹے
گی کہان سے اور وہ جو بعضی احادیث مین واقع ہوا ہے کہ کان یفلی ثوبہ یفلی فلی سے آیا ہے
بمعنی جوئن دیکھنا اور ثوب چادر ہے اور ہوگا مرجع مرجع عالم جو ہین اور مراد اوس سے
حقیقت نہین ہے کذا قالوا اور از جملہ خصائص اوس سرورؐ سے یہ ہے کہ منقطع ہونا کاہنو کا
مبعث کے نزدیک کاہن اوسے کہتے ہین جو غیب کی خبر بولے اور حراست آسمان کی یعنے
نگھبانی استراق سمع سے اور رمی شہب سے استراق سمع کے معنی چورا کر کان رکھنا واسطے سننے
کے اور رمی شہب کے معنی پھینکنا آگ کے شعلونکا یعنے شیاطین پر جو صعود کیا کرتے تھے
آسمان پر کہا ابن عباسؓ نے محجوب نہین کئے جاتے تھے یعنے محروم آسمان سے شیاطین
اور جاتے تھے آسمانونمین اور لایا کرتے تھے خبر وہانکی اور القا کرتے تھے کاہنون پر ایسے
کاہن جو ایک گروہ تھے جنکی روحون کو جنکی روحون سے ایک مناسبت اور ایک علاقہ تھا
روحانی ہین اور وے اس علاقہ سے حاصل کرتے تھے اونسے علوم کے تئین اور افزایش
کرتے تھے اوپر اوسکے یعنے جو کچھ اخبار وغیرہ جنون سے پاتے تھے اوسپر افزایش کرتے
تھے جھوٹ کو اپنے پاس سے جس طرح حضرات انبیا کے تئین ارواح سے ملائک کے علاقہ
تھا اور اوس مناسبت سے مورد وحی اور مصدر اخبار صادقہ کے ہوتے تھے اور جب تولد ہوا
سرورؐ عالم تب ممنون ہوئے وی یعنے شیاطین اور باز رکھے گئے عروج اور اوج سے آسمانون
کے اور کہتے ہین عیسیٰؑ کے تولد سے ممنون ہوئے آسمان سے اور ختم المرسلینؐ
کے تولد سے ممنون ہوئے تمامی آسمانون سے اور جو کوئی اون سے ارادہ کرتا ہے
کہ جاوے آسمان پر اور استراق سمع کرے رمی کیا جاتا ہے شہاب سے جو ایک شعلہ ہے
نار کا اور ہرگز خطا نہین کرتا یعنے وہی شعلہ خالی نہین جاتا بعضے کو ہلاک کرتا ہے اور بعضے
کا منہ جلا دیتا ہے اور بعضے کی عقل کو فاسد اور تباہ گردانتا ہے پس ہوتا ہے وہ غول

جو گمراہ کرتا ہے لوگون کے تئین بیابان مین یعنے راستہ بھولاتا ہے اور یہ ظاہر تھا حضرت کی بعثت کے زمانے سے آگے اور ذکر نہین کیا ہے کسینے اوس جناب کے زمانے کے آگے اور ظاہر نہین ہوا مگر ابتداے امر مین اوس جناب کے اور یہ اساس نبوت اور اوسکا بنیاد کار تھا معمر نے کہا پوچھا مین نے زہری کے تئین آیا ڈالے جاتے تھے نجوم جمع نجم ہے بمعنی ستارہ زمانہ جاہلیت مین کہا ہان لیکن تغلیظ اور تشدید کی گئی اوسکے امر کی یعنے شہاب کے ڈالنے کے وقت بعثت مین سرور عالم کے اور ابن قتیبہ نے کہا رجم تھا پیش از بعثت رجم کے معنی پتھر مارنا اور یعنی نکلنا ولیکن سرور عالمؐ کے بعثت کے بعد شدت کی گئی حراست مین یعنے نگہبانی مین اور بعضون نے کہا ہے کہ ستارہ گرتا تھا اور رمی کئے جاتے تھے شیاطین لیکن پھر عود کیا جاتا تھا اپنی جگہہ مین ذکر کیا اسکے تئین بغوی نے اور ازانجملہ وہ ہے کہ لایا گیا واسطے اوس جناب کے براق شب اسرا مین ساتھ زین اور لگام کے اور کہا ہے کہ انبیا سوار ہوئے ہین اوسپر نبگی پیٹھ اور اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا کے تئین بھی براق تھا اور روایتین بھی اوپر اس بات کے ہین لیکن یہی براق تھا جو سرور انبیا کے نزدیک لائے یا ہر ایک کا ایک براق تھا اونکی شان اور مرتبے کے اندازے پر اور قدر و مرتبے پر اور ظاہر حدیث جو معراج مین آیا ہے کہ جب براق نے تندی کی اور سرکشی کہا جبرئیل نے اے براق آہستگی کر کہ کوئی سوار نہین ہوا تجھپر مانند محمد یہ ظاہر حدیث ناظر ہے قول اول کے درمیان یعنے یہ کہ وہی براق تھا جسپر انبیا بھی سوار ہوئے تھے واللہ اعلم اور راتون رات لیگیا رسول خدا کو مسجد حرام سے مسجد اقصے کے تئین اور بلند کیا گیا اوپر محل اعلے کے اور دیکھائے گئے اوس جناب کے تئین آیات کبرے کبرے تانیث اکبر ہے اور آیات جمع آیہ بمعنی نشان اور باز رکھا گیا وہ سرور یعنی سے ماسوی کی طرف یہان تک کہ ومازاغ البصر وماطغی یعنے رغبت کی بینائی نے اور جو کچھ حد سے گذرا اور حاضر کر دالے گئے انبیا واسطے اوس سرور کے اور امامت کی حضرت نے اونکی اور ملایک کی اور مطلع کر دانا گیا اوس جناب کو اوپر بہشت اور دوزخ کے اور اوپر اوس جگہہ کے کہ علم کسی کا وہان تک نہ پہونچ سکے اور دیکھا پروردگار تعالی کے تئین آنکھ سے جیسا کہ معراج کے ذکر مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور جمع فرمایا حضرت حق نے اپنے حبیب کو

درمیان کلام کے اور رویت کے اور مشرف گردانا اوسکو اس عالم مین اپنی رویت جمال سے اور کسی فرشتے کو اور نبی کو اور ولی کو یہ فضیلت میسر نہین ہوئی اور از انجملہ وہ ہے کہ ملایک قتال کرتے تھے ساتھ رسول خدا کے اوس جگھہ جہان سیر اور مشی کیا کرتے تھے پیچھے پیچھے سرور عالم کے جیساکہ وہ سرور اصحاب کو ارشاد کرتا کہ تم میرے آگے آگے چلو اور میری پشت کو واسطے ملایک کے چھوڑو اور قتال کیا ملایک نے ساتھ اوسکے سرور کے جیساکہ غزوہ بدر اور غزوہ حنین کے درمیان اور قرآن عظیم ناطق ہے اوپر اوس بات کے اور از انجملہ وہ ہے کہ دی گئی واسطے اوسکے کتاب عزیز مراد قرآن مجید ہے اور حال وہ کہ وہ اُمی تھا کچھہ نہین پڑھا تھا اور نہین لکھا ہوا اور مشغول ہوا تھا پڑھنے لکھنے سے یعنی نہین سیکھا تھا اور نہین بیٹھا مکتب مین اور اس جگھہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امی پنا مخصوص ہے ذات شریف سے اوس سرور کی جو مظہر خاص ہے حضرت الوہیت کا اور طرف کسی سبب اور اوزار کے محتاج نہین اور از انجملہ وہ ہے کہ نگاہ رکھی گئی کتاب اوسکی تبدیل اور تحریف سے تحریف کے معنی پھیرانا کلام کا اوسکے اور بہت جہد بہت سعی کی اوسکی تبدیل اور تغیر کرنے مین ملحدون نے اور قرامطہ اور معطلہ نے راہ نہ پائی اوپر اوسکے اور قادر نہو سکے اوسکے نور کے بجھانے مین اور ایک کلمے کے تغیر اوسکی کلمات مین اور تشکیک ایک حرف کی اوسکے حروف سے نہ کر سکے ساتھ وفور خواہشون ملحدون اور یہودونکے اور نصارے اوپر تبدیل کرنے اور باطل کرنے اور فاسد کرنے اوسکے یعنے کلام اللہ کے

قال اللہ تعالی لا یاتہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید تشکیک کے معنی شک مین ڈالنا یہ کتاب عزیز مشتمل ہے اوپر اون چیزون کے جسپر مشتمل ہین تمامی کتابین مراد اون کتابون سے جو انبیا کے واسطے نازل ہوئین اور جامع ہے سلف کے قرنون کے اخبار کے اور ماضی کی امتون کے احوال کے اور شرایع اور احکام کے کیسی کتابین وغیرہم کہ نشان اور ناپیدا نہین ہے اور نہین ویسی کوئی مگر اکا دکا اخبار اہل کتاب سے جو قطع کرے اپنی عمر کے تئین اوسکی تعلیم مین ساتھ اس ایجاز کے اور اختصار کے اور تمام کلام اس کتاب عزیز کی صفات مین معجزات کے درمیان آدیگا انشاء اللہ تعالی اور آسان گردانا اللہ تعالے نے اوسکی حفظ کے تئین یعنے قرآن شریف کے جو کوئی چاہے اوسے حفظ کرے

اور سلف کی آیتین یاد نہین رکھتا تھا کوئی ایک اونسے اپنی کتاب کی تئین چہ جاے جم غفیر یعنے گروہ
کثیر یعنے سلف کی امتون سے ایک کوئی حفظ نہین کرتا تھا اپنی کتاب کو اور ہماری کتاب ہزارون
حفظ کرتے ہین ساتھ اس بات کے گذرتے تھے اونپر قرون اور سنین گذرتے تھے قرون
جمع قرن ہے اور سنین جمع سن ہے بمعنی سال اور قرآن تیسیر اور آسان ہے طفلون اور لڑکون
کے تئین تھوڑی سی مدت کے درمیان اور منزل گردانا گیا وہ سر در سبعہ احرف پر یعنے سات
حرفون پر تسہیل اور تیسیر اور تشرف اور ترحم اور تفضل کی جہت سے اور تحقیق سبعہ احرف کی
مشکاۃ کی شرح مین کی گئی ہے اور قرآن ایک معجزہ اور ایک آیت ہے ایسا کہ باقی رہنے والا
کہ معدوم نہوگا روز قیامت تک بلکہ ابد تک اور اہل بہشت اوسے بہشت مین پڑھین گے اور
اوسے ترقی اپنے درجات مین کرینگے جس طرح حدیث مین آیا ہے رتل وارق یہ دونون
صیغے امر کے ہین ارقہ اور ترتیل سے آئے ہین اور ایک آیت ہے اور معجزے انبیا کے
منقرض ہوگئے اور باقی نرہی اونسے سوا خبر کے اور پروردگار تعالیٰ آپ متکفل ہوا ہے
اوسکے حفظ اور حراست کا یعنے قرآن کے اور یہی ہے سبب اوسکے سلامت رہنے کا
تحریف اور تبدیل پانے سے اور نقصان پانے سے جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ
لحافظون یعنے تحقیق کہ ہمنے نازل کیا قرآن کے تئین اور ہمین اوسکے حافظ اور نگہبان ہین
اور توریت اور انجیل کی نگہبانی کو انبیا اور احبار پر چھوڑا لاجرم راہ پائی اوپر اوسکے تحریف
اور تبدیل نے اور توفیق دینا اصحاب کے تئین مصحف کی جمع کرنے مین اوسکے اسبات سے
تھا یعنے جب چاہا پروردگار نے کہ محفوظ رکھے بھجوایا اصحاب کے تئین پس کہا نجاوے کہ
جو خدا آپ حافظ تھا احتیاج اوسکے جمع کرنے مین صحایف کے درمیان کیا تھی اور
بعضے شافعیون نے کہا ہے کہ اس جگہ دلیل قوی ہے اوپر ہونے بسم اللہ کے جزو
ہر سورت کا اوسکے اس بات کی جہت سے قرآن کے درمیان اور نہین تو لازم آوے زیادت
پس گمان نقصان کا بھی ہووے اور جواب اوسکا وہ ہے کہ لکھنا بسم اللہ کا ہر سورے
کے اوپر اجماع اصحاب سے ہے اور بسم اللہ نازل کی گئی ہے واسطے فصل کے یعنے جدا
کرنے کے واسطے درمیان دو سورون کے جس طرح بعضے متاخرین نے لکھنا نام کا

سورونکا اور عدد آیتون کے بھی تجویز کیئے اور یہ داخل تغیر نہین ہے جو موجب شبہ ہو اور گردننا
قرآن کا معجز مباین کلام ناس کا بھی واسطے اوسکے حفظ کے ہے تا کہ اگر کچھ زیادہ او نقصان
کرین متغیر ہو نظم اوسکا اور سب جانین کہ یہ کلام اور یہ کلمہ قرآن سے نہین ہے اور بھجوانا آدمیونکا
اوسکے یاد کرنے پر اور مداومت اوپر اوسکے تا کہ ہمیشہ جس جماعت کو کہ اوپر اسکے مقرر رکھا
کہ یاد کرتے ہین اور پڑھتے ہین بھی اسباب حفظ سے ہے تا کہ اگر کوئی شیخ مہیب عظیم ایک حرف
یا ایک نقطہ تغیر دیوے اطفال اور صبیان تمام اوسکی خطا پکڑین اور اوسے بد کہین یہ تمام اسباب
حفظ الہی سے ہے واسطے قرآن کے اور حق تعالے نے مخصوص گردانا حضرت کو سورۂ
فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے اون گنجون سے جو تحت عرش ہین نہین عطا فرمایا
پیغمبرون سے کیسکو مانند اوسکے اور از انجملہ وہ ہے کہ دی گئین حضرت کو کنجیان خزانون
کی اور سونپی گئین اوس سرور کو اور ظاہر اوسکا وہ ہے کہ خزانے فارس کے بادشاہون
کے اور روم کے تمام اصحاب کے ہاتھ لگے اور باطن اوسکا یہ کہ مراد خزانے اجناس
عالم ہین کہ رزق سب کا اللہ تعالے نے کف اقتدار مین اوس جناب کے سونپا اور قوت
ظاہر اور باطن کی پرورش کی اوسی سرور کو دی جس طرح غیب کی کنجیان دست علم
آلہی مین ہین اور کوئی نہین جانتا اوسے مگر آپ ہی کنجیان رزق کے خزانون کی اور تقسیم
کرنا اوسکا اس سید کریم کے ہاتھ مین رکھا فرمانا اوس سرور کا انما انا قاسم واللہ المعطی ہو
یعنے مین روزی بانٹنے والا ہون اور عطا کرنے والا روزی کا خدا ہے اور از انجملہ
یہ ہے کہ وہ جناب مبعوث یعنے برانگیختہ ہے اور بھجوایا ہوا طرف تمام آدمی زادون کے
اور وہ سرور رسول ثقلین ہے یعنے جن اور انس کا مبعوث ہے طرف جن اور انسان
کے اور اس جگہ یعنے اس بات مین کچھ اختلاف نہین اور بعضون نے طرف ملایک
کے بھی کہا ہے یعنے یہ کہ حضرت طرف ملایک کے مبعوث ہین اور بعضون نے طرف
تمام اجزاے عالم کے کہا ہے یہ حصر ہے یعنے جو کچھ جہان مین موجود ہے نباتات
جمادات وغیرہ ان سب کی طرف وہ جناب مبعوث ہے اور اسی واسطے شہادت دیتے
تھے اشجار اور احجار اوس سرور کی رسالت پر اور سلام کرتے تھے اوس

سرورؐ کو اور شاید کہ مراد اس جگہہ پہونچانا اوس جنابؐ کے وجود با جود کا اور فیض اور کامل کرنا اوسکا ہوگی و قد مر الکلام فیہ سابقا یعنے اور تحقیق گذرا کلام درمیان اوسکے اول یعنے اس بات مین جو اوپر گذرا کہ حضرتؐ مبعوث ہین طرف تمام جن اور انس اور ملایک کے بھی اور اسبات مین کہ خاص ہے بعثت ہمارے پیغمبرؐ کیطرف تمام انسانون کی اشکال لاتے ہین نوحؑ کرکے یعنے یہ کہ نوحؑ پیغمبرؑ کی بعثت مختص تھی طرف کافۂ ناس کے کیونکہ طوفان کے بعد باقی نرہی مگر وہ جماعت جو ایمان لائی تھی نوحؑ سے پس کافۂ خلق وہی ہونگے جواب کہا ہے شیخ ابن حجرؒ نے اس اشکال کا کہ یہ عموم رسالت نوحؑ کا بعثت مین نتھا بلکہ اتفاق پڑا اوس حادثہ کا جو واقع ہوا جس مین منحصر ہوئی خلق اس جماعت مین یعنے وہی جماعت جو کشتی پہ نوحؑ کے ساتھ سوار تھی لیکن عموم رسالت ہمارے پیغمبرؐ کا اصل بعثت مین اور اوسکی ابتدا مین تھا کہا مولف نے کہ مقصود اس سے کہ عموم بعثت حضرت رسولؐ کا طرف کافۂ خلایق کے ہے شامل ہونا اوس جنابؐ کا ہے اہل عالم کے تئین شرق سے غرب اور عرب و عجم جیسا کہ جابرؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ ہر پیغمبر مبعوث ہوتا تھا طرف اپنی خاص قوم کے اور مین مبعوث ہوا ہون طرف ہر اسود کے اور ہر احمر کے مراد احمر سے اہل عجم ہین اور ہر اسود عرب کیونکہ اکثر اونکے رنگون پر سیاہی اور سبزی ہے قرآن مجید مین سب جگہہ ارسلنا نوحا الی قومه واقع ہوا ہے یعنے حضرت حق فرماتا ہے بھجوایا ہمنے نوحؑ کو اوسکی قوم کی طرف یہ نہین کہ سب قومون کی طرف انسان کی اور ہمارے پیغمبرؐ کی شان مین کافة للناس آیا ہے ولیکن جماعت قلیل کو کافۂ ناس نہ کہہ سکیے اگرچہ ایک حادثے کے پڑنے سے سوا اون کے کوئی باقی نرہا ہو گویا مرجع اور مآل شیخ کے کلام کا یہی ہے اور اگر کہا جاوے یعنے جواب دیا جاوے کہ نوحؑ نے دعا کی تمام اہل زمین یعنے جہان مین جتنے لوگ ہین سب پر اور ہلاک ہوئی تمام اونکے کوسنے سے سوا اہل کشتی کے اگر نوحؑ تمام لوگون کی طرف مبعوث نہوتے تو کس طرح ہلاک کئے گئے قال اللہ تعالے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور تحقیق آیا ہے حدیث شفاعت مین کہ حضرت رسولؐ اول رسل ہین رسل جمع رسول کی ہے جواب کہا اس اشکال کا

بعضون نے یعنے نوح مبعوث تھے تمام خلایق کی طرف اگر ہوتے تو اونکی دعا سے سب کی
طرح ڈوبتے اسکا جواب یہ کہ ہوسکتا ہے کہ دعوت نوح کی توحید کر کے پہونچی ہو تمام لوگون
کے تئین اونکی مدت بقا کی طول کے جہت سے عالم مین اور تمادی کی اونھون نے یعنی ملتھی
ہوئے اوپر شرک کے اور مستحق عذاب ہوئے شیخ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ توحید
عام ہو بعضی انبیا کے درمیان اور لازم کرنا شریعت کے فروعونکا عام نہو کیونکہ بعضون نے قتال کیا
غیر قوم کے تئین اوپر شرک کے جیسا کہ سلیمان نے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اثنائے
مدت نوح کے درمیان سوا نوح کے بھی کوئی اور پیغمبر مبعوث ہوا ہو اور نوح نے جانا کہ
وے ایمان نہ لائے طرف اپنے پس دعا کی اوپر ہر ایک اونکے جو ایمان نہ لائے کیا قوم اپنی
کے کیا غیر قوم کے اور یہ جواب حسن ہے اگر ثابت ہوا رسال پانا دوسرے پیغمبر کا نوح کے
زمانے مین اور منقول نہین ہوا اور صرف گمان کرنا کافی نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
معنی ہمارے حضرت کی خصوصیت کی باقی رہنا اوس جناب کی شریعت کا ہے قیامت تک یعنی
مبعوث ہے وہ سرور کافہ ناس کی طرف اور قیامت تک یون ہی رہیگا اور نوح اور عنیہم
اونکے اسباط کے مقام مین ہین کہ مبعوث ہو دوسرا پیغمبر اون کے زمانے مین اور بعد اونکے
اور منسوخ ہو بعض شریعت اوسکی کذا قیل یعنے جس طرح کہا گیا اعنی جیسا کہ عالمون نے کہا ہے
لیکن پوشیدہ نہ ہے کہ یہ بات راجع ہے طرف نہ منسوخ ہونے شریعت غرا اوس جناب کی
اور یہ دوسرا خصیصہ ہے کہ وہ سرور خاتم انبیا ہے اور مقصود اس جگہہ عام ہونا اوس
جناب کی رسالت کا اور شمول اوسکا کافہ ناس کی فتدبر یعنے پس اندیشہ کن معنی سوچ کر کی
بوجھہ اور یہ اہل علم و فضل کا قاعدہ ہے کہ جہان کہین دقیق مطلب لاتے ہین وہان تدبر
اور تامل وغیرہ کر کے جتا دیتے ہین اور کہنا بعض یہود کا کہ محمد مبعوث ہے خاص
طرف عرب کے یہ فاسد ہے اور تناقص ہے کیونکہ جس وقت اونھون نے قبول کیا
اوسکی رسالت کو تو صادق رکھا اوسکو کیونکہ رسول کاذب ہرگز نہین ہوتا اور اوسنے خود دعوے
کیا کہ مین مبعوث ہون کافہ ناس کیطرف پس چاہیئے کہ صادق ہی ہو مرجع اس کلام کا
اوپر اس بات کے ہے کہ خبر واحد مقابل مین نص کے مقبول نہین ہے فافہم

اور مولف مخدومی پناہ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ مرجع اسکا یعنے اسبات کا کہ جس وقت یہود نے
قبول کیا اوس جناب کی رسالت کو صادق رکھا اوسکو کیونکہ رسول کاذب نہین ہوتا اسبات کا
جانے رجوع اوپر اس بات کے ہے کہ یہود کا یہ صرف ایک خبر دینا نص کے مقابل جو آیات
بینات ہین اور معجزات رسول کے قبول نہین کیا جاتا اور نا منظور ہے فافہم سے اشارہ بھی طرف
اسی بات کے ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ نصرت دئے گئے حضرت رسولؐ رعب اور ڈر کرکے
مسافت مین ایک مہینے کی یعنے ایک مہینے کی راہ تک اوس جناب کا رعب اور ہیبت
اعداے دین پر غالب تھی اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ اوس جناب کے شہر مین اور اعدا کے شہرون
کے درمیان مسافت ایک مہینے سے زیادہ نتھی اور یہ خصوصیت حاصل ہے حضرتؐ کو علی الاطلاق
یہان تک کہ اگر وہ سرورؐ اکیلا ہو بدون لشکر کے بھی یہ رعب حاصل ہے اور شاید کہ یہ خصوصیت
منسوب ہے تمام پیغمبرون سے اور اگر بعضے ملوک اور سلاطین کو ہو وہ اور ہے اور حقیقت معنی
یہ ہے کہ فتح اور نصرت بالفعل اوس جناب کو رعب سے حاصل ہوتی تھی جیسا کہ جنگ اور قتال
کے بعد حاصل ہوتی ہے ولیکن وہ جو دلون مین لوگون کے رعب اور ترس اور ملاحظہ اور
اندیشہ ہو عام ہے انبیا کے درمیان اور ملوک و سلاطین کے درمیان بھی شاید ہو فافہم
وباللہ التوفیق اور از انجملہ یہ ہے کہ اوس جناب کی تائید اور تقویت کی لڑائیون کے درمیان
ملایک کی فوجون سے اور یہ مرتبہ پیغمبرون سے کسی پیغمبر کو نتھا یہ کیفیت غزوون کے بیان مین
خصوصًا بدر کے غزوے مین معلوم ہوگا انشا اللہ تعالے اور از انجملہ یہ ہے کہ حلال گردانی
گئین غنیمتین واسطے اوس سرورؐ کے اور اوسکی امت کے لئے اور حلال گردانی نہین گئی
غنیمت واسطے کسی کے آگے اوس سرورؐ کے بعضون کو آپ اذن نتھا تاکہ مغانم ہون یعنے
غنیمت کرنے والے اور بعضون کو جو اذن جہاد مین تھا کھانا اوسکا حلال نتھا یعنے غنیمت کا
مال جمع کرتے تھے ایک جگہہ اوسے اور ایک آگ آسمان سے پیدا ہوتی تھی اور جلا کر بھسم کرتی
تھی اوسے اور یہ علامت قبولیت کی تھی درمیان اونکے اور حلال گردانی گئی واسطے اس امت
کے جو مرحومہ ہے یعنے بخشی گئی اور یہ فضل اور کشایش اور کرامت ہے اور آسانی واسطے اس
امت کے اور از انجملہ یہ ہے گردانی گئی واسطے اوس سرورؐ کے اور اوسکی امت کے واسطے

تمام روے زمین جگہہ سجدے کی کہ جایز ہے نماز درمیان اوسکے جہان چاہے وہان پڑھے او مخصوص
نہین سجدہ کرنا کسی ایکی موضع مین اوسکے اور ازانجملہ یہ ہے کہ گردانی گئی زمین طہور کہ مراد اوس
سے تیمم ہے اور دوسری شریعتون مین طہارت کرنا سوا پانی کے درست نتھا اور اسیطرح جایز نتھا
دوسری امتون کو نماز کرنا سوا اون مکانون کے جو مخصوص تھے جو کنشت اور کلیسا اونکا تھا
اس جگہہ سوال کی جگہہ رہجاتی ہے کہ اگر اونکو سوا اپنے کنشت کے دوسری کسی جگہہ نماز کرنا درست
نتھا او سفرون مین جو وی صحرا اور بیابانون مین پھرتے تھے اور اپنے کلیسا سے دور پڑتے تھے
تو پھر وی کیا کام کرتے تھے نماز نہ پڑھتے تھے یا کچھہ دوسری چیز بنا لیتے تھے کپڑے سے
مانند اوس کلیسا وغیرہ کی مثلا کوئی نص اس باب مین عالمون سے مین نہین پایا سوا اسکے ہے
کہ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ عیسی ہمیشہ سیاحت کرتے تھے زمین پر اور پڑھتے تھے نماز جس
جگہہ وقت اوسکا آپہونچتا تھا اور نقل کیا یعنے صاحب مواہب نے اسی داودی سے اور ابن التین
سے اور فتح الباری مین ابن عباس سے جابرؓ کی حدیث کی مانند لایا ہے کہ نماز نہین پڑھتا تھا
کوئی ایک انبیا سے یہان تک کہ پہونچتا تھا اپنی محراب کے تیئن اور ان دونون نقلون مین اسکا
ذکر نہین ہے اور بالجملہ کلام اس جگہہ خالی اشکال اور اختلال سے نہین ہے واللہ اعلم اور بعضون
نے کہا ہے مراد اختصاص کی گردانتا تمام زمین کا مسجد اور طہور ہے اور دوسرون کو یہ دونون
بھی نتھی نہ مسجد نہ طہور اور یہ سخن خلاف مشہور ہے درمیان عالمون کے یعنے جو عالمون مین
مشہور ہے یہ بات اوسکے برخلاف ہے اور اسیطرح جو کچھہ بعضون نے کہا ہے کہ مراد وہ ہے کہ
جایز نتھا اونکے تیئن نماز کرنا مگر اوس جگہہ کے درمیان جسے یقین سے جانتے کہ طاہر ہے اور اوس
امت کو جایز ہے پڑھنا اوس جگہہ مین جسکی نجاست کو یقین نہ رکھین نظر کرتے ظاہر حال کی واللہ اعلم
اور ازانجملہ یہ ہے کہ معجزے اوس جنابؐ کے اکثر اور وافر ہین تمام انبیا کے معجزون سے کہ
یہی قرآن مجید کہ سراپا معجزہ ہی ہے اور کمتر جس سے ظاہر ہوا اعجاز چھوٹا سا سب سورون سے
ایک سورہ ہے کلام اللہ سے جو انا اعطیناک الکوثر ہے یا اور کوئی آیت جو مقدار اوسکی ہو
پس دیکھا چاہیئے کہ کس حد کو کثرت معانی سے پہونچتا ہے اور اوسکا ایک بیان شافی ہے جو
معجزون کے آخر باب مین مذکور ہوگا اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہ سردار خاتم الانبیا ہے اور

خاتم المرسلین اور اوسکے بعد کوئی پیغمبر نہوگا قرآن مجید اسبات پر گویا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ
قصہ میرا اور داستان ہمارے مانند اوس مرد کی داستان کے ہے جس نے بنایا ایک گھر اور اتمام کو
پہونچایا مگر جگہہ ایک اینٹ کی اوس گھر کے کونون سے ایک کونے مین خالی رہی پس لوگ طواف
کرتے تھے اوس گھر کے تئین اور تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس واسطے رکھی نہین گئی یہان
اینٹ پس مین وہی خشت ہون اور مین خاتم الانبیا ہون اور جب عمارت بن چکی احتیاج نرہی اور بعثت
لاتمم مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال اوس جناب کے خاتم انبیا ہونے کیطرف ہے یعنے
مبعوث ہوا مین تاکہ اتمام کو پہونچاؤن مکارم اخلاق کو اور محاسن افعال کے تئین اور شرع مؤید
اسبات کی ہے قیامت کے دن تک اور ناسخ ہے شرع اور اس سرور کی انبیا اور مرسلین کی شرایع
کی اور امت اوس سرور کی بہترین امم ہے اور بیشتر ہے تمام انبیا کی امتون سے اور اگر پاتے
اوس جناب کو یعنے انبیا تو اتباع کرتے اوسکی اور تحقیق اسکی فضایل کے باب مین گذری
اس آیت کی تفسیر مین کہ اذ اخذنا من النبین میثاقہم یعنے جس وقت لیے ہمنے عہد ومیثاق
نبیون سے الخ اور ازانجملہ یہ ہے کہ شریعت اوس سرور کی ناسخ ہے تمام شریعتون کی اور
خاتم ہونا اوس جناب کا مستلزم ناسخیت نہین بلکہ یہ ایک خصیصہ جدا ہے یعنے خاتم ہونے
کو لازم نہین کہ ناسخ ہو اور وہ سرور جو ناسخ ہے یہ اور خصیصہ ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ بھیجا
خدا تعالی نے اوسکو رحمۃ للعالمین اور مراد رحمت سے اگر ہدایت رکھین تو مقصود اس سے ارسال
یا طرف تمامی خلایق کے ہے اگرچہ تمام نے قبول ہدایت نہ کی ہو اور شک اور ریب کی تاریکی
مین رہے ہون اور اگر زیادہ عام رکھین مراد شامل ہونا وجود کے فیض کا ہے تمام کائنات کے
تئین اوس جناب کے وجود شریف کے واسطے ہے اور بیان اسکا باب سوم کے اوایل مین گذرا
اور ازانجملہ یہ ہے حق تعالی نے ندا کی تمام انبیاؤن کے نامون سے جیساکہ فرمایا یا نوح یا ابراہیم
یا موسی یا داؤد یا ذکریا یا عیسی یا یحیے اور خطاب نہین کیا اوس سرور کے تئین مگر
یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر اور ندا کرنی یہ دو اسم اخیر کرکے وہ رحم
اور محبت ہے کہ چھپا نہین ہے اور محبت کی اہل زبان اوسے سمجھتے ہین اور ازانجملہ یہ ہے کہ
حرام گردانا گیا امت پر ندا کرنا یعنے پکارنا اوس سرور کا نام لیکے جیساکہ پکارین کہ یا محمد

جس طرح اپنے ہمسرون کے درمیان یکدگر پکارتے ہین قال اللہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم
کدعاء بعضکم بعضا یعنے مت گردانو تم پکارنا رسول خدا کا درمیان اپنے جس طرح پکارنا تمھارے
بعض کا بعض کے تیئن نام کرکے اور آواز بلند مت کرو اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ ساتھ توقیر اور
تواضع کے دبی آواز سے اور تفسیر مین آیا ہے کہ ثابت بن قیس کے کان بھاری تھے اور جہیر الصوت
تھا اور جب نازل ہوا یہ آیہ اپنے گھر بیٹھا اور مجلس شریف مین نہین آتا تھا ایک روز حضرت ؐ
نے پوچھا کیا ہوا ثابت کے تیئن جو ہمارے پاس نہین آتا نہیں یاد فرمایا اوسے اور دلجوئی
کی اوسکی اور نہ آنیکا سبب پوچھا اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ نازل ہوا آپ پر
یہ آیہ اور مین جہر الصوت ہون ڈرتا ہون کہ آواز بلند کرون اور حبط کیئے جاوین یعنے باطل
عمل میرے فرمایا حضرت ؐ نے تو اون لوگون سے نہین ہے کہ تیرے عمل باطل ہون
اور راضی ہوئے حضرت ؐ اوس سے اور فرمایا زندگانی کرے گا تو ساتھ خیر کے
اور مریگا ساتھ خیر کے اور بشارت دی اوس سرور ؐ نے اوسے جنت کی اور شہید ہوا
وہ یمامہ کی جنگ کے روز راضی ہو خدا اوس سے اور ذکر اس قصے کا آخر کتاب مین
خطیبون کے ذکر مین آویگا اگر چاہے خدا عزوجل اور اسی طرح حرام تھا آواز کرنا
اوس جناب ؐ کو حجرون کے باہر سے اور حسن ادب اوس بات مین ہے کہ اون کی ڈیوڑھی پر
بیٹھین یہانتک کہ حضرت رسول ؐ آپ برآمد ہون اور شرف بخشین اونکو اور اپنے
محل مین کلام ادب کی رعایت کرنے مین زیادہ اوپر اسکے آویگا اور ازانجملہ وہ ہے
کہ قسم یاد کی حضرت حق نے اوس سرور ؐ کے حیات کی اور اوسکے بلد کی اور عصر کی جیسا
کہ گذرا اور ازانجملہ یہ ہے کہ کلام کیا گیا اوس سرور ؐ سے تمام اقسام وحی کرکے یعنی
جتنی قسم وحی ہین ہر ایک قسم سے اور تحقیق اسکی مبعث کے باب مین آویگی اگر چاہے
خدا اور ازانجملہ یہ ہے کہ نازل ہوئے اون کے پاس حضرت اسرافیل اور اوس سرور ؐ
سے آگے کسی پیغمبر پر نازل نہین ہوئے طبرانی ابن عمرؓ کی حدیث مین لایا ہے کہ کہا
سنا مین نے اوس جناب ؐ سے کے تیئن کہ فرمایا کہ اوترا آسمان سے اسرافیل میرے
نزدیک اور نہین اوترا کسی پیغمبر پاس اور نہ کسی دوسرے کے پاس نزول کریگا اور کہا اسرافیل نے

یا رسول اللہ مین فرستادہ تمھارے پاس خدا کا ہون اور تمکو خدا نے امر کیا ہے کہ مین مختار گردانون تمکو اگر چاہو تو تم پیغمبر رہو اور عبد اور اگر چاہو پیغمبر رہو اور بادشاہ پس نگاہ کی مین نے طرف جبرئیل کے یعنے بطریق مشورت کہ یہ کیا کہتا ہے اور تو کیا کہے پس ایما کی جبرئیل نے طرف میرے کہ تواضع کرو اور عبد رہو فرمایا حضرت رسول نے کہ اگر مین اختیار کرتا پیغمبر اور بادشاہ رہون تو چلتے ساتھ میرے سونیکے پہاڑ کذا فی المواہب اللدنیہ اور یہ نہین کہ اسرافیل ایک بار دو بار آئے پاس اوس جناب کے بلکہ ملازمان درگاہ نبوت سے تھے صاحب سفر السعادہ لکھتا ہے کہ جب سال مبارک اوس جناب کا سات کو پہونچا اوس جناب کے جد عبد المطلب نے وفات پائی چچا اوس سرور کا ابو طالب شرف کفالت اور تربیت سے اوس جناب کے مشرف ہوا تب حضرت حق جل وعلا نے اسرافیل کے تئین فرمان دیا کہ اوس سرور کی ملازمت مین قیام کرے پس اسرافیل ہمیشہ نزدیک اوس سرور کے تھے یہان تک کہ سال یازدہم اتمام کو پہونچا اوس وقت جبرئیل کو فرمان ہوا کہ ملازمت اوس سرور کی کرو اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہ سرور بہتر ہین اولاد آدم ہی روایت کی ہے مسلم نے ابی ہریرہ رضہ کی حدیث سے کہ حضرت نے فرمایا کہ انا سید اولاد آدم یوم القیمہ اور جب قیامت کے دن وہ سرور سب سی بہتر اور سردار ہوا ہو تو دنیا مین بطریق اولی ہوگا کیونکہ سرداری اور عزت اور کرامت کی اثر کا اوس جگہہ ظہور ہوگا کہ کسیکو جس جگہہ دم مارنیکی جگہہ نہوگی اوسی سرور کو جیسا کہ آیہ مالک یوم الدین کے درمیان مانند اسی نکتی کو مفسرون نے کہا ہے اور ترمذی کے نزدیک ابی سعید خدری کی حدیث سی آیا ہی کہ فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیمہ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر یعنے جون سی حمد وہ سرور حضرت حق کی کرے کسی سے نہو سکے کیونکہ جو عرفان کہ حق تعالے کا وہ سرور رکھتا ہے کوئی نہین رکھتا اور جون سی نعمتین کہ طرف اوس سرور کے واصل ہین کسیکو نہین اور ہو سکتا ہے کہ حمد کی معنی محمود دینا ہو یعنے جیسا کہ وہ سرور قیامت کے روز ممدوح اور محمود ہوگا کوئی نہوگا اور روز کے اوسکا ہے اور نشان شان اوسکی ہے یہ جو فرمایا اوس جناب کا کہ ولا فخر اشارت ہے طرف اسبات کہ یہ خصلت جو مین نے پائی یہ فضل اور کرامت ہے خدا کی طرف سے اور نہین پایا مین نے اوسے اپنے آگے سے اور نہین پہونچا مین اوس فضل وکرامت کو اپنی قوت سی جو فخر کرون مین اوس سے

کذا قالوا یعنی جیسا کہ کہا ہے عالموں نے اور ہو سکتا ہے کہ مراد طرف اسبات کی ہو کہ مجھے اس سیادت سے کہ نسبت اولاد آدم سے حاصل ہے کچھ فخر نہیں ہے فخر میرا اوس نسبت سے ہے جو حضرت حق سے رکھتا ہوں میں ایسا کہ بعضے گروہ نے تفصیل دینے میں اوس جناب کی ولایت کے اوپر نبوت کے کہتے ہیں اور بعض ارباب معانی یعنے اہل باطن کہتے ہیں کہ فخر میرا حقیقت میں فنا اور نیستی کرنے کو حق تعالے کی احدیت میں سب ہے نہ ان چیزوں سے جو آثار وجود سے ہیں اور احاطہ کون کے تحت میں ہیں جیسا کہ مشہور ہے کہ الفقر فخری واللہ اعلم اور جس طرح وہ سرور سید اولاد آدم ہے اسیطرح سردار ہے تمامی خلایق کا اور اکرم اونکا ہے نزدیک خدا کے تمام انبیا اور مرسلین سے یعنے گرامی تر اور ملایک مقربین سے جو آسمان اور زمین میں حاضر ہیں اور از انجملہ یہ ہے کہ بخشا گیا اوس جناب کا ماتقدم من ذنبہ وما تاخر یعنے اول سے آخر تک شیخ عز الدین عبد السلام نے کہا ہے کہ یہ اوس جناب کے خصایص سے ہے کہ خبر دی گئی اوس جناب کو دنیا میں مغفرت کرنے کی اور نقل نہیں کی گئی یہ بات یعنے اسبات کو کوئی نہیں کہتا کہ خبر دی اللہ تعالی نے کسی نبی کو مانند اس خبر کے یہاں تک کہ قیامت کے دن نفسی نفسی پکارینگے انتہی یعنے اگرچہ انبیا سبھی مغفور ہیں اور تعذیب انبیا کی جایز نہیں لیکن آشکارا خبر نہیں دی گئی کسی ایک کے تیئں انبیا سے اس فضیلت کی اور خبر دیا نہیں گیا اوپر مغفرت کے اور تصریح اوپر اوسکے یعنے روشن اور آشکارا اوپر اوس مغفرت کے مخصوص جناب نبوی کر کے ہے کہ اپنے غم اور اندیشے سے بے فکر ہو کر خاطر جمعی سے امت کی حال پر متوجہ ہیں اور شفاعت سے گنہگاروں کی بخشانے میں اور رفع درجات میں اونکے کوشش کرتے ہیں صلوات خدا کی نازل ہووے اوپر اوسکے اور سلام اور کلام اس آیت میں یعنے ماتقدم من ذنبہ الخ سابق مذکور ہو چکا ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ مسلمان ہوا قرین اوس سرور کا یعنے پاس کا موکل اور بیان اسبات کا یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں تم میں سے کوئی ایک مگر یہ کہ موکل گردانا گیا ہے نزدیک اوسکے ہمقرین اوسکا جن اور ہمقرین اوسکا ملک عرض ہوئی کہ یا رسول اللہ آپ کو بھی یہ حال ہے فرمایا ہاں ہے لیکن اعانت کی اور مدد کی مجھے میرے پروردگار نے اوپر اوسکے پس وہ اسلام لایا پس امر نہیں کرتا ہے مجھے مگر طرف نیکی کے اور مراد اسلام لانے سے تابعداری اور اطاعت کرنا اوسکا

اور نکرنا تصرف اوسکا ہے اوس جناب مین اور اکثر اسبات پر ہین کہ مراد اس سہو سے یعنے انقیاد وغیرہ
سے حقیقت اسلام ہے اور یہ اوس جناب کے خصوصیات سے غریب اور نادر نہین ہے اور از انجملہ یہہ
کہ جایز نہین اوس جناب پر خطا ذکر کیا ہے اسکے تئین باوردی نے اور حجازی نے مختصر روضہ کے
درمیان اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ نسیان بھی جایز نہین یعنے چوک حکایت کیا ہے اس قول
کے تئین نووی نے شرح مسلم کے درمیان ایسا کچھ ذکر کیا ہے صاحب مواہب لدنیہ نے بدون
تفصیل کے اور ذکر اختلاف کا او تفصیل کا وہ ہے کہ اجماع کیا ہے نسیان کے جایز ہونے پر
اون قولون مین اور خبرونمین جو متعلق ہین تبلیغ شرایع سے اور وحی سے اور خبرون کے درمیان
بعضے لوگون نے خلاف کیا ہے یعنے تبلیغ شرایع وغیرہ مین نسیان اوپر اوس سرور کے جایز نہین
مگر اخبار مین اوس سرور کے بعضے لوگون نے خلاف کیا ہے اور تجویز کیا ہے نسیان کے
تئین اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ جو لنسا خبر کہ دینا برخلاف واقع ہو سو کذب ہے اور واجب
ہے پاکی اوس جناب کی ساحت عزت اور جلال کے کذب اور منقصت سے اور معلوم ہے
یقین کرکے عادت اصحاب رضہ کے جرأت کرتے ہین اوس جناب کے اقوال کی تصدیق کرنے
پر اور ثقہ جانتے ہین تمام اخبار کو اوس سرور کی ہر باب مین اور ہر بات مین جو ہوا اور ہر چیز مین
جو تھی اور مذہب جمہور علما کا یہی ہے لیکن نسیان افعال مین جایز ہے اور واقع ہونا اوسکا
یعنے نسیان کا نماز مین صحت کو پہونچا ہے پس چارہ نہین ہے قایل سے ہونا اوسکا ساتھہ
شامل ہونے اسکے حکمت تشریع کے تئین اور پانا امت کا سعادت کے اقتدا کے تئین
یعنے حکمت تشریع کا مقدور پانا جس سے سعادت ہے اور باقی رکھنا حصہ بشریت اور احکام
جبلیت کا درمیان اوس ذات مقدس کے ساتھہ بوجہ اوٹھانے شہود خاص کے حصول کا
اور مستغرق رہنا اوس مین یعنے شہود الٰہی مین جو موجب نسیان ہے اس عالم کا اور ماسوائے
حق کا ہوتی ہو یعنے شاید ایسی صورتون مین جو اوپر گذرین کہ ساتھہ احتمال شہود خاص کے
حاصل ہونیکے جو موجب نسیان ماسوی اللہ ہے چوک ہوتی ہو اور کام اعضا کے اور
حرکتین جوارح کی اس عالم سے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ولیکن خطا کرنا اگر مراد خطا سے خطا
فی الاجتہاد ہے بعضے موضعون مین واقع ہوا ہی جیسا کہ بدر کی اسیرونکا فدیہ لینے مین کما قالوا یعنے

جیسا کہ کہا ہے عالمون نے لیکن اوس جناب کو مقرر نہین رکھتے تھے اوسپر یعنے خطا پر بلکہ آگاہ کرتے
تھے اوپر اوسکے اور اسی طرح نسیان مین بھی و لیکن شک اوس رسول بیشک سے کبھی واقع نہین
ہوئی جیسا کہ وہ سرور م تردد مین پڑے کہ مین نے دو رکعت نماز پڑھی یا تین رکعت اور فرمایا ہے
اوس سرور م نے کہ شک شیطان سے ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے سوال کیا جاتا ہے
اوس سے اوس سرور کا کہ تو کیا کہتا تھا اس مرد کے حق مین جو درمیان تمھارے مبعوث ہوا آخر
حدیث تک کذا قالوا اور اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اور نبیون کی امتین پوچھی نہین
جاتی تھین قبر مین اونکی پیغمبرون کی یعنے اونکے پیغمبرون کے احوال اعتقاد سے اور یہ [illegible]
واقع ہوتی ہے استیناس اونس سے اور معنی خو پکڑنا کسی چیز پر اس کلام سے یعنے جو
جو مذکور ہوا کہ میت مسئول ہوتا ہے اس سے اوپر اوس قول کے کہ بعضے عالمون نے
کہا ہے کہ سوال قبر کا محمد م کی امت کے خصایص سے ہے کہ عالم برزخ مین اونکی تمحیص اور تطہیر
گناہون سے کرکے عالم آخرت مین بھیجاتے ہین کذا قالوا واللہ اعلم تمحیص کے معنی آزمانا
اور کم کرنا اور پاک کرنا برزخ کے معنی حائل اور واقع درمیان دو چیز کے اور موت کے زمانے
سے قیامت کے زمانے تک اور از انجملہ یہ ہے کہ جایز ہے قسم کھائی جاوے اوپر خدا
حضرت م کے نہ اوسکے غیر کے ملایک سے اور انبیا وغیرہم سے کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام
نے کہا ہے کہ یہ چاہیے کہ مقصود اوپر اوس جناب م کے اور مخصوص اوس سرور م کے ہو
کہ کوئی اوس سرور م کے درجے مین نہین ہے کذا ذکر فی المواہب اللدنیہ اور از انجملہ
یہ ہے کہ حرام گردانی گئین اوس جناب م کی ازواج مطہرات بعد وفات اوس سرور م
کے قال اللہ تعالی وازواجہ امہاتہم یعنے ازواج رسول خدا م اونکی امت کی مائین ہین
یعنے حرمت مین امہات کا حکم رکھتی ہین رسول خدا م کی تعظیم اور مکرمت کی جہت سے اور اس
جہت سے کہ وی ازواج تھی اوس سرور کی بہشت مین [illegible] اور فرمایا اللہ تعالی نے
لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنے نہین جایز واسطے تمھارے یہ کہ ایذا
دو تم رسول خدا م کو اور [illegible] ازواج سے [illegible] بعد اوسکے کبھی [illegible]
روضۃ الاحباب مین مذکور ہے [illegible]

سے جاوینگے مین عائشہ رض کو خواستگاری کرونگا پس نازل ہوا یہ آیہ اور بعضی کتابون مین ہے کہ
یزید بدبخت نے طمع کی عائشہ صدیقہ رض کی درمیان پس پڑھی گئی یہ آیت اوپر اوسکے اور ممنوع ہوا
اوس کام سے اور یہ بات غیر مختارات مین ہے یعنے وے عورتین جنکو مختار گردانا حضرت صلعم نے
اونکے ستانے سے کہ دنیا کی زینت اور زیور اوس جناب صلعم سے جھگڑا کر مانگتی تھین یہ کہ یا دنیا اور زینت
دنیا چاہو یا خدا اور خدا کے رسول صلعم کو چاہو پس وہ جو بدبخت تھی اور دنیا کی خواہش کی اور جدا ہوئی
رسول خدا صلعم سے اوسکے حلال ہونے مین خلاف ہے اور امام الحرمین نے اور غزالی نے جزم
کیا ہے اوپر حلال ہونے اونکے ولیکن وے عورتین جو وفات کے وقت تک اوس جناب کے
ساتھ تھین حرام ہین رسول خدا صلعم کے غیر پر اور جواز مین نظر دو وجہ سے ہے اور مشہور ترجیح ثانی
ہے جو منع ہے اور حکم امومت کا یعنے مان ہونے کا احترام اور اطاعت مین اور حرام ہونے مین
نکاح کے ہے نہ یہ کہ خلوت کے جواز مین اور میراث اور نفقہ دینے مین ہوا اور تعدیہ نہین کرتا یہ
حکم اونکے غیر کی طرف یعنے یہ کہ جس وقت ازواج اوس سرور صلعم کے نظر کرتے احترام وغیرہ کی حرام
ہین بیٹیان بھی حرام ہون جیسا کہ نہین کہ بنات اوس سرور صلعم کی اخوات مومنین ہین اوپر قول
اصح کے کذا فی المواہب اور حقیقت یہ ہے اوس سرور صلعم کی ازواج کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ وہ جناب
زندہ ہے اور اسی واسطے کہتے ہین کہ واجب نہین اونپر عدت وفات کی جس طرح اورونپر اور
کلام اوس عورت کے باب مین جو جدا ہوئی بدون تخییر کے یعنے جو مختار نہین کی گئی بسبب اوسکی
شرارت کے کہ دنیا اختیار کرے یا خدا اور رسول خدا کو جیسا کہ وہ عورت جسنے استعاذہ کیا
اوس جناب سے اور دوسری وہ عورت کہ دیکھا جسکے پہلو مین حضرت نے سپیدی کے تئین
پس جدا کیا اوسکے تئین اسمین کئی قول ہین ایک قول یہ کہ حرام ہے اور شافعی نے تنصیص
کی ہے اوپر اوس بات کے اور ایک قول ہے یہ کہ حرام نہین اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ حرام
ہے اگر مدخول بہا ہے بہا مین با حرف جر ہے اور ہا ضمیر تانیث مرجع اسکا وہ ہے مستعیذہ
وغیرہ ہے یعنے اگر دخول واقع ہوا ہے تو حرام ہے اور نہین تو نہین مترجم کہتا ہے کہ مولف
نے دو باتون مین اوسکو تمام کیا ہے لیکن مین طالب ہون اسباتکا بدون کسی کی فرمایش کے
کہ عوام وخواص اسکے پڑھنے سے بصیرت کو پہونچین اور دقتون کو اس کتاب کے کلام کی مقام

اپنی عقل کی رسائی کے مطابق حل کرتا ہون تاکہ برادران دینی ڈاوان ڈولی مین نہ آوین مجمل احوال اوس بی بی کا جس نے استعاذہ کیا رسول خدا سے یہ ہے کہ وہ لڑکی ایک رئیس ابو قبیلہ کی تھی اور نہایت حسینہ جس وقت رسول خدا صلعم کے محل مبارک مین آئی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضہ اور حضرت حفصہ رضہ کو غیرت دامنگیر ہوئی دونون نے اپسمین تدبیر کرکے اوسے اپنے سے رام کیا صدیقہ رضہ نے کہا آج تیری شب زفاف ہے آمین تجھے دولھن بناتی اور کنگھی چوٹی تیری سنوارتی ہون حضرت حفصہ رضہ نے فرمایا کہ مین تیرے چہرے سے پرافشان چنتی ہون کیونکہ تو رسول خدا صلعم کی نظر مین چڑھے اور تیرا سہاگ زیادہ ہو کہتے ہین کہ یہ دو نون بی بیان اوس بیچاری بختون کی جلی کو جب سنوارنے لگین تب اوس سے بولین کہ آج تو حضرت صلعم کے پاس خلوت مین جاتی ہے اور جو کچھ ہے تو پہلے ہی رات مردون کی نظر مین چڑھنے کی عورتون کو بس تو ایسی حرکت کر کہ آج تو پیاری لگے رسول خدا صلعم کو وہ بولی مین کیا کرون کہا رسول خدا صلعم کے پاس جس وقت تو جاویگی وہ سرور صلعم تجھسے جو بات بولین کیسی ہی ہو تو یہی اون سے بولیو کہ اعوذ باللہ منک حضرت صلعم تیری یہ بات سنکر تیرے عاشق ہی ہو جائینگے کیونکہ اونکو ایسی باتین بہت بھاتی ہین وہ بیچاری سمجھی کہ شاید یون ہی ہوگا جب اوسے خلوت مین سنگار وغیرہ کرکے لیگئین اور حضرت صلعم وہان تشریف لائے اوس سے فرمانے لگے کہ ہمیا کر اپنی ذات کو واسطے میرے اوسکو وہ سکھائی بات یاد تھی بولی اعوذ باللہ منک یعنے پناہ مانگتی ہون مین خدا سے تجھسے جو ہین رسول خدا صلعم نے یہ سنا اوسکو فرمایا کہ جا بے پناہ عظیم پیدا کی تو نے الحقی باہلک یعنے جا ملحق ہو اپنے لوگون سے اور وہ ساری عمر یون ہی رہی اپنے مان باپ کے گھر انتہی روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے نکاح کیا مستعیذہ کے تئین عمر رضہ کے عہد مین پس قصد کیا عمر رضہ نے کہ اوسے رجم کرین یعنے سنگسار پس خبر دی اونکو لوگون نے کہ ہنوز دخول واقع نہین ہوا پس باز رہے عمر ابن خطاب رضہ اوسکی رجم کرنے سے اور واہ کے درمیان یعنے باندی کے باب مین جو جدا ہوئے رسول خدا صلعم سے وطی سکے بعد تین قول منقول ہوئے ہین قول سوم یہ کہ حرام ہے کہ جدا ہوئی موت سی جس طرح ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم ع بن رسول صلعم کی اور حرام نہین اگر فروخت کی گئی وہ حیات سے

درمیان انتہی یہ مسئلہ بھی اوس قبیل سے ہے کہ جسکے ذکر کرنے مین اس آن فائدہ نہین سوا جاننے احوال شریف اوس جناب کے جیسا کہ خصایص کے درمیان جو قبیل احکام سے ہے کہتے ہین جیسا کہ سابق مذکور ہوا اور ازانجملہ یہ ہے کہ حرام تھا دیکھنا ازواج مطہرات کے اشخاص کا اگرچہ مستور ہون چادرون مین آیت حجاب کے نازل ہونیکے بعد اشخاص جمع شخص ہے بمعنی کالبد آدمی کا یعنے اگرچہ چادر اوڑھے ہوئے ہون لیکن اوڑھنے کے بعد جسم نمایان رہتی ہے اوسکا بھی دیکھنا حرام تھا اور حرام تھا اونپر یعنے امہات مومنین پر کھولنا مُنہ کا اور ہتیلی کا واسطے کسی کام کے مثل شہادت دینا وغیرہ جیسا کہ جائز ہے تمام عورتون کے تئین صرح بہ القاضی یعنے تصریح کیا ہے اسبات کے تئین قاضی عیاض نے اور کہا ہے کہ فرض کیا گیا ہے ستر امہات مومنین پر بے خلاف یعنے اسبات مین خلاف نہین کہ فرض کیا گیا ہے اونپر ڈھانپنا مُنہ کا اور ہتیلیونکا اور جائز نہین اونکو کھولنا مُنہ وغیرہ کا شہادت دینے مین اور جو مانند اسکے ہو اور نہ ظاہر کرنا چھپ کا اور ڈھانپنے کا مگر اون چیزون مین جسمین کچھ ضرورت ہو مثل براز اور استدلال کیا ہے اوپر اوس چیز کے جو موطا کے درمیان ہے نام ہے کتاب کا یہان عبارت یون ہے کہ چون وفات یافت عمر بپوشید ندزنان حفصہ را ازانکہ دیدہ شود شخص وی زینب بنت جحش را ساختہ شد فوق نعش وی قبہ تا پوشیدہ گرد شخص وی اگر خدا چاہے دوسری کتاب مین سی اسے مقابلہ کرکے صاف کرتے وقت لکھونگا اور صاحب مواہب نے شیخ ابن حجر سے نقل کی ہے کہ جو کچھ ذکر کیا قاضی نے اسمین کوئی دلیل نہین ہے اوپر اوس چیز کے جو کچھ دعوی کیا اوسکے فرض ہونے سے یعنے عدم رویت اشخاص اونپر یعنے ازواج مطہرات پر اور تحقیق تھین امہات مومنین حشر کہ باہر آتی تھین واسطے حج کے اور طواف کرتی تھین اور اصحاب اور تابعین سنتے تھے باتونکو اونسے اور وے ستر ات الابدان رہتی تھین نہ اشخاص نہی یعنے حالیکہ وے طواف کرتی تھین اور پڑھتی تھین سنتے تھے صحابی اونکی آوازونکو اون کے بدن چادرون سے پوشیدہ تھے نہ یہ کہ ڈھانپے اونکے پوشیدہ ہون یعنے قبے کے درمیان نہ تھین جو ترکیب قد و قامت کی نمایان نہو پوشیدہ نہ تھے کہ حجاب امہات مومنین کا بمعنے نہ نمایان ہوتا اونکے کالبدون کا اگرچہ مستور ہون چادرون مین امر مشہور و مقرر ہے پس

غرض شیخ ابن حجر کی اس کلام سے کیا ہے آیا اوسکی فرضیت کے نفی ہے جیسا کہ ظاہر کلام ہے اوسکا
یا یہ کہ ان باتونکو ضرورت مین داخل کرتا ہے فقیر یعنے بیس اندیشہ کرا اور ظاہر ہوتا امہات مومنین
کے کالبدون کا حج اور طواف مین ثابت ہے حدیث مین آیا ہے کہ کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
کہ جب راہ حج مین جاتے تھے ہم یعنے گروہ نسا گہرا لیتے اپنی صورت کو اور جب بیٹھتے ہم لہ برابر ہوتے
ہین تب ڈالتے ہم اپنی صورتون پر پردونکو اور اسی طرح ام المومنین صفیہ سے طواف مین ناقہ پر بیٹھی
رکھتی تھین اور ہجوم مین طواف نہین کر سکتی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طواف کرو
لوگون سے پیچھے ہر تقدیر سے ظاہر یہ ہے کہ کالبد ظاہر تھے اور اختیار کرنا اس چیز کا یہ کہ مثل قبہ
یا عماری کچھ اپنے اوپر رکھتی ہون یہ بعید ہے لیکن بات سننے مین شاید کہ پردے مین بات کرتی
ہون اور عبد الواحد بن ایمن سے باپ سے آیا ہے کہ کہا آیا مین نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
اور اوپر اوسکے درع تھی قطری درع کے معنی پیرہن عورتون کا اور قطر بالکسر نام ہے شہر کا مابین
قطیف اور عمان کے اور منسوب ہے اوسی شہر قطر سے اور ظاہر ا یہ بات کالبد کے دیکھنے مین ہے
اور اگر حجاب سے اسبات کو مراد رکھین کہ جو کچھ جائز ہے عورتون پر کھولنا منہ کا اور ہتیلیون کا
سوا اوسکے حرام تھا نہ یہ کہ پوشیدہ کرنا کالبد کا تو اشکال نہین رہتا واللہ اعلم فقیر آور از انجملہ یہ ہے
کہ اولاد و بنات یعنے بیٹی کی اولاد نسبت کیجاتی ہے طرف اوسی سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور فرمایا سرور عالم نے کہ ہر پیغمبر کے تئین اولاد اوسکے صلب سے ہوئی اور اولاد میری علی
کے صلب سے پیدا ہوئی اور حدیث مین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی شان مین آیا
ہے کہ ہذان ابنای وابنا ابنتی اللہم انی احبہما فاحبہما من یحبہما یعنے یہ دونون میرے بیٹے ہین اور
اور بیٹے میری بیٹی کے ہین اے پروردگار مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو پس دوست رکھ
تو ان دونون کو اور دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے ان دونون کو اور دوسری حدیث مین
یون آیا ہے کہ ان ابنی ہذین ریحانتای من الدنیا یعنے تحقیق یہ دونون میرے بیٹے ہین ریحان
ہین دونون میرے دنیا سے اور بھی آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زہرا کو فرماتے کہ بلاؤ نزدیک
میرے دونون بیٹون کو پس سونگھتے دونون کو اور اپنی چھاتی سے لگاتے اور امام حسن کی شان
مین فرمایا کہ ان ابنی ہذا سید یعنے تحقیق کہ فرزند میرا یہ سردار ہے اور دوسری مین آیا ہے

کہ امام حسنؑ یا امام حسینؑ ایک ان دونوں صاحبزادوں سے پشت مبارک پر سوار ہوا حالانکہ
حضرتؐ سجدے میں تھے پس حضرتؐ نے سر نہ اوٹھایا اور سجدہ دراز کیا پوچھا اصحاب نے سجدے
کی درازی کا سبب اور کہا گویا کہ وحی آئی طرف آپ کی یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا بیٹا میرا سوار ہوا مجھپر
پس ناخوش رکھا میں نے کہ شتابی کروں میں تاکہ ادا کرے وہ حاجت اپنی اور دلالت ہے
مباہلہ تدع ابناءنا اوپر اسی کے ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ فرمایا کہ ہر نسب اور ہر سبب منقطع ہوگا
قیامت کے روز بیچ سود مند نہیں حشر کے روز مگر نسب میرا اور سبب میرا اور مراد نسب سے
اولاد ہے اور سبب سے ازدواج اور اسی واسطے تزوج کیا امیر المومنین عمرؓ نے بنت فاطمہؓ سے تئیں
امیدواری کے اتصال کے حضرتؐ سے اوپر اس سبب کے اور یہ قصہ دوسری جگہ زیادہ مفصل
اس سے مذکور ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ تزوج نہیں کیا جاوے اوس جناب کی بنات پر یعنے اگر
کوئی بنت اوس جناب کی بنات سے کسی مرد کے نکاح میں ہو نہیں چاہیئے اوس مرد کو کہ اوپر
اوسکے دوسری جورو کرے اور اصل اسباب میں قصہ فاطمہ زہرا کا ہے کہ حضرت علی مرتضی
نے ابو جہل کی بیٹی کو جو مسلمان ہوکر مدینے میں آئی تھی چاہا تھا کہ تزوج فرماویں جب حضرت زہرا
نے یہ خبر سنی حضرت رسول خداؐ کے حضور میں آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ آپ کی قوم کے لوگ
کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ غیرا نہیں لاتے اپنی بنات کے واسطے اور علی مرتضیٰ نکاح کرتے ہیں
ابو جہل کی بیٹی سے اور آپ کچھ نہیں فرماتے نہیں پس حضرتؐ اوٹھے اور منبر پر رونق افزا ہوئے
اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے نکاح کیا ابو العاص کے تئیں نام ہے اوس جناب کے
ایک داماد کا کہ زینب اوس سے منسوب تھی پس راستی عمل میں لایا ہم سے ابو العاص اور ہمکو
راضی رکھا اور فاطمہ میری جگر گوشہ ہے اور میں ناخوش رکھتا ہوں اسبات کو کہ اوسے ملول کریں
اور ایذا دیتی ہے مجھے وہ چیز جو ایذا دیتی ہے فاطمہ کے تئیں اور میں نے سنا ہے کہ علی خواستگاری
کرتے ہیں ابو جہل کی بیٹی کی اور قسم خدا کی کہ جمع نہیں ہوتی بیٹی خدا کے رسول کی اور بیٹی خدا کے
دشمن کی ایک مرد حیا کی کے درمیان اور چاہیئے کہ علی طلاق دے فاطمہ کو بعد اسکے نکاح
کرے ابو جہل کی بیٹی کو پس علی مرتضیٰ نے اگر عذر خواہی کی اور چھوڑا اوسکی خواستگاری کو
پس حضرتؐ نے حرام گردانا ہے علی مرتضیٰ پر جو نکاح کریں فاطمہ زہرا پر اونکی مدت حیات

تک اور فرمایا علی مین دوست رکھتا ہون تمکو اور خوف کرتا ہون مین اس بات سے کہ تم رنجیدہ کرو فاطمہ
زہرہؓ کو اور لازم آوے اوس سے رنج میرا او منطوق اس حدیث کا تخصیص ہے فاطمہ زہرہؓ
کے تئین ولیکن جو علت ایذا ہے جاری گردانی گئی یہ بات تمامی بنات مین اوس سرورؐ کی
فتدبر اور ازانجملہ یہ ہے کہ اجتہاد اور تحری نہین کیا جاتا قبلہ مسجد نبویؐ کی محراب کے درمیان
جو مدینے مین ہے جب اور درست اور فتوی دیا شیخ ابو زرعہ نے اوس شخص کے باب مین جو امتناع
لایا نماز پڑھنے سے مسجد نبوی کی محراب کی طرف اور بولا کہ مین اجتہاد کرتا ہون اور پڑھتا ہون
یہ کہ اگر کیا اس کام کے تئین یعنے جو اوپر گذرا کہ امتناع لایا بالحساسہ اقرار اور اعتراف کرنے
اوپر اس بات کے کہ یہ محراب حضرت رسولؐ کے زمانے مین تھی مرتد ہوا اور اگر تاویل کرے کہ
یہ محراب جو اب ہے وہ نہین ہے جو اوس جنابؐ کے زمانے مین تھی بلکہ تغیر دی گئی ہے اوس سے اور
جو تھی تو کافر نہین ہوتا اور روایتون مین آیا ہے کہ دور کیے گئے حجاب جو درمیان تھے پس دیکھا
حضرتؐ نے کعبے کے تئین اور بنا کی محراب عین کعبے کی مشابہت اور ازانجملہ یہ ہے کہ جنے
دیکھا اوس جنابؐ کے تئین خواب مین دیکھا اوس سرورؐ کو حقا اور بیشک و شبہہ کیونکہ شیطان
تمثیل نہین کرتا اوس جنابؐ کا یعنے اوس جنابؐ کی صورت شریف کی طرح نہین بن سکتا اور
نہین نمودار ہو سکتا اوسے یہ قدرت نہین ملی کہ اوس سرورؐ پر اس بات مین افترا کر سکے اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ من رانی فقد رای الحق یعنے جس نے دیکھا
مجھے پس تحقیق دیکھا حق کو مراد یہی دیکھنا خواب مین ہے اور جابرؓ کی روایت مین آیا ہے
کہ فرمایا من رانی فی المنام فقد رانی یعنے جس نے دیکھا مجھے خواب مین پس تحقیق دیکھا مجھے
یعنے اگرچہ حق تعالی نے شیطان کو قدرت بخشی ہے کہ جیسی صورت سے چاہے نکلے
لیکن ممکن نہین گردانا اوسکے تئین کہ حضرت رسولؐ کی صورت سے نکلے کیونکہ وہ سرورؐ
مظہر ہدایت ہے اور شیطان مظہر گمراہی اور ہدایت و ضلالت آپس مین ضدان ہین یہانتک
کہ حضرت حق جل و علا کی صورت نکل سکتا ہے اور افترا کر سکتا ہے اور بھلاوا دے سکتا ہے کیونکہ
حق سبحانہ تعالی خالق ہے ہدایت اور ضلالت کا اور اوس جگہہ محل اشتباہ نہین کذا قالوا یعنے جیسا
کہا ہے عالمون نے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے تمام انبیا کے تئین اور شیطان متمثل

نہین ہو سکتا کسی پیغمبر کی صورت کر کے لیکن صاحب مواہب لدنیہ اسکے تئین اوس جناب کے خصائص
سے لایا ہے اور حضرت رسول صلعم کو خواب مین دیکھنا شرط نہین کہ بصورت خاص اوس جناب کی دیکھین جس
صورت سے کہ کسینے دیکھا اوس جناب صلعم کو دیکھا اور بعضون نے تنگ پکڑا ہے یعنے دقت کی ہے
اور کہا ہے کہ یہ اوس تقدیر مین ہے کہ بصورت خاص دیکھین کہ حقیقت مین وہ سرور [illegible] اوس
صورت پر تھا اپنی مدت عمر کے درمیان اور بعضون نے اس سے زیادہ تنگ پکڑا ہے کہ اوس
صورت سے دیکھین جس صورت سے حضرت صلعم مقبوض ہوئے یعنے جس حالت سے کہ حضرت صلعم
نے رحلت کی جہان سے یہانتک کہ اعتبار کیا ہے عدد کو کے تئین سپید بالون کے جو لحیہ
مبارک مین اور سر نورانی اوس جناب صلعم کے تھے اور عدد اوسکا بیس کو نہین پہونچا تھا اور کہتے
ہین کہ جو کوئی ابن سیرین کے پاس جو صاحب تعبیر تھا رویا کا آتا تھا اور کہتا کہ مین نے اوس
جناب صلعم کو خواب مین دیکھا ہے پوچھتا وصف کر میرے تئین کہ کس صورت سے دیکھا ہے
تو نے اگر وہ شخص اوس صورت سے وصف کرتا کہ تھا وہ سرور صلعم اوس صورت پر تو کہتا ابن
سیرین نہین دیکھا تو نے اوس جناب کے تئین اور کہتے ہین کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے خدا
جانے کسینے ابن عباس سے کہا کہ دیکھا ہے مین نے رسول خدا صلعم کو خواب مین پوچھا کس صورت
سے دیکھا ہے تو نے کہا حضرت امام حسن کی صورت پس کہا ابن عباس نے سچ دیکھا ہے
تو نے اوس حضرت صلعم کو اور بعضون نے کہا ہے کہ دیکھنا بصورت خاص اور اوس صفت سے
جو معلوم ہے اوس جناب صلعم کی پانا اوس سرور صلعم کی حقیقت کا ہے اور بدون اوسکے یعنے
بصورت نہ دیکھنا پانا مثال کا ہے اور صواب یہ ہے کہ تمام محدثات اسپات پر ہین کہ جس صورت
سے دیکھے اوس سرور صلعم کو دیکھا ہے ولیکن دیکھنا بصورت خاص اتم اور اکمل ہے اور
تفاوت آئینے کے حال مین ہے جسکا آئینہ خیال زیادہ صاف ہے اور اسلام کے نور
سے زیادہ منور ہے دیکھنا اوسکا درست تر اور کامل تر ہے کلام تحقیق مین اس مقام کی بہت سے
شرح مشکات مین تمام وہ لایا گیا ہے وس جگہہ دیکھا چاہئے اور حدیث مسلم مین آیا ہے
کہ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظہ یعنے جس نے دیکھا مجھے خواب مین سو انجام میں کہ
دیکھے گا مجھے بیداری [illegible] میان اسکی کئی وجہ سے توجیہ کرتے ہین ایک یہ کہ جو دیکھتا ہے

اوس سرور ؐ کو نیند مین دیکھیگا اوس جناب ؐ کو آخرت مین اور کہتے ہین کہ آخرت مین تمام
امت اوس سرور ؐ کو دیکھیگی اور سب امیدوار ہین اس دولت کی حاصل ہونیکی خواب مین
دیکھنے کی وجہ تخصیص کیا ہے مگر یہ کہ کہین کہ اس دیکھنے کی تعیین دیکھنا ایک خاص اور قرب ایک مخصوص
ہو کہ جس سے امیدوار شفاعت کا واسطے بلند ہونے درجات کے ہو اور ہو سکتا ہے کہ بعضے
گناہگار گناہونکی شومی سے محروم رہین جمال سے اوس جناب ؐ کے چندگاہ اور بعضے جگہ سو نہین
بخلاف اس دیکھنے کی حرمان اور خذلان سے محفوظ رہے حرمان کے معنی بے نصیبی اور خذلان
خواری اور دوسری وجہ یہ کہ مراد دیکھنے سے بیداری مین دیکھنا خواب کی تاویل کا اور اوسکی صحت
کا ہے اور پر اس بات کے مخصوص ہے اہل عصر اوس جناب کا یعنے جس کسینے اوس جناب کو
منام مین دیکھا اور بیداری مین نہین دیکھا حالیکہ ہم عصر تھا حضرت ؐ کا کہ بشارت دی حضرت ؐ نے
کہ جو کوئی اہل عصر سے خواب مین اوس جناب ؐ کے دیدار سے مشرف ہوا امید ہے کہ شرف صحبت
سے بھی کامیاب ہوگا اور یہ معنی اظہر ہے جیساکہ بعضے روایتون مین آیا ہے کہ ایک شخص حضرت
رسول ؐ کی حضور مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ؐ میرا باپ بڈھا ہے ملازمت کو نہین
پہونچ سکتا لیکن خواب مین مشرف ہوا ہے فرمایا حضرت ؐ نے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظہ
معنی اسکے اوپر گذرے اور ہو سکتا ہے کہ یہ بشارت ہو بعضے مستعدون اور مقربون کو
درگاہ کے اور سالکون کو راہ کے جو گاہ وبیگاہ اس نعمت سے کامیاب ہوتے ہین کہ حال
اوس جگہہ کو پہونچے کہ بیداری مین بھی اس سعادت سے مشرف ہون اور عالمون کو اوس
جناب ؐ کے دیکھنے مین بیداری کے درمیان رحلت شریف کے بعد خلاف ہے صاحب لدنیہ نے
اپنے شیخ سے نقل کی ہے کہ کہا نہین پہونچی ہمکو یہ بات کسی ایک صحابی سے اور نہ بعد اونکے سے
اور بہ تحقیق سخت ہوا اندوہ یعنے بیحد و شمار حضرت بی بی فاطمہ زہرا ؓ کا اوس جناب ؐ کے فوت پر
یہانتک کہ انتقال فرمایا حضرت زہرا ؓ نے اوس جناب ؐ کے اندوہ نہانی سے چھ مہینے کے بعد اوس
سرور ؐ سے بر قول صحیح اور گھر حضرت زہرا کا قبر مبارک کے ہمسایے مین تھا اور نقل نہین
کیا گیا حضرت فاطمہ زہرا ؓ سے دیکھنا اوس جناب ؐ کا اس مدت فراق مین لیکن بعضے صالحون
سے حکایتین اونکی ذاتون سے آئی ہین جیساکہ مازری کی توثیق عری الایمان مین اور بہجۃ النفوس

مین ابن ابی جمرہ کی اور روضۃ الریاحین مین عفیف یافعی کے اور اور تصنیفون مین اوسکی اور شیخ
صفی الدین نے اپنے رسالے مین اور بھی مواہب مین عبارت ابن جمرہ کی نقل کی ہے کہ کہا تحقیق ذکر
کیا گیا ہے سلف سے اور خلف سے اوس جماعت سے جنھون نے تصدیق کی اس حدیث کی
من رائی فی المنام فیرانی فی الیقظہ کہ دیکھا اون لوگون نے اوس سرور م کو خواب مین بعد
اوسکے دیکھا بیداری مین اور پوچھا اونھون نے حضرت م سے اون چیزون کو جس سے تشویش مین تھے
پس خبر دی حضرت ص نے اونکے تئین کام کی کشایش کی اور بتایا اون راہونکو جس سے کشایش
حاصل ہوئی ایسا کچھ آیا ہے نہ زیادہ نہ کم اور کہا یعنے صاحب مواہب نے کہ آیا منکر تصدیق
رکھتا ہے اولیا کے کرامات پر یا نہین اور نہین رکھتا اوس سے بحث نہ کرسکیے کہ جس چیز
کو کے وہ اثبات کرے تکذیب کریگا اور اگر تصدیق رکھتا ہے کہنا چاہیے کہ یہ از ان جملہ ہے
کیونکہ اولیا کے تئین خرق عادت سے کشف کی جاتی ہین متعدد چیزین نادر عالم علوی اور
سفلی ہین ایسی کہ سائر ناس کو طرف اوسکے راہ نہین اور بھی صاحب مواہب نے کہا ہے
کہ شیخ ابو منصور نے اپنے رسالے مین ذکر کیا ہے کہ کہتے ہین شیخ ابو العباس قسطلانی آیا ایکبار
رسول خدا م کے حضور پس فرمایا حضرت ص نے اخذ اللہ بیدیک یا احمد یعنے دستگیری کرے
تیری خدا تعالے اے احمد اور شیخ ابو المسعود سے لایا ہے یعنے صاحب مواہب کہ کہا
یعنے شیخ ابو مسعود نے تھا کہ زیارت کیا کرتا تھا مین تیرے شیخ کے تئین جو شیخ ابو عباس ہے
اور دوسری مشایخون کے تئین صلحاء عصر سے پس مشغول ہوا مین اور منقطع ہوا مین سب سے
اور فتح کی گئی مجھپر یعنے کشف حاصل ہوا مجکو پس تھا مجھے شیخ کوئی پیغمبر خدا م اور مصافحہ فرمانے
مجھ سے حضرت رسول م ہر نماز کے بعد اور کہا شیخ ابو العباس حرّان نے جو آیا ایکبار حضرت
رسول ص کے حضور کہ دیکھا مین نے حضرت م کے تئین کہ لکھتے ہین مناشیر اولیا کی طرف
ولایت سے کے مناشیر جمع منشور بمعنی فرمان اور لکھا اوس جناب ص نے واسطے میرے بھائی کے
جسکا نام محمد ہے ساتھ اونکے ایک منشور مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ نہین لکھتے
واسطے میرے جیسا کہ میرے بھائی کے لیے آپ لکھتے ہین پس فرمایا حضرت م نے کہ اوسکے
تئین ایک مقام ہے سوا اسکے اور امام حجۃ الاسلام نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال

مین ذکر کیا ہے کہ ارباب قلوب یعنے صاحبدل لوگ دیکھتے ہین بیداری مین ملایک کے
تئین اور پیغمبرونکی ارواحون کے تئین اور سنتے ہین اون سے آوازون کو اور جانتے ہین اونکے
نورون کو اور استفادہ کرتے ہین اونسے اور حکایت کی گئی ہے سید نورالدین ایجی سے جو
والد سید صفی الدین اور سید عفیف الدین کا ہے کہ سنا اوس نے بعض زیارتون مین جواب سلام
کا قبر شریف کے داخل ہونے والے سے کہ علیک السلام یا ولدی اور مواہب لدنیہ مین اسی قبیل کی
حکایت لاتا ہے کہ احتمال بیداری اور خواب دونون کا رکھتا ہے اور لاتا ہے کہ شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف مین شیخ عبدالقادر گیلانی سے لاتا ہے کہ کہا تزوج کیا
مین نے یہانتک کہ کہا مجھے رسول خدا صلعم نے تزوج کر تو کہا ان سطرون کے لکھنے والے بندہ
مسکین عبدالحق بن سیف الدین نے کہ بہجۃ الاسرار مین جو تصنیف شیخ ابوالحسن علی بن یوسف
شافعی کی ہے کہ درمیان اوسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہین شیخ ابی العباس
احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتا ہے کہ کہا یعنے شیخ ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا
مین مجلس مین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی اور تھے مجلس مین مانند دس ہزار مرد کے
اور بیٹھا ہوا تھا شیخ علی بن ہیتی پس پکڑا اوسے نیند کی پینک نے پس کہا لوگون کو خاموش رہو
پس چپ ہوئے یہانتک کہ سنی نہین جاتی تھی اون سے مگر سانس اونکی پس نیچے اوترے حضرت
شیخ کرسی سے اور کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونون ہاتھون کے سامنے اور گھور کر نظر کرنے
لگے اوسمین بعد اسکے جاگا شیخ علی اور کہا حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا کو خواب مین دیکھا
کہا ہان دیکھا فرمایا اسی واسطے مین نے ادب کیا اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تجھے
حضرت رسول صلعم نے کہا وصیت کی اوپر تمھاری ملازمت کے کہا شیخ علی نے لوگون سے جو کچھ
دیکھا مین نے خواب مین دیکھا اوسے شیخ نے بیداری مین اور روایت کی گئی ہے کہ موے
اوس روز سات مرد اہل مجلس سے اور جان کہ صاحب مواہب نقل کرنے مین اقوال مشایخ
کے روایت مین حضرت رسول صلعم کے درمیان بیداری کے اوپر قاعدے علم اور اقوال علماون
کے جا کر شیخ بدرالدین حسن بن ابدال سے نقل کی ہے یعنے صاحب مواہب نے کہ ظاہر ہونا
رویت کا بیداری مین اولیا کے تئین پی دلیل ہوا ہے اوپر اوس اخبار اور حاصل اوپر اوس

بات کے علم قوی ہے ایسا کہ دور رہے اوس علم سے شک اور شبہہ لیکن واقع ہوتا ہے اونکی تئین یعنے ولیون کو اوسمین یعنے رویت مین غائب ہونا اور اک کے پوشیدہ ہونے کیطرف کا ایک ایسا حال شاردہ ہونے کی جہت سی کہ بیان مین نہین آسکتا اور مرتبے اونکے اوس رویت مین تفاوت رکھنے والے ہین اور نزدیکی رکھنے والے ہین آپسمین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خوابمین دیکھتا ہے یا ادراک کے غائب ہونے مین اوسے بیداری خیال کرتا ہے اور کبھی خیال ویکھتا ہے اور اوسے رسول گمان کرتے ہین بلکہ دیکھنا اوس سرور کا بین النوم والیقظہ ہے یعنے خواب اور بیداری کے مابین ہان سیچ ہے جو صاحب دل ہمیشہ قایم ہین مراقبے مین اور توجہ بین اور خالص ہین کدورتون سے نفسانیت کی اور روگردان ہین دنیا سے اور اہل دنیا سی بالکل اور مشتاق اور عاشق ہین اوس جناب کے جمال کے اور دوست رکھتا ایک اون سی یعنے صاحب دلون سے یہ کہ ہاتھ اوٹھاوے اپنے تمام اہل اور مال سی اور دیکھے پیغمبر کے تئین جسطرح شیخ عبد القادر جیلانی کہ متمثل ہوئے صورت اوس سرور کی اونکے مشاہدے کی آنکھ مین کہ تصور کیا عالم اسرار مین کہ کلام کرتے ہین حالت ذوق مین اور حکایت شیخ ابی العباس مرسی سے کہ کہا اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر کا مجھ سے ایک پل تو مین اپنے تئین مسلمانون سے نہین گنتا اور یہ بھی محمول اوپر ہمیشگی کے ہے مشاہدے کے اور حضور کے سے ہے اور اوپر رعایت کرنے سنتون کے اور اوپر آداب اور سالک ہونے اوس جناب ؐ کے راہون کے محمول ہے اوپر طریقے اوس سرور کے قول کے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنے احسان وہ ہے یہ کہ عبادت کرنا تیرا خدا کے تئین جسطرح تو دیکھتا ہے خدا کو اعنے ایسے حضور دل سے پڑھے گویا خدا اسامنے حاضر ہے اور کہا ہے بدر اہلال نے شیخ ابو العباس مرسی کی حکایت کے پیچھے یعنے یہ جو کہا شیخ ابو العباس مرسی نے کہ اگر ایک پل سرور عالم کو مین نہ دیکھون الخ کہ یہ وہ تجوز ہے جو واقع ہوتا ہے مانند اوسکے کلام مشایخ کے درمیان اور مراد وہ ہے کہ وہ سرور محجوب نہین غفلت اور نسیان کے حجاب سے ہمیشگی مراقبہ اور حضور کی جہت سے اور استحضار کی جہت سے اعمال اور اقوال کے درمیان اور ارادہ نہین کیا اوس نے کہ وہ سرور محجوب نہین روح شخصی سے حضرت ؐ کی اپنے سر کی آنکھون کرکے کیونکہ وہ محال ہے واللہ اعلم شخص کے معنی کالبد انسان کا اور اسمین یا نسبت کی ہے یہ مواہب

کی اختصار عبارت کا خلاصہ ہے جو نقل کیا ہے انکار رویت مین بیداری کے درمیان سر کی آنکھون
مؤلف کہتا ہے کہ ہمیشگی مراقبے کی اور حضور شوق اور محبت کے غلبے کا اور دیکھنا چشم خیال اور تصور
کرنا مثال کا ایک مرتبہ ہے کہ اہل طلب ہے اور اہل سلوک نے اوس سے برخورداری پائی ہے
اور محفوظ ہین بات رویت مین سرور عالم کے چلتی ہے صورت سے اور مثال سے اور جسطرح کہ جایز ہے
کہ خواب مین جو ہر شریف اوس جناب کا متصور اور متمثل ہو بدون شبہے شیطان کے تمثل کرنے
کی بیداری مین بھی حاصل ہوتا ہے اور جو کچھ خواب دیکھنے والا خواب مین دیکھتا ہے بیدار بیداری
مین دیکھتا ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار کی حکایت سے ظاہر ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ
دیکھتا ہون مین موسیٰ کے تئین کہ گویا ہر اہی بنی اسرائیل سے عبا ہین کہ حج کو آتے ہین اور تلبیہ کرتے ہین
یعنے لبیک بولتے ہین گمان کرنا اس حال کا بھی اوپر خواب کے اور مبالغہ کرنا درمیان یقین کے
خلاف ظاہر ہے اور تمثل کرنا ملکوت کا بصورت ناسوت ایک امر مقرر ہے اور یہ لازم نہین کہ حضرت
قبر مطہر سے نکلے ہون اور لازم نہین آتا کہ اونھون کو یعنے خواب وغیرہ مین دیکھنے والون کو
صحابی بولین یہان مؤلف دفع دخل مقدر فرماتے ہین یہ اگر کہا جاوے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے
کہ من رای النبی مع الایمان فہو صحابی ولیکن بعضے وجہون مین حکم صحابی کا رکھتے ہونگے اور اگر
کچھ غائب ہونا عالم ادراک سے ذکر کے غلبے کے سبب سے اثبات کرین بعد دن ثابت ہوئے
خواب کے تو کچھ مانع نہین ہے اور خواب تعطل پانا حواس کا ہے مزاج کی رطوبت کے غلبے کے
سبب سے دماغ پر اور اسجگہ غائب ہونا حواس کا غلبہ کرنا ذکر اور شہود کا ہے اور بیداری مین ہے
نہ یہ کہ خواب مین اور بالجملہ دیکھنا اوس سرور کا وفات کے بعد مثال کرکے ہے جیسا کہ خواب مین
دیکھا جاتا ہے ویسا ہی بیداری مین بھی دکھائی دیتا ہے اور کالبد مطہر اوس مقدس جناب کا جو
مدینے کے درمیان جو قبر مین آسودہ ہے اور زندہ ہے وہی متمثل ہوتا ہے ایک آن مین متعدد
صورتون سے عوام کے تئین خواب مین دکھائی دیتا ہے اور خاصون کو بیداری مین اور صاحب
مواہب نے خود کہا ہی کہ جو کوئی اولیا کی کرامات پر تصدیق رکھتا ہے اور قائل اوپر اسبات کے
کہ منکشف ہوتے ہین اوپر انکے اشیا یعنے ولیون پر عالم علوی اور سفلی مین تو مشکل اور شتبہ نہین ہوتی اوسپر
یعنے تصدیق رکھنے والے پر کوئی چیز اسبات سے اور امام غزالی نے کہا ہے کہ جو کچھ اہل عوام

خواب مین دیکھین خاص لوگ بیداری مین پاتے ہین اور جو کچھ اونکو کسب سی حاصل ہوے یعنے محنت اور

ریاضت انکو یعنے خاصون کو وہب سے حاصل ہو یعنے بخشش آلہی سے واللہ یقول الحق وہو یہدی

السبیل **تنبیہ** اگرچہ سرور عالم کا دیکھنا منام مین ثابت اور حق ہے بے شک و بے شبہہ

لیکن کہتے ہین کہ جو کچھ دیکھنے والا سنے احکام سے عمل اوسپر نہ کرے نہ واسطے شک کے رویت کے

درمیان بلکہ واسطے اسبات کے کہ دیکھنے والے سے ضبط کرنا مفقود ہے خواب کی حالت مین کہ اقوالو

مفقود کے معنی گم کیا گیا اور مراد احکام سے وہ احکام شرعیہ ہین جو مخالف ہون قرار دین کے اور

نہین تو بعضے علوم جو اس قبیل سے ہون یعنے قبیل احکام نوم سے اوسکے قبول کرتے ہین اور

عمل کرتے ہین اوپر اوسکے کچھہ خلاف نہ ہوگا اور بہت سے محدثون نے رویا مین تصحیح اون حدیثون

کی جو مروی ہین حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور عرض کی ہے یا رسول اللہ فلان شخص نے

یہ حدیث آپ کی جناب سے روایت کی ہے پس فرمایا حضرتؐ نے ہان سچ ہے اور جس روایت مین

کہ لفظ بعض مشایخ کی اثبات کرتے ہین اونھون نے بھی اسیطرح استفادہ علوم کا کیا ہے خدا جانے

اور اوس جنابؐ کے خصایص سے یہ ہے کہ نام رکھنا اسم شریف کرکے اوس جنابؐ کا مبارک ہے

اور نافع ہے دنیا اور آخرت مین روایت کی گئی ہے انس بن مالک سے کہ رسول خداؐ نے فرمایا

کہ کھڑے کئے جاتے ہین دو بندے خدا تعالی کی درگاہ مین پس امر کرتا ہے خداے عزوجل

اونکو طرف بہشت کے اور کہتے ہین وے دونون بندے ای خداوند کس چیز کے سبب سے ہم دونون سزاوار

اور مستحق جنت کے ہوئے اور حال یہ کہ ہمنے کچھہ عمل نیک ایسا نہین کیا کہ جزا دیتا ہے تو ہمکو بہشت

کے تئین فرماتا ہے حضرت رب العزت جل جلالہ کہ داخل ہو تم بہشت کے تئین کیونکہ مین نے قسم کی ہے

اپنی ذات کی کہ داخل نہون دوزخ مین جو کوئی احمدؐ اور محمدؐ ہے یعنے جسکا نام احمدؐ اور محمدؐ ہے

اور روایت کی گئی ہے کہ فرمایا ہے پروردگار نے اپنے پیغمبر سے کہ قسم کھاتا ہون مین اپنے عزت

اور جلال کی کہ عذاب نکرونگا مین کسی ایک کے تئین جو پکارا جاوے تیرا نام کرکے اور حضرت علی

مرتضیٰ رضؓ سے آیا ہے کہ فرمایا کہ کوئی مایدہ نہین جو رکھا جاوے اور حاضر ہو اوپر اوسکے وہ کوئی

جسکا نام احمدؐ یا محمدؐ ہے مگر یہ کہ پاک کرے خدا تعالی اوس جگہہ کو جس مین رکھا گیا ہے وہ مایدہ

ہر روز دو بار رواہ ابو منصور الدیلمی مایدہ اوس خوان کو کہتے ہین جسپر کھانا رکھتے ہین

اور جب تک اوسیر کھانا ہو مائدہ کہتے ہین اور بھی آیا ہے کہ کوئی گھر نہو جسمین نام محمدؐ کا ہو مگر یہ کہ
برکت دیوے خدا تعالی اوسمین یعنے جس گھر مین نام پاک اوس سرورؐ کا ہو اوس گھر مین خدا
برکت دیتا ہے اور آیا ہے کہ مجتمع ہو دین لوگ مشورت کرنے کے واسطے اور اونمین وہ شخص ہو
جسکا نام محمدؐ ہو البتہ برکت ہو اوس مشورت کے درمیان اور آیا ہے کہ جس کسیکا نام محمدؐ ہو حضرت رسولؐ
اوسکی شفاعت کرینگے وقال البوصیری ؎ فان لی ذمة منہ بتسمیتی + محمدا وہو اوفی الخلق بالذمم معنی
اس شعر کے یہ ہین پس تحقیق کہ واسطے میرے ایک عہد ہے اوس سرورؐ سے میرے نام رکھا
جانیکے سبب سے محمدؐ کرکے اور حال یہ کہ وہ سرورؐ وفا کنندہ ترین خلایق ہے عہدون کرکے
مؤلف کہتا ہے کہ ایکبار مین نے غوث الثقلین کو خواب مین دیکھا اور آگے اونکے کھڑا ہوا حاضران
مجلس نے کہا کہ محمد عبد الحق سلام کرتا ہے پس حضرت غوث الاعظم کھڑے ہوئے اور مجھ سے معانقہ
کیا معانقہ بمعنی ایک دوسرے کی گردنمین ہاتھ ڈالنا اور فرمایا دوزخ کی آنچ تمپر حرام ہے ظاہرا
یہ بشارت نتیجہ اس نام کرنے کا ہے یعنے محمدؐ کا نام کرکے اور عالمون کو اتفاق ہے نام رکھنے مین
اسم شریف کرکے رسول خداؐ کا جو محمدؐ ہے اور تکنیہ کرنے مین اوس جنابؐ کا کنیت کرکے جو ابو القاسم
ہے اختلاف ہے خواہ محمدؐ اسم ہو یا نہوا ور بعضون نے جمع کرنا درمیان اسم اور کنیت کے
منع کیا ہے اور افراد تجویز کیا ہے یعنے اسم یا کنیت دونون سے ایک رکھنا اور یہ قول زیادہ
صحیح ہے نودی نے کہا ہے کہ اس مسئلے مین کئی مذہب ہین مذہب شافعی کا منع ہے مطلقاً
یعنے بدون کسی قید لگانے کے اور مالک نے جائز رکھا ہے یعنے اگر کوئی محمدؐ اور ابو القاسم
اپنا اسم اور کنیت کرے تو جائز ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے واسطے اوس شخص کے
یعنے کنیت کرنا جس کا نام محمدؐ نہین ہے اور جس کسینے جائز رکھا ہے مطلقاً یعنے بے قید
اور مخصوص کردانا ہے نہی کے تئین بحالت حیات حضرتؐ کے پس وہی اقرب ہے انتہی
اور از انجملہ یہ ہے یعنے از قبیل خصایص حضرت رسولؐ کے کہ مستحب ہے غسل کرنا اور خوشبوئی
ملنا واسطے حدیث پڑھنے حضرت رسولؐ کے اور چاہیے کہ حدیث پڑھنے کے نزدیک آواز دھیمی
کی جاوے جیساکہ حالت حیات مین جس طرح تکلم فرماتے حضرتؐ فرمایا ہے اللہ تعالی نے
یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یعنے اے گروہ مومنین مت بلند کرو

اپنی آواز ونکو فوق پیغمبر کی آواز کے کیونکہ کلام اوس جناب کا جو مروی اور ماثور ہے بعد اوس
جناب کے عزت اور رفعت مین مانند اوس کلام کے ہے جو سنا جاتا تھا بلفظ شریف سے اوس جناب
کے یہ دلیل ہے اوسبات کی جو اوپر گذرا کہ حدیث پڑھنے کے وقت آواز پست کی جاوے
اور چاہیئے کہ پڑھی جاوے حدیث مکان عالی اور رفیع پر روایت ہے مطرب سے کہ جب آتی تھی
لوگ مالک رح کے پاس باہر بھیجوا تا تھا لونڈی کے تئین یعنے امام مالک اور کہتی تھی باندی
کہ شیخ کہتا ہے کہ کیا چاہتے ہو تم حدیث یا مسائل اگر کہتے وے کہ ہم مسائل سنا چاہتے ہین
جلدی باہر آتا گھر سے اور سکھاتا اونکو مسائل کے تئین اور اوسکے غیر مین روایت آئی ہی کہ کہلا بھیجتا
اندر سے مسائل کے جواب کے تئین اور اگر وے کہتے کہ ہم حدیث سنا چاہتے ہین تو آتا اپنے
حمام مین اور غسل کرتا اور سفید لباس پہنتا اور عمامہ سر پر رکھتا اور طیلسان پہنتا اور خوشبوئی لگاتا
اور رکھی جاتی کرسی پس باہر آتا اور بیٹھتا اوپر اوسکے اور تبخر کرتا عود سے اور حدیث پڑھتا ساتھ
خشوع اور وقار کے اور نہ بیٹھتا کرسی پر مگر حدیث جس وقت پڑھتا تبخر کے معنی بخور کرنا
اور طیلسان چادر کو کہتے ہین خشوع کے معنی عاجزی کرنا اور کہتے ہین کہ مالک نے اوس
روش کے تئین سعید بن المسیب سے سیکھا تھا اور تحقیق مکروہ رکھا ہے قتادہ اور مالک نے
اور اور ایک جماعت نے حدیث پڑھنے کو اوپر غیر طہارت کے اور تھا عام تر اوسکا یعنے
حدیث پڑھنے کا یہ کہ تیمم کرتا اور شک نہین ہے کہ احترام اور تعظیم اور توقیر اوس جناب کی
وفات کے بعد اوس جناب کے ذکر کرنے کے وقت اور اوس سرور کی حدیث سننے کے
وقت اور اوس جناب کے اسم اور سیرت کے سننے کے وقت لازم ہے جسطرح اوس جناب
کے حضور مین تھا اور چاہیئے کہ پڑھنے کے وقت کھڑا نہو وے واسطے کسیکے یعنی پڑھنے
والا جس وقت کہ پڑھتا ہوا ہو اور کوئی اوس مجلس مین آوے کیسا ہی ذی شان ہو کھڑا نہووے
اوسکی تعظیم کے لیئے کیونکہ اس مین قلت ادب ہے حضرت رسول کرکے اور قلت احترام ہے
واسطے اوسکے اور قطع ہونا اوسکی حدیث کا ہے اوسکے غیر کی جہت سے خصوصاً
واسطے فاسقون کے اور واسطے اہل بدعت کے یعنے کسیکے واسطے نہ اوٹھے خصوصاً
فاسقون کے واسطے اور تھی سلف یعنے اگلے زمانے کے محدث کہ قطع نہین کرتے تھے

حدیث کے تئین اور حرکت نہین کرتے تھے اگرچہ کچھ ضرر اور آفت پہونچتی اونکے تئین بلکہ اوپر صبر کرتے تھے اوپر اوسکے یعنے ضرر اور آفت پر پیغمبرؐ کی حدیث کی جہت سے لاتے ہین کہ ایکبار امام مالک کے تئین بچھو نے سترہ بار کاٹا اور وہ نہ ہلا صبر اور تحمل کیا اوسپر اور قطع نکیا حدیث کے تئین جناب نبوی کی حدیث کی توقیر کی جہت سے اگرچہ معذور تھا اوس مین اور جنبش کرنا اور حرکت کرنا خود کیا گنجایش رکھتا ہے خصوصًا کہ نسبت کیا جاوے اوس چیز سے جو بے معنی ہو کلام سے ذکر کیا اسکے تئین ابن حاج نے مدخل کے درمیان اور از انجملہ یہ ہے کہ ثابت ہوتی تھی صحبت واسطے اوس کیکے جو مجتمع ہوتا اور ملاقات کرتا حضرت سے ایک لمحہ اور دیکھتا اوس جناب کے جمال کو ایک نظرہ اور ایک لحظہ لمحہ یعنی ایکبار ایک جھپک دیکھنا کسی چیز کو اور نظرہ ایکبار دیکھنا اور لحظہ ایکبار نگاہ کرنا کن انکھیون سے اسبات کو حضرتؐ کے خصایص سے اہل سیر نے لکھا ہے گویا مراد یہ ہے کہ صحبت عرف اور عادت کے درمیان دھیرج کرنے سے اور اکٹھا ہونے سے اور طول مصاحبت سے حاصل ہوئے اور اس جگہہ ایک نظرہ اور ایک لحظہ مین حاصل ہوتی تھی اور ایسی کسی کو صحابی کہتے ہین بقول صحیح مختار یعنے اختیار کیا گیا اور رایج پس خصایص سے رکھنا اس صفت کے تئین نسبت کرتے لوگون کے اور ہی نہ یہ کہ نسبت کرتے انبیا علیہم السلام کی جیسا کہ کہا ہے اونھون نے کہ تابعی کے درمیان نسبت کرتے صحابی کی ایسا نہین ہے بلکہ اوسجگہہ طول کرنے سے اجتماع کے حاصل ہووے ہے بقول اصح اصل وصول کے نزدیک اور جتنے خصایص کہ اونھون نے ذکر کیے ہین مشترک ہین درمیان اوس جنابؐ کے اور تمام انبیا کے مانند ٹوٹنے وضو کے خواب سے اور نہ جایز ہونا تمثل شیطان کا صورت کرکے اور عدم تثاوب اور مانند اوسکے کما صرح بعض العلماء اور ہوسکتا ہے کہ مراد وہ ہو کہ اثر اوس نور الہیؐ کی صحبت کا اور وجود نورانیت کا اور حاصل ہونا کمال کا ایک نظرہ کرنے مین حضرتؐ سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ کہا ہے اونھون نے کہ بمجرد اسبات کے کہ نظر شریف اوس جنابؐ کی کسی جلف اعرابی پر پڑتی تو وہ نطق کرتا حکمت کا جلف بالکسر بمعنی میان تہی یعنے ہر چند احمق ہوتا لیکن اثر نظر شریف سے وہ گویائی کرتا عقل اور حکمت کی اور قوت القلوب کے درمیان کہتے ہین کہ ایک نظرہ کرکے جو مصطفٰےؐ کے جمال پر پڑے وہ کچھ دیکھائی دیوے

اور ایسا کچھ کشف ہو کہ دوسروں کو اربعینات میں حاصل نہو اور یہ معجزات اور خصایص سے سید انبیاء کے ہے کہ دوسرے غیبو نکین نتھا اسکے تئین اوس جناب کے خصایص سے لکھا ہے اونھوں نے اربعینات جمع اربعین ہے بمعنی چالیس روز کا چلہ اور بھی خصایص کے درمیان لکھا ہے کہ اصحاب رسول خدا کے سب عادل ہین ظواہر کتاب اور سنت کی جہت سے جو اونکی مدح مین اور تعدیل مین اونکی واقع ہوا ہے پس بحث نہین کیا جاتا عدالت سے کسی ایک سے اونکے جیسا کہ تمام راویوں سے حدیث کے تئین انفراد کرکے صحابی فرد اور نادر نہین بولتے بلکہ سوا اون کے جو تابعین اور تبع تابعین ہین اہل سنت اور جماعت نے اجماع کیا ہے یعنے اتفاق اونکی تعدیل پر اگرچہ بعضے اون سے یعنے صحابیوں سے ملابس فتنے کے ہوئے تعدیل کے معنی راست کرنا اور سزاوار گواہی کے گرداننا اور حسن ظن سے کہتے ہین یعنے اہل سنت وجماعت کہ ملابست فتنے کی اور واقع ہونا اون سے اور اسکے درمیان خطا اجتہادمین اور تاویل مین تھی تاویل کے معنی گرداننا کلام کا ظاہر سے بخلاف ظاہر اور معنی بیان کرنا اوس چیز کا جسکی طرف بات پھرے اور نظر کرتے ہین یعنے اہل سنت وجماعت اون کے فضایل کے درمیان امتثال اور انتہاے اوامر اور نواہے مین حضرتؐ کے اور حاضر رہنے مین اون کے غزوون کے درمیان ہمراہ اوس سرورؐ کے اور فتح کرنا اقلیمون کا اور پہونچانا احکام اور ہدایت انسان کا ساتھ مواظبت کرنے صلوٰۃ اور صوم کے اور زکوٰۃ اور نوع بنوع کے قرب اور صفات کمال شجاعت اور رہبانیت کے یعنے غلبے کے اور کرم اور اخلاق حمیدہ کہ نتھا کسی امت مین سلف کی امتون سے اور بھی تمام عالم اور براسبات سے کہ ہین کہ اصحاب بہترین امت ہین اور اصحاب خیار امت ہین یعنے بہترین امت سے اور افاضل ملت ہین اور جو کوئی اون کے بعد ہے اون کے مرتبے کو نہین پہونچا اور بعضے عالمون نے ابن عبداللہ کے مانند جو مشہور محدثون سے ہے اور سوا اوسکے اوروں نے اس مسئلے مین کلام کیا ہے کہ کون ہوگا اوس جماعت مین جو اصحاب کے بعد آیا وہ کوئی جو افضل ہو کمالات علمی اور عملی مین بعضے اصحاب سے اور بعضے صحابی اہل کبایر سے تھے یعنے گناہ کبیرہ جن سے عمل مین آئے تھے اور وہی لوگ جن پر ماری گئی حد اور تمسک کیا ابن عبداللہ نے اوپر اون حدیثوں کے جو آخر امت کے فضل مین وارد ہوئی ہین اور بعضے محدثون نے کہا ہے

کہ بہتر تھا اور فضیلت مخصوص اون صحابیون کرکے ہے جنکی صحبت ممند تھی رسول خدا کے ساتھ اور کثرت سے تھا اونکا استفادہ اور استفاضہ اوس جناب ؐ سے اور مختار یعنے مرجح اول کا قول ہے اور حق یہ ہے کہ فضل رویت حضرت ؐ کا اور حاصل ہونا یقین اور ایمان عیانی کا مخصوص صحابیون کرکے ہے کہ دوسرا کوئی نہین رکھتا یعنے فضل رویت وغیرہ اور حدیثین جو آخر امت کے فضل مین واقع ہوئی ہین دوسری حدیث سے ہے کہ ایمان غیب کرکے ہے جیسا کہ یومنون بالغیب کی اس وجہ سے تفسیر کی ہے مفسرون نے واللہ اعلم اور جملہ خصایص سے اسکے تئین یہی ذکر کیا ہے کہ مصلی خطاب کرتا ہے اوس جناب کے تئین اپنے قول سے کہ السلام علیک ایہا النبی اور خطاب نہین کرتا اوس سرور کے غیر کو اگر مراد اس خطاب سے یہ ہو کہ سلام اوس سرور کے غیر پر خصوص کرکے واقع نہین ہوا ہے تو پھر یہ بات موافق ہے کہ اوس حدیث کے جو ابن مسعود ؓ سے آیا ہے کہ کہا کہ تھے ہم کہ جب پڑھتے ہم نماز ساتھ رسول خدا کے کہتے ہین کہ السلام علی اللہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان اور جب فارغ ہوئے حضرت ؐ اپنی نماز سے فرمایا ہمکو کہ مت بولو تم کہ السلام علی اللہ کیونکہ خدا آپ سلام ہے یعنے سالم ہے نقصانون سے اور خوفون سے اور سلامتی بخشنے والا بندون کا ہے نقایص اور مخاوف سے سلام اوسپر جو وہم کیا گیا خوف اور احتیاج کا ہے کچھ معنی نہین رکھتا اور جب بیٹھے تم مین سے کوئی نماز کے درمیان چاہیے کہ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی رحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کیونکہ جب اسکے تئین کہا پہونچا ہر ایک صالح بندے کے تئین جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے الی آخر الحدیث پس اس جگہہ تخصیص ظاہر ہوئی سلام کی اوپر اوس سرور کے اور دوسرون کو عام کرکے رکھا اور اگر مراد یہ رکھین کہ خطاب کرنا طرف اوس جناب کے سلام کا ساتھ غیبت کے اوس سرور کے خصایص سے ہے یعنے خطاب ہوتا ہے اوسکی طرف جو حاضر ہو لیکن اوس جناب مقدس کی طرف خصایص سے ہے اوس سرور کے تو بھی ایک وجہ رکھتا ہے اور وجہ یہ کہتے ہین کہ جب شب معراج مین ورود خطاب کے صیغے سے تھا یعنے سلام کا ورود جو حضرت رب العزت کی طرف سے آیا اوس جناب پر بعد اوسکے یہی اوسے صیغے پر مقرر رکھا اور کرمانی شرح بخاری مین مذکور ہے کہ

اصحاب اوس جناب کے فوت کے بعد سلام علی النبی کہتے تھے نہ یہ کہ خطاب کا صیغہ کرکے خدا جانے
اور بعضے عارفون کے کلام مین واقع ہوا ہے خطاب کرنا مصلی کی طرف اوس جناب روح مقدس
کے ملاحظے کے شہود سے اور سریان کرنے سے اوسکے یعنے روح اطہر کی ذراری موجودات مین
خصوصًا مصلیون کی ارواح مین ہے سریان کے معنی جانا کسی چیز کا تمام اجزا مین کسی چیز کے اور
ذراری جمع الجمع ہے ذر کا معنی دانہ چھوٹا زمین پر اور چیونٹیان اس کا ذرہ ہے واللہ اعلم اور
بالجملہ اس حالت مین اوس جناب کے شہود وجود اور حضور سے غافل اور ذاہل نہوا چاہیئے اوس
جناب کی روح پر فتوح کے فیضون کے وارد ہونے کی امید سے ذاہل اور غافل مترادف المعنی ہین
اور بالجملہ یہ ہے یعنے خصایص سے یہ کہ جس کسیکو وہ سرور پکارے واجب ہے اوسے جواب دینا
اوس جناب کو اگرچہ وہ نماز مین ہو اور شاہد ہے اسبات کا سعید بن معلی کی حدیث ہے کہ کہا نماز پڑہتا تھا
مین پس پکارا مجھے رسول خدا نے پس جواب نہ دیا مین نے پس نماز کی بعد خدمت مین آیا مین
اور مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نماز مین تھا اس سبب سے مین نے جواب ندیا فرمایا
اوس جناب نے کہ آیا نہین فرمایا خداتعالی نے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنے
جواب دو تم خدا اور رسول خدا کو واسطے اوس چیز کے جو دوست رکھتا ہے تمہارے تئین
پس جواب دینا اوس جناب کا فرض ہے عاصی ہوتا ہے ترک کرنے والا اوس کا آیا نماز
باطل ہوتی ہے یا نہین صاحب مواہب کہتا ہے کہ تصریح کی ہے ایک جماعت نے شافعیون
سے کہ باطل نہین ہوتی اور بعضے اوپر اسبات کے ہین کہ باطل ہوتی ہے اور حدیث سے کوئی
چیز معلوم نہین ہوتی واللہ اعلم اور از انجملہ یہ ہے کہ جھوٹ بلند ہنا پیغمبر خدا پر ایسا نہین ہے
جیساکہ اوس جناب کے غیر پر اور جو کوئی دروغ باندھے اوس سرور پر قبول نہین کی جاتی
روایت اوسکی ہرگز اگرچہ وہ توبہ کرے جیساکہ ذکر کیا ہے ایک جماعت نے محدثون سے اور
سعید بن جبیر سے لائے ہین کہ ایک شخص نے جھوٹ کہا رسول خدا پر پس بھجوایا اوس جناب نے
علی مرتضے اور زبیر کے تئین اور فرمایا جاؤ اگر پاؤ اوسے مار ڈالو اور شیخ محمد جوینی امام الحرمین
کا باپ طرف اسبات کے گیا ہے یعنے مذہب اوس کا یہ ہے کہ عمدًا جھوٹ کہنا رسول خدا پر
کفر ہے لیکن موافقت نہ کی اوسکے تئین ایمہ نے اس قول کے درمیان اور حق یہ ہے کہ

اسبات سکے کہ وہ نقص سے ہے داخل کیا گیا ہے اوپر اسبات سکے کہ طاری ہونا امراض کا بھی نقص سے ہے خصوصًا جو بلائین کہ ایوب ؑ عارض ہوئین اور قصہ شعیب ؑ کے نابینا ہونے کا مشہور ہے حکم کرنا اوپر ثبوت نہ پانے اوسکے تحکم ہے یعنے حکومت کرنا کسی پر اور صحیح یعقوب ؑ مین نابینائی ہے اسیواسطے فرمایا حضرت حق نے فارتد بصیرا اور مقاتل نے کہا ہے کہ نہین دیکھا یعقوب ؑ نے چھ برس تک تاکہ روشن کین آنکھین اللہ تعالیٰ نے اوسکے پیرہن سے یوسف ؑ کے اور قول امام فخر کا کہ تاثیر حزن کے رونے کے غلبے مین ہے نہ یہ کہ نابینائی حاصل ہونے سے جواب اوس کا یہ ہے کہ تاثیر حزن کے غلبہ بکا مین ہے اور تاثیر غلبۂ بکا کی نابینائی مین پس تاثیر حزن کے واسطے سے نابینائی مین بھی اور مشہور یہ ہے کہ کوئی پیغمبر ؑ اصم تھا یعنے بہرا لیکن بعضے پیغمبر اعمی تھے واللہ اعلم اور ازانجملہ یہ ہے کہ سرور کائنات کے خصائص سے کہ جو کوئی اوس جناب ؐ کی تنقیص کرے کسی وجہ سے صریح کرکے یا کنایہ کرکے واجب ہے قتل کرنا اوس کا اس جگھہ اتفاق ہے یعنے اسبات پر سب متفق ہین اختلاف اوس مین ہے کہ یہ قتل کرنا بطریق حد ہے اور بالفعل مارڈالا جائے اور اوس سے توبہ نہ کروایا جائے یا بطریق ردت کہ توبہ طلب کیا جائے اور اگر توبہ کرے بخش دینا چاہئے اور مختار قول اول ہے یعنے قتل کرنا اوس کا اور ردت بالکسر بمعنی مرتد ہونا اور بفتح اول بمعنی فاسد اور زبون ہونا اور یہ اوس تقدیر پر ہے یعنے یہی جو اوپر گذرا کہ جو کوئی اہانت کرے پیغمبر کی الخ کہ وہ مسلمان ہو اور اگر کافر ہو اور اسلام لاوے تو درگذر کرتے ہین اور یہ بحث آخر کتاب مین تفصیل سے آویگا اگر خدا چاہے آور ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت تخصیص کرتے تھے جس کسی کے تئین جس چیز کرکے چاہتے تھے احکام سے اس جگھہ دو قول ہین ایک یہ کہ احکام اوس جناب ؐ کو سونپے ہوئے تھے کہ جس چیز پر چاہے حکم کرے دوسرا یہ کہ اوپر ہر حکم کے ایک وحی ہوتی تھی جیساکہ تخصیص فرمائی اوس جناب ؐ نے خزیمہ بن ثابت کے تئین اوپر اس بات کے کہ شہادت دینا اوس کا حکم دو شہادت کا رکھتا ہے اور قصہ اوس کا یہ ہے کہ حضرت ؐ نے خرید فرمایا ایک اعرابی سے ایک گھوڑا پس وہ اعرابی منکر ہوا اوس جناب ؐ کی ابتیاع کا اور بولا گواہ لاؤ جو گواہی دیوے مجھپر کہ مین نے بیچا ہے اور جو کوئی مسلمانون سے آتا تھا اور

اعرابی کو کہتا تھا کہ واسے تجھ پیغمبر خدا نہین کہتا مگر حق اعرابی قبول کرتا تھا یہان تک کہ آیا خزیمہ اور بولا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو نے بیچا ہے اور فرمایا حضرت ؐ نے ای خزیمہ گواہی دیتا ہے تو اور نہے تجھے گواہ نہین کیا اوپر اوس بات کے خزیمہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم تصدیق کرتے ہین آپ کے آسمان کی خبر پر کیا تصدیق نکرین ہم اس اعرابی پر پس گردانا حضرت ؐ نے خزیمہ کی شہادت کو بجا ے دو شہادت اور مخصوص گردانا اور سرور ؐ نے اوس کو اوپر اس فضیلت کے خطابی نے کہا کہ گمان کیا ہے اس حدیث کے تیئن بہت لوگون نے اوپر غیر محل کی مجمل یعنی گمان کیا گیا اور توسل کیا ہے ایک گروہ نے اہل بدعت سے طرف استحلال کرنے شہادت کے واسطے اوس مرد کے جو معلوم ہے اونکے نزدیک تصدیق اوپر جس چیز کے دعوی کرے اور وجہہ حدیث ہے کہ حضرت رسول ؐ نے حکم کیا اوپر اعرابی کے اپنے علم سے اور جاری کیا خزیمہ کی شہادت کو جگہہ جاری کرنے تاکید اوپر اپنے قول کے اور طلب نشتی اوپر مدعی کے پس حقیقت مین دو شہادت کے حکم مین ہوگا فافہم اور جیسا کہ حکم کیا حضرت ؐ نے ام عطیہ کے تیئن جو فضلاء صحابیات سے ہے اوپر نیاحت کے نیاحت کے معنی زاری کرنا آیت متابعت لنسا نازل ہونے کے بعد کہ اوس جگہہ واقع ہوا ہے ولایعصنک فی معروف عرض کی کہ یارسول اللہ فلانے کی آل مددگاری کرتی تھی میرے تیئن اوپر نیاحت کے جاہلیت مین کہ چارہ نہین میرے تیئن کہ مین بھی موافقت کرون ساتھ اونکے پس رخصت دی حضرت ؐ نے ام عطیہ کے تیئن درمیان نیاحت کے کہا امام نووی نے کہ یہ ترخیص ہے ام عطیہ کے تیئن یعنے رخصت اور تخصیص ہے واسطے اوس کے نیاحت کے درمیان آل فلان کی خاص کرکے فلان اور فلانہ بالضم کنایہ ہے آدمی سے اور کبھی مفرد کو فلان اور تثنیہ کو فلان اور جمع کے تیئن فلون بھی کہتے ہین اور شارع کے تیئن پہونچتا ہے کہ تخصیص کرے جس کو چاہے جس چیز کرکے شارع کے معنی راہ کرنے والا اور جیسا کہ رخصت دی سرور عالم ؐ نے اسماء بنت عمیس کے تیئن اوپر ترک کرنے جعفر بن ابوطالب کی سوگواری کے جو اوس کا زوج تھا اور فرمایا تین روز ماتم کا لباس پہنو بعد اسکے جو چاہو سو کرو اور جس طرح رخصت دی اوس جناب ؐ نے ابوبردہ بن نیار کے تیئن

اور یہ جائز ہوئے اضحیہ بزغالہ جذع کے جذع بکری کا بچہ جسپر ایک سال گذرا ہو اور بزغالہ یعنی بچہ بز
اور اضحیہ بالضم یعنی بکرا جو عید بقر کے روز قربانی کیا جاوے اور قصہ اوس کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا
کہ جو کوئی ذبح کرے پیش از نماز قربانی سے تو وہ محسوب نہیں ہے ابو بردہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں
ایک بکری رکھتا تھا کہ شتابی کی میں نے اوسکے ذبح کرنے میں اور کہا میں نے آج کا دن کھانے اور پینے کا روز ہے پس کھلایا میں
نے اہل اور عیال اور پڑوسیونکو اب باقی نہیں نزدیک میرے مگر ایک بزغالہ کہ بہتر ہے فربہ بکری سے
آیا یہ کفایت کرتا ہے مجھہ سے فرمایا حضرت نے کفایت کرتا ہے تجھہ سے اور کفایت نہیں کرتا تیرے بعد غیر سے
یعنے یہ تجھے روا ہے اس وقت اور دوسرے کسی کو درست نہیں آئے جیسا کہ تزویج فرمایا اوس سرورؐ
نے ایک عورت کو تئین ایک مرد سے مقابلے اوس چیز کے جو ساتھ اوس مرد کے تھی قرآن سے اور قصہ اوس کا
یہ ہے کہ ایک عورت حضرتؐ کے نزدیک آئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ بخشا میں نے اپنی ذات کو تئین واسطے
آپ کے اور یہ جائز تھا جیسا کہ کلام اللہ میں فرمایا ہے وان امراۃ وہبت نفسہا للنبی الآیہ یعنے اگر
کوئی عورت ہبہ کرے اپنی ذات کے تئین پیغمبر کو آنحضرتؐ کو قبول نہ پڑا ایک مرد فقیر کھڑا ہوا تھا
اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھہ سے تزویج کرو اس عورت کو اگر آپ کی لایق نہیں ہے تو فرمایا
کچھہ رکھتا ہے کہ اوس کا مہر ادا کرے تو عرض کی اوس نے کہ کچھہ نہیں رکھتا مگر یہی ازار جو پہنے ہوئے
ہوں فرمایا ڈھونڈھ کچھہ اگرچہ ایک انگوٹھی لوہے کی ہو عرض کرنے لگا وہ فقیر کہ وہ بھی نہیں رکھتا
اور بولا کئی سورے قرآن کے یاد رکھتا ہوں فرمایا حضرتؐ نے کہ تزویج کر اس کو مقابلے میں اوس
چیز کے جو تیرے پاس ہے قرآن سے یعنے جو سورے یاد ہیں اونہیں سکھا اور مہر کردان اوس کا اور نہیں
ہوگا مہر کسی کا قرآن تیرے پیچھے اور خصایص سے اوس جنابؐ کے یہ ہے کہ وہ سرورؐ تپ کیا جاتا
تھا اس شدت سے جس طرح دو آدمی کو تپ چڑھتی ہے دو چند اجر ہونیکے جہت سے اور از انجملہ
یہ ہے کہ نازل ہوئے جبرئیلؑ مرض میں اوس جنابؐ کے تین روز واسطے عیادت کے
اور اوس سرورؐ کے احوال شریف کی پرسش کے لئے اور از انجملہ یہ ہے کہ جنازے کی نماز پڑھی
اوس جنابؐ پر مسلمانوں نے فوج فوج بدون امامت کے اور دفن کیا گیا تین روز کے بعد وفات کے
اور بچھایا گیا واسطے اوس سرورؐ کے قطیفہ یعنے چادر مخمل کی لحد میں جو بچھایا کرتے تھے اپنے نیچے
اور یہ دونوں باتیں یعنے نماز بے جماعت اور بچھانا قطیفے کا لحد کے درمیان جایز نہیں اوس

جناب ص کے غیر کو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بچھانا قطیفہ کا شقران کیطرف سے تھا جو غلام تھا اوس سرور کا
بدون جانتے اصحاب کے واسطے اس بات کے کوئی دوسرا اوس جناب کی بعد اپنے نیچے
نہ بچھاوسے اور از انجملہ یہ ہے کہ زمین تاریک ہوئی اور سرور کی موت کی بعد جیسا کہ انجمحل مین آویگا
اور از انجملہ یہ ہی کہ زمین نہین کھاتی جسد مبارک کی تئین اوس سرور کا اور اسیطرح نہین کھاتی انبیا کے
اجساد کی تئین اور اسبات کو خصایص سے شمار کیا ہی اور بعضے اولیا سے بھی نقل کرتے ہین جیسا کہ شیخ علی متقی
کی قبر کو چودہ برس کی بعد ایک تقریب سے کھولا جسم کا ویسا ہی درست ساتھ کفن کی باقی تھا اور
تقریب یہ تھی کہ اوسکی بھائی کی بیٹے کو جو ایک جوان صالح تھا چاہتے تھے کہ اوسکی قبر مین دفن کرین
اور مکہ معظمہ مین عادت ہی کہ مردونکو قبر گاہ بزرگون کے قبر مین دفن کرتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ کھانا
زمین کا جسد کی تئین اوس سرور کی کنایہ ہے حیات سے اور مخصوص ہی حضرت کے اور حضرات انبیا
کر کے اور از انجملہ یہ ہی کہ میراث پائی نہین جاتی اوس سرور سے باقی رہنے کی جہت سے اور ترکہ
اوس جناب کا اوس جناب کی ملک پر اور بعض کہتے ہین کہ صدقہ ہوتا ہی یعنے ترکہ اور صواب یہی
قول ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ ماترکناہ صدقۃ یعنی جو کچھ ہمنے چھوڑا ہے سو صدقہ ہی اور صرف کیا
جاتا ہے یعنی وہی اون مصرفون پر جنپر وہ سرور صرف فرماتا تھا اہل اور عیال اور فرزندون سے
اور فقرا اور مسلمانون کے مصالح مین جیسا کہ وہ سرور آپ اپنی عہد مین کیا کرتا تھا اور مباح ہے
اوس سرور کو کہ وصیت کرے اپنے تمام مال پر اور اوس سرور کی غیر سے جایز نہین مگر ثلث مال سے
اور یہ اور اسیطرح حکم تمامی انبیا کا ہی کہ اونکو وارث نہین ہوتی اور مراد اس قول مین حضرت جل وعلا
کی کہ وورث سلیمان داود اور قول الہی تعالی رب ہب لی من لدنک ولیا یرثنی وارث نبوت اور
علم ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا قبر مین زندہ ہین اور اسیطرح انبیا اور حضرت نماز کرتے ہین
قبر کی درمیان ساتھ اذان اور اقامت کے اور حکایت کی ہے ابن زبالہ نے اور ابن نجار نے
کہ ترک کی گئی اذان ایام حرہ کے درمیان تین روز اور باہر گئے لوگ اور سعید بن مسیب مسجد مین تھا
کہتا ہے سعید کہ وحشت مین آیا مین جب وقت ظہر کا ہوا نزدیک قبر شریف کی گیا مین اور آواز اذان
کی سنی مین نے اور نماز ظہر کی ادا کی مین نے اس پیچھے سنی مین نے اذان اور اقامت قبر شریف سے
حضرت کی واسطے ہر نماز کے یہان تک کہ گذرین تین راتین اور پھر آئے لوگ اور سنی مین نے اذان

اونکی جس طرح سنا تھا مین نے قبر شریف سے حرہ کہتے ہین پتھرون کی زمین کو او مدینہ آباد ہے درمیان دو حرہ کے اور ایام حرہ وے دن ہین جن دنون بھجوایا یزید بن معاویہ نے مدینے کے خراب کرنے کے واسطے لشکر اور اوسکے ہلاک کرنے کے لئے اور وقایعنی اس واقعے کی حدیث مشہور ہے باہر مین اور مدینے کی تاریخ مین سب مذکور ہے جان کہ اتفاق کرنے کے بعد رسول خدا کی حیات پر اختلاف کیا ہے کہ وہ حضرت زندہ ہے قبر مین یا نہین جا معین مین بلکہ جس جگہہ خدا چاہے بہشت مین یا آسمان مین یا دوسری جگھہ یا جیسا کہ مقید بجاے معین نہین بعضے کہتے ہین کہ ہمنے جسد شریف کو اوس سرور کی قبر کے درمیان کہا اور اوس جناب کے خروج پر قبر سے کوئی دلیل نہین رکھتے ہم پس وہ ہے کہ اوسی بقعے کے درمیان اور اگر کہین کہ یہ بقعہ خوب ہے اور مناسب نہین قید ہونا اوس سرور کے جسد شریف کا اوس مین جواب اوس کا یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ قسمت کی جاتی ہے مومن کی قبر کے درمیان ہفتاد در ہفتاد جاے سید المرسلین کی قبر قسمت اوسکی یعنے بخشش اوسکی قیاس کے دائرے سے باہر ہے اور کہین کہ فردوس انسب اور اولی ہے اوس سرور کے رہنے کے لئے قبر سے جواب اس کا یہ کہ کونسا بہشت رسول خدا کی قبر سے بہتر ہوگا اگر وہ سرور اس جگھہ ہوا امام تقی الدین سبکی نے کہا ہے کہ اگر اس بقعے کے تئین جس نے اعضاے شریف کو رسول خدا کی ضم کیا ہے تمام مکانو پر اور موضعو پر ترجیح اور تفصیل دیوین یہان تک کہ کعبہ معظم اور عرش عظیم پر تو مین نہین جانتا کسی مومن کو جو توقف کرے اسبات مین ظاہرا یہ حدیث سعید بن مسیب کے کہ اذان سنتا تھا قبر شریف سے اور شب معراج کی حدیث کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ دیکھا ہمنے موسی پیغمبر کے تئین کہ نماز کرتا تھا قبر مین تائید کرتی ہے اس قول کی اور حدیث پیغمبرون کی دیکھنے کی شب معراج مین آسمان پر اور دوسری حدیث کہ دیکھا ہمنے موسی ع کے تئین کہ ستر ہزار بنی اسرائیل سے حج کو آتے ہین اور تلبیہ کرتے ہین ناظر اطلاق مکان مین ہے تلبیہ کے معنی لبیک کہنا اور اگر کہین کہ قرآن مجید ناطق ہے اوس جناب کی موت پر قال اللہ تعالی انک میت وانہم میتون یعنی خدا تعالی نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ تو میت ہے اور وے سب یعنی گروہ انسان میت ہین اور فرمایا رسول خدا نے کہ انی رجل مقبوض اور صدیق اکبر نے کہا ان محمدا قدمات یعنی پس تحقیق محمد تحقیق فوت ہوا اور اجماع نہین رکھتی امت اوپر اوسکے جواب اسکا یہ ہے حضرت رسول نے چکھا درد موت کا اور رحلت کی بعد اسکے زندہ گردانا پروردگار تعالی نے

اوس جناب کو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مین گرامی تر ہون خدا کے نزدیک اس بات سے کہ رکھے
مجھے قبر کے درمیان زیادہ اوپر چالیس روز کی اور بھی آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حرام گردانا ہے
پیغمبرون کے جسدون کو اوپر زمین کے یعنے زمین اجساد کو انبیا کے نہین کھاتی پس حضرت زندہ مین
جسم کی حیات کر کے دنیا کے اوس بدن لطیف کے ساتھ جو حیات مین رکھتے تھے اور یہ کامل تر ہے شہیدون
کی حیات سے کہ حیات اونکی روحانی اخروی ہے اور یہ ثابت ہے واسطے روح کے اور حق تعالےٰ
قادر ہے کہ پیدا کرے اونکی روحون کے واسطے اجساد مثالیہ اوس عالم مین اجساد جمع جسد ہے یعنی
بدن یا رہتے ہین درمیان اون بدنون کے جو حکم ظرفون کا رکھتے ہین نسبت کرنے طرف اونکی یعنے
شہیدون کے جیسا کہ آیا ہے روحین شہیدون کی اور ایک روایت مین ارواح مومنون کی سبز طائرون
کے جوف مین ہین جوف اوس چیز کو کہتے ہین جو میان تہی ہو جو چرتے ہین عرش کی قندیلون کے
نیچے یا بہشت مین لیکن پیغمبرون کی ارواح پھیری جاتی ہین انھین بدنون مین جو دنیا مین تھے اور
گل نہین گئے جاتے وہ بدن اور خاک نہین ہوتی اور خدا تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ نگاہ رکھے روحون کو
بدون بدنون کے لیکن نقل وارد نہین ہوئی اوپر ہونے اوسکے درمیان جسدون کے جیسا کہ ہونا
موسیٰ کا نماز پڑھنے والا قبر کے درمیان اور نماز پڑھنا چلنے بدن کا تقاضا کرتا ہے اور وہ صفات
جو مذکور ہوئین انبیا کے درمیان شب معراج مین تمام جسمون کی صفات ہین اور لازم نہین آئی حقیقت
حیات کہ ہون اوپر اوس صفت کے کہ دنیا مین تھے اور احتیاج طرف کھانے اور پینے وغیرہ کے
اجسام کی صفات سے جیسا کہ دیکھتے ہین ہم دنیا مین بلکہ اوس کا برزخ کے درمیان احکام دوسرا ہو
اور احتیاج کھانے اور پینے وغیرہ کی امر عادی ہے اور حال اوس جگہ بخلاف عادت ہو اور ہو سکتا
ہے کہ خدا کی قدرت سے روزی روحانیون کی خوشبوئی اور جو مانند اوسکی ہے ہو جیسا کہ شہیدون
کی شان مین واقع ہوا ہے یرزقون فرحین اور اگر روزی اونکی بہشت کی کھانون سے ہو تو بھی عجب
نہین ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ یطعم و یسقین یعنے شہدا بہشت مین کھاتے ہین اور پیتے ہین
اور بعضے لوگون کی زبانی سنا جاتا ہے کہ واقع ہوا ہے یتناکحون و یتناسلون یعنے نکاح کرتے ہین
اور اونکی نسل ہوتی ہے اور ہمنے کسی کتاب مین ذکر اس بات کا ساتھ کمال تتبع اور تصفح کے اسباب
مین نہین پایا واللہ اعلم تصفح کے معنی صفحہ صفحہ دیکھنا لیکن علم اور سماع یعنے جاننا اور سننا

شک نہین اسکے ثبوت مین واسطے اونکے بلکہ واسطے تمامی مردون کے صرح بہ العلما یعنے تصریح کیا ہی
اس بات کوتئین عالمون نے اور حدیثون مین آیا ہے کہ حج کرتے ہین اور تلبیہ کہتے ہین اور ذکر تسبیح
کرتے ہین تسبیح کے معنی سبحان اللہ کہنا اگر کہین کہ وہ جہان دار عمل نہین ہے اور اس جگہہ تکلیف نہین ہے
یہ اعمال کس واسطے کرتے ہین یعنے حج وغیرہ جواب اوس کا یہ ہے کہ عالم برزخ پر جاری ہین احکام
دنیا کے کثرت اعمال سے اور اجر کے زیادہ ہونے سے اور کبھی حاصل ہوتا ہے عمل بدون تکلیف کی بر سبیل
تلذذ اور شوق اور ذوق کے جیساکہ حال نوافل اور تطوعات کا ایسا ہی ہے تطوعات جمع طوع ہے
طوع کے معنی توانائی کرنا آپ سے اور جو کچھ واجب نہو اوس کا بجالانا اور اسی واسطے بہشت مین تسبیح کرلی
ہین اور قرآن پڑھتے ہین اور پڑھنے والے کی شان مین واقع ہوا ہے رتل وارتق اور اسی قبیل
سے سجدہ کرنا حضرت سید انبیاء کا فتح باب شفاعت کے وقت اور بعضے عالمون نے کہا ہے کہ
مال حضرت رسول ؐ کا باقی ہے اوسکی ملک پر اور قایم ہے اوسکے نفقے پر اور شمار کیا ہے اسکے تئین
اوس سرور ؐ کے خصایص سے نقل کی ہے امام الحرمین نے کہ جو کچھ چھوڑا رسول خدا ؐ نے باقی
تھا اوس سرور ؐ کی ملک پر اور نفقہ کرتے تھے ابوبکر بطریق نیابت اور خلافت کے اوپر اہل اور خدم
اوس جناب ؐ کے اور تمام مصرفون پر اوس سرور ؐ کے اور ابوبکر ؓ جانتے تھے کہ وہ مال باقی ہے
اوس سرور ؐ کی ملک پر اور یہ قول تقاضا کرتا ہے اثبات حیات کے تئین احکام کے درمیان دنیا
مین بھی اور یہ زاید ہے شہید کی حیات پر یعنے شہید کو حیات اخروی ہے اور نبی کو دنیاوی
اور اخروی دونون اور بعضے قائل ہین ملک کے زائل ہونے پر اور قول اوس سرور ؐ کا ما ترکناہ
صدقۃ صادق ہے دونون تقدیر کرکے واللہ اعلم اور یہ مبحث انبیا کی حیات کا جاری ہوا ہے اور
جو کچھ مذکور ہوا اوس جناب ؐ کی حیات کے ذکر کی تقریب سے اور کتاب کے آخرین وفات نبی ؐ
کی باب مین مذکور ہوگا اور دونون جگہہ مین نے ثابت رکھا بموجب تکرارات کے تاکہ یہ مسئلہ موکد
اور مقرر ہو اور ازانجملہ یہ ہے کہ پہونچایا گیا ہے رسول خدا ؐ کی قبر شریف پر ایک فرشتہ کہ پہونچاتا
ہے اوس سرور ؐ کو صلوات اور سلام زیارت کرنے والے سے روایت کیا ہے اس حدیث
کے تئین احمد نے اور نسائی نے اور حاکم نے اور تصحیح کی ہے اوسکی حاکم نے ان لفظون کرکی
کہ ان اللہ ملایکۃ سیاحین فی الارض یبلغنی عن امتی السلام یعنے حضرت رسول ؐ نے فرمایا ہی کہ

خدا کے فرشتے ہین کہ پھرتے ہین زمین بین پہونچاتے ہین میری امت کی طرف سے سلام اور اصبہانی
نزدیک عمارہ سے یون آیا ہے کہ خدا تعالی کا فرشتہ ہے کہ اللہ تعالی نے دی ہے اوسے قوت سننے
کی تمام بندون سے پس نہین ایک بندون سے کہ درود بھیجتا ہے مجھ پر مگر یہ کہ پہونچاتا ہے وہ فرشتہ
مجھے درود اوسکی اور از انجملہ یہ ہے کہ عرض کئے جاتے ہین سرور عالم پر اعمال امت کے ہر صبح اور
شام اور طلب امرزش کرتا ہے وہ سرور ؐ واسطے اونکے روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن
مسیب سے کہ کوئی روز ایسا نہین مگر یہ کہ عرض کئے جاتے ہین سرور عالم پر اعمال امت کے صبح اور
شام پس پہچانتے ہین حضرت اونکو اونکی پیشانیون سے اور اعمال سے اونکے اور بعضی روایتون
مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ عرض کئے جاتے ہین مجھ پر اعمال امت کے جو کچھ بد ہین پوشیدہ
رکھتا ہون مین اور کچھ نیک ہین عرض کرتا ہون درگاہ آلہی مین اور مراد پوشیدہ کرنے سے عرض کرنا
ہوگا گویا یہ کہ اعمال کے تئین عرض کرنے کے بعد لکھتے ہین اور جو کچھ عرض نہین کیا جاتا محو اور ساقط
کیا جاتا ہے درجہ اعتبار سے پس توجہ اور توفیق خدا سے اور کعب احبار کی حدیث مین آیا ہے کہ
ہر بگاہ و بیگاہ یعنے ہر صبح اور شام ستر ہزار فرشتے رسول خدا کی قبر شریف پر آتے ہین اور گھیرا کرتے
ہین اوسکے تئین اور مارتے ہین اپنے پرون کو اور جب وہ سرور ؐ برانگیختہ ہوگا تب قبر سے باہر
نکلے گا درمیان ان فرشتون کے اور زفاف کرینگے فرشتے اوس سرور کو اور زفاف اصل مین لیجانا
عروس کا زوج کے گھر مین ہے اور مراد اس جگہ لازم معنی ہے کہ لیجانا محبوب کا پاس محب کے
یعنے لیجانا اوس مقدس کا درگاہ آلہی جل شانہ مین اور از انجملہ یہ ہے کہ منبر حضرت کا جو مسجد شریف
مین ہے اوس سرور کے حوض کے اوپر ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور ایک روایت مین یہ کہ فرمایا
منبر میرا ایک ترعہ ہے جنت کے ترعون سے اور ترعہ تفسیر کیا گیا ہے دروازہ کرکے اور بعضون
نے درجہ کرکے اور بعضون نے روضہ کرکے جو بلند جگہ پر ہو اور حدیث مین آیا ہے کہ ایکدن
حضرت رسول خدا منبر شریف پر کھڑے ہوئے تھے فرمانے لگے کہ قدم میرے اس آن اوپر
ایک ترعے کے ہین جنت کے ترعون سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ منبر میرا میرے حوض پر ہے اور
دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا کہ مین کھڑا ہوا ہون آپ اپنے حوض کے عقر پر
عقر اوس جگہ کو کہتے ہین کہ پانی جس جگہ سے حوض مین آوے اور اوسکی تاویل مین بعضے

عالمون نے کہا ہے کہ ہونا منبر کا اوپر حوض کے کنایہ ہے اس بات سے کہ قصد کرنا اوس کا اور برکت
چاہنا اوس سے اور لازم کرنا اعمال نیک کا اوسکے آگے سبب سے حوض نبوی کے وارد ہونے کا
اور پینا اوسکے زلال جان افزا کا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس منبر کو جسے سرور انبیا نے
مشرف رکھا قیامت کے روز تماشی خلایق کے رنگ مین اعادہ فرما وینگے اور حوض کے کنارے
پر جس سے ترعہ جنت عبارت ہے کھڑا کرینگے سرور عالم کی تعظیم شان کے واسطے اور ایک گروہ کا
مذہب یہ ہے کہ یہ اخبار ہے اوس منبر سے جو اوس روز اوس واسطے جناب ص کے تیار کرینگے نہ یہ کہ یہ منبر
جو مسجد شریف مین ہے اور یہ قول نہایت دوری مین ہے لفظ حدیث کے سیاق سے کہ فرمایا
حضرت ص نے مابین میرے حجرے اور منبر کے ایک روضہ ہے جنت کے روضون سے اور منبر میرا
میرے حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضہ مقدس کی تحدید کے
واسطے ذکر کیا گیا ہے کذا ذکر فی تاریخ المدینۃ کے تحدید معنی حد کسی چیز کی آشکار کرنا اور صاحب
مواہب نے کہا ہے کہ اختلاف نہین کیا کسی ایک عالمون سے اس بات مین کہ یہ محمول ہے
یعنے گمان کیا گیا اوپر ظاہر کے اور یہ حق ہے اور محسوس اور موجود ہے اور قدرت صالح ہے
اور شامل ہے تمام چیز کے تئین اور جس چیز کی خبر دی ہے مخبر صادق نے امور غیب سے ایمان
لانا اوپر اوسکے واجب ہے فتدبر اور ازانجملہ یہ ہے درمیان اوس سرور ص کے قبر شریف
کے اور منبر کے روضہ ہے ایک ریاض جنت سے اور روایت کیا ہے اسکے تئین بخاری
نے ان لفظون سے کہ مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور اس جگہ بھی کلام کیا ہے
بعضون نے کہا ہے کہ مراد بقعۂ شریف ہی روضۂ جنت سے رحمت کے نازل ہونے مین اور سعادت
کے واصل ہونے مین کہ لازم کرنے سے عبادت اوسکے یاد کرنے کی یعنے بقعۂ شریف کی اور
مجالست کرنے سے اوسکے حاصل ہے یعنے سعادت جیسا کہ تسمیہ کرنے سے مساجد کے ریاض جنت
کرکے اس حدیث مین کہ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا پر تو ایک اشارت کا اوپر اس بات کے
پڑتا ہے خصوصاً زمان سعادت نشان مین حضرت ص کے کہ ثمرات علوم اور انوار اذکار مجلس جنت
آثار سے اقتطاف اور اقتباس کرتے تھے اقتباس کے معنی نور چننا اور بعضے نے کہا ہے
کہ طاعت اور عبادت کرنا اوس مقام مین موصل ہے طرف جنت کی یعنے پہونچانے والا جیسا

کہ فرماتے ہین الجنۃ تحت ظلال السیوف والجنۃ اقدام الامہات اور یہ قول قول ضعیف اور بعید ہین کیونکہ
تشبیہ دینا ریاض جنت کرکے اور نزول رحمت اور پہونچانا خبر کا روضہ بہشت کرکے اور مترتب ہونا
ثواب کا اوپر اوسکے شامل ہی تمام مسجدون کو اور تمام بقع خیر کے ہین اور مخصوص اس مسجد شریف اور منبر
منیف کرکے نہین منیف کے معنی بلند اور اگر گمان اوپر رحمت خاص اور روضہ مخصوص کرکے جنت پر کرین
تو بھی خالی نہین ایک دوری اور تکلیف سے اور حق یہ ہے کہ کلام محمول ہے اپنی حقیقت اور ظاہر پر
اور یا یہ ہین اوس سرور کے حجرے کے اور منبر کے روضہ ایک ہی ریاض جنت سے اس معنی پر ہے
کہ قیامت کے روز اوسے بہشت مین لیجاوینگے اور زمین فانی کے تمام بقعون کے رنگ مین یعنے
تمام ارض فانی کے گھرون کی طرح اوسے مستہلک نکرینگے جیساکہ ابن فرحون اور ابن جوزی امام
مالک سے نقل کی ہے اور ایک جماعت عالمون کے اتفاق کو بھی ساتھہ اوسکے منضم کیا ہے یعنے
اوس بات پر اتفاق عالمون کا بھی بیان کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے اور اکثر علماء حدیث نے
ترجیح اس قول کی کی ہے اور ابن ابی جمرہ نے کہ علماے مالکیہ کے اکابرون سے ہے فرمایا ہے
کہ احتمال رکھتا ہے کہ عین اس بقعۂ شریف کا روضہ ہو ریاض جنت سے کہ اوس جگہہ سے دنیا مین
بھیجا گیا ہو جیساکہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کی شان مین واقع ہے اور قیامت قایم ہونیکے بعد پھر
اوسکے مقام اصلی مین لیجائین گے اور نازل ہونا رحمت کا اور سزاوار ہونا جنت کا اس مقام کا مرتبۂ
عالی اور افزونی فضل ہے یا جس طرح مرتبہ ابراہیم خلیل کا ایک پتھر سے جنت کے پتھرون ہی ممتاز ہوا
حضرت محمدؐ نے ایک روضے سے اوسکے روضون سے اختصاص پایا ہو اور اگر چشم ظاہر مین نسبت پر تمام
اجزا دنیا کے زمین کے آوے تو چندان عجب نہین کیونکہ جب تک انسان اس دنیا مین طبیعت کے
کثیف حجابون مین محجوب ہے اور بشریت کی عادت کے حجاب مین محجوب ہے تب تک کھلنا اشیا کی
حقیقتون کا اور پانا آخرت کے امور کا اوس سے نہین ہوسکتا اور توہم نکرے تو کہ جب یہ بقعہ حقیقت
کی رو سے روضہ ریاض جنت کا ہو چاہیے کہ پیاس اور برہنگی اور اوسکے مانندون جو دور ہونا اونکا
یعنے تشنگی وغیرہ کا جنت کے لوازم سے ہے اوس مین نہو یعنے اوسی بقعے مین نہو جیساکہ فرمایا اللہ تعالے
نے ان لک لا تجوع فیہا ولا تعری الخ یعنے تحقیق کہ نہین واسطے تیرے جنت کے درمیان تجوع
اور نہ برہنگی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ لوازم جنت کے یعنے عدم برہنگی وغیرہ اس بقعے کی نکالنی کے بعد

صورت انتقال اور صورت انفکاک کی یعنے جدائی کی قبول کی ہو پس حجر اسود اور مقام ابراہیم کے باب مین
کہتا ہے تو وہان بھی یہ آثار پیدا نہین اور اگر کہین کہ مانند اس امور کے بدون سنے خبر کے ثابت نہین
ہوتا کیونکہ کہتے ہین ہم کہ دلیل اور شاہد رسول ؐ کی خبر دینے کے سوا نہین او جس طرح حقیقت رکن کی اور
مقام کی خبر دینے سے اوس صادق صدق کئے گئے سے معلوم ہوئی اسی طرح حال روضے کا اوز خبر کا بھی
ظاہر ہوا اور اگر تاویل کے مقام مین آوین تو دونون جگہ ممکن ہے اور اگر طرف حقیقت کے جاوین تو

دونون جگہ ثابت فما وجہ الفرق واللہ اعلم ومنہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وہو با فاتحۃ العلوم علیٰ من
یشاء عبادہ جدید حقیق اور اوس جناب ؐ کے خصایص سے یہ ہے کہ وہ جناب ؐ اول وہ شخص ہے جو
شگاف کریگا قبر کے تئین اور باہر آئے گا اور برانگیختہ ہوگا یعنے حاضر ہوگا قیامت کے موقف مین موقف
کے معنی کھڑے رہنے کی جگہ اور اول وہ شخص ہے جو گذریگا پل صراط سے اور اول وہ شخص ہے جو دستک
دیگا بہشت کے دروازے کے تئین حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم نے کہ اونگا مین بہشت
کے دروازے کے تئین اور استفتاح کرونگا یعنے طلب کھولنے کی پس کہے گا خازن جنت کا کہ بک
امرت لا افتح لاحد قبلک یعنے واسطے تیرے امر کیا گیا ہون مین کہ کھولون مین بہشت کے دروازے
کو واسطے کسیکے تیرے آنے کے اول اور جایز ہے حرف با بک کے درمیان واسطے قسم کے ہو اور تم
معنی احسن اور لذیذ تر مین محبت کے ذائقے مین اور وہ سرور اول وہ شخص ہے جو داخل ہوگا جنت
کے تئین اور پہلا وہ شخص جو کھولیگا شفاعت کے دروازے کو اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہ جناب ؐ حشر
کیا جاویگا سوار براق پر اور لباس اور خلعت دیا جاویگا عظیم تر اور نفیس تر جنت کے حلون سے
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا کہ حشر کئے جاوینگے لوگ قیامت کے روز پس ہونگا مین
اور میری امت ایک تل کے اوپر یعنے مقام بلند پر اور پہناوے گا مجھے میرا پروردگار سبز حلہ
اور کھڑے ہونگے حضرت ؐ ایسی جگہ جس جگہ نہین کھڑا ہوسکے گا کوئی ایسے مقام مین کہ رشک کرینگے
اوس جناب ؐ پر اولین اور آخرین اور ازانجملہ یہ ہے کہ دیا جاویگا حضرت سرور کائنات ؐ کو مقام محمود
مجاہد جو ایمہ تفسیر سے ہے ایمہ جمع امام ہے کہتا ہے کہ اس سے یعنے مقام محمود کے کھڑے ہونے
سے جلوس ہے اوس جناب ؐ کا عرش پر اور عبداللہ بن سلام سے آیا ہے کہ جلوس اوپر کرسی کے
تفسیر بیضاوی مین کہتا ہے ایسا مقام کہ ستایش کریگا اوسکے تئین جو کوئی کھڑا ہے درمیان اوسکا اور

جو کوئی پہچانتا ہے اوسے اور یہ مطلق ہے یعنے بے قید جونسا مقام کہ متضمن ہو کرامت کی تعیین
اوس مقام مین اور مشہور یہ ہے کہ وہ مقام شفاعت ہے اور کلام اس مقام مین اوس جناب کی فضایل مین آویگا
کہ آخرت مین ظہور پاویگا انشاء اللہ تعالی اور از انجملہ یہ ہے کہ دی جاویگی اوس جناب کو شفاعت عظمی
عام اہل موقف کی درمیان یعنے جتنے کھڑے ہونگے عرصات مین اونمین جس وقت آوینگے اوس سرورؐ
پاس انبیا اور رسل کے پاس آ ینگے بعد واسطے شفاعت کے داخل کرنے مین ایک گروہ کے بدون
حساب کے یعنے شفاعت دیجاویگی اس باب مین اور رفع درجات مین واسطے دوسرے گروہ کے اور
آویگی تفصیل اسکی اپنے محل مین اور از انجملہ یہ ہے کہ وہ سرورؐ صاحب لواے حمد ہے قیامت کے روز
اور آدم اور جو سوا اسکے ہین اوس جناب کے لواکی نیچے ہونگے اور جونسا وسیلہ کہ بہشت مین ایک درجہ
اعلی ہے وہ بھی مخصوص اوس سرورؐ کے ہے اور بالجملہ وہ سرورؐ افضل اور اکرم خلایق ہے خدا کے
نزدیک اور پیشواے خلایق قیامت کی روز جیسا کہ فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیمۃ اور فرمایا انا اکرم الاولین
والآخرین و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا وہو تحت لوائے اور از انجملہ یہ ہے کہ
جب وہ سرورؐ جائیگا بہشت کے دروازے واسطے کھلوانے کے تب کھڑا ہوگا واسطے اوس جناب کے
خازن جنت کا اور استقبال کریگا اوس جناب کا اور کھولیگا دروازہ بہشت کا اور کہیگا کہ نہین کھولتا ہین
واسطے کسیکے تم سے آگے اور نہین کھڑا ہونگا مین واسطے کسیکے بعد تمھارے اور اوسمین اظہار فرتیت
اور افزونی اور مرتبہ اوس جناب کا ہے اور خازن جنت کے تمام خادم اوس سرورؐ کے اور وہ سرورؐ
اونکے بادشاہ کی طرح ہے پروردگار عز و جل کے حکم سے اور از انجملہ یہ ہے کہ مخصوص گردانا ہے اوس
جناب کو کوثر سے کیسا کہ سیلان کرتے ہین درمیان اوسکے موتی اور یاقوت اور پانی اوسکا شہد
سے میٹھا ہے اور دودھ سے سپید اور ایک روایت مین یہ کہ برف سے زیادہ سپید اور کوزے اوسکے
بیشتر ہین ستارون سے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو آخرت مین ایک حوض ہوگا اور سکے فضل اور
مرتبے کے مقدار پر اور حوض کوثر ہمارے پیغمبر کا بزرگ تر اور شریف تر ہے تمام سے اور از انجملہ یہ ہے
کہ حضرت حق نے جس جگہہ ذکر انبیا کی توبہ کا اور غفران کا فرمایا ہے جو زلت اور خطا کہ اون سے واقع
ہوئی ہے اوسکا بھی ذکر کیا ہے اور حضرت رسولؐ کی شان مین فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ
ما تقدم من ذنبک وما تاخر فتح کی خبر کو حضرت نے مقدم رکھا اور بعد اوسکے گذرے ہوئے

گناہون کے بخشنے کا ذکر اور آیندے کا کیا اور گناہون کو پوشیدہ رکھا اور تحقیق اس مقام کی باب دوم مین
گذری اور انجملہ یہ ہے کہ جو کچھ اول کے نبیون کے تئین اونکے مانگنے کے بعد عطا فرمایا حضرت رسول
کو بدون سوال کرنے کے ارزانی رکھا ابراہیم خلیل اللہ نے سوال کیا لا تخزنی یوم یبعثون اور حضرت
کی شان مین اور اوس سرور کی امت کے حق مین فرمایا لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ الخ اور موسے
علیہ السلام نے سوال کیا رب اشرح لی صدری یعنے اے پروردگار روشن کر تو واسطے میرے سینہ میرا
اور ہمارے پیغمبر کی شان مین الم نشرح لک صدرک یعنے آیا نہین روشن کیا مین نے واسطے تیرے
تیرے سینہ کو اور انجملہ یہ ہے کہ حق تعالی نے ممتاز فرمایا اوس سرور کو محبت کے مقام مین اور ابراہیم
کے تئین خلت کے مقام مین اور مقام محبت کا برتر ہے خلت کی مقام سے اور باب اول مین ذکر اسکا
گذرا ہے اور باب ہشتم کے آخر مین بھی کلام اسکے درمیان آویگا اور بعضے عارف عالمون نے فرق
کرنے مین درمیان خلیل اور حبیب کے ایک لطیف کلام کیا ہے کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت
اور ابراہیم محتاج اور مفتقر تھے طرف خدا کے پس اسی واسطے خدا عزوجل نے پکڑا اوسے خلیل اور
حبیب فعیل ہے یعنے صفت مشبہ بمعنی فاعل یا مفعول پس وہ سرور محب بھی ہے اور محبوب بھی ہے
بدون واسطے غرض کے اور کہا ہے کہ ہوتا ہے کام خلیل کا خدا کی رضامندی مین اور ہوتا ہے فعل
خدا کا حبیب کی رضامندی مین قولہ تعالی فلنولینک قبلۃ ترضیھا ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنے
پس متوجہ کیا مین نے تجھے طرف اوس قبلے کے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اور ہر آئینہ سرانجام ہے
کہ عطا کرے تیرے تئین رب تیرا پس راضی ہووے تو اور خلیل کبھی جلدی نہین کرتا واسطے محبوب کی
لقا کے چنانچہ آیا ہے کہ جب آیا ملک الموت نزدیک ابراہیم کی قبض روح کے لئے توقف کیا ابراہیم نے
اور کہا پوچھ پروردگار سے کہ کیا حکم ہوتا ہے جلد آیا چاہیئے یا کچھ ڈھیل ہے اور حضرت رسول کے
پاس جب آیا فرمایا اوس سرور نے اخترت الرفیق الاعلی یعنے اختیار کیا مین نے رفیق اعلی اور کہتے
تھے اپنی دعا کے درمیان اللھم انی اسالک النظر الی جلال وجھک والشوق الی لقائک یعنے اے
پروردگار سوال کرتا ہون مین نظر کے تئین طرف تیرے جلال وجہ کی اور شوق کی تئین طرف تیرے لقا کے
اور مغفرت خلیل کی حد طمع مین ہے جیسا کہا ابراہیم نے والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین اور
مغفرت حبیب کی حد یقین کے درمیان قال اللہ تعالی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و یتم

نعمته علیک معنی اس آیت کے مذکور ہو چکے ہین اور خلیل نے کہا و لاتخزنی یوم یبعثون اور کہا گیا حبیب کے تئین یوم لایخزی اللہ النبی کہا مؤلف نے اور زیادہ اوپر اوسکے فرمایا ہے کہ والذین آمنوا معہ اور خلیل نے کہا انی ذاہب الی ربی سیہدین اور کہا گیا حبیب کو ووجدک ضالا فہدی اور خلیل نے کہا واجعل لی لسان صدق فی الآخرین اور فرمایا حبیب کے تئین ورفعنا لک ذکرک اور خلیل نے کہا واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور کہا گیا واسطے حبیب کے انا اعطیناک الکوثر اور خلیل نے کہا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام اور کہا گیا واسطے حبیب کے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور حبیب خلیل کے درمیان جو محل خلت سے ہے اور حبیب مین جو محل محبت سے ہے یہ فرق ہو تو خلت اور محبت مین بھی فرق فضل کا ہوگا اور درود کاملہ اور سلام نازل ہوجیو اوپر حبیب کی اوسکے اور اوسکے خلیل کے اور اوپر تمام انبیا اور مرسلین کے اور تمام آل پر اور تمام صالحون پر اور از انجملہ یہ ہے کہ نفل کی نماز اوس جناب کی جو بیٹھے ہوئے پڑھتے ثواب اوسکا برابر تھا کھڑے ہوکر پڑھنے کے بخلاف اورون کے کہ فرمایا من صلی قاعدا فلہ نصف اجر القایم اگرچہ ظاہر اس حدیث کا عام ہے لیکن سرور عالم مخصوص ہین اس سے اور صحیح مسلم کی حدیث مین عبد اللہ بن عمر بن عاص سے آیا ہے کہ کہا یعنی عبد اللہ نے کہ گیا مین نزدیک رسول خدا کے دیکھا مین نے کہ حضرت بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہین کہا مین نے یا رسول اللہ سنا ہے مین نے کہ آپ نے فرمایا ہے صلوۃ الرجل قاعدا علی نصف اور اب آپ بیٹھے ہوئے نماز کرتے ہین فرمایا ہان مین نے کہا ہے ولیکن لست کاحد منکم اور از انجملہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت اپنے برابر سے دیکھتے اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے اور تاریکی مین ایسا دیکھتے جس طرح روشنائی مین اور کلام اس مین باب اول مین ذکر شریف مین گذرا ہی اور از انجملہ یہ ہے کہ جو کچھ دنیا مین ہے آدم کے زمانے سے نفخہ اولی تک اوپر اوس سرور کے منکشف کیا گیا ہے تاکہ تمام احوال کو اول سے آخر تک اوس جناب نے معلوم کیا اور اپنے اصحاب کو بھی بعض اوس احوال سے خبر دی اوس مخبر صادق نے اور بعضے اہل فضل سے سنا گیا ہے کہ بعضے عارفون سے ایک کتاب لکھی ہے اور اثبات کی ہے کہ حضرت رسول نے تمام علوم آلہی کے تئین معلوم کیا تھا اور یہ بات ظاہر مین مخالف ہی بہت سی دلیلون کی تو اوسکے قائل نے اپنے اوس بات کی بولنے والے نے اس بات سے کیا قصد کیا ہوگا واللہ اعلم بالصواب **وصل فضایل** اور خصایل محمد کی امت مرحومہ کے بھی بہت بیشمار ہین مرحوم رحم کیا گیا اور یہ بھی یعنے **فضایل** وغیرہ راجع ہین طرف اوس

سرورؐ کے فضایل کے کہ وہ جناب ایسی امت اور ایسے تابعدار رکھتا ہے جس طرح فضایل اوس جناب کے داخل ہین امت کے فضایل ہین کہ وہی ایسا پیغمبر رکھتے ہین اور متبع اور مقتدی ایسی ذات کامل صفات کے ہین جانا کہ جب پیدا کیا حضرت پروردگار نے اور ظاہر کیا عنصر شریف نبوی کے تیئن عالم ظاہر مین نہایت احکام اور مضبوطی ہین تب ظاہر ہوئی عنایت بالغۂ اوس سرورؐ کی امت انسانی پر اگرچہ جن وانس تمام امت ہین اوس جنابؐ کی اوسی خصوصیت اور قابلیت کی جہت سے جو انکو ہے یعنے امت النسانیہ کو اوس سرورؐ کے ظہور کیا یعنے عنایت ربانی نے اور دوسری جگہہ نکیا اور فرمایا کنتم خیر امتہ اخرجت للناس اور یہ خطاب بواسطہ اس امت کے اول والونکی طرف ہی جو اصحاب رسول ہین اور مقرب درگاہ کے اور اس صفات ہین جو فرمایا تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر جو حقیقت سبب اور شرط ہین خیریت کے یعنے بہتری کی کیسی کہ اتم اور اکمل اور اسبق یعنے سابق تر حضرت رسولؐ کی صحبت کے فضل سے اور اوس جنابؐ کے جمال کے مشاہدہ کرنے سے اور اوس جنابؐ کے اقتباس انوار اور آثار سے بواسطہ مخصوص ہین اقتباس کے معنی نور چنا اور اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اول اس امت کا افضل ہے اپنے مابعد سے اور ترتیب بھی شارع سے اس باب مین واقع ہوئی ہے کہ فرمایا خیر القرون قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مشہور یہ تین مرتبے ہین صحابہ تابعین تبع تابعین اور ایک حدیث سے صحیح بخاری کی چوتھا مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اونکو یعنے چوتھے مرتبے والونکو اتباع تبع کہتے ہین ثم یفشوا الکذب فرماتے ہین کہ بعد فاش ہوگا کذب یعنے وہ ضبط اور ربط دین کا اور صدق اور تقوی اور یقین جو اول والون ہین تھا اور ایک گروہ اصحاب سے ہین کہ ایک لحظہ اوس جنابؐ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور ایمان لائے اور چلے گئے اپنے کاروبار مین مشغول ہوگئے اور امتداد صحبت اور طول خدمت کر کے استفادہ اور استفاضہ حاصل یعنے ایک لحظہ دولت ایمان اور دیدار سے کامیاب ہوکر گئے اور مدت تک خدمت مین نہین رہے جو لوگ کہ اصحاب کی تفضیل کے مطلق قایل ہین کہتے ہین کہ اونکو بھی ایک کمال حاصل ہے جو موجب افضلیت ہی اونکے بعد والون سے اور معلوم نہین ہوتا کہ مقصود اون لوگون کا کیا ہے یعنے جو اونکو کہتے ہین کہ افضل ہین مابعد والون سے اور کہتے ہین کہ برکت رویت سے اوس جنابؐ کی تمام کمالات حاصل ہوئے ہین جو متاخرین رکھتے ہین تو یہ محل توقف ہے اور یہ بات مستلزم ہے عدم تفاوت اور تفاضل کی درمیان اصحاب کے اور خلاف واقع

سے ہے یعنے اس بات سے لازم آتا ہے کہ اصحاب کے درمیان تفاوت نہو اور ایک کی دوسرے پر فضیلت ثابت
نہو یا یہ کہ کہتے ہوں کہ وہی رویت اور مشاہدہ کرنا حضرت کا ایک فضیلت ہی ایسی کہ اتم اور اکمل ہے
تمام فضایل اور کمالات سے اور کوئی فضیلت برابری نہین کرتی اوس سے اور بالجملہ اصحاب حیثیت
سے صحبت کی اگرچہ مدت اوسکی قلیل تھی افضل ہین اپنے سوال سے یعنے جو لوگ رویت سے اوس جناب
کی کامیاب نہین ہوئے اون لوگون سے افضل ہین اور ایک جماعت اصولین سے اطلاق کرنا صحبت
کے اسم کا بھی مخصوص رکھتی ہین جماعۂ اولی سے یعنے جو اول اصحاب ہین اون سے اور یہ خلاف ہے
محدثون کے مذہب کا جو صحبت کو درمیان ملاقات اور رویت کرکے اگرچہ ایکبار بھی ہو کفایت کرین
اور سابق بھی کچھ ایک اس باب سے مذکور ہوا ہے اور شاید کہ بعد اسکے بھی تقریب پڑے اور
فضایل اور خصائص اس امت کی علی الاطلاق بیشمار ہین اور اخبار اور آثار درمیان اسکے بہت وارد ہین
اور اتم اور اکمل اونکے فضایل کا یہ ہے کہ امت محمد ہین اور جس طرح کہ وہ سرور خاتم النبیین اور جامع
فضایل اور کمالات تمام پیغمبرونکا ہے اور مکارم اخلاق اور محامد صفات اوس سرور پر تمام ہوئے
یہ بھی یعنے امت احمدی خاتم ہین تمام امتون کے اور مخصوص ہین کمال دین کرکے اور کامل کرنا نعمت
کا جیساکہ منطوق قول الٰہی جل شانہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنے آج کے روز کامل
کیا مین نے واسطے تمھارے دین کو اور کامل کیا اوپر تمھارے مین نے اپنی نعمت کو اور
صفات انکی یعنے ہماری جو امت محمد ہین ہم سلف کی کتابون مین مذکور ہین جس طرح ہمارے پیغمبر کا ذکر
اور تھوڑا ایک اوس سے باب چہارم کے درمیان حضرت رسول اللہ کے ذکر مین جو سلف کی کتابون مین
ہے گذرا ہے اور ابن عباس سے آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ عرض کی موسیٰ نے کہ یارب آیا ہے
کوئی امتون کے درمیان گرامی تر تیرے نزدیک میری امت سے کہ چھاؤن کی تو نے اوپر انکے ابر سے
اور بھجوایا تو نے واسطے انکے من و سلوی پس فرمایا حضرت حق نے کہ نہین جانا تو نے ای موسیٰ
کہ فضل محمد کی امت کا یعنے بڑائی اور مرتبہ تمامی امتون پر ایسا ہے جس طرح میرا فضل ہی تمام خلق پر
عرض کی موسیٰ نے کہ یا پروردگار پس دکھا مجھی تو اوس امت کو فرمایا کہ نہین دیکھتا تو اوس امت کو لیکن سنوانا
ہون مین تجھے کلام اونکا پس ندا کی اونکے تئین حضرت پروردگار نے پس جواب دیا سب نے ایک آواز سے
کہ لبیک اللھم لبیک حال آنکہ دی اپنے باپون کے صلب مین اور ماؤن کے رحمون مین تھے پس فرمایا حضرت

حق نے صلوتی علیکم ورحمتی سبقت علی غضبی وعفوی سبق عذابی یعنے صلوات میری اوپر تمھارے اور رحمت نے میری سبقت کی اوپر میرے غضب کی اور میری عفو نے سبقت کی اوپر میرے عذاب کی استجابت کی مین نے واسطے تمھارے آگے اوس سے کہ تم دعا کرو اور جو کوئی ادراک کرے مجھے اوس حالت مین کہ گواہی دیتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخشتا ہون مین اوسکے گناہونکو پس کہا موسیٰ نے کہ ای پروردگار کیا عجب خوب ہی آواز محمد کی امت کی ای پروردگار سنا مجھے دوسری بار اور ابونعیم حلیہ کے درمیان انس سے لایا ہے کہ کہا رسول خدا نے کہ وحی نازل کی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ نبی اسرائیل کے پیغمبر کو کہ جو کوئی پاوے درحالیکہ منکر ہے احمد سے داخل کرونگا مین اوسی آتش مین دوزخ کی یعنے ساتھ اسکے کہ ایمان لایا ہو مجھپر اور منکر ہو احمد کا الخ کہا موسیٰ نے یارب کون ہی احمد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا نہین کیا مین نے کسی خلق کو اوس سے گرامی تر اپنے نزدیک اور لکھا مین نے اوسکے نام کو اپنے نام کے ساتھ عرش پر آگے اوس سے کہ پیدا کرون آسمان اور زمین کو اور جنت حرام ہے میری تمام خلق پر جب تک وہ اور اوسکی امت اوسمین داخل نہو اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ امت اوس سرور کی اوسکی تبعیت پر اور پیغمبرون سے اول بہشت مین داخل ہوگی اور کیا عجب جب مہمان عزیز ہے اوسکا طفیلی بھی عزیز ہوگا مگر یہ کہ مراد خلق سے غیر انبیا ہو اگرچہ فرمایا تمامی خلق لیکن نہین کہ امت افضل ہو انبیا سے یا برابر ہو ساتھ اونکے پس حاشا وکلا کیونکہ کوئی ولی نبی کے مرتبے کو نہین پہونچتا کہا موسیٰ نے اور کون لوگ ہین محمد کی امت اور کیا ہین صفات اونکی پس خبر کیا اللہ تعالیٰ نے اونکی صفات کو پس کہا موسیٰ نے ای پروردگار گردان مجھے نبی اوس امت کا فرمایا حضرت حق نے نبی امت کا اونکی جنس سے ہوگا پس کہا موسیٰ نے ای پروردگار پس گردان مجھے امت اوس نبی کی اور وہب بن منبہ سے آیا ہے کہ کہا وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے طرف شعیا پیغمبر کے کہ بھیجونگا نبی امی آدمی کو کہ کھولونگا بسبب اوسکے بہرے کانون کو اور اندھی آنکھون کے تئین اور اونکے دلونکو جو پوشیدہ ہون پردہ غفلت سے مولد اوسکا مکہ اور مہاجر اوسکا مدینہ طیبہ اور ملک اوسکا شام مین ہے اور ذکر کیا اون صفات کو جو پیچھے باب مین مذکور ہوئین یہان تک کہ فرمایا اور گردانونگا اوسکی امت کے تئین بہتر اوس امت کا جو باہر لائی گئی ہے واسطے لوگونکے ایسی امت کہ امر کرنے والی طرف معروف کے اور نہی کرنے والی منکر سے اور واحد جاننے والی میرے تئین اور ایمان لانے والی میرے سے اور اخلاص کرنے والی

مجھ سے کہ تصدیق کرنے والی اوس چیز کی جو لائے ہین میرے پیغمبر دیکھنے والے طرف آفتاب اور ماہ کے یعنے واسطے محافظت کرنے عبادت کے وقتون کے کیا خوش وہ صورتین اور دل اور ارواحین جنھون نے اخلاص کیا میرے سے الہام کرونگا مین اونکو تسبیح اور تکبیر اور تحمید اور توحید درمیان مجالس اور مضاجع کے اور درمیان حرکتون اور سکونون اونکے اور اونکے سفر اور حضر کے درمیان مضاجع جمع مضجع ہے بمعنی جائے خواب حضر گھر اور صفوف اونکے درمیان مسجدون کے ملایک کی صفون کے مانند ہین گرد عرش کے وہ میرے دوست ہین یاری دینے والا کینہ کھینچونگا مین ہاتھ اونکے اپنے دشمنون سے جو بت پرست ہین نماز پڑھینگے وے واسطے میرے کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے اور باہر آوینگے اپنے دیار سے یعنی ہانتھ اوٹھاوینگے اوس سے اور اپنے اموال سے میری رضامندی کی طلب مین اور قتال کرینگے میری راہ مین ختم کرونگا اونکی کتاب سے مراد قرآن کتابون کے تئین اور اونکی شریعت سے شریعتون کو اور اون کے دین سے دینون کے تئین اور جو کوئی پاوے اونکے تئین یعنے اونکے زمانے کو اور ایمان نہ لاوے اونکی کتاب پر اور داخل ہو اونکے دین مین اور شریعت مین تو نہین ہین اوسکا اور بیزار ہون مین اوس سے اور گردانونگا مین اونکو افضل امتونکا اور امت وسط جو شہدا ہین لوگون پر جب غضب مین آوین تہلیل کرینگے میرے تئین یعنے لاالہ الا اللہ کہینگے اور جب نزاع کرینگے تسبیح کرینگے مجھے یعنے سبحان اللہ بحمدہ بولینگے پاک کرینگے صورتون کو اور اندامون کو باندھینگے ازار کو یعنے لنگ آدھی پنڈلی تک اور تہلیل کرینگے اوپر ٹیکرون کے اور بلندیون کے قربانی کرینگے خون گرانے سے انجیلین اونکی یعنے قرآن اون کے سینون مین ہین مراد حفظ کرلینے سے راہبان ہین شب کے درمیان شیر ہین دنکو خوش وہ کوئی جو ساتھ اون کے ہے اور اونکی مذہب پرہے اور اونکی راہ اور روش پر ہے یہ میرا فضل ہے دیتا ہون مین جسے چاہتا ہون اور مین خداوند ہون فضل عظیم کا روایت کیا ہے اسکے تئین ابونعیم نے فضایل اس امت مرحومہ کے ہین سلف کی کتابون کے درمیان پس امت کو چاہیے کہ اس صفات پر ہون کہ یہ اونکی خوبی کی علت ہے اور شک نہین کہ اکمل اور اتم اس صفات کے درمیان انکے اول وے ہین جو اصحاب ہین اور پیرو اون کے اور اسکے خصایص سے ہے حلال گردانا غنایم کا اور حلال نتھا کسی امت کے تئین آگے ان سے اور گردانا تمام زمین کا جا سجدہ اور گردانا خاک کا پاک کرنے والی مراد تیمم سے

جیساکہ سرور عالم کے خصایص مین گذرا یعنے امت بھی شریک ہین ساتھ اوس سرور کے ان حکمون کے درمیان اور بعضون نے کہا ہے کہ وضو بھی خصایص سے انکے ہے نسبت کرنے سلف کی امتون کے اگرچہ یہ یعنے وضو کرنا پیغمبرونکو تھا اور استدلال کیا ہے یعنے طلب دلیل کرنا اوپر اس بات کے اس حدیث پر کہ ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء غر کے معنی نور اور محجل تحجل سے آیا ہے بمعنی سپیدی ہاتھ کی ولیکن ہو سکتا ہے کہ جز او وضو کی مخصوص ہوان سے اور فتح الباری کے درمیان سارہ کے قصے مین ساتھ اوس جبر کرنے والے کے جسنے پکڑا اوسے کہا ہے کہ جب چاہا اوس کافر نے کہ نزدیک ہو سارہ سے سارہ اوٹھی اور وضو کیا اور نماز پڑھی اور جریح راہب کے قصے کے ذکر مین بھی آیا ہے کہ وضو کیا اور نماز پڑھی اور کلام کیا غلام سے پس ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ مخصوص ہے اس امت سے غرہ اور تحجیل ہے نہ یہ کہ اصل وضو اور ایک روایت مین مسلم کی ابوہریرہ سے آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ وہ سیما ہے کہ نہین تمہارے غیر کے تئین اور ظاہر حدیث سے احمد کی جو مشکات کے درمیان کتاب طہارت مین لایا ہے بھی ایسا ہی بوجھا جاتا ہے اور مجموع صلوۃ خمس بھی ایسی امت کے خصایص سے ہے اور سابق کی امتون مین چار نمازین تھین سوا عشا کے اور اول جس نے عشا کی نماز پڑھی ہمارا پیغمبر تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تاخیر کرو عشا کے نماز کے تئین کہ تم تفضیل دئے گئے ہو اس نماز سے تمام امتون پر اور نہین پڑھا کسی امت نے اسکے تئین تم سے آگے اور اذان اور اقامت بھی اسی امت کے خصایص سے ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بھی کسی امت پر نازل نہین ہوا اس امت سے آگے مگر سلیمان پر پس بسملہ اس امت کے خصایص سے ہے اور امتون کی نسبت کرتے اور امین کو بھی اسی امت کے خصایص سے رکھا ہے اور عائشہ رض کی حدیث مین آیا ہے کہ یہود حسد نہین کرتی ہمپر کسی چیز پر جیسا کہ حسد کرتے ہین جمعہ پر کہ ہدایت کی خدا تعالی نے ہمکو اوپر اوسکے اور ہماری آمین کہنے پر امام کے پیچھے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ فرمایا جیساکہ کرتے ہین سلام و آمین پر اور اس امت کے خصایص سے ہے رکوع کرنا نماز کے درمیان روایت ہے علی مرتضی رض سے کہ فرمایا کہ پہلے پہل کی نماز جسکے درمیان رکوع کیا ہمنے عصر کی نماز تھی پس کہا مین نے یا رسول اللہ کیا ہے یہ رکوع کرنا کہ کبھی نہین کرتے تھے آپ در آج کیا حضرت نے فرمایا اوپر اوسکے امر کیا گیا ہو مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول مین ہمارے دین کے درمیان بھی رکوع نہ تھا جس طرح یہود اور نصاری کی نماز مین نہ تھا بعد اسکے امر ہوئی

اور حقیقت مین قیام کرنا اوپر رکوع کے اور رکوع سے اوپر سجود اور تدرج کرنا درمیان اوسکے داخل ہے
حدوث حضور اور وجود خشوع کے درمیان تدرج کے معنی مرتبہ مرتبہ کسی چیز کی طرف جانا لیکن اس جگہہ
اشکال لاتے ہین کہ فرمانا حضرت حق کا یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین دلالت رکھتا ہے
اس بات پر کہ سابق کی امتون مین رکوع تھا اور کہتے ہین یعنے جواب دیتے ہین کہ مراد قنوت سے ادات
طاعت ہین اس قول کی جہت سے حضرت حق کے کہ من ہو قانت انآء اللیل ساجدا و قائما اور قنوت
بمعنی طاعت اور بمعنی قیام کرنا اور خشوع کرنا آتا ہے اور مراد سجود سے نماز ہے اس قول کی جہت
سے حضرت حق کے کہ وادبار السجود اور رکوع سے مراد خشوع اور اجنات ہے خشوع اور اجنات
بمعنی عاجزی اور فروتنی کرنا اور مقدم کرنا سجدہ کا اوپر رکوع کے ایک نوع کا قرینہ ہے اوپر اس
معنی کے اور نہین تو ظاہر یہ ہے کہ رکوع مقدم ہو اور یہ اوس تقدیر پر ہے کہ ثابت ہو نص سے
حدیث نہ ہونے رکوع کی سابق کی امتون کی نماز مین اور عالمون نے استدلال کیا ہے یعنی دلیل
قایم کی ہے علی مرتضے رض کی حدیث سے اوپر اوس بات کے اور تمام نہین یہ استدلال پس بوجہہ
مگر یہ نظر کرنا طرف واقع کے کہین کہ رکوع نہین اوس قوم کی نماز مین واللہ اعلم اور اس امت کی خصایص
سے یہ ہے کہ صفین انھون کی نماز کے درمیان اور قتال کے درمیان ملایک کی صفون کے مانند
ہین قدر اور منزلت اور قرب درگاہ کے درمیان اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ صف
اول کے اتمام مین ہے کہ اوسے تمام کر کے دوسری صف باندھین اور ہو سکتا ہے کہ کنایہ ہو
جماعت کے ہونے سے نماز کے درمیان اگر کہین کہ جماعت بھی اس امت کے خصایص سے ہے
واللہ اعلم اور خصایص سے تحیت سلام ہے جیساکہ عائشہ صدیقہ رض کی حدیث مین گذرا پوشیدہ نرہے
کہ ظاہر صدیقہ رض کی حدیث سے سلام آخر نماز مین ہے اور ظاہر عبارت سے تحیت اوسکے سلام کی ہے
یعنے نماز کے سلام کی کہ ملاقات کے وقت آپسمین ایک دوسرے کو سلام کرین مگر یہ کہین کہ دونون
ایک ہین اور سلام نماز کا بھی فرد اوسکا ہے جو اوپر ملایک کے اور قوم کے کہین پس اندیشہ کر اور اس
امت کے خصایص سے جمعہ ہے کہ دوسرونکو نہین ہے جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ ہذا الیوم الذی
فرض اللہ علیہم فہدانا اللہ لہ والناس فیہ لنا تبع الیہود غدا والنصارے بعد غد روایت کیا اسکے شیخین
بخاری نے اور اس حدیث کا ایک بیان ہے جو اپنی جگہہ کیا گیا ہے اور اس امت کے خصایص

سے ساعت جمعہ ہی کہ جو کچھ اوس مین یعنے ساعت مین خدا تعالی سے طلب کرین پاوین اور اس جگہ بہت قول ہین چالیس قول کے نزدیک اور سفر السعادۃ کی شرح کے درمیان اوسکے مین نے نقل کئے ہین اور زیادہ صحیح اون سے دو قول ہین کہ وہ ساعت امام کے نکلنے کے بعد سے ہے جمعے کے خطبے پڑھنے مین نماز سے فارغ ہوئے تک اور دوسرا قول آخر ساعت کے درمیان جمعے کے روز ہے اور ازانجملہ یہ کہ پہلی شب مین جو ہوتی ہے رمضان کی نظر فرماتا ہے حضرت پروردگار طرف انکے یعنے امت محمدی ﷺ کی نظر عنایت کی اور جسکی طرف اللہ تعالی نظر عنایت کرے عذاب نہین کرتا اوسے کبھی ہرگز اور زینت دیتا ہے اور سنوارتا ہے بہشت کو تیئن درمیان اوسکے یعنے اوس پہلی شب کو رمضان شریف کی اور گردانتا ہے روزہ رکھنے والے کے منہ کی باس کو اپنے نزدیک زیادہ خوشبو مشک کی باس سے اور طلب آمرزش کرتے ہین واسطے اونکے یعنے امت احمدی کے لئے ملایک ہر رات جس وقت افطار کرتے ہین اور جب آخر شب رمضان کی ہوتی ہے بخشتا ہے ان تمام کے تیئن اور دی گئین رہیز اس امت کو رمضان کے درمیان پانچ خصلتین کہ نہین دی گئین کسی پیغمبر کی امت کو اور آیا ہے کہ طلب آمرزش کرتے ہین واسطے انکے جس وقت افطار کرتے ہین اور بند اور زندان کئے جاتے ہین شیاطین اور ازانجملہ مستحب ہونا سحر و نکا اور تعجیل فطر کی اور مباح ہونا کھانا اور پینے کا اور جماع کا آنکو فجر تک اور حرام تھا سونے کے اوپر اون شخصون کے جو ہم سے اگاڑی تھے اور اسیطرح اول اسلام مین ہمارے اوپر بھی بعد اسکے منسوخ ہوا اور ازانجملہ شب قدر ہے جیسا کہ کہا ہے نووی نے مہذب کی شرح مین اور روایتون مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک مرد تھا کہ اوس نے ہزار مہینے خدا کی راہ جنگ کیا اور ہتیار بدن سے نہ کھولے اصحاب نے عرض کی کہ کسکو طاقت ہے ہم سے کہ ایسا کر سکے کہ نازل ہوا سورہ قدر کہ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے اور قیام کرنا اس ایک شب مین افضل ہے جہاد سے خدا کی راہ مین ہزار مہینے کے اور باقی اس مقام مین اپنے محل مین آویگا اور اختلاف کیا ہے کہ روزہ رکھنا رمضان کا اس امت کی خصایص سے ہے یا سابق کی امتون پر بھی تھا اور آیا کریمہ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم مراد اس سے رمضان کے روزے رکھنا ظاہر اس بات مین ہے کہ سابق کی امتون پر بھی مکتوب تھا اور ابن ابی حاتم ابن عمر سے لایا ہے کہ روزے رکھنا رمضان کا مکتوب تھا سابق کی امتون پر جس طرح ہمارے اوپر اور اس حدیث اسناد کے درمیان روایت کی

گئی مجہول ہے اور اگر کہیں ہم کہ مراد مطلق روزہ رکھنا ہے نہ یہ کہ قدر اور وقت اوسکا پس شبہہ واقع
ہے اوپر صوم کے اور ترک جمہور یہی یعنے تمام عالموں کا اور اس امت کے خصایص سے استرجاع کرنا ہے
ان کا نزدیک مصیبت کے جو مستوجب صلوات اور رحمت ہے پروردگار تعالی سے اور سبب اہتدا ہے
واسطے انکے استرجاع کے معنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا اہتدا کے معنی راہ راست پانا صلوات کے
معنی دعا اور آمرزش اور رحمت سعید بن جبیر سے آیا ہے کہ کہا بتحقیق دی گئی اس امت کے تیئں نزدیک
مصیبت کے وہ چیز جو دیا نہیں گیا انبیا کے تیئں مانند اوس چیز کے مراد اوس سے استرجاع ہے
اور اگر دیا جاتا یعقوب ع کو جس وقت کہا یا اسفی علی یوسف کہا مؤلف نے یہ قول موجب او موہم ہے
اس امت کی ترجیح دینے کا اوپر انبیا کے اور بتحقیق کہا یعقوب ع نے فصبر جمیل واللہ المستعان اور یہ*
استرجاع کے معنی میں ہے اور کہنا اوسکا یا اسفی علی یوسف منافی اسکا نہیں ہے اسف کے معنی اندوہ
اور اگر کہیں دیا گیا اس امت کے تیئں استرجاع سے وہ کچھ جو نہیں دیا گیا دوسری امتوں کو تو بہتر ہے
اور ظاہر یہ ہے کہ تخصیص امت کی نسبت کرنی امتوں کے ہے نہ نسبت کرنے انبیا کے اور از انجملہ یہ ہے
کہ اللہ تعالی نے اوٹھا لیا اس امت سے اصر اور اغلال جو سابق کی امتوں پر تھا اصر کے معنی اگر مکسور الاول
ہو تو عہد اور بوجھ اور گناہ اور اگر مفتوح الاول ہو تو توڑنا اور بند کرنا در بار رکھنا اور اغلال کے معنی لینے
رکھنا اور خیانت کرنا غنیمت کے درمیان از مراد تخفیف ہے اور دور کرنا تکلیفوں کا سابق کی جو ان پر تھیں
مثل تعین قصاص قتل عمد اور خطا کے درمیان اور قطع کرنا خاطیہ کے اعضا کا اور قطع کرنا موضع نجاست کا
اور قتل نفس درمیان توبہ کے اور ہوتا تھا مرد بنی اسرائیل سے کہ کرتا تھا گناہ رات کو اور لکھا ہوا
پاتا صبح کے وقت اپنے گھر کے دروازے پر کہ کفارت اس گناہ کی یہ ہے کہ نکالے تو اپنی
دونوں آنکھوں کو پس نکالتا وہ شخص اپنے دیدوں کو اور از انجملہ آسان گردانا ہے پروردگار
تعالے کا اوپر اس امت کے اون چیزوں کو جو انکے غیر پر دشوار گردانیں اور نگردانی اوپر انکے
دین کے درمیان حرج جیسا کہ اگر کھڑا رہ سکے کوئی نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور مباح
گردانا افطار کرنا اور قصر کرنا درمیان سفر کے اور کھولا اوپر انکے دروازہ توبہ کا اور شروع گردانیں
اوپر انکے کفارتیں حقوق اللہ کے درمیان اور مشروع گردانا ارش اور دیت کے تیئں حقوق عباد
کے درمیان ارش کے معنی دیت دینا جراحت کا اور روایت کی گئی ہے ابن عباس رض سے

کہ جو کچھہ شدتین اور کراہتین تھین بنی اسرائیل کے درمیان حق تعالی نے کہین اس امت سے یعنے
اس امت کو اون شدتون وغیرہ سے محفوظ رکھا آور انجملہ یہ ہے کہ حضرت حق نے رفع کیا ہے
اس امت سے یعنے دور کیا مواخذہ کرنا یعنی بازپرس کرنا تیئن اوپر خطا اور نسیان کے اوپر اون چیزون کے
جن پر کراہت کیے جاوین اور حدیث نفس کے تیئن یعنی اسنے رفع کیا جسے خاطر اور وسوسہ کہتے ہین
اور تحقیق تھی بنی اسرائیل کہ جب چوک ہوتی اونسے اون چیزون ہی جن پر امر کئے گئے تھے یا کچھہ خطا ہوتی معجل ہوتی
اوپر انکے عقوبت یعنی جلد بسبب خطا وغیرہ کے اوپر عذاب نازل ہوتا اور حرام گردانا جاتا واسطے اوسکے
کچھہ ایک کھانے سے اور پینے سے اوپر اندازے اوس گناہ کے اور تحقیق فرمایا ہے سرور عالم نے
کہ ان اللہ تعالی رفع امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ رواہ احمد وابن حبان والحاکم وابن ماجہ یعنے
تحقیق کہ خداے برتر نے دور کیا ہے میری امت سے خطا اور نسیان کے تیئن اور فرق درمیان خطا
اور نسیان کے یہ ہے کہ نسیان کے درمیان مطلق فراموش ہوا جیساکہ روزہ دار نے روزہ فراموش کر کے
کھانا کھایا اور خطا کے درمیان یہ کہ یاد رکھتا ہے لیکن غلط کیا جیساکہ روزے کو یاد رکھتا ہے اور مضمضہ
کیا یعنے کلی اور پانی حلق مین اوتر گیا اور اکراہ کے معنی بزور کسی کے تیئن کسی کام پر رکھنا جیساکہ
ایک ظالم نے ظلم کیا اور کہا کہ تکلم کر تو کفر کے کلام سے اور اگر نہین کریگا تو تجھے مار ڈالونگا اس جگہہ
اگر کفر کا کلام کیا اور دل اپنے قرار پر ہے تو کچھہ زیان نہین رکھتا اور اوسپر کچھہ مواخذہ نہین ہے
اور حدیث نفس جان کہ اس جگہہ کئی چیزین ہین ایک یہ کہ دل مین یکایک بے اختیار کچھہ آیا اور اوسکو
ہاجس کہتے ہین اس جگہہ اصلا مواخذہ نہین کوئی ہوا اور دل مین پڑنے کے بعد جولان کیا اور پھر اول کے
درمیان اوسکو خاطر کہتے ہین بعد اوسکے بھی ہے کہ چاہا وہ کام کرے اور نہ کیا اور یہ مرفوع ہے
اس امت سے یعنے دور کیا گیا بلکہ اگر نکیا ایک حسنہ لکھتے ہین اوسکے نامہ اعمال مین بعد اسکی عزم ہے
کہ بجد ہے کہ کرے لیکن خارج سے کوئی مانع پیدا ہے کہ نہین کر سکتا اور اگر مانع نہو البتہ وہ کام
کرتا ہے اس صورت مین موخذہ ہے کیونکہ یہ فعل دل کا ہے اور اوپر اسبات کے محمول ہے قول
آلہی جل جلالہ کہ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ لیکن عزم زنا کا زنا نہین ہے اور مواخذہ
اوپر اوسکے مواخذہ زنا کا نہین ہے بلکہ ایک گناہ ہے اپنے سر سے اور مواخذہ کیا جاتا ہے آدمی
اوس سے اور خصایص کاملہ سے اس خیر الامم کے یہ ہے کہ شریعت اسکی کامل تر ہے تمام شریعتون سے قدیم کی اور

یہ عیان ہے کہ جس کے بیان کی حاجت نہین اور واضح ہے جس مین پوشیدگی نہین اور جب وہ سرور مبعوث ہے واسطے کامل کرنے مکارم اخلاق اور محامد افعال کے خواہ مخواہ دین اور شریعت اوسکی اتم اور اکمل ہے تمام دینون کی اور شریعتون کی اور یہ شریعت غرا یعنے روشن جامع ہے درمیان جلال اور جمال کے اور قہر اور لطف کے نہایت مرتبہ توسط مین اور اعتدال مین موسی کی شریعت پر نظر کیا چاہئیے کہ کیسی تکلیف شاقہ تھی اوسمین یعنے شریعت اونکی قتل نفوس سے اور تحریم طیبات سے اور تعجیل عقوبات سے اور تحمیل اصار اور اغلال سے اصار جمع اصر ہے بمعنی اصرا در اغلال اوپر گذرے اور تحمیل کے معنی بوجھ لادنا اور اظہار آثار قہر اور جلال سے یہ سب بیان پر ہے ہین تکلیف شاقہ کے جو اوپر ہے اور موسیٰ عظیم تر اور شدید تر تھے خلق اللہ سے ہیبت اور غضب مین اور بطش اور اخذ کے درمیان جیسا کہ خلق کو اوپر نظر کرنے کی طاقت نتھی اخذ بمعنی پکڑنا اور بطش حملہ کرنا آای ہین کہ جس روز سے کہ موسیٰ خدائے عزوجل سے کلام کرنے سے اور تجلی پانے سے مخصوص ہوے برقع اپنے روے مبارک پر رکھتے تھے تاکہ اونکے قہر اور جلال کی تاب سے لوگ بیتاب نہون اور تھے نفوس اون کی امت کی یعنے ذاتین اونکی بھی شدید اور غلیظ اور معوج یعنے کج اور غلیظ کے معنی بد اور شدید کے معنی سخت کہ سوا تکالیف غلیظہ اور احکام شدیدہ کی اصلاح اور استقامت قبول نہین کرتے تھے قولہ تعالیٰ ثم قست قلوبکم فہی کالحجارة او اشد قسوہ اور تھی شریعت عیسیٰ کی شریعت فضل اور احسان اور لطف اور امتنان یعنے قبول منت کرنا ایسی شریعت کہ جس مین تقابلہ اور محاربہ نتھا اور حرام ہے نصاری کے دین مین قتال کرنا اور اگر کرین تو گنہگار ہون اور تھے نفوس یعنے ذاتین عیسیٰ کی امت کی ملایم اور نرم خو اور نتھے اوپر اونکے اصار اور اغلال اور احکام شدیدہ اور اوامر غلیظ آور انجیل مین آیا ہے کہ جو کوئی تھپیڑا مارے تیرے سیدھے گال پر پھیر تو اپنے رخسار چپ کو طرف اوسکے اور جو کوئی لڑے تجھ سے تیرے جامے پر جو تیرے بدن مین ہے دے تو ساتھ اوسکے اپنی چادر کے تئین اور جو کوئی تجھے تسخیر کرے ایک میل تک جا تو ساتھ اوسکے دو میل تک اور یہ رہبانیت جو نصاری نے پیدا کی ہے ایک بدعت ہے جو اپنے پاس سے پیدا کی ہے بدون اوسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انپر لکھی ہو یا واجب گردانی ہو انپر جیسا کہ منطوق اس آیت کا ہے کہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ماکتبنا ہا علیہم اور تھے عیسیٰ مظہر صرف جمال اور لطف و احسان کے جیسے تھے موسیٰ مظہر محض جلال اور قہر اور غلبے کے لیکن پیغمبر ہمارا مظہر کمال ہے اور جامع درمیان جمال اور جلال کے او

قوت اور بندل اور شدت اور نرمی اور رافت اور رحمت کی ہے رافت کے معنی مہربانی کرنا اور شریعت اودس جناب کی اکمل شرایع ہے اور امت اودس سرور کی اکمل امم ہے اور احوال اور مقامات انکے اکمل احوال اور مقامات اور ایسی آئی شریعت اودس سرور کی نہایت توسط اور اعتدال مین اور نہایت جامعیت و کمال مین کبھی وارد ہوتی ہے یعنے شریعت ہمارے پیغمبر کی الزام اور ایجاب کرکے اور کبھی ندب اور استحباب کرکے استحباب کے معنی دوست رکھنا اور نیک گننا کسی چیز کو اور الزام کے معنی لازم کرنا اور موضع شدت مین شدید اور نرمی کی جگہہ مین نرم اور کسی جگہہ تلوار مارلی اور کسی جگہہ عطا کرلی اور کبھی عدل فرماتے ہین اور کبھی فضل کرتے ہین اور کسی وقت جزا بدی کی بدی کرکے مانند اوس بدی کے کہتے ہین اور یہ عدل ہے اور کسی وقت فمن عفی و صلح فاجرہ علی اللہ یعنے پس جس شخص نے عفو کی اور صلح کی پس اجر دینا اوسکا خدا پر ہے اور یہ فضل ہے انہ لایحب الظالمین تحریم ظلم ہے یعنے حرام کرنا ظلم کا وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ایجاب عدل بھی ہے اور تحریم ظلم بھی ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین تنبیہ ہے یعنے آگاہ کرنا اوپر فضل کے اور حرام گردانا اس امت پر ہر خبیث کو یعنے بد کو اور ضرر پہونچانے والے کام کو اور مباح گردانا ہر ایک نفع پہونچانے والے طلب کے تئین یعنے نرمی کے تئین اور تحریم یعنے حرام کرنا رحمت ہے اور سابق کی امتون پر عذاب فرمایا حضرت حق نے انکو ہو اجتباکم و ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور گردانا اونکو شہدا اوپر الناس کے شہدا جمع شہید ہے بمعنی گواہ اور قایم کیا مقام رسل مین جو شہدا اپنی استون پر اور گردانا اونکو خیر امتہ اخرجت للناس اور مخصوص گردانا اونکو فضایل اور کرامات کرکے مراتب اور درجات سے واللہ یختص برحمتہ من یشاء وہو ذو الفضل العظیم یعنے اللہ تعالی مختص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے اور اللہ تعالے صاحب فضل عظیم ہے اور اس امت کے خصایص سے یہ بات ہے کہ یہ امت قبول جمعیت نہین کرتے اوپر گمراہی کے اور حدیث مشہور ہے بہت سی سندون سے اور اسکے شواہد بہت آئے ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ سوال کیا مین نے پروردگار سے اپنے کو جمعیت نکرے امت میری اوپر گمراہی کے پس عطا کی مجھے اس مسئلت کو یعنے اس سوال کے اور یہ دلیل ہے اوپر حجیت اجماع کے یعنے اتفاق کے اور اجماع انھونکا حجت ہی اور اختلاف انھونکا رحمت ہی یعنے مسایل مین اور اختلاف سابق کی امتونکا عذاب تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ

ہے یعنے اختلاف کرنا میرے اصحاب کا واسطے تمھارے رحمت ہے اور مشہور اس لفظ سے ہے اختلاف امتی رحمۃ کہ ہمیشہ تھے علماے امت کے درمیان اہل فتوی اور اہل اجتہاد کہ ایک شخص فتوی دیتا تھا اوپر حلال ہونے کے اور دوسرا اوپر حرام ہونے کے اور عیب نہین پکڑتا تھا ایک اوپر دوسرے کے اور بعضون نے اس حدیث سے اختلاف امت کا حرفت اور صنعتون کے درمیان مراد رکھا ہے جو موجب تیسیر یعنے موجب فراغت اور باعث تسہیل یعنے سہل کرنا امور دنیا کا اور انتظام کارخانہ معیشت کا یعنے گذران کا ہے جس طرح اختلاف عالمون کا فقہی مسایل کے درمیان سبب ترخیص اور توسع امر دین ہے ترخیص اجازت دینا اور توسع کشادگی اور خصایص سے اس امت مرحومہ کے یہ ہے کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے واسطے انکے اور دوسری امتون کو عذاب تھا جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ الطاعون رجز انزل علی بنی اسرائیل اور ایک روایت مین علی من قبلکم اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ الطاعون شہادۃ لکل مسلم اور دوسری روایت مین الطاعون شہادۃ لامتی ورحمۃ لہم ورجز علی الکافرین یعنے وبا جس مین لوگ ہلاک ہوتے ہین شہادت ہے واسطے میری امت کے اور رحمت ہے واسطے اون کے اور عذاب ہے واسطے کافرون کے اور بھاگنا اوس سے یعنے طاعون سے بھاگنے کے حکم مین ہے زحف کے معنی چلنے والا لشکر طرف دشمن کے جیسا کہ صدیقہ رض اور جابر رض کی حدیث مین آیا ہے اور بیشک معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور دوسری جگہہ کلام زیادہ روشن اس سے لائے ہین ہم اور اس امت کے خصایص سے ہے کہ جب شہادت دیوین دو شخص ان سے واسطے کسی بندے کے اوپر خیر کے واجب ہوتا ہے واسطے اوسکے بہشت اور سابق کی امتون مین جس وقت گواہی دیوین سو آدمی اور حدیث مین آیا ہے من اثنیتم علیہ بخیر وجبت لہ الجنۃ ومن اثنیتم علیہ بشر وجبت لہ النار اور کہا ہے کہ معتبر شہادت اوسکی ہے جو عادل ہو اور صادق ہو بدون غرض کے اور بدون کذب کے ہو یعنے شہادت اور اس امت کے خصایص سے ہے کہ عمرین انکی اقصر اور اعمال انکے اقل نسبت کرنے سابق کی امتون کے اور اجر انھون کے اکثر اور اوفر یعنے وافر تر جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم نے کہ داستان تمھارا اور داستان اون لوگونکا جو تم سے آگے تھے یعنے یہود اور نصارا مانند اوس شخص کی داستان کے ہے جسنے تین اجیر پکڑے یعنے مزدور ایک فجر سے ظہر تک اور دوسرا ظہر سے عصر تک اور تیسرا عصر سے شام تک

اور ہر ایک کا ایکدرم مزدوری مقرر کی جب مزدوری دینے کا وقت ہوا تینوں مزدور کھڑے ہوئے
کہ کام ہمارے متفاوت اور اجر برابر اوس شخص نے کہا کہ مین نے جو کچھ تم سے شرط کی تھی سو تمکو دیا
مین نے باقی میرا فضل ہے جسکو چاہون دون مین اول یہود کی مثال ہے اور ثانی نصاری کی اور
ثالث اس امت مرحومہ کی اور اس امت کے خصایص سے یہ ہے کہ یہ سب دئے گئے ہین اسناد
کے تئین کہ اوس سے سلسلہ حدیث نبویہ کا باقی ہے اور قیامت تک یون ہی رہیگا اور یہ خصیصہ فاضلہ ہے
اور سنت سنیہ ہے کہ اکرام کیا ہے اللہ تعالی نے اوپر اوسکے اس امت کے تئین اور تشریف
اور تفضیل دی ہے انکے تئین بسبب اوسکے کہ کسی ایک کو سابق کی امتون سے نہین عطا کی اور
تھے صحیفے اوسکے نبیون کے اونکے ہاتون مین اور خلط کیا اونھون نے اوپر اوسکے اپنے
اخبار کے تئین کہ لیا اونھون نے اوسکے تئین غیر تفاوت سے اور نہین پاس اونکے تمیز یعنے
جدا کرنا اور تفرقہ یعنے فرق کرنا درمیان توریت اور انجیل کے اور درمیان اون چیزون کے جو کچھ
لاحق کردا یعنے ملایا اونھون نے اخبار سے اور یہ امت فاضلہ شریفیہ زیادہ کرے اللہ تعالی
واسطے اسکے فضل اور شرف لیا حدیثون کے تئین تفاوت سے جو معروف اور مشہور تھین اپنے زمانے
مین ساتھ صدق اور امانت داری کے اور اونھون نے دوسرون سے یہان تک منتہی ہوا حضرت نبوت
کرکے اور بحث اور تفتیش کی اونھون نے یعنے تلاش تاکہ پہچانا اونھون نے احفظ اور اضبط کے تئین
مرتبے کے درمیان اور تمیز کے درمیان اوسکے کہ جسکے طول تھی یعنے زیادہ طولانی مصاحبت
اور مجالست اوسکی ساتھ اپنے شیخ کے اوس شخص سے جسکی اقصر تھی اور لکھا انھون نے حدیثون
کے تئین بطریق متعدد اور ضبط کیا اون حدیثون کے حروف اور کلمات کے تئین غلط اور خطا اور
زلل اور خلل سے اور تہذیب اور تنقیح کی انھون نے تہذیب کے معنی پاک کرنا اور تنقیح پاک کرنا
بات کا کیا حرف سے خصوصًا اصحاب صحاح نے کہ عمدہ انھون کے بخاری اور مسلم ہین جو دونوں
ہین یعنے بزرگ ستارے آسمان جلالت اور عدالت کے جزاہم اللہ عن المسلمین خیرا اور یہ فضل خاص
خدا عزوجل کا ہے اوپر اس امت کے نشکر اللہ علی ہذہ النعمۃ وسائر نعمۃ ولنسالہ المزید من فضلہ
وکرمہ یعنے شکر کرتا ہون مین خدا کے تئین اوپر اس نعمت کے اور ساری نعمتون پر اور سوال
کرتا ہون مین زیادت کا اوسکے فضل اور کرم سے ابو حاتم رازی نے کہا ہے کہ نتھی کسی امت مین سابق

کی استون سے آدم کی پیدائش کے وقت سے علما جو نگاہ رکھتے اپنے پیغمبرون کے آثار کے تئین یعنے نشانون کو مگر اس امت مرحومہ کے درمیان اور معرفت تاریخون کی اور نسبون کی بھی اسی امت کے خصائص سے ہے کہتا ہے یعنے ابو حاتم کہ زیادہ عارف صحابہ کے درمیان علم انساب مین ابو بکر صدیق تھے لاتے ہین کہ عبداللہ بن عباس کے تئین اکثر صرف کرنا علم اشعار کا اور تواریخ کا اور انساب کا اور ایام عرب کا تھا اور امیر المومنین عمر بن خطاب سے لاتے ہین کہ وصیت کرتے تھے اوپر لازم گردانتے اور حفظ کرنے دواوین شعر کے جمع دیوان ہے اور اوپر حفظ کرنے عرب کے لغات کے واسطے پہچاننے تفسیر قرآن کی وجہون کی اور اوسکے اعراب کے پہچاننے کے لئے رضی اللہ عنہم وجزاہم خیرا اور از جملہ خصائص یہ ہے کہ یہ امت مخصوص اور موفق ہوئی یعنی توفیق پائی ہوئی اوپر تصنیف کرنے اونکی کتابون کے اس کام مین مصدوق یعنے صدق کئے گئے اس حدیث سے کہ لا یزال طائفۃ منہم ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ یعنے کوشش کرنے والے خدا کی راہ مین اور متمسکین بسنۃ رسول اللہ یعنے چنگل مارنے والے رسول خدا کی سنت کے ہین اگرچہ قرآن کے درمیان ابتدائے قرن ثانی تک قاعدہ تصنیف کا درمیان آیا نتھا اگرچہ کتابت کرنا علم کا اور جمع کرنا حدیثون کا موجود تھا لیکن تصنیف کرنے کی طرح اور ترتیب کے طور سے نتھا اور ان نحوون سے اور تفصیل سے اور وضع سے اور اصطلاح سے اور جمع کرنا علمونکا اور تعین کرنا موضوع کا اور مسایل سلوک کا انتہا بعد اوسکے اوتنا کچھ ہوا کہ حد اور حصر سے زیادہ آیا کہ خدائے عزوجل کے علم کی کوئی اوسکا احاطہ نہ کرسکے وبارک اللہ فیہم وکثر سوادہم قرن کہتے ہین تیس برس کی مدت کو یا اسی یا بیس سال کو یا سو برس کو اور یہ درست ہے کیونکہ حضرت رسولؐ نے ایک لڑکے کو فرمایا کہ عش قرنا اور وہ لڑکا سو برس جیا اور خصایص سے امت محمدی کے موجود ہونا قطبونکا اور ابدال اور اوتاد اور نجبا کا ہے درمیان انکے یعنے امت احمدی کے درمیان حدیث مین انس رضؓ سے آیا ہے کہ ابدال چالیس مرد اور عورتین ہین جب مرتا ہے ایک اون سے یعنے مردون سے یا عورتون سے پیدا کرتا ہے خدا تعالے بدل اوسکے ایک مرد یا ایک عورت دوسرے کے تئین روایت کیا اسکے تئین خلال نے کرامات الاولیا کے درمیان اور روایت کی ہے طبرانی نے درمیان اوسط کے اس لفظ سے

کہ خالی نہین رہتی زمین چالیس مردسے ایسے کہ خلیل الرحمن کے مانند ہین کہ اونسے قایم ہے وہ زمین اور برکت سے اونکی پانی دئے جاتے ہین لوگ نہین مرتا ایک اونسے مگر یہ کہ بدل گردانتا ہے خدا تعالی اوسکی جگہہ ہین دوسرے کے تیئن اور نام کرنا ابدال کرکے بھی اسی جہت سے ہے اور بعضے مشایخ عظام نے کہا ہے کہ اس جہت سے کہ تبدیل کیا ہے اونھون نے اپنے صفات ذمیمہ کے تیئن یعنے بصفات حمیدہ سے اور منسلخ ہوئے ہین صفات بشریت سے یعنے نکلے ہین آدمی کی صفات سے اور یہ اوپر گذرا کہ وے مثل خلیل ہین مراد اس سے ہونا اونکا ایک صفت پر صفات کمال سے ایسی صفت جو اخص صفات ہو شریک ساتھہ اوسکے یعنے خلیل الرحمن سے اور یہی معنی اون لوگون کے ہین جو کہتے ہین کہ ولی بر قدم نبی ہے نہ یہ کہ مانند تمامی صفات کی درمیان حاشا اسبات سے اور ابن عدی کامل کے درمیان لایا ہے کہ بائیس شخص اون چالیس تنون سے شام ہین رہتے ہین اور اٹھارہ عراق ہین اور جب امر الٰہی پہونچے گا کہ وے تمام قبض کئے جاوین تب قایم ہو گی قیامت اور اسیطرح مروی ہے نزدیک احمد کی درمیان مسند کے اور ابو نعیم درمیان حلیہ کے ابن عمر سے لایا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خیار میری امت کے یعنے بہترین ہر قرن ہین پانچ سو شخص ہین اور ابدال چالیس ہین جس وقت مرے ایک اونسے دوسرا آوے بدل اوسکے اور وے تمامی روے زمین ہین رہین گے اور بھی درمیان حلیہ کے ابن مسعود سے لایا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ چالیس مرد ہین میری امت سے کہ دل وے اونکے ابراہیم کے دل کی طرح ہین دفع کرتا ہے خدا تعالی اونکی برکت سے خلق سے بلائین کے تیئن کہا جاتا ہے اونکے تیئن ابدال اور اونھون نے نہین پایا اس مرتبے کے تیئن نماز اور روزے اور صدقہ دینے سے پوچھا ابن مسعود نے کہ یا رسول اللہ پھر کس چیز سے پایا اونھون نے اس درجے کے تیئن فرمایا سخاوت سے اور مسلمانون کی خیر خواہی کرنے سے یعنے نماز اور روزے مین شریک ہین ساتھہ مسلمانون کے لیکن صفت اونھون کی جس سے پایا اونھون نے اس مرتبے کو یہ دو صفت ہین اور نقل ہے معروف کرخی سے کہ جو کوئی کہے ہر روز اللھم ارحم امۃ محمد لکھے اوسے اللہ تعالی درمیان ابدال کے اور درمیان حلیہ کے کہا ہے کہ ہر روز دس بار کہے ان لفظون کو کہ اللھم اصلح امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اور آیا ہے کہ نشان ابدال کا یہ ہے یعنے پہچانت کہ پیدا نہین ہوتی اونکو اولاد اور وے لعنت نہین کرتے کسی چیز کو لعنت کے معنی بیزاری اور یزید بن ہارون سے آیا ہے کہ ابدال اہل علم ہین

اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ اگر ابدال صاحب حدیث نہون تو پس کون لوگ ہونگے اور تاریخ بغداد خطیب
کے درمیان ایک کتاب بھی لایا ہے کہ کہا نقبا تین سو ہین اور نجبا ستر اور بدلا چالیس اور اخیار
سات اور عمد چار اور غوث ایک نقبا اور نجبا اور بدلا اور عمد الفاظ جمع کے ہین عمد جمع عمدہ ہے
مسکن نقبا کا درمیان مغرب کے مسکن یعنی جاے سکون نجبا کا مصر اور مسکن ابدال کا شام اور اخیار
سیاح ہین یعنے پھرنے والے زمین پر اور عمدہ زمینون کے گوشون پر ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہے
اور جب عارض ہوتا ہے کوئی امر عامہ دعا کرتے ہین اور ابتہال یعنے عاجزی کرتے ہین نقبا بعد
حاجات کے واسطے بعد اسکے نجبا بعد اسکے اخیار بعد اسکے عمد اگر مستجاب ہووے دعا اونکی
تو بہتر اور نہین تو ابتہال کرتا ہے غوث اور اجابت کی جاتی ہے دعا غوث کی سوال کے تمام
ہونیکے آگے اور اس امت کے خصایص سے یہ ہے کہ وے داخل ہوتے ہین قبرون کے درمیان
باگناہ اور باہر آوینگے بیگناہ پاک کئے جاتے ہین گناہون سے مومنون کے استغفار کرنے سے
واسطے انکے رواہ الطبری فی الاوسط من حدیث انس اور اس حدیث سے ایک اقتباس حاصل ہوئی ہے
یعنے طلب نیت اوس چیز سے جو کچھ کہا ہے بعضے عالمون نے اگرچہ یہ قول نادر ہے کہ عذاب قبر کا
اس امت مرحومہ کے خواص سے ہے تا کہ انکو صاف اور پاک کر کے آخرت کو لیجاوین اور دوسرا
کوئی عقاب اوپر اونکے جاری نہو اور از انجملہ یہ ہے کہ وے اول وے اشخاص ہون جنکے واسطے
شگاف کیجاوے زمین یعنے باہر آوین قبر سے تمام امتون سے آگے اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا
حضرت نے اول من تنشق الارض عنی وعن امتی اور از انجملہ یہ ہے کہ بلایا جاویگا انکو غر محجل یعنے نورانی
ہاتھ کئے گئے آثار وضو سے اور غرہ اوس سفیدی کو کہتے ہین جو گھوڑے کے منہ پر ہوتی ہے
اور تحجیل اوس سپیدی کو کہتے ہین جو گھوڑے کے قوایم مین ہوتی ہے اور نہایت تحجیل تمام بازو
اور پنڈلیون پر ہے دھونے مین ہاتھ اور پاؤن کے اور غرہ ہونا مقدم سر کا اور صفحہ عنق کا منہ
کے دھونے مین عنق بمعنی گردن کے آور از انجملہ یہ ہے کہ وے درمیان موقف کی اوپر مکان عالی کی
ہونگے موقف کے معنی کھڑے ہونے کی جگہہ مراد عرصات ہے اور جابرؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ ہونگا مین اور میری امت بلند جگہہ پر ایسی جگہہ جو مشرف اوپر خلایق کے نہین کوئی ایک لوگون سے
مگر یہ کہ دوست رکھتا اسبات کو کہ ہمارا ہووے اور نہین کوئی پیغمبر جسنے تکذیب کی امت نے اوسکی

مگر یہ کہ ہم گواہی دینگے کہ اونسے پہونچا یا پروردگار کی رسالت کو تئین اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا
کہ پس مین اور میری امت ہووینگے اوپر ایک ٹیلے کے آور از انجملہ یہ ہے کہ واسطے اونھون کے
علامت اور نشان ہوگا سجدہ کرنے کے اثر سے قال اللہ تعالی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود دیا
یہ علامت دنیا مین ہے یا آخرت مین ایک یہ کہ یہ سیما دنیا مین ہے اور مراد اوس سے راہ اور روش نیک ہے
اور سیماے اسلام اور خشوع سیما کے معنی نشان اور علامت خشوع عاجزی اور فروتنی کرنا اور بعضون نے
کہا ہے کہ زردی چہرے مین بیداری کے اثر سے ہے پس گمان کرتا ہے تو کہ وے بیمار ہین اور نہین
ہین بیمار دوسرا قول یہ کہ یہ سیما آخرت کی درمیان ہوگا کہ مواضع سجود کے انھون سے روشن اور تابان ہونگے
کہ پہچانا جاویگا اوس سے کہ وے ساجد تھے دنیا مین شہر بن خوشب سے آیا ہے کہ ہونگے موضع سجود کے
انھون سے یعنے امت احمدی سے اونھون کی صورتین سے چودھوین رات کی چاند کے مانند عطا خراسانی
نے کہا ہے کہ آدے اس آیت کی درمیان جو کوئی محافظت کرتا ہے پنجگانہ نماز پر آور از انجملہ یہ ہے کہ
دئے جاوینگے اونکے نامے اونکے سیدھے ہاتھونمین رواہ احمد والبراز کذا فی المواھب اس جگہہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ دینا کتاب کا یعنے نامہ اعمال کا سیدھے ہاتھ مین اس امت کریمہ کے خصایص سے ہے
اور مشکات مین بھی حدیث احمد کی ابی دردا سے لاتا ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ مین پہچانتا ہون اپنی
امت کو تئین قیامت کی روز اوپر اسبات کی کہ وے غر محجل ہین معنی اس لفظ کے مکرر لکھے اوپر اسبات
کے کہ نامے اونھون کے سیدھے ہاتھون مین انکے ہونگے اور پہچانتا ہونمین اسبات پر کہ ذریت اونکی
یعنے اولاد سعی کرینگی آگے انکے یعنے خرام کرینگی شیخ ابن حجر شرح مین لکھتا ہے کہ ظاہر اس حدیث کا
یہ ہے کہ دینا نامے کا دست راست مین امت محمدؐ کی خصایص سے ہے اور جو کچھ کہ دلالت کرتی ہین اوپر
اوس بات کے آتئین وبقیہ احادیث سو عالم ہے مگر یہ کہ حمل کیا جاوے یعنے گمان اوپر اسبات کی کہ دئے
جائینگے نامے اورون سے آگے یا اوس صفت سے کہ نہین واسطے انکے غیر کے لیکن سعی کرنا ذریت کا
ہوسکتا ہے کہ خصایص سے ہو کیونکہ پائی نہین جاتی کوئی ایسی چیز جو معارض ہو اوسکی یعنی اسبات کی کہ
اولاد اونکی آگے سعی کریگی آور از انجملہ یہ ہے کہ نور اونکا سعی کریگا اونکے آگے یعنے چمکے گا جانب راست اونکے
جیسا کہ منطوق کلام اللہ کا ہے یعنے نطق کیا گیا واخرجہ احمد باسناد صحیح یعنے اوسکو احمد نے صحیح
سندون سے اخراج کیا ہے اور انکے خصایص سے ہے یہ کہ واسطے انکے ہے جو کچھ سعی کی انھون

سنے بذات خود یعنے کوشش عمال نیک ہین اور جو کچھہ سعی کیجاوے واسطے انھونکے مراد طلب آمرزش
سے مومنون کے جو واسطے انکے کرین اور یہ تھا واسطے اون لوگونکے جو ان سے آگے تھے مگر اوتنا
ہی جو بذات خود سعی کرتے تھے ایسا کچھہ کہا ہے عکرمہ نے اور اس جگہہ اشکال لاتے ہین قول آلہی کرکے
کہ وان لیس للانسان الا ما سعی کیونکہ یہ دلالت رکھتا ہے اوپر اسبات کی کہ آدمی کو نفع نہین مگر اوس
چیز سے جو خود اوس نے سعی کرکے عمل کیا ہو اور جواب دیتے ہین اس اشکال کا کئی وجہہ سے ایک یہ کہ آیت
منسوخ ہے خدا تعالی کے اس قول سے کہ واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم پس گردانا جاتا ہے
باپ طفل کا ماں باپ کی میزان ہین اور فرط ہوتا ہے واسطے اونکے فرط اوسے کہتے ہین جو آگے
جاوے اور قبول کرتا ہے اللہ تعالی شفاعت آبا کی ابنا کے درمیان اور شفاعت ابنا کی آبا کے
درمیان اس قول الہی کی دلیل سے کہ اباءکم وابناءکم لا تدرون ایہم اقرب لکم نفعا آبا اور ابنا جمع
اب اور ابن ہے قرطبی نے کہا ہے کہ بہت سی حدیثین دلالت کرتی ہین اس قول پر اور مومن
پہونچتا ہے ثواب عمل صالح کا غیر سے اوسکے اور صحیح کے درمیان آیا ہے کہ جو کوئی موا اور رہا
ذمے پر اوسکے روزہ روزہ رکھے واسطے اوسکے ولی اوسکا یعنے وارث اور فرمایا حضرت
نے واسطے اوس کسیکے جو حج کرتا تھا اپنے غیر کی طرف سے کہ حج ادا کر واسطے اپنے بعد اوسکے
ادا کر واسطے اوسکے اور عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ اعتکاف کیا اپنے بھائی کی طرف سے اور
اعتاق کیا واسطے اوسکے اعتاق کے معنے آزاد کرنا بردے کا اور عرض کی سعد بن عبادہ نے
کہ یا رسول اللہ ماں میری مر گئی ہے آیا تصدق کرون مین اوسکی جانب سے فرمایا ہان تصدق کر کہا
کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی پلانا پس ہوایا سعد نے ایک کنواں اور کہا ہذہ لام سعد یعنے
یہ کنواں سعد کی ماں کی واسطے ہے اور عبد اللہ بن بکر کی دادی نے نذر کی تھی کہ پیادہ جاوے مسجد
قبا تک پس موئی اور وفا نکر سکی پس فتوی دیا ابن عباس رض نے اوسکے بیٹے کو کہ جاوے اوسکی
جانب سے اور بعضے مفسرون نے بعض سے کہا ہے کہ مراد اس انسان سے ابوجہل ہے یعنے
وہ انسان جو آیت مین ہے کہ لیس للانسان الخ اور بعضون نے کہا ہے عقبہ بن معیط اور بعضون نے
کہا ہے ولید بن مغیرا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد انسان سے اس جگہہ زندہ ہے نہ یہ کہ میت ہو اور
بعضون نے کہا ہے کہ اخبار ہے من قبلنا کی شریعتون سے اور دلالت کی ہے ہماری شریعت نے کہ واسطے

انسان کے سعی اوسکی اور اوسکے غیر کی دونون ہین صاحب کشاف نے کہا ہے کہ سعی غیر کی کس طرح
نفع نہین پہونچاتی مگر مین سے اپنی ذات کی سعی پر اوپر ہونے اوسکے مومن مصدق پس اس اعتبار
سے سعی غیر کی اپنی سعی کے حکم مین ہوں یعنے اپنی سعی کے مانند بسبب ہونے اوسکے تابع واسطے
اوسکے اور قایم مقام اوسکے اور ہے سعی غیر کی نفع نہین پہونچاتی جس وقت عمل کرے وہ غیر واسطے
اپنی ذات کے ولیکن جب نیت کی اوسنے واسطے اوسکے حکم شرع مین نائب اور وکیل اوسکا ہوا اور قایم
مقام اوسکا انتہی اور تحقیق اختلاف کیا ہے عالمون نے قرآن کی قرائت کے ثواب مین کہ آیا پہونچتا ہے
میت کو یا نہین اکثر اسبات پر ہین کہ نہین پہونچتا اور مشہور شافعی کی مذہب سے اور مالک کی اور ابوحنیفہ
کی جماعت سے یہی ہے اور بہت لوگ شافعیون سے اور حنفیون سے اسبات پر ہین کہ پہونچتا ہے اور اسکا
قایل ہے امام احمد بن حنبل رح یہ کہ منقول امام احمد سے یہ ہے کہ پہونچتا ہے میت کو ہر کچھ صدقے سے
اور صلوۃ سے اور حج سے اور اعتکاف اور قرارت سے قرآن کی وغیر ذلک لیکن کہا ہے کہ
قرارت کرنا قبر پر بدعت ہے اور ذکر کیا ہے شیخ شمس الدین قسطلانی نے کہ صحیح پہونچتا ثواب قرارت کا
ہے قریب سے اور اجنبی سے اور وارث اور غیر وارث سے جیسا کہ نفع پہونچاتا ہے صدقہ اور دعا اور
استغفار کرنا باجماع یعنے باتفاق علما اور فتوی دیا ہے قاضی حسین نے کہ استیجار قرآن کی قرارت کے
واسطے قبر پر جایز ہے جس طرح استیجار واسطے اذان کے اور قرآن کے سکھانے کے لئے جایز ہے
استیجار کے معنی طلب اجرت کرنا یعنے مزدوری اور چاہیئے کہ دعا کرے میت کی تئین قرائت کے بعد
کیونکہ دعا لاحق ہوتی ہے اوسکے تئین اور دعا کرنا قرارت کے بعد اقرب ہے طرف قبولیت کے اور اکثر
ہے از روے برکت کے اور ذکر کیا ہے شیخ عبدالکریم سالوس نے کہ اگر نیت کرے قاری اپنی قرائت
کرکے کہ اوسکا ثواب میت کو ہو نہین پہونچتا کیونکہ نیت کرنا اوسکا اوسکی تلاوت کرنے سے آگے
عبادت بدن ہے پس واقع نہین ہوتا اوسکے غیر سے لیکن اگر قرارت کرے بعد اسکے گردانے اوسے
جو کچھ حاصل ہوا ہے اوسکو اجر واسطے میت کی اور یہ دعا ہے اور حاصل ہونا اوسکا اجر ہے میت کے
لئے نفع پہونچاتا ہے میت کو اور کہا ہے یعنے عالمون نے کہ موضع قرآن کا موضع برکت کا ہے اور
رحمت کی نازل ہونے کی جگہ اور میت زندے کے حکم مین ہے یعنے مثل زندے کے حاضر ہے پس امید رکھی جاوے
واسطے اوسکے رحمت کی نازل ہونے کی اور برکت کے حاصل ہونے کی جس وقت بھیجے قاری ثواب

واسطے اوسکے اور ذکر کیا ہی صاحب عدہ نے کہ اگر باہر نکالے ایک چشمے کے تئین یا کنوان کھدواوے
یا وقف کرے مصحف کی تئین حال حیات مین اپنے یا اون کامونکو کرے غیر اوسکا اوسکی موت کے بعد
پہونچتا ہی ثواب اوسکا میت کو جیسا کہ وارد ہوا ہے درمیان خبر کے یعنی حدیث مین اور مخصوص نہین ہے
حکم مصحف کے وقف کرنے پر یعنے یہ نہین کہ صرف قرآن ہی وقف کیا جاوے بلکہ اوسکو یعنے حکم وقف
کے تئین ملحق ہے ہر وقف یعنے جو وقف ہوا اور یہ قیاس تقاضا کرتا ہے تضحیہ کے جائز ہونے کے تئین
میت سے کیونکہ وہ ایک نوع صدقے سے ہے لیکن تہذیب کے درمیان آیا ہے جائز نہین تضحیہ غیر
سے بدون امر کرنے اوسکے اور اسیطرح میت سے مگر یہ کہ وصیت کی ہوا وپر اوسکے یعنے تضحیہ
کرنے پر اور تحقیق روایت کی گئی ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ تضحیہ کرتے تھے
پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد اور ابو عباس محمد بن اسحاق سے سراج مین آیا ہے کہ کہا کہ تضحیہ کیا مین نے
واسطے سرور عالم کے ستر تضحیہ کے تئین اضحیہ اوس بکری کو کہتے ہین جو عید قربان کے روز قربانی کی
جاوے لیکن ہدیہ کرنا ثواب کا طرف رسول خدا کے پس نہین جانتا مین درمیان اوسکے کوئی خبر
کوئی اثر اور انکار کیا ہے اوسکے تئین ایک جماعت نے اور کہا ہے کہ نہین کیا اوسکے تئین اصحاب نے
یعنے تضحیہ کے تئین اور بعض نے متاخرین فقیہون سے اسکو مستحب کہا ہے اور بعضے بدعت جانتے ہین
اور کہا ہے کہ حضرت غنی ہین اوس سے کیونکہ واسطے اوس جناب کے ثابت ہی اس حدیث کے
حکم سے من سن سنۃ حسنۃ الی اخر الحدیث جس نے عمل خیر کیا اوس سرور پر آ دست مین سے اجر
اوسکا بدون اس بات کے کہ نقصان ہو عامل کے اجر سے کچھ امام شافعی نے کہا ہے کہ کچھ چیز
نہین کہ عمل کرتا ہے اوسکے تئین ایک کوئی اوس جناب کی امت سے مگر یہ کہ وہ سرور اصل ہے اوس
عمل مین تحقیق نصرت کے درمیان کہا ہے کہ تمام حسنات اور اعمال صالح مسلمانون کے پیغمبر کی صحائف یعنے
مین زیادہ ہین اوپر اوس چیز کے جو عمل کرنے والا رکھتا تھا اجر سے یا دونا ایسا کہ نہین جانتا اوسکو
مگر خدا تعالی کیونکہ ہر عامل اور مقتدی کے تئین یعنے قبول ہدایت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے
اجر اور متجدد ہوتا ہے یعنے نو بنو اوسکے اوستاد اور شیخ کو یعنے پیر کو مانند اوس اجر کی اور اوسکے
پیر کے پیر کو دو مانند اور تیسرے شیخ کو چار اور چوتھے کو آٹھ اور اسیطرح چلتا ہے اجر ہر مرتبہ درمیان
جو اجر حاصل ہوتے ہین اونکے عدد کے موافق پیغمبر خدا تک اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے تفصیل

سلف کی اوپر خلف کے یعنے اول والون کی بزرگی بعد والون پر پس جب فرض کئے جاتے ہین مراتب
دس بعد پیغمبر صلعم کے ہوتے ہین اجر واسطے اوس جناب صلعم کے ایکہزار چوبیس ۱۰۲۴ اور جب آیت طرف سوین تن
کے پہونچے گیارہوین ہوتی ہے پیغمبر کی دو ہزار اڑتالیس ۲۰۴۸ اور اسیطرح کہ زیادہ ہوتے ہین دو چند اجر
ہوتا ہے اوسکے ماقبل والے کے تئین جیسا کہ کہا ہے بعض محققون نے اور یہ کرکے جواب دیا جاتا ہے
یعنے جو اوپر مذکور ہوا اوس کرکے استشکال کا یعنی طلب اشکال کیا گیا قاری کی دعا کرنیکا حضرت کی تئین زیادت
شرف سی ساتھہ علم کے اوپر جاننے کمال کرکے اوس جناب کا تمام انواع شرف کی درمیان پس گویا
ملاحظہ کیا قاری نے قبول قرارت اوسکی کا متضمن ہے یعنے شامل واسطے اسکی تعلیم کرنے والے کے
جس طرح اجر اوسکا شامل ہوا اور اسی طرح یعنے درجہ بدرجہ بیان تک کہ ہوتا ہی واسطے اوسکے معلم اول کی
مانند اون تمام اجرون کے جو شارع ہی یعنی معلم اول جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور اسی قبیل سے ہے جو کچھہ مشروع
ہے کعبے کے دیکھنے کے وقت جو کہتے ہین اللہم زد ہذا البیت تشریفا وتعظیما ذکر کیا ہی اسکو تمام
کے تئین مواہب لدنیہ کی درمیان اور اس جگھہ سی معلوم ہوا حضرت رسول نے شہادت کی ہے اپنے
اس قول کرکے من سن سنۃ حسنۃ فلہ مثل اجر من عملہا امت کو ترغیب اور تحریص کرنی کے بعد اوپر تسنین
سنۃ حسنۃ کی اپنا فعل اور کمال کرکے ثابت کرنے مین بے انتہا اجرون کی واسطے اوس جناب کی سنۃ کی
معنی خواہ عادت اور تسنین سنۃ کرنا اور اس امت کی خصائص سے ہے یہ کہ وہی داخل ہونگے بہشت
مین تمام امتون سے آگے روایت کی ہی طبرانی نے اوسط مین عمر ابن خطاب کی حدیث سی کہ حضرت
نے فرمایا کہ حرام کیا گیا ہی بہشت تمام نبیون پر جب تک مین داخل ہون اور حرام کیا گیا ہے تمامی
امتونپر جب تک داخل ہو میری امت اور ازانجملہ یہ ہے کہ داخل ہونگی بہشت مین اسنے یعنی امت احمدیسے
ستر ہزار شخص بدون حساب کے یعنی بلا پرسش اور بلا مواخذہ رواہ الشیخان اور بیہقی اور طبرانی کے
نزدیک آیا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ وعدہ لیا ہی مین نے پروردگار تعالی سے زیادت کے تئین
پس عطا کیا واسطے میرے ساتھہ ہرایک کی ستر ستر ہزار اور بالجملہ دیا ہی پروردگار تقدس وتعالی نے
اس امت کی تئین ایسا کچھہ جو نہین دیا دوسری امتونکو جیسا کہ دیا ہی انکے پیغمبر کی تئین جو کچھہ نہین دیا
دوسرے پیغمبرونکو سے لما دعی اللہ داعینا لطاعتہ * باکرم رسل کنا اکرم الامم * یعنے ہر گاہ طلب حاجت
کی اللہ یعنی ہمارے پیغمبر نے واسطے اپنی طاعت کے اکرم رسل ہی کرکے ہوئے ہم اکرم امم کرکے اور درود کاملہ

نازل ہوجیو اوپر بہترین خلق کے محمدؐ اور اوس سرورؐ کی آل اور اصحاب اور اہلبیت سب پر **وصل** بیچ اسرا کی
معراج کے بیان مین اور خاص ترین خصایص اور شریف ترین فضایل اور روشن ترین معجزات اور آیات
سے شرف دینا اور راضی کرنا اللہ تعالی کا اپنے حبیب کے تئین اسرا اور معراج فضیلت ہے کہ کسیا نبی نا
اوس شرف سے مشرف اور مکرم نہین کر داتا اور جسجگہہ اوس سرورؐ کو پہونچایا اور جو کچھہ اوسے دکھایا کسیکو
نہ پہونچایا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ آیاتنا کہ
مراد اوس سے لیجانا اوس سرورؐ کا ہے مکے سے طرف مسجد اقصی کے جو ثابت ہے کتاب اللہ سے اور انکار
کرنے والا اوسکا کافر ہے اور اسجگہہ سے آگے لیجانا کہ معراج نام اوسکا ہے مشہور حدیثون سے ثابت کہ
منکر اوسکا بدعت کرنے والا اور فاسق اور مخذول اور ثبوت دوسرا جزئیات عجایب اور غرایب احوال اخبار
احاد سے ہے کہ منکر اوسکا جاہل اور محروم ہے اگرچہ معنی اوسکے یہان حاصل ہین لیکن ہندی کرنا ضرور ہوا کہ
ہندیون کے واسطے لطف وجیّد ہو اسم اللہ تعالی پاکی اور بے عیبی ہے اوسکے تئین جو لیگیا اپنے بندے کے تئین مراد
محمد رسول اللہ سے ایکرات مسجد حرام سے طرف مسجد اقصی کے یعنے بیت المقدس ایسی مسجد جسکو برکت دی ہمنے اوسکے
گرداگرد کو تا کہ دکھاوین ہم اوسے یعنے اپنے بندے کو اپنی آیات یعنے دلائل قدرت اپنی کہ تھوڑے سے عرصے مین
مکے سے شام کو گیا اور بیت المقدس کو دیکھا اور انبیاءؑ کو دیکھا اور آسمانون کے عجائب اور غرائب پر اوس
سرورؐ نے اطلاع پائی انتہی اور صحیح یہ ہے کہ ہونا اسرا اور معراج کا تمام بیداری مین اور جسد سے دیکھا اور جمہور
علما اور صحابہ اور تابعین اور اتباع اور جو بعد اونکے ہین محدثون سے اور فقیہون سے اور متکلمین سے اسی بات
پر ہین اور متواتر ہین یعنے پے در پے اوپر اوسکے صحیح حدیثین اور صریح خبرین اور بعضے اس بات پر ہین کہ روح سے
تھا یعنی اسرا خواب مین اور ایک گروہ اس بات پر ہین کہ قضیہ متعدد ہ تھا ایک وقت درمیان بیداری کے جسد سے تھا
اور دوسرے وقتون مین روح سے بعضے کہتے ہین مکے مین تھا بعضے مدینے مین اور ساتھہ اسکے اتفاق رکھتے ہین تمام سلف
کہ رویا انبیاؑ کا وحی ہے کہ راہ نہین درمیان اوسکی شبہہ کو اور بیدار ہین دل اونکے اور سوتی ہین یعنے خواب مین پوشیدہ ہین
آنکھین اونکی جس طرح پوشیدہ ہو جاتی ہین آنکھین مراقبے کے وقت تا کہ شاغل ہو کوئی چیز محسوسات سے
ہوا اور قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ وقوع اوسکا یعنے معراج ہونیکا واسطے توطیہ اور تیسیر کے تھا توطیہ کے معنی
توفیق دینا اور آسان کرنا توطیہ کے معنی سمجھانا چاہیے کہ ابتداے نبوت کے درمیان رویا سے عادت حضرت
دیکھتے تھے کہ سہل اور آسان ہو اوس جناب پر وحی کی گرانی کا اوٹھانا جو ایک امر عظیم ہے اور ضعیف اور عاجز ہین انسان

اوسے قویٰ بشریہ ادراسی طرح معراج پہلی خواب مین واقع ہوئی تاکہ اوسکے پانیکی قوت استعداد بیداری مین حاصل
ہو بلکہ بعضون سنے جنکا یہ قول ہے کہ کہا ہی کہ واقع ہونا اوسکا خواب مین بعثت کے آگے تھا واللہ علم اور
عارفون سے بعضے نے کہا ہی کہ سرور عالم کو اسرات اور معاریج بہت تھے یعنے بہت اسرائین اور معراجین اوس جناب کو حاصل
ہوئین بعضون نے کہا ہی کہ چونتیس ۳۴ اور ایک اونمین یعنے معراجون سے بیداری مین تھی اور باقی روح ہی خواب کے درمیان
واللہ اعلم اور ایک گروہ کہتے ہین کہ اسرا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جسد ہی تھی بیداری مین اور معراج اوس جگہ
سے آسمانون تک روح سے تھی از روے خواب کے اور احتجاج لاتے ہین یعنے دلیل اوس آیت سے جو اوپر گذری
کہ حضرت حق نے اپنے کلام مین مسجد اقصے کو غایت اسرا گردانا اور اگر اسرا جسد سے زیادہ مسجد اقصے پر ہوتی تو ذکر
فرماتا اوسکے تئین جو بلیغ تر تھا تعجب اور تعظیم مین قدرت الٰہی کے یعنے ذکر کرتا اسکا اور ستائش مین حضرت رسالت
پناہی کی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ تخصیص مسجد اقصی کی ذکر کی آیہ کریمہ کے درمیان جہت سے واقع ہونے
خلاف اور نزاع اور انکار کرنے قریش کے ہے درمیان اوسکے یعنے مسجد اقصی اور پوچھنے کا اونکا اوسکی
آیات اور علامات کے تئین اوس جناب صلعم سے اور طلب خبر اور امتحان کرنا اوسکی صفات سے جیسا کہ
مذکور ہوگا اور بہت سے ہے وارد ہونا حدیثون کا اور صحیح خبرون کا ایسے اخبار جو مشہور ہین درمیان اوسکے
بلکہ آیات قرآنی ہے چنانچہ والنجم کے سورے مین واقع ہوا ہے اور اگرچہ جو کچھ کہ والنجم کے سورے مین
واقع ہوا ہے بعضون نے جبرئیل کی رویت اور قرب پر گمان کیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ وہ محمول ہی معراج
کے قصہ پر کہا مؤلف نے کہ اشارت حضرت حق کی اس قول کے کہ لنریہ من آیاتنا طرف معراج کے ہے یعنے مسجد
اقصی کی طرف لیجاوے تاکہ وہان سے آسمانون پر لیجاکے اپنے آیات کے تئین دکھادے کیونکہ دکھانا آیات
کا اور ظہور کرنا نہایت کرامات کا اور معجزات کا آسمانون مین تھا اور مقتصر تھا یعنے قصر کیا گیا اوپر اوس
چیز کے جو واقع ہوا مسجد اقصی کے درمیان اور لیجانا طرف مسجد اقصی کے مبدا اوسکا ہے یعنے جاے ابتدا اسرا
اور معراج کا اور اسی جہت سے ذکر کیا مسجد اقصی کے تئین اور در واقع یعنے حقیقت اگر یہ خواب مین ہوتا
تو استبعاد نکرتے اوسے کفار یعنے بعید نہ جانتے اور فتنے مین نہ پڑتے جنکے ایمان ضعیف تھے اس معنون سے اور
بھی واقع ہون اس تمام وقائع کا اور قضایا کا خارج ہے حصر اور احصا سے اور غیر متعارف ہے خواب کے درمیان
اور بھی اسرا خواب کے درمیان اطلاق نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ اسری خواب مین ہوتا ہی اور جب اسرا
بیداری مین ہوا معراج جو بعد اوسکے واقع ہوئی بھی بیداری ہی مین ہوگی اور کوئی دلیل نہین ہے خواب کے درمیان

بعد اوسکے اور شبہہ قائلون کے تئین یعنے بولنے والونکو اوسکے واقع ہونے مین درمیان خواب کے کئی چیزین ہین
ایک یہ قول حضرت حق ہے جلشانہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس نہین گردانا ہمنے رویا ایسا دیا
جو دکھایا تجھے ای محمد مگر فتنہ واسطے انسان کے اور بعض مفسرین نے اوسی معراج کے قصے پر گمان کیا ہے
اور نام رویا کا رویت خواب کے درمیان ہے رویت بمعنی دیکھنا اور رویا خواب اور خواب اوسکا ہے
کہ رویا محمول ہے اوپر قصہ حدیبیہ کے یا بدر کے واقعی کا رویا ہے اور کہا ہے کہ رویا بمعنی رویت بصر کبھی آیا ہے
یعنے دیکھنا بینائی کا اور استشہاد لاتے ہین اوپر اوسکے بقول متنبی جو کہا ہے ورویاک احلی فی العیون من الغمض
اور بعضون نے کہا ہے کہ تسمیہ کرنا رویا کر کے اس جہت سی کہ وقوع اوسکا شب کو تھا اور وہ جو حدیث مین آیا ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ فاستیقظت یعنے پس مین بیدار ہوا سمجھے دلیل اوپر ہونے اسرا اور معراج کے
درمیان خواب کے نہین کیونکہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد بیداری کی اوس خواب سے ہو جو فرشتے کے پہونچنے کے
آگے کی پس حضرت رسول خواب مین تھے جو فرشتے نے آکر بیدار کیا اور براق پر سوار کر کے لیگیا اور اگر مراد بیداری
کی تمام قصے کے بعد سے ہو جیسا کہ واقع ہوا ہے کہ ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام یعنے پس جاگا مین بیدار ہوا
حالیکہ مین بیت الحرام مین ہون ہو سکتا ہے کہ استیقظت بمعنی اصبحت ہو یعنے صبح کی مینے حالیکہ مسجد
حرام مین تھا یا کہ بیداری دوسرے خواب سے ہو جو گھر مین پہونچنے کے بعد واقع ہوا اور سری تمام شب
تھا بلکہ اندک شب مین تھا اور بعضے محققون نے کہا ہے کہ مراد بیداری سے افاقت اور ہشیاری اور بحال
خود آنا ہے اوس حالت سے جس حالت نے سخت پکڑا تھا اوس سرور کے تئین دیکھنے سے عجائب اور غرائب
ملکوت سموات اور ارض کے اور ملاء اعلی کے مشاہدے سے اور کچھ دیکھا اوس سرور نے آیات کبرای الٰہی
اور اسرار نامتناہی یعنے بے نہایت اور کبری ہے تانیث ہے کبیر کی اور پوشیدہ کیا اوس جناب کے باطن
کے تئین جس طرح خواب کی حالت ہوتی ہے اور کہتے ہین کہ دیکھنا ملکوت کا اگرچہ بیداری مین ہو بدون ایک
نوع غایبت ہونے عالم محسوسات سی کہ تعبیر کرتے ہین جس سے بین النوم والیقظہ کر کے نہین ہوتا اور حقیقت
مین وہ بیداری ہی ہے لیکن غیبت کے عارض ہونے کے سبب سے اور اوسکے زائل ہونے کی جہت
سے کبھی تعبیر کرتے ہین خواب کر کے اور ایک روایت مین بین النایم والیقظان بھی آیا ہے یعنے حالیکہ
مین درخواب اور بیداری کے ہون اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نوم سے ہیئت نائم کی ہے اور صحاح
ہے اضطجاع کے معنی کروٹ سے سونا اور ایک روایت مین یون آیا ہے بینا انا نایم فی الحجر و ربما قال مضطجع

ساتھ اسکے کہ انس نے اس حال کو نہیں دیکھا اور حضرت رسول ؐ سے بھی نہیں سنا کیونکہ قصہ معراج کا پیش از ہجرت ہے اور آنا انس کا خدمت مین حضرت ؐ کے بعد از ہجرت اور اون دنون لڑکا بھی تھا سات آٹھ برس کا لہذا قالوا اور اسیطرح حدیث عائشہ صدیقہ کی جو کہا کہ ما فقد جسد محمد جو تمسک اوس گروہ کی ہے جو کہتے ہین کہ اسرا خواب مین تھا نزدیک معائنہ اور مشاہدہ نہیں ہے کیونکہ عائشہ صدیقہ اوس زمانے مین حضرت ؐ کے پاس نہ تھین اور ضبط اور حفظ کرنے کے سن مین بھی نہ تھین بلکہ شاید کہ پیدا بھی نہوئی ہون ایک قول پر کہ اسرا اول اسلام مین تھا بعثت سے ایک سال کے بعد یا ڈیڑھ سال اگرچہ صحیح تر یہ ہے کہ پانچ سال کے بعد تھا واللہ اعلم اور مقصود یہ ہے کہ حدیث عائشہ رضؓ کی راجح نہو گی دوسرون کی حدیث پر جنھون نے لقاء مشاہدہ حدیث کی ہے اور عائشہ رضؓ یقدان حدیث مین واقع ہوا ہے کہ ما فقد جسد محمد اور یہ خطا ہے بی شبہہ اور جو کچھ آیا ہے ما کذب الفواد ما رای دلالت اوپر منام کے نہیں رکھتا کیونکہ وہ یہ ہے کہ وہم مین نہ ڈالا دل نے آنکھ کے تئین سوا حقیقت کے بلکہ تصدیق کی دل نے اوسکے رویت کے تئین اور انکار نکیا ادراک اوس چیز کو جو دیکھا آنکھ نے اس دلیل سے کہ ما زاغ البصر وما طغی لیکن تمسک اور تشبث یعنے چنگل مارنا باطل اور مزخرف باتون فلسفہ کے یہ کہ امر ثقیل مراد اوس سرورؐ سے طرف علو کے مراد آسمان کیطرح کیجا وے اور خرق والتیام افلاک مین جائز نہین طریقہ اسلام مین باطل اور عاطل ہے یعنے اون بیہودہ باتون پر تمسک کرنا باطل ہے اور دوسرے ایک گروہ مین اہل اشارت سے اور اہل تاویلات سے جو امور کو یعنے ظاہرون کو اوپر معانی کے یعنے اوپر باطنون کے حمل کرتے ہین اور معراج کو روحانی کہتے ہین اوپر اوس قیاس کے کہ حشر کو روحانی کہین نہ اوس معنی سے جو معراج کو ہو درمیان خواب کے بلکہ اوس معنی سے کہ معراج اشارت ہے احوال اور مقامات سے ترقی کے درمیان معراج اور معارج کمال کے جیسا کہ کہتے ہین کہ مراد جبرئیل سے روح محمدی ہے اور براق سے ذات شریف اوس جناب ؐ کی جو مرکب روح ہے حیوانی خاصیت سرکش ہے کہ رام نہیں ہوتا مگر بقوت روحانی اور مراد آسمان سے مقام قرب ہے اور سدرۃ المنتہی سے مراد نہایت مقامات اوس قیاس پر جو موسیٰؑ اور فرعون اور عصا اور نعلین اور وادی مقدس کے قصے مین تاویلات کرتے ہین یہ گروہ اگر صورتکو اثبات کرین اور باوجود اسکے اوسکو اشارت طرف معانی کے رکھین تو ایک بات ہی ہے اور ایک مرتبہ ہے علم اور معرفت مین اوس قیاس پر کہ جمع کرین درمیان حشر جسمانی اور روحانی

کے امام غزالی بھی اسی خیال کے قید مین ہے اور اگر صرف معانی کو اعتقاد کرین اور صور کے قایل نہون
تو خود یہ کفر اور الحاد ہے اور مذہب باطلہ ہے اور اس مسکین کے ایمان کے ذایقے پر طریقہ ادنی ہر
یعنے ادنی پر گذرا موہم اور مشیر یعنے اشارت کرنے والا طرف استبعاد اور استنکار کے ہے یعنے
بعید جاننا اور انکار کرنا اوس سے نکلتا ہے گویا وجود صور کو جب مکان علوی کے دائرے سے
اونھون نے دور سمجھا تب راجع ہوئی طرف تاویل کے ایمان سنتا ہے اور اوسپر ایمان لاتا چنانچہ یہی
قضیہ ابوبکر صدیق رض نے کیا اور اوس روز سے اونکا نام صدیق اکبر ہوا اور کئی ضعیف الایمان اسلامی
ایمان کے دائرے سے باہر پڑے اگر باوجود تصدیق اور باوجود ایمان قوت کشف سے اور معرفت سے
اوس مقام کو پہچانتے ہین اور پاتی ہین اور علم الیقین عین الیقین کو پہونچا ہے تو شکر خدا کا ولیکن کلام کرنا
اور زبان تاویل کی اور اوسکے امکان کے ثابت کرنے کے اوپر دلایل کلامیہ کے کھولنا اور گرفتار
عقل اور اوسکے حیلون کے گرفتار ہونا مقام ایمان اور بندگی سے بعید ہے اور ہم ایمان دارون کو کوئی
دلیل سوا خدا اور رسول خدا صلعم کے قول کی نہین ہے جو کچھ ہمنے اون سے سنا اور ایمان لانے اور
بیشبہہ وہ دل مین جاگیر ہوا اور وہ گروہ اسکو تقلید کہتے ہین اور اسکو نہین پاتے کہ یہ تقلید کسکی ہے
یہ تقلید اوسکی ہے کہ ثابت ہوئی تحقیق اوسکی ظاہر اور روشن معجزون سے اور تقلید کرنا محقق
کی عین تحقیق ہے اور حقیقت مین یہ تقلید نہین ہے یہ اتباع کرنا صراط مستقیم کا ہے مقلد تم ہو جو تقلید
عقل کی کرتے ہو اور اوسکے کہنے پر پھرتے ہو کہ ثابت نہین تحقیق اوسکی یعنے عقل کی اور تمام شکین
اور شبہے اوسکی راہ مین ہین فلاسفہ آپ اصل مین انبیا کے منکر ہین ہمکو اونسے کیا کام ہے اور پیغمبر اونکا
اونکی عقل ہے ان متکلمون خانہ خرابون کو کیا ہوا ہے باوجود راہ راست کے اونھون نے راہ گم کی ہے
اور گفتگو اور شبہے کی اور جدال کی راہ مین پڑے ہین اگرچہ نیت اونھون کی یعنے متکلمون کی الزام
کرنا فلاسفہ کا اور رد کرنا اونکے تھا لیکن براہ عقل کے سلوک مین اور اتباع کرنے مین عقل کے موافق
ہونے ساتھ اونکے فلاسفہ کے اور گمراہ ہوئے آپ اور دوسرونکو اونھون نے گمراہ کیا فضلوا واضلوا
واللہ الہادی **وصل** جان کہ معراج کی حدیث کو ایک جمع کثیر نے صحابہ سے روایت کی ہے مرتبہ تواتر
معنوی اگرچہ بعضے خصوصیات کے درمیان روایتین مختلف آئی ہین اور مشہور اونمین سے ایک حدیث طویل
ہے جسے بخاری اور مسلم اپنی صحیح کے درمیان قتادہ سے انس سے بن مالک بن صعصعہ سے لائے ہین

اور اس حدیث مین شق قلب نبوی کا ذکر اور دھونا اوسکا آب زمزم سے سونے کے طشت مین اور پر کرنا اوسکا یعنے دل کا حکمت اور ایمان سے اور رکھنا اوسکا سینۂ شریف کے درمیان اوس سرور کے اور التیام پانا اوسکا یعنے ملجانا اور درست ہونا سینہ مبارک کا واقع ہوا ہے اور شق ہونا یعنے چیرا جانا سینہ شریف کا چار بار ہوا ہے پہلے بچ پنے مین کہ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے حلیمہ اوس جناب کی دایہ کا نام ہے اور سعدیہ منسوب طرف قبیلہ سعد کے ہے دوسرا اوس برس کی عمر مین کہ قریب بلوغ کے وقت کو حضرت پہونچے تھے تیسرا بعثت کے نزدیک چوتھا اوس وقت جو اسرا کا وقت تھا کہ کمال طہارت اور صفا سے مستعد اور تہیہ کرنے والے عالم ملکوت کے دریافت کرنیکے ہوئے اور پر قیاس کرنے دھنوا اور طہارت کرنے کے جو نماز کے آگے کیا جاوے سو نمونہ معراج کا ہے اور اتفاق نہ پڑا موسے کے تئین اس تہئے اور استعداد کا اس جہت سے مشرف نہوئے رویت حق کے اور یہ ہے ایک معنی شق صداقت اونھین مکانون سے ہے کہ اہل طبع جسکا انکار کرین اور کہین کہ شق ہونا سینے کا اور دل کا علت موت ہے اور ساتھ حیات کے جمع نہین ہوتا اور ارباب عقل تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے پاک اور ستھرا ہونا رسول کے باطن کا ہے لوث حدوث اور امکان سے لوث کے معنے آلودگی حدوث تو پیدا ہوتا اور اہل ایمان تصدیق کرتے ہین بدون تاویل کے اور کہتے ہین کہ یہ تمام اسباب کے عادی ہین اور محال نہین خدا پر کوئی چیز لیکن لانا سونیکے طشت کا اور دھونا اوسکا یعنے دل کا طرح طرح کی تکریم مین ہے بحسب عرف عادت اور اس سے اشارت طرف اسبات کے ہے کہ وہ سرور مکرم اور معظم ہے تمام عالمون سے لیکن یہ جو کہو کہ استعمال سونیکا حرام ہے اوس جناب کی شریعت مین جواب اوسکا یہ کہا ہے کہ حرام ہونا سونیکا استمتاع کی جہت سے اور برا وسکے اس دنیا مین لیکن آخرت مین واسطے مومنون کے ہے خالصًا موافق اشارت قول الٰہی جلشانہ کے کہ قل ہے للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ اور فرمانا رسول خدا کا ہو لھم فی الدنیا ولنا فی الآخرۃ یعنے سونا واسطے کافرون کے ہے دنیا مین اور واسطے ہمارے آخرت مین ہے اور قصہ اسرا کا حقیقت مین عالم آخرت سے ہے اور یہ ہے استعمال اور استمتاع اوپر اوسکے حاصل نہوا اوس جناب سے بلکہ ملایک سے ہوا جو غیر مکلف ہین اوپر اوسکے یعنے ملائک آپ لائے سونیکے طشت کو قلب شریف دھونے کے لیئے استمتاع کی معنے برخوردار ہی پانا ساتھ اسباب کے کہ احتمال رکھا ہے کہ یہ واقعہ یعنے طشت زر مین ہویا جانا قلب شریف کا

پیش از حکم تحریم ہوا اور حقیقت میں بھی یہی ہے کیونکہ تحریم او سکی یعنے حرام ہونا طلا کا مدینے مین ہوا قصۂ اسرا کے بعد اور بعضون نے ارباب معانی سے مناسبتین نکالی ہین طلا اور قلب شریف نبوی ؐ کے درمیان کہ ذہب جنت کے اوانی سے ہے یعنے ظرفون سے اور معدن کے جواہرون سے ثقیل تر اور نہین کھاتی اوسے مٹی اور نہین لگتا اوسے زنگ جیسا کہ قلب شریف ثقیل تر اور زرین تر اور زینت دار تر تمام کے دل سے اور اوسمین ثقل وحی کی ہے اور نہین کھاتی اوسے خاک سفلیات کی اور نہین بیٹھتا اوپر اوسکے زنگ کدورتون کا دنیا کی اور لفظ ذہب کا مشعر ہے معنی آگاہی دینے والا اوپر ذہاب الی اللہ کے یعنے جانا طرف خدا کے اور مشعر ہے اوپر تطہیر اور اذہاب رجس کی یعنے اوپر پاک کرنے اور لیجانے پلیدی کے تئین اور متضمن ہے یعنے درگیرنده یعنے اضارت معنے روشنی اور بقا اور صفا اور رزانت کے تمثیل و مراد کرتی سے طشت کے حکمت و ایمان سے پر کرنے ایک چیز کا ہے جو اہر نورانیہ سے جو حاصل کرد انیوالا ہے کمال اور ایمان اور حکمت کا اور احتمال رکھتا ہے کہ چند معانی کے تئین پر کرنے کے قبیل سے آویگا سو بقر قیامت کے روز ظلہ اور موت کی صورت کبش کی صورت کے درمیان کبش یعنے بکرا اور ظلہ سایہ دار چیز کو کہتے ہین اور ابر سایہ دار کو بھی اور متمثل کیئے جاتے ہین اعمال بصورت حسنہ یعنے صورت پکڑتے ہین اعمال بندون کے اچھی اچھی صورتون سے اور رکھے جاتے ہین موازین کے درمیان موازین وزن سے آیا ہے اور بعضے نے کہا ہے عارفون سے کہ اسمین دلیل ہے کہ ایمان اور حکمت جواہر محسوسہ ہین یعنے دیکھنے مین آتے ہین نہ یہ کہ معانی معقولہ ہون یعنے جنکو خارج مین وجود نہوا اور قبیل اعراض سے ہین یعنے حکمت و ایمان اعراض جمع عرض ہے عرض اوسے کہتے ہین جو قائم بالغیر ہوا اور جوہر اوسے کہتے ہین جو قائم بالذات ہو جیسا کہ مذہب متکلمین کا ہے کہ ایمان اور حکمت جواہر محسوسہ ہین اور قبیل اعراض سے ہین اور شارع دانا تر اور عارف تر ہے اشیا کی حقیقتون پر اور نظر اہل عقل کی اوپر ظاہر کے ہے کہ جب دیکھا اونھون نے کہ یہ سب اعراض ہین جواہر سے ہین حکم کیا اوسکے عرض ہونے پر اور مشاہدہ کرنا حضرت رسول ؐ کا انکو جو واقع ہوئی موجب زیادت اور کامل کرنے یقین اور ایمان کے اور باعث نہونے خوف کے عادات مہلکہ سے تھا اور اسی واسطے تھا وہ سرور ؐ اشجع اور اثبت یعنے بہت ثابت اور مضبوط اور اعلیٰ اور اقوی یعنے قوت دار تر از روے حال کے اور مقام کے ولیکن حکمت دھونے مین اوس سرور ؐ کے قلب مقدس کے تئین زمزم کے پانی سے کہتے ہین وہ بھی قوت دیتا ہی دل کے تئین

پس دھویا قلب شریف کے تئین تاکہ قوی ہو عالم ملکوت کے مشاہدہ کرنے پر اور بعضے عالمون نے استدلال کیا ہے اوپر استحباب کے کہ زمزم کے پانی سے کیونکہ دھویا نہین جاتا قلب مکرم اوس سرور کا مگر افضل پانی سے اور جو قول اوپر استحباب کے ہے کہ آب زمزم نزدیک تھا اور آب کوثر دور یہ نہایت ضعیف ہے کیونکہ اس جگہہ قرب اور غیبت معقول نہین ہے یہان یکسان ہے واللہ اعلم بعد اوسکے دابہ سفید جسکا نام براق ہے بغل سے چھوٹا اور حمار سے اونچا ایسا کہ رکھتا تھا قدم منتہائے نظر کے درمیان یعنے ایسا تیز گام تھا کہ نظر جہان نہ تھمتی ہو وہان اوسکا گام پڑتا تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پس سوار ہوا مین اور اوپر لیگیا جبرئیل مجھے آسمان پر اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرتؐ آسمان تک سوار تھے براق پر اور جاتے تھے ہوا مین جیسا کہ زمین پر چلتے ہین اور یہ بھی خارق عادت ہے کہ بشر ہوا پر نہین چلتا خصوصاً صاحب جسد ہوا جار پائے پر اور سب خدا کی قدرت کے ہاتھ ہے اور مقید نہین قدرت اوسکی اوپر جاری ہونے عادت کے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ براق کو دو پر تھے جنسے اوڑتا تھا اور بعض کہتے ہین سواری براق پر مسجد اقصی تک بھی بعد اسکے ایک معراج رکھی گئی یعنے سیڑھی کہ اوس سے اوپر چڑھے اور یہ بھی روایت آئی ہے اور مطابقت درمیان دونون روایتون کے یہ ہے کہ راویون سے بعض نے ذکر نکیا اوس چیز کے تئین جسکو ذکر کیا دوسرے راوی نے اول نے ذکر کیا سواری کو براق کی مسجد اقصے تک اور صریح کرکے نکہا کہ اوسی سواری سے حضرتؐ آسمان کو گئے اور دوسرے راوی نے ذکر کیا آسمان کے تئین عروج کرنے کا اور شاید بدون نہ سواری کے ہو واللہ اعلم اور حکمت براق کے بھجوانے مین تعظیم اور تکریم تھی حضرت محبوب رب العالمین کی جس طرح محب اپنے محبوبون کے لئے گھوڑا بھیجتے ہین اور خاص الخاص کو جو محرم اور انیس مجلس خاص کا ہو اوسے واسطے بلوانے کے بھیجتے ہین اور درمیان شب کے جو وقت خلوت کا خاص ہے پوشیدہ غیرون کی آنکھون سے بلواتے ہین وللہ المثل الاعلی وتعالی وتقدس اور حکمت ہونے مین براق کے چھوٹا بغل سے اور اونچا حمار سے گھوڑے کی صورت پر واسطے اشارت کے ہے اوپر سباب کے کہ بلوانا سلم اور امن مین تھا نہ یہ کہ جنگ اور خوف کے درمیان اور معنی ظاہر کرنے معجزہ کے اوپر واقع ہونے اسراع شدید کے یعنے چالاکی کروانا شدت کے ساتھ دابہ کرکے کیسا کہ موصوف نہین اوس کرکے عرف عادت کے درمیان اور حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ نام اوسکا براق ہے نہ یہ کہ فرس ہو اور بغل یا استر اور اشتقاق براق کا بریق سے ہے بمعنی چمکنا اوسکے چلنے کی سرعت کے جہت سے اور قاضی عیاض نے

کہا ہے کہ اوسے براق اس جہت سے کہتے ہین کہ اوسکے دو رنگ تھی شاۃ برقا کہتے ہین کہ اوسکے سپید
بالون کے درمیان سیاہ طاتے ہوتے ہین شاۃ کہتے ہین بکری کو اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ احتمال
رکھتا ہے کہ مشتق نہو یعنے اشتقاق نہ کیا گیا براق بریق سے جیسا کہ اوپر گذرا اور بعضی روایتون مین
آیا ہے کہ جب حضرت رسول ؐ نے پانون رکاب مین کہا براق نے سرکشی کی یعنے تندی و چالاکی پس
جبرئیل ؑ نے براق سے کہا کیا ہوا ہے تجھے جو سرکشی کرتا ہے تو سوار نہین ہوا تجھپر کوئی ایک گرامی تر
محمد ؐ سے پس عرق کیا اور بیٹھہ گیا زمین پر اور رام ہوا براق پس سوار ہوئے حضرت ؐ اوسکی پشت پر
اور یہ کلام یعنے کہنا جبرئیل ؑ کا کہ کیا ہوا ہے تجھے اے براق آلخ دلالت رکھتا ہے اوپر اسبات کے
کہ براق آمادہ تھا یعنے مہیا انبیا کی سواری کے لیے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک نبی کو ایک براق تھا
اوسکے قدر اور مرتبے کے اندازے کی مقدار پر جیسا کہ روایتون مین آیا ہے کہ ابراہیم ؑ آیا کرتے تھے براق
پر سوار ہو کر بیت المقدس سے مکے کو اسماعیل ؑ کے دیکھنے کے واسطے گویا اشارت جبرئیل ؑ کی طرف براق
کی جنس کی ہے واللہ اعلم اور وجہ براق کے سرکشی کرنے کی یا اس جہت سے تھی کہ کبھی اوسپر سواری
ہوئی نتھی اوس ایک قول سے کہ سوار نہین ہوا اوسپر کوئی یا بُعد عہد کی جہت سے بُعد کے معنی دوری
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سرکشی کرنا براق کا نازا ور خوشی اور افتخار کرنے کی جہت سے تھا نہ یہہ
کہ بطریق استبعاد اور سرکشی ہو جیسا کہ رجفہ جبل کے درمیان فرمایا یعنے پہاڑ کے لرزنے مین
کہ اثبت یا ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہید یعنے ثابت ہو اے ثبیر یعنے ساکن ہو پس نہین اوپر تیرے
مگر نبی اور صدیق اور شہید رجفہ بمعنی لرزنا اور ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے مکے کے تین پہاڑون سے
اور باقی دو کا نام ثور اور حرا ہے اور کہتے ہین کہ رکاب براق کی جبرئیل ؑ کے ہاتھہ مین تھی اور لگام میکائیل ؑ
کے ہاتھہ مین اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ جبرئیل ؑ ردیف تھے اوس جناب کے یعنے پیچھے سوار تھے
اور شاید کہ پہلے جبرئیل ہر کاب مین ہون بعد اسکے اثنائے راہ مین محبت اور عنایت اوس سرور نے
اقتضا اسبات کا کیا ہو کہ جبرئیل ؑ کو اوٹھا کر اپنا ردیف کیا یا پہلے ہی ردیف ہون بعد اسکے جبرئیل ؑ
رعایت اوس جناب کے طریقہ ادب اور تکریم کی کر کے نیچے اوترے ہون واللہ اعلم پس پہونچے اوپر زمین
نخلستان کے پس کہا جبرئیل ؑ نے حضرت رسول ؐ سے کہ نیچے اوترو اور نماز پڑھو کہ یہ زمین یثرب کی ہے بعد
اسکے مدین کو پہونچے اور اوس زمین پر گذرے جہان مولد تھا عیسیٰ ؑ کا یعنے جائے ولادت اس جملہ مین بھی

جبرئیل نے کہا نیچے اترو نماز پڑھو پس سرور عالم نے نیچے اوتر کر نماز ادا کی بعد اسکے ایک عجوز کو دیکھا
یعنے ایک بڑھیا کو ایک طرف پوچھا حضرت نے جبرئیل سے کہ یہ کیا ہے یا جبرئیل کہا چلو یا محمد بعد اسکے سنا
حضرت نے کہ کوئی راہ سے ایک جانب کو ہے اور پکارتا ہی رسول کو حضرت نے پوچھا یا جبرئیل یہ کون ہے
کہا چلو یا محمد و بعد اسکے گذرے طرف ایک جماعت کے کہ سلام کیا اونھون نے حضرت کو اور کہا السلام علیک
یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حشر پس کہا جبرئیل نے کہ جواب دو انکے سلام کا یا محمد پس
جواب دیا حضرت نے اونکے سلام کا الی آخر الحدیث پس کہا جبرئیل نے حضرت رسول کو کہ وہ عجوز جو دیکھی
تنے سو دنیا ہے اور باقی نہین رہا دنیا سے مگر اوتنا ہی جتنا باقی رہا ہے اوس عجوز کی عمر سے اور وہ
جس نے پکارا تمکو سو ابلیس ہے اگر جواب دیتے تم اونکو یعنے عجوز کو اور شیطان کو تو اختیار کرتی امت
تمھاری دنیا کو اوپر آخرت کے اور گمراہ کرتا ابلیس اونکے تئین اور اوس گ۔ وہ نے جو تمکو سلام کیا ابرہیم
اور موسی اور عیسے تھے صلواۃ خدا کی اونپر اور روایتون مین آیا ہے کہ گذرے حضرت موسی کے پاس
سے کہ نماز پڑھتے تھے اپنی قبر کے درمیان پس کہا یعنے موسی نے اشهد انک رسول اللہ یعنے شہادت
دیتا ہون مین کہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور جو انبیا زندہ ہین خدا کے نزدیک عبادت کرتے ہین جس طرح
ذکر کرتے ہین اہل جنت جنت کے درمیان بدون اسباب کے کہ وے جنتی مکلف ہون اوپر اوسکے
یعنے اوپر نماز کے بعد اسکے گذرے حضرت راہ مین اوپر قومون اور گروہون خلائق کے نیکون سے
اور بدون سے جو عالم برزخ مین اور عالم مثال مین اوپر آثار اور ثمرات اپنے افعال اور احوال کے
مشغول اور گرفتار ہین اور ذکر اسکا ایک طول رکھتا ہے اور بعد اسکے پہونچے بیت المقدس کے تئین
اور باندھا براق کے تئین مسجد کے دروازے کے حلقے سے کہ اب اوسے باب محمد کہتے ہین پس داخل
ہوئے مسجد کے درمیان اور ادا کین دو رکعت اور ظاہر ایہ دو رکعت مسجد کی تحیت کی تھین اور حاضر
ہوئے ملایک اور متمثل گردانی گئین روحین انبیا کی آدم سے لیکے عیسے تک اور ثنا کی اونھون نے پروردگار
تعالے کی اور صلوۃ بھیجی اونھون نے اوپر محمد کے اور اعتراف کیا یعنے اقرار محمد کے افضل ہونے پر
پس اذان دی گئی اور تکبیر بلند کی گئی واسطے نماز کے اور تقدیم کیا اونھون نے محمد کے تئین پس
حضرت نے امامت کی اور تمام انبیا اور ملائک نے اقتدا کی اوس جناب کی اور اختلاف کیا ہے عالمون
نے کہ یہ نماز نفل کی تھی یا فرض تھی عشا کی نماز تھی یا صبح کی اور ظاہر سیاق حدیث سے جس طرح

چلا گیا ہے کہ درمیان آنے بیت المقدس کے آسمان پر عروج کرنے سے آگے ہے پس نماز عشا کی تھی
اور اوس شخص کے قول پر جسنے کہا کہ یہ قضیہ نزول کے بعد ہے تو نماز صبح کی ہے اور
بعضون نے اسکی ترجیح کی ہے کہ حضرتؐ کے تئین ساتھ جمعیت کمالات اور برکات کے
نیچے اوترے کے ظاہر کرنا اوس سرورؐ کے فضل اور شرف کا اور انبیا کے کیا اور مسکین کی خاطر مین گذر رہتا
کہ کیون دونون حال مین ہو یعنے پیش از عروج اور بعد نزول ولیکن لکھنے سے اس خیال کے بدون ذکر کرنے
علمائے حدیث کے اور اونکے راویون کے مین نے ملاحظہ کیا بعد اسکے نظر مین آیا کہ شیخ کبیر عماد الدین ابن
کثیر جو اعاظم علماے حدیث و تفسیر سے ہے کہا ہے کہ نماز پڑہنا سرور انبیاؐ کا ساتھ انبیاؑ کے پیش از
عروج ہے اور لکھا ہے کہ حدیث مین ایسی ایک چیز ہے جو دلالت رکھتی ہے اوپر اوسکے کچھ مانع نہین ہے
اوسمین شکر اللہ کا لیکن عجب شیخ ابن کثیر سے کہا کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ اقامت کی حضرت نے درمیان
آسمان کے اور جن چیزون پر ظاہر اور متواتر ہین وہ یقین سو یہ ہے کہ درمیان بیت المقدس کے کی
یعنے اقامت اور ظاہر یہ ہے کہ پھرنے کے بعد کی یہان کس واسطے نہین کہتا شیخ کہ دونون جگہہ تھے اور
دونون حال مین تھے قطع نظر کرنے کثرت اور ظہور سے روایت اور درایت کے واللہ اعلم درایت کے
معنی جاننا اور جب باہر آئے حضرتؐ مسجد سے تب لائے حضرت جبرئیلؑ ایک آوند یعنے ہانڈی خمر کی اور
ایک دودھ کی اور مختار گردانا اوس سرورؐ کو کہ جسکو چاہو مختار ہو پس اختیار کیا اوس سرورؐ نے
دودھ کے تئین اور کہا جبرئیلؑ نے کہ اختیار کیا تمنے فطرت کے تئین مراد فطرت سے اسجگہہ دین اسلام
ہے اور استقامت کرنا اوپر اوسکے ہے یعنے اختیار کیا تمنے علامت اسلام کے تئین اور لین علامت اوسکی
ہے کیونکہ سہل اور طیب اور طاہر اور سایغ ہے پینے والون کے تئین سایغ کے معنی آسانی سے اوترنے
والا گلے سے اور دودھ کے تئین اوس عالم مین مثال دین اور علم کی لکھا ہے اور جو کوئی خواب
مین دیکھے کہ دودھ پیتا ہے تعبیر اوسکی وہ ہے کہ وہ علم اور دین سے بہرہ مند ہوا اور شکر خدا کا کہ
کاتب حروف نے بعضے خوابون مین نیا کوزہ اور پاک سفید اور سرد دودھ سے بھرا ہوا دیکھا ہے
اور خمر کے تئین پیا ہے خلاف خمر جو ام الخبائث ہے اور کھینچنے والی طرح طرح کے شرون کی حال اور مآل
کے درمیان اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد فطرت سے خلقت ہے اور بنا خلقت کی اوپر دودھ کے
ہے اور بڑہنا گوشت کا اور پھیلنا ہڈیون کا اوسی سے ہے اور پہلے پہل جو چیز پڑتی ہے مولود کے پیٹ

مین کھولتی ہے اوسکے دو دون کے سفید دودھ ہے اور ہے الفت رکھا گیا اور محبت کیا گیا اوس سرور کا
دودھ تھا اگرچہ خمر اوس وقت مین مباح تھی کیونکہ قضیہ اسرا کا مکّے مین تھا اور حرام ہونا خمر کا مدینے مین لیکن
آخر کار اوسکا یعنے خمر کا حرام ہونا تھا بایہ کہ پرہیز کیا حضرت ﷺ نے اوس سے تورع کی جہت سے یعنی پرہیزگاری
اور تعریض یعنے کنایہ کرنا اوپر اسبات کے کہ وہ آخر حرام ہوگی اور ہے یعنے نہ اختیار کرنا خمر کا موافق
اور صواب تھا یعنے نیک اور استوار علم الٰہی کے درمیان اور کہا جبرئیل ؑ نے اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ معنی اسکے اوپر لکھے
گئے اور ایک روایت یہ کہ اَصَبْتَ اَصَابَ اللّٰہُ بِکَ اختیار کیا تو نے جو اختیار فرمایا اللہ نے تیری تئین
اور اگرچہ یقین ہم کہ وہ جنت کے خمر سے تھی اور ساتھ اسکے رسول خدا ﷺ نے اوس سے پرہیز کیا اوسکی
مشابہت اور مضاہات کی جہت سے تھا صورت مین مضاہات کے معنی مانند ہونا یعنے اگرچہ جنت کی خمر تھی
لیکن مانند تھی خمر کے اور مشابہ اس جہت سے اجتناب کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کہا جبرئیل نے
کہ اگر اختیار کرتے تم خمر کے تئین تو گمراہ ہوتی امت تمہاری اور پڑتی خمر پینے مین اور امت آپ کی
پینے مین اس خمر کے یعنے دنیا کی خمر کی پڑتی جو مایہ فساد ہے اور مایہ خباثت اور ابن عباس ؓ کی حدیث
مین آیا ہے کہ دو قدح تھے ایک لبن کا اور ایک عسل کا اور ایک روایت مین تین اوانی یعنی ظروف آئے ہین ایک
پانی کا ایک خمر کا باس اور شہد کا ذکر نہین ہے اور بہر تقدیر لبن اختیار کیا گیا اور آنا ان برتنون کا
سدرۃ المنتہی کو پہونچنے کے وقت ہی آیا ہے صرح بہ الحافظ عماد بن کثیر اور آیا ہے کہ انبیا ؑ نے
ثنا کی پروردگار کے تئین اور درمیان انکے ابراہیم ؑ اور موسیٰ ؑ اور داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ نے ثنا
گستری اور خطبہ خوانی بلیغ اون فضائل اور کرامات اور معجزون مین جنسے مخصوص اور ممتاز گردانا ہے
پروردگار تعالیٰ نے اونکو زبان شکرگذاری کی کھولی اور حضرت خاتم الانبیا ؐ نے بھی زبان کھولی
اور کہا تم سب نے ثنا کی پروردگار تعالیٰ کی مین بھی ثنا خوانی کرتا ہون اور کہا الحمد للہ الذی
ارسلنی رحمۃ للعالمین وبشیرا ونذیرا للناس اجمعین وانزل علی الفرقان فیہ تبیان کل شی
وجعل امتی ہم الاولون وہم الاخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی
فاتحا وخاتما پس کہا ابراہیم ؑ نے بہذا فضلکم محمد بعد اسکے ایک معراج لائے یعنے سیڑھی جنت الفردوس
سے اور چپ و راست اوسکے ملائک تھے اور پہونچے حضرت ﷺ اوپر آسمان کے اور دیکھا اوس
سرور نے آسمانون کے درمیان بعضے انبیا کے تئین جو امر کی گئی ہے اوس سرور کی ملاقات کی گئی اور متمثل

گئے گئے آسمان کے درمیان بیت المقدس کی تمثل کرنے کے بعد اور سلام کیا اونکو جس صورت سے کہ
... میں مذکور ہے اور عجائب حالات اور غرائب حکایت سے جو اس باب میں روایت کی گئی ہے
وہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول چھٹے آسمان پر پہونچے اور موسیٰ کو اوس سرور نے دیکھا اور وہان سے اوپر
گئے تب موسیٰ روئے اور کہنے لگے کہ ایک غلام کو میرے بعد بھجوایا اور ممتاز کیا ایسا کہ آوینگی امت
اوسکی بہشت کے تئین بہ نسبت اوس کے جو داخل ہوینگے میری امت سے غلام کے معنی لڑکا اور کہتے ہین کہ
یہ رونا موسیٰ کا حسد کی وجہ سے نتھا کیونکہ حسد اوس عالم مین منزوع ہے احاد مومنین سے نچہ جائے
اوس شخص سے جو برگزیدہ ہو اور ممتاز کیا ہو اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے اولو العزم بلکہ یہہ یعنے
رونا تاسف اور تحسر ہے اوپر اوس چیز کے جو فوت ہوا موسیٰ کے تئین اوس اجر سے جو مترتب ہوتی
اوسپر بلندی درجے کی اوس سبب سے یعنے فوت ہونے کے سبب سے کثرت مخالفت سے جو مقتضی ہے
اونکے نقصان کرنے کے تئین جس سے موسیٰ کے اجر کی تنقیص لازم ہے کیونکہ ہر نبی کے واسطے ہے
مثل اجر اوس شخص کے جسنے اتباع کی ہو اوسکی اور کمتر تھے جنھون نے اتباع کی موسیٰ کی شمار مین
اون شخصون کے جنھون نے اتباع کی ہمارے پیغمبر کی کذا قال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری
اور ابن جمرہ نے جو علماء مالکیہ سے ہے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے رکھی ہے رحمت اور رافت دل
مین پیغمبرون کے واسطے اونکی امتون کے اور مرکب اور مجبول کیا اونکو یعنے جبلی کیا گیا اوپر اوس
رحمت کرنے امت کے اور تحقیق رویا ہمارا پیغمبر بعض امورات پر پس پوچھا گیا اوس سرور سے کہ کیا
چیز رونے مین لائی آپ کو یا رسول اللہ فرمایا یہ رحمت ہے اور نہین رحمت کرتا اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مگر
رحمت کرنے والون پر اور تحقیق لیا ہے پیغمبرون نے خدا کی رحمت سے حصہ وافر پس رحمت دلون مین اونکے
خدا کے بندون کے اوپر زیادہ ہے اور وافر تر دوسرون سے ہے پس اسی جہت سے رونی موسیٰ رحمت
اور شفقت کی جہت سے واسطے اپنی امت کے کیونکہ وہ وقت افضال کا اور جود اور کرم کا تھا اور خدا کے
حبیب کے پیش آنیکا وقت تھا تاکہ فائز ہو خلعت قرب اور فضل عام سے پس امید رکھی موسیٰ نے اوس وقت
قبول اور افضال کی کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ اوسکی امت کے تئین اس وقت و ساعت کی برکت سے اور
ذکر کرنا موسیٰ کا رسول خدا کے تئین لفظ غلام کرکے جو معنی کودک ہے یہ کہ اور صیغون سے ہو بسبب صغر سن اوس سرور
کے ہے نسبت کرنی موسیٰ کی اور عرب کا قاعدہ ہے کہ نام رکھتے ہین مرد مستجمع السن کا غلام کرکے جب

تک کہ درمیان اوسکے قوت باقی ہے اور فتح الباری میں کہا ہے کہ اشارت کی موسیٰؑ نے اوس لفظ سے
طرف انعام کرنے حضرت رب العزت کے اوس سرور ؐ کے تئیں جاری ہوئے قوت کے تئیں سن کہولت
تک اور سن شیخوخت میں داخل ہوئے تک اور طرف نہ داخل ہونے ضعف ہرم کے بدن شریف میں
اوس سرور ؐ کے ہرم کے معنی پیری اور کہولت دو مویہ ہونا یعنے سپید و سیاہ بال اور طرف نہ پراہ
پانے ضعف کے اوس سرور ؐ کی قوت میں یہانتک کہ اطلاق کیا لوگوں نے اوس سرور ؐ کے پیش آنیکے
وقت اسم شاب کا اوس جناب ؐ پر یعنے نوجوان اور ابی بکر رضؓ پر اسم شیخ کا ساتھ اسباب کے کہ حضرت
اسن تھے ابوبکر رضؓ سے اور اس جہت سے تھا نہ طاری ہونا شیب کا حضرت ؐ کو مگر کمی موے مبارک اور لحیۂ
شریف میں تا کہ لوگوں کی نظر میں پیر اور ضعیف نہ معلوم ہوں چنانچہ بیان اسکا حلیہ شریف کے باب
میں گذرا شیب بمعنی سپیدی بالوں کی اور بتحقیق ظاہر ہوا اثر شفقت موسیٰؑ سے اس امت مرحومہ پر اس
جہت سے تھی یعنے شفقت امت احمدی پر کہ موسیٰؑ نے توریت میں پڑھی تھی صفات اس امت کی
اور آرزو کی تھی کہ یہ امت احمدی ؐ اوسکی امت سے ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہی سب امت احمد
ہوئینگے آرزو کو قطع کرو بس کہا موسیٰؑ نے کہ الٰہی مجھے امت احمد ؐ سے گردان **وصل**
بعد اوسکے اوٹھائے گئے حضرت ؐ طرف سدرۃ المنتہی کے کہ اوس تک سے منتہی ہوتے ہیں اعمال
خلق کے اور علوم انکے اور اوس جگہہ سے نازل ہوتا ہے حکم الٰہی اور لئے جاتے ہیں احکام اور نزدیک
اوسکے کھڑے رہتے ہیں ملایک اور کسیکو اوس مقام سے آگے بڑھنے کی مجال اور اوس سے عروج کرنے
کی طاقت نہیں اور وہاں سے منتہی ہوتے ہیں جو کچھ صعود کرتے ہیں یعنے اوپر چڑھتے ہیں عالم سفلی سے
اور نزول کرتا ہے عالم علوی سے امر حضرت الٰہی جلشانہ اور آگے نہ بڑھا وہاں سے کوئی ایک نبیوں سے
مگر حضرت سید المرسلین ؐ اور رہگیا اور جدا ہوا اوس سرور ؐ سے جبرئیلؑ کہا اوس سے حضرت رسول ؐ نے
کہ یا جبرئیلؑ یہ کیا رہجانے کی اور جدا ہونیکی جگہہ ہے یہ وہ جگہہ نہیں ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کو اکیلا
چھوڑے جبرئیلؑ نے کہا اگر یہاں سے مقدار سر انگشت کے نزدیک ہوں میں تو جل جاؤں اس مقام میں
کیا خوب ہے جو کہا ہے شیخ سعدی ؒ نے **اشعار** بدو گفت سالار بیت الحرام + کہ اے حامل وحی برتر
خرام + بگفتا فراتر مجالم نماند + بماندم کہ نیروی بالم نماند + اگر یکسر موے برتر پرم + فروغ
تجلی بسوزد پرم + اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت رسول ؐ نے

جبرئیل سے کہ اگر کچھ حاجت رکھتے ہو تو مجھے کہو تا کہ عرض کرون جناب الٰہی مین کہا جبرئیل ؑ نے کہ حاجت میری
وہ ہے کہ طلب کرو تم درگاہ الٰہی سے کہ بچھاؤن مین قیامت کے روز اپنے پر کو اوپر صراط کے
تا کہ گذرین اوپر اوسکے امتی تمھارے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہٰی چھٹے
آسمان مین ہے اور دوسری ایک روایت مین آیا ہے کہ ساتوین آسمان مین ہے اور تطبیق
کرتے ہین دونون روایتون مین اوپر اسبات کے کہ جڑ اوسکی آسمان ششم مین ہوگی اور ڈالیان
اوسکی آسمان ہفتم مین اور وجہ تسمیہ سدرہ کرکے جو کہتے بیر کا درخت ہے سو مفوض یعنے سونپا گیا اوپر موقوف
شارع کے علم پر ہے اور کہتے ہین کہ اوس درخت مین تین طرح کی منفعتین ہین ظل مدید طعم لذیذ رائحہ طیب
یعنے چھانون پہونچی ہوئی اور لمبی اور مزہ لذت دار اور خوشبو پاکیزہ اور بمنزلہ ایمان ہے جو جمع
کرتا ہے قول عمل کے تئین ظل بمنزلہ عمل ہے اور طعم بمشابہ نیت اور رائحہ بمنزلہ قول کذا قالوا
ہو سکتا ہے کہ یہ درخت بٹھایا گیا ہو آسمان مین جس طرح بٹھایا جاتا ہے درمیان زمین کے اور
بھی قدرت الٰہی شامل ہے کہ جس طرح درخت زمین مین بٹھائے جاتے ہین یہ درمیان ہوا کے یعنے
ادھر مین ہو جس طرح رفتار کی سرور عالم ؐ نے درمیان ہوا کے اور ہو سکتا ہے کہ مغروس ہو جنت کی
تراب مین مغروس کے معنی درخت بٹھایا گیا جیسا کہ درخت اوسکے اور درخت جنت بھی احتمال رکھتا ہے کہ
مغروس ہون واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور سدرۃ المنتہٰی سے نکلتی ہین چار نہرین دو باطن ہین اور
دو ظاہر ہین وہ جو باطن ہین ہین بہشت کو جاتی ہین اور جو ظاہر ہین سو نیل اور فرات ہین اور ابی ہریرہ ؓ کی حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ چار نہرین جنت کی ہین نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان پس بعضے کہتے
ہین کہ ہونا انکا جنت سے اس معنے سے ہے کہ منافع اور ثمرات انکے دائم اور بے شمار ہین اور بعضے
کہتے ہین بجنس بہشت سی نکلی ہین واللہ اعلم اور نیل کے احوال مین بہت سی چیزین لکھی ہین عجائب
اور غرائب سے کہ عقل اوسمین حیران ہے اور نہرین پانی کی اور دودھ کی اور شہد کی اور خمر کی جو ہین
جو بہشت مین جاری ہین جیسا کہ منطوق کلام اللہ ہے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے انس کی
حدیث سے کہ جب چڑھے حضرت رسول ؐ ساتوین آسمان پر ایک طرف دیکھی اوس سرور ؐ نے کہ یاقوت
اور زمرد کے کنگرون پر جاری ہے اور اوانی اوسکے یعنے اوسکے پینے کے برتن سونے اور روپے
کے اور یاقوت اور موتی کے ہین اور زبرجد کے زبرجد ایک جوہر ہے مشہور سبز رنگ ہوتا ہے

اور پانی اوسکا سپید دودھ سے اور میٹھا شہد سے ہے پوچھا یا جبرئیل ہ یہ کیا ہے کہا یہ حوض کوثر ہے
جو عطا کیا ہے تمکو خداے تعالی نے اور ابی سعید کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت مین جاری
ہوتا ہے ایک چشمہ جسے سلسبیل کہتے ہین اور منشق ہوتی ہین اوس سے دو نہرین ایک کو کوثر کہتے
ہین اور دوسری نہر کو رحمت اور یہ وہ نہر ہے کہ جب عصاۃ جمع عاصی دوزخ سے سیاہ اور جلے ہوے
نکلینگے جب اوسمین پڑینگے اوسی دم تر و تازہ ہو وینگے اور سدرۃ المنتہے کو نورون نے پوشیدہ
کیا ہے جس طرح مڈے اور سونیکے پتنگون کے مانند اور ہر ایک پتی پر ایک فرشتہ ہے اور وصف
اس مقام کی حد قیاس اور عقل سے باہر ہے اور اسجگہہ بھی آیا سرور عالم کے ظرف خمر کا اور دودھ کا
اور شہد کا پس اختیار کیا لبن کے تئین جیسا کہ بیت المقدس کے درمیان معلوم ہوا اور اسجگہہ بھی نماز پڑھی
حضرت رسولؐ نے ساتھ پیغمبرون کے جس طرح بیت المقدس مین بعد اسکے دکھائی گئی اوس سرورؐ
کو بیت المعمور اور اوٹھایا گیا اوس سے پردہ ایسا ہی لفظ حدیث کہ ثم رفع لی البیت المعمور اور
تفسیر اوسکی کی ہے اوپر اس معنی کے کہ گویا درمیان اوسکے اور بیت المعمور کے کئی عالم تھے اور قدرت
نتھی اوسکے دریافت کرنے پر پس اوٹھایا گیا اور بلند کیا گیا اور لایا گیا اوس سرورؐ کی بصر اور بینائی
مین تاکہ دیکھا اوسی بیت المعمور کو ایک مسجد مین کعبے کے خدا کے درمیان یہانتک کہ اگر فرض کیا جاوے
گرنا اوسکا زمین پر تو گرے اوپر کعبے کے اور کہتے ہین کہ یہ وہ گھر ہے جو بھیجا گیا تھا واسطے آدم
علیہ السلام کے ہبوط کے بعد ہبوط کے معنی نیچے اوترنا اور پھر اوٹھایا گیا وہ گھر آدم کے بعد اوپر آسمان
کے اور قدر اور مرتبہ اوسکا آسمان پر خانہ کعبہ کے مانند ہے یعنے جس طرح زمین پر کعبے کا مرتبہ ہے
اوسی طرح آسمان پر بیت المعمور کا رتبہ ہے اور نماز پڑھتے ہین ملایک جس طرح طواف کرتے ہین
کعبے کے تئین انسان اور داخل ہوتے ہین بیت المعمور مین ہر روز ستر ہزار ملایک اور جب باہر نکلتے
ہین پھر نہین پھرتے طرف اوسکے دوسری بار اور دوسری روز دوسرے ستر ہزار فرشتے اور
اوسمین آتے ہین اور اسی طرح ہے حال اوس روز سے جب سے اوسے پیدا کیا ہے اللہ تعالے
نے اور ابد تک یون ہی رہیگا اور یہ دلیل اللہ تعالی کی قدرت کے عظمت پر اور کوئی خلق
بیشتر اور عظیم تر ملایک سے نہین ہے اور روایت ہے کہ نہین ہے آسمانون مین
اور زمینون مین جگہہ ایک شبر کی یعنے ایک بالشت کی مگر یہ کہ رکھا ایک فرشتے نے اپنی پیشانی

نے اپنی پیشانی متین واسطے سجدے کے اور نہین کوئی قطرہ ٹپکتا دریاؤن سے مگر یہ کہ موکل اوپر
اوسکے ایک فرشتہ یعنے ایک ایک بوند پانی پر ایک ایک فرشتہ موکل ہے اور آیا ہے کہ آسمان
مین ایک نہر ہے جسے حیات کی نہر کہتے ہین ہر روز جبرئیل اوسمین جاتے ہین پھر باہر نکلتے ہین اور اپنے
پر و بال کو جھٹکاتے ہین اور جدا ہوتے ہین اونسے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہے پروردگار تعالی
ہر قطرے سے ایک فرشتہ پس وہی ہین جو نماز کرتے ہین درمیان بیت المعمور کے اور پھر نہین پھرتے
طرف اوسکے اور ایسا ہی ہے مواہب کے درمیان اور نقل کی ہے اوس نے امام فخر الدین رازی
سے اس آیت کی تفسیر مین کہ ویخلق ما لا تعلمون کہ عطا اور ضحاک جو ائمہ تفسیر ہین روایت کرتے ہین
ابن عباس رض سے کہ کہا کہ عرش کے یمین مین ایک نہر ہے نور کی کہ سات آسمانون کے برابر ہے
اور سات زمینون کے برابر اور سات دریاؤن کے برابر داخل ہوتے ہین ہر سحر درمیان اوسکے
جبرئیل اور غسل کرتے ہین درمیان اوسکے اور زیادہ کرتے ہین نور پہ نور او اپنے جمال پہ جمال
اور جھٹکتے ہین اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی ہر قطرے سے جو گرتا ہے اونکے پرون سے کئی ہزار فرشتے قیامت
تک اور روایت کی گئی ہے کہ وہان فرشتے ہین جو تسبیح کرتے ہین خدا تعالی کے تئین اور
پیدا کرتا ہے اللہ تعالی ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتے کے تئین مؤلف کہتا ہے کہ آسمان مین
اگر تسبیحون سے ملایک کی فرشتے پیدا ہوتے ہین کیا عجب کہ زمین پہ بھی تسبیحات اور تہلیلات
سے حضرت ؐ کی اور درگاہ کے خاصون سے اور صلحائے امت کی تسبیحات اور تہلیلات کے کرنے
سے پیدا ہوتے ہون واللہ علی کل شئی قدیر یعنے سب چیزون پہ خدا قادر ہے تسبیحات اور تہلیلات
جمع تسبیح اور تہلیل ہے یعنی سبحان اللہ کہنا اور لا الہ الا اللہ کہنا کہا صاحب مواہب نے
کہ یہ بات اون ملایک کے درمیان ہے جو سوا ہے اون ملایک کے جو واسطے تعبد کے ہین
اور سوا ہین وحی اون ملائک سے جو موکل ہین اوپر نباتات اور ارزاق او نگہبانی پر اور جو موکل
ہین یعنی آدم کی تصویر پر اور جو ملایک کہ نازل ہوتے ہین درمیان ابر کے اور جو ملایک کہ لکھتے
ہین لوگون کے تئین جمعے کے روز اور جو جنت کے خازن ہین اور جو ملایک کہ آتے ہین تعاقب
کرکے دنکو اور رات کو تاکہ ضبط کرین بندون کے اعمال کے تئین دن اور رات اور ستر ہزار
فرشتے جو رسول خدا ؐ کی قبر پہ آیا کرتے ہین اور محفوف کرتے ہین اوسے یعنے قبر شریف

کو گھیرا کرتے ہین اور تامین کرتے ہین یعنے آمین کہتے ہین مصلی کی قرأت پر اور وہ ملایک جو کہتے ہین
ربنا لک الحمد اور وہ ملایک جو دعا کرتے ہین نماز کے انتظار کرنے والون کے تئین اور وہ ملایک جو
لعنت کرتے ہین اون عورتون کو جو مہجور کرتی ہین اپنے مردون کے جامۂ خواب سے کے تئین مہجور کے
معنی چھوڑا گیا اور معنی ناحق اور بیہودہ اور ہر ایک آسمان پر جدے فرشتے ہین کہ اونکے ہر ایک گروہ
کے تئین تسبیح جدی ہے اور آیا ہے کہ جو فرشتے کہ عرش کے حامل ہین یعنے باربردار اون کے ہر ایک
کی صورت جدا ہے اونکے جسد مین ایسی کہ مشتبہ نہین ہوتی صورت بعض کی بعض سے اون ملایک سے اگر ایک
ملک پھیلا وے اپنے بازو کے تئین تو ڈھانپ لیوے تمام جہان کو اپنے بازو کے ایک پر سے اور حملۂ
عرش آٹھ فرشتے ہین ساتھ اوس عظمت کے کہ مسافت اونکے کان کے لوسے اونکے کاندھے تک دو سو
برس کی راہ ہے اور ایک روایت مین ہے یہ کہ سات سو برس کی راہ اور ابی الشیخ نے کتاب العظمة کے درمیان
بہت چیزین اعجب العجائب سے مذکور کی ہین اور سمجھہ سے عظمت اور کبریائی اللہ تعالی کی تصور کیا جائے
کہ کیسی ہوگی فسبحان اللہ ذی الملک والملکوت والعظمة والکبریاء والجبروت سبحانه سبحانه سبحانه اور آیا ہے
کہ کہا رسول خدا صلعم نے کہ جب صعود کیا مین نے ساتوین آسمان پر دیکھا مین نے ابراہیم خلیل کے تئین
کہ بیت المعمور سے تکیہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اور ساتھ اوسکے ایک گروہ ہے خوش رو پس سلام کیا مین نے
اونکو اور سلام کیا اونھون نے مجھے کہ مین نے امت کو دو قسم پایا ایک جماعت اوسے سپید پوشاک
رکھتے ہین مانند کاغذون کے اور ایک جماعت میلے کپڑے پس آئے ہمراہ میرے وہ لوگ جنکے سپید
کپڑے تھے بیت المعمور کے تئین اور محجوب رہے وہ لوگ جنکے کپڑے میلے تھے پس نماز کی مین نے
درمیان بیت المعمور کے ساتھ اون لوگون کے جنکی پوشاکین اوجلی تھین اور سپید لباس سے کنایہ
ہے نیک عملون سے جیسا کہ اسکی تاویل مین کہا ہے وثیابک فطہر یعنے چادرین اپنی پس پاک کر یعنی
عمل اپنے نیک کر اور آیا ہے کہ فرمایا کہ ابراہیم ع کے نزدیک مینے ایک گروہ کو دیکھا سپید رو
اور خوش رنگ مانند کاغذون کے اور دوسرے ایک گروہ کو کہ رنگون مین اون کے تیرگی اور
تاریکی ہے اور گئی یہ قوم درمیان نہر کے اور غسل کیا اونھون نے پس خالص ہوا اونکے رنگون سے کچھ دوسری
نہر مین جاکر اونھون نے غسل کیا پس خالص ہوتے رنگ اونھون کے بتمام مانند اوس گروہ کے جو سپید رو
خوشرنگ تھے پس پوچھا سرور عالم صلعم نے کہ وہ سپید رو کون لوگ ہین اور یہ تیرہ رنگ کون ہین اور یہ

مرد کون ہے اور کیا ہین یہ نہرین جنکے درمیان جاکر انھون نے غسل کیا کہا جبرئیل نے کہ یہ مرد تمھارا
باپ ابراہیم ہے اور یہ جماعت جنکے رنگ سپید ہین وہی لوگ ہین جنھون نے آلودہ نہین کیا اپنے
ایمان کے تئین ظلم سے اور یہ تیرہ رنگ وہ جماعت ہین جنھون نے غلط کیا اعمال صالحہ کے تئین
یعنے ملایا اپنے نیک عملون کے تئین ساتھ اعمال بد کے پس توبہ کی اونھون نے اور رحمت کی
اللہ تعالی نے اوپر اون کے اور یہ پہلی نہر رحمت کی ہے اور دوسری نہر نعمت کی تیسری
نہر وسقاہم ربہم شرابا طہورا کی معنی اس آیت کے اور سیراب کیا اللہ تعالی نے اونکو شراب
طہور کے تئین بعد اسکے اور اوپر بڑھے حضرت ؐ اور اوسجگہہ کو پہونچے جہان سے جاتی تھی آواز
قلمون کی جنسے لکھتے ہین ملایک اقدار الہی کے تئین اقدار شاید جمع قدر ہے یا یہ کہ مصدر ہوا گر
مکسور الاول ہو تو اور قدر اور تقدیر مرادف المعنی ہین بمعنی اندازہ کرنا اور اندازہ کیا ہوا خدا
کا بندے پر اگرچہ قضا اور تقدیر الہی قدیم ہے لیکن لکھنا اوسکا یعنے قلم کا حادث ہے یعنے
نو پیدا ہونے والا اور کتابت لوح محفوظ کی کہ کائنات اوسمین ثبت ہے زمین اور آسمان کے
پیدا کرنے سے آگے ہے اور جف القلم بما ہو کائن اشارت طرف اوسکے ہے لیکن یہ کتابت کرنا
ملایک کے صحف مین مانند فروع کے ہے ایسا فروع جو تنسیخ ہوا صل سے یعنے قبول لکھا گیا ہوا
جیسا کہ نصف شعبان کی شب مین اور اور راتونمین لکھتے ہین اور درمیان اوسکے محو اور اثبات
یعنے مٹانا اور قایم کرنا جاری ہوتا ہے ویمحو اللہ ما یشاء ویثبت عبارت اوس سے ہے جیسا کہ آثار
مین آیا ہے آثار جمع اثر ہے بمعنی نقل کرنا بات کا اور بمعنی سنت رسول اللہ اور صاحب مواہب
لدنیہ ابن قیم سے نقل کرتا ہے کہ کہا ہے یعنے ابن قیم نے کہ قلم بارہ ہین اور متفاوت ہین تیون
مین سب مین اعلی اور بزرگ قلم قدر ہے جس سے لکھا ہے پروردگار تعالے نے خلایق کی تقدیرون
کے تئین جیسا کہ سنن ابو داؤد کے درمیان عبادہ بن صامت سے آیا ہے کہ کہا کہ سنا مینے
رسول خدا ؐ سے کہ فرماتے تھے کہ اول ما خلق اللہ القلم یعنے جس چیز کو پیدا کیا خدا نے
تعالے نے سو قلم ہے فرمایا اللہ تعالی نے قلم کو کہ لکھ کہا کیا لکھون فرمایا لکھ خلایق کی تقدیرین
کو قیامت تک کی پس یہ قلم اول ہے قلمون کا اور اجل اونکا یعنے تمام قلمون کا بزرگ اور بتحقیق
کہا ہے بہت سے عالمون نے اہل تفسیر سے کہ یہ وہ قلم ہے جسکی قسم کھائی ہے اللہ تعالی نے

اپنے کلام مین دوسرا قلم قلم وحی ہے تیسرا قلم قلم توقیع ہے توقیع اوسے کہتے ہین جو لکھتے ان کیا بائے
نامے کے درمیان اور نشان اگر نامکتوب کے تئین غذا ہے اور رسول خدا سے چوتھا قلم قلم طب ابدان
ہے ابدان جمع بدن حفظ کی جاتی ہین اوس سے صحتین بدنون کی پانچوان قلم قلم توقیع ہے بادشاہون
سے یعنے جس سے فرمان وغیرہ لکھے جاتے ہین اور ثواب اونکا ہے اس قلم سے سیاست اور اصلاح
کیجاتی ہے مملکتون کے کامون کی ثواب سے معنی مزدوری دینا اور مزدوری چھٹا قلم قلم
حساب ہے ضبط کیئے جاتے ہین اوس سے وہ اموال جو لگائے جاوین اور خرچ کیئے جاوین اور
اندازے اوسکے اور یہ قلم ارزاق ہے ساتوان قلم قلم حکم ہے جس سے ثابت کیئے جاتے ہین
حقوق اور جاری کیئے جاتے ہین اوس سے قضایا جمع قضیہ اور حقوق جمع حق آٹھوان قلم قلم شہادت
ہے جس سے نگاہ رکھے جاتے ہین حقوق نوان قلم قلم تعبیر ہے اور وہ کیا ہے لکھنے والا وحی کا ہے
منام کے یعنے جو وحی خواب مین ہو اور تفسیر اور تعبیر کا اوسکی دسوان قلم قلم تواریخ ہے جہان کا
اور اوسکے وقایعون کا گیارہوان قلم قلم لغت ہے اور ادق تفصیلون یعنے لوگون کے
زبان کی اصطلاح بارہوان قلم قلم جامع ہے اور وہ قلم کیا ہے قلم رد ہے اوپر مبطلین کے یعنے باطل
کرنے والون پر اور رفع شبہات محرفین کا یعنے تحریف کرنے والون کا تحریف کی معنی گردانا
بات کا اپنی جگہہ سے یہ اقلام ہین جنسے انتظام ہے جہان کی صلاحون کا اور کافی ہے جلال اور فضیلت
مین قلم کے کہ اوس سے لکھی گئی ہے کتاب اللہ تعالی کی اور سوگند کی ہے اوسکی خدای عزوجل نے
انتھی پوشیدہ نرہے کہ قلم الٰہی کے بعد جو اعلی اور اجل ہے یعنے برتر اور حقیقت اوسکی سوا خدا اور رسول خدا
کے کوئی جانتا نہیں قلم دنیا ہے جس سے لکھے جاتے ہین علوم اور جو کچھہ ذکر کیا ہے اس قایل نے یعنے
کہنے والے نے سو معلومات ہین جو متعلقات ہین علوم کے اور اگر یہ سب منحصر ہین درمیان اون چیزون
کے جو قایل نے ذکر کیا تو فبہا یعنے بہتر اور نہین تو یہ سب مثالین ہین واسطے اونکے یعنے اون قلمون کے
لئے پس اندیشہ کر بعد اسکے یعنے وہ جو اوپر گذرا کہ حضرت رسول اللہ نے بیت المعمور سے ابراہیم کو
تکیہ کیئے ہوئے دیکھا اور وہان اپنی امت کو دو تک آدھے سپید رو اور سپید لباس اور آدھے
میلے کچیلے آلخ اور وہان سے آگے بڑھے اور اوس جگہہ پہونچے جہان سنی جاتی تھین آوازین قلمون
کی جنسے لکھتے تھے ملایک تقدیر الٰہی کے تئین اسکے بعد دکھایا گیا سرور عالم کو بہشت اور دوزخ

اون نعمتون سے اور نعمتون سے جو کچھ نہ کہ بین کتاب اور سنت کے درمیان اور دیکھا سرور عالم صلعم نے بہشت اور دوزخ کو جو جائے ظہور رحمت سے بر تر کی رحمت کا ہے اور دیکھا حضرت صلعم نے دوزخ محل غضب حضرت تعالی جل جلالہ کا اور کھولا ہوا بہشت کے تئین اور بند کیا ہوا دوزخ اور غسل کیا حضرت رسول صلعم نے سلسبیل کے چشمے مین اور دھوئی گئین آلائشین کون اور حدوث کی اوس جناب صلعم کے ظاہر و باطن سے اور بخشا گیا اوس جناب صلعم کو ما تقدم من ذنبہ وما تاخر یعنے اول اور آخر کے ذنوب کون کے معنی ہونا اور موجود ہونا اور حدوث نو پیدا ہونا معنے لیسے ان نعمتون کے سیکڑون جگہہ لکھے اور پھر بھی اس واسطے لکھتا جاتا ہون کہ مبتدی حیران اور عاجز ہے لیکن ترجمہ ٹھینٹھ ہندی مین نہین کرتا اس واسطے کہ لطف سخن جاتا رہیگا اور زبان اردو کے یہی معنی ہین پر مجھے بیدلی اس قدر ہے کہ خدا ہی کو روشن ہے اور امیدوار فضل و کرم سے اوسکے ہون جو خدا کا حبیب اور رسول کریم صلعم ہے کہ مین بھی بیچارہ اپنی مراد کو پہونچون **ابیات** مجھے امید ہے تیری جناب سے یا شاہ + مرے لبون کا ہے حی ذو الجلال گواہ + یہ میری راہ مین جو کوئی خار ہوتا ہے گل مراد کو اوسکے تباہ کر اللہ + جو میری محنت لیل و نہار پر لوٹے + تن اوسکا دھوپ سا کوڑھی منہ اوسکا شب سا سیاہ + الٰہی کر اوسے رسوا ذلیل و خوار و خجل + بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ سرور عالم صلعم کھڑے کیے گئے ایک درخت پر بہشت کے درختون سے ایسا درخت نہ تھا جنت مین اوس سے زیادہ لطیف اور پاکیزہ درخت بس کھایا اوس سرور صلعم نے میوہ اوس درخت کا اور ہوا نطفہ اوس جناب کے صلب پاک مین اور جب زمین پر اوترے اور موافقت کی اوس سرور صلعم نے ساتہ ام المومنین خدیجہ صلعم کے حاملہ ہوئین حضرت خدیجہ رضی حضرت فاطمہ زہرا رضی سے مولف کہتا ہے کہ یہان اشکال صریح ہے کہ ولادت فاطمہ رضی زہرا کی نبوت سے سات برس اور کچھ ایک زیادہ ہے اور اسرا نبوت کے بعد ہے مگر یہ کہ التزام کرین کہ حضرت رسول اللہ کے تئین پیش از نبوت بھی اسرا درمیان منام ہوا اور یہ حکایت اوس منام کی ہے یا اوس جناب صلعم کو نبوت سے آگے بہشت مین لیگئے ہون بدون اسرا کے اور یہ واقعہ وہان کا ہے ولیکن ذکر کرنا اس قصہ کا بیان درست ہو گا خدا جانے والا حقیقت حال کو وصل جب دیکھنا آیات آلہی کا اور باری جائے شہود مین قرب اور حضور کے آنے کے آخر کو

پہونچی اور سب سے انقطاع قبول کیا اور تنہا رہے حضرتؐ اور کوئی ملک اور انسان ساتھہ
اوس سرورؐ کے نرہا اور ستہونہ نور کے ستر حجاب ایسے کہ ایک حجاب دوسرے کے مانند نتھا
آگے ہٹے اور آیا ہے کہ سطبری یعنے دل ہر ایک حجاب کا پانچ سو برس کی راہ تک تھا اور تمام
حجابون کے تئین اوس سرورؐ نے امداد اور اعانت الٰہی سے قطع کیا اوس دم ایک حیرت اور
ایک وحشت جلال اور عزت اور کبریائی سے آگے آئی اوس وقت ایک ندا کرنے والے نے ابوبکرؓ
کی زبان کرکے ندا کی کہ قف یا محمدؐ فان ربک یصلے یعنے کھڑا ہو ای محمد بیس پروردگار تیرا نماز کرتا ہے
پس سنکر حضرت رسول خداؐ فکر مین آئے کہ یہ آواز ابی بکرؓ کی کہان سے آئی اور اس آواز سے جو اوس
سرورؐ نے انس پایا باہر لئے اوس وحشت سے جو حاصل ہوئی تھی پس ندا آئی حضرت رب العزت
سے کہ ادن یا خیر البریہ ادن یا احمدؐ ادن یا محمدؐ یعنے نزدیک ہو اے بہترین خلائق نزدیک ہو ای
احمد نزدیک ہو اے محمد حضرت رسولؐ فرماتے ہین کہ پس نزدیک گردانا مجھے میرے پروردگار نے
اپنے سے اور ایسا نزدیک ہوا جیسا کہ فرمایا ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یعنے پس
پیچھے نزدیک ہوا پس سخت نزدیک ہوا یعنے بہت نزدیک پس ہوا مقدار دو کمان کے یا زیادہ
نزدیک اور قاب مابین قبضہ کمان کو بھی کہتے ہین اور پوچھا مجھ میرے پروردگار نے مجھ سے پس
نہین جواب دے سکا پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئین میرے دونون شانون کے درمیان
بدون تکیف اور تحدید کے تحدید کے معنی حد کسی چیز کی آشکار کرنا پس پایا مین نے اوسکے بردکی تئین
یعنے دست قدرت کی خنکی کے تئین اپنے سینے کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم اولین
اور آخرین کا اور تعلیم کیا یعنے سکھایا طرح طرح کے علم کے تئین ایک علم ایسا بتایا عہد لیا مجھہ سے
میرے پروردگار نے اوسکے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے کہون اور کوئی اوسکے اوٹھانے کی
طاقت نہین رکھتا سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اوسکے اظہار اور کتمان کے
درمیان اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کی مجھے اللہ تعالی نے اوسکے پہونچانے پر طرف خاص اور
عام کے میری امت سے پس کہا رسول خداؐ نے ای پروردگار میرے مین وحشت مین آیا یعنے پیش
آنے کے آگے تیری درگاہ مین ناگاہ مین نے ایک ندا سنی اوس لغت سے جو مشابہ ہے ابوبکرؓ کے
لغت کی جو کہتا تھا قف فان ربک یصلے پس تعجب کیا مین نے اس بات سے کہ ابوبکرؓ یہان کہان

سے آیا اور پروردگار بے نیاز ہے اس بات سے کہ نماز کرے حکم ہوا کہ اے حبیب میرے مین
بے نیاز ہون نماز کرنے سے دوسرے کے لئے اور مین فرماتا ہون سبحانی سبقت رحمتی علی غضبی پڑھ یا
محمدؐ اس آیت کے تئین ہو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور و کان بالمومنین رحیما
یعنے وہ وہ ہے یعنے حضرت حق ایسا کہ صلوۃ کرتا ہے یعنے نماز کہ معنے رحمت نازل کرتا ہے اوپر تمہارے
اور ملایک اوسکے تاکہ نکالین تمکو تاریکیون سے طرف نور کے اور ہے اللہ تعالے مومنون پر رحیم رؤف
کے معنی بہت بخشنے والا اور پس صلوۃ میری اے محمدؐ رحمت ہے اوپر تیرے اور تیری امت کے اور سنوانا
میرا تجھے ابوبکرؓ کی آواز کے تئین اس واسطے تھا کہ اونس پکڑے تو اور اپنے حال مین آئے اس ہیبت
مقام مین یا محمدؐ حبیب ہمنے چاہا کہ کلام کرین تیری بھائی موسیٰؑ سے پس پکڑا اوسے ایک بڑی ہیبت نے
اور پوچھا ہمنے اوس سے وما تلک بیمینک یا موسیٰؑ پس ہوئی اوسے ایک انسیت عصا کے ذکر کرنے سے
اور بحال خود آیا اسی طرح تو ہے اے محمدؐ چاہا مین نے کہ اونس پکڑے تو اپنے یار کی آواز سے کہ پیدا کیا گیا
ہے تو اور وہ ایک طینت سے یعنے تم اور وہ دو نو اولاد آدمؑ ہین اور وہ تیرا انیس ہے درمیان
دنیا کے پس پیدا کیا مین نے ایک فرشتے کو اوسکی صورت جو ندا کرے تجھے اوسکی لغت کرکے تاکہ دور رہے
تجھسے وحشت اور لاحق نہو تیرے تئین ہیبت سے وہ چیز جو باز رکھے تجھے اوس چیز سے جو چاہا ہمنے
تجھسے بعد اسکے پوچھا اللہ تعالی نے کیا ہوئی وہ حاجت جو جبرئیلؑ نے درخواست کی تجھسے مین نے
عرض کی کہ خداوندا تو دانا تر ہے اوپر اوس بات کے فرمایا قبول کیا مین نے اوسکی حاجت کے
تئین ولیکن اوسکے حق مین جو دوست رکھے تجھے اور جسنے صحبت رکھی ساتھ تیرے حضرت رسولؐ
کہتے ہین پس بچھایا گیا واسطے میرے رفرف سبز کیسا کہ غالب تھا نور اوسکا اوپر آفتاب کے
پس چمکا اوس سے نور میری بینائی کا اور بٹھایا گیا مین اوپر اوس رفرف کے اور اوٹھایا گیا مین یہانتک
کہ پہونچا مین عرش کو پس دیکھا مین نے ایک ایسے امر عظیم کے تئین جسکے وصف نہ ادا کر سکین
زبانین پس نزدیک ہوا مجھسے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری زبان پر پس چکھا مین نے
ایسی چیز کو کہ نہین چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیرین تر اوس سے اور حاصل ہوئی
مجھے خبر اولین اور آخرین کی اور روشن کردا تا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے
نور نے میری بصر کے تئین پس دیکھا مین نے تمام چیزون کے تئین اپنے دل سے اور دیکھا

مین نے اپنے پیچھے سے جس طرح دیکھتا ہون اپنے آگے سے رفرف بچھونے کو کہتے ہین اور در اصل اوس بچھونے کو کہتے ہین جو باریک ہو دیبا وغیرہ کی قسم سے **تنبیہ** جاننا چاہیئے کہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس محل عالی مین حجابون کا سو مخلوق کے حق مین ہے نہ یہ کہ خالق عز و جل کے حق مین ہوا و رحق تعالے منزہ ہے یعنے پاک اور برتر احجابات سے جو محجوب ہووے اور ڈھانپ لے اوسے کوئی چیز کیونکہ حجاب محیط ہوتا ہے یعنے گھیرا کرتا ہے اوتنا جتنا حسن کیا جاوے یعنے جتنا دیکھنے مین اور دریافت مین آوے بلکہ محجوب یعنے حجاب کیئے گئے خود خلق ہین حضرت حق سے معانی اسما اور صفات اور افعال کے اور تمام مخلوق کے لیے نورون سے اور تاریکیون سے ہر ایک کے تئین حجاب کا ایک مقام ہے ایسا کہ جانا گیا اور حصہ اوسکا ہے ادراک کرنے سے اور معرفت مقسوم سے اور ملایک مقربین سے جون سے گرد عرش کے ہین اور کروبیان جون سے مقربان درگاہ ہین محجوب ہین نورانیت اور عظمت اور کبریا اور جلال اور قدس اور قیومیت سے اور صفات حجاب ذات ہین اور ملایک محجوب ہین اور طبقے مختلف ہین یعنے طرح طرح کے فرقے ہین ملایک کے واسطے ہر ایک کے ایک مقام معلوم اور درجہ معین ہے اور مخلوق سب محجوب ہین خالق سے پس ایک قوم محجوب ہین رویت کرکے یعنے دیکھنا نعمتون سے منعم سے یعنے نعمت دینے والا اور رویت احوال کرکے محول سے اور رویت اسباب کرکے مسبب سے اور مواہب کرکے وہاب سے مواہب جمع موہب ہے معنی بخشش اور وہاب بہت بخشنے والا اور ایک قوم محجوب ہین علم کرکے یعنے دانش کرکے علم سے اور فہم کرکے فہم سے اور عقل کرکے عقل سے اور یہ تمام معنی مین حجاب ہے نعمت کرکے منعم سے اور مواہب کرکے وہاب سے اور ایک قوم محجوب ہین مباح شہوتون کرکے اور ایک قوم حرام شہوتون اور معاصیون اور بدکاریون کرکے اور ایک قوم محجوب ہین اموال اور اولاد اور زینت حیات دنیا کے

اللھم لا تحجبنا عنک فی الدنیا اے پروردگار مت محجوب کر ہمکو تو اپنے سے دونون جہان مین ذکر کیا اسکلام کو بعض عارفون نے اور جاننا چاہیئے کہ دنو اور تدلی جو مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا قاب قوسین او ادنیٰ کرکے ہوا اور مذکور ہے معراج کی حدیثون مین سو ہوا اوس

دنو اور تدلے کی ہے جو والنجم کے سورے مین ہے کہ نسبت اسکی طرف دیکھنے اور نزدیک
ہونے جبرئیلؑ کی ہے بقول مختار یعنے بقول راجح اور سباق اور سیاق آیت کا بھی ظاہر ہے درمیان
اوس سورے کے اور بعضون نے اوپر دیکھنے اور نزدیک ہونے پروردگار تقدس و تعالی کے
بھی گمان کیا ہے جیسا کہ تفسیرون مین مذکور ہے اور کاملترین کمال سے اور نہایت ادب اور اجلال
کرنے سے حضرت پروردگار کے اور نگاہ رکھنے سے حد اپنے بندے پنے کی اور نہایت سکون قلب اور
ملائمت باطن اور علو ہمت سے حضرت رسولؐ کی اور مواطات بصر اور بصیرت یعنے موافقت
کرنے سے اونکی یہ بات ہے کہ ساتھ اسکے کہ اوس سرورؐ کو ظہور ایسی آیات اور کرامات کا حاصل ہوا
طرف کسی ایک چیز کے اونسے توجہ اور التفات نکیا اور رغبت کی آنکھ نکھولی جیسا کہ فرمایا ہے ما زاغ البصر
وما طغی جس طرح خاص بندے اور مقرب شاہون کی کرتے ہین اور یہ کمال ہے کہ سوائے اوسکے
جو اکمل بشر ہو اور سردار رسولون کا دوسرے کسیکو میسر نہین اور عادت ذاتون کی اوپر اسباب کے
جاری ہے کہ جب کسی مقام عالی کے درمیان کھڑے ہون تو جو مقام اعلی ہے اوسکی اطلاع اور شرف
پانے سے طلب کرنے والے ہوتے ہین جس طرح موسی کلیمؑ مقام مناجات اور تکلم کے مقام کو پہونچکر
طلب کیا اونھون نے رویت حق کے تئین اور یہ شکر اور خوشی کرنے کی ایک نوع سے ہے
جو مقام قرب مین رعایت ادب سے دور ڈالتی ہے اور پیغمبر ہمارا جب قرب کے مقام مین کھڑا کیا گیا
ادا کیا اوس سرورؐ نے حق اوسکا یعنے مقام قرب کا اور التفات اور توجہ نہ کی اوس سرورؐ
کی بصر اور بصیرت نے کسی چیز کی طرف سوا اوس چیز کے کھڑا کیا گیا اوس سرورؐ کو اور ارادہ
اور شوق نکیا کسی چیز کا سوا اوسکے اور اسی واسطے پہونچایا گیا وہ سرورؐ تمام مرادون کو اور
مرتبون کو اور درجون کو کہ اعلا اون مرادات وغیرہ کا رویت حق ہے واقامت فیما اقام اللہ اعلا
مقامات اہل صحو وارباب تمکین یعنے اور کھڑا کرنا اوس چیز کا جس چیز مین کھڑا کیا خدائے تعالی نے سو کیا ہر
اعلا مقامات اہل ہوش کے اور صاحبان تمکین کے ہین اور فرمایا ما کذب الفواد ما رای یعنے نہین تکذیب
کی دل نے جو کچھ دیکھا اور بصر بصیرت دونون متواطی یعنے موافقت کرنے والے اور متصادق ہوئی جو کچھ
بصیرت سے اوس سرورؐ نے پایا بصر سے ادراک اوسکا کیا اور جو کچھ آنکھ سے دیکھا دل سے تصدیق
اوسکی کی اور سب حق اور صحیح تھا اور پس پہونچے حضرتؐ کمال کو ایسا کمال کہ سبقت کی اوس

سرور صنے اوس کمال سے اولین در آخرین کے تئین اور ہوا وہ سرور مغبوط انبیا اور مرسلین کا غبطہ بروزن سبط بمعنی آرزو لیجانا کسیکے حال پر بہون اسبات کے کہ اوس آرزو سے زوال اوسکا چاہا ہو اور مستقیم ہوا وہ سرور صراط مستقیم پر یعنے راہ راست پر دنیا اور آخرت مین اور قسم یاد کی حضرت حق جل و علا نے کہ یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے پس وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے عبد کے جو کچھہ وحی کیا بطریق ابہام یعنی وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اوسے اور اوسکا رسول ص دوسرا کیا پا سکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقایق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے مین داخل ہین اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے اوسکی ہے جو مبہم لایا اور بیان نکیا اس اشارت کے تئین اور یہ اسبات کے کہ سوا علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اوسپر احاطہ کرنے والا نہین ہو سکتا مگر جو کچھہ اوس سرور ص نے بیان کیا یا جو کچھہ مقابلہ اور محاذات کرنے سے اوس جناب ص کے روح اقدس کے دلون پر بعضے کامل اولیا کے جو شرف اتباع مین اوس سرور ص کے سعادت اور شرف پانے والے ہین چمکا ہے واللہ اعلم اور لائے ہین کہ حضرت رسول ص پہونچے عرش کو ہاتھہ مارا عرش نے دامن اجلال مین اوس سرور ص کے اور ندا کی زبان حال سے اور کہا یا محمد تمہین ہو کہ مشہور گردانا تمکو خدا تعالی نے اپنی احدیت کے تئین اور مطلع گردانا تمکو اپنے جمال صمدیت پر اور تشنہ لہفان یعنے افسوس کرنے والا اور اندوہمند متحیر ہون نہین پاتا مین کہ کس راہ سے آؤن اور کس طریق سے گرہ اپنے کام کی کھولون گردانا خدا ے برتر نے مجھے اعظم خلق اور ہون مین اعظم درمیان تحیر اور درمیان ہیبت اور خوف کے یا محمد جب پیدا کیا مجھے پروردگار نے یا محمد پس کانپا مین ہیبت اور جلال سے اوسکے پس لکھا میرے قائمے پر لا الہ الا اللہ پس زیادہ ہوئی مجھے ہیبت اور ارتعاد اور ارتعاش یعنے لرزتا اور کانپنا یعنے اور بھی مین تھرایا پس لکھا محمد رسول اللہ پس ساکن ہوا قلق میرا اور کم ہوا میرا اضطراب اے رہو اسم تمہارا یا رسول اللہ سبب میرے آرام دل کا اور باعث طمانیت میرے سر کا یہ تھی برکت تمہارے اسم کی مجھپر پس کیا کچھہ ہو گا یعنے برکت پانا کہ پڑی مجھپر نظر تمہاری یا محمد انت المرسل رحمۃ للعالمین اور لا بد یعنے البتہ یا خواہ نخواہ یا ضرور مجھے بھی حصہ ہو گا اس رحمت سے یعنے تم جو تمام عالمون کے واسطے رحمت ہو اس رحمت مین بھی حصہ

حصہ میرا ای حبیب خدا کے یہ ہے کہ گواہی دو تم میری پاکی پر اون چیزون سے جن چیزون سے مجھے منسوب کیا ہے اہل مکر نے اور افترا سے جو منسوب کیا ہے مجھے اہل غرور نے اسباب سے کہ مین گنجایش رکھتی ہون اوسکے تئین جو مثل اپنا نہین رکھتا مراد حضرت حق سے اور احاطہ کرتی ہون اوسکو جسکو نہین ہے چگونگی یعنے کیسا تھا یا محمدؐ جسکی ذات کو حد نہین ہے اور عد نہین ہے اوسکی صفات کو سو کسطرح محتاج ہوگا طرف میرے اور محمول ہوگا مجھپر محمول کے معنی بار کیا گیا جب رحمن اسم اوسکا ہے اور استوا صفت اوسکی اور صفت اوسکی متصل ہے ذات سے اوسکی کسطرح متصل ہو مجھ سے یا منفصل یعنے جدا ہونیوالا ہو مجھ سے یا محمدؐ قسم کھاتی ہون مین اوسکے عزت اور جلال کی کہ نہین ہو مین قریب اوس سے وصل کریگے اور نہ دور اوس سے فصل کرکے اور نہ حامل اوسکی یعنے اوٹھانیوالی اور نہ موسع یعنے وسعت کرنیوالی ہرچند یہ الفاظ مذکر واقع ہوئے ہین لیکن چونکہ عرش زبان اردو مین تانیث واقع ہے اس واسطے مؤنث کرکے تعبیر کرتا ہون والعاقل تکفیہ الاشارہ اور ایجاد کیا مجھے پروردگار نے اپنے فضل سے اور اگر چاہے مجھے محو کرے یعنے عدم سے یعنے نیست و نابود کرے چاہے تو مین محمول اوسکی قدرت کی ہون اور معمول یعنے عمل کی گئی اوسکی حکمت کی جواب دیا حضرت رسول اللہؐ نے اوسے بزبان حال کہ تو ایک طرف ہو مجھ سے مین مشغول ہون یعنے فارغ مجھ سے مکدر مت کر تو مجھپر میرے صفاے وقت کے تئین اور مشوش مت گردان میری خلوت کے تئین پس نگاہ کی سرور عالمؐ نے طرف عرش کے نظر توجہ سے اور التفات اور رغبت کی طرف اوسکے اور نہ پڑھا جو کچھ اوپر مسطور تھا ما اوحی الیہ سے ایک حرف یہ بھید ہے مازاغ البصر وما طغیٰ کا اور لائے ہین کہ جب پہونچے حضرتؐ قرب مین قاب قوسین کے مرتبے کو تب عرض کیا اپنی امت کا احوال اور کہا ای پروردگار تو نے عذاب کیا امتون کے تئین بعضون کو حجارہ کرکے اور بعضون کو خسف کرکے اور بعضون کو مسخ کرکے خسف کے معنی گل جانا زمین کا کسیکو مسخ کے معنی گردننا صورت کا دوسری صورت بدتر اولی کی صورت سے الٰہی جو موذی اور ناحق شناس ہین اونکو تو مسخ کریں ای پروردگار میری امت سے کیا کریگا تو فرمایا حضرت حق نے کہ بھیجونگا اوپر اونکے رحمت اور مبدل کرونگا اونکی بدیون کو نیکیون سے الٰہی میری ذات کی بدیون کو مبدل فرما نیکیون سے اور جو کوئی دعا کریگا میرے تئین لبیک کہونگا اوسکو اور جو کوئی سوال کریگا عطا کرونگا اوسکے تئین

تئین اور جو کوئی توکل کریگا مجھپر کفایت کرونگا اوسکے تئین دنیا مین پوشیدہ کرونگا اوسکے گناہون کو آخرت مین تشفیع گردانونگا تجھے اونکا اور اگر ہوتا حبیب تحت معاتبہ حبیب تو حساب نہ لیتا مین اون سے

وصل اور جب چاہا رسول خدا صلعم نے کہ دہانسے پھرین طرف اس عالم کے تب عرض کیا کہ یا ربّ العزت ہر ایک قادم کے تئین ایک تحفہ ہوتا ہے قادم اوسے کہتے ہین جو سفر سے طرف گھر کے آوے تحفہ میری امت کا اس سفر سے کیا ہے فرمایا حضرت حق نے کہ مین واسطے اونکے ہون اونکی حیات تک اور واسطے اونکے ہون جب فوت کرین اور واسطے اونکے ہون درمیان قبرون کے اور واسطے اونکے ہون میان نشور کے اور سب جگہہ اونکا مدد اور معین ہون مین فطوبی لکم یا امۃ محمد و بشری لکم یعنے پس خوشی ہے جو واسطے تمہاری ای امت محمد اور بشارت ہے جو واسطے تمہارے اور جب پھر آئے حضرت رسول صلعم اسرا سے اور صبح کی اوس جناب صلعم نے اور بیان کیا اوس سرور صلعم نے لوگون سے مرتد ہوئی ایک جماعت ضعیف الایمانون سے اور دوڑے بعضے مشرکون سے طرف ابی بکر رضہ کے اور کہنے لگے کہ خبر رکھتا ہے اپنے یار کی کہ کیا کہتا ہے کہ مجھے آجکی رات بیت المقدس کو لیگئے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آیا تحقیق کہتا ہے وہ اسبات کو کہا ہان کہتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہا ابوبکر صدیق رضہ نے پس جو کچھہ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے ایمان لایا مین اوپر اوسکے کہا اونھون نے یعنے مشرکون نے کہ آیا تصدیق کرتا ہے تو اسکی کہ رات کو بیت المقدس کے تئین گیا اور پیش از صبح یہان آیا کہا ہان تصدیق کرتا ہون اوسکے تئین اوس سے بھی زیادہ دور اور اگر کہے کہ مین آسمان پر گیا اور پھر آیا تو بھی تصدیق کرتا ہون چہ جاے بیت المقدس پس اوس روز سے لقب اونکا صدیق اکبر رضہ ہوا پس آئے صدیق اکبر نزدیک رسول خدا صلعم کے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم بات کروگے اپنے بیت المقدس کے خبر دینے کی فرمایا ہان کرونگا کہا یا رسول اللہ وصف اوس جگہہ کے کہ مین گیا ہون وہان پس تعریف کی رسول خدا نے وہان کی پس کہا صدیق رضہ نے اشہد انک رسول اللہ یعنے گواہی دیتا ہون مین تحقیق کہ تو خدا کا رسول ہے اور یہ طلب کرنا صدیق رضہ کا بیت المقدس کے وصف کے تئین نہ واسطے راہ پانے اوسکے شک اور شبہے کے تھا اور وہ رضہ سننے کے سات ہی تصدیق کر چکا تھا بدون اسبات کے کہ وصف اوس جگہہ کے سنے بلکہ واسطے اسبات کے تھا کہ ظاہر کرے سچ رسول خدا صلعم کا اوپر اوس قوم کے کیونکہ وی وثوق رکھتے تھے ابوبکر رضہ کی خبر پر اور اوسکی تصدیق پر دلیل ہوتی ہے اور ساتھ اسکے بھی معلوم

کرنے اور ظاہر کرنے کی طلب کرنے مقام مین آئے اور پوچھے رسول خدا ص سے اوصاف اور احوال بیت المقدس کے جواب دیا اور بیان کیا اوس سرور ص نے سب کے تئین اور حدیث مسلم کے درمیان آیا ہے کہ کہا حضرت ص نے کہ بعضے خبرون سے جو مجھے حاضر نہوا جواب اونکا بہت اندوہ مند ہوا مین اور ایسا اندوہگین ہوا مین کہ کبھی ایسا نہوا تھا پس دکھایا گیا مجھے بیت المقدس جیسا کہ جس چیز سے مجھے پوچھا خبر دی مین نے اون کے تئین اور کہا ہے کہ یہ بات دو احتمال رکھتی ہے یا یہ کہ مسجد کو اوٹھا کر ملایک نزدیک اوس جناب ص کے لائے جس طرح بلقیس کو طرفۃ العین مین سلیمان ع کے پاس لائے یا تمثل کیا بیت المقدس کو نزدیک اوس سرور ص کے جس طرح متمثل کیا گیا بہشت اور دوزخ اور نماز کی جگہہ کذا قالوا اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اوٹھایا گیا پردہ درمیان اوسی جگہہ کے جہان بیت المقدس ہے دکھایا گیا اور روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل ع مسجد اقصیٰ کو لائے مسجد اقصے اوسکا نام اور عقیل کے گھر کے پاس میری نظر مین اوسے رکھا دیکھتا تھا مین درمیان اوسکے اور جس چیز سے مجھ سے پوچھتے تھے جواب کہتا تھا مین اور ام ہانی کی حدیث مین آیا ہے کہ پوچھا اوس سرور ع سے بیت المقدس کے کتنے در ہین حضرت ص فرماتے ہین کہ مین نے شمار نہین کیے تھے در اوسکے اب جو مجھپر بلند کیا گیا اور ظاہر کیا گیا ہو گنا مین نے اور خبر دی اونکو اور لائے ہین کہ جب پھرے حضرت ص اسرا کے سفر سے گذرے دمشق کے قافلے پر کہ اناج لاوا تھا اونھون نے اور درمیان اوس قافلے کے دو غرارے تھے ایک سیاہ دوسرا سپید غرارہ شلیتے کو کہتے ہین اور جب اوٹھا کر مقابل اونٹ کے لائے اونٹ بھاگ گیا پس گھیر لایا اوسے ایک اون لوگون سے کہا حضرت ص نے کہ پس سلام کیا مین نے اونکو کہا اونھون نے کہ یہ آواز محمدؐ کی ہے جو آتا ہے پس آئے حضرت ص پیش از صبح اور خبر دی اوس جناب ص نے قوم کے تئین اور اسباب کے جو کچھہ دیکھا اور فرمایا کہ نشان اسباب کا یہ ہے کہ گذرا مین تمھارے اونٹون کے تئین جو فلان جگہہ مین تھے ہین اور گم کیا اونھون نے ایک اونٹ کو پس گھیر لایا اوسے فلان مرد اور آ کے آتا تھا قافلے سے سیاہ و سپید رنگ اونٹ کہ اوسپر سیاہ پلاس ہے اور دو غرارے فلانے روز یہان پہونچینگے جب وہ روز آیا اور نہ پہونچے لوگ تب انتظار کرنے لگے اور دروازہ گفتگو کا اونھون نے کھولا آدھے دن کے نزدیک تھا کہ قافلہ آ پہونچا او پر اوس وجہہ کے کہ اوس جناب نے بیان کیا تھا اور دشمنون کے اور منکرون کے منہ مین مٹی پڑی آور ایک روایت مین یون آیا ہے

کہ خبر دی حضرت ﷺ نے کہ چار شنبے کے روز آویگا اور آفتاب غروب کو نزدیک پہنچا اور ہنوز نہیں آئے پس حضرت رسول ﷺ نے دعا کی اور حبس کیا گیا یعنے قید آفتاب اور نگاہ رکھا گیا پس پہنچ آئے وے لوگ

وصل

اختلاف کیا ہے از روے قدیم کے اور جدید کے صحابہ اور تابعین نے اور جو بعد اونکے ہین دیکھنے مین حضرت ﷺ کے پروردگار کے تئین معراج کی شب عائشہ رضہ اور ایک جماعت صحابہ سلف سے نفی کی جانب ہین یعنے کہتے ہین کہ خدا کو سرور عالم ﷺ نے نہین دیکھا بخاری حدیث مسروق سے لایا ہے کہ کہا مین نے عائشہ رضہ کے تئین کہ ای مان میری آیا دیکھا رسول خدا ﷺ نے خدا کے تئین پس کہا صدیقہ نے تحقیق کھڑے ہوئے مو میرے جسم پر اس بات سے جو پوچھا تو نے اور بولین کہ جو کوئی حدیث کرے تجھسے کہ محمد ﷺ نے پروردگار کو دیکھا تحقیق جھوٹ کہا اور سکے بعد اسکے پڑھا عائشہ رضہ نے اس آیت کو لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر اور مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے من حدثک ان محمدا رای ربہ فقد اعظم الفریۃ اور امام نووی اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ عائشہ رضہ نے نفی نہین کی رویت کے واقع ہونکی حدیث مرفوع سے اور اگر اوسکے ساتھ ہوتی یعنے حدیث تو ذکر کرتے اوسکے تئین اور اعتماد نہین کیا مگر نکالنے مین اس آیت سے اور تحقیق مخالفت کی اوسکی یعنے اونکے قول کی بعض اصحاب نے اور صحابی کیونکر کہے ایک قول کے تئین اور مخالفت کرے اوسکے تئین غیر اوسکا صحابہ سے نہین ہوتا وہ قول حجت اوپر اتفاق کے اور آیت کے تئین کئی تاویلات ہین اور ادراک یعنے دریافت کرنا اخص ہے یعنے خاص تر رویت سے یعنے دیکھنا عام ہے اور ادراک کرنا خاص اور لازم نہین آتا نفی کرنے سے اوسکے نفی کرنا رویت کا ادراک کرنا کیا ہے پہچاننا حقیقت کا ہے اور وہ منتفی ہے جیسا کوئی چاند کو دیکھتا ہے اور پاتا اوسکی حقیقت کا اور کنہ ماہیت کا نہین کرتا اور بعضون نے کہا ہے کہ ادراک کیا ہے احاطہ کرنا ہے اور نہ احاطہ کرنے سے نہ دیکھنا لازم نہین آتا جس طرح نہ احاطہ کرنا ہے اوپر علم کے عدم علم لازم نہین آتا اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ کہا حضرت ﷺ نے الہی لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک یعنے نہین شمار کرتا مین ای پروردگار ثناء کے تئین اوپر تیرے جس طرح تو نے ثنا کی ہے اپنی ذات پاک کے تئین اور لازم نہین آتا اس سے عدم ثنا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اوسکے تابعون نے اثبات کی ہے اور منقول ہے ابن عمر سے کہ بھجوایا طرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یعنے پیام کہ آیا دیکھا محمد ﷺ نے پروردگار کے تئین

کہا ابن عباس نے ہان دیکھا اور کہا عطا کی پروردگار نے خلت ابراہیم کو اور کلام واسطے موسی کے
اور رویت واسطے محمد رسول اللہ کے اور حسن بصری سے منقول ہے کہ اوس نے سوگند کھائی ہے
کہ حضرت محمد نے دیکھا ہے پروردگار کے تئین اور انس سے بھی آیا ہے کہ حضرت نے دیکھا ہے
پروردگار کو اور روایت کی ہے ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر سے کہ اثبات اور جزم کیا ہے اوس بات پر
کعب احبار اور زہری اور معمر وغیرہ نے اور اشعری کا قول بھی یہی ہے اور مسلم ابی ذر کی حدیث سے
لایا ہے کہ سخانی پوچھا حضرت سے پروردگار کے دیکھنے سے پس کہا حضرت نے نورانی اراہ اور
معنی مولف نے فارسی مین اوسکے لکھے ہین جسکا ترجمہ ہندی مین یہ ہے یعنے وہ نور ہے کس طرح دیکھون
اوسکے تئین اور یہ حدیث معارض ہے اوپر اس بات کے کہ دوسری حدیث مین واقع ہوا ہے رایت
نوراً یعنے دیکھا مین نے نور کے تئین اور امام احمد سے بھی اثبات رویت کی بھی منقول ہے اور امام احمد سے لوگون
نے کہا کہ عائشہ کی قول کو کس چیز سے دفع کرین ہم کہا پیغمبر کے اس قول سے جو فرمایا ہے کہ رایت ربی یعنے دیکھا مین نے اپنے
پروردگار کو اور قول پیغمبر کا اکبر ہے اور ایک جماعت اس بات پر ہے کہ جناب رسالت نے اپنے
پروردگار کو معراج کی رات دل سے دیکھا آنکھ سے نہین دیکھا مولف کہتا ہے کہ معراج مقام عالی
ہے اور کسی نبی اور فرشتے کو سوا سرور عالم کے رسائی نہین ہوئی ہے جب جناب باری
اپنے حبیب کو ایسے مقام مین بلا دے اور خلوت خاص مین بار دیوے عجب ہے کہ اوسکو ایسے مطلب
بلند اور مقصد ارجمند سے یعنے دیدار سے کامیاب اور مشرف نفرما دے اور حبیب نہ دیکھنے پر راضی
ہوئے اگرچہ مقتضای ادب اور بندگی کا نہین کہ سوال دیدار کا کرے لیکن کمال محبت اور محبوبیت
اوس سرور کی جو جناب باری مین ثابت ہے کب چاہتی ہے کہ پردہ درمیان رہے اور
عالمون کا اتفاق ہے کہ دنیا مین دیدار پروردگار کا چشم سے ممکن نہین اور عالم آخرت مین دیدار
الہی کو کوئی چیز مانع نہین آگاہ ہو کہ مقام معراج کا بھی حقیقت مین عالم آخرت سے ہے پس
سید عالم نے جو چیز آخرت مین دیکھنے کی تھی سو دیکھی اور دریافت کی ++

باب چھٹا جناب رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اون معجزون کے بیان مین کہ حضرت کی نبی ہونے پر دلیل ہین

معجزہ خرق عادت کو کہتے ہین خرق عادت پیغمبر سے ہو تو اوسکا نام معجزہ ہے اور اگر ولی سے ہو تو کرامت ہے اور اگر کسی مومن صالح سے ہو تو اوسکو معونت کہتے ہین اگر کافر سے ہو تو اوسکا نام استدراج ہے چنانچہ آگے بھی حضرت کے معجزے کے بیان مین تعریف معجزے کی کی گئی کوئی پیغمبر بے معجزہ نہین ہوئے پر معجزے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبرون کے معجزون سے بہت اور بیحساب اور جیّد ہین اپنے اپنے مقام مین مذکور ہونگے اگر سب یکجا بیان ہون تو کلام طول ہوگا مگر اس باب مین وہ معجزے کہ اثبات نبوت پر آنسرور کی دلیل ہین ذکر کرتا ہے جان کہ حضرت کی نبوت پر دلیل ہے کہ آپ کچھ لکھہ پڑھہ نہین جانتے تھے اور امیون اور جاہلون مین آپ نے پرورش پائی تھی اور جس شہر مین کہ سرور عالم کا تولد مبارک ہوا وہان کوئی ایسا قابل نہین تھا کہ آپ نے اوس سے کچھ علم سیکھا ہو اور آپ کسی اور شہر کو بھی نہین گئے کہ وہان کسی عالم اور فاضل سے کچھ پڑھے ہون اور توریت اور انجیل کو معلوم کیا ہو باوجود اسکے علم اور ادب اور اخلاق اور معرفت اوس عالی جناب مین ایسی تھی کہ بشر کو کیا یارا ہے کہ تھوڑا بھی اوس سے لکھے اور زبان سے بیان کرے آگاہ ہو کہ وہ لوگ جو جہل اور نادانی مین گرفتار تھے فیض صحبت باسعادت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سے بہرہ یاب ہوئے اور مرتبہ اعلی کو پہونچے

وصل قرآن شریف کے اعجاز مین جب عرب کے کافرون نے قرآن شریف کا انکار کیا اور اوسکو اپنی سمجھہ کلام انسان کا ٹھہرایا تب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری مین بھی بہت لوگ فصیح وبلیغ ہین اور نظم ونثر کو فصاحت وبلاغت سے کہتے ہین اگر یہ کلام مخلوق کا ہے تو تم بھی اسکے جواب مین ایسا ہی کلام فصیح کہو تب سب عاجز اور نہایت شرمندہ ہوئے چنانچہ منقول ہے کہ یحیٰے بن حکم غزالی اندلس کا رہنے والا بہت فصیح وبلیغ بلکہ اپنے زمانے مین بے نظیر تھا سورۂ اخلاص کے جواب مین بہت سا سر مارا کہ مانند اوسکے کچھہ بناوے لیکن سوے عجز کے کچھ حاصل نہوا تب اوس نے اس کلام سے توبہ کی اور اسی طرح سے ابن مقفع نے بھی کہ اوسکی فصاحت وبلاغت کی عالم مین شہرت تھی ایک کتاب قرآن شریف کے جواب مین بنائی اور اوس مین سجع تین مانند قرآن شریف کی سورتون کے جدا جدا لکھین اتفاقاً ایکروز وہ ایک مکتب پر گذرا وہان ایک لڑکا یہ آیت وقیل یا ارض ابلعی ماءک آخر تک پڑھتا تھا بمجرد سننے کے ابن مقفع وہان سے اپنے گھر آیا اور جو کچھ بنایا تھا سوا اوسکو مٹا دیا اور قسم کھائی کہ بار دیگر اس کلام کا معارضہ نکرون کا یہ کلام بشر کا نہین ہے بلکہ خالق کا ہے

بیہقی نے روایت کی کہ ایکروز عتبہ بن ربیعہ نے جو قریش کے بدبختون سے تھا مجلس مین قریش کی کہا
کہ محمد مسجد کے کونے مین بیٹھا ہے مین اوسکے پاس جاتا ہون اور چند باتین اوسکو کہتا ہون شاید وہ
میری بات سنے اور قرآن پڑھنے اور دعوت کرنے سے باز رہے اور ہمارے خیال سے دور گذرے
مجلس والون نے کہا خوب ہے یا ابا ولید جا عتبہ حضور مین جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آیا اور نزدیک بیٹھکر باتین کرنے اور مال و متاع کی ترغیب دینے لگا کہ جو کچھ چاہو سو حاضر ہے
آنسرور نے سب باتین اوسکی سنکر پوچھا کہ یا ابا ولید تو اپنے کلام سے فارغ ہوا کہا ہان تب سید
عالم نے فرمایا کہ مجھسے بھی کچھ سن عتبہ نے کہا کہ جو چاہئے سو فرمائیے تب حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا پڑھنا شروع کیا عتبہ بھی کان رکھکر سنتا تھا جب سرور عالم سجدے کی آیت تک
پہونچے تو سجدہ کرکے فرمایا کہ یا ابا ولید سنا تو نے اوسنے کہا کہ مین نے آپکے کلام کو خوب سنا
اور آپ اوسمین مشغول ہین اور کسی سے نہ ڈرین پھر عتبہ قوم کے نزدیک آیا لوگون نے دیکھتے ہی
کہا کہ قسم خدا کی عتبہ آیا تو پر منہ اوسکا اوترا ہے بعد اسکے عتبہ نے کہا کہ قسم خدا کی مین نے محمد سے
ایسا کلام سنا کہ کبھی مانند اوسکے نہین سنا تھا وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے ای گروہ قریش جس کام
پر وہ ہے تم اوسکو اوس کام پر چھوڑ دو خدا کی قسم اوس کلام کی عجب ایک شان عظیم ہے تم جانتے
ہو کہ جو کچھ کہتا ہے سو جھوٹ نہین ہوتا اور دعا کو اوسکی تاثیر ہے مین ڈرتا ہون کہ تمپر کہین عذاب
نازل نہو منقول ہے کہ ابوذر نے کہا قسم خدا کی مین نے اپنے بھائی انیس سے کسی کو شاعر زیادہ نہین
دیکھا چنانچہ اوس نے بارہ شاعرون کو جاہلیت مین شکست دی ایک اون بارہ سے مین ہون
جب اوس نے مکے سے آکر احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھسے کہا تو مین نے اوس سے
پوچھا کہ لوگ مکے کے اوسکو کیا کہتے ہین اوس نے کہا شاعر اور کاہن کہتے ہین قسم خدا کی مین شاعر
ہون اور بہت کلام کاہنون کا سنتا رہا ہون نہ وہ شاعر ہے نہ کاہن کلام اوسکا سچا ہے اور
کلام کاہنون کا جھوٹا اور ولید بن مغیرہ کہ فصاحت اور بلاغت مین قریش کی قوم کا سرآمد تھا بارہا
قرآن کو سنتا اور اپنی قوم سے کہتا کہ تم مین مجھسے کوئی مرد دانا زیادہ اور کلام جاننے والا انسان
اور جنات کا نہین ہے قسم خدا کی مین نے بہت سی اشعار سنے جو شیرین اور لطافت اور سعت قرآن مین ہے

سوا ور کسی کلام میں نہیں اور کوئی کلام اوسکے پاسنگ کو نہین پہونچتا قسم خدا کی وہ کلام مخلوق کا نہین بلکہ
کلام خالق کا ہے بیہقی سے روایت ہے کہ ایک موسم مین سب قبایل عرب کے حاضر تھے ولید بن مغیرہ نے
اوس وقت کہا کہ تم سب عرب کے لوگ اس جگہہ اکٹھے ہوئے ہو آپسمین اتفاق کر کے محمد صلعم کے حق مین
ایک بات کہو پر انصاف سے نہ گذرو سبھون نے کہا ہم باتفاق کہتے ہین کہ محمد کاہن ہے ولید بن
مغیرہ نے کہا قسم خدا کی وہ کاہن نہین ہے پھر کہا کہ دیوانہ ہے ولید نے کہا قسم خدا کی دیوانہ بھی نہین
بلکہ سب سے عقلمند زیادہ ہے تب قریشون نے کہا کہ شاعر ہے ولید نے کہا شاعر بھی نہین مین
شعر کو خوب پہچانتا اور اقسام شعر کی جانتا ہون پھر عربون نے کہا کہ جادوگر ہے ولید نے کہا یہ بھی
نہین جو کچھ تم اوسکے حق مین کہتے ہو سو جھوٹ ہے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
ایکروز مسجد مین سو رہے تھے یکایک ایک شخص روم کے امیرون سے کہ عربی زبان خوب جانتا تھا
آپ کے سرہانے آکر کھڑا ہوا جب آپ بیدار ہوئے تو اوس نے کہا کہ ایک مسلمان قیدی سے مین
نے سنا کہ یہ آیت تمھارے قرآن کی پڑھتا تھا وَمَن یُطِعِ اللہَ وَرَسُولَہٗ وَیَخْشَ اللہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰئِکَ ہُمُ
الْفَائِزُونَ مین نے اس آیت مین خوب تامل کیا اور دیکھا کہ تمام احوال دنیا اور آخرت کا جو عیسے ع
پر اللہ تعالی نے بھیجا تھا سو اس آیت مین جمع ہے معنی اس آیت کے یہ ہین جو لوگ اطاعت خدا اور
رسول خدا کی کرتے ہین اور خدا سے ڈرتے ہین اور پرہیز کرتے ہین اوسکے غضب سے وہی لوگ
پانے والے ہین جنت کو ابو عبیدہ نے حکایت کی کہ ایک اعرابی نے ایک شخص سے فَاصْدَعْ
بِمَا تُؤْمَرُ سنکر سجدہ کیا اور کہا کہ مین نے اس کلام کی فصاحت کے لیے سجدہ کیا ہے ایک
اور اعرابی نے ایک شخص سے فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوا مِنْہُ خَلَصُوا نَجِیًّا سنا اور کہا کہ بشر کی قدرت نہین جو
ایسا کلام کہے یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے مین ہے معنی اسکے یہ ہین جس وقت کہ
نا امید ہوئے یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف سے یعنے جانا اونھون نے کہ عزیز یوسف
کو نہین دیتا کنارہ گیر ہوئے اصمعی نے روایت کی کہ مین نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ بہت فصاحت
اور بلاغت سے باتین کرتی تھی مین نے اوسکی فصاحت پر بہت تعجب کیا تب اوس نے کہا عجب
کرتو میرے کلام کو اس آیت کے روبرو فصیح سمجھتا ہے وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہِ
فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِی وَلَا تَحْزَنِی اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اور الہام کیا ہمنے موسی علیہ السّلام کی ماںکو کہ دودھ پلا تو موسی کو جب ڈرے تو کہ لوگ اوسکو مار ڈالینگے تو پھینک دے تو اوسکو دریا مین اور نہ ڈر تو اور غمگین مت ہو کہ وہ ضائع ہوگا تحقیق ہم پھر لا دینگے اوسکو تیرے پاس اور اوسکو بنایا ہے ہمنے مرسلین روایت ہے کہ ایک قاری قرآن پڑھتا تھا ایک نصرانی اوسکے پاس آیا اور قرآن سنکر رونے لگا لوگون نے اوس نصرانی سے پوچھا کس واسطے تو روتا ہے کیا معنون کو تو سمجھتا ہے اوس نے کہا کہ مین لطافت سے اس کلام کی اور ذوق اور خوشی سے جو اوسکے سننے سے مجھکو حاصل ہوئی ہے روتا ہون **فائدہ** یہ ہے کہ قرآن شریف کو ایک خصوصیت اور اعجاز ہے کہ جب عوام الناس اوسکو سنتے ہین تو اونکے دلون کو بھی ایک تاثیر اور تنبیہ حاصل ہوتی ہے سبحان اللہ جو شخص معنون کو سمجھتا ہو اوسکی خاطر پر کیا کچھ ذوق اور شوق ہوتا ہوگا جبیر بن مطعم نے کہا مین نے ایک روز سنا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز مغرب مین سورہ طور پڑھتے تھے جب اس آیت تک ام خلقوا من غیر شیء ام الخالقون پہونچے تو قریب تھا کہ دل میرا پرواز کرے اور جان قالب سے برآمد ہو وے اور کہا اوس نے یہ اول مرتبہ تھا کہ میرے دل مین ایمان نے تاثیر کی عتبہ بن ربیعہ سرور عالم سے سورہ حم السجدہ کو سنکر بیہوش ہوا تب اپنی قوم مین جا کر اوس نے کہا قسم خدا کی کہ مین نے محمد سے ایسا کلام سنا کہ کبھی مین نے ویسا نہین سنا لیکن وہ اپنے کفر پر ثابت رہا اور عداوت اور سخت دلی سے ایمان نہ لایا اس بات سے معلوم ہوا کہ ایمان لانا اللہ تعالی کی ہدایت پر موقوف ہے کچھ علم اور دانش پر نہین اور یہ بھی اعجاز سے قرآن کے ہے کہ قرآن پڑھنا یا حفظ کرنا لڑکا یا جوان جو چاہتا ہے تھوڑی مدت مین حاصل ہوتا ہے بخلاف اور امت کے باوجودیکہ اونھون کی عمرین بہت دراز تھین پر نبیون کی کتابون کو حفظ نہین کر سکتے تھے مگر ساری امت سے ایک دو شخص یاد رکھتے تھے اور یہ بھی اعجاز قرآن سے ہے کہ اللہ تعالی نے نگاہبانی مین قرآن کی فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون تحقیق کہ ہمنے بھیجا قرآن شریف کو اور ہم اوسکی محافظت کرنے والے ہین بخلاف اور نبیون کی کتابون کے کہ اونکی حفاظت اور نگہبانی علماپر چھوڑی اسی واسطے اونمین تغیر اور تبدیل ہو گئی

وصل بیان مین شق القمر کے چاند کا شق ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی معجزہ سی ایسا معجزہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا معجزہ نہین ہوا اور قرآن شریف مین بھی اس معجزہ کا ذکر آیا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند ابن مسعود کی حدیث مین

آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین چاند دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا تو پہاڑ پر اور
دوسرا ٹکڑا نیچے پہاڑ کے گرا اور اس حدیث کو اصحابون نے روایت کیا اور کہا ہی کہ کفار قریش نے جب
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو چاند کو دو ٹکڑے کرین تب جناب
رسالتمآب نے چاند کی طرف اشارت کی چاند دو ٹکڑے ہوگیا کافرون نے ان دو ٹکڑون کو
دیکھکر کہا کہ یہ جادو کیا تب ایک نے اونمین سے کہا اگر محمدؐ نے جادو کیا ہوگا تو تم پر کیا ہوگا نہ کہ
سب اہل زمین پر پھر گرد و پیش سے مسافر آئے اور چاند کے شق ہونے کی خبر دی ابوجہل نے کہا
یہ ایسا جادو ہے کہ ہمیشہ رہیگا مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابن سبکی نے شرح مین ابن حاجب
کی مختصر کے کہا کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ چاند کا شق ہونا تواتر کو پہونچا اور اللہ تعالے نے اسکا
ذکر قرآن مین بھی کیا ہے اور صحیحین مین بھی ہے اور سوا اسکے حدیث کی کتابون مین بھی ہے اور اسکے
تواتر اور صحت مین کچھ شک اور شبہہ نہین لیکن بعضے ملحد اسمین شک کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر
چاند کا شق ہونا سچ ہوتا تو البتہ سب لوگ روے زمین کے اسکو دیکھتے فقط اہل مکہ پر موقوف نہوتا
اور ہمیشہ یہ احوال کتابون مین تواریخ کی مذکور ہوتا جواب اسکا عالمون نے اسطرح سے دیا ہے
کہ اور شہرون کے لوگون کو نہ معلوم ہونیکا سبب یہ ہے کہ یہ رات کو ہوا اور ایک لحظے مین ہوگیا
اکثر لوگ راتکو سوتے ہین اگر بعضے جاگتے بھی ہین تو اپنے اپنے گھرون مین کسی کام و کاج مین مشغول
رہتے ہین اور جو لوگ جنگل کے رہنے والے ہین وہ بھی کم جاگتے رہتے ہین و نیز بالفرض اگر جاگتے بھی
ہوئے تو کوئی ٹکٹکی باندھکر چاند کی طرف نہین دیکھتا دوسرا جواب یہ ہے کہ مقصود اس معجزے سے
دکھانا اونھین عربون کا تھا نہ تمام عالم کا اور ممکن ہے کہ شاید کوئی پہاڑ یا بدلی حایل ہو کہ
اوسکے سبب سے اور شہرون کے لوگون نے اس امر کو نہ دیکھا ہو اور تیسرا جواب
یہ ہے کہ جب ایک شہر مین رات ہوتی ہے تو ضرور نہین کہ سارے عالم مین رات ہو بلکہ کہین دن
ہوتا ہے کہین رات ہوتی ہے کسی جگہہ چاند خوب ظاہر ہوتا ہے بعضی جا پر مطلق نہین ہوتا جیسا چاند گہن
سورج گہن ایک شہر مین تھوڑا اور بعضے شہرون مین بالکل لوگ نہین دیکھتے جان کہ دیکھنا
اور دکھانا اہل حق کے نزدیک ارادہ آلہی پر موقوف ہے جسکو چاہے دکھلا دے اور جسکو
چاہے نہ دکھا دے اور مقصود اس امر کے دیکھنے سے وہ لوگ تھے کہ جنھون نے اس امر کو چاہا تھا

تنبیہ مواہب لدنیہ مین کہا کہ بعضے قصون مین لکھا ہے کہ ماہتاب گریبان مبارک مین سید عالم صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے آیا اور آستین شریف سے نکلا چنانچہ شیخ بدر الدین زرکشی نے شیخ عماد بن کثیر سے یہ بات نقل
کی ہے واللہ اعلم وصل پھر آنا سرور عالم کا آفتاب کو بعد غروب ہونیکے مشہور ترین معجزات سے
ہے اسما بنت عمیس نے روایت کی کہ سر مبارک سرور عالم کا علی مرتضے رضی اللہ عنہ کی گود مین تھا
اور حضرت علی نے عصر کی نماز ہنوز نہین پڑھی تھی اس عرصے مین وحی جناب رسالت پر آئی یہان تک
کہ آفتاب غروب ہو گیا سرور عالم نے پوچھا کہ یا علی تمنے عصر کی نماز پڑھی عرض کی نہین تب
پیغمبر علیہ السلام نے جناب باری مین دعا کی کہ اے پروردگار یہ تیری طاعت اور تیرے رسول
کی طاعت مین تھا آفتاب کو اسکے لیئے پھر بھیج کہ نماز پڑھے اسما نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ آفتاب
غروب ہو چکا تھا پھر نکلا اور اوسکی شعاع پہاڑون اور زمین پر پڑی یہ معجزہ صہبا مین کہ نام ایک
جگہہ کا ہے اور خیبر کے نزدیک ہے واقع ہوا وصل سرور عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
کے معجزون سے ایک معجزہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی اونگلیون سے چشمہ پانیکا بہت جگہہ جاری
ہوا اور کسی پیغمبر سے یہ معجزہ نہین ہوا اگرچہ موسے علیہ السلام کے عصا مارنے سے چشمے پانیکے پتھر کے
نکلے پر یہ معجزہ ہمارے نبی کا موسے علیہ السلام کے معجزے سے بڑا ہے کیونکہ پتھر سے پانیکا نکلنا
عادت ہے اور اونگلیون سے کہ اوسمین گوشت اور پوست اور استخوان ہین پانیکا نکلنا بہت عجیب و غریب
ہے انس جابر ابن مسعود وغیرہ بہت صحابیون نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن حدیث
انس کی صحیحین مین مذکور ہے کہا انس نے مین نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آیا اور لوگون نے
چوطرف وضو کے واسطے پانی ڈھونڈھا کہین کچھہ پانیکا اثر نپایا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم کے حضور مین تھوڑا پانی وضو کے لیئے آیا تب جناب رسالت نے اپنے دست مبارک
کو پانیکے باسن مین رکھا اور لوگون کو فرمایا کہ اس سے وضو کرو دیکھا مین نے کہ وہ پانی مانند چشمے کے
اونگلیون سے سرور عالم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے جاری تھا سب لوگون نے وضو کیا لوگون نے
انس سے پوچھا کہ اوس وقت کتنے شخص تھے کہا تین سو آدمی اور ابن شاہین نے انس سے
روایت کی ہے کہ کہا انس نے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک مین تھا
مسلمانون نے عرض کی یا رسول اللہ پینے کے واسطے پانی نہین ہے اور ہمارے اونٹ اور جانور

سب پیاسے ہین تب آنسرور ؐ نے فرمایا کسیکے پاس کچھ تھوڑا سا پانی ہو تو لاؤ وہ پاس سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ
کے کسیکے مشک سے تھوڑا پانی لا کے حاضر کیا تب آپ نے ایک پیالے مین اوس پانیکو ڈالا اور
ہتھیلی اپنی پانی پر رکھی پھر وہتیلی رکھنے کے چشمے اونگلیون سے حضرت کے جاری ہوئے ہم سب
پانی پیکر سیر ہوئے اور اونٹون اور جانورون کو بھی پانی پلایا اور باقی پانیکی اپنی اپنی مشکون مین
بھر لیا بیہقی نے انس سے روایت کی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا کے بازار تشریف
لائے اوس وقت ایک شخص ایک چھوٹا سا قدح لایا حضرت نے اپنے دست مبارک کو اوس قدح
مین رکھا ہاتھ نہین سمایا تب آنسرور ؐ نے چار اونگلیون کو اپنی سوا انگوٹھے کے اوس قدح مین رکھا
اور پانی اونگلیون سے حضرت ؐ کے جاری ہوا جابر رضؓ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین مذکور ہے
کہ کہا جابر نے ہم سب حدیبیہ مین پیاسے تھے اور حضرت ؐ کے حضور مین ایک چھاگل تھی آپ
اوس سے وضو کرتے تھے اوس وقت لوگون نے گرد آنسرور ؐ کے حلقہ کیا حضرت ؐ نے پوچھا
کیا سبب ہے کہ تم اس طرح حلقہ باندھے کھڑے ہو لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ ؐ سوا اس
پانیکے جو آپکے نزدیک ہے ہمکو پانی میسر نہین کہ وضو کرین اور پیوین تب حضرت ؐ نے دست مبارک
اپنا اوس چھاگل پر رکھا اور پانی جاری ہونے لگا جیسا کہ چشمون سے جاری ہوتا ہے اور ہم نے
پیٹ بھر کر پیا اور وضو بھی کیا جابر ؓ سے پوچھا گیا تم اوس وقت کتنے شخص تھے جابر رضؓ نے کہا
ایک ہزار پانچ سو آدمی تھے اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو البتہ وہ پانی کفایت کرتا حدیث مسلم
مین جابر سے منقول ہے کہ کہا جابر نے جنگ بواط مین ہم حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ تھے اور وہان پانی نہین تھا مگر ایک شخص کی مشک مین تھوڑا سا پانی ملا آنسرور نے وہ پانی
لیکر ایک پیالے مین ڈالا اور اپنی اونگلیونکو اوس پر رکھا معًا اونگلیونمین سے سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پانی جاری ہوا تب آپ نے فرمایا کہ پانی پیو جب ہم سب اوس پانی سے سیراب
ہوئے تو حضرت نے دست مبارک اپنا اوس پیالے سے نکال لیا القمہ نے ابن مسعود سے روایت کی
کہ کہا ابن مسعود نے ہم حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور پانی ہمارے پاس
تھا آنسرور ؐ نے فرمایا کہ ڈھونڈھو کسیکے پاس کچھ پانی ہے تب ہم ڈھونڈھ کر تھوڑا سا پانی
حضور مین حضرت ؐ کے لیگئے آپ نے اوس پانیکو ایک باسن مین ڈال کر دست مبارک کو اوس پانی مین

رکھا ایک پانی جاری ہوا ہم سب پیکر سیر ہوئے مسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قصے بیچ غزوہ
تبوک کے لکھا ہے کہا معاذ نے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابون کو فرمایا انشاء اللہ تعالی
تم صبح کے وقت چشمہ تبوک پر پہونچوگے جو شخص تم مین سے وہان پہونچے پانیکو چشمے کے نہ چھوڑے
جب تک مین وہان آؤن معاذ نے کہا کہ آگے ہمارے آنیکے دو شخص اوس چشمے پر آئے تھے
اور چشمہ بہت چمکتا تھا پانی اوس سے بجبر تا تھا سرور عالم نے اون دو شخصون سے جو آگے
آئے تھے پوچھا کہ تم نے اسکے پانیکو چھوا اونھون نے عرض کی کہ چھوا آپ نے اون دونون کو
ملامت کی اور فرمایا جو خدا نے چاہا سو ہوا پھر اصحابون نے اپنے ہاتھون سے اوس چشمے کو کھودا
تھوڑا سا پانی جمع ہوا بعد پانی سے ایک ہوا تند چلی انسرور نے اپنا منہ ہاتھ دھو کے پانی
اوس چشمے مین ڈالا تب چشمے سے بہت پانی جاری ہوا لوگون نے اوس پانیکو پیا بعد اوسکے
پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے معاذ اگر تیری زندگی وفا کرتی ہے تو تو اس جگہہ کو دیکھے گا کہ یہان
عمارات اور باغ ہونگے جیسا سرور عالم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یہ خبر دینا بھی حضرت کے
معجزے سے ہے اور حدیبیہ کے قصے مین آیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چارسو
اصحابون کو ساتھ لیکر کنوین پر حدیبیہ کے تشریف لائے وہ کنوان ایسا تھا کہ پچاس بکریان
اوسکے پانی سے سیر نہین ہوتی تھین اصحابون نے حکم سے حضرت کے سب پانی اوس کنوین کا
کھینچ ڈالا اور ایک بوند پانیکی اوسمین نرہی تب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف اوس
کنوین کے بیٹھے کسینے ایک ڈول پانیکا نکالا آپ نے اوس پانی سے وضو کر کے تھوڑا تھوک
مبارک اپنا اوس کنوین مین ڈالا اور دعا کی برکت سے دعا کے پانی نے جوش مارا اور بلند ہوا لوگون
نے پانیکو پیا اور اپنے اونٹونکو بھی پلایا اور ایک روایت مین بھی آیا ہے کہ رسالتمآب نے ایک تیر
اپنے ترکش سے نکالکر اوس کنوین مین ڈالا تب پانی نے جوش مارا یہانتک کہ پانی پیکر سیراب
ہوگئے ابی قتادہ نے روایت کی کہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر مین فرمایا
کہ تم تمام رات چلکے صبح کو پانی پر پہونچوگے انشاء اللہ تعالے لوگ پانیکی تلاش مین ایسے گھبرا کے
چلے کہ ساتھ بھی چھوٹ گیا جب رات آخر ہوئی تو سرور عالم سونے کی خاطر لیٹے اور اصحابون سے
فرمایا کہ تم بیدار اور خبردار رہو مجھکو فجر کی نماز کے واسطے اوٹھا دو تاکہ نماز فوت نہو سب اصحاب سو گئے

اور کسیکو خبر نرہی یہانتک کہ دھوپ حضرت کی پیٹ پر آئی تب آپ بیدار ہوئے اور سبھون کو بیدار
کیا اور فرمایا کہ یہ جگہہ شیطان کی ہے یہان سے سوار ہوا ور چلو موافق حکم کے ہم سوار ہوئے جب
دھوپ تیز ہوئی تو سرور عالم اوترپڑے اور چھاگل میری مجھہ سے مانگی اوسمین کچھہ پانی تھا آپ نے
وضو کیا تھوڑا سا پانی چھاگل مین باقی رہگیا پھر چھاگل مجھکو عنایت کی اور فرمایا کہ چھاگل کو رکھہ
کہ اسکو بڑی بزرگی ہوگی پھر اسمین بلال نے اذان کہی سرور عالم نے فجر کی نماز پڑھی اور سوار ہوکر
چلے یہانتک کہ دھوپ بہت تیز ہوئی تب ہم سبھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پیاس سے مرے
جاتے ہین حضرت صلعم نے فرمایا بیفکر رہو تم پیاس سے ہلاک نہوگے یہ فرما کے چھاگل میری منگوائی اور اوسکو
مُنہ لگایا ابی قتادہ کہتا ہے منہ لگایا تو مین نے دیکھا پر یہ مجھکو نہین معلوم کہ مُنہ سے آپ نے اوسمین
پھونکا یا نہین پھر پانی چھاگل سے اونڈیلنا شروع کیا اور ہم سبھون نے حضرت پر اژدحام کیا تب
آپ نے فرمایا کہ تم ہجوم مت کرو سبکو پانی ملیگا غرض کہ سب تین سو آدمی تھے پانی سے سیراب ہوئے
مگر ایک مین اور آنسرور صلعم باقی رہے تب حضرت نے مجھکو فرمایا کہ تو پی مین نے عرض کی یا رسول اللہ
جبتک آپ نہ پیوینگے مین نہ پیونگا آپ نے فرمایا تو پی مین بھی تیرے پیچھے پیونگا تب مین نے پیا پھر
رسول خدا نے بھی پیا عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ جنگ تبوک مین لوگ پیاسے ہوئے یہانتک کہ
ہر ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تھا اور اوجھڑیکو اوسکی نچوڑکر اوسکا پانی پیتا تھا اس حالت مین ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کی یا رسول اللہ
دعا کیجیے تا فضل الٰہی ہو آپ نے ہاتھہ اوٹھا کر دعا مانگی ہنوز دونون ہاتھہ نہ ہٹائے تھے کہ ایسا مینہ
برسا کہ لوگ لشکر کے سیراب ہوئے اور جن جنکے پاس باسن تھے اونھون نے پانی سے اپنے باسنون کو
بھر لیا منقول ہے کہ ایکبار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو طالب ایک اونٹ پر سوار چلے جاتے
تھے ابو طالب کو پیاس بہت لگی حضرت سے کہا کہ اے بھتیجے پیاس سے میرا برا حال ہے اور پانی
نہین سرور عالم نیچے اوترے اور قدم مبارک سے ٹھوکر زمین پر ماری تب پانی نکلا اور فرمایا کہ اے
چچا پانی پیو صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عمران بن الحصین سے منقول ہے کہ کہا عمران نے ایک سفر
مین ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تھے لوگون نے حضور مین پیاس کی شکایت کی
تب آپ نے سواری سے نیچے اوترکر حضرت علی ابن ابی طالب کو اور ایک شخص کو بلا کے فرمایا کہ جا کے

پانیکو ڈھونڈھو تم کو ایک عورت اونٹ پر سوار دو مشک پانی کی اوسکے پاس ہین ملیگی وہ دونون پانیکی
تلاش مین روانہ ہوئے راہ مین ایک عورت کو جیسا کہ آپنے فرمایا تھا دیکھا اوسکو حضور مین سرور عالم ﷺ
کے لائے اونٹ پر سے اوتار حضرت ﷺ نے ایک باسن منگا کر اوسمین پانی اونڈیلا اور لوگون کو بلایا کہ
آؤ وہ پانی پیو اور پلاؤ وہ عورت کھڑی ہوئی دیکھتی تھی کہ کیا ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ قسم خدا کی
آنسرور ﷺ نے جتنا پانی لیا تھا اوس سے زیادہ اوس عورت کو پھیر دیا اور اصحابون سے فرمایا کہ
اس عورت کی خاطر ہر قسم کا کھانا جو ہو سو اکٹھا کر دو تب اصحابون نے کھجور ستو آٹا وغیرہ جمع کر کے
ایک کپڑے مین باندھکر اوسکے اونٹ پر رکھ دیا اور اوس عورت کو بھی سوار کیا حضرت ﷺ نے اوس
عورت سے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ ہمنے تیری پانیکو کچھ نہین گھٹایا لیکن اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے
ہمکو پانی دیا وہ عورت اپنے لوگون مین گئی تو یہ ماجرا اوس نے بیان کر کے کہا کہ قسم خدا کی وہ شخص
یا جادوگر ہے یا رسول ہے **وصل** جیسا کہ سرور عالم ﷺ کے معجزون سے اکثر تھوڑا پانی زیادہ ہوا
ویسا ہی تھوڑا کھانا بھی بہت ہوا ہے چنانچہ اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین بخاری
اور مسلم مین جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور ہے کہ جابر نے کہا مین غزوہ خندق
مین ایک روز چہرہ مبارک پر سرور عالم ﷺ کے بھوک کی بیتابی دیکھکر اپنی عورت کے نزدیک
آیا اور پوچھا کہ کوئی چیز کھانے کی تیرے پاس ہے اس لیئے کہ آج مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بیقراری بھوک کی دیکھی ہے میری عورت نے ایک تھیلا چمڑے کا نکالا
اوسمین تھوڑے سے جو تھے اور گھر مین میرے ایک بکری کا بچہ موٹا تازہ تھا مین نے اوس بکری
کے بچے کو ذبح کر کے گوشت دیگچے مین چڑھایا اور میری عورت نے اوس جو کو پیسا تب مین نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ میرے گھر مین تھوڑے سے جو اور ایک بکری کا بچہ تھا مین نے اوسکو ذبح کر کے
گوشت کو دیگ مین رکھا ہے اور تھوڑے جو میری عورت نے پیس کر گوندھے ہین آپ تشریف لیچلیئے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مین آؤن دیگ کو نیچے مت اوتارو اور
آٹے کو امانت رکھو پھر سرور عالم ﷺ ہزار شخص کو اپنے ساتھ لیکر میرے گھر تشریف لائے مین اوس دیگ اور
آٹے کو حضرت کے روبرو لایا آپ نے اوسمین تھوڑا سا اپنا آب دہن ڈالکر دعا کی اور میری عورت سے
فرمایا کہ روٹی پکا اور ایک عورت اور بھی اپنے ساتھ بلالے تا وہ بھی روٹی پکا دے اور گوشت

دیگ سے نکال اور دیگ کو نیچے مت اوتار اور دیگ کے اندر نگاہ مت کر راوی کہتا ہے قسم
خدا کی اون ہزار شخصوں نے کھانیکو کھایا ہنوز دیگ جوش مین تھی اور آٹا گندھا ہوا باقی تھا انس سے
بخاری اور مسلم نے روایت کی کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ قسم خدا کی آج مین نے آواز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سست سنی جانتا ہون مین کہ سید عالم بھوکے ہین آیا تیری نزدیک
کچھ کھانے کی چیز حاضر ہے تب ام سلیم نے کئی روٹیان جو کی نکالکر کپڑے مین لپیٹ کے میری حوالے کین
مین اون روٹیون کو حضور مین سرور عالم کے لے گیا اوس وقت آپ مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے اور کتنے
لوگ بھی آپکے پاس حاضر تھے حضرت نے مجھسے پوچھا کہ تجھکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے مین نے عرض
کی ہے یا رسول اللہ تب انسرور نے لوگون کو جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ اوٹھو اور
میرے ساتھ چلو لوگ حضرت کے ساتھ چلے مین نے سب کے آگے آکر اون روٹیون کو پہونچادیا اور
ابو طلحہ سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو ساتھ لیکر تیرے گھر آتے ہین ابو طلحہ نے
ام سلیم سے کہا کہ پیغمبر خدا اپنی جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہین اور ہمارے پاس سوا ان
روٹیون کے جو حضور مین بھیجی تھین اور کچھ حاضر نہین کہ آپ کو کھلاوین ام سلیم نے کہا خدا و رسول
خدا جانتا ہے اوس چیز کو جو ہونے والی ہے تشریف لانا آنسرور کا جماعت کے ساتھ ہمارا باوصف
حال جاننے کے خالی حکمت سے نہین ہے البتہ اسمین کچھ معجزہ ظاہر ہوگا پھر ابو طلحہ نے استقبال
کیا اور حضرت سے ملا پیغمبر خدا ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ام سلیم جو کچھ تیرے
پاس ہے سولا تب اوس نے وہی روٹیان جو بھجوائی تھین وبرو انسرور کے لاکے رکھین اور حکم سے
حضرت کے روٹیون کو ریزہ ریزہ کرکے تھوڑا سا گھی اوسمین لگایا بعد اوسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوس پر دعا برکت کی پڑھی اور فرمایا کہ حکم دے دس دس شخص آکر کھاوین موافق حکم کے دس
دس شخص آکے پیٹ بھر کھاتے تھے یہان تک کہ اسی آدمیون نے اوسکو سیری کھایا بعد اوسکے
حضرت نے تناول فرمایا اور ابو طلحہ کے گھر کے بھی سب لوگون نے کھایا اور کچھ اوسمین باقی بچ رہا ابو
ہریرہ سے روایت ہے کہ لڑائی مین تبوک کی کہ وہ آخر جہاد ہے جسے سرور عالم نے بعد اسکے جہاد نہین
کیا لوگ بھوکے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگون کو فرمائیے کہ اپنے توشے
جو کچھ باقی بچے ہین جمع کرین اور آپ دعا کیجیے کہ اوسمین برکت ہو عرض عمر رضی اللہ عنہ کی قبول

کہ یکے فرمایا کہ دسترخوان کو بچھاؤ اور بیٹھے ہوئے توشہ نکو لاؤ ایک شخص مٹھی بھر کنگنی لایا اور ایک شخص ٹکڑا روٹی کا لایا ایک شخص چار سیر کھجورین لایا جب دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اپنے اپنے باسن مین ڈالو بفضلہ اوس لشکر مین کوئی باسن خالی نرہا سب باسن بھر گئے ستر ہزار آدمی لشکر کے سبھون نے اوسکو سیر ہی کھایا اور باقی بچ رہا اور جس وقت پیغمبر خدا نے اس معجزے کو دیکھا تو فرمایا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی محمد رسول اللہ روایت ہے کہ ایکروز ابو ایوب نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے واسطے تھوڑا کھانا کہ وہ دونون کھاسکین پکوایا تھا حضرت آئے اوسکو فرمایا کہ اشراف انصار سے تیس شخص کو بلا لا وہ بلا لایا اونھون نے اگر کھانا پیٹ بھر کے کھایا اور کھانا بچ رہا پھر سرور عالم نے فرمایا کہ ساٹھ شخص کو بلا اونھون نے بھی کھایا تسپر بھی بچ رہا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ ستر آدمیکو بلا یہ بھی آئے اور کھانے کو کھایا پھر بھی باقی رہا اور یہ ایک سو اسی آدمی جو کھانا کھانیکو آئے تھے اسلام لائے اور سرور عالم سے بیعت کی عبد الرحمن بن ابی بکر کی حدیث مین آیا ہے کہ ایکبار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سو تیس شخص تھے چار سیر آٹا خمیر ہوکے روٹیان پکین اور ایک بکری ذبح کرکے اوسکا دل اور کلیجا اور گردہ وغیرہ بھونا گیا حضرت نے ہر ایک شخص کی خاطر ایک ایک ٹکڑا اوس گوشت اور روٹی سے توڑ کر دو بڑے پیالون مین ڈالا ہم سبھون نے اوسکو سیر ہی کھایا اور جو کچھ دونون کاسون مین باقی رہا اوسکو ہمنے باندھکر اونٹ پر رکھ لیا اور ابوہریرہ رض نے روایت کی کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ جا صفہ کی لوگون کو بلا لا مین اونکو ڈھونڈ ڈھانڈھ کر بلا لایا حضرت نے ایک پیالہ کھانیکا روبرو ہمارے رکھا ہم سبھون نے اوس کھانیکو جس قدر چاہا کھایا پر کاسہ جیسا بھرا ہوا تھا ویسا ہی تھا مگر اوسمین نشان انگلیون کے تھے اور ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایکروز مین بہت بھوکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ایک کاسہ دودھ کا بھرا ہوا تھا آپ نے مجھکو فرمایا کہ صفہ کے اصحابون کو بلا تب مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس کاسے مین دودھ تھوڑا ہے کاش آنحضرت یہ دودھ مجھکو عنایت فرماتے تو مین اسکو پیتا لیکن حکم پیغمبر خدا کا بجا لایا چاہیئے مین باہر گیا اور اصحابون کو صفہ کے بلا لایا اون سبھون نے اوس دودھ کو پیا مگر ایک مین اور سرور عالم باقی رہے پھر مین نے بھی پیا

بعد اوسکے آپ نے بھی تناول کیا اور فرمایا کہ بانٹنے والا سبکے آخر پیتا ہے شفا میں حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے مذکور ہے کہ ایکروز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد المطلب کی
اولاد کو جو چالیس شخص تھے جمع کیا اون کے درمیان کتنے شخص ایسے پرزور تھے کہ ایک ایک
بکرا کھاتے اور اوسکی جیرا پیتے تھے حضرت نے اونکے واسطے ایک کاسہ کھانا طیار فرمایا
سب اوس کھانے کو کھاکے سیر ہوگئے اور کھانا جیسا تھا باقی بچ رہا بعد اوسکے آپ نے ایک
پیالہ پانی منگوایا سب پانی پیکر سیراب ہوگئے اور پانی بھی ویسا ہی باقی رہا جابر رضی اللہ عنہ
سے مذکور ہے کہ ام مالک انصاریہ چھوٹے کپے میں گھی بھر کے حضرت پیغمبر خدا کے واسطے بھیجا
کرتی تھی اور پھر اوسمیں گھی بھرا ہوا پاتی تھی ایکروز اوسکے لڑکون نے روٹی کے ساتھ سالن مانگا
سالن تو اوس وقت گھر میں حاضر نتھا ام مالک نے اوسی کپے کو نچوڑا جو گھی نکلا سو اپنے لڑکون کو دیا
جب دوسری بار گھی اوس باسن میں نپایا تو حضور میں سرور عالم کے جاکر صورت حال کو عرض کیا
آپ نے فرمایا کہ اگر تو اوس کپے کو نہ نچوڑتی تو ہمیشہ گھی تیرے واسطے اوسمیں رہتا اور جابر رضی اللہ
عنہ سے مذکور ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کھانا مانگا حضرت نے
تیس صاع جو اوسکو عنایت فرمائے وہ مدتہا اپنی جورو بچے اور مہمانون سمیت اوسی جو کو کھاتا تھا
اتفاقاً ایکروز اوس شخص نے اوس جو کو ماپا برکت جاتی رہی تب حضور میں سید عالم کے آکر عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو نہ ماپتا تو برکت اوسکی نہ جاتی اور ہمیشہ اوسکو کھاتا رہتا نووی نے کہا کہ
نچوڑنے سے گھی کے اور ماپنے سے جو کی برکت جانیکا سبب یہ ہے کہ نچوڑنا اور ماپنا خلاف
توکل کے تھا اس لیئے اوسکی سزا میں وہ نعمت جاتی رہی واللہ اعلم ابوہریرہ نے روایت کی ایکروز
لوگ بہت بھوکھے ہوئے حضرت نے مجھسے پوچھا کہ کچھ کھانے کی چیز تیرے پاس ہے میں نے
عرض کیا تھوڑی سی کھجور حاضر ہے آنسرور نے فرمایا کہ لا جب میں لایا تو آپ نے دست مبارک
تھیلے میں ڈالا اور ایک مٹھی کھجور نکالکر برکت کے واسطے دعا کی اور دس دس شخصون کو بلاکر دینے
لگے یہانتک کہ تمام لشکر اوس کھجور کو کھاکر سیر ہوا بعد اسکے مجھسے فرمایا کہ جو کچھ تو لایا تھا اوسکو
اور رکھ اور جب تجھکو احتیاج ہو تو اوس تھیلے میں ہاتھ ڈالکر نکال لے اور اوسکو مت گن اور
تھیلہ کو مت جھاڑ ابوہریرہ رضی نے کہا کہ میں نے کھجور زیادہ اوس سے جو لادی تھی لی اور اوس وقت کہ

جب تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اوسی تھیلی سے مین آپ بھی کچھ رکھاتا تھا اور کھلاتا تھا اور
خدا کی راہ مین دیتا تھا بعد حضرت عثمان کی شہادت کے گھر میرا لٹ گیا وہ تھیلا بھی جاتا رہا

وصل اطاعت اور کلام کرنے مین حیوانات کے جیسا کہ آدمی پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور شریعت کے مطیع اور فرمانبردار ہین ویسا ہی اللہ تعالی نے سب
حیوانات کو بھی فرمانبردار اور مطیع آنسرور کا کیا اس واسطے بعضے صاحب تحقیق اور اہل باطن نے
کہا ہے کہ سید عالم سب خلق پر یعنے حیوانات اور نباتات اور جمادات پر پیغمبر ہین انس بن مالک
رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایکروز ایک انصاری حضور مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس ایک اونٹ تھا مین اوسپر پانی لاتا تھا اب وہ اونٹ توحشی
اور سرکشی کرتا ہے بدون پانیکے باغ و زراعت میری خشک ہوئی جاتی ہے وہین سرور عالم
اصحابون کو ساتھ لیکر اوٹھے اور اونٹ کی طرف تشریف فرما ہوئے اونٹ باغ کے کسی کونے مین
بیٹھا ہوا تھا انصار نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اونٹ کتے کی طرح کاٹتا ہے ہم ڈرتے ہین کہ خدانخواستہ
اوس سے ذات شریف پر کچھ ایذا پہونچے حضرت نے فرمایا کیا دخل ہے خدا کے فضل سے مجھکو
اوس سے کچھ خوف نہین ہے جوہین اونٹ نے حضرت کو دیکھا غریب ہوگیا اور آپ کی طرف
منہ کرکے سجدہ کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال اوسکی پیشانی کے پکڑ لئے اور اوسکے
کام مین لگایا اصحابون نے عرض کی یا رسول اللہ جب یہ حیوان بے عقل آپ کو سجدہ کرے تو ہمکو
ضرور تر ہے کہ آپ کو سجدہ کرین آنسرور نے فرمایا کہ انسان کو درست نہین ہے کہ انسان کے لئے
سجدہ کرے اگر درست ہوتا تو مین عورتون کو حکم کرتا کہ اپنے مردون کو سجدہ کرین اس واسطے کہ حق
مرد کا عورتون پر بڑا ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک اونٹ حضور مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے آیا اور فریاد کرنے لگا جناب رسالت نے وہان ٹھیرے ہوگئے اوسکے مالک سے
فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ مالک نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اونٹ آپ کی نذر ہے
پر میرے لوگون کو سوا اسکے اور وجہ معاش نہین تب آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ گلا کرتا ہے
کہ مین بہت محنت کرتا ہون اور کم خوراک پاتا ہون تم اسپر احسان کرو اور حق خدمت اوسکا نظر
مین ملحوظ رکھو مذکور ہے کہ ایک روز ایک اونٹ سید عالم کے حضور مین آیا اور اپنی قوم کی شکایت

کرنے لگا کہ کچھ لوگ بدون عشا کی نماز پڑھنے کے سو جاتے ہین مین ڈرتا ہون ایسا نہو
کہ خدا تعالیٰ اون لوگون پر عذاب کرے حضرتؐ نے اوس قوم کو بلایا اور اس کام سے منع فرمایا
عائشہ صدیقہ رضی سے منقول ہے کہ ہمارے گھر مین ایک بکری تھی کہ جب تک سرور عالمؐ گھر مین تشریف
رکھتے تھے وہ آرام سے رہتی تھی اور جس وقت کہین باہر تشریف لیجاتے تھے تو بیقرار ہو کے باہر جاتی اور
آتی تھی منقول ہے کہ سید عالمؐ جب اونٹون کو قربانی فرماتے تھے تو اونٹون کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ایک
دوسرے پر گرتا تھا اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اوسکو اول ذبح کرین امام احمد نے ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک چرواہا بکریان چراتا تھا ایک بھیڑیا بکری کو پکڑ کے لیچلا چرواہے
نے جو ہین دیکھا دوڑ کر اوس بکری کو بھیڑیے کے منہ سے کھینچ لیا تب بھیڑئے نے چرواہے سے کہا
کہ تو خدا سے نہین ڈرتا ہے جو میرے رزق کو چھینتا ہے چرواہے نے کہا سبحان اللہ کیا عجب تماشا ہے
کہ بھیڑیا آدمیون کی طرح بات چیت کر رہا ہے بھیڑیے نے کہا یہ کیا تعجب ہے اس سے زیادہ عجب یہ ہے
کہ محمدؐ اگلے زمانے کے احوال کی خبر دیتا ہے اور لوگ اون پر ایمان نہین لاتے ہین جو ہین چرواہے
نے یہ بات سنی اپنی بکریون کو لیکر مدینے مین آیا بکریون کو کسی جگہہ رکھ کے حضور مین سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوا اور سب ماجرا عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اذان
دو جب اذان ہوئی اور لوگ جمع ہوئے تب آنحضرتؐ نے چرواہے کو ارشاد کیا جو تو نے دیکھا اور
سنا ہے لوگون سے بیان کر اور بیہقی نے بھی ابن عمر اور ابو نعیم اور انس رضی سے اسی طرح روایت
کی ہے اور کہتے ہین کہ وہ چرواہا یہودی تھا جس وقت حضرتؐ کے پاس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا
تھا سو بیان کیا اور ایمان سے مشرف ہوا اور ابو ہریرہ سے مذکور ہے کہ بھیڑیے نے چرواہے
سے کہا کہ ای چرواہے میرے حال پر کیا عجب کرتا ہے تیرا حال تو مجھہ سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ تو
اپنی بکریون مین کھڑا ہے اور ایسے پیغمبرؐ کو کہ جسکے قدر اور مرتبے کا کوئی پیغمبر دنیا مین نہین آیا تو نے
چھوڑ دیا وہ پیغمبر ہے کہ اوسکے واسطے دروازے جنت کے کھلے ہوئے ہین فرشتے حور و غلمان اوسکے
اصحابون کے مشتاق اور اوسکے منتظر ہین یعنے راہ دیکھتے ہین کہ کب لڑائی ہو اور وہ لوگ شہید ہون
کہ تا بہشت مین آوین ای چرواہے تیرے اور اوس پیغمبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہین ہے مگر ایک
درہ پہاڑ کا اگر تو اوسکی جناب مین جاویگا تو خدا تعالےٰ کے لشکر سے ہوئیگا چرواہے نے کہا اگر

مین جاؤن بکریون کو کون چراویگا بھیڑیے نے کہا مین حاضر ہون تب چرواہا حضور مین سرور عالم کے
آیا اور اسلام لایا اور ایک بکری ثواب کے واسطے ذبح کی حدیث مشہور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس مین اپنے اصحابون کی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک عرب بنی سلیم کے قبیلے سے گوہ
جسکو فارسی مین سوسمار کہتے ہین شکار کرکے اپنی آستین مین ڈالکر لیے جاتا تھا کہ اپنے گھر جاکر اوسکو پکاوے
سید عالم کو دیکھکر پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو اس مجلس مین بیٹھا ہے اصحابون نے کہا رسول خدا
ہے اعرابی نے گوہ کو اپنی آستین سے نکالا اور کہا قسم لات وعزیٰ کی جب تک یہ گوہ ایمان نہ لاویگی
مین آپ پر ایمان نہ لاؤنگا حضرت صلعم نے گوہ کو فرمایا تو کسکی عبادت کرتی ہے اوسنے کہا خدا یتعالے
کی پھر آپ نے فرمایا مین کون ہون اوس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہین
جس نے آپ کو پیغمبر برحق جانا نجات پائی اور جس نے آپ کو جھوٹلایا دونون جہان مین خراب ہوا اعرابی
نے یہ سنتے ہی حضرت صلعم کی نبوت پر اقرار کیا اور اسلام لایا قاضی عیاض نے شفا مین ذکر کیا ہے کہ سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل مین پھرتے تھے یکایک کانون مین تین بار یا رسول اللہ کی آواز آئی
اوس آواز کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک ہرنی قید مین گرفتار ہے اور ایک عرب اوسکے چادر
اوڑھکر سوتا ہے آپ نے ہرنی سے فرمایا کہ تو کیا حاجت رکھتی ہے ہرنی نے کہا یا رسول اللہ مجھکو
اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور میرے دو بچے اس پہاڑ مین ہین اگر آپ مجھے چھوڑ دین تو مین اپنے
بچونکو دودھ پلاکر پھر آتی ہون آنسرور نے فرمایا تو جاکر پھر آویگی اوس نے عرض کی یا رسول اللہ
اگر مین پھر نہ آؤن تو اللہ تعالی مجھکو وہ عذاب دے جو محصول لینے والے پیادون کو عذاب دیگا تب
آنسرور نے اوسکو چھوڑ دیا ہرنی اپنے بچون کے پاس گئی اور پھر آئی حضرت صلعم نے اوسکو باندھ دیا بعد
اسکے اعرابی بیدار ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ حاجت یہی ہے کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اعرابی نے ہرنی کو چھوڑ دیا وہ ہرنی جنگل مین خوشی
سے دوڑتی اور چوکڑیان بھرتی اور کہتی تھی اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله
مذکور ہے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لشکر مین تھے سب لشکر والے پیاسے ہوکر پانی کی
جگہہ اترے اوس وقت ایک ہرنی حضرت کے نزدیک آئی آپ نے اوسکا دودھ دوہا اور سب
لوگونکو کہ تین سو آدمی تھے خوب پلایا اور رافع کو جو آنسرور کا غلام تھا فرمایا کہ ہرنی کو باندھ رکھ اوس نے

باندھ رکھا بعد ایک ساعت کے دیکھے تو ہرنی وہان سے غائب ہوگئی تب آنحضور ص نے فرمایا جو کوئی ہرن کو لا یا تھا وہی اوسکو لیگیا ابن عساکر نے روایت کی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تب حمار نے حضرت ص سے باتین کین پیغمبر خدا نے حمار سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اوس نے عرض کیا نام میرا یزید بن شہاب ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا کیے سوا پیغمبران سابق علی نبینا علیہ وعلیہم الصلواۃ والسلام کے جن و بشر سے اونپر دوسرا کوئی سوار نہین ہوا مگر مین کہ ابتک مجھپر کوئی پیغمبر سوار نہین ہوا مین پہلے ایک یہودی کے ہاتھ مین گرفتار تھا جس وقت وہ چاہتا کہ مجھپر سوار ہوئے تو مین جان بوجھ کے پھسلتا اور قصور کرتا تھا وہ یہودی مجھکو بھوکا رکھتا تھا اب مین امیدوار ہون کہ آپ میرے اوپر سوار ہووین اس واسطے کہ آپ ختم المرسلین ہین اور سوے آپ کے کوئی دوسرا نبی نہین ہے اور اپنے دادا کی اولاد سے مین ہی باقی ہون تب آنحضور ص نے اوسکا نام یعفور رکھا یعفور حضرت ص کے حضور مین حاضر رہتا تھا اگر آپ اسکو کسی شخص کے بولانیکے واسطے بھیجتے تو جاتا اور اوسکے دروازے پر سر اپنا لگا کر کھڑا رہتا تھا جب وہ گھر والا باہر نکلتا تو اشارہ کرتا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھکو طلب فرمایا ہے جب سرور عالم ص کی وفات ہوئی تو یعفور غم والم سے کنوین مین گر پڑا اور یہ بھی حضرت ص کا معجزہ ہی کہ جب سفینہ لشکر سے جدا ہوکر جنگلمین راہ بھول گیا اور ایک شیر اوسکے پاس آ پہونچا تو سفینہ نے شیر سے کہا کہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہون شیر نے یہ بات سنتے ہی سفینہ کی بہت سی خاطرداری کی اور راہ بتلائی یہانتک کہ سفینہ کو لشکر اسلام مین پہونچا دیا آگاہ ہو جو کراماتین کہ ولیون سے ہوتی ہین حقیقت مین وہ بھی آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون سے ہین حدیثین حیوانون کی فرمان برداری اور بات چیت کرنے مین حضرت رسالت پناہ سے بہت مذکور ہین انکو یہان مذکور کیا اور ابن وہب نے روایت کی کہ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ کے کبوترون نے سرور عالم کے سر مبارک پر سایہ کیا تب پیغمبر خدا نے اون کبوترون کے حق مین دعا کی

وصل فرمان برداری مین نباتات یعنے جھاڑیون اور شہادت دینے مین اونکے حضرت ص کی نبوت پر

جس طرح حیوان آنسرور ص کے مطیع اور فرمانبردار تھے ویسا ہی درختون نے بھی حضرت ص کی فرمان برداری کی اور آپ کی نبوت پر گواہی دی عائشہ صدیقہ رض سے حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وحی مجھپر آئی تب مین جس درخت و پتھر کے پاس جاتا تھا تو وہ مجھکو السلام علیک یا رسول اللہ

کہتا تھا اور ترمذی نے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین مکے مین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب پیغمبر خدا کے ساتھ مکے سے باہر نکلا تو راہ مین جو درخت اور پہاڑ ملتا تھا
تو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا حاکم نے مستدرک مین جو اوسکی کتاب ہے ابن عمر سے لکھا ہی کہ کہا
ابن عمر نے کہ مین ایک سفر مین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا راہ مین ایک اعرابی
سامنے چلا آتا تھا جب وہ حضرت صلعم کے پاس آیا تو آنسرور صلعم نے اوسکو فرمایا کہ تو کہان جاتا ہے اوسنے
کہا اپنے لوگون کی طرف جاتا ہون آپ نے پھر اوسکو فرمایا کہ تجکو نیکی پر کچھ رغبت ہے یعنے
تو چاہتا ہے کہ اپنے واسطے کچھ نیکی اور سعادت حاصل کرے اعرابی نے کہا وہ کیا ہی حضرت صلعم
نے فرمایا شاہدی دینا یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
کہا اعرابی نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہین اوسپر کوئی شاہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہ درخت جو راہ
کے کنارے پر ہے سو میرا شاہد ہی آپنے اوس درخت کو بلایا وہ اپنی جگہہ سے اوکھڑ کر حضرت کے
روبرو آکے کھڑا ہوا تب سرور عالم صلعم نے اوس درخت سے تین بار شہادت مانگی اوسنے تین بار
گواہی دی بعد اوسکے اپنی جگہہ پر جاکر قایم ہوا دارمی نے انس رضی سے روایت کی کہ احد کی لڑائی مین
جس وقت کافرون نے رخسارۂ مبارک کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون آلودہ کیا اور
دندان شریف کو آزار پہونچایا اوس وقت حضرت پیغمبر خدا ایک کونے مین جاکر بیٹھے تھے معا جبرئیل
علیہ السلام حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپکو غمگین دیکھکر احوال پوچھا اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہتے
ہین تو مین آپکو وہ چیز کہ جس سے آپکی خاطر پر تسلی ہو دکھاؤن پھر جبرئیل ع نے ایک درخت کی طرف دیکھکے
کہا کہ آپ اس درخت کو بلائیے حضرت صلعم کے بلانے سے وہ درخت اپنی جگہہ سے آکر حضرت صلعم کے پاس
کھڑا ہوا پھر جبرئیل ع نے کہا کہ اس جھاڑ کو حکم کیجیے کہ اپنے مکان پر جاوے بموجب حضرت صلعم کے فرمانیکے
وہ درخت اپنی جگہہ جا رہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسبی حسبی یعنی کافی ہی مجھے
بریدہ اسلمی رض سے منقول ہی کہ سید عالم صلعم سے ایک اعرابی نے عرض کیا مین چاہتا ہون کہ معجزہ آپکا دیکھون
آپ نے فرمایا کہ جا فلانے درخت سے کہہ کہ رسول خدا تجکو بلاتے ہین جوہین اوس اعرابی نے اوس
درخت سے کہا وہ درخت زمین چیرتا ہوا حضور مین آیا اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پھر اعرابی
نے عرض کیا حکم ہو کہ یہ درخت اپنی جگہہ چلا جاوے بموجب حضرت صلعم کے ارشاد کے وہ درخت اپنی جگہہ

پر قایم ہوا اعرابی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو حضرت کو سجدہ کرون سرور عالم نے حکم نہ دیا پھر عرض کیا
حکم کیجیے کہ مین قدم مبارک و دست مبارک پر بوسہ دون ارشاد ہوا کہ بوسہ دے ترمذی مین ابن
عباس سے ذکر کیا ہی کہ ابن عباس نے کہا کہ ایک اعرابی حضور مین حضرت کے آیا اور عرض کیا کہ مین کس علامت
سے پہچانون کہ آپ رسول خدا ہین آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ اس خرمے کی
ڈالیکو بلاتا ہون تا گواہی دے کہ مین رسول ہون جب حضرت نے اوس ڈالیکو پکارا تو وہ ڈالی درخت
سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑی پھر آپنے فرمایا کہ اپنی جگہہ جا وہ جا کر اپنی جگہہ پر قایم ہو گئی تب اوس
اعرابی نے حضرت کی نبوت پر صدق دل سے اقرار کیا اور اسلام لایا منقول ہے کہ کسی سفر مین اندھیری
رات مین اونٹ پر سوار سرور عالم چلے جاتے اور آنکھون مین نیند بھری ہوئی تھی سامنے ایک بیری کا درخت
آیا اور حضرت کو خبر نہین وہ درخت بیچ سے پھٹ گیا حضرت اوسکے درمیان سے چلے گئے جان کہ
درختونکا حضرت کے حضور مین آنا اور اونکا سلام کرنا اور پھر اپنی جگہہ پر جا کر قایم ہونا حدیثون مین بہت آیا ہے

وصل پہاڑ اور پتھر کی فرمانبرداری کے بیان مین

جیسا کہ درختون نے آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کی ویسا ہی پہاڑ اور پتھر بھی حضرت
کے فرمانبردار تھے چنانچہ منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جھاڑ اور پتھر ایسا
نہین جو اوسنے مجھکو السلام علیک یا رسول اللہ نہین کہا اور اسے کہا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم پہلے نبی ہونیکے ابو طالب کے ساتھ سفر کو گئے تھے جو درخت اور پتھر کہ راہ مین وہ پڑتا تھا آپکو سجدہ
کرتا تھا انشاء اللہ تعالی یہ قصہ مذکور ہوگا مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا میری نبوت سے آگے وہ پتھر کہ مکے مین مجھکو سلام کرتا تھا مین اوسکو پہچانتا ہون لوگونکو
اختلاف ہی کہ وہ پتھر کونسا ہی بعضون نے کہا کہ حجر اسود ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ پتھر ہی جو ایک
کوچہ مین جسکو زقاق الحجر کہتے ہین بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے گھر کی راہ مین ایک دیوار کے
اندر لگایا ہوا ہے چنانچہ اب تک لوگ اوسکو تبرکا ہاتھو چھوتے ہین اور اہل مکہ کہتے ہین کہ یہ پتھر
وہی ہی کہ جس وقت سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس راہ سے تشریف فرما ہوتے تھے تو آپکو سلام کرتا
بیہقی نے دلائل مین اور ابن ماجہ نے مختصر مین لکھا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عباس ابن المطلب
کو فرمایا ای ابو الفضل مین کل تمہارے پاس آونگا تم اور تمہارے فرزند گھر سے باہر مت جاؤ اور میرے

آپنکے منتظر رہو دوسرے دن آپ پہر دن چڑہے عباس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور سلام علیک کی اونھون نے بھی جواب دیا پھر حضرت نے فرمایا کہ رات تمنے کیونکر گزاری اونھون نے عرض کی شکر خدا کا رات خیریت سے گذری آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم سب ملکر ایک جگھہ ہو جب وہ سب ایک جگھہ ہوئے تو آپنے چادر اپنی اونپر اوڑھائی اور جناب باری مین دعا کی کہ اے پروردگار یہ چچا میرا ہی اور فرزند اوسکے میرے بھائی ہین جیسا کہ مینے انکو اپنی چادر مین لپیٹا ویسا ہی تو اونکو اپنے فضل و کرم سی آتش دوزخ سے محفوظ رکھ جب آپ نے یہ دعا مانگی تو در و دیوار گھر کے آمین کہنے لگے مذکور ہے کہ ایک بار عقیل ابن ابی طالب ایک سفر مین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھا پیاسا ہوا حضرت نے اوسکو ایک پہاڑ پر جو وہان تھا بھیجا اور فرمایا کہ اس پہاڑ سے پانی مانگ لے جب عقیل پہاڑ پر آیا اور پانی مانگا پہاڑ نے کہا کہ پیغمبر خدا سے عرض کرنا کہ جس روز یہ آیت اِتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ نازل ہوئی مین خوف الٰہی سے اس قدر رویا کہ پانی میری چشم مین نرہا مترجم کہتا ہے کہ یہ شعر جو کسیکا مشہور ہے گویا اسی پہاڑ کی زبانی ہے **بیت** روتے روتے نرہا نام کو نم چشمون مین ٭ آبرو کیونکہ رہیگی مری ہم چشمون مین منقول ہے کہ مسجد نبوی مین ستون خرمے کی لکڑی کے تھے جب تک کہ منبر نہین بنا تھا سید عالم ایک ستون سے لگ کے کھڑے ہوتے تھے جب منبر بنا تو آپ منبر پر چڑھ کے خطبہ پڑھنے لگے حضرتؐ کی جدائی سے وہ ستون ایسا رویا کہ اوسکے رونے کی آواز خطبہ پڑھنے کے وقت لوگون نے سنی رسالت پناہ اوسکے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اوسپر رکھا تب وہ چپ ہوا اور فرمایا کہ اگر اسپر ہاتھ نرکھتا تو قیامت تک یون ہی رویا کرتا مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ایک دن ابوذر دوپہر کے وقت حضور مین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیا اور سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیا اوس وقت آنسرورؐ کے پاس کوئی شخص حاضر نتھا آپ اکیلے وحی کی حالت مین بیٹھے ہوئے تھے رسولؐ خدا نے فرمایا کہ کیون آیا ہے ابوذر نے عرض کی خدا اور رسول خدا لایا ہے تب آپنے فرمایا بیٹھ ایک طرف ابوذر روبرو حضرتؐ کے سکوت کے عالم مین مودب بیٹھ گیا اور پیغمبر خدا بھی خاموش تھے تھوڑے عرصے مین صدیق اکبرؓ جلد جلد چلتے ہوئے حضور مین آئے اور سلام کیا حضرتؐ نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کسواسطے تو یہان آیا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ خدا اور رسولؐ نے مجھے حاضر ہوا تب آپ نے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا ابوبکر صدیق رضؓ روبرو ایک جگہہ پر

بیٹھہ گئے بعد اسکے عمر بن خطاب حاضر ہوئے اور سلام کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو
بھی ویسا ہی ارشاد کیا اونھون نے وہی جواب عرض کیا اور برابر صدیق اکبر کے بیٹھے بعد اوسکے
عثمان بھی حضور مین آئے آپ نے اوسی طرح اونسے بھی فرمایا اونھون نے بھی ویسا ہی عرض کیا
اور حضرت عمر کے پاس بیٹھہ گئے تب پیغمبر خدا نے سات سنگریزے اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ
نو اپنے ہاتھہ مین اوٹھا لیے وہ سنگریزے دست مبارک مین اس طرح سے تسبیح کرنے لگے کہ اصحابون
نے جو حاضر تھے سنا بعد اسکے جناب رسالتمآب نے سنگریزونکو ابو بکر کے ہاتھہ مین دیا اونکے ہاتھہ
مین بھی وہ سنگریزے تسبیح کرتے تھے جب آنسرور نے سنگریزون کو اونکے ہاتھہ سے لیکر زمین پر رکھا
تب خاموش ہو گئے بعد حضرت نے وہ سنگریزے عمر ابن خطاب کو دیے اونکے ہاتھہ مین بھی سنگریزون
نے تسبیح کی پھر عثمان کے ہاتھہ مین دیے اونکے ہاتھہ مین بھی تسبیح کرنے لگے جس وقت زمین پر
اون سنگریزونکو دھر دیا تو خاموش ہو رہے روضۃ الاحباب مین ابو شکور سالمی سے نقل
کیا ہے کہ علی مرتضیٰ بھی اوس مجلس مین حاضر تھے اونکے ہاتھہ مین بھی اون سنگریزونے تسبیح کی امام
جعفر صادق سے مذکور ہی کہ ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوے جبرئیل
علیہ السلام ایک طبق انگور اور انار سے بھرا ہوا حضور مین لائے آپ اوسکو تناول فرماتے تھے اور وہ
حضرت کے ہاتھہ مین تسبیح کرتے تھے اور اوسی قبیل سے ہے کھانیکا تسبیح کرنا چنانچہ بخاری مین منقول ہے
کہ ابن مسعود نے کہا کہ ایکدن مین سید عالم کے ساتھہ کھانا کھاتا تھا اور کھانیکی تسبیح کو سنتا تھا ابن عباس سے
روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا اور سید عالم مسجد مین تشریف لائے تو تین سو ساٹھہ بت گرد خانہ کعبہ تھے اور اون
بتونکو پتھر و سیسہ سے پلا کر مضبوطی کیواسطے گاڑا تھا سرور عالم جب ایک لکڑی سی جس بت کی طرف
اشارہ کرتے تھے تو وہ بت گر پڑتا تھا حالانکہ لکڑی اوسکو نہین لگتی تھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
منقول ہے کہ ایکدن سید عالم نے منبر پر چڑھکے یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ بعد اسکے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ آپ اپنی تعریف کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ مین جبار ہون اور سب سے بڑا ہون یکایک اوس منبر کو
ایسی لغزش ہوئی کہ مجھے ڈر ہوا کہ مبادا رسول اللہ اوسپر سے گر پڑین شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ
سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ ازین قبیل ہی بچونکا باتین کرنا چنانچہ منقول ہی کہ کوئی شخص ایک بچہ کو
کہ اوسیدن پیدا ہوا تھا حضور مین لایا سرور عالم نے اوس بچہ سے فرمایا مین کون ہون اوسنے عرض کی

آپ محمد رسول اللہ ہین تب سالت پناہ نے فرمایا سچ کہا تونے اللہ تجکو برکت دے پھر اوس بچے نے
بات نہ کی جب تک کہ جوان ہوا فہد بن عطیہ سے روایت ہے ایک لڑکا کا جوان تھا اور بات نہین کرتا تھا
اوسکو حضور مین لائے حضرت نے فرمایا کہ مین کون ہون لڑکے نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہین ؐ

وصل بیمارونکے اچھے ہونے اور مُردونکے زندہ کرنیکے بیان مین

دارمی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ایک روز ایک عورت اپنے بچہ کو حضور مین سید عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے لائی اور عرض کی یا رسول اللہ میرا بچہ دیوانہ ہو گیا ہے اور صبح و شام کے کھانے کے
وقت اوسکو دیوانہ پن چڑھتا ہے دل میرا اوسکی دیوانگی سے بہت مکدر ہے جناب رسالت مآب نے اپنے
دست مبارک کو اوسکے سینہ پر پھیرا اوہین اوس بچے نے قے کی اور اوسکے پیٹ سے کتے کے بچے
کے مانند نکل پڑا اور بچہ اوس عورتکا خدا کے فضل سے اچھا ہو گیا منقول ہے کہ ایک بچہ عورتکا گونگا
تھا حضرتؐ کے حضور مین لائے آپنے تھوڑا سا پانی لیکے کلی کی اور ہاتھ دھوئے پھر وہ پانی کلی
اور ہاتھ کا اوس بچہ کو پلایا اوسی وقت وہ بچہ باتین کرنے لگا طبرانی اور ابونعیم نے قتادہ سے
روایت کی کہ قتادہؓ نے کہا احد کی لڑائی مین جب کافر تیر مارنے لگے تو مین اوس وقت حضرتؐ کے آگے
کھڑا ہوا تا کہ جو تیر آوے سو میرے منہ پر لگے اور آنسرورؐ کو کچھ اذیت نہ پہونچے اوس حالت مین ایک تیر
میری آنکھ پر لگا آنکھ میری اوسکے صدمے سے نکل پڑی مین اوس آنکھ کو ہاتھ مین لیکر حضرتؐ کے
پاس دوڑتا آیا میری یہ حالت دیکھکر سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوئے اور جناب باری مین دعا کی کہ خداوندا قتادہ نے تیرے پیغمبر کے منہ کی حفاظت کیلیے اپنی آنکھ کو
دیا اوسکی آنکھ اچھی کردے حضرت کی دعا کی برکت سے آنکھ اوسکی بہتر اور روشن تر ہو گئی روایت ہے
کہ ایک شخص کو استسقے تھا اوسنے ایک شخص کی زبانی اپنا احوال حضور مین آنسرورؐ کے کہلا بھیجا اور
شفا چاہی تب حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک ہاتھ مین اوٹھا کر اوسمین اپنا تھوک ڈالا اور اوس بیمار کے
نزدیک اوسی شخص کے ہاتھ سے بھیجدی وہ شخص اوس خاک کو لیکر جب آیا بیمار قریب مرگ تھا بارے جلد وہ
تھوک مبارک کہ گویا آبحیات تھا اوس بیمار جان بلب کو چٹا دیا مرض اوسکا جاتا رہا اور اچھا ہو گیا
کہتے ہین کہ ایک شخص دونون آنکھون سے اندھا ہو گیا تھا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی
آنکھون پر دم کیا اوسکی آنکھین ایسی روشن ہو گئین کہ تاگا سوئی کے ناکے مین پروتا تھا حالانکہ سن اوسکا

اسی پر اسکا تھا مذکور ہے کہ خیبر کی لڑائی مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون سے پوچھا کہ
علی کہان ہے عرض کی کہ حاضر نہین آنکھین اونکی درد کرتی ہین حضرت نے اونکو بلوایا اور سر اونکا اپنی گود مین
رکھکر تھوک اپنا آنکھون مین ڈالا اور دعا کی فی الفور درد جاتا رہا اور آنکھین علی مرتضیٰ کی اچھی ہوگئین
روایت ہے کہ خیبر کی لڑائی مین جب سلمہ بن اکوع کی پنڈلی پر ضرب پہونچی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تین بار اوسکی پنڈلی پر دم کیا اوسی وقت درد جاتا رہا پھر کبھی نہوا زید بن معاذ نے جب کعب
بن الاشرف کو قتل کیا تو پانو پر اوسکے تلوار کا زخم ایڑی تک پہونچا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوسکے زخم پر اپنا تھوک لگایا وہ زخم اوسی وقت اچھا ہوا صحیح بخاری مین مذکور ہے کہ جب
عبد اللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے سیڑھی پر چڑھنے لگا تو پانون اوسکا بھٹک کے زمین پر
آرہا اور وہ گر پڑا پنڈلی اوسکی ٹوٹ گئی تب وہ حضور مین آنسرور کے آیا آپ نے ہاتھ اپنا اوسکی پنڈلی
پر پھیرا فی الفور پنڈلی درست ہوگئی اس طور کی حکایتین جو حضرت کی ذات مبارک سے بیمارون نے
صحت پائی حدیثون کی کتابون مین بہت مذکور ہین آگاہ ہو کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے مردونکو جلایا یہ روایتین بھی بہت آئی ہین چنانچہ بیہقی نے دلائل مین کہا ہے کہ سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام کی اوسنے عرض کیا کہ مین ایمان نہ لاؤنگا جب تک
آپ میری بیٹی کو کہ وہ چھٹپن مین مری ہے زندہ نکرین پیغمبر خدا نے اوسکو فرمایا کہ تیری لڑکی کی قبر
کہان ہے مجکو دکھا اونہنے اپنی بیٹی کی قبر دکھلا دی جب آنسرور نے اوس لڑکیکو پکارا تو اوس
لڑکی نے کہا لبیک وسعدیک پیغمبر خدا نے اوس سے پوچھا کہ تجھے پھر دنیا مین آنیکی آرزو ہے اوسنے عرض کی
لا واللہ یا رسول اللہ یعنی قسم خدا کی مین نہین چاہتی ہون یا رسول اللہ مینے آخرت کو دنیا سے بہت
بہتر پایا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مان اور باپ تیرے ایمان لائے ہین
اگر تو چاہتی ہے تو تجکو دنیا مین پھیر لاتا ہون اوس لڑکی نے کہا کہ مجکو مان باپ سے کچھ کام نہین مینے
خدا تعالیٰ کو اونسے زیادہ مہربان اور بہتر پایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مشرکون کی اولاد کو جو
بچپن مین مرتے ہین عذاب نہین ہے نقل ہے کہ ایک بار سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جابر کے
گھر مہمان آئے جابر نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جابر کے بیٹے نے جابر کے ذبح کرنا بکری کے بچے کا دیکھکر اپنے
چھوٹے بھائی کو ذبح کیا جب مان اوسکے پیچھے دوڑی تو وہ لڑکا بالاخانے پر چڑھکے نیچے گر پڑا

اور مر گیا آنسرورؐ نے دونون بیٹون کے لیے جابر کے دعا کی خدا کے فضل سے وے دونون زندہ ہوئے یہ قصہ شواہد النبوۃ مین مفصل مذکور ہی اور زندہ کرنا حضرت پیغمبر خدا کا اپنے مان باپ کو حدیثون مین آیا ہے لیکن محدثون کو ان حدیثونکی صحت مین کلام ہی پر بعضے متاخرین نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہی ابو نعیم نے روایت کی کہ جابر ایک بکری پکا کر حضور مین لایا حضرت نے لوگونکو ارشاد کیا کہ کھاؤ مگر ہڈی اسکی نہ توڑو جب کھا چکے تو سرور عالم نے ہڈیان اوسکی جمع کرکے ہاتھ اپنا رکھا اور کچھ فرمایا کہ ایک وہ بکری کان جھاڑکے اوٹھ کھڑی ہوئی غرض ایسے معجزے جو آنسرورؐ نے مُردونکو زندہ کیا بہت ہین اور اولیاء کامل سے جو اس طرح کی کرامتین ظاہر ہوئین یہ بھی حقیقت مین حضرت ہی کے معجزون سے ہین

وصل اجابت دعا مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بھی حضرت کے معجزون سے ہے

حذیفہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کیواسطے دعا کرتے تھے اوسکے بیٹے اور پوتی تک اثر اوس دعا کا باقی رہتا تھا مذکور ہے کہ انس بن مالک نے دس برس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ایک روز اوسکی مان نے اوسکو حضور مین پیغمبر خداؐ کی لاکر عرض کیا یا رسول اللہ انس آپکا خادم ہی دنیا کی فراغت کیواسطے اسکے حق مین دعا کیجیے حضرت نے اوسکے واسطے دعا کی خداوندا مال اور اولاد کو انس کی زیادہ کر اور جو نعمتین کہ تو نے اسکو دی ہین اوسمین برکت دے خدا کے فضل سے مال اور اولاد مین اوسکے بہت برکت ہوئی کہتے ہین کہ سو تن سے زیادہ اوسکی اولاد تھی اور خرمے کے جھاڑ اوسکے ایک سال مین دو دفعہ پھل لاتے تھی مشہور ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے جب ہجرت کی تھی تو فقیر محتاج تھا سید عالم کی دعا کی برکت سے ایسا مالدار ہوا کہ ایکدن مین تیس غلامونکو آزاد کیا اور ایک مرتبہ سات سو اونٹ مال کے بھرے ہوے صدقہ کیے اور عبدالرحمٰن کہتا تھا کہ اوس دعا کی ایسی برکت ہی اگر مین ایک پتھر اوٹھاؤن تو امید رکھتا ہون کہ اوسکے نیچے سے سونا پاؤن مذکور ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کیواسطے دعا کی خداوند علی کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھ حضرت کی دعا کی برکت سے کبھی علی مرتضی کو اثر گرمی اور سردی کا نہین ہوا اور آپ جاڑے کے موسم مین لباس گرمی کا اور موسم گرمی مین لباس جاڑے کا پہنا کرتے تھے کچھ گرمی سردی کا اثر نہوتا تھا اور آنسرورؐ نے بی بی فاطمۃ الزہرہؓ

رضی اللہ عنہا کے حق مین دعا کی کہ تو کبھی بھوکی نہو حضرت کی دعا کی برکت سے وہ بی بی رضی اللہ عنہا
ہر گز کبھی بھوکی نہین ہوئی منقول ہے کہ سرور عالم نے عروہ بن ابی الجعدہ کے حق مین دعا کی بخاری مین
لکھا ہے کہ اوس دعا کی برکت سے ایسا ہوا کہ اگر خاک بھی عروہ خرید تا تھا تو اوسمین منفعت پاتا تھا
منقول ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمان عالی شان خسرو کو جو بادشاہ فارس
کا تھا بھیجا اور اوس بدبخت نے کمال غرور سے فرمان عالی کو پھاڑ ڈالا تب آپ نے دعا کی کہ خدا کرے
ملک اوسکا پارہ پارہ یعنی خراب اور پامال ہو جاوے اور اوسکے تصرف مین نرہے جیسے حضرت نے
دعا کی ویسا ہی اوسکا ملک تباہ ہو گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ جو ابولہب کا
بیٹا تھا اوسکے حق مین دعا کی خداوندا ایک کتے کو عتبہ پر مقرر کر کتے سے مراد شیر ہے ویسا ہی عتبہ
کو شیر نے کھایا اور حکم ابن عاص نے ایک روز اپنے منہ کو ٹیڑھا اور آنکھہ کو بند کرکے آنحضرت کو چڑھایا
تب حضرت نے اوس مردود کو فرمایا کہ تو اسی طرح سے رہیگا مرتے دم تک ویسا ہی ٹیڑھا منہ اور
آنکھہ بند رہی اور جناب رسالت پناہ نے محلم بن جثامہ کے حق مین بددعا کی کہ مٹی تجکو قبول نکرے کہتے ہین کہ
جس وقت وہ مر گیا اور اوسکو قبر مین رکھا زمین نے اوسکو باہر ڈالدیا کئی بار ایسا ہی اتفاق ہوا
تب ناچار اوسکو لیجا کر ایک جنگل مین رکھدیا اور چوطرف اوسکے دیوار پتھر وںسے بنادی خدا اور رسول
کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیے شفا مین کہا کہ حضرت کی دعا کا بیان اس قدر دراز ہے کہ اوسکا حصر نہین کیا جاتا

وصل حضرت کی برکتون اور کرامتوں کے بیان مین

مذکور ہے کہ ایک روز سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک پانی پر ہوا آپنے اوس پانیکا نام پوچھا
لوگون نے عرض کی کہ نام اسکا بیسان اور پانی اسکا کھاری ہے حضرت نے فرمایا کہ اسکا نام نعمان
اور پانی اسکا میٹھا ہے معاً پانی اوسکا میٹھا ہو گیا منقول ہے کہ اسمار ابی بکر کی بیٹی نے ایک جبہ
نکالا اور کہا یہ جبہ کو سید عالم نے پہنا ہے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اوس جبے کو دھو کر پانی اوسکا
بیمار کو شفا کیواسطے پلاتے ہین مذکور ہے کہ سید عالم کا ایک پیالہ تھا جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو
اوس پیالے مین پانی ڈالکر اوسکو پلاتے تھے منقول ہے کہ چند بال سید عالم کے خالد بن ولید کے پاس تھے جس
لڑائی مین اونکو ساتھ لیجاتا فتح پاتا تھا ایک روز زمزم کے پانیکا ڈول حضور مین آنحضرت کے کوئی لایا آپنے
تھوک لیا اوسمین ڈالا اوس پانی مین ایسی خوشبو ہوئی کہ مشک اوسکی خوشبوئی کے روبرو

پانی بھرتا تھا ایک دفعہ امام حسن و حسینؓ پیاس سے روتے تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اپنی زبان مبارک اونکے منہ میں دی زبان مبارک کو چوستے ہی پیاس اونکی جاتی رہی مذکور ہی کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک روز ستو کھا کر تھوڑا سا الوش اپنا خشش بن عقیل کو کہ حضرت کی اصحابونسی
تھا کھایا خشش نے کہا کہ اوس الوش کی برکت سے جب میں بھوکا ہوتا تھا تو اپنے میں سیری پاتا تھا اور
جب پیاسا ہوتا تھا تو پیاس جاتی تھی اور جب گرمی ہوتی تھی تو سردی پاتا تھا حضرت نے ایک روز عمر بن
سعد کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور برکت کیواسطے دعا کی اسی برس کا وہ ہوا پر جوان ہی ہا منقول
ہی کہ سرور عالم نے ایکبار ہاتھ اپنا قیس بن زید کے سر پر پھیرا اور اوسکے حق میں دعا کی خدا کے فضل سے
وہ سو برس کا ہوا اور تمام سر اوسکا سپید ہوا پر اوتنے بال کہ جس پر سرور عالم نے ہاتھ رکھا تھا سیاہ تھی
مذکور ہی کہ ایک مرتبہ قتادہ بن ملحان کے منہ پر سید عالم نے ہاتھ پھیرا اوسکا منہ ایسا چمکتا تھا کہ اور
لوگ اپنا منہ دیکھتے تھے جس طرح آیئنہ میں دیکھتے ہین منقول ہی کہ جس وقت عکاشہ کی تلوار بدر کی لڑائی میں ٹوٹ گئی
تو سرور عالم نے ایک جڑ کسی جھاڑ کی اوسکے ہاتھ میں دی وہ جڑ اوسکے ہاتھ میں تلوار سی ہو گئی
عکاشہ اوسی سے ہمیشہ لڑتا اور دشمنونکو قتل کرتا تھا **وصل** یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے معجزون سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزین جو آیندہ ہونیوالی ہین اونکی خبر دیتے تھے
اگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالےٰ کو ہی اور غیب کی خبرین جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی اور زبان سے بعضے ولیون کی ظاہر ہوئین سو وحی اور الہام سے چنانچہ آنسرور نے فرمایا
قسم خدا کی میں نہین جانتا ہون مگر اوس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجکو سکھایا **اگاہ ہو** کہ یہ بات یعنی
حضرت نے جو غیب کی خبر دی ہی مانند دریا کے بے انتہا کے ہی تمام و کمال کا بیان تو معلوم پر تھوڑا سا
یہان لکھا جاتا ہی **جان** کہ غیب کی خبر دینا دو قسم ہی ایک وہ ہے کہ ذکر اوسکا کلام اللہ میں آیا ہے
چنانچہ جب کسری بادشاہ ایران نے روم کے بادشاہ پر فتح پائی تو مکے کے مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہا
کہ ہمارے بھائی مسلمانونکے بھائیو نپر غالب ہوئے ہم بھی جلد مسلمانو نپر غالب ہونگے سرور عالم کو اس بات
سے بہت آزردگی ہوئی تب یہ آیت نازل ہوئی وَہُم مِن بَعدِ غَلَبِہِم سَیَغلِبُونَ فِی بِضعِ سِنِینَ یعنی رومی
اگرچہ اب مغلوب ہوئے پر چند سال کے بعد غالب ہونگے جیسا رسالتمآب نے خبر دی تھی ویسا ہی
اتفاق ہوا سات برس کے بعد رومی ایرانیون پر غالب ہوئے دوسری قسم وہ ہی کہ احادیث میں اونکا

ذکر آیا ہی چنانچہ امت میری تہتر فرقہ ہوگی ایک فرقہ اونمین سے ناجی ہی اور باقی ناری اور وہ لوگ کہ
مالدار اور صاحب نعمت ہونگے کھانے اچھے تکلف کے کھاوینگے پوشاکین زرق برق کی پہنینگے گھرونمین
اچھے فرش اور فروش بچھاوینگے دیوار گیریان اور چھت پر پردے لگاوینگے بہت نازو ادا سے زمین پر چلینگے
جب ایسے کامونکو اختیار کرینگے تب اللہ تعالےٰ اونپر عذاب بھیجے گا اور آپسمین لڑائی کروائیگا بد لوگون کو
نیکونپر غالب کریگا اور نیک اونکے درمیان سے جاتے رہینگے اور خبر دی کہ جب زمانہ قیامت کا قریب ہوگا
تو عالم دنیا سے اوٹھ جاوینگے علم وفضل کا کہین اثر باقی نرہیگا فتنہ و فساد ہرج مرج ہر طرف پیدا
ہوگا اور مخبر صادق نے خبر دی کہ غرب کے لوگ ہمیشہ قیامت تک حق پر رہینگے بعضون نے کہا کہ مراد اہل غرب سے
عرب کے لوگ ہین اور بعضون نے کہا کہ غرب سے مراد مغرب کے لوگ ہین اور دوسری ایک حدیث مین مذکور
ہوا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک گروہ میری امت سے قیامت تک حق پر قایم اور دشمنونپر دین کے غالب
رہیگی لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ وہ لوگ کہان ہین فرمایا کہ بیت المقدس مین ہین اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ بنی امیہ ملک پر حاکم ہوونگے اور معاویہ کو فرمایا کہ تو میری امت کا
سردار ہوگا جب تو سردار ہو تو نیکونکو اختیار کر اور بدونکے بدی سے درگذر معاویہ نے کہا کہ جب سے مینے یہ بات
آنحضرت سے سنی تب سے دولت کا امیدوار ہوا مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ ابن عساکر نے کہا کہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز معاویہ مغلوب نہوگا حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے لڑائیمین صفین کے فرمایا کہ اگر مینے یہ حدیث سنی ہوتی تو معاویہ سے ہرگز لڑائی نکرتا واللہ اعلم
سید عالم نے علی مرتضیٰ کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ سب سے بدبخت وہ ہی جو علی مرتضیٰ کے سر اور
چہرے کو لہو سے رنگین کریگا اور علی مرتضیٰ اپنے دوستونکو بہشت مین لیجاویگا اور اپنے دشمنون کو
دوزخ مین شفا مین لکھا ہی کہ وہ دو گروہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن ہین ایک تو خارجی اور دوسرے
رافضی جیسا کہ علی ولی نے فرمایا کہ میرے سبب سے دو گروہ خراب اور تباہ ہوونگے ایک تو وہ لوگ کہ جو چیز
مجھ مین نہین ہی از راہ محبت کے اوس چیز کو میری تعریف مین کہتے ہین دوسرے وہ لوگ جو مجھ سے دشمنی رکھتے
اور بہتان کرتے ہین آگاہ ہو کہ دشمنون سے مراد خارجی اور دوستون سے مراد رافضی ہین اور عثمان رضی اللہ
عنہ کی شہادت کی بھی خبر دی تھی کہ وہ مظلوم مارا جائیگا اور جس وقت وہ قرآن پڑھتا ہوگا دشمن اوس
شہید کرینگے علی ہذا القیاس عمر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونیکی بھی خبر دی اور فرمایا کہ جب تک عمر جیتا ہی

فتنہ ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ یہ بیبی علی مرتضی سے لڑائی کریگا اور بعد اوسکے پشیمان ہوگا اور فرمایا کہ عمار بن یاسر کو باغی شہید کرینگے چنانچہ اونکو معاویہ کے لوگون نے شہید کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا کہ یہ فرزند میرا سردار ہے اللہ تعالی بسبب اوسکے دو گروہ مین مسلمانونکی صلح کراویگا جب حضرت امام رضی اللہ عنہ نے معاویہ سے مصالحت کی تو ویسا ہی ہوا یہ بات مشہور و معروف ہے اور فرمایا کہ میرے اہل بیت سے میرے پاس سب سے اول فاطمہ آویگی چنانچہ رسالت مآب کی وفات سے آٹھ مہینے کے بعد فاطمۃ الزہرا کی وفات ہوئی ابن عباس کی ماں کا حمل تھا آنسرور نے فرمایا کہ تجھے بیٹا پیدا ہوگا جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لا اوسکے گھر بیٹا ہی پیدا ہوا رسالت پناہ کے پاس جب وے لائی تو اوسکے سیدھے کان مین آپنے اذان کہی اور بائین کان مین تکبیر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی کہ اوس امام عالیمقام کو شمر بن ذی الجوشن شہید کریگا اور خبر دی کہ آخر زمانے مین نالے اور کمینے دست درازی کرینگے اور باندی اوٹھکے بی بی کو مارینگی اور فرمایا کہ اللہ تعالی ہر صدی مین ایسے شخص کو میری امت مین پیدا کریگا کہ وہ دین کو نیا کرے مذکور ہے کہ ایک لڑائی مین ہوا بہت تھی اور تیز چلی تب سرور عالم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے واسطے چلی ہے کہ وہ مدینہ مین موا ہے جب مدینہ مین پہنچے تو لوگون نے ویسا ہی پایا نقل ہے کہ ایک شخص نے غنیمت کے مال سے ایک جواہر چورایا تھا آپنے فرمایا کہ فلان شخص نے چورایا ہے جب لوگون نے تلاش کی تو وہ جواہر اوسی شخص کے بچھونے سے نکلا اسی طرح ایک اور شخص نے کمل چورایا تھا آنسرور نے اوسکی خبر دی وہ کمل اوسکے اسباب مین سے نکلا نجاشی بادشاہ حبش کا جب موا تو سرور عالم نے مدینہ مین اپنے صحابہ کو لیکے جنازے کی نماز پڑھی مذکور ہے کہ جس وقت فیروز دیلمی کسری کی طرف سے ایلچی ہوکر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آیا حضرت نے اوسکو کسری کے مرنیکی خبر دی فیروز نے جب اسکو تحقیق کیا تو سچ تھا وہین اسلام لایا اور ایمان سے مشرف ہوا **وصل** یہ بھی ازجملہ معجزات ہے کہ جناب باری نے آنسرور کو لوگونکے مکر اور دشمنونکی ایذا و شر سے محفوظ رکھا جب تک یہ آیت واللہ یعصمک

من الناس نازل نہوئی تھی تو اصحاب ہمیشہ سید عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی حفاظت اور نگہبانی کرتے تھے تاکہ دشمنون سے اوس عالی جناب کو کچھ اذیت نہ پہونچے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنسرور نے خیمے سے سر مبارک اپنا باہر نکالا اور اون لوگون کو جو حضرت کی پاسبانی کرتے تھے فرمایا کہ اے لوگو کچھ پروا نہین تم جاؤ اور میری نگہبانی اب مت کرو میرا پروردگار میری نگہبانی کرتا ہے روایت ہے کہ ایک سفر

مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے اوترے ہوئے تھے اور معمول یہ تھا
کہ جب منزل پر اوترتے تھے تو اصحاب ایک درخت سایہ دار کو حضرت کیواسطے مقرر کرتے آنحضرت اوس
درخت کے نیچے لیٹتے اور استراحت فرماتے تھے اتفاقاً اوس سفر مین ایک اعرابی تلوار ہاتھ مین لیکر جس
درخت کے نیچے آپ اوترے ہوئے تھے آیا اور تلوار میان سے نکالکر اوس جناب عالی سے پوچھا کہ اب
کون ہے جو تجکو میری مار سے بچاوے اوس وقت آپ نے اوس مردود کو فرمایا اللہ تعالےٰ ہے وہین اوسکے
بدن مین لرزہ پیدا ہوا اور تلوار ہاتھ سے اوس شقی کے زمین پر گر پڑی اوس مردود نے اوسی تلوار کی
دھار پر اپنا سر دے مارا سر کٹ کے لہولہان ہو گیا اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس
آخر آیت تک اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت نے تلوار اوس اعرابی کے ہاتھ سے چھین لی اور
فرمایا کہ اب کون تجکو مجھ سے بچاتا ہے اور اوسکو نکالدیا منقول ہے کہ ایسی ہی حالت بدر کی لڑائی مین
واقع ہوئی اور اسی طرح سے لڑائی مین غطفان کی بھی اتفاق ہوا ہے غرض وہ اعرابی جو آنحضرت کی ایذا
پر مستعد ہوا تھا اپنی قوم مین سردار اور بڑا جوانمرد تھا جب وہ اسلام سے مشرف ہوا اور اپنی قوم
مین گیا تب قوم والون نے اوسکو کہا کہ تو بڑے عزم کے ساتھ گیا تھا کیا ہوا تجکو جو اپنا کام نہین کیا
اوس اعرابی نے کہا کہ جب مین آنحضرت کے پاس گیا تو ایک شخص بلند قد نے میرے سینے پر ایسا مارا کہ
مین چت گر پڑا اور تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑی تب مینے جانا کہ وہ فرشتہ ہے کہ آنحضرت کی حفاظت
کیواسطے مقرر ہوا ہے مین اسلام لایا اور ایمان سے مشرف ہوا مذکور ہے کہ جب سورہ تبت یدا ابی لہب
نازل ہوا تو ام جمیل حرب کی بیٹی بہن ابوسفیان کی کہ جسکی شان مین حمالۃ الحطب ہے آئی تا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہونچاوے اور کچھ نالایق باتین کہے اوس وقت صدیق اکبر حضور مین حاضر تھے ام جمیل
کو آتے دیکھکر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عورت بڑی بیحیا اور
بدزبان ہے اگر آپ یہانسے تشریف لیجایئے تو بہتر ہے تب آپ نے فرمایا کہ آنے دو وہ مجھے نہ دیکھے گی وہ بیحیا
چلی آئی جب حضرت کو نہ دیکھا تو صدیق اکبر سے پوچھا کہ تیرا صاحب کہان ہے کہ اوسنے میری ہجو
کی ہے صدیق اکبر نے کہا کہ صاحب میرا شعر نہین کہتا ہے اور کیسیکی ہجو نہین کرتا ہے تب وہ ملعونہ پھر گئی
اور آنحضرت جہان بیٹھے ہوئے تھے وہان بیٹھے رہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو بھیجا تھا تا کہ وہ اپنے
پرون کے آسرے مین مجکو اوسکی نظر سے پوشیدہ رکھے محمد بن اسحاق نے کہا کہ ام جمیل ملعونہ کے ہاتھ مین

اوس وقت ایک پتھر تھا اور اوسنے کہا کہ لے ابو بکر رضا اگر مین محمدؐ کو دیکھتی تو یہ پتھر اوسکو مارتی ثبقا نیز نوکر کیا ہے کہ ایک شخص بنی مغیرہؓ کے قبیلے سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارنیکے لیے آیا جب آپکے پاس آیا تو اندھا ہوگیا اور حضرتؐ کو نہ دیکھا مگر باتین آپکی سنین جب اپنی قوم مین گیا تو وہان بھی اندھا ہی رہا ابن اسحاق سے منقول ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین تھے ابو جہل لعین نے ایک پتھر اپنے ہاتھ مین لیکر چاہا کہ سرور عالمؐ کو مارے پتھر اوسکے ہاتھ سے چپک گیا اور دونون ہاتھ اوس ملعون کے گردن تک سوکھ گئے تب وہ ملعون پچھلے پاؤن ہٹتے پھرا اور جناب رسالت سے چاہا کہ اپنی تقصیر سے درگذر کرین اور دعا کرین پھر ہاتھ اوسکے کھلے ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے نیچے بیٹھے تھے ایک بدبخت نے اپنے ہاتھ مین چکی کا پتھر لیکر چاہا کہ اوپر سے دیوار کے آپکے سر مبارک پر ڈالے وہین حضرت وہانسے اوٹھے اور مدینے کی طرف تشریف فرما ہوئے ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے ابوجہل نے قریش سے وعدہ کیا کہ اگر مین محمدؐ کو نماز مین دیکھونگا تو اوسکی گردن توڑونگا ایک روز حضرتؐ نماز مین تھے اوسکے لوگون نے اوسکو خبر دی وہین وہ مردود بڑی عزم سے اوٹھا جب اوس سرورؐ کے نزدیک آیا تو گبھراکے بے اختیار بھاگا لوگون نے اوس سے پوچھا کہ کیا ہوا جو تو ایسا گبھراکر بھاگا کہا جب نزدیک گیا مین تو دیکھا کہ ایک خندق آگ سے بھری ہوئی ہے اوسمین گرتا ہون اور ایک دہشت پائی جاتی ہے اور آواز پرون کی آتی ہے تب مینے وہانسے بھاگنے کے سوا کچھ تدبیر نپایا اور جان بچاکر آیا سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد فراغت نماز کے فرمایا اگر ابوجہل میرے نزدیک آتا تو اوسکا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا روایت ہے کہ حنین کی لڑائی مین آگے اسلام لانیکے شیبہ بن عثمان نے جو اوسکی قوم دربان اور کلید دار بیت اللہ کی تھی حضرت رسول خدا کی طرف قصد کیا اور کہا کہ میرے باپ اور چچا محمدؐ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب نے مارا ہے آج مین بدلا لیتا ہون جب باہم گڑبڑ ہوگئی تب اوسنے اپنی تلوار کو اوٹھایا تا حضرتؐ پر چلاوے یکایک وہین گبھراکے روبرو سے آنحضرتؐ کے بھاگ گیا لوگون نے اوسکو پوچھا کیا سبب ہے جو تو ایسی گھبراہٹ سے بھاگا اوسنے کہا کہ جس وقت مین رسول خدا کے نزدیک گیا تو دیکھا ایک بڑا شعلہ آتش کا میری طرف چلا آتا ہے اوس شعلے سے گھبراکر مین بھاگا بعد پیغمبر خداؐ نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور دست مبارک اپنا اوسکے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ جا میرے دشمنون سے لڑائی کر شیبہ نے کہا کہ اگرچہ آگے مجکو آنسرورؐ سے رنجیدگی تھی پر جب سید عالمؐ نے میرے سینے پر اپنا دست

مبارک رکھا تو مین نے آپکو سب خلایق سے زیادہ دوست سمجھا اور باہر نکلا اور میری یہ حالت ہو گئی
اگر اوس وقت میرا باپ بھی میرے روبرو آجاتا تو مین آنسرورؐ کی خاطر سے اوسکو تلوار مارتا فضالہ
ابن عمرؓ نے کہا کہ جس برس مکہ فتح ہوا ایک روز آنسرور طواف مین تھے مینے اپنے دل مین کہا کہ
اس وقت مین حضرت کو ہلاک کرون جب مین اس ارادے سے آپکے نزدیک آیا تب سرور عالم نے
مجھکو فرمایا کہ اے فضالہ تو نے اپنے دل مین کیا کہا آیا تو یہ چاہتا ہی کہ رسول خدا کو ہلاک کرے
مینے عرض کی نہین یارسول اللہ آنسرور ہنسے اور میرے واسطے مغفرت چاہی اور دست مبارک
کو اپنے میرے سینے پر رکھا قسم خدا کی آپ نے دست مبارک نہین اوٹھایا جب تک اللہ تعالیٰ
نے آنسرورؐ کو میرے پاس سب سے زیادہ دوست نہین گردانا

وصل اوس بیان مین ہی جو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیمارونکی بیمارپرسی کی

بیمارپرسی سنت ہی چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمارونکے پاس تشریف لیجاتے اور اونکے
سرہانے بیٹھتے اور دست مبارک کو کبھی پیشانی پر کبھی اونکے درد کی جگہہ پر رکھتے تھے اور احوال اونکا
پوچھتے تھے اور بسم اللہ فرماتے تھے نقل ہے کہ ایک لڑکا یہودی کا سرور عالم کی خدمت کرتا تھا جب
وہ بیمار ہوا اور حضرتؐ اوسکا احوال پوچھنے کیواسطے اوسکے گھر تشریف لائے اور اوسکے پاس بیٹھے تو وہ اسلام
لایا اور ایمان سے مشرف ہوا تب سید عالمؐ نے فرمایا کہ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اوسنے تجھے آتش سے
نجات دی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین ایک روز بیمار اور بیہوش ہوا تب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور وضو کرکے پانی وضو کا میرے اوپر چھڑکا اور ایک روایت
مین آیا حضرتؐ نے اوسپر دم کیا خدا کے فضل سے مین ہوش مین آیا اور اچھا ہو گیا بعضون نے کہا ہے
کہ بیمارپرسی تین روز کے بعد بیماری سے کیا چاہیے اور آنسرور بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ترک کرنا
بیمارپرسی کا شنبے کے روز خلاف سنت ہے اصل اسکی یہ ہے کہ ایک یہودی طبیب ایک بادشاہ کا
ملازم تھا جب وہ بادشاہ بیمار ہوا اوس طبیب سے کہا کہ تو میرے پاس حاضر رہ طبیب نے اپنی
عبادت کیواسطے چاہا کہ کچھہ بہانہ کرکے شنبے کے روز جاوے اسلیے کہ شنبہ یہودیون کی عبادت کا
روز ہے بادشاہ سے کہا کہ بیمار کے پاس شنبے کے روز نہ جانا چاہیے کیونکہ وہ روز منحوس ہے بعد
اوسکے عوام الناس مین رواج ہوا کہ شنبے کے روز بیمار کے دیکھنے کو جانا منع ہی نہین تو کچھہ حدیث سے

یہ بات منع نہین ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ جاڑیکے موسم مین شب کو وقت بیمار پرسی کرنا اور گرمی کے
موسم مین دنکو بیمار پرسی کرنا مستحب ہی اور عیادت کی فضیلت مین بہت سی حدیثین آئی ہین ۔
آگاہ ہو کہ مرض دو قسم ہی ایک تو مرض قلبی اور دوسرا بدنی معالجہ مرض قلبی کا سواے سید عالم
کے متصور نہین اور علاج مرض بدنی کا اورون سے بھی ہوتا ہے اور سرور عالم علاج امراض بدنی کا بھی کرتے
تھے اور دوا کھانا خلاف توکل نہین چنانچہ سرور عالم ؐ باوصف اس توکل کامل کے دوا کرتے تھے چنانچہ
آپنے فرمایا کہ جو مرض ہی اوسکی دوا اللہ تعالی کی طرف سے مقرر ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ شفا
اوسکی اللہ تعالی کی طرف سے مقرر ہے مگر مرض موت کہ اوسکی دوا نہین ہی پر چاہئے کہ دوا کرنے مین
اعتماد تقدیر الہی پر کرین اسواسطے کہ شفا اللہ تعالے کی طرف سے ہی اور گناہ سبب مرض کا ہی جیسا
عبادت و تقوی سے زیادتی عمر کی ہوتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ گناہ سے نعمت جاتی ہی اور فساد
عقل اور سہو و فراموشی پیدا ہوتی ہی چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے اوستاد سے
عرض کی کہ مجکو بسبب فراموشی کے سبق یاد نہین ہوتا اوستاد نے فرمایا کہ گناہ کو چھوڑ دے سبق
یاد ہوگا اسواسطے کہ علم نور الہی ہی گناہ کے ساتھ جمع نہین ہوتا اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان
کو گناہون سے باز رکھے اور گناہ کا مرتکب نکرے آگاہ ہو کہ علاج کرنا جناب رسالت کا تین قسم پر تھا
ایک تو دوا سے دوسرے دعا سے تیسرے دوا اور دعا دونون سے جان کہ کلام اللہ سے کوئی دوا بہتر
نہین ہے خواہ امراض روحانی خواہ امراض جسمانی کے لیے اللہ تعالے نے فرمایا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ نازل کرتے ہین ہم قرآن سے اوس چیز کو جو شفا اور رحمت ہے واسطے
مسلمانون کے حدیث مین آیا ہے کہ بہترین دوا قرآن ہی اور یہ بھی آیا ہی جو کوئی قرآن سے شفا نچاہی
بیماری کی نڈھونڈھے ہرگز اللہ تعالے اوسکو شفا ندے بیضاوی نے تفسیر مین اس آیت کے نُنَزِّلُ
مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ کے سبب آیتونکو شفا کے لکھا ہی اور مواہب لدنیہ مین حکایت امام ابو القاسم
قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی مذکور ہی کہ ایک مرتبہ فرزند امام ابو القاسم کا سخت بیمار اور قریب مرگ ہوا
امام نے ایک روز سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور اپنے فرزند کا حال عرض کیا آنحضرت
نے فرمایا کہان ہی تو آیات شفا سے یعنے تو شفا کی آیتون سے کیون شفا نہین چاہتا امام نے کہا کہ مین بیدار
ہو کر فکر مند ہوا بارے اون آیتونکو چھ جگہہ کلام اللہ سے ڈھونڈھ کر نکالا ایک آیت وَيَشْفِ صُدُورَ

قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ دوسری آیت شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ تیسری آیت يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ چوتھی آیت فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ پانچوین آیت وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ چھٹی آیت وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ساتوین آیت قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ اور کاغذ پر لکھکے پانیمین دھوکرین نے اپنے فرزند کو پلایا خدا کے فضل سے وہ اچھا ہوگیا شیخ تاج الدین سبکی نے کہا کہ مینے بہت مشایخونکو دیکھا کہ ان آیتونکو بیماری کیواسطے لکھکر دیتے تھے مؤلف کہتا ہے کہ مینے بھی دیکھا کہ شیخ عبدالوہاب متقی بیمارون کے لیے یہی عمل کرتا تھا اور سرور عالم بھی معوذات پڑھکے اپنے پر دم فرماتے تھے مراد معوذات سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور بعضی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ بھی داخل کرتے ہین سب عالم متفق ہین کہ افسون پڑھنا درست ہے تین شرط سے ایک یہ کہ افسون کلام الٰہی ہو یا اسما اور صفات الٰہی ہو دوسرے یہ کہ وہ اسما اور صفات اوس زبان مین ہون کہ پڑھنے والا اوس زبان کو جانتا ہو تیسری شرط یہ ہے کہ دل مین یقین کرے کہ تاثیر دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تاثیر افسونکی اوسکی تقدیر سے ہی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ لوگون نے آنسرور سے پوچھا کہ جو افسون پڑھتے ہین کیا یہ تقدیر الٰہی کو تغیر کرتا ہے آپنے فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الٰہی سے ہے اور حدیث مسلم مین عوف بن مالک سے مذکور ہے کہ کہا عوف نے جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم جاہلیت مین افسون پڑھتے تھے آپ اس باب مین کیا فرماتے ہین آنسرور نے فرمایا کہ اون افسونونکو میرے روبرو پڑھو اگر اوسمین شرک نہو تو کچھ مضائقہ نہین پڑھا کرو جابر سے مذکور ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افسون پڑھنے کو منع فرمایا تب بعضے اصحاب حضور مین حضرت کے آئے اور عرض کی یارسول اللہ ہمارے پاس افسون ہے کہ ہم اوسکو بچھو کے زہر پر پڑھتے ہین اور اونھون نے وہ افسون آنسرور کو سنایا تب آپنے فرمایا کہ اسمین کچھ قباحت نہین پڑھو اگرچہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ وہ افسون کہ جسکے معنی معلوم نہون پڑھنا درست ہے پر یہ بات بہت نامعقول ہے معنی کا دریافت کرنا ضرور ہے مبادا اوسمین کوئی لفظ شرک کا ہو اور حدیث عوف بن مالک سے معلوم ہوا کہ جس افسون مین شرک ہووے اوسکا پڑھنا درست نہین ہے اور اسی طرح ورد عا یا اور اسما زبان سریانی اور عبرانی مین ہون اور معنی اوسکے معلوم نہون پڑھنا اوسکا درست نہین نقل ہے کہ ایک شخص دعا پڑھتا تھا ایک اور شخص وہان حاضر تھا اوس شخص نے دعا پڑھنے والے کو کہا

کہ کیا ہوا تجکو جو تو خدا اور رسول خدا کو بد کہنے لگا یہ دعا مت پڑھ جان کہ وہ شخص معنی سے اوس دعا کے آگاہ نہ تھا سواسطے پڑھتا تھا اور دوسرا اوسکے معنی جانتا تھا اسلیے اوسنے منع کیا معنی نہ جانکے پڑھنے مین بھی قباحت ہی حدیث مین ابوداؤد اور ابن ماجہ کے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رقیہ اور تمیمہ اور تولہ کرنا شرک ہی رقیہ تعویذ کو کہتے ہین جو کاغذ پر لکھکے گلے مین یا بازو پر باندھین تمیمہ بجر بو وغیرہ جو کالے سپید دانے بچون کے گلونمین بلیات کے دور ہونیکے واسطے لٹکاتے ہین اوسکو کہتے ہین تولہ ٹوٹنے کو کہتے ہین کہ عورتین مردونکے واسطے کرتی ہین تاکہ مرد اپنا اونکے ساتھ بہت محبت کرے اگرچہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ بھی منع ہی تعویذ کے جایز ہونے پر عبداللہ بن عمر کی حدیث سند ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کو وحشت اور خوف اور بیخوابی کے دور ہونیکے لیے فرمایا تھا اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ہَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ عبداللہ بن عمر نے اپنے فرزندونکو جو بڑے تھے یہ دعا سکھائی اور جو بچے کہ چھوٹے تھے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھکر گردن مین اونکی لٹکادی اور لفظ تعویذ کا جو حدیثونمین آیا ہی اوس سے مراد یہ تعویذ نہین ہی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھتے ہین بلکہ اوس سے مراد پناہ مانگنا ہی جناب باری سے اور ابوداؤد نے کہا کہ ایک روز عبداللہ بن مسعود نے اپنی بی بی زینب کے گلے مین ڈورا دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اوس عورت نے کہا کہ مین نے اس دھاگے پر افسون پڑھکے رکھا ہی وہین عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اوس دھاگے کو پکڑکے توڑ ڈالا اور کہا کہ تمکو شرک نہچاہیے مینے جناب رسالت سے سنا ہی کہ رقیہ اور تمیمہ اور تولہ شرک ہی تب اوس عورت نے کہا کیونکر تو یہ کہتا ہی ایک روز میری آنکھ درد کے مارے نکلی پڑتی تھی اور چیپڑ آنسو بھی نکلتے تھے مین فلانے یہودی کے پاس گئی اوسنے جب میری آنکھ پر منتر پڑھا وہین درد جاتا رہا اور آنکھ اچھی ہوگئی عبداللہ نے اوسکو کہا کہ درد تیری آنکھ مین شیطان کے تصرف سے تھا جب اوس یہودی نے منتر پڑھا شیطان نے چھوڑ دیا اور آنکھ اچھی ہوگئی تجکو لازم تھا کہ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے وہ پڑھتی اَذْہِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا کہتے ہین کہ رقیہ وغیرہ کو شرک اسواسطے مقرر کیا کہ لوگ جاہلیت مین خدا پر توکل کرکے نہین کرتے تھے اور اعتقاد رکھتے کہ اس رقیہ مین تاثیر ہی بلکہ شیاطین کے نام پر کرتے تھے آگاہ ہو کہ جو رقیہ خدا کے نام پر اور اوسکے کلام سے ہو سو درست ہے

کلام الٰہی سے مراد قرآن شریف ہی توریت و انجیل نہین کسواسطے کہ اون دونون کتابونمین تغیر اور تبدیل بہت ہوئی ہی قرطبی نے جو بڑا عالم فقہ اور حدیث کا ہے کہا رقیہ تین قسم ہی ایک قسم وہ کہ جاہلیت مین لوگ کرتے تھے اور معنی اوسکے معلوم نہین واجب ہے کہ ایسے رقیہ سے پرہیز کرے مبادا کہ اوسمین کوئی شرک کا لفظ ہو دوسری قسم وہ ہے کہ رقیہ مین قرآن کی آیتین یا اسماء اور صفات الٰہی ہون وہ جائز ہی تیسری قسم وہ کہ خدا کی نام کے سوا اور کسی فرشتے کا نام یا عرش یا کرسی کا رقیہ درست نہین ہے اسواسطے کہ التجا خدا تعالیٰ سے نہین

وصل افسون پڑھنے کے بیان مین

سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہر بلا کے دفع ہونیکے لیے افسون منقول ہی مگر تین چیز کے واسطے افسون پڑھنے پر بہت تاکید ہی ایک تو نظر بد دوسرے پھوڑے کے واسطے جو پہلو مین آدمی کے نکلتا ہی اور اوسکو عربی مین نملہ کہتے ہین تیسرے بچھو اور سانپ وغیرہ کے زہر کے لیے اور سوا اسکے اور مرضونکے واسطے بھی جیسا تپ و لرزہ سر کا درد اور دانتونکا درد اسکے لیے بھی افسون پڑھنا درست ہی جناب رسالتپناہ نے فرمایا کہ العین حق یعنے نظر بد حق ہی اللہ تعالیٰ نے خاصیت نظر بد کی بعضے لوگونمین وہ کی جب وہ کسی چیز کو خواہش دل اور پسند خاطر سے دیکھین تو اوس چیز کو ضرر پہونچتا ہی جیسا کہ جادو مین اثر ہوتا ہے نظر بد کے مبالغے مین آنحضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز ایسی ہوتی ہی قضاو قدر پر غالب ہو تو نظر بد ہوتی ہی اکثر عالم نظر بد کے قایل اور اوسکو سچ جانتے ہین اور ایک جماعت اہل بدعت سے نظر بد کے منکر ہین جب مخبر صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نظر بد کو فرمایا ہو کہ سچ ہی اور اوسکی تاثیر مین ایسا مبالغہ کیا ہو اعتقاد اوسکا ضرور ہی اور انکار اوسکا جہل اور باطل ہی جو لوگ کہتے ہین کہ یہ سب تقدیر الٰہی سے ہی نظر بد کو کیا اعتبار جواب اونکا یہ ہی کہ نظر بد بھی تقدیر الٰہی سے ہی وگرنہ آنکھ مین ایسی تاثیر کہان ہی کہ ایک نظر مین ضرر پہونچاوے اور اہل سنت و جماعت کہتے ہین کہ عادت اللہ تعالیٰ کی اس طرح جاری ہوئی ہی کہ جس وقت ایک شخص دوسرے شخص کے مقابل ہوتا ہی اور اوسکی طرف خواہش دل اور پسند خاطر سے دیکھتا ہی اللہ تعالیٰ اوسکی نظر مین ایک تاثیر پیدا کرتا ہے کہ اوسکی آنکھون سے نکلکر اوس چیز کی طرف جسکو وہ دیکھتا ہی پہونچتی ہی نقل ہے کہ بعضے بد نظرون نے کہا کہ جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہین اور وہ ہمکو خوش معلوم ہوتی ہی تب ایک گرمی ہماری آنکھون سے نکلتی ہی اور اوس چیز کو پہونچکر خراب کرتی ہی جیسا کہ زہر سانپ کے منہ سے نکلکر دوسری چیز مین پہونچتا ہی غرض نظر بد کو بڑی تاثیر ہی

اگر اسکا علاج دعا یا تعویذ یا مانند اسکے کسی چیز سے ہو جاے تو فضل الٰہی ہوتا ہی نہین تو بڑی مشکل ہی
جناب رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نظر بد کا علاج سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
اور سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی سے کرتے تھے اور اس دعا سے بھی علاج فرماتے تھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ
التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُہُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْہَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ
ذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِیْہَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَاَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ
وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّا رَحْمٰنُ اور مَا شَاءَ اللّٰہُ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے سے بھی نظر بد کا اثر دفع ہوتا ہی اگرچہ بہت دعائین اسکے واسطے حدیث مین
آئی ہین مگر کہتے ہین کہ بہترین افسون اسکے لیے سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورہ قل اعوذ برب الفلق
اور سورہ قل اعوذ برب الناس ہی اگر کوئی شخص بد نظر ہو تو اوسکو چاہیے جب کسی چیز کو دیکھے تو
اَللّٰہُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ پڑھے کہ نظر بد اوسکی دفع ہو حدیث مین آیا ہے کہ سہل بن حنیف کا بدن بہت خوبصورت
تھا ایک روز عامر بن ربیعہ نے اوسکو غسل کرتے دیکھا اور اوسکی خوبصورتی سے بہت تعجب کیا اور کہا
کہ سہل بن حنیف کا بدن کیا خوشنما ہی مینے کسی مرد نہ کسی عورت کا بدن ایسا خوب اور خوش اسلوب
نہین دیکھا اوسی وقت سہل زمین پر گر پڑا اور یہ خبر آنسرور کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا
گمان ہی کہ اوسنے سہل کو نظر لگائی ہی لوگون نے عرض کی کہ عامر نے اوسکے بدنکو دیکھا اور تعریف
کی تب حضرت نے عامر کو بلایا اوسپر غصہ کیا اور فرمایا کہ جس وقت تونے سہل کو دیکھا اور وہ تجکو
اچھا معلوم ہوا تب تونے اَللّٰہُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ کیون نہ کہا بعد اوسکے عامر کو فرمایا کہ اپنے بدنکو دھو
عامر نے بموجب ارشاد کے منہ اور دونون ہاتھہ اور دونون کہنیان اور دونون زانو اور دونون پانون اور
شرمگاہ کو دھویا پھر وہ پانی ایک باسن مین جمع کرکے سر پر سہل کے ڈالا خدا کے فضل سے سہل اچھا
ہوا اور اپنے لوگون کے ساتھہ گھر کو گیا قاضی ابو بکر عربی نے کہا کہ اگر کوئی متشرع اس فعل مین
اٹکے تو اوس سے کہنا چاہیے کہ خدا اور خدا کا رسول جانتا ہی کہ اسمین کیا تاثیر تھی اور ایک جماعت نے
کہا کہ اگر کسیکو نظر بد پہونچے تو آیات قرآن کی لکھکر پانی مین دھو کر پیے مجاہد نے کہا کچھہ مضائقہ نہین اگر
بیمار کو کلام اللہ سے کچھہ آیتین لکھکے دھو کر پلا دین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ ایک عورت کو
درد زہ تھا ابن عباس نے ایک دو آیتین قرآن کی بتائین کہ اسکو لکھکر دھو کے پلا دو فضل الٰہی ہو جائیگا

منقول ہی کہ ابو عبداللہ ساجی کسی سفر مین ایک اچھے اونٹ پر سوار تھا اور اوس قافلے مین ایک شخص ایسا تھا کہ جب وہ کسی چیز کو نظر بھر کر دیکھتا تو وہ چیز ضائع ہو جاتی تھی لوگون نے ابو عبداللہ سے کہا تو اپنے اونٹ کو فلانے سے بچا اوسکی نظر بد ہی ابو عبداللہ نے کہا نظر بد سے میرے اونٹ کو کچھ نہو گا جب یہ خبر اوس بدنظر کو پہونچی تو وہ تکتا رہا ساجی اپنے مکان سے کہین باہر جاوے تو وہ اپنا عمل کرے اتفاقاً ایک روز اوس بد نظر نے قابو پاکر اوسکے اونٹ کو نظر لگائی اونٹ بیقرار ہو کر گر پڑا لوگون نے ساجی سے کہا کہ اوس بد نظر نے تیرے اونٹ کو نظر لگائی ساجی نے آکر اوس بد نظر کو دیکھا اور یہ دعا پڑھی بِسْمِ اللّٰهِ حَبْسٌ حَابِسٌ وَحَجَرٌ يَابِسٌ وَشِهَابٌ قَابِسٌ رَدَدْتُ عَيْنَ الْعَائِنِ عَلَيْهِ وَعَلٰى أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ اوسی وقت آنکھین اوس بد نظر کی باہر نکل پڑین اور اونٹ اچھا ہو کر اوٹھ بیٹھا یہ رقیہ بھی نظر بد کے دفع کرنیکا ہی اور نظر بد کے دفع ہونیکے واسطے سیاہ نقطہ بچے کی ٹھڈی پر لگانا جائز ہی بغوی نے شرح السنہ مین لکھا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھکر اوسکے مان باپ سے کہا کہ اس لڑکے کی ٹھڈی پر سیاہ نقطہ لگاؤ تاکہ اوسکو نظر بد نہو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے گھر تشریف لائے اور ایک باندی کو اوس گھر مین دیکھا کہ منہ اوسکا زرد ہو گیا ہی آپنے فرمایا کہ اس باندی پر افسون پڑھو اسے نظر جن کی ہوئی ہی اس بات سے معلوم ہوتا ہی کہ جیسے انسان کی نظر ہوتی ہی ویسے جن کی بھی نظر ہوتی ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ام سلمہ کے گھر تشریف لائے اور اونکے گھر مین ایک لڑکے کو دیکھا لوگون نے عرض کی کہ اس لڑکے کو نظر ہوئی ہی آنحضرت نے فرمایا اس لڑکے پر افسون کیون نہین پڑھتے تاکہ نظر بد دفع ہو کہتے ہین کہ نظر بد ہونیکے واسطے یہ ضرور نہین کہ دشمنی ہی ہو بلکہ محبت کے دیکھنے سے بھی نظر بد ہوتی ہی اور رئیس کو لازم ہے کہ اوس شخص کو جو نظر بد سے مشہور ہو حکم کرے کہ وہ ہمیشہ اپنے گھر ہی مین رہے باہر آمد و رفت نرکھے اور لوگو نمین نشست و برخاست نکرے اگر وہ محتاج ہو تو اوسکو کچھ معاش مقرر کر دے تاکہ وہ کھاکے اپنے گھر ہی مین پڑا رہے بعضے عالمون نے کہا ہی کہ اگر بد نظر والے کی نظر سے کوئی شخص مر جاوے تو اوس بد نظر والے پر قصاص آتا ہی اور اگر کوئی چیز اوسکی نظر سے خراب ہو تو تاوان بعضے عالمون نے کہا

کہ قصاص اور تاوان نہیں آتا نووی نے روضہ میں جو اوسکی کتاب ہی لکھا کہ بد نظر والے پر دیت ہے نہ کفارت آگاہ ہو کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تپ اور مرگی اور درد سر اور درد دندان اور درد بدن اور نکسیر اور حبس بول اور اسہال اور وحشت اور نیچو آبی سب بیماریوں کا علاج جیسا دوا سے کرتے تھے ویسا ہی دعا اور افسون سے بھی کرتے تھے **وصل** حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک مرض وبلا کے دفع ہونیکے لیے دعا پڑھتے تھی سب کا جمع کرنا تو معلوم مگر تھوڑا سا لکھتا ہوں

وصل اون دعاؤنکے بیان میں جو سب مرض اور بلا کے واسطے کام آتی ہیں

بہتر دعا ہر مرض وبلا کے دفع ہونیکے لیے سورۂ فاتحہ ہی اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور یہ دعا بھی اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ازانجملہ یہ ہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ اور ازین قبیل ہی یہ دعا اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ لَّا اُطِيْقُ شَرَّهٗ وَمِنْ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهٖ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ازانجملہ یہ دعا ہی تحصنت بِالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلٰهِيْ وَاِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِهٖ وَهُوَ رَبِّيْ وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِ حَسْبِيَ الَّذِيْ هُوَ حَسْبِيْ حَسْبِيَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمٰى حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ازان قبیل یہ دعا ہی ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی کہ ابان ابن عثمان نے کہا کہ مینے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار شام کی وقت پڑھیگا اوسکو اللہ تعالے بلاء ناگہانی سے صبح تک محفوظ رکھیگا اگر صبح کے وقت تین بار پڑھیگا تو بلاء ناگہانی سے شام تک محفوظ رہیگا راوی کہتا ہی کہ جب ابان بن عثمان کو فالج ہوا اور اوس شخص نے جو ابان سے یہ بات سنی تھی تعجب اور انکار سے ابان کی طرف دیکھا تو ابان نے اوس سے کہا قسم خدا کی مینے تجھسے جھوٹھ نہیں کہا اور عثمان رضی اللہ

عنہ پر بہتان نہیں کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی رسول خدا پر تہمت نہیں کی لیکن مجکو آج جو فالج
ہوا سو اوسکا یہ سبب ہے کہ مین اوس دعا کا پڑھنا بھول گیا تھا اور اوسکو نہین پڑھا دعا جو دور
ہو گئی اوسے شر بلا انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جو کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہر روز دس بار پڑھیگا
اللہ تعالی اوسکے گناہوں کو بخش دیگا اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائیگا جیسا ماں کے پیٹ سے نکلنا
پیدا ہوا تھا اور وہ ستر بلاؤں سے دنیا کی جیسا جذام اور مرض اور جنون اور رنج وغیرہ سے محفوظ
رہیگا ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت پڑھا کرو اسواسطے کہ وہ جنت کا ایک خزانہ ہے مکحول نے کہا
کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا ملجا من اللہ الا الیہ پڑھے تو اللہ تعالی ستر دروازے نقصان اور
ضرر کے کہ کمترین جسکا افلاس ہی اوسپر بند کردیگا طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اکانوے بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیگا اور دوسری ایک
حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص ہر روز سو بار پڑھیگا اوسکو ہرگز افلاس نہوگا اور یہ بھی آیا ہی کہ جسکو
رزق کی تنگی ہو اوسکو چاہیے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ بہت پڑھے امام جعفر صادقؑ سے روایت
ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو روز و شب لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین
پڑھیگا اللہ تعالی فقر سے اوسکو محفوظ رکھیگا اور قبر کی وحشت اوسکو نہوگی اور دروازہ بہشت کا اوسکے واسطے کھلیگا

وصل ہر مرض کی دعائیں دعا درد بدن کی

صحیح مسلم مین عثمان ابی العاص سے مذکور ہے کہ عثمان حضور مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ جس وقت سے مین اسلام لایا ہون اوس وقت سے ابتک میرے
بدن مین درد ہوتا ہی حضرتؐ نے فرمایا کہ جہان تیرے بدن مین درد ہی اوس جگہہ ہاتھ اپنا رکھہ اور تین بار
بسم اللہ پڑھ بعد اسکے سات مرتبہ پڑھ اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر
دعا خوف اور بیخوابی کی ایک روز خالد حضور مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض
کیا یا رسول اللہ مجھے راتکو نیند نہیں آتی ہی آنسرورؐ نے فرمایا کہ جب تو سونیکے واسطے بچھونے پر جا
یہ دعا پڑھ اللھم رب السموات السبع وما اظلت ورب الارضین وما اقلت ورب الشیاطین وما اضلت

کن لی جارا من شر خلقک کلہم جمیعا ان یفرط علی احد منہم او یبغی علی عزّ جارک وجل ثناءک ولا الہ غیرک

دعاء دفع غم کی شیخان نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

غم اور مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم

لا الہ الا اللہ رب السموات والارض رب العرش الکریم ابو داؤد نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے

روایت کی کہ سرور عالم مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے اللہم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ

عین واصلح لی شانی کلہ لا الہ الا انت امام احمد نے مسند مین ابن مسعود سے لکھا ہی کہ نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو غم واندوہ پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللہم انی عبدک وابن عبدک

وابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک واسالک بکل اسم ہو لک سمیت بہ

نفسک او انزلتہ فی کتابک وعلمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل

القرآن العظیم ربیع قلبی و نور صدری و جلاء حزنی و ذہاب ہمی اللہ تعالے اوسکے غم واندوہ کو دور کریگا

اور راحت وخوشی بخشے گا ابن عباس سے روایت ہی کہ سید عالم نے فرمایا جو کوئی استغفار ہمیشہ پڑھیگا

اللہ تعالے اوسکے غم واندوہ کو دفع کریگا اور راحت بخشیگا اور اوسکو رزق عنایت فرمائیگا اوس جگہہ

سے کہ اوسکا وہم وگمان نہو اور یہ بھی ابن عباس سے منقول ہی کہ جسکو غم واندوہ ہو تو وہ لا

حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے صحیحین مین آیا ہی کہ لا حول ولا قوۃ بہشت کے خزانون سے ایک خزانہ

ہے ترمذی نے کہا لا حول ولا قوۃ جنت کے دروازون پر ایک دروازہ ہی منقول ہی کہ جو فرشتہ

آسمان سے زمین پر آتا ہی اور زمین سے آسمان پر جاتا ہی سو لا حول ولا قوۃ پڑھتا ہی اور جو شخص

سختی اور مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقر کا پڑھیگا اللہ تعالے اوسکی فریاد کو پہونچیگا

حدیث مین سعد بن ابی وقاص سے آیا ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین ایک دعا

جانتا ہون کہ جب کوئی آفت رسیدہ اوسکو پڑھے تو اللہ تعالی اوسکا غم دور کرے وہی کلمہ جو بھائی

یونس نے پڑھا تھا وہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہے دعاء دفع افلاس کی

ابن عمر سے روایت ہی کہ ایک شخص حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض کی

کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھہ سے منھہ پھیرا ہی یعنے مجھپر فراغت نہین افلاس ہی حضرت نے اوسکو

فرمایا فجر کے وقت سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ واستغفر اللہ سو مرتبہ پڑھا کر خدا کے فضل سے

تجکو فراغت ہوگی وہ شخص اپنے مکان کو گیا اور بعد چند روز کے حضرتؐ کے پاس پھر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ اب مجکو فراغت اور مال اتنا حاصل ہوا ہی کہ مین نہین جانتا ہون اوسکو کہان رکھون آگاہ ہو اس دعا کو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑھنا چاہیے اگر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو اس دعا کے ساتھ پڑھے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی تو کشایش رزق کی بھی ہو اور بخشش گناہ ہونگی اسواسطے کہ گناہون کے سبب سے تنگی رزق ہوتی ہی پہلی دعا سے رزق کی کشایش ہوتی ہی اور دوسری یعنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے گناہ بخشے جاتے ہین حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص نماز جمعے کے سلام کے بعد جس طرح سے تشہد مین بیٹھتا ہی ویسا ہی بیٹھکر سورۂ فاتحہ سات مرتبہ اور قل ہو اللہ احد سات مرتبہ قل اعوذ برب الفلق سات بار قل اعوذ برب الناس سات بار پڑھے تو گناہ اوسکے جو پہلے ہوئے ہین اور بعد ہونگے سب بخشے جائینگے اور مشائخ بعد اسکے کشایش رزق کیواسطے سات بار یہ دعا پڑھتے ہین اللھم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالک عن حرامک وبطاعتک عن معصیتک وبفضلک عمن سواک دعا آگ کے بجھانیکی طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم دیکھو آگ کسی چیز کو لگی ہی تکبیر پڑھو اسواسطے کہ تکبیر آگ کو بجھاتی ہی دعا مرگی کی منقول ہی کہ جب کسیکو مرگی ہوتی ہی تو حضرت پیغمبر خدا فرماتے تھے کہ اخرج عدو اللہ انا رسول اللہ یعنے نکل اے دشمن خدا کے مین خدا کا رسول ہون اور بعضے مشائخ آیۃ الکرسی پڑھتے تھے اور بیمار کو بھی آیۃ الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھنے کا حکم کرتے تھے اور بعضے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار آخر سورہ تک پڑھتے تھے اور مرگی کی دور کرنیکے لیے سوگند حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دینا مجرب ہی دعا درد سر کی حمیدی فی یونس بن یعقوب اور عبد اللہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درد سر کے دفع ہونیکے واسطے پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الکبیر واعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار ومن شر حر النار دعا دانتونکے درد کی بیہقی نے روایت کی کہ عبد اللہ بن رواحہ حضور مین سالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور دانتونکی درد کی شکایت کی سرور عالم نے اپنا دست مبارک اوسکے اوس طرف کے رخسارے پر کہ درد تھا رکھا اور سات بار یہ دعا پڑھی اللھم اذھب

عنہ سوءِ ما یجد و نحشتہ بدعوۃ نبیک المکین المبارک عندک خدا کے فضل سے اوسکے دانتون کا
درد جاتا رہا اور اچھا ہو گیا حمیدی نے روایت کی کہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین اور دانتونکے درد کی شکایت کی حضرت نے سیدھی ہاتھ
کی کلمے کی اونگلی اوس دانت پر جو درد کرتا تھا رکھکر یہ دعا پڑھی بسم اللہ اسالک بعزک وجلالک
وقدرتک علی کل شئی فان مریم لم تلد غیر عیسی من روحک وکلمتک ان تکشف ما تلقی فاطمہ بنت خدیجہ
من الضر کلہ وہین اونکو آرام ہوا مواہب مین لکھا ہی کہ مینے محب طبری کو بارہا دیکھا کہ جو شخص دانتونکی
درد کی شکایت اوسکے پاس لاتا تھا تو وہ اپنا ہاتھ اوس شخص کے سر پر رکھتے اور اوسکا نام اور اوسکی
مان کا نام پوچھتے اور اوسکو کہتے کہ کتنے برس تک تیرے دانتونکا درد باندھون وہ شخص پانچ برس یا
سات برس یا نو برس عدد طاق کہتا پھر طبری اپنے ہاتھ کو اوٹھا لیتے خدا کے فضل سے درد اتنے
برس تک نہوتا تھا مولف کہتا ہی خدا جانے یہی جو دعا مذکور ہوئی پڑھتے تھے یا کچھ اونکا تصرف تھا منا
مواہب نے کہا کہ جس شخص کے دانتون مین درد ہو اوسکے درد کی طرف کے رخسار پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل ہو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلاً ما تشکرون لکھے یا یہ لکھے ولہ ما سکن
فی اللیل والنہار وہو السمیع العلیم خدا کے فضل سے درد جاتا رہیگا یہ عمل تجربے مین آیا ہے **دعا**
پیشاب کے جاری ہونے کی کسائی نے ابی درداء سے روایت کی کہ ایک شخص ابی دردا
رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے باپ کا پیشاب پتھری کے سبب سے بند ہوا ہی ابی درداء نے
وہ دعا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی اوسکو بتائی ربنا الذی فی السماء
تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء فاجعل رحمتک فی الارض واغفر لنا
ذنوبنا وخطایانا انت رب الطیبین فانزل شفاء من شفائک ورحمۃ من رحمتک علی ہذا الوجع غیبری جب و
یہ دعا پڑھی تو فضل الٰہی سے باپ اوسکا اچھا ہو گیا ابو داؤد سے حدیث ہی کہ یہ دعا جس مرض پر
پڑھے مفید ہے **دعا تپ کی** انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک روز حضرت سید عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اونکو دیکھا کہ تپ سے پڑی ہوئی
اور تپ کو گالیان دیتی ہین حضرت نے فرمایا کہ تپ کو گالیان مت دو اسواسطے کہ اوسکی کچھ
تقصیر نہین وہ حکم الٰہی کی تابع ہی لیکن اگر چاہتی ہو تو مین تمکو ایک دعا بتاؤن تا اوسکے پڑھنے سے

فضل الٰہی ہوا اور تپ جاتی رہی عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو وہ دعا سکھایئے تب
آنحضرت نے یہ دعا سکھائی اللھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق من شدۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت
امنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا تنتنی الفم ولا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم وتحولی عنی الی من اتخذ
مع اللہ الٰہا آخر عائشہ صدیقہ رضہ نے کہا کہ جو نہیں پڑھنے یہ دعا پڑھی خدا کے فضل سے تپ میری جاتی رہی
اور میں اچھی ہوگئی صاحب مواہب نے کہا ہے کہ یہ دعا مجرب ہے صاحب اہدی نے لکھا ہے کہ باری کی تپ
کیواسطے تین ٹکڑے پر ایک کاغذ کے ان تین لفظوں کو یعنے بسم اللہ فرت بسم اللہ مرت بسم اللہ قلت لکھے
ہر روز ایک پرزا لیکر بیمار منہ میں ڈالکر پانی کے ساتھہ نگلجاے ابن الحاج نے مدخل میں نقل کیا ہے کہ شیخ
ابو محمد مرجانی ہمیشہ اس دعا کو پرزوں پر کاغذ کے لکھکر دروازے کی دہلیز پر رکھہ دیتا تھا جو کوئی بیمار تپ والا
اور اور بیماری والا آتا اون پرزونکو لیکے استعمال میں لاتا اور فضل الٰہی سے شفا پاتا تھا **دعا دفع
خارش کی** صاحب زاد المعاد نے کہا کہ جس شخص کے بدن پر خارش ہو تو یہ آیت اپنے بدن پر
لکھے مجرب ہے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعا صفصفا لا تری فیھا عوجا و
ولا امتا **دعا تولد کے آسانی کی** دعائیں اگرچہ بہت ہیں لیکن مجرب یہ دعا ہے جو امام احمد حنبل رہ
سے منقول ہے عبد اللہ بن امام حنبل نے روایت کی کہ میں نے اپنے باپکو دیکھا کہ جس وقت کسی عورت پر
جننا دشوار ہوتا تھا تو سپید پیالے میں یا کسی پاکیزہ چیز پر یہ حدیث جو ابن عباس سے مذکور ہے لکھکر
اوس عورتکو پلاتے تھے لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین
کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحھا لکھہ دیتے تھے
خدا کے فضل سے تولد آسان ہو جاتا تھا مدخل میں مذکور ہے کہ اگر کسی عورت پر جننا دشوار ہو تو ایک
کورے باسن میں اس آیت کو لکھکر دھوکے پلاوے اور تھوڑا سا پانی اوسکے منہ پر چھڑکے اخرج
ایھا الولد من بطن ضیق الی سعۃ ہذہ الدنیا اخرج بقدرۃ الذی جعلک فی قرار مکین الی قدر معلوم
لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کا گذر ایک جگہہ ہوا اور وہاں ایک عورت کو دیکھا کہ بچہ اوسکے پیٹ میں آڑا ہو گیا تھا جن نہیں سکتی
اور بہت بیقرار تھی جب اوسنے حضرت عیسیٰ کو دیکھا تو کہا اے پیغمبر خدا کے میرے واسطے دعا کر کہ
اللہ تعالیٰ مجکو اس محنت اور رنج سے نجات دے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یا خالق النفس ویا مخلص النفس

ویا مخرج النفس خلصھا وہین بچہ اوسکے پیٹ سے نکل پڑا اور اوٹھ کھڑی ہوئی شیخ مرجانی نے کہا
کہ جب کسی عورت پر جنا دشوار ہو تو یہ دعا اوسکے واسطے لکھے **دعا نکسیر کی** اگر کسیکی ناک سے
لہو جاری ہو تو اوسکی پیشانی پر یہ آیت لکھے بہت مجرب ہے وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء
اقلعی وغیض الماء وقضی الامر بعضے جاہل اوس لہو سے جو ناک سے بہتا ہی لکھتے ہین ویسا نہ لکھے
اسواسطے کہ لہو نجس ہے اور کلام الٰہی کو نجس چیز سے لکھنا جائز نہین **دعا کھانا کھانے کی**
بخاری نے اپنی تاریخ مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ جس وقت کسیکے روبرو کھانا رکھا
جاے اور وہ شخص یہ پڑھے بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض والسماء لا یضر مع اسمہ داء اللھم
اجعل فیہ رحمۃ وشفاء تو اوسکو کوئی ضرر نہ پہنچیگا **دعا ام الصبیان کی** بچونکو جو صرع
ہوتی ہی اوسکو ام الصبیان کہتے ہین امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اوس بچے کے سیدھے کان مین اذان
کہے اور بائین کان مین اقامت خدا کے فضل سے ام الصبیان سے بچے کو کچھ ضرر نہوگا فقط

وصل جادو کے بیان مین

جادو کرنا اور سیکھنا اور سکھانا حرام ہی اگر اوسمین کوئی بات کفر کی ہو تو کفر ہی بعضون نے
کہا ہی اگر اس نیت سے جادو سیکھے کہ اپنے سے اور کسی غیر سے جادو اوتارا کرے تو حرام نہین ہے
اوس جادوگر کو کہ اوسکے جادو مین کفر نہین تعزیر کیا چاہیے اگر کفر ہی تو اوسکو قتل کیا چاہیے
اور جادوگر اگر جادو کرنے سے توبہ کرے تو اوسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا چاہیے اور بعضون نے کہا
نہ قبول کیا چاہیے اور حقیقت مین جادو کے اختلاف ہی ابو جعفر استرآبادی شافعی اور ابو بکر
رازی حنفی نے کہا کہ جادو کی کچھ حقیقت اور اصل نہین یعنی جو حالت کہ جادو کے ہونے پر گذرتی ہی
سو صرف وہم و خیال ہی اور اوسکی کچھ حقیقت نہین اور نووی نے کہا کہ جادو کو حقیقت ہے
سوا نووی کے اور عالم بھی اوسکی حقیقت کے قایل ہین کلام اللہ اور حدیث سے بھی حقیقت جادو کی
ثابت ہی بعضے عالم اس بات پر ہین کہ جادو کو تغیر اور تبدیل کرتے مین مزاج کی تاثیر ہی اور بعضون نے
کہا کہ جادو کا اثر اوتنا ہی ہی جو قرآن مین مذکور ہی ویفرقون بہ بین المرء وزوجہ یعنی جدائی ڈالتے
ہین اوس جادو سے عورت اور مرد مین اگر تاثیر جادو کی زیادہ ہوتی تو البتہ قرآن مین مذکور ہوتا

آگاہ ہو کہ اس آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جادو کی تاثیر سوا اسکے نہو شاید ہاروت و ماروت کے جادو کا اثر یہی ہو گا یا اس سے زیادہ لیکن اللہ تعالیٰ نے اوسکا ذکر نہیں کیا حدیث مین آیا ہی کہ لبید بن اعصم یہودی نے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذیحجہ کے مہینے مین جس وقت آپ حدیبیہ کے جنگ سے پھرے جادو کیا تھا اوس جادو کے سبب سے حضرتؐ کو ضعف اور بیہوشی پیدا ہوئی بعضون نے کہا کہ چالیس روز تک اثر اوس جادو کا باقی رہا اور ایک قول مین آیا کہ چھہ مہینے تک اور ایک روایت ہے کہ ایک سال تک اوس جادو کا بیان یہ ہے کہ ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھے جناب باری مین بہت دعا کی اور عائشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ جو کچھہ اللہ تعالے سے مینے مانگا سو اللہ تعالے نے قبول فرمایا کہ دو شخص میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھا اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس شخص کی یہ حالت کیون ہے اور کس سبب سے اسکے درد ہی دوسرے نے کہا کہ اسکو جادو کا اثر ہی پھر اوسنے کہا کہ کس نے جادو کیا ہی دوسرے نے کہا کہ لبید بن اعصم یہودی نے جادو کیا ہی پھر اوسنے پوچھا کس چیز مین جادو کیا اوسنے کہا کہ اس شخص کے بالون پر جو کنگھی کرنیکے وقت سر اور داڑھی سے جدا ہوئے تھے جادو کیا ہی اور اون بالونکو خرمے کے گلے مین رکھہ کے کنوئین مین کہ نام اوسکا ذروان ہے رکھا ہی کہتے ہین کہ آنسرورنے اپنے اصحاب کو ساتھہ لیکر اوس کوئین کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ وہی کنوان ہے جو مجکو اونھون نے بتایا ہے پانی اوس کوئین کا ایسا سرخ تھا گویا مہندی گھولی ہے پھر جادو اوس کوئین سے نکالا بخاری سے ایک روایت ہی کہ عائشہ صدیقہ رضہ نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ کسواسطے آپ اس جادو کی بات کو ظاہر نہین کرتے تاکہ وہ لوگ جنھون نے جادو کیا ہی رسوا ہون آنسرورنے فرمایا کہ مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ بدی لوگونکی ظاہر کرون اللہ تعالی نے مجکو صحت دی پھر کیا کام ہی کہ لوگونکی بدی ظاہر کرون اور شر اوٹھاؤن ابن سعد نے کہا کہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی اور عمار رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور اونھون نے گلے خرمے کی پائی اوسمین گیارہ گرہ تھین اور ایک روایت فتح الباری مین ہی کہ ایک شخص اوس کوئین مین اوترا اور گلے مین خرمے کے موم کا پتلا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا پایا اوسمین سوئیان چبھائین ہوئی تھین اور ایک

دھاگا تھا کہ اوسمین گیارہ گرہ دی تھیں تب جبرئیل علیہ السلام قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس لائے دونوں سورتونکی گیارہ آیتیں تھیں جب ایک آیت پڑھی جاتی تھی ایک گرہ اوس دھاگے کی کھلتی اور ہر ایک سوئی نکلتی درد تسکین پاتا تھا اور راحت ہوتی تھی اور بعضے اہل بدعت کہتے ہیں کہ جادو کا اثر حضرتؐ کی ذات مبارک پر نہ تھا اسواسطے کہ جادو پیغمبروں پر اثر نہیں کرتا کیونکہ تاثیر جادو کی نقصونمیں ہوتی ہے کا ملونپر نہیں اگر جادو پیغمبر پر اثر کرے تو اونکے مرتبے مین نقصان اور اونکی نبوت مین شک گمان ہے جو کچھ نسبت اثر جادو کی حضرتؐ کی ذات مبارک سے کرتے ہین سو خالی وہم وخیال سے نہیں ہے جان کہ یہ انکار اونکا نامقبول ہے کسواسطے کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا تھا اور اثر کرنا جادو کا حضرتؐ کے صدق نبوت پر دلیل ہے اسواسطے کہ کافر حضورؐ کو جادوگر کہتے تھے مقرر ہی کہ جو جادوگر ہے اوسپر جادو کا اثر نہیں ہوتا پس تاثیر کرنا جادو کا پیغمبر خدا مین واسطے اس حکمت اور مصلحت کے ہے

وصل اس بیان مین کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمارونکا علاج دوا سے کرتے تھے

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر مرضونکی دوا موافق وحی کی کرتے تھے اور بعضے وقت اپنے تجربہ اور اجتہاد سے ابو سعید خدری سے حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آکر عرض کیا کہ میرے بھائیکو دست آتے ہیں حضرتؐ نے اوسکو فرمایا کہ شہد پلا جب اوسنے شہد پلایا تو دست زیادہ ہونے لگے پھر اوسنے آکر عرض کی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شہد پلا اسی طرح سے تین بار حضرتؐ نے شہد پلانیکے واسطے حکم فرمایا پھر چوتھی بار وہ شخص حضور میں آیا پھر بھی حضرتؐ نے اوسکو یہی فرمایا کہ شہد پلا اوسنے شہد پلایا تو دست بند ہوئے اور اچھا ہو گیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ یعنے اللہ تعالے نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائیکے پیٹ نے خطا کی یعنے صلاحیت شفا کی نہین رکھتا تھا اسواسطے جلد اوسکو شفا نہین ہوئی امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شاید جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا شہد مین فائدہ ظاہر ہوتا ہے اسواسطے شہد پلانے پر حکم کیا جب فائدہ شہد سے ظاہر نہین ہوا تو آپنے فرمایا کہ اوسکے پیٹ نے خطا کی امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو بیمار شفا چاہے اوسکو چاہیے کہ اپنی عورت کی مہر سے کچھ پیسا روپیہ بخشوا لے پھر اوسی مہر کے پیسوں سے شہد خرید اور ایک آیت قرآن سے کاسہ مین لکھے اور مینہ کے پانی سے اوس کا لکھنے کو

دھوکر شہد مین ملاکے پی لے اللہ تعالے اوسکو شفا دیگا

وصل حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تعبیر خواب کی فرماتے تھے

قاضی ابو بکر بن عربی نے کہ علماء مالکیہ سے ہے کہا خواب دیکھنا یا فہم ہے کہ اللہ تعالے اوسکو بندہ کے دل مین پیدا کرتا ہی فرشتے کے ہاتھہ سے یا شیطان کے ہاتھہ سے حاکم اور عقیلی نے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات کی اور پوچھا یا علی لوگ جو خواب دیکھتے ہین بعضے باتین اوسمین سے سچ ہوتی ہین اور بعضی جھوٹ علی مرتضے نے کہا سچ ہی مینے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آپنے فرمایا کہ جو مرد اور عورت سوتے ہین روح اونکی بدن سے نکلکر عرش کی طرف جاتی ہی جب نیچے عرش کے روح پہونچی اگر وہ بیدار نہین ہوے تو اونکا خواب سچ ہوتا ہی اگر بیدار ہوا ہی تو خواب اونکا جھوٹا ہوتا ہی ابن القیم سے حدیث ہی کہ خواب مسلمان کا کلام ہی کہ اللہ تعالے اوسکے ساتھہ کرتا ہی حکیم ترمذی نے کہا کہ بعضے تفسیر کرنیوالون نے اس آیت کی تفسیر مین ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب کہا کہ حجاب کے معنی خواب ہین یعنی اللہ تعالے انسان سے بات چیت نہین کرتا ہی مگر وحی سے یا خواب مین اوس انسان کے بخاری مین انس سے حدیث ہی کہ خواب مرد پرہیزگار کا چھیالیس حصے سے نبوت کے ہی بعضون نے کہا ہی مراد حصہ نبوت سے حصہ علم نبوت کا ہے اگرچہ نبوت منقطع ہوئی ہی پر علم اوسکا باقی ہی امام مالک سے لوگون نے پوچھا کہ ہر ایک چاہیے تو خواب کی تعبیر کرے اونھون نے کہا کہ آیا نبوت سے کھیلے گا کیونکہ خواب اجزا نبوت سے ایک جز ہی عائشہ صدیقہ رضہ سے حدیث ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میرے مبشرات سے سوائے خواب کے باقی نہین رہیگا مسلم اور ابو داؤد نے ابن عباس سے حدیث کو ذکر کیا ہی کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز اپنی بیماری کے وقت کہ جسن بیماری مین آپ دنیاء فانی سے جنت اعلی مین رونق افزا ہوے پردے کو حجرہ مبارک کے اوٹھاکر اصحابون سے جو اوس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے فرمایا کہ اے لوگو کوئی چیز مبشرات سے نبوت کے باقی نہ رہیگی مگر خواب پرہیزگارونکی ترمذی اور دارمی اور مسلم سے حدیث ہی کہ راست تین خواب وہ ہے کہ صبح کے وقت دیکھا جاتا ہی ابو ہریرہ سے حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وقت برابر ہوگا تو خواب مسلمانونکا جھوٹ نہوگا اور بہت سچا خواب اوس شخص کا ہی جو تم مین سے بہت راست گو ہی وقت برابر ہونیکے معنو مین دو قول ہین ایک تو مراد رات اور دن کا برابر ہونا ہی یعنی جتنا دن ہو اوتنی رات بھی ہو جیسا بہار کے موسم مین رات اور دن برابر ہوتے ہین اور مزاج آدمیونکے

اعتدال پر چنانچہ خواب کی تعبیر کرنیوالون نے بھی کہا ہی کہ جس وقت رات دن برابر ہو تو خواب صحیح ہوتا
ہی بعضون نے اس معنو مین اشکال کی ہی جب رات دن برابر ہو تو مزاج سب آدمیونکے کیا مسلمان کیا کافر
برابر ہوتے ہین مسلمانونکی خصوصیت اوس وقت کیا ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ خواب کافرونکا اعتبار نہین
رکھتا اور اونکے خواب کو سچا کہنا منع ہی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وقت کے برابر ہونے سے آخر مدت
خواب کی ہی اور بعضون نے کہا کہ مراد وقت کے برابر ہونے سے وقت امام مہدی کا ہے اسواسطے کہ اوس وقت
بہت خیر و برکت ہوگی اور وہ وقت عدل کا ہی حدیث مین آیا ہی کہ جب کوئی مسلمان خواب مین ایسی
چیز دیکھے کہ اوس چیز کو دوست رکھتا ہی تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہی چاہیے کہ جناب باری کی
حمد و ثنا کری اور اوس خواب کو بیان کرے اور اگر کوئی بد چیز کو کہ جس سے دل ناخوش ہو دیکھے تو وہ شیطان
کی طرف سے ہے چاہیے کہ اوس پر اعوذ پڑھی اور خدا تعالی سے پناہ مانگے اور اوس خواب کو کسی سے ذکر نکری
اوسکو کچھ ضرر نہوگا مسلم مین مذکور ہی کہ برا خواب شیطان سے ہے کسی سے اوس خواب کو نہ کہے اور چاہیے
کہ تین بار بائین ہاتھ کی طرف تھوکے اور اعوذ پڑھی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ایک کروٹ سے دوسری
کروٹ پھر جاوے اور ایک روایت مین مذکور ہے کہ نماز پڑھے اور کسی سے خواب
بیان نکری مگر دوست دانا سے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ عالم نصیحت کرنیوالے سے وہ خواب کہے اور آیۃ الکرسی
پڑھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن ایک عورت نے حضور مین سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اگر عرض کیا کہ یا رسول اللہ خاوند میرا سفر گیا ہی اور مین حاملہ ہون مینے خواب مین دیکھا کہ ستون میرے
گھر کا ٹوٹ گیا اور مجھے احول بچہ پیدا ہوا ہی حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی تیرا خاوند خیریت سے آکر تجھسے ملیگا
اور تیرے فرزند صالح پیدا ہوگا عائشہ صدیقہ نے کہا کہ دوسری بار وہ عورت حضرت کی پاس آئی اوس وقت
جناب رسالت گھر مین تشریف نرکھتے تھے مینے اوسکے خواب کا قصہ پوچھا اوس عورت نے خواب بیان کیا مینے
اوسکے خواب کی تعبیر کی کہ تیرا خواب اگر سچا ہی تو خاوند تیرا مریگا اور بچہ بدکار تیرے پیدا ہوگا یہ سنتے ہی وہ عورت
بیٹھ گئی اور رونے لگی اتنے مین سرور عالم تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے عائشہ اس طرح سے مت کہ
جب تو مسلمان کے خواب کی تعبیر کرے تو خیر سے کر اسواسطے کہ جیسی تعبیر کیجاتی ہی ویسا ہی خواب کا نتیجہ
ہوتا ہی مذکور ہی کہ تعبیر کرنیوالے کو چاہیے کہ پہلے خیر لنا وشر لاعدائنا کہے بعد اوسکے تعبیر خواب کی کرے
چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے اور صاحب مواہب نے کہا کہ آفتاب کے

نکلنے اور غروب ہونیکے اور زوال کے وقت اور راتکو تعبیر خواب کی نکیا چاہیے سبب منع کرنیکا معلوم
نہیں اور کوئی حدیث بھی اس باب مین نہین آئی بعضے عالمون نے کہا کہ خوابکی تعبیر کہنا اور وقتون کی نسبت
صبح کی نماز کے نزدیک بہتر ہی اسواسطے کہ اوس وقت تک خواب خوب یاد رہتا ہی اور آداب سے خواب
دیکھنے والے کے یہہ ہے کہ سچا ہو اور باوضو سیدھی کروٹ پر سووے جیسا کہ سنت ہے اور سوتے وقت سورہ والشمس
اور واللیل اور والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور یہہ دعا بھی پڑھے اللّٰھم انی اعوذ بک من سیٔ
الاحلام واستجیر بک من تلاعب الشیطان فی الیقظۃ والمنام اللّٰھم انی اسئلک رؤیا صالحۃ
صادقۃ نافعۃ حافظۃ غیر منسیۃ اللّٰھم ارنی فی منامی ما احب اور چاہیے کہ خواب کسی دشمن اور جاہل سے نکہے تاکہ
دشمنی حیل اور عداوت سے تعبیر بد نکرے آگاہ ہو کہ خواب دو قسم ہین ایک خواب پریشان جیسا کہ بیداری مین
خیالات پریشان خاطر پر گذرتی ہین اور کبھی ایسا خواب شیطان کے فریب سے بھی ہوتا ہی اسلیے کہ شیطان چاہتا ہی
کہ مسلمانونکو غمگین کرے اور دکھ مین ڈالے جیسا کہ خواب مین کوئی دیکھے کہ سر اوسکا کٹ گیا ہی یا وہ مر گیا ہی
چنانچہ مسلم نے جابر سے روایت کی کہ ایک اعرابی حضور مین حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے خواب دیکھا کہ سر میرا تن سے کٹ گیا ہے اور مین اوسکے پیچھے پھرتا ہون
حضرت نے اوس اعرابی کو فرمایا کہ ایسا خواب بیان مت کر اسواسطے کہ شیطان نے تجھکو خواب مین فریب دیا ہی
اور دوسری قسم خواب صادق جیسا کہ خواب پیغمبرون کا اور اونکے تابعین کا اور حدیث مین آیا ہی کہ سحر کا
خواب سچا ہے یعنے فجر کے نزدیک جو کوئی خواب دیکھے تو وہ خواب سچا ہے فقط

وصل حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب دیکھنے اور تعبیر کرنیکے بیان مین

بخاری نے ابن عمر سے حدیث کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب مین میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا
لائے مین نے اوس دودھ کو خوب پیٹ بھر کر پیا باقی جو رہا سو عمر کو دیا صحابیون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اس
خواب کی کیا تعبیر کی حضرت نے فرمایا تعبیر اسکی علم ہی شیخ ابن ابی جمرہ نے کہا کہ سرور عالم نے تعبیر دودھ کی علم سے
اسواسطے کی کہ جب شب معراج مین آپکے روبرو دو پیالے ایک دودھ کا اور دوسرا شراب کا رکھا گیا تو حضرت
نے دودھ کا پیالہ قبول کیا اوسکو نوش جان فرمایا تب جبرئیل نے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا
رسول اللہ آپنے دین کو اختیار کیا اور بعضی حدیثون مین اتا ہی اور بعضی روایتون مین علم اور دین آیا ہی
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ خزانے

زمین کے مجکو ملے آگاہ ہو کہ یہ خزانے کسریٰ اور قیصر وغیرہ اور بادشاہونکی خزانونسے کنایہ ہی جو حضرتؐ کی امت کے تصرف مین آئے اور فرمایا کہ پھر میرے دونون ہاتھون مین دو کنگن سونیکے پہنائے گئے وہ کنگن مجکو بہت برے معلوم ہوئے اور میری خاطر اونسے غمگین ہوئی تب مجھپر وحی آئی کہ اون دونون کنگن کو پھوک مار پھر مینے ایک پھوک ماری وہ کنگن جاتے رہے اور ایک روایت مین آیا کہ وہ کنگن اوڑ گئے پس مینے دونون کنگنونکی تعبیر دو جھوٹون سے کی کہ مین اونکے درمیان ہون ایک تو صنعان کا رہنے والا اور دوسرا یمامہ کا کہ ان دونون نے دعوے پیغمبری کا کیا فائدہ جان کہ صنعان تختگاہ یمن کے ملک کا ہی اور یمامہ حجاز کے شہرونسے ایک شہر ہی یمن مین دعوی نبوت کا اسود علنسی نے کیا اوسکو فیروز دیلمی نے پیش از وفات آنسرورؐ کے مار ڈالا چنانچہ وحی بھی اوس مردود کے قتل ہونے پر حضرتؐ کی بیماری کی حالت مین نازل ہوئی اور آپ نے اوسکے قتل کی خبر دی کہ اسود علنسی کو بندہ صالح یعنے فیروز دیلمی نے مار ڈالا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مارا گیا قصہ اوسکا مشہور ہی اور عبد اللہ بن عمر سے حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین ایک عورت سیاہ رنگ کو کہ بال اوسکے بکھرے ہوئے تھے دیکھا کہ مدینے سے نکلکر جحفہ مین جا کے رہی جحفہ ایک گانو کا نام ہی کہ مکے اور مدینے کے بیچمین واقع ہے اور اوسمین یہودی رہتے تھے سرور عالمؐ نے اوس خواب کی تعبیر کی کہ مدینے کی وبا جحفہ کی طرف گئی حضرتؐ کے تشریف لانے سے آگے مدینے کے درمیان وبا اور تپ بہت تھی حضرتؐ نے اوسکو مدینے سے نکالکر کافرونکے شہر کی طرف بھجوا دیا اور ابی موسی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ ایک تلوار کو مینے ہلایا تو وہ ٹوٹ گئی پھر دوسری بار جو ہلایا تو اچھی ثابت ہو گئی یعنی جیسی تھی ویسی ہو گئی پہلے ہلانے سے جو تلوار ٹوٹی اوسکی تعبیر مینے اوس چیز سے کی جو جنگ احد مین مومنونکو ایذا پہونچی اور دوسری بار ہلانے سے جو اچھی ہو گئی اوسکی تعبیر اوس چیز سے کی کہ جو اللہ تعالے کے فضل سے فتح ہوئی اور مومن سب جمع ہوئے اور مواہب مین اونھین ابی موسی سے مذکور ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مکے سے اوس زمین کی طرف ہجرت کرتا ہون کہ جسمین درخت خرمے کے بہت ہین پس مینے خیال کیا وہ زمین یمامہ کی ہو گی یا زمین ہجر کی کیونکہ اون دونون زمینونمین خرمے کے درخت بہت ہین بعد اوسکے اللہ تعالے نے مجکو خبردار کر دیا کہ وہ زمین یثرب کی ہی اور امام احمدؒ وغیرہ نے

روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ مینے زرہ پہنی ہے اور گائین ذبح کیجاتی ہین پیا یک اللہ تعالی ذی مجکو خیر وثواب اور صدق عنایت فرمایا پس مینے زرہ سے مدینہ اور گاؤنکے ذبح ہونے سے اون لوگونکو تعبیر کیا جو اصحاب جنگ احد مین مارے گئے اور خیر وثواب کی تعبیر کی کہ فتح وثواب جو صبر کرنے سے قتل اور جہاد کے روز بدر کے حاصل ہوا ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین ایک کنوین پر کھڑے ہو کر ڈول سے پانی اوس کنوین کا بہت سا کھینچا بعد اوسکے ابی قحافہ آیا اور اوسنے بھی ایک ڈول کھینچا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر آیا اور ڈول میرے ہاتھ سے لیا تاکہ مجکو آرام دے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر رضہ کے برابر مین نے کسیکو نہ دیکھا کہ مثل اوسکے کام کرے پس ہوا وہ ڈول بہت بڑا اور اوسکے ڈول کھینچنے مین ضعف معلوم ہوتا تھا بعد اوسکے عمر بن الخطاب رضہ آیا اور اوسکے ہاتھ سے ڈول کو لیکر پانی اوس کنوین کا اس قدر کھینچا کہ سب لوگ پی کر سیراب ہو گئے اور حوض بھر کے پانی اوبل گیا مواہب مین لکھا ہے کہ نووی نے کہا کہ یہ مثال اوس چیز کی ہے جو اون دونون خلیفہ سے آثار نیک ظاہر ہوئے اور خلایق کو بہت فائدہ اونسے پہونچے اور یہ سب حقیقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے اس لیے کہ صاحب امر تو وہی ہین اونھون ہی نے دین کو مضبوط کیا بعد اونکے ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگون کو جو دین سے پھر گئے تھے قتل کیا بعد اونکے حضرت عمر رضہ خلیفہ ہوئے اون کے وقت مین اسلام بہت زیادہ ہوا اور امر دین کو اوس کنوین سے کہ جس مین پانی ہے تشبیہ دی اسواسطے کہ اوس سے اونکی حیات اور درستی کام کی ہے اور فرمانا حضرت کا کہ ابو بکر رضہ نے ڈول میرے ہاتھ سے لیا تاکہ مجکو آرام دے اشارہ ہے ابو بکر رضہ کی خلافت پر بعد از وفات آنحضرت کے اسواسطے کہ موت دنیا کی سختی سے آرام دیتی ہے صدیق اکبر بعد از وفات سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت اور تدبیر مین امت کے کامون کی جیسا چاہیے ویسا متوجہ ہوئے اور اوسکا سرانجام دیا اور فرمانا حضرت کا کہ اوسکے ڈول کھینچے مین ضعف ہے اشارہ ہے کمی مدت خلافت پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کہ اونھون نے بعد از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو برس خلافت کی اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت مدت تک تھی اونکی خلافت مین اسلام کو بہت سے فتوحات ہوئے اور اسلام بہت زیادہ ہوا مسلم نے انس سے روایت کی

کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آجکی رات خواب دیکھا کہ عقبہ بن رافع کے گھر مین ہمارے آگے ایک طبق کھجور کا کہ ابن طاب کی قسم سے تھی لاکے رکھا گیا ابن طاب ایک قسم کی کھجور ہے مدینے مین ابن طاب ایک شخص کا نام تھا شاید اوسنے اوس کھجور کو بویا تھا یا وہ اس کھجور کو بہت پیارسے کھاتا تھا اسواسطے اوس کھجور کا نام ابن طاب مشہور ہوا حضرت نے اس خواب کی تعبیر کی کہ دنیا اور آخرت مین عاقبت اون لوگون کی بخیر ہوگی جان کہ آنسرور کا تعبیر کرنا صرف اون مناسبتون سے نہین تھا کہ لوگون نے مذکور کیے ہین اور نہ اس مناسبتون سے جو اہل تعبیر کو حاصل ہوتی ہین بلکہ وحی اور الہام سے تھا فقط

وصل حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو صحابونکے خوابون کی تعبیر کی

اوپر جو مذکور ہوا سو اون خوابون کی تعبیرین تھین کہ رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود خواب دیکھے تھے اور تعبیر کی تھی اور صحابہ کے خوابون کی جو تعبیرین کی ہین وہ بھی بہت ہین چنانچہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ فجر کی نماز سے فراغت پاتے تو اصحابون کے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے تھے کہ اگر تم مین سے کسی نے آجکی رات خواب دیکھا ہو تو مجھسے بیان کرے تا مین اوسکی تعبیر کرون اگر کوئی صحابی اپنے خواب کا احوال عرض کرتا تو حضرت اوسکی تعبیر فرماتے تھے اگر صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہم مین سے کسی نے خواب نہین دیکھا تو آپ نے جو خواب دیکھا ہوتا تھا اوسکو بیان فرماتے تھے اور حضرت کے پوچھنے کا سبب یہ تھا کہ اپنے اصحابون کا احوال معلوم کرین کہ سلوک ہر ایک کا کس مرتبہ مین پہونچا ہے اور اسکی تدبیر کیا کیا چاہیے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ غرض تھی کہ آپ مکے کی فتح کی خوشخبری کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کہین سے خوشخبری فتح مکہ کی پہونچے ایک روز آپ نے موافق عادت کے اصحابون سے پوچھا کہ کسینے تم مین سے آج کی رات خواب دیکھا ہو تو مجھ سے بیان کرے سبھون عرض کی یا رسول اللہ آج کی رات کسی نے خواب نہین دیکھا تب آنسرور نے فرمایا کہ مین نے آج کی رات خواب دیکھا ہے کہ دو شخص آکر میرا ہاتھ پکڑکے مجکو زمین مقدس کی طرف لے گئے یکایک وہان مینے دو شخصون کو دیکھا کہ ایک بیٹھا اور دوسرا کھڑا ہے جو کھڑا ہے اوسکے ہاتھ مین ایک لوہے کا قلابہ ہے اور وہ شخص اوس قلابے کو اوس بیٹھے ہوئیکے گلے مین یہانتک چبھوتا ہے کہ وہ قلابہ اوسکی گدی تک

پہونچتا ہی اوسی طرح سے دوسرے کلے مین بھی چیھوتا ہی پھر اوسکے کلے باہم ملجاتے ہین اور درست ہوتے ہین پھر وہ شخص اوسی طرح زنبور اوسکے کلے مین چبھوتا ہے مینے اون دونون شخصون سے کہ جو میرے ہاتھ پکڑے تھے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہی اونھون نے کہا کہ چلو مت پوچھو اور چیزین بھی تمنے دیکھنی پھر ہم چلے اور وہان آئے کہ ایک شخص کروٹ پر سوتا تھا اور دوسرا شخص پتھر اپنے ہاتھ مین لیکر اوسکے سر کو پھوڑتا تھا جب پتھر اوسکے سر پر مارتا تو پتھر لڑھک جاتا تھا جب تک وہ پتھر اوٹھالاتا سر اوسکا اچھا ہو جاتا پھر وہ اوسکے سر کو پھوڑتا مینے اون دو شخصون سے جو میرے ساتھ تھے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا اونھون نے آگے چلو کچھ مت پوچھو پھر ہم ایک گڑھے کے پاس پہونچے کہ تنور کی طرح منہ اوسکا چھوٹا اور پیٹ اوسکا چوڑا تھا اور نیچے اوسکے آگ جلتی تھی اور اوسمین بہت سے مرد اور عورتین برہنہ پڑے تھے اور جب اوس آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو اوسکے اندر والے اوپر تنور کے آتے اور جس وقت آنچ اوسکی دھیمی ہوتی تو اندر تنور کے جاتے مینے پوچھا کہ یہ کیا ہے اونھون نے جو میرا ہاتھ پکڑے ہوے تھے کہا آگے چلو پھر ہم وہان سے چلے اور ایک جا پر پہونچے کہ نہر لہو کی بہتی تھی اور ایک مرد اوس نہر مین پڑا ہوا اور ایک دوسرا شخص کنارے پر نہر کے کھڑا تھا اور آگے اوسکے بہت سے پتھر پڑے تھے وہ شخص کہ نہر مین تھا چاہتا کہ باہر آوے تب وہ مرد جو باہر کھڑا تھا ایک پتھر اوسکے منہ پر مارتا تاکہ وہ باہر نہ آوے وہین وہ پھر جاتا مینے پوچھا یہ کیا ہے اونھون نے کہا آگے چلو پھر ہم آگے چلے اور ایک سبزہ زار مین آ پہونچے اوسکے درمیان ایک بڑا سا درخت تھا اوس درخت کے نیچے ایک پیر مرد اور کئی بچے بیٹھے تھے اور ایک شخص درخت کے نزدیک آگ سلگاتا تھا وہ دونون شخص جو میرے ساتھ تھے مجکو اوس درخت پر لیجاکے ایک گھر مین جو اوس جھاڑ پر تھا لیگئے مینے ایسا گھر کبھی نہین دیکھا تھا اور اوسمین مرد اور جوان عورتین اور لڑکے تھے بعد وہ اوس گھر سے مجکو باہر لائے اور دوسرے گھر مین کہ وہ پہلے گھر سے بہتر اور خوشتر تھا لے گئے اوسمین بھی بوڑھے اور جوان جمع تھے مینے اون دونون شخصون سے کہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ساتھ تھے کہا کہ آج کی رات تمنے مجکو بہت پھرایا اب وہ چیزین جو مینے دیکھین اونکا حال مجکو بتاؤ اونھون نے کہا اچھا بتاتے ہین تمنے پہلے جس مرد کو دیکھا کہ اوسکے کلے کو چیرتے تھے وہ جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتین کیا کرتا تھا اور اوسکی جھوٹی باتین سارے عالم مین پہونچین تھین اوسکو یہ سزا اوسکے جھوٹھ کی قیامت تک

دیجاتی ہے اور وہ مرد کہ جسکا سر پھوڑا جاتا ہے وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اوسکو سکھایا اور وہ
شب کو سو گیا اور قرآن نہ پڑھا اور شب کی نماز کے لیے کبھی نہیں اوٹھا اور دنکو کچھ عمل نیک نہیں کیا
اسواسطے اوسپر یہ عذاب جو تمنے دیکھا قیامت تک کیا جاتا ہے اور وہ لوگ جو تنور میں پڑے ہیں زناکار
ہیں اور جسکو تمنے دیکھا کہ لہو کی نہر میں ہے وہ بیاج خوار ہے اور اوس پیر مرد کو جو تمنے درخت کے
نیچے دیکھا ابراہیم علیہ السلام ہے اور لڑکے جو اونکے پاس تھے وہ لوگونکی اولاد ہیں اور وہ مرد
جو آگ کو سلگاتا تھا سو مالک خازن آتش ہے اور پہلے تم جس گھر میں داخل ہوئے وہ عوام الناس
مسلمانونکا گھر ہے اور دوسرا گھر شہیدونکا ہے اور میں جبرئیل اور یہ میکائیل ہے پھر دونونے
کہا کہ تم سرکو اوٹھاؤ تب مینے سر کو اپنے اوپر اوٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا سا جرس سا ہے
مینے اون سے پوچھا یہ کیا ہے اون دونونے کہا یہ تمہارا مکان ہے مینے کہا تو مجھکو یہاں
چھوڑ دو اونھوں نے کہا ابھی عمر تمھاری باقی ہے جب آپ کی عمر تمام ہو گی تو اس مکان میں
آؤگے اور روایت ہے کہ زرارہ بن عمر نخع کی طرف سے ایلچی ہوکر حضور میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے راہ میں خواب دیکھا کہ ایک گدھی کہ اوسکو
میں اپنے قبیلے میں چھوڑ آیا ہوں سو بکریکا بچہ سیاہ اور سپید رنگ کا لینے ابلق جنی ہے حضرت
نے فرمایا کہ آیا تو کوئی باندی اپنے گھر میں چھوڑ آیا ہے کہ وہ تجھ سے حاملہ ہوئی ہے اوسنے عرض
کی کہ باندی گھر میں ہے گمان رکھتا ہوں کہ وہ حاملہ ہوئی ہے تب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باندی تیرا فرزند جنی ہے پھر زرارہ نے عرض کیا کہ کیا سبب ہے بچہ
دو رنگ جنی ہے سرور عالم نے فرمایا کہ تو میرے نزدیک آ زرارہ جب حضرت کے نزدیک آیا
تو آپنے فرمایا آیا تجکو سپید داغ برص کے ہیں کہ تو اوسکو لوگوں سے چھپاتا ہے زرارہ نے
عرض کی قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے آپکو رسول بھیجا کسی شخص نے آج تک اون داغونکو میرے نہیں
دیکھا اور نہیں معلوم کیا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سیاہی اور سپیدی
جو بچے کے بدن پر ہے سو تیرے برص کا اثر ہے کہ وہ تیرے بچے میں ظاہر ہوا پھر زرارہ نے عرض کی یا
رسول اللہ مینے خواب میں دیکھا کہ نعمان بن منذر کے کانوں میں دو گوشوارے اور دونوں بازو پر بازوبند
اور ہاتھوں میں کڑے ہیں نعمان عرب کا بادشاہ کسرے کے زمانے میں تھا حضرت سرور عالم نے فرمایا

کہ وہ ملک عرب ہی زینت اور خوشی اور پوشش ہین پھر اپنی حالت پر پھیر یگا پھر زرارہ نے عرض کیا
کہ مینے خواب مین ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اوسکے بال سپید و سیاہ ملے ہوئے ہین اور وہ زمین سے
نکلتی ہے جناب رسالت نے فرمایا کہ یہ بقیہ دنیا ہی پھر زرارہ نے عرض کی کہ مینے خواب مین دیکھا
کہ ایک آتش زمین سے نکلی ہے میرے اور میرے فرزند کے درمیان کہ اوسکا نام عمر ہی حائل
ہوئی ہے اور لظی لظی ہے لظی آگ کی لپٹ کو کہتے ہین اور دوزخ کا نام ہے اور وہ کہتی ہے کہ بینا
اور نابینا سبکو کھاؤن گی حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ آگ ایک فتنہ ہی کہ آخر زمانے مین پیدا ہوگا زرارہ
نے عرض کی یا رسول اللہ کیسا ہی وہ فتنہ جو آخر زمانے مین پیدا ہوگا فرمایا حضرتؐ نے کہ لوگ
اپنے امام کو یعنی حضرت عثمان کو مار ڈالین گے اور بعد اوسکے آپس مین اختلاف کرین گے سرور عالم اپنی
اونگلیونکو درہم لائے اور فرمایا کہ اوس فتنہ مین بدکار گمان کریگا کہ مین نیک کار ہون اور لہو
مسلمان کا مسلمان کے نزدیک پانی سے زیادہ میٹھا ہوگا یعنے مسلمانونمین باہم خونریزی اور لڑائی ہوگی

وصل اوس بیان مین ہے جو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون سے خواب پوچھنا موقوف فرمایا

بخاری اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر
اصحابون سے اپنے پوچھتے تھے کہ اگر کسی نے تم مین سے خواب دیکھا ہے تو مجھہ سے بیان کرے تا کہ
مین اوسکی تعبیر کرون جو شخص بیان خواب کرتا آپ اوسکی تعبیر فرماتے تھے بعد اوسکے سرورِ عالم
نے خواب پوچھنا موقوف فرمایا اگر کوئی از خود حضور مین آکر خواب اپنا عرض کرتا تو آپ اوسکی
تعبیر کرتے تھے اور از خود نہین پوچھتے تھے حضرتؐ کے پوچھنے کا سبب اپنے اصحاب سے تو آگے
مذکور ہوا مگر حضرتؐ نے خواب پوچھنا جو موقوف کیا اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ
سبب ترک کا یہ ہے کہ ایک روز جناب رسالتؐ نے اصحاب کو فرمایا کہ کسی نے تم مین سے
خواب دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مین نے دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ
بیان کر اوسنے عرض کی کہ مین نے دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے نازل ہوئی اوسمین جب
آپکو اور ابو بکر کو تولا تو آپکا پلہ بھاری ہوا جب ابو بکر اور عمر کو تولا تو ابو بکر کا پلہ بھاری ہوا بعد
اوسکے وہ ترازو جاتی رہی یہ خواب حضرتؐ کو بہت برا معلوم ہوا اور آپ غمگین ہوئے اور آپکی غلط

مبارک پر اس خواب سے کراہت ہوئی بعد اسکے حضرت نے خواب کا پوچھنا اصحابون سے ترک فرمایا کہتے ہین کہ حضرت کو کراہت ہونیکا سبب اس خواب سے یہ تھا کہ اوسکے خواب سے بعضے اصحابو کے مرتبے کی زیادتی بعضے اصحابونکے مرتبے پر ظاہر ہوگی اور اوسکا پوشیدہ رہنا بہتر اور مناسب تھا اگرچہ آپ نے بعضے اصحاب کو بعضے اصحاب پر ترجیح دی ہے خصوص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو لیکن آپ نے اس تفاوت مراتب کا ظاہر ہونا خوب نہین جانا اسواسطے کہ اللہ تعالے نے احوال خلائق کا جو پوشیدہ رکھا ہے اسمین ایک حکمت اور مشیت الٰہی ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ خواب کا پوچھنا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑ دیا سبب اسکا حدیث ابن زمل کی ہے کہ ایک روز سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر پڑھکے اصحابونکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی نے تم مین سے خواب دیکھا ہے ابن زمل نے عرض کی یا رسول اللہ مینے دیکھا ہے حضرت نے خیرا تلقاہ وشرا توقاہ وشر علے اعدائنا اور الحمد للہ رب العالمین پڑھکے فرمایا اپنا خواب بیان کرو اونے عرض کی کہ مینے خواب مین دیکھا کہ سب لوگ شاہراہ پر آہستہ آہستہ چلتے ہین آتے آتے ایک بڑی چراگاہ مین آپہونچے کہ ایسا تروتازہ سرسبز چراگاہ شاید کسینے نہ دیکھا ہو وہ چراگاہ ایسا چمکتا تھا کہ گویا اوسمین سے طراوت ٹپکتی تھی اور طرح بطرح کی گھانس اوسمین تھی اور مین بھی وہان موجود تھا اور جو لوگ پہلے اوس چراگاہ مین آئے تھے اونھون نے اوسکی خوبی اور سرسبزی دیکھکر تعجب کیا اور تکبیر پڑھی بعد ازان اپنے گھوڑونکو اوسمین چرنیکے لیے چھوڑ دیا اور اپنی راہ نہین بھولے بعد اوسکے ایک گلہ زیادہ پہلے گلے سے اوس چراگاہ مین آیا اور اونھون نے بھی اوسکی تروتازگی پر وجد کیا اور تکبیر پڑھی اور اپنے جانورونکو چھوڑ دیا بعضون نے اونمین سے اپنے جانورونکو چرایا اور بعضون نے گھانس کاٹ کے گٹھے باندھلیے اور وہان سے نکل آئے بعد اوسکے اوس چراگاہ مین بڑے بڑے لوگ شان وشوکت والے آئے اور تکبیر پڑھی اور کہا کہ یہ بہت بہتر جگہہ ہے اور اوسمین مقام کیا اور چوطرف چراگاہ کے پھرے جب مینے یہ حالت دیکھی تو وہان سے چلا جہان وہ چراگاہ تمام ہوئی تھی وہان پہونچا دفعتہ دیکھتا ہون کہ مین آپکے ساتھ ایک منبر پر ہون کہ اوسکے سات سیڑھیان ہین اور آپ سب سے اوپر کی سیڑھی پر تشریف رکھتے ہین اور آپکے دہنے طرف ایک شخص بلند قامت گندم رنگ تھا جب وہ بات کرتا تو بلند ہوتا تھا اور آپکے بائین جانب ایک شخص میانہ قد جسیم تھا اور اونکے

اوسکے سرخ خال تھی جس وقت وہ بات کرتا تو آپ اوسکی بات سننے کیواسطے متوجہ ہوتے تھے اور
منبر کے آگے ایک پیر مرد بزرگ تھا گویا آپ اوسکا اقتدا کرتے ہین اور آگے اوسکے ایک ناقہ دبلا بوڑھا
ہی یا رسول اللہ گویا آپ اوس ناقے کو ہانکتے اور چراتے ہین جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ خواب ابن زمل سے سنا ایک ساعت تک رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوگیا بعد اوسکے آنسرور نے
اوس خواب کی تعبیر مین ابن زمل کو فرمایا کہ تونے رستہ جو کشادہ دیکھا سو وہ راہ ہی کہ مینے تمکو دکھائی
اور تم اوس راہ پر ہو اور چراگاہ جو تونے دیکھا سو وہ دنیا ہی اور نضارت اور سرسبزی اوسکی
عیش کی ہی کہ جسمے ہم مشغول نہین اور اوسنے ہمارے تئین نہین چاہا اور ہمنے اوسکو نہین چاہا
اور دوسرا اور تیسرا گلہ انا للہ وانا الیہ راجعون اس کلام کو مصیبت کے وقت پڑھتے ہین اور
مقصود آنسرور کو اس کلام کے پڑھنے سے اون جماعتونکا احوال بیان کرنا تھا کہ وہ عیش اور
لذات مین دنیا کے گرفتار رہے اور کار خیر اور عمل نیک نہین کیا جیسا کہ بعضے بادشاہ اور امرائے حضرت
کی امت کی کیا اور حضرت نے فرمایا ای ابن زمل تو میرے طریقے پر یعنی راہ نیک پر ہے اور ہمیشہ رہیگا
مرتے دم تک جیسا کہ تونے کہا کہ مین آپکے ساتھ ہون یا رسول اللہ اور تونے سات سیڑھیونکا منبر
جو دیکھا وہ دنیا ہی اور عمر اوسکی سات ہزار برس کی ہی اور مین ہزار برس آخر مین ہون جو اعلی پایہ ہی اور مرد دراز قد
گندم رنگ موسی علیہ السلام ہی کہ مین اوسکا اکرام کرتا ہون اسواسطے کہ اوسنے بلا واسطہ اللہ تعالے
سے کلام کیا ہی اور مرد میانہ قد جسیم عیسی علیہ السلام ہی مین اوسکی تعظیم اسلیئے کرتا ہون کہ اوسکا
مرتبہ خدا تعالی کی نزدیک بڑا ہی اور وہ پیر مرد جو تونے مجکو اوسکا اقتدا کرتی ہوئے دیکھا سو
ابراہیم علیہ السلام ہی اور وہ جو تونے دیکھا کہ مین ایک ناقہ لاغر بوڑھے کو چراتا ہون سو وہ
قیامت ہی کہ مجھپر اور میری امت پر قایم ہوگی اور بعد میرے کوئی دوسرا نبی نہین ہی اور کوئی
امت بعد میری امت کے نہین ابن زمل نے کہا کہ بعد اس خواب کے جناب رسالت نے کسی صحابی سے
خواب کا سوال نہین کیا اور سوال کرنا ترک فرمایا مگر کوئی اتفاقا حضور مین حضرت کے آکر اپنا خواب
بیان کرتا تو آپ اوسکی تعبیر فرماتے تھے وگرنہ آپ سوال خواب کا کسی سے نہین کرتے تھے

ساتوان باب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے شریف کے بیان مین

جان کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت نامونکو قرآن شریف اور کتابونمین

ذکر کیا اور آگے کے نبیون کی زبان پر لایا سب ناموں سے مشہور نام محمد ہی اور یہ نام حضرت کا اللہ تعالے نے آپکے دادا عبد المطلب کی زبان سے رکھوایا لوگون نے عبد المطلب سے کہا کہ تمنے کسواسطے محمد اپنے پوتے کا نام رکھا حالانکہ یہ نام نہ تمھارے بزرگونکا ہی اور نہ کسی تمھاری قوم والی کا عبد المطلب نے کہا اسواسطے کہ مین امید رکھتا ہون کہ سارا عالم اوسکی حمد و ثنا کریگا اور کہتے ہین کہ عبد المطلب نے خواب مین دیکھا تھا کہ گویا اوسکی پیٹھ سے ایسی زنجیر چاندی کی باہر نکلی ہی کہ ایک طرف اوسکی آسمان مین ہی اور ایک طرف مشرق اور ایک طرف مغرب مین بعد اوسکے وہ زنجیر ایک درخت ہو گئی کہ ہر ایک پتے پر اوس درخت کی نور چمکتا ہی اور سارا عالم اوس درخت سے لٹکا ہوا ہی تعبیر کرنیوالون نے اوس وقت کے خواب کی یہ تعبیر کی کہ ایک لڑکا ایسا تیری پشت سے پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور مغرب سب اوسکی فرمانبرداری کرینگے اور اہل آسمان اور زمین اوسکی تعریف اسواسطے عبد المطلب نے آپکا نام محمد رکھا اور اس نام مبارک کے رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت کی والدہ بی بی آمنہ رض نے عبد المطلب سے کہا کہ مجکو خواب مین کسی نے کہا کہ اے آمنہ رض تیرے پیٹ مین اس امت کا سردار ہی جب تو اوسکو جنے گی تو نام اوسکا محمد رکھنا آگاہ ہو کہ لوگون نے کہا ہی کہ یہ بھی حضرت کی نبوت کی علامت ہی کہ آگے آپ سے کسیکا نام محمد نہین تھا اور اللہ تعالی نے اس نام کو اپنے حفظ و امان مین رکھا تھا تا کہ اوس نام مقدس مین اشتباہ اور اشتراک نہو جب حضرت کا ظہور قریب ہوا اور اہل کتاب نے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب پیدا ہونیکی بشارت دی اور آپکی نام مبارک سے خبر کی تب اکثر لوگون نے اپنے فرزندونکا نام محمد رکھا اس امید سے کہ شاید وہی ہو واللہ اعلم اور شیخین کی حدیث مین جبیر بن مطعم سے مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہین مین محمد ہون اور مین احمد ہون اور مین ماحی ہون اور مین حاشر ہون اور مین عاقب ہون ماحی جو حضرت کا نام ہی اوسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی میرے سبب سے کفر کو دور کریگا اور حاشر کے معنی یہ ہین کہ قیامت کے روز آنسرور سب سے پہلے قبر سے اوٹھین گے اور محشور ہوئین گے اور تمام لوگ بعد از حضرت کے اوٹھینگے اور جمع ہوئینگے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی ہُوَ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ یعنے پہلے پہل سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم محشور ہونگے اور بعد سارے لوگ اور معنی عاقب کے پیچھے آنیوالا یعنی آپ خاتم النبیین ہین اور بعد حضرت کی کوئی نبی نہوگا اور یہ پانچ نام آنسرور کے پہلے کی کتابون مین مذکور اور آگے کی امت کو

عالمونکو معلوم تھے اور بعضی حدیثونمین چھہ نام آئے ہین پانچ نام وہ جو مذکور ہوئے اور چھٹا نام آپکا خاتم ہے اور نقاش سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ قرآن مین میرے سات نام ہین محمد احمد یٰس طٰہٰ مدثر مزمل **فائدہ** جان کہ لفظ مین چھہ نام ہین مگر معنونمین سات اسواسطے کہ طٰہٰ کے معنی طاہر اور ہادی ہین یہ دو نام ہین اور بعضی حدیثونمین آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہین پانچ نام وہ ہین جو حدیث اول مین مذکور ہوئے اور پانچ نام یہ ہین کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین رسول رحمۃ ہون اور مین رسول راحۃ ہون اور مین رسول ملاحم ہون اور مین مقفی ہون اور مین قیم ہون چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنے نہین بھیجا ہمنے تجکو مگر واسطے رحمت کرنے عالمیون کے اور فرمایا بالمومنین رؤف رحیم یعنے تو مومنون کے ساتھ رحم کرنے والا ہے اور آپ کی امت کی تعریف مین فرمایا امت مرحومہ اور دوسری جا فرمایا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ یعنے بعضے بعضون پر رحم کرتے ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی دوست رکھتا ہے اون بندون کو جو رحم کرتے ہین اور فرمایا کہ رحم کرنیوالونپر رحم کرتا ہے یعنے جو کوئی اہل زمین سے اپنے ابنا جنس پر رحم کرتا ہے اوسپر اللہ تعالی رحم کرتا ہے اور معنی ملاحم کے جنگ کرنیوالا ہے جیسا کہ حضرت نے خدا کی راہ مین جہاد کیا ویسا کسی نے نہین کیا اور معنی مقفی کے کرم کرنیوالا اور معنی قیم کے کامل ہین اور نبی التوبہ بھی حضرت کا نام ہے یعنے بہت خلائق نے اوس سرور کے ہاتھ پر کفر اور گناہ سے توبہ کی اور قرآن شریف مین حضرت کے القاب اور اسماء جو آئے ہین یہ ہین نور ۞ سراج ۞ منیر ۞ منذر ۞ نذیر ۞ مبشر ۞ بشیر ۞ شاہد ۞ شہید ۞ حق المبین ۞ خاتم النبیین ۞ امین ۞ عزیز ۞ حریص ۞ رؤف ۞ رحیم ۞ قدم صدق ۞ نعمۃ اللہ ۞ عروۃ الوثقی ۞ صراط المستقیم ۞ طٰہٰ ۞ یٰس ۞ نجم الثاقب ۞ الکریم النبی الامی ۞ الحق ۞ البرہان ۞ اور اگلے نبیون کی کتابونمین بھی سید عالم کے صفات جلیلہ اور اسماء بزرگ ہین مصطفے ۞ مجتبے ۞ ابو القاسم ۞ شفیع ۞ متقی ۞ مصلح ۞ طاہر ۞ مہیمن ۞ صادق ۞ مصدوق ۞ ہادی ۞ سید ولد آدم ۞ سید المرسلین ۞ امام المتقین ۞ رسول رب العالمین ۞ قائد الغر المحجلین ۞ حبیب اللہ ۞ خلیل الرحمن ۞ صاحب الحوض المورود ۞ صاحب الشفاعۃ ۞ صاحب المقام المحمود ۞ صاحب الوسیلۃ ۞

صَاحِبُ الدَّرَجَۃِ الرَّفِیعَۃِ ۞ صَاحِبُ التَّاجِ ۞ صَاحِبُ المِعرَاجِ ۞ صَاحِبُ اللِّوَاءِ ۞ صَاحِبُ القَضِیبِ ۞ رَاکِبُ البُرَاقِ ۞ رَاکِبُ النَّاقَۃِ ۞ نَجِیبٌ ۞ صَاحِبُ الحُجَّۃِ ۞ السُّلطَانُ الخَاتَمُ ۞ العَلَامَۃُ ۞ صَاحِبُ الهِرَاوَۃِ ۞ صَاحِبُ النَّعلَینِ ۞ اور اسمار شریف حضرت کے آگے کی کتابون مین یہ ہین المُتَوَکِّلُ ۞ المُختَارُ ۞ مُقِیمُ السُّنَّۃِ ۞ المُقَدَّسُ ۞ رُوحُ الحَقِّ اور کنیت مشہور سید عالم کی ابو القاسم ہے انس نے روایت کی کہ جب ابراہیم آنسرور کے گھر پیدا ہوا تو جبریل آیا اور السّلام عَلَیکَ یَا اَبَا اِبرَاہِیمَ کہا اور بعضون نے کہاہے کہ ابو الارامل اور ابو المومنین حضرت کی کنیت ہے اور ابو الیتامی بھی اگر کہین تو سزاوار ہے چنانچہ ابو طالب کے شعر مین آیا ہے ؎ اب للیتامی عصمۃ للارامل ۞ صاحب مواہب نے کہا کہ نام حضرت کے قران شریف مین بہت ہین بعضون نے کہا کہ موافق اسمار الٰہی کے ننانوے 99 ہین ابن وحیہ نے کتاب مستوفی مین کہا کہ اگر تمام نام آنسرور کے قرآن شریف و حدیث اور دوسری کتابون مین ڈھونڈھے جائین تو قریب تین سو کے ہوئین گے قاضی ابوبکر ابن عربی نے کہا کہ بعضے صوفیہ نے کہا کہ جیسا اللہ تعالے کے ایک ہزار نام ہین ویسے ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ہزار نام ہین ۞

وصل حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامون کے شمار مین اور اس بیان مین کہ نام شریف سید عالم کا بعضی چیز و پر لکھا ہی

صاحب مواہب نے اسمار شریف کو زیادہ چار سو سے گنا ہی مشہور تر نامونسے سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احمد اور محمد ہی اور یہ بمنزلہ اسم ذات کے ہین اور باقی سب اسمار صفات بعضون نے کہا کہ احمد جو حضرت کا نام ہی محمد کے نام سے قدیم ہی کس واسطہ کہ موسی اور عیسی علیہما السلام نے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احمد کے نام سے پکارا ہی اور یہ نام آگے کی کتابونمین بھی مذکور ہین اور محمد فقط قرآن شریف مین آیا ہی حق تو یہ ہے کہ یہ دونون نام یعنے احمد اور محمد قدیم ہین لیکن موسی اور عیسی نے بسبب بہت تعظیم کے احمد کہا اور روایتونمین آیا ہی کہ اللہ تعالے نے ہزار برس آگے دنیا پیدا ہونیکے محمد آنسرور کا نام رکھا اور ابن عساکر نے کعب الاحبار سے ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو کہا کہ اے فرزند بعد میرے تو خلیفہ ہے صلاح اور تقوی اختیار کر اور جب تو اللہ تعالے کا نام لے تو اوسکے ساتھ محمد کے نام کو ذکر کر اسواسطے کہ مینے اوسکے نام کو

پایہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا ہے حالانکہ ہنوز اوس وقت مین روح اور مٹی تھا بعد اوسکے مین آسمانون پر پھرا اور کوئی جا نام محمد سے خالی نہین دیکھی جب مجھکو پروردگار نے بہشت مین رکھا تو مین نے وہان بھی مکانون اور دریچون پر نام محمد کا لکھا ہوا دیکھا یہانتک کہ سینے پر حور العین کے اور پتون پر درخت طوبی اور سدرۃ المنتہی کے اوپر دونون کنارون پر اور فرشتون کی انکھون مین ہی فرزند تو ذکر محمد کا بہت کیا کر اور ابو ہریرہ رض سے حدیث ہی کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھکو آسمانون پر لیگئے تو جس آسمان پر سیر اگذر ہوا وہان میرا نام محمد اور ابوبکر لکھا ہوا تھا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آدم علیہ السلام نے وقت مصیبت کے کہا ای پروردگار واسطے محمد کے میری خطا کو بخشدے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آدم علیہ السلام نے کہا کہ ای پروردگار واسطے محمد کے میری توبہ قبول کر اللہ تعالی نے آدم کو فرمایا کہانسے تو نے محمد کو پہچانا آدم نے عرض کی کہ مینے بہشت مین ہر ایک جگہہ دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اس سے مینے معلوم کیا کہ وہ تیرے پاس سب سے عزیز و بزرگ ہی اور توبہ میری اوسکے واسطے قبول کریگا کتاب شفا مین لکھا ہی کہ ایک پتھر پر لکھا ہوا لوگون نے دیکھا محمد تقی مصلح امین اور ایک پتھر پر خط عبرانی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مذکور ہی کہ ایک شہر مین خراسان کے ملک سے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکے پہلو پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور کہا گیا ہی کہ ہندوستان کے شہرونمین ایک پھول ہی کہ اوسپر بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور علا ابن فرزدق نے عبداللہ بن صوحان سے بیان کیا کہ ہم کشتی پر سوار ہندوستان کے دریا مین جاتے تھے کہ ایک تند باد چلی تب ہمنے ایک جزیرے مین کشتی کا لنگر کیا اور اوس جزیرے مین ایک پھول خوشبو سرخ رنگ دیکھا کہ اوسمین بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور ایک پھول سفید تھا کہ اوسپر زرد خط سے لکھا ہوا تھا براۃ من الرحمن الرحیم الی جنات النعیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مذکور ہی علی بن ہاشمی نے کہا کہ مینے بعضے قریون ہندوستان مین ایک پھول بڑا خوشبو دیکھا کہ اوسپر بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر فاروق لکھا ہوا تھا مجھکو شک ہوا شاید اس پھول مین کسینے بناوٹ کی ہو پھر مینے دوسرا ایک پھول کہ ہنوز کھلا نہین تھا کھولکر دیکھا تو اوسمین بھی لکھا ہوا تھا اور وہان کے لوگ ایسے گمراہ تھے کہ پتھر پوجتے تھے اور خدا تعالے کو نہین جانتے تھے اور ابو البقا بن صافی نے

ابو محمد عبد اللہ بن مالک سے اپنی کتاب منسک مین حکایت کی کہ ابو عبد اللہ نے کہا کہ مین شہر و نمین
ہندوستان کے جزیرہ امیلہ ایک شہر مین ایک درخت بڑا سا دیکھا کہ میوہ اوس درخت کا مانند بادام کے
پوست دار تھا جب اوس میوے کو توڑتے تو اوسمین سے ایک پتا سبز لپٹا ہوا باہر نکلتا اور
اوسمین سرخی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا اور جب قحط ہوتا اور مینہہ نہ برستا
تو ہند کے لوگ اوس سے شفا چاہتے تھے اور یافعی نے کتاب روضۃ الریاحین مین یہ بات جو منک
مین مذکور ہے بعضے عالمون نے نقل کی اور کہا اوسنے کہ حبیب مین نے یہ بات یعقوب صیاد سے
کہی تو یعقوب صیاد نے کہا کہ مین نے ایک روز ایک مچھلی کو شکار کیا اوسکے سیدھے پہلو پر
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اوسکے بائین پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا جب مین نے یہ دیکھا بسبب
تعظیم کے وہین اوس مچھلی کو پانی مین چھوڑ دیا اور بعضے لوگون نے شرح قصیدہ بردہ مین ابن
مرزوق سے نقل کیا ہے کہ کہا ابن مرزوق نے کہ مینے ایک مچھلی دیکھی کہ ایک طرف اوس مچھلی کے
کان کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسری طرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا نقل ہے کہ ایک جماعت نے
جا در زرد ابریشم کی پائی کہ اوسمین سفید لکیرین حلقہ دار تھین اور اون لکیرونمین ایک طرف اللہ اور
دوسری طرف محمد بخط واضح لکھا ہوا تھا کہ کسی کو اوس خط کے معلوم ہونے مین کچھ شک نہین تھا
اور کتاب بطن مفہوم مین طغریل سیاف نے بعضون سے نقل کیا کہ اونھون نے ایک بڑے درخت
کو دیکھا کہ اوسکے پتے بڑے اور خوشبو تھے اور ہر ایک پات سبز پر اوسکے قدرت الٰہی سے بخط سرخ
اور سپید تین سطرین لکھی تھین پہلی سطر مین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسری سطر مین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
تیسری سطر مین اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ❊

وصل اسمین کہ جناب باری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسماء علی اور صفات حسنی عنایت کیے

قاضی عیاض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت نبیونکو بعضے اپنے نام عنایت کیے جیسا کہ اسحٰق پیغمبر اور اسمٰعیل پیغمبر کو
علیم اور حلیم اور نوح پیغمبر کو شکور اور عیسیٰ پیغمبر کو بر اور موسیٰ کو کریم فرمایا اور پیغمبرونکو بھی بدستور لیکن
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت نام اور صفات سے اپنے مشرف کیا اور سب نبیون پر عزو امتیاز
دیا چنانچہ وہ نام قرآن شریف اور احادیث صحیحہ مین مذکور ہین ایک اون نامون سے حمید ہے معنی اوسکے

دو ہین یعنی تعریف کرنیوالا اور تعریف کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ اپنی تعریف کی اور سب بندون
نے بھی اوسکو سراہا ہی اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نام محمد رکھا اور معنی محمد کی سراہا گیا ہے آگے بھی
معنی اس نام مبارک کی مذکور ہوئی اور از انجملہ رؤف الرحیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام اپنے حبیب کو عنایت
فرمایا رؤف کے معنی مہربانی کرنیوالا ہی رؤف جیسا کہ قرآن مین بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ آیا ہے
یعنے محمد مسلمانون پر مہربانی کرنیوالا ہی رؤف و رحیم کے معنی قریب قریب ہین اور اون ناموں سے کہ حقتعالیٰ
نے سرور عالم کو عنایت کیے الحق المبین ہے معنی حق کی ثابت ضد باطل اور معنی مبین کے ظاہر ہین خطاب باری
نے چنانچہ قرآن حمید مین فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ اے آدمیو حق آیا تمھارے واسطے
تمھارے پروردگار کی طرف سے اور فرمایا حَتّٰی جَآءَھُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ مراد حق اور رسول مبین سے
محمد ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا نام نور ہی معنے نور کی بہت ہین از انجملہ ایک معنی صاحب نور کی
اور پروردگار نے بھی اپنے حبیب کا نام نور رکھا چنانچہ قرآن مین فرمایا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ
اور خطاب باری نے اپنے نام سے جو شاہد اور شہید ہی سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسوم کیا اور معنی شاہد اور
شہید کی جاننے والا اور حاضر بحال امت ہی اور قرآن مین فرمایا وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا اور خدا تعالیٰ
کے نامون سے ایک نام کریم ہی معنی اوسکے کثیر الخیر اور بزرگ اور عفو کرنیوالا ہی پروردگار نے یہ نام اپنے حبیب کا بھی رکھا
اور قرآن مین فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ آخر آیت تک مراد رسول کریم سے سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم ہین اور اللہ تعالیٰ کے نامون سے ایک نام عظیم ہی یہ نام آنسرور کا بھی رکھا معنے عظیم کے جلیل الشان ہے
اور قرآن مین بھی فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہے اے میرے حبیب تیرا خلق عظیم ہے ظاہر ہے کہ جسکی صفت بزرگ ہے
اوسکی ذات البتہ بزرگ ہی اور پروردگار کا نام جبار ہے معنی جبار کی اصلاح کرنیوالا اور قہر کرنیوالا اور
عظیم الشان ہی اللہ تعالیٰ نے یہ نام سید عالم کا رکھا چنانچہ مزامیر مین داود علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
فرمایا تقلد ایھا الجبار سیفک یعنے حمایل کر اے جبار تلوار اپنی معنی جبار کے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کی شان مین صادق آتی ہین اسواسطے کہ آپنے اپنی امت کی حال کی اصلاح ہدایت اور تعلیم سے فرمائی اور
اعداء دین پر قہر و غضب فرمایا اور بزرگی اور شان اوس جناب کی تمام افراد بشر سے زیادہ ہے اور جناب باری
کا نام خبیر ہی معنی اوسکے بھید کا جاننے والا اور بعضون نے کہا کہ خبیر کی معنی خبر دینے والا ہی آنسرور کی ذات
شریف میں دونو معنی صادق آتی ہین اسلیے کہ سید عالم ہر شئی کی حقیقت سے جو خدا تعالیٰ نے آگاہ کیا تھا جانتے

اور اون چیزون سے جو اللہ تعالی نے فرمایا تھا خبر دیتے تھے اسواسطے پروردگار نے آپکا نام خبیر رکھا اور
قرآن مین فرمایا الرحمن فاسال به خبیرا اور نام حقتعالی کا فتاح ہی معنی اوسکے حاکم بندونکا اور کھولنے والا
بندونپر دروازے رزق اور رحمت کے اللہ تعالی نے یہ نام بھی اپنے حبیب کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث اسرا مین ابی العالیہ
وغیرہ کی روایت کی ہی اللہ تعالی نے فرمایا وجعلتک فاتحا وخاتما اور سید عالم نے بھی شکریہ فرمایا ہی ورفع
لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما اور نامون سے جناب باریکے ایک نام شکور ہی معنی اوسکے تھوڑے پر
بہت ثواب دینے والا یہ نام بھی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو عنایت کیا چنانچہ آنسرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا یعنے پھر کیون نہون مین پروردگار کی نعمت کا شکر
کرنے والا اور اوس نعمت کی قدر پہچاننے والا ظاہر ہے کہ سید عالم نے جو اپنے کو شکور فرمایا بحکم الہی ہے
اور خدا تعالی کے نامونسے علیم اور علام اور عالم الغیوب الشہادۃ ہیں پروردگار نے اپنے حبیب کے
علم و فضل سے تعریف کی اور فضیلت زیادتی علم سے اونکو مخصوص کیا چنانچہ فرمایا وعلمک ما لم تکن تعلم وکان
فضل اللہ علیک عظیما یعنے سکھائین تجکو وہ چیزین کہ تو نہ جانتا تھا اور ہے تجپر بڑا فضل خدا کا اور
فرمایا ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون اور سکھاتا ہی وہ رسول تمکو قرآن اور حلال و
حرام اور سکھاتا ہے وہ رسول تمکو اون چیزونکو کہ تم نہین جانتے ہو اور پروردگار کے نامون سے الاول
والآخر ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ وجود مین سب سے پہلے اور بعد فنا ہونیکے باقی رہی حاصل اس معنی کا یہ ہے
کہ نہ اوسکا اول اور نہ آخر ہی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلقت مین سب نبیون سے آگے تھے
اور دنیا مین سب سے آخر چنانچہ اس آیت شریف کے اشارے سے معلوم ہوتا ہی واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک
ومن نوح وابراہیم یعنے یاد کرلے محمد جس وقت کر لیا ہمنے عہد نبیون سے اور تجھ سے اور نوح سے اور
ابراہیم سے پروردگار نے عہد لینے مین اوس سرور کو نوح اور ابراہیم وغیرہ پر مقدم کیا اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا نحن الآخرون السابقون اور اولیت حضرت کی بہت چیزونسے ثابت ہے
جیساکہ آپنے فرمایا انا اول من تنشق عنہ الارض واول من یدخل الجنۃ وانا اول شافع واول مشفع وہو
خاتم النبیین وآخر الرسل اور اسماء الٰہی ذو القوۃ المتین ایک اسم ہی معنی اوسکے قادر ہین اور اللہ تعالی
نے سرور عالم کی تعریف مین فرمایا ذی قوۃ عند ذی العرش مکین اور نامون سے پروردگار
کے ایک نام صادق ہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مین صادق و مصدوق دونون

آئے ہین اور ناموں سے حق تعالی کے مولی ایک نام ہی جیساکہ خدا تعالی نے فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ
رَسُوْلُہٗ یعنے نہین دوست تمہارا مگر خدا اور رسول خدا اور حضرت نے بھی فرمایا ہی کہ اَنَا وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ اور
فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنے جس شخص کو یاری دینے والا اور دوست مین ہون پس علی بھی اوس
شخص کا دوست اور یاری دینے والا ہی اور غفور بھی اللہ تعالی کا نام ہے معنی اوسکے گناہون سے درگذر کرنیوالا
اور جناب باری نے اپنے حبیب کو گناہون کے عفو کرنیکا قرآن شریف اور توریت مین حکم فرمایا
خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ یعنے آسانی اختیار کر اے محمد لوگون کے کامون مین اور حکم کر تو لوگون کو
نیکی کا اور فرمایا فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ یعنے عفو کر اگر توبہ کرین اور اونکی ایذا سے منہ پھیر کے اگر توبہ
قبول کرین اور الہادی بھی اللہ تعالی کا نام ہی معنی اوسکے توفیق دینیوالا بندون سے اپنے جسکو چاہے
چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
یعنے تحقیق کہ تو راہ دکھاتا ہے طرف صراط مستقیم کے آگاہ ہو کہ ہدایت کے دو معنی ہین ایک مطلب
کو پہونچا دینا سو وہ خاص جناب باری کی ذات مین صادق آتا ہے دوسرے کو اوسمین شرکت نہین
اور دوسرے معنی راہ دکھانا سو وہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلعم کے مشترک ہین اور نامون
سے خدا تعالی کے ایک نام المؤمن المہیمن معنی ان دونون نام کے نگاہبان و مہربان ہین بعضون نے کہا ہے
کہ معنی ان دونون نام کے یہ ہین کہ دنیا مین بندونکو ظلم اور شدت سے اور آخرت مین مومنون کو اپنے
عذاب سے امن دینے والا چنانچہ آنسرور بھی امین اور مؤمن اور مہیمن ہین اسواسطے پروردگار نے اپنے
حبیب کو اس نام سے سرفراز کیا اور مقدس بھی اللہ تعالی کا نام ہی معنی مقدس کے پاک و منزہ ہین کتابون
مین اگلے نبیونکی حضرت کا نام مقدس مذکور ہوا اور قرآن مین بھی آیا ہی لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ تاکہ بخشے اللہ تعالی تیرے اون گناہونکو کہ پہلے ہوئی ہین اور پیچھے ہوئی ہین العزیز
بھی اللہ تعالی کا نام ہی معنی اوسکے غالب ہین خدا تعالی نے یہ نام اوس سرور کو بخشا جیساکہ
قرآن مین فرمایا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ یعنے اے آدمیو ہر آئینہ آیا تمہارے پاس رسول تمہاری
جنس سے ایسا رسول کہ عزیز ہی اور بعضے مفسرون نے کہا طٰہٰ و یٰس بھی اللہ تعالی کا نام ہی اور بعضون نے کہا
کہ طٰہٰ و یٰس نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ہی آگاہ ہو کہ جناب باری کا کوئی مثل نہین اور کوئی
اوسکا مشابہ اور مانند نہین چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ یعنے نام باری تعالی کے نامون سے

جو رسالت مآبؐ کو عنایت ہوئے اس سے کوئی شبہہ نکرے کہ سرور عالم او باری تعالی سے مشابہت ہوئی اسواسطے کہ جناب باری قدیم اور اوسکی صفات بھی قدیم ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حادث اور صفات بھی انکی حادث فقط متشابہ لفظ کو ہی بعض اسما اور صفات مین جو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو عنایت کیے آگاہ ہو کہ جناب رسالت کے اور بھی ایسے بہت نام ہین چنانچہ صاحب مواہب لدنیہ نے بترتیب حروف تہجی کے ذکر کیا ہی کعب الاحبار سے منقول ہے کہ نام مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل جنت کے نزدیک عبد الکریم ہے اور اہل دوزخ کی پاس عبد الجبار اہل عرش کے نزدیک عبد الحمید فرشتونکے پاس عبد المجید پیغمبرونکے نزدیک عبد الوہاب اور شیاطین کے پاس عبد القہار اور جن کے نزدیک عبد الرحیم پہاڑونمین اوس سرور کا اسم شریف عبد الخالق جنگل بیابان مین نام مبارک عبد القادر سمندر یعنے دریا مین آپکا نام مقدس عبد المہیمن مچھلیونکے نزدیک عبد القدوس حشرات الارض کے پاس عبد الغیاث نزدیک وحوش کی عبد الرزاق درندونکے پاس عبد السلام چرندونکے نزدیک عبد المومن پرندونکے پاس عبد الغفار اور حضرت کا نام توریت مین موذ موذ اور انجیل مین طاب طاب اور صحف مین عاقب اور زبور مین فاروق آیا ہی اور جناب باری کی حضور مین طٰہٰ ویٰسٓ اور نزدیک مسلمانون کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو القاسم حضرت کی کنیت ہی اسواسطے کہ آنسرور جنت کو اہل جنت پر تقسیم فرماینگے آگاہ ہو کہ کسیکو اس بات مین خلاف نہین ہی کہ سرور عالم سب نبیونپر افضل اور اکمل اور سردار اولاد آدم ہین ابن عباس سے حدیث ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار نے خلائق کو دو قسم پیدا کیا اور اون دونون قسمون سے مجھکو بہتر گردانا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا اَصْحَابُ الْيَمِينِ وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ اور مین اصحاب یمین ہون اور بہترین اصحاب یمین ہون بعد اوسکے اللہ تعالی نے دونون قسمونکو تین قسم کیا یعنے اصحاب المیمنہ اور اصحاب المشامہ اور سابقون مین سابقون سے ہون اور بہترین سابقون ہون بعد ان تینون قسمونمین قبایل کی اور مجکو بہترین قبیلے سے گردانا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ یعنے گردانا ہمنے تمکو گروہ اور قبایل تاکہ پہچانو تم کہ بزرگتر تم مین سے خدا تعالی کے پاس وہ ہی جو پرہیزگار زیادہ ہی پس مین اولاد آدم مین پرہیزگار زیادہ ہون اور اللہ تعالی کے پاس بھی عزیز اور بزرگ زیادہ ہون اور مجکو فخر نہین ہی بعد اسکے حق تعالی نے اون قبیلونمین گھر بنائے اور مجکو بہترین گھر سے پیدا کیا جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہی اِنَّمَا يُرِيدُ

عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالے نے اولاد سے ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور اولاد سے اسمٰعیل کی بھی کنانہ کو برگزیدہ کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجھکو برگزیدہ اور خاص گردانا حدیث مین انس کی آیا کہ آنسرور نے فرمایا کہ مین اللہ تعالے کے نزدیک بزرگ زیادہ ہون اور مجکو اس بات کا فخر نہین ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث ہی کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اول اور آخر کے لوگون سے بزرگ زیادہ ہون اور مجکو اس بات کا کچھہ فخر نہین ہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہی کہ سید عالم نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ مین جو طرف زمین پر پھرا اور تفحص کیا کسی شخص کو محمد سے بہتر نہ دیکھا اور کسی اولاد کو بنی ہاشم کی اولاد سے بہتر نہ پایا ابن عباس نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت اللہ تعالے نے آدم کو پیدا کیا فرمایا کہ مجکو اوسکے صلب مین ڈالو یعنے جب آدم کو زمین پر نازل کیا مین اوسکے صلب مین تھا بعد اوسکے مجھے نوح کے صلب مین رکھا بعد ابراہیم کے صلب مین لایا پھر مجھکو اصلاب بزرگ سے ارحام پاک ومنزہ مین لایا یہانتک کہ مین اپنے مان باپ سے پیدا ہوا یعنے ہرگز وہ کبھی زنا سے متہم نہین ہوئے نقل ہی کہ ایک روز عباس رضی اللہ عنہ کچھہ طعن وکنایہ کافرون سے حضرت کے حق مین سنکر خشمگین حضور مین آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے سید عالم نے فرمایا کہ کس سبب سے تم غضب مین آئے ہو عباس نے جو کچھہ کافرون سے سنا تھا سو عرض کیا بعد اوسکے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر سوار ہوکر اصحاب لوگون سے جو اوس وقت حضور مین حاضر تھے فرمایا کہ مین کون ہون سبھون نے عرض کی کہ آپ رسول خدا ہین تب سرور عالم نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہون تحقیق کہ اللہ تعالے نے خلایق کو پیدا کیا اور مجکو بہترین خلایق بنایا اور اون خلایق کو دو فرقے کیا یعنے ایک فرقہ عرب دوسرا فرقہ عجم اور مجکو بہترین فرقے سے پیدا کیا یعنے عرب سے پھر اوس عرب کے فرقے مین کئی قبیلے بنائے اور مجکو بہترین گھر سے پیدا کیا پس مین سب خلایق سے از روے ذات اور صفات کے بہتر اور خوشتر ہون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا تعالے نے اپنے بندونکے دلون کی طرف نظر کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کو اختیار کیا اور اپنے واسطے اوسکو ممتاز فرمایا اور اون کو پیغمبر کیا فقط

باب آٹھواں حضرت سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے اون فضائل وکمالات اور بلندی درجات کے بیان مین ہے جو عالم آخرت مین حضرت سے ظاہر ہوئینگے

انس بن مالک سے حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز مین سب
سے آگے قبر سے اوٹھونگا اور جس وقت سب لوگ حضور مین جناب باری کی آوینگے تو مین اونکا اور جناب
باری کی درمیان کی درمیان والا ہونگا اور جب ناامید ہونگے تو مین اونکو بشارت دونگا اور لواء حمد
میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اولاد آدم مین بزرگتر ہون اور مجکو اس بات کا کچھ فخر نہین اور ایک
حدیث مین آیا ہی کہ جب سب لوگ جمع ہونگے تو مین اونکا رہنما ہونگا اور جس وقت خاموش ہوجاینگے تو مین
خطابت کرونگا اور جب مقید ہونگے تو مین اونکی شفاعت کرونگا اور نشان کرم میرے ہاتھ مین
ہوگا اور میرے گرد وپیش ہزار خادم مانند دُرِ ناسُفتہ کے پھرینگے ابو ہریرہؓ سے حدیث ہی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مجھے لباس بہشت پہنائینگے پھر مین بہشت کی راہ
مین اوس جا پر کھڑا ہونگا کہ کسیکی طاقت نہین جو اوس مقام پر کھڑا ہو ابو سعید خدری سے حدیث ہی کہ
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین قیامت کے روز بہترین اولاد آدم ہون اور نشان
حمد میرے ہاتھ مین ہوگا مجکو کچھ فخر نہین آدم اور سوای اوسکے سب پیغمبر میرے نشان کے نیچے ہونگے ابن عباس
سے حدیث ہی کہ سید عالم نے فرمایا کہ مین قیامت کے روز نشان حمد کو اوٹھاونگا اور مین سب سے اول زنجیر بہشت
کے دروازیکی ہلاونگا اور وہ میرے واسطے کھلیگا اور میرے ساتھ فقراء مومنین بہشت مین آوینگے
اور مین اوّلین اور آخرین مین بزرگتر ہون اور اس بات کا مجکو کچھ فخر نہین ابو ہریرہؓ سے حدیث ہی کہ پیغمبر
خدا نے فرمایا کہ مین امیدوار ہون کہ قیامت کے دن سب پیغمبرون سے بزرگتر ہونگا اور دوسری ایک
حدیث مین آیا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابونسے فرمایا کہ اگر ابراہیم اور عیسی تمھارے
درمیان رہین تو تم خوش نہین بعد اوسکے فرمایا قیامت کے روز ابراہیم اور عیسی میری امت مین داخل
ہوینگے لیکن اوس روز مجھسے ابراہیم کہینگے کہ تو تو میری اولاد سے ہی مجکو اپنی امت مین لے اور عیسی
کہینگے کہ یہ سب پیغمبر آپس مین ماں جائے بھائی ہین اور حضرت نے فرمایا کہ عیسی میرا بھائی ہی میرے اور اوسکے
درمیان کوئی نبی نہین ہوا اور مین اوس سے قریب تر ہون مواہب لدنیہ مین ابن عمر سے حدیث
ہے کہ فرمایا جناب رسالت نے کہ قیامت کے دن پہلے میری قبر کھلے گی بعد اوسکے ابوبکر کی قبر اور

اوسکے بعد عمر کی قبر پھر اہل بقیع کے پاس مین آؤنگا وہ قبر سے باہر نکلین گے اور بعد اوسکے مین اہل مکہ کی خاطر انتظار کرونگا تاکہ حشر میرا درمیان حرمین کے ہو در نوادر الاصول مین حکیم ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی کہ ایک روز سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ محل سے باہر تشریف لائے اور دہنی طرف آپکی ابوبکر بائین طرف عمر تھے حضرت نے اوس وقت فرمایا کہ قیامت کے روز ہم اسی طرح سے اوٹھائے جاوینگے اور مذکور ہے انسر ور حشر کے روز براق پر سوار ہونگے اور سب پیغمبر چارپائے جانور ونپر اور صالح پیغمبر اپنے ناقے پر اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونون ناقونپر کہ اونکو عصبا اور قصوا کہتے ہین اور بلال جنت کے ناقے پر ابوہریرہ سے مذکور ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین سب سے اول قبر سے نکلونگا پھر لباس مجھکو پہنائینگے اور دوسری حدیث مین آیا ہے سب سے پہلے لباس ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا جائیگا دونون حدیثون مین خلاف ہے بعضونے کہا اختلاف نہین اسلیے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے پہنے ہوئے باہر آئینگے اور مشہور ہے کہ حشر کے روز برہنہ بدن اور برہنہ پا رہینگے جیسا کہ حدیث بخاری مین ابن عباس سے مذکور ہے لیکن ابوداؤد اور ابن حبان سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری نے وقت انتقال کے اپنے لباس کو منگواکے پہنا اور کہا کہ مینے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص جس لباس مین مریگا قیامت کے دن وہی لباس سے اوٹھیگا اور صاحب مواہب لدنیہ مین ابن ابی اسامہ اور احمد بن منیع سے روایت کی کہ ہر ایک شخص قیامت کے روز کفن پہنے ہوئے اوٹھے گا

وصل بیان مین لواء الحمد کے

مراد لواء الحمد سے شہرت سرور عالم کی مقام محمود کی ہے جیسا کہ فصل شفاعت مین معلوم ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز حضرت پیغمبر خدا کے دست مبارک مین ایک نشان ہو کہ اوسکا نام لواء الحمد ہو جیسا کہ طیبی نے کہا ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے طبرانی سے ریاض النضرۃ مین حدیث ذکر کی ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی سے فرمایا کہ اے علی تو نہین جانتا کہ جو شخص مین کہ قیامت کے دن اول بلایا جاؤنگا اور سیدھی طرف سایئے مین عرش کے کھڑا ہونگا اور لباس سبز بہشت کا مجھے پہنائینگے بعد میرے سب پیغمبر بلائے جائینگے اور دروازے پر بائین طرف کھڑے رہینگے پھر لباس سبز جنت کا اونکو پہنایا جائیگا اور آگاہ ہو کہ میری امت کا قیامت کے دن حساب وکتاب سب امتون سے اول ہوگا اور مین تجھکو بشارت دیتا ہون کہ تو پہلے بلایا جائیگا اور تیرے ہاتھ مین نشان

کہ لواء الحمد ہمی دیا جائیگا آدم اور تمام خلق خدا کی قیامت کے روز اوسکے سایئے مین آوینگے اور درازی
اوس نشان کی ایک ہزار چھ سو برس کی مسافت ہی اور سنان اوسکی یاقوت کی اور قبضہ اوسکا روپے
کا ہے اور جڑ اوسکی مروارید سبز سے ہوگی اور اوسکے تین گیسو نورکے ہین ایک تو مشرق مین اور دوسرا
مغرب مین اور تیسرا درمیان دنیا کے رہیگا اور اوسپر تین سطرین لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم
دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درازی ہر ایک سطر کی
ہزار برس کی مسافت اور چوڑائی بدستور پھر تو اے علی اوس لوا کو لیے ہوئے سیر کریگا اور دہنی طرف
تیرے حسن اور بائین طرف حسین ہونگے یہانتک کہ میرے اور ابراہیم کے درمیان عرش کے سایہ
مین تو کھڑا ہوگا اور بہشت کا لباس تجھے پہنایا جائیگا **وصل بیان مین حوض کوثر کے**

ابن عمر سے حدیث ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حوض میرا ایک مہینے کی راہ ہی اور کنارے
اوسکے برابر ہین اور پانی اوسکا شہد سے شیرین تر اور دودھ سے سفید تر اور زمین اوسکی دُر اور یاقوت
کی اور خوشبو پانی کی مشک سے زیادہ اور کوزے اوسکے مانند ستارونکی اور اطراف اوس حوض کے چشمے
موتی کی اور عرض اور طول اوسکا برابر اور عمق اوسکا ستر ہزار فرسخ اور مذکور ہی کہ جو کوئی اوسکا پانی
پیے گا ہمیشہ سیراب رہیگا اور کبھو پیاسا نہوگا بعضون نے کہا کہ ظاہر اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ
پینا اوسکے پانی کا بعد از حساب و کتاب کے اور بعد نجات کے عذاب نار سے ہوگا کیونکہ ظاہر ہی کہ جسپہ
عذاب کیا جائیگا وہ پیاسا نہوگا اور جو کوئی عذاب کیا جائیگا سو البتہ پیاسا ہوگا اسواسطے کہ پیاس اور
حرارت آتش دوزخ کو لازم ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ جس قدر کسی پر عذاب ہو اوسکے بے تشنگی اوسپر وہ
عذاب کیا جاوے اور بعضون نے کہا کہ جناب رسالت کو دو حوض ہین ایک حوض موقف مین اور دوسرا
حوض بہشت مین ہی دونونکو حوض کوثر کہتے ہین شیخ ابن حجر نے کہا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اور
پانی اوسکا روان ہی اور حوض کو کوثر اسلیے کہتے ہین کہ اوس نہر کا پانی اس حوض مین آتا ہے
قرطبی سے منقول ہی کہ ہر مکلف پر واجب ہی کہ حوض کوثر کو جانے اور اوسکی تصدیق کرے صحیح مسلم
مین آیا ہی کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حوض پر میرے پاس امت میری آئیگی اور مین
لوگونکو وہانسے دور کرونگا فائدہ جان کہ حکمت لوگونکے دور کرنے مین یہ ہے کہ تا ہر شخص اپنے نبی کے
حوض پر جاوے پس دور کرنا کمال انصاف ہی اور رعایت اور پیغمبرونکی نہ از راہ بخل کے عیاذاً باللہ

اور تجلی کیونکہ اوس ذات مین ہوگا کسواسطے کہ وہ رحمۃ للعالمین ہین اور یہ بھی احتمال ہی کہ شاید اون لوگونکو
دور کرین کہ قابل پلانیکے نہونگے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہی کہ میرے حوض کے چار رکن ہین اول
ابوبکر صدیق رضکے ہاتھ مین دوسرا عمر فاروق رضکے تیسرا عثمان ذی النورین رضکے چوتھا علی مرتضی رضکے ہاتھ مین
جو شخص کہ ابوبکر رضسے دوستی رکھیگا اور عمر رضسے عداوت ابوبکر اوسکو پانی نہ پلائیگا اور جو شخص کہ دوستی
رکھیگا علی مرتضی رضسے اور عثمان سے دشمنی علی مرتضی اوسکو پانی نہ دیوینگا اور مشہور ہے کہ ساقی کوثر علی مرتضی
ہین اور اونھون نے فرمایا کہ جو کوئی ابوبکر رضسے عداوت رکھیگا اوسکو ہرگز مین پانی کوثر کا نہ پلاؤنگا

وصل بیان مین آنسرور کی شفاعت کرنے کے اور مقام محمود کے

اللہ تعالے نے قرآن مین فرمایا عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے تجھے مقام
محمود پر قایم کریگا مذکور ہی کہ جب لوگون نے ابن مسعود سے مقام محمود کا حال پوچھا تو اوسنے کہا کہ مقام محمود
مقام شفاعت ہی آنسرور امت کی شفاعت کی خاطر سیدھی طرف عرش کے اوس مقام مین کھڑے رہینگے
کہ اور کوئی وہان کھڑا نرہیگا سب لوگ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشک کرینگے اور ایک حدیث
مین آیا ہی کہ جناب رسالت ﷺ نے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہی کہ مین اپنی امت کی اوسبحانہ تعالے سے شفاعت
کرونگا اور فرمایا کہ مجکو اختیار دیا گیا تھا کہ دو باتون سے ایک بات مین قبول کرون یا تو آدھی امت میری بہشت
مین لائی جاوے یا مین شفاعت کرون مینے اختیار کیا شفاعت کو اسلیے کہ یہ عام ہی اور فرمایا کہ تم
گمان کرتے ہو کہ فقط شفاعت واسطے متقیون کے ہی یہ بات نہین بلکہ گناہگارون اور خطا کارون کیواسطے
شفاعت ہی فائدہ آگاہ ہو کہ مراد اوس شفاعت سے جو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ شفاعت گناہگارونکے واسطے ہی وہ شفاعت ہی کہ جس شفاعت سے لوگ عذاب سے نکالے جاوینگے
ورنہ متقیون کی بھی شفاعت ہوگی کہ اوس شفاعت سے اونکا مرتبہ بہشت مین زیادہ ہوگا صاحب
مواہب لدنیہ نے واحدی سے نقل کیا کہ مفسرون نے اس آیت پر اتفاق کیا ہی کہ مقام محمود مقام
شفاعت ہی جیسا کہ آنسرور نے تفسیر مین آیت مقام محمود کے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہی کہ
جسمین مین اپنی امت کی شفاعت کرونگا آگاہ ہو کہ حاصل معنی مقام محمود کا یہ ہی کہ اللہ تعالے اپنے
حبیب کو ایک مقام خاص کہ سوای آنسرور کے دوسریکو وہ مقام حاصل نہین ہی عطا کریگا اور
قیامت کے روز حکم کرنیوالا سیوا پروردگار ہے لیکن نیابت اور خلافت حق تعالی کی آنسرور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر ہی گی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ انس اور ابو ہریرہ اور سوای انکی اور صحابہ سے حدیث شفاعت کی مشہور اور کتب ستہ وغیرہ مین مذکور ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون سے فرمایا کہ مین سردار آدمیان کا ہون قیامت کے روز تم معلوم کروگے کہ وہ سرداری کس سبب سے ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب خلائق کو جمع کریگا اور لوگونکو غم واندوہ ایسا ہوگا کہ بہت بیقرار اور بیطاقت ہوجاوینگے اور آپسمین کہین گے کہ کون ایسا ہی جو اب ہماری شفاعت پروردگار سے کرے اور ہمکو اس عذاب سے چھوڑاوی تب آپسمین کہین گے کہ آدم علیہ السلام ہمارا باپ ہی یہ کام اونسے ہوگا پھر لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور اونسے کہین گے کہ اے آدم تم تمام آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تمکو اپنی ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تمہاری جسم مین پھونکی اور سب فرشتوں سے تمکو سجدہ کروایا اور اپنے اسما تمکو سکھائی اور تمکو بہشت مین رکھا اب ہم عذاب مین سخت گرفتار اور غم واندوہ سے بیقرار ہین تمسے امیدوار ہین کہ ہمکو خدا تعالیٰ سے بخشاؤ اور اس مصیبت عظیم سے چھوڑاؤ آدم علیہ السلام کہین گے کہ آج پروردگار ہمارا ایسا غضب مین ہی کہ نہ آگے ایسا غضب کیا تھا اور نہ بعد اسکے کریگا اور مجکو اوس نافرمانی کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ اوسکے گیہون کھایا تھا بہت ندامت ہی مین اپنے ہی حال مین گرفتار ہون یہ کام مجھسے نہوگا بلکہ نوح سے ہوگا تم نوح کے پاس جاؤ اور اوس سے اپنا احوال کہو جب سب لوگ نوح علیہ السلام کے نزدیک آکر کہین گے کہ اے نوح تم اول رسول ہو کہ دنیا مین تمکو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور تمہارا نام عبد الشکور رکھا اب تم دیکھتے ہو کہ ہم کس مصیبت مین گرفتار اور کیسا عذاب سے بیقرار ہین ہماری شفاعت حق تعالیٰ سے کرو اور ہمکو اس عذاب سے چھوڑاؤ تب نوح کہین گے کہ آجکے روز اللہ تعالیٰ نے ایسا غضب فرمایا ہی کہ کبھی نہین کیا تھا اور کبھی نکریگا مجکو اپنی پڑی ہے اسواسطے کہ مجھسے ایک حرکت ہوئی ہی کہ اوس سبب سے مین شرمندہ ہون مینے اپنے بیٹے کی نجات کے واسطے نادانستہ دعا کی اور جناب باری سے حکم ہوا کہ جس چیز کو تو نہین جانتا اوس سے سوال مت کر مجھسے یہ کام نہوسکیگا تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ اور اوسکو اپنا احوال سناؤ تب لوگ ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آوینگے اور احوال اپنا اونسے بیان کرینگے خلیل اللہ کہینگے کہ یہ کام مجھسے بھی نہوسکیگا اور تین باتین جھوٹ جو دنیا مین اونسے ہوئین تھین یاد کرینگے ہرچند وہ باتین حقیقت مین جھوٹھ نہین بلکہ بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی ہین اسلیے جھوٹھ تعبیر کیا وگرنہ سب

پیغمبر جھوٹ سے پاک ہین ایک تو یہ کہ ایک مرتبہ قوم ابراہیم علیہ السلام کی عید کے تماشے کیواسطے باہر گئی اور ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اسکے ساتھ نجاوین اور فرصت پاکے اونکے بتونکو توڑ ڈالین تو ابراہیم علیہ السلام نے اون لوگونسے کہا مین بیمار ہون تمہارے ساتھ تماشا دیکھنے کو نہین جاسکتا ظاہر مین تو ابراہیم علیہ السلام بیمار نہین تھے واللہ اعلم شاید باطن مین کچھ بیماری ہوگی دوسری بات یہ کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بتونکو توڑا تو لوگون نے پوچھا کہ تمنے توڑا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مینے نہین توڑا بلکہ اس بڑے بت نے توڑا مطلب ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ باعث میرے توڑنے کا یہ ہے راست ہی تیسری بات یہ تھی کہ حضرت سارہ کی رہائی کیواسطے اوس کافر کے ظلم سے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ سارہ میری بہن ہی مراد یہ تھی کہ از روی اسلام کے بہن ہی اور اونکے چچا کی بیٹی بھی تھی ان باتونکی ندامت سے فرماوینگے کہ مجکو مقدور عرض کا نہین مجھسے کبھی نہوسکیگا تم موسی کے نزدیک جاؤ اور اپنی مصیبت اوس سے کہو شاید وہ جناب باری سے تمہاری شفاعت کرواوے اور تمکو اس عذاب سے چھوڑاوے تب سب لوگ موسی کی طرف رجوع لاوینگے اور کہینگے ای موسی تمسے اللہ تعالے نے کلام کیا اور تمکو رسالت دی ہمپر یہ وقت سخت ہی ہمارے احوال پر متوجہ ہو اور ہمکو پروردگار سے بخشا کر اس عذاب سے نجات دلواو موسی بھی اپنی خطا یاد کرکے کہ جو اونھون نے قبطی کو ایک گھونسا مارا اور وہ مر گیا تھا کہینگے یہ امر مجھسے نہوسکیگا بلکہ عیسی سے ہوگا پھر سب خلق عیسی کے پاس آوینگی اور اپنی مصیبت ظاہر کرینگی عیسی بھی کہینگے کہ آجکے روز مجکو یہ مقدور نہین ہے کہ مین جناب باری سے تمہاری شفاعت کراؤن اور تمکو اس عذاب سے چھوڑاؤن تم محمد کے پاس جاؤ اور اپنا احوال اونسے بیان کرواو نسے یہ کام ہوگا فرمایا سید عالم نے کہ پھر تمام خلائق میرے پاس آکر اپنی مصیبت عرض کرینگی اور مجھسے شفاعت چاہینگی تب مین کہونگا کہ یہ کام آجکے روز میرا ہی ہے مین پروردگار سے تمہاری شفاعت کرونگا اور اس عذاب سے تمکو چھوڑاؤنگا وہین اس کام کی خاطر مین مستعد ہوکر جناب باری مین سجدہ کرونگا تب پروردگار بہت سی تعریف میری فرمائیگا اے محمد سر اپنا اوٹھا اور جو کچھ چاہتا ہی سو مانگ مین سر اوٹھا کر عرض کرونگا یا رب امتی یعنی ای پروردگار مین تجھسے اپنی امت مانگتا ہون پھر اللہ تعالے فرمائیگا ای محمد اپنی امت سے اوس شخص کو کہ جسکو کچھ حساب کتاب نہین ہی سیدھے دروازے سے جنت مین داخل کرو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو جناب باری کا حکم ہوگا کہ جا جسکے دل مین ایک گیہون کے
دانے یا جَو کے دانے کے برابر ایمان ہو اوسکو آتش دوزخ سے باہر لا تب مین جاکے جسکے دل مین ذرہ بھی ایمان
ہو اوسکو آتش جہنم سے نکالونگا اور پھر وہین جناب الٰہی مین جا کر حمد وثنا کرونگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و
کرم سے مجکو فرمائیگا ای محمد جسکے دل مین رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو اوسکو دوزخ سے نکال
تب مین جاکے جسکے دل مین رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان دیکھونگا تو اوسکو آتش دوزخ سے نکالونگا اور
اوسی طرح سجدہ جناب باری کو کرونگا پھر وہانسے حکم ہوگا کہ جا اگر رائی کے دانے سے کم بھی جسکے دل
مین ایمان ہو تو اوسکو نکال تب مین جاؤنگا اور جسکے دل مین رائی سے کم بھی ایمان دیکھونگا تو اوسکو
نکالونگا چوتھی بار سجدہ کرکے عرض کرونگا ای پروردگار مجکو حکم دے کہ جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو مین
اوسکو آتش دوزخ سے نکالون تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا ای محمد یہ کام تیرا نہین بلکہ میرا ہی قسم ہی کہ جن
لوگون نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہی مین اونکو دوزخ سے نکالونگا پس دوزخ مین کوئی ہمیشہ باقی نرہیگا مگر وہ شخص
کہ خدا تعالیٰ نے جسکی خبر قرآن مین دی ہے یہ حدیث الفاظ مختلف اور روایات متعددہ سے
مذکور ہے اور اس باب مین بہت حدیثین مذکور ہین سب حدیثون سے معلوم ہوتا ہی کہ شروع حشر سے
جب تک کہ لوگ جنت مین داخل ہون تب تک شفاعت کرنا سرور عالم کا عذاب سے چھوڑانے کے
واسطے ہی اور بہشت مین داخل ہونیکے بعد بلندی درجات کیواسطے فائدہ کہتے ہین کہ شفاعت کے پانچ درجے
ہین ایک شفاعت اون لوگونکی کہ حشر کے بازار مین گرمی آفتاب و کثرت عرق و انتظار حساب سے
بہت تنگدل اور عاجز ہونگے اور اونکی شفاعت یہ ہی کہ اوس شدت سے اونکو آسانی ہوگی دوسرا درجہ
یہ ہے کہ سوال اور حساب معاف ہوکر بہشت مین بحساب داخل ہوئینگے تیسرا درجہ اون لوگونکی حق
مین کہ جو لوگ حساب کے بعد سزاوار عذاب کے ہوئینگے رسالت مآب عذاب سے اونکو چھوڑاوینگے چوتھا
درجہ شفاعت کا وہ ہی کہ جو لوگ آگ مین ڈالے گئے ہین اونکو اوس سے نکالینگے پانچوان درجہ شفاعت
اون لوگونکی کہ بہشت مین داخل ہوئے ہین اونکے درجے وہان بلند ہوئینگے بعضون نے چھٹا موقع
شفاعت کا بھی ذکر کیا ہی سو وہ شفاعت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوطالب کی تخفیف
عذاب مین اور بعضون نے ساتوان موقع شفاعت کا بھی کہا ہی کہ وہ شفاعت خاص مدینہ منورہ کے
لوگونپر ہوگی جیسا کہ حدیث مین بھی آیا ہی کہ جو کوئی مدینے کا باشندہ سختی اور محنت مین رہیگا اور صبر

کریگا قیامت کے دن مین اوسکی شفاعت کرونگا شیخ ابن حجر نے کہا کہ چھٹا اور ساتوان درجہ جو لوگون نے
کہا ہی یہ اونہی پانچ درجونمین سے ہی اور اگر اسے جدا شمار کرین تو اور اقسام بھی ایسے بہت ہین پھر چاہیے کہ
سبکو علیحدہ علیحدہ اقسام کہین جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مین اہل مدینہ کی شفاعت
کرونگا بعد اوسکے اہل مکہ کی بعد اوسکے اہل طائف کی اور جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا شفاعت کرونگا
اور اوس شخص کی کہ موذن نے جب اذان کہی تو اوسنے اجابت کی یعنے موذن کے ساتھہ اذان کے الفاظ
کہتا گیا اور مجھپر درود بھیجا واللہ اعلم وصل انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مینے ایک روز حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز کون میری شفاعت کریگا حضرت نے
فرمایا انشاء اللہ تعالی مین تیری شفاعت کرونگا پھر مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ کو کہان
پاؤنگا حضرت نے فرمایا پہلے صراط کے نزدیک مجھکو ڈھونڈھیو مین نے عرض کیا اگر آپ کو وہان نہ
پاؤن تو کہان ڈھونڈھون تب آنسرور نے فرمایا کہ میزان کے نزدیک پھر مینے عرض کیا اگر وہان بھی
نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈھون تب جناب رسالت مآب نے فرمایا حوض کے پاس ڈھونڈھ کسواسطیکہ مین
ان تین جگہہ سے کسی جگہہ رہونگا اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب مکانون آخرت مین حاضر وقائم رہینگے اور اعانت وشفاعت امت کی کرینگے اور امت کو
سختی اور مصیبت سے چھوڑا وینگے ابوہریرہ سے حدیث ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ پل صراط دوزخ کی پیٹھہ پر رکھا جائیگا پہلے میں اور میری امت کا اوس سے گذر ہوگا اوس روز
سب پیغمبر یہ دعا مانگینگے اللّٰھم سلّم سلّم یعنے اے پروردگار سلامت رکھہ دوسری ایک حدیث
مین آیا ہی کہ پیغمبر تمھارا صراط پر کھڑے ہوکر کہیگا رب سلّم سلّم اور یہ دعا مانگنا آنسرور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا امت کی سلامتی کیواسطے ہوگا اور پیغمبر بھی امت ہی کیواسطے سلامتی چاہینگے
اور ہوسکتا ہی کہ اوس روز پیغمبرون پر بھی خوف اور ہول جناب باریکا ہو کہ اپنے واسطے سلامتی چاہین
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرشتے بھی دونون طرف پل صراط کے کھڑے ہوینگے اور دعا کرینگے
رب سلّم سلّم اور یہ عادت ہی فرشتون کی کہ مومنونکے واسطے دعا اور استغفار کرتے ہین
فضیل بن عیاض سے حدیث ہی کہ صراط کی مسافت پندرہ ہزار برس کی راہ ہی پانچ ہزار برس
کی راہ بلندی اور پانچ ہزار برس کی راہ نشیب اور پانچ ہزار برس کی راہ برابر اور ہموار ہے نہین

گذریگا اوسپر سے مگر وہ شخص کہ خوف خدا سے لاغر اور دبلا ہی اور مشہور ہی کہ صراط تلوار کی دھار سے تیز اور بال سے باریک ہی اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ بعضے لوگون پر صراط بال سے باریک و تلوار کی دھار سے تیز ہی اور بعضو نپر راہ کشادہ اور صراط کا حال ویسا ہی ہی جیسا محشر کے روز کا کہ بعضون کو درازی روز کا محشر کی پچاس ہزار برس کے برابر معلوم ہوگی اور بعضون کو دو رکعت نماز کے برابر آگاہ ہو کہ یہ حال موافق اپنے تفاوت اعمال اور انوار ایمان کے ہی اور مذکور ہی کہ جب امت صراط پر لغزش مین آویگی اور عاجز ہوگی تب واہ محمداہ واہ محمداہ فریاد کریگی تب اوس وقت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کمال شفقت اور مہربانی سے جو امت کے حال پر مبذول ہی بآواز بلند پکارینگے اور کہینگے یارب امتی امتی یعنی آج کے روز مین اپنی ذات کیواسطے اور فاطمہ کی خاطر جو میری بیٹی ہی سوال نہین کرتا ہون بلکہ اپنی امت کی نجات چاہتا ہون یہ کمال مبالغہ اور نہایت اہتمام ہے آنسرور کا امت کے چھٹکارے کیواسطے اور اس حدیث سے حضرت کی محبت اور شفقت جو فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے حال پر ہے معلوم ہوتی ہے ابوہریرہ کی حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص بہت سا صدقہ دیگا وہ صراط پر سے اچھی طرح سے گذر کریگا اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہی کہ جسکا گھر مسجد ہے اوسکا ضامن اللہ تعالی ہی یعنی اوسکو پروردگار اپنی رحمت سے بخوبی اور آرام صراط پر سے گزاریگا اور میزان کہ مدار سوال و حساب کا اوسپر ہے اوسکا بیان یہ ہی کہ سیدھی طرف عرش کے بہشت اور بائین طرف دوزخ رکھی جاوے گی اور بیچ مین میزان کو رکھینگے نیکی کا پلہ بہشت کے مقابل اور بدی کا پلہ مقابل آتش دوزخ کے ہوگا ابن عباس سے حدیث ہی کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب چاہینگے کہ خلق پر حکم کرین تب مجکو پکارینگے کہان ہی محمد اور امت اوسکی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ندا کرینگے کہان ہی امت امیہ اور اونکا پیغمبر تب مین کھڑا ہونگا اور میری امت میری پیروی کریگی اور میری امت کے ہاتھ اور پانو اور پیشانی وضو کے اثر سے روشن اور چمکتی ہوگی اور امتین ہماری راہ سے ایک طرف ہٹ کر جاوینگی جب لوگ فضیلت اور درجہ اس امت کا دیکھینگے تو تعجب کرکے کہینگے شاید اس امت کے لوگ سب پیغمبر ہین اور یہ بات بخاری مین صحت کو پہونچی ہی کہ پہلے پہل قصہ خون کا پوچھا جاویگا اور بھی مذکور ہی کہ اول سوال نماز سے ہوگا مطابقت درمیان دونون حدیثون کے اس طرح سے ہی کہ پہلی عبادات مین نماز سے اور معاملات مین خون سے سوال کیا جاویگا نسائی سے روایت ہی کہ قیامت کے روز

اول بندونسے نماز اور خون کا سوال ہوگا ترمذی مین آیا ہی کہ قدم بندیکا اپنی جگہہ سے جنبش نہ کریگا
جب تک کہ چار چیزین نہ پوچھی جاوین گی ایک یہ کہ تونے دنیا مین اپنی عمر کس کام مین صرف کی دوسری یہ
کہ تونے علم جو سیکھا اوسمین کس کس چیز پر عمل کیا تیسری یہ کہ تونے دنیا مین مال کہانسے پیدا کیا اور کس
جگہہ خرچ کیا چوتھے یہ کہ تونے اپنے بدنکو کس کام مین ضعیف کیا اور بھی آیا ہی کہ قیامت کے دن
آدمی کے لیے تین کاغذ حساب کے آوینگے ایک کاغذ وہ کہ جسمین اوسکی نیکیان ہین دوسرا وہ کہ جسمین اوسکے
گناہ ہین تیسرا وہ کہ جسمین نعمتین اللہ تعالی کی ہین جو اوسپر عطا کی گئین تحقیق قرطبی نے کہا کہ کوئی شخص
پل صراط پر سے نہین گذریگا جب تک سات پلون پر سات سوال نہ کیے جاوینگے پہلے پل پر
ایمان سے کہ شہادت دینا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ہے سوال کیا جاویگا اگر جواب بدرستی
دیا تو وہانسے گذریگا بعد اوسکے دوسرے پل پر نماز سے پوچھا جاویگا اگر اوسکے تئین تمام بجالایا ہی تو
گذریگا تیسرے پل پر رمضان کے روزون سے چوتھے پر زکوٰۃ سے پانچوین پر حج اور عمرہ سے چھٹے پر
غسل اور وضو سے ساتوین پر بندونکے حق سے جو اوسکی گردن پر ہین اور یہ سوال سب سے زیادہ مشکل
ہی چنانچہ مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کو بالفرض ستر پیغمبرونکا ثواب حاصل ہو اور کسیکا حق اوسپر آدھی
دانگ کے برابر ہوگا تو وہ بہشت مین نہ جاویگا جب تک کہ اپنے قرضخواہ کو راضی نہ کرے اور
کہتے ہین کہ بسبب ایک دانگ کے ثواب سات سو نماز مقبول کا لیکر اوسکے قرضخواہ کو دیا جاویگا
قیامت کے روز آدمی کسی چیز سے ایسا عاجز نہوگا جیسا کہ حقوق العباد سے عاجز ہوگا اسیواسطے
اوس روز کبھی رحمت الٰہی مقتضی ہوتی ہے کہ مدعی کو راضی کرے اور بندیکو اس مصیبت سے نکالے جیسا کہ
حدیث مین آیا ہی اور بزرگتر نیکیونسے وہ ہی کہ بندیکا آخر کلام کلمۂ طیبہ ہو جیسا کہ معاذ کی حدیث
مین آیا ہے کہ جسکا آخر کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے سو وہ جنت مین داخل ہوگا اور بطاقہ کی حدیث بھی
اس بات مین مشہور ہی اور ابن عمرؓ سے مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی
اپنے دینی بھائی کی حاجت روا کریگا مین قیامت کے روز اوسکی میزان کے نزدیک کھڑا رہونگا
اگر پلہ اوسکی نیکی کا بھاری ہوگا تو بہتر نہین تو مین اوسکی شفاعت کرونگا اور مشائخین سے
منقول ہے کہ کسی شخص نے خواب مین کسی سے پوچھا کہ اللہ تعالے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اوسنے کہا کہ
میری نیکی اور بدی کو تولا بدی کا پلہ بھاری ہوا یکایک ایک تھیلی نیکی کی پلہ مین آپڑی اور پلہ نیکی کا

بھاری ہوگیا مینے اوس تھیلی کو دیکھا تو ایک مٹھی خاک تھی جو مینے ایک مسلمان کی قبر مین ڈالی تھی
اور ایک نادر حکایت مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص کی نیکی اور بدی کے دونون پلے
برابر ہون گے تب اوس سے کہا جائیگا کہ تو نہ اہل بہشت سے ہے نہ اہل دوزخ سے آئین ایک فرشتہ
ایک کاغذ کو کہ اوسمین لکھا ہوا ہی لاویگا اور گناہونکے پلے مین رکھیگا گناہون کا پلہ اوسکے سبب سے
بھاری ہوگا پھر اوس شخص کو دوزخ کی طرف لیجائینگے تب وہ چاہیگا کہ پھر حضور مین جناب باری کے آوے
اللہ تعالی فرمائیگا کہ اوسکو پھر اپنے حضور مین لاؤ فرمائیگا کہ اے بندے عاق تونے کسواسطے چاہا
کہ پھر میرے حضور مین آوے وہ عرض کریگا خداوندا مین اپنے باپ کا عاق تھا اور باپ کو دیکھا کہ
دوزخ مین جاتا ہی جس طرح سے مین دوزخ مین جاتا ہون تب مینے دعا کی کہ اے پروردگار میرے باپکو
نجات دے اور مجھپر عذاب دوچند کر حق تعالی اوسکو فرمائیگا کہ تو دنیا مین عاق تھا اور آخرت مین اپنے
باپ کا یار و مددگار رہا تم دونون جنت مین جاؤ اور جریر نے اپنی تفسیر مین حذیفہ سے روایت کی کہ
قیامت کے روز صاحب میزان جبرئیل ہوگا اور اعمال بندون کے تولیگا اور یہ سب احوال اور حساب
وسوال حضور مین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوگا اور رہائی و نجات بندون کی شفاعت
اور رعایت سے حضرت کی ہوگی حوض کوثر کا بیان یہ ہی کہ حوض کوثر پر لوگ بعد نجات پانیکے سوال
و حساب سے اور ہول و خوف سے آوینگے جیسا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی حوض کا پانی پیویگا سو ہرگز
پیاسا نہوگا بعد اوسکے جنت مین داخل ہوتا ہی سب سے اول جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بہشت مین داخل ہوئینگے جیسا کہ آپنے فرمایا کہ مین تحقیق اول دروازہ جنت کا ہلاؤنگا اور جب
آنسرور بہشت کے دروازے پر جاوینگے کلیددار جنت کا دروازے جنت کے کھولیگا اور حضرت کی
خدمت مین جس طرح بادشاہونکی خدمت مین کھڑے رہتے ہین کھڑا ہوگا اور عرض کریگا مجھے حکم
نہین کہ آپسے بیشتر کسیکے واسطے دروازے بہشت کے کھولون اور بعد آپکے دوسرے کی خاطر کھڑا رہونگا
اور آیا ہے کہ جب مسلمان دروازے پر بہشت کے آوینگے تو مشورت کرینگے ہم کس سے بہشت مین
داخل ہونیکے واسطے حکم لین اول آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے بعد نوح علیہ السلام کے پاس
پھر ابراہیم پھر موسیٰ پھر عیسیٰ کے نزدیک جیسا کہ شفاعت کیواسطے سب پیغمبرونکے پاس گئے تھے
تاکہ سب جگہہ عزت و شرف سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سارے محشر پر ظاہر ہو عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے آگے جنت مین آنا
سارے پیغمبرونپر حرام ہے اور میری امت کے آگے جنت مین آنا اور امتونپر حرام ہی اور حدیث ہی کہ فرمایا
سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل آیا اور میرا ہاتھ پکڑکے مجکو وہ دروازہ بہشت کا
کہ میری امت اوس دروازے سے جنت مین داخل ہوئیگی دکھایا تب ابوبکر صدیق رض نے حضرت سے عرض کی
کاش مین اوس وقت جناب مین حاضر رہتا تو اوس دروازے کو دیکھتا آنسرور نے فرمایا خبردار تو ہی ہی
جو پہلے پہل میری امت سے جنت مین داخل ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت مرحومہ کے
جانے کے لیے بہشت مین ایک دروازہ خاص ہے کہ اور امتین اوس دروازے سے نہین جاینگے
لیکن حدیث مین آیا ہے کہ ہر عمل کے واسطے ایک دروازہ خاص ہے کہ اوس دروازے سے وہ عمل
کرنے والے بہشت مین آوینگے جیسا کہ نماز پڑھنے والے باب الصلوٰۃ سے اور جہاد کرنیوالے
باب جہاد سے اور روزہ دار باب الریان سے بہشت مین داخل ہوینگے حضرت رسالت آب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم باب الرحمۃ سے تشریف فرما ہونگے ابو ہریرہ رض سے حدیث ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے میرے واسطے دروازہ جنت کا کھلیگا لیکن ایک عورت مجھپر مبادرت کرے گی
یعنے چاہے گی کہ میرے ساتھ آوے مین اوس سے پوچھونگا تو کون ہے اور کیا کرتی ہے وہ کہے گی
مین وہ عورت ہون کہ بعد اپنے شوہر کے مرنے کے مین نے صبر کیا اور عصمت سے رہی دوسرا
نکاح نہین کیا اور اپنے یتیم فرزندون کو پالا اس حدیث کے مضمون کی یہ حدیث سندہی آنا وکافل
الیتیم فی الجنۃ ہکذا یعنے مین اور یتیم کا پرورش کرنے والا جنت مین اسی طرح سے ہونگے جیسے بیچ کی انگلی
اور کلمے کی انگلی سے اشارا کیا اور بیان فضیلت و بزرگی آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت
مین بسبب وسیلہ اور درجہ بلند کے یہ ہے جیسا کہ دعا مین اذان کی آیا ہی اللّٰھُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ
وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ یعنے اے پروردگار دے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ بلند مسلم نے
عبداللہ بن عمر رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اذان موذن
سے سنو تو کہو مانند اوسکے یعنے جو کچھ وہ کہتا ہے تم بھی کہو بعد اوسکے مجھپر درود بھیجو اور جو
کوئی مجھپر ایک بار درود بھیجے گا پروردگار اوسپر دس بار درود بھیجیگا اور تم خدا تعالیٰ سے
میرے واسطے وسیلہ چاہو کیونکہ وہ وسیلہ بہشت مین ایک منزلت ہے کہ کوئی اوس منزلت کیواسطے

سزاوار نہین ہے اور وہ منزلت کسیکو نہین پہونچے گی مگر ایک بندۂ خاص کو امید رکھتا ہون کہ وہ
بندۂ خاص مین ہون پس جو کوئی میرے واسطے وسیلہ سوال کرے گا اوسکے لیے شفاعت ہوگی اور
بعضون نے کہا ہے کہ وسیلہ بہشت مین ایک بلند مقام کا نام ہے کہ وہ مقام نسبت کرتے اور مکانون
جنت کے عرش سے قریب تر ہے اور مکان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور امر کرنا سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کو واسطے سوال کرنے وسیلے کے اسواسطے ہے تاکہ امت اس
دعا اور سوال سے بہت ثواب اور زیادتی ایمان کی پاوین اور رضامندی حق تعالی کی اور شفاعت
اوسکے حبیب کی حاصل کرین مسند مین ابو سعید خدری سے حدیث ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ اللہ تعالی کے پاس وسیلہ ایک درجہ ہے کہ کوئی درجہ زیادہ اوس درجے
سے نہین میرے واسطے اللہ تعالی سے اوس وسیلہ کا تم سوال کرو ابن مردویہ نے علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ جس وقت تم
خدا تعالی سے سوال کرو پس سوال کرو میرے واسطے وسیلہ لوگون نے کہا یا رسول اللہ کون آپکے
ساتھ اوسمین ہوگا حضرت نے فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اوس مقام مین میرے ساتھ
رہین گے ابی حاتم نے روایت کی کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کوفے مین منبر پر چڑھکے فرمایا ای لوگو
بہشت مین دو موتی ہین ایک سفید اور دوسرا زرد مقام محمود سفید موتی کا ہی اوسکے ستر ہزار درجے
ہین ہر ایک گھر اوسکا تین میل کی راہ ہی نام اوس مقام کا وسیلہ ہی اور وہ مقام جناب رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اہل بیت کا ہی اور زرد موتی کا مکان ابراہیم علیہ السلام اور اونکی
اہل بیت کے لیے ہے ترمذی مین ابن عباس سے مذکور ہی کہ ایک وزکئی اصحاب حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانیکے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے آپس مین ازراہ تعجب کے گفتگو کررہے تھے
کہ خدا تعالی نے اپنی خلائق سے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اور موسی کو کلیم اللہ اور عیسی کو
روح اللہ اور آدم کو صفی اللہ کیا اس عرصے مین آنحضرت تشریف لائے اور بعد سلام کے فرمایا مینے
سب تمھارا کلام سنا جو تم آپسمین تعجب سے کرتے تھے آگاہ ہو کہ جیسا ابراہیم خلیل اللہ اور موسی کلیم اللہ
اور عیسی روح اللہ اور آدم صفی اللہ ہین ویسا ہی مین حبیب اللہ ہون اور مین قیامت کے روز نشان
احمدی کو اوٹھانیوالا اور بندونکو بخشانیوالا اور پہلے زنجیر بہشت کے دروازیکی ہلانیوالا اور

سب سے بزرگتر ہون اور اللہ تعالیٰ مجکو سب کے اول بہشت مین داخل کریگا اور فقراء مومنین میرے
ساتھ ہونگے اور اون چیزونسے مجھے فخر نہین ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلت خاص صفت ابراہیم علیہ السلام
کی اور محبت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور دوسری حدیثون سے معلوم
ہوتا ہے کہ خلت بھی حضرتؐ کی صفت ہے اور خلت سرور عالمؐ کی افضل اور اکمل خلت سے ابراہیمؑ
کی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا آنسرورؐ نے تحقیق صاحب تمھارا خلیل اللہ ہے عبداللہ بن
مسعودؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے صاحب کو
تمھارے خلیل کیا ہے ابو ہریرہؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرمایا کہ تحقیق مین نے تجھے خلیل کر دیا ہے اور مین نے توریت مین کہا ہے محمدؐ اَنْتَ حَبِیْبُ الرَّحْمٰن
قاضی عیاض نے کہا کہ خلیل کے معنون مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ خلیل کے معنی خالص
ہین ابراہیم کا نام خلیل اسواسطے رکھا گیا کہ وہ واسطے خدا کے خالص تھا اور دوستی و دشمنی اوسکی
محض واسطے خدا کے تھی بعضون نے کہا ہے کہ خلیل فقیر و محتاج کو کہتے ہین اسواسطے ابراہیم پیغمبر کا
نام خلیل اللہ رکھا گیا کہ اوس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق سے حاجت نہین چاہی
جس وقت اوسکو آگ مین ڈالنے کی خاطر منجنیق مین رکھا تو جبرئیل آیا اور کہا تجکو کچھ حاجت ہے
یعنے اس وقت مین کچھ تائید چاہتا ہے ابراہیمؑ نے کہا تجھسے مجھے کچھ حاجت نہین ۞

نوان باب اس بیان مین کہ ایمان لانا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور فرمانبرداری کرنا امر و نہی مین اوس حضرتؐ کی اور عمل کرنا اون چیزون پر جو آنسرورؐ جناب باری سے لائے ہین اور پیروی کرنا حضرتؐ کی سنت اور سیرت کا اور پرہیز کرنا بدعت سے واجب ہے اور یہ باب اول کے بابون کا نتیجہ ہے

جب نبوت اور رسالت حضرتؐ کی ثبوت اور صحت کو پہونچی ایمان لانا اور تصدیق کرنا اوسپر واجب ہوا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَآمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا یعنی ایمان لاؤ خدا پر اور اوسکے رسول پر اور نور پر جو
نازل کیا گیا ہے یعنے قرآن شریف پر اور فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
یعنے بھیجا تجکو اے محمدؐ گواہ تیرے امت کے افعال اور اقوال پر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا
پس تو کہہ امت کو کہ میرا بھیجنا اور بشارت دینا اور ڈرانا اسلیے ہے تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اوسکے

اور فرمایا قُل یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یعنے کہہ تو اے
محمدؐ اے گروہ انسان مین تمھاری طرف تحقیق بھیجا ہوا خدا کا ہون پس ایمان لاؤ تم خدا تعالے
پر اور اوسکے رسول پر جو امی ہے پس ایمان لانا اوس سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ولازم
ہی ایمان دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنیکو کہتے ہین جو شخص کہ خدا تعالی کی وحدانیت پر
اور آنسرورؐ کی نبوت پر دل سے تصدیق اور زبان سی اقرار کرے بیشک وہ مسلمان ہے آگاہ ہو کہ
اسمین چار صورتین ہین ایک قسم یہ ہے کہ تصدیق دل سی کرے اور زبان سے بھی اقرار یہ قسم سب سے
بہتر اور کامل ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر تصدیق دل کے فقط زبان سی اقرار کرے یہ قسم بد ہے
اصلا اسمین ایمان نہین بلکہ اسکو نفاق کہتے ہین صاحب اس قسم کا داخل جہنم ہے تیسری قسم یہ ہے کہ
بے اقرار زبان کے تصدیق کرے اور یہ دو قسم ہے ایک تو یہ کہ اوسکو اقرار کرنیکی طاقت ہے مگر اقرار
کرنیکی فرصت نہ پائی اور مرگیا تو اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ داخل النار ہے کیونکہ اونکے
پاس اقرار کرنا زبان سے ایمان مین داخل ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ مومن ہی اسواسطے کہ آنسرور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے دل مین ایک ذرہ بھی ایمان ہوگا تو آتش دوزخ سے وہ نکالا
جاویگا اور اللہ تعالی نے فرمایا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ یعنے جس وقت داخل ہوا ایمان اونکے
دلوں مین پس اس سے معلوم ہوا کہ مقام ایمان کا دل ہے زبان نہین پس صاحب اس قسم کا اپنے
دل سے مسلمان ہی اور گناہگار نہین کیونکہ ترک کرنا شہادت کا اوسکے اختیار سے نہین ہوا اور اہل
انصاف کے پاس اس شخص کا محل اختلاف نہین ہے اور دوسری قسم یہ ہی کہ وہ شخص گنہگار ہی اقرار کی
قدرت نہین اس جگہ سب کا اتفاق ہی کہ وہ مسلمان ہے چوتھی قسم وہ ہے کہ دل سی تصدیق کرے
اور فرصت بھی پاوے اور جانتا ہے کہ اقرار زبان سے ضرور ہے اور اوس نے تمام عمر مین ایکبار بھی
اقرار نکیا اسمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہی کیونکہ دل سے تصدیق کر چکا اور شہادت
ازجملہ اعمال ہے اوسکے ترک کرنے سی گناہگار ہوگا جیسا کہ مذہب اہل حق کا ہے وہ کہتے ہین حقیقت
ایمان کی دل سے تصدیق کرنا ہے اور اقرار زبانی ایمان کے احکام جاری کرنے کی شرط ہی نہ جزو ایمان
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ شخص مسلمان نہین ہے کیونکہ زبان ترجمان دل کا ہے اور تصدیق بدون شہادت
زبان کے کامل نہین ہوتی ہی ایسا ہی شفا مین کہا ہے واللہ اعلم اور اس جگہ اور بھی ایک قسم ہے کہ

ایک شخص دل سے تصدیق اور زبان سے بھی اقرار کرے لیکن شارع نے جن چیزوں کا علامت کفر کی قرار دیا ہے
جیسا کہ زنار کا باندھنا اور بت کا سجدہ کرنا اوسکو وہ اختیار کرے تو ظاہر میں وہ کافر ہے بعضے
اوسکو کافر شرعی کہتے ہیں اور بعضے کافر حکمی یعنے شارع نے واسطے علم کفر ظاہر کیا تنبیہ بعضے فقہائے
حنفی نے بعضے کلمات اور افعال پر حکم کفر کا کیا ہے جیسا کہ کوئی شخص سوائے خدا کے اور کسی کی سوگند
کھاوے یا کہے کہ یہ ماتم سخت ہے یا خدا کے واسطے کچھ دے سوا اسکے اور الفاظ ہیں جو کہتا تو نہیں ہو کہ
ہیں ان باتوں کو کفر میں شمار کیا ہے لیکن صواب یہ ہے کہ یہ باتیں مظنہ کفر کا ہیں اور ان باتوں سے کفر لازم
آتا ہے کلام علما کا ایمان کی زیادتی کمی کے باب میں بہت ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ جنکے پاس عمل ایمان
میں داخل ہے اونکے نزدیک اور کم ہونا ایمان کا بسبب زیادتی اور کمی عمل کے ہے اور جنکے نزدیک
عمل ایمان میں داخل نہیں انکے پاس زیادتی کمی ایمان کی متصور اور معقول نہیں بعضونکے
پاس مشہور ہے کہ محدثونکے نزدیک ایمان عبارت تین چیزوں سے ہے یعنے تصدیق کرنا دل سے
اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا ارکان پر آگاہ ہو کہ جس جا محدثون کی کلام میں یہ آیا ہے مراد
اوس سے ایمان کامل ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں اوسکی تصریح اور تحقیق ہوئی ہے اور قاضی عضد نے
بھی مواقف میں جو اوسکی کتاب ہے کہا کہ حقیقت ایمان کی اہل سلف اور محدثونکے پاس تین چیز ہے
یعنے دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور ارکان پر عمل کرنا مراد اوس سے ایمان کامل
ہی جیسا کہ مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت کا ہرگز خلاف مذہب
اہل سلف اور محدثون کے نہیں

وصل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری و پیروی کرنے کے بیان میں

جب ایمان لانا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہوا تو فرمانبرداری اور پیروی
بھی اونکی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ یعنے اے لوگو
جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی اور فرمایا اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون
یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے اور فرمایا وما ارسلنا من
رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس واسطے کہ تم اوسکی اطاعت
کرو حکم خدا سے اور فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جس شخص نے رسول کی اطاعت کی

تحقیق امر سے اللہ تعالی کی اطاعت کی جب اللہ تعالی نے اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت
فرمایا اور اس سے در کی فرمان برداری کرنے میں ثواب جزیل کا وعدہ کیا اور انکی مخالفت میں عذاب
کا ڈر اور فرمانبرداری آنحضرت کی امر و نہی میں واجب گردانی یہ آیت یعنے من یطع الرسول فقد
اطاع اللہ صاف دلیل ہے اثبات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے افعال اور اقوال سب
خطا سے خالی ہیں اس واسطے اگر خطا ہوں تو موافق حق کے نہ ہوں اور انکی اطاعت خدا کی اطاعت یعنی کی
سہل بن عبداللہ تستری سے کسی نے پوچھا کہ شریع اسلام کیا ہے اونھوں نے کہا ما اتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنے جو کچھ لائے تمھارے واسطے رسول اوسکو اختیار کرو اور جس چیز سے تمکو منع فرمایا
اس سے باز رہو اور بعضوں نے کہا اطیعوا اللہ فی فرایضہ والرسول فی سنتہ یعنے اللہ تعالی کی اطاعت
کرو اوسکے فرائض میں اور رسول کی اطاعت کرو اوسکی سنتوں میں وقیل اطیعوا اللہ فیما شرع علیکم والرسول
فیما بلغکم خدا کی اطاعت کرو یعنے شہادت دو اوسکی الوہیت پر اور اطاعت کرو رسول کی یعنے اونکی
نبوت کا اقرار کرو اور یہ اطاعت محبت پر دلیل و محبت سبب معیت کا ہے انشاء اللہ تعالی یہ بات
بیچ اسکے وصل میں مذکور ہوگی اور فرمایا ہے اللہ تعالی نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم
اللہ ویغفر لکم ذنوبکم اس آیت کو آیت محبت کہتے ہیں منقول ہے کہ ایک قوم خدا کی محبت کا دعوی
کرتی تھی تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی یعنے کہ اے محمد اگر دوست رکھتے ہو تم خدا کو تو متابعت کرو
تم میری تاکہ اللہ تعالی تمکو دوست رکھے غرض محبت خدا کی سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
اطاعت کرنے پر موقوف ہے بے اطاعت حضرت کے محبت اللہ تعالی کی حاصل نہیں ہوتی ہے
جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی فاتبعوہ لعلکم تہتدون یعنے ایمان لاؤ تم
خدا پر اور اوسکے رسول پر اور متابعت کرو تم رسول کی یقین ہے کہ تم طرف صراط مستقیم کے ہدایت
پاؤ گے پس ہدایت پانیکو دو چیز شرط ہیں ایک تو رسول پر ایمان لانا اور دوسرے اونکی متابعت
کرنا اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لایا اور
اونکی متابعت شریعت میں نہ کی تو وہ ضلالت میں ہے اگرچہ اصل ایمان رکھتا ہے پس سب چیزوں میں متابعت
آنحضرت کی واجب ہے مگر ان چیزوں میں جو خاصہ ہیں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور میرے خلیفوں کی پیروی لازم کرو اور اپنے کو بدعت سے باز رکھو کیونکہ بدعت

ہے سو ضلالت ہے عائشہ صدیقہ رضی سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ کام کیا اور اوس
کام کے کرنے پر لوگونکو بھی اجازت دی ایک قوم نے اوس کام سے انکار کیا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت
نے فرمایا کہ کیا حال ہے اوس قوم کا جو انکار کرتے ہین اوس چیز سے کہ جسکو مین نے کیا ہے قسم
خدا کی مین اون سب سے زیادہ جانتا ہون اور خوف خدا بہت رکھتا ہون یعنی باوجود اس خوف کے جب مینے
اس کام کی انکو اجازت دی پس جانو تم کہ حق بھی ہے اور حکمت بھی اسی بات کو چاہتی ہے اور اوس
کام مین دین اور دنیا کی خوبیان ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمل تھوڑا جو
موافق سنت کی ہو بہتر ہے عمل بہت سے جو بدعت ہو اور فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا یعنی
رواج دیا تو گویا اوس نے مجھکو زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ رہیگا حدیث مین ہے
کہ جو کوئی میری امت سے میری سنت کی پیروی کریگا اوس زمانے مین کہ فساد ہوگا اوسکو ثواب
سو شہیدونکا حاصل ہوگا اور آیا ہے کہ پیروی کرنا سنت کا بہتر ہے بدعت سے اگرچہ وہ بدعت حسنہ
بھی ہو جیسا کہ دوپہر کا سونا جو سنت ہے سرا اور مدرسہ بنانے سے بہتر ہے کیونکہ سنت پر عمل کرنے
والا برکت سے اوسکی مقام قرب اور رضائے الٰہی کو پہونچتا ہے مقرر ہے جو بدعت سنت کو تغیر
دیتی ہے وہ بد ہے جو ایسی نہین بلکہ سنت کو تقویت دیتی ہے وہ بدعت حسنہ ہے اور یہ بدعت
واسطے مصلحت اور حکمت کی جائز ہے کہتے ہین کہ بعضی بدعت ایسی ہے کہ کرنا اوسکا واجب ہے
جیسے سیکھنا علم صرف اور نحو کا اور سوا اسکے اور علوم کا جو سرور عالم کے زمانے مین نتھی اور بعضی بدعت
مستحب ہے جیسے سرا اور مدرسہ بنانا اور بعضی بدعتین مباح ہین جیسے پیٹ بھر کھانا اور باقی بدعتین
مکروہ اور حرام ہین مذکور ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی سلطنت مین بعضے عاملون نے اپنے شہرونکا احوال
اونکو لکھا کہ چور بہت ہین اگر ہم ان چورونکو گمان و تہمت سے پکڑین یا دلیل و شواہد سے جیسے سنت ہے
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ شواہد اور دلیل سے کہ جسپر سنت جاری ہوئی ہے پکڑو اگر یہ صلاح پذیر
ہونگے تو اللہ تعالیٰ انکی صلاح کریگا مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو دیکھا اور کہا کہ
واللہ مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے اور تجھسے کچھ نفع و نقصان نہین اگر مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو تجھکو بوسہ نہ دیتا اور کہتے ہین عبد اللہ بن عمر ناقے کو اپنے
ایک جگہ پھراتا تھا لوگون نے اوس سے پوچھا کیا سبب تو یہان ناقے کو پھراتا ہے اوس نے کہا کہ

ہین اور کچھ نہین جانتا مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح سے پھراتے تھے مین بھی پھراتا ہون اور بھی مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک جگہ وضو کیا اوس جگہ ایک درخت تھا گرد اوسکے پھرتا تھا اور چھاگل سے پانی اوسکی جڑ مین ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح سے کرتے دیکھا مین بھی ایسا ہی کرتا ہون تفسیر مین وَالعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہُ آیا ہے عمل صالح اقتدا کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور سہل تستری نے کہا اصول ہمارے مذہب کے تین ہین ایک تو اقتدا کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افعال و اخلاق مین دوسرا اکل حلال کھانا تیسرا تمامی اعمال مین نیت خالص رکھنا احمد بن حنبل نے کہا کہ مین ایک روز ایک جماعت کے ساتھ تھا وے سب برہنہ ہوئے اور پانی مین اوترے مین برہنہ نہوا اور حدیث پر عمل کیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص ایمان خدا تعالی اور روز آخرت پر رکھتا ہے چاہیے کہ وہ حمام مین برہنہ نہ نہاوے اوسی شب مین خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے اے احمد خوش ہو کہ اللہ تعالی نے تجکو بسبب عمل کرنے کے حدیث پر بخشا اور تجکو امام کیا تاکہ لوگ تیری اقتدا کرین مین نے کہا کہ تو کون ہے جو یہ بات کہتا ہے وہ بولا کہ جبرئیل ہون

وصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادب کرنے کے بیان مین

جملہ اداب ستے اکثر کے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پکار کے بات نکرین اور نام مبارک بے تعظیم نہ لین جیسا کہ لوگ آپسمین باتین پکار کے کرتے ہین اور نام ہر ایک کا بے تعظیم لیتے ہین جب آپکا نام مبارک لین تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہین کہتے ہین کہ ایلچی بنو تمیم کے قبیلے کا آیا تھی اور قوم کے لوگ حضرت کے پاس آئے اور آستانہ شریف پر کھڑے ہوکر پکارے اے محمد باہر نکل تب اللہ تعالی نے اوس قوم کی مذمت کی اور فرمایا اَکثَرُہُم لَا یَعقِلُونَ یعنے اکثر اونکے بیعقل ہین بعضون نے کہا ہے کہ ایک روز کسی چیز پر صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم مین اختلاف تھا دونون حضرت کے حضور مین آواز بلند باتین کرتے تھے تب یہ آیت لَا تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم فَوقَ صَوتِ النَّبِیِّ نازل ہوئی یعنے نہ بلند کرو تم اپنی آواز نبی کی آواز سے اور بعضون نے ذکر کیا ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کان سے کم سنتا تھا اور پکار کے بات کرتا تھا یہ آیت اوسکے حق مین نازل ہوئی اوس وقت سے وہ گھر مین بیٹھا رہا کہ مبادا اعمال اپنے باطل ہون پھر جناب

رسالت ہے اوسکو طلب نہ کیا اگر شہید ہونے اور جنت مین جانیکی بشارت دی چنانچہ یمامہ کی جنگ مین کہ جس نے دعوی نبوت کا کیا تھا وہ شہید ہوا اور جنت مین گیا روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی مین آپکے ساتھ پکار کر بات نکرونگا مگر آہستہ جیسا کہ کوئی اپنا راز کہتا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت کے ساتھ ایسا آہستہ بات چیت کرتے تھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکا کلام نہین سمجھتے تھے مگر فہم و قیاس سے پس یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ تحقیق وہ لوگ کہ پست کرتے ہین آوازونکو رسول خدا کے پاس وہ لوگ ایسے ہین کہ پاک کیا ہے اللہ تعالی نے اونکے دلونکو تقوی قبول کرنے کے لیے واسطے اونہین لوگون کے آمرزش ہے اور ثواب بزرگ روایت ہے کہ ایک روز ابوجعفر امیر المومنین امام مالک سے مسجد مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناظرہ کر رہا تھا امام مالک نے اوسکو کہا یا امیر المومنین اس مسجد کے درمیان اپنی آواز کو پست کر کیونکہ یہ مسجد نبوی ہے اور اللہ تعالے نے ایک قوم سے ادب کرنیکے باب مین فرمایا ہے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ آخر آیت تک اب ادب اور عزت رسول خدا کی جیسی آپکی حیات مین تھی ویسی ہی بعد وفات کے ہے ابوجعفر یہ بات سنکر رو دیا اور خاموش رہا بعد اوسکے ابوجعفر نے کہا کہ یا ابا عبد اللہ اپنا دعا کرنیکے وقت قبلے کی طرف کرون یا رسول خدا کی طرف امام مالک نے کہا کس واسطے اوس جناب سے منہ پھیرتا ہے حالانکہ وہ سرور قیامت کے روز تیرا اور تیرے باپ کا بھی آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہے منہ اوس سرور کی طرف کر اور شفاعت چاہ از جملہ ادب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ حضرت کی کلام شریف پر عقل سے اشکال نکرے اور حدیث کو تغیر اور تبدیل نہ دے اور از جملہ ادب یہ ہے کہ جب آپ کسیکو پکارین اور بلاوین تو بلا عذر تعظیم سے جواب دے اور حضرت کی جناب مین حاضر ہو جواب دینے مین اور حاضر ہونے مین کچھ عذر نکرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اس آیت کے معنی مین مفسرون کے دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ جب آنسرور کو پکارین تو تعظیم سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارین بے تعظیم نہ پکارین جیسا کہ اور لوگونکو پکارتے ہین دوسرا یہ ہے جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو پکارین اور بلاوین

تو جواب دینے مین کچھ عذر نکرے اور خاموش نرہے بلکہ اوسی وقت تعظیم سے جواب دے اور شتابی جناب
مین حاضر ہوتے ہین ایک روز ابن معلی نماز مین تھا جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو پکارا
اوسنے جواب نہین دیا بعد فراغت کے جناب عالی مین حاضر ہوا اور عذر کیا کہ مین نماز مین تھا اس واسطے
جواب نہین دیا اور حاضر نہوسکا حضرت نے اوسکو فرمایا کیا اللہ تعالی نے نہین فرمایا ہے یا ایہا الذین
آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اجابت کرو تم خدا کے
واسطے اور اوسکے رسول کے جس وقت کہ بلاوے رسول تمکو اوس چیز کے لیے کہ وہ چیز تمکو زندہ
کرتی ہے یعنے علوم دینی کے واسطے اور آگے خصائص شریف مین مذکور ہوا کہ امام شافعی رح کے باب
مین اگر کسی نے نماز پڑھتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا تو نماز اوسکی باطل نہین ہوتی

وصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت لازم کرنیکے بیان مین

جان کہ زندگی دلونکی اور غذا روحونکی اور روح ایمان کی ہے محبت کے معنے مین عالمونکا اختلاف ہے
بعضون نے کہا ہے کہ محبت موافقت کرنا محبوب کے ساتھ جمیع احوال مین ہے اور بعضون نے کہا
کہ فنا ہونا محب کی صفات کا محبوب کی ذات اور صفات مین ہے اور بعضون نے کہا محو کرنا
دل سے اوس چیز کو جو سوائے محبوب کے ہے بعضون نے کہا کہ محبوب کی طلب مین اور اوسکے
شوق دیدار مین دل کا سفر کرنا اور اوسکے ذکر خیر مین زبان کو شیفتہ کرنا من احب شیئا اکثر
ذکرہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اکثر اوسکا ذکر کرتا ہے جو کوئی حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لایا ہے دل اوسکا آنحضرت کی محبت سے خالی نہین لیکن بعضون
نے اوس محبت سے بہت حظ حاصل کیا اور بعضون نے تھوڑا اسمین شک نہین کہ اصحاب کو اس نعمت سے
بہت حظ حاصل ہے جیسا کہ مذکور ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے
پاس سب چیز سے محبوب زیادہ ہین مگر میری ذات سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
تم مین سے ایمان نہین لایا کوئی جب تک مجھکو اپنے نفس سے زیادہ اوسنے دوست رکھا تب
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی اوس جسنے کتاب تجھپر نازل کی یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک
میرے نفس سے زیادہ محبوب ہین اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میرے پاس میری اولاد اور میرے ماں باپ اور میرے مال سے اور اوس ٹھنڈے پانی سے

وصل ثواب کے بیان مین جو آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب مین محبت رکھنے سے حاصل ہوتا ہے جو پیاس کے وقت ملے محبوب پر زیادہ ہین

انس رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آیا اور عرض
کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے اوسکو فرمایا قیامت کے واسطے تو نے کیا عمل کیا ہے
یعنے قیامت کو کیا پوچھتا ہے عمل کر جو قیامت کے روز تیرے کام آوے اوس نے عرض کی مینے نماز روزہ
اور صدقہ قیامت کے واسطے تیار نہین کیا لیکن خدا کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون
حضرت صلعم نے اوسکو فرمایا تو جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ساتھ ہے صفوان بن قدامہ نے کہا کہ
مین ایک روز حضرت رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ دست مبارک اپنا مجھے دو تاکہ
مین بیعت کرون پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا دیا مینے بیعت کر کے
عرض کی یا رسول اللہ مین آپکو دوست رکھتا ہون حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہے
امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مذکور ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز
ہاتھ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا پکڑ کے فرمایا جو کوئی میرے ان دونون نواسون کو
اور انکے مان باپ کو دوست رکھیگا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ رہیگا روایت ہے کہ ایک شخص
حضرت صلعم کے حضور مین آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکو اپنے اہل اور مال سے زیادہ دوست
رکھتا ہون جس وقت مین آپکو یاد کرتا ہون تو صبر نہین کر سکتا جب تک آپکی جناب عالی مین نہ آؤن
اور آپکے جمال باکمال کو نہ دیکھون اپنی موت اور آپکی وفات یاد کرتا ہون اور جانتا ہون کہ جب
آپ بہشت مین تشریف لائینگے تو مقام اعلی پیغمبرون کے ساتھ ہونگے اگر مین بہشت مین آؤنگا تو آپکو
کہان دیکھ سکونگا اوس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی وَمَن یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰئِکَ
مَعَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیہِم مِنَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ آخر آیت تک یعنے جس نے خدا تعالی کی اور
اوسکے رسول کی اطاعت کی پس وہ ساتھ اون لوگون کے ہے کہ اللہ تعالی نے جنکو منزل اور مقام
اعلی انعام فرمایا ہے وہ لوگ پیغمبر اور صدیق ہین آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو
بلایا اور اوس آیت کو اوسکے روبرو پڑھا اور بعضے مفسرون نے اس قصے کو ثوبان کے قصے
مین کہ حضرت صلعم کا غلام تھا ذکر کیا ہے کہ ثوبان کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

بہت محبت تھی اور اوسکو بدون حضرت صلعم کے دیکھنے کے صبر نتھا چنانچہ ایک روز وہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اوسکے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور آثار غم کے ظاہر تھے آنسرور نے
اوسکو فرمایا اے ثوبان کیا تیرا حال ہے اور رنگ تیرا کیون متغیر ہے اوسنے عرض کی یا رسول اللہ
مجکو کچھ بیماری اور رنج نہین لیکن جس وقت آپکو نہین دیکھتا ہون تو ایسی ہی حالت
میری ہوتی ہے تب حضور مین حضرت صلعم کے آتا ہون اور آپکو دیکھتا ہون مجکو کمال راحت اور
مسرت ہوتی ہے بعد اوسکے آخرت کو یاد کرتا ہون تو ڈرتا ہون شاید وہان آپکو نہ دیکھ سکون کیونکہ
آپ جنت مین پیغمبرونکے ساتھ مقام اعلی مین تشریف رکھین گے اور مین ادنی مقام مین بہشت
کے پڑا رہونگا تب یہ آیت آئی جو آگے مذکور ہوئی اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک
شخص حضرت صلعم کی مجلس شریف مین بیٹھا تھا اور آپکے جمال مبارک کو دیکھتا رہتا تھا اور ہرگز دوسری
کی طرف نظر نہین کرتا تھا سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھکر اوسکو فرمایا کیا
تیرا حال ہے اوسنے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ میرے آپ پر سے فدا ہون مجکو آپکا جمال
مبارک دیکھنے سے بہت بہرہ اور نہایت ذوق حاصل ہوتا ہے اسلیے مین آپکے جمال مبارک
کو دیکھتا ہون لیکن غم اسبات کا ہے کہ قیامت کے روز جب آپ جنت مین تشریف لیجاوینگے تو یہ
نعمت میسر ہوگی یا نہین تب پروردگار نے یہ آیت نازل کی انس رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھے دوست رکھیگا وہ جنت مین میرے ساتھ رہیگا

وصل بیان مین بعضی چیزون کے جو اہل سلف سے ذوق و محبت مین آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارد ہوئی ہین

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ انصار سے ایک عورت تھی کہ اوسکا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ
احد مین شہید ہوا اوس عورت نے اپنے لوگونکا احوال نہ پوچھا بلکہ آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی حالت پوچھی لوگون نے کہا الحمد للہ حضرت صلعم بخیریت ہین جیسا کہ تو چاہتی ہے عورت نے
کہا مجکو دکھاؤ حضرت صلعم کہان ہین تا کہ مجھے آپ کے دیکھنے سے تسلی ہو جب اوس عورت نے سرور عالم
کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ہر مصیبت آپکی سلامتی کے بعد آسان ہے اور یہ قصہ بعضی روایتون مین
اس طرح سے آیا ہے کہ جنگ احد مین آنسرور کی وفات فرمانے کا غل ہوا تو بہت عورتین مدینے میں

جمع ہوئین اور فریاد کرنے لگین اس مین ایک عورت انصار کی باہر نکلی اور لاش اوسکے بھائی
کی اور بیٹے اور خاوند کی جو جنگ احد مین شہید ہوئے تھے آ گئے اوس عورت کے آگے آئی اوسنے اون لاشون کی
کچھ التفات نہ کیا کہ وہ کون ہین اگرچہ لوگون نے اوسکو کہا کہ یہ لاش تیرے بھائی کی اور تیرے بیٹے کی
اور خاوند کی ہے بلکہ وہ عورت یہی پوچھتی تھی کہ سرور عالم کہان ہین لوگون نے کہا کہ آگے ہین پس انتہا
ہو کر حضرت کے پاس دوڑی گئی اور دامن آنسرور کی چادر کا پکڑ کے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ
میرے آپ پر سے فدا ہون جب آپ سلامت ہون تو مجکو میرے دوستونکے مرنیکا اندیشہ نہین ہے
روایت ہے کہ جب مکے کی لوگ زید بن دثنہ کو مار ڈالنے کی خاطر حرم سے باہر لائے تو ابوسفیان
بن حرب نے زید کو پوچھا ای زید قسم ہے تجھے سچ کہ اگر اس وقت تیرے عوض مین محمد کو ہلاک کرون
اور تجکو چھوڑ دون تو تو اس بات پر راضی ہے زید نے کہا قسم خدا کی مین اسکو گوارا نہین رکھتا بلکہ
نہین چاہتا کہ ایک کانٹے کا درد اوس جناب کو پہنچے اور مین اپنے لوگونمین آرام سے رہون تب
ابوسفیان نے کہا کہ مینے کسیکو ایسی محبت نہین دیکھی جیسے اصحاب محمد کے محمد کو دوست رکھتے ہین روایت
ہے کہ جب بلال کو نزع کا وقت ہوا تو اوسکی جورو بہت افسوس سے رونے لگی بلال نے کہا مجھے خوشی کا سبب
کی ہے کہ انشاء اللہ تعالی مین کل فجر کو اپنے دوستون سے یعنے جناب رسالت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور
اونکے اصحابون سے ملاقات کرونگا روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کا پاؤن سن ہو گیا تھا لوگون نے
اوسکو کہا یاد کر اوسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ یہ آفت جاتی رہے تب وہ یا محمد
کر کے پکارا پاؤن اوسکا اچھا ہو گیا اور مذکور ہے کہ زید بن عبداللہ انصاری اپنے باغ مین کچھ
کام کرتا تھا اوس وقت اوسکے بیٹے نے آکر حضرت کی وفات کی خبر دی تب زید نے بہت زاری اور
دعا کی کہ اے پروردگار میری آنکھ کی بینائی کو لے تا کہ مین بعد اس محبوب کے دوسرے کو نہ دیکھون پس
اوسکی آنکھ کی بینائی جاتی رہی اس طرح کی دعائین اور بعضے اصحابون سے بھی وقوع مین آئی ہین

وصل بیان مین علامات محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتین بہت ہین سب علامتون مین بڑی علامت
آنسرور کی متابعت کرنا اور آپکی شریعت پر چلنا ہے کہتے ہین کہ کوئی چیز اشرف اور افضل متابعت سے
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین جو کوئی متابعت حضرت کی کرتا ہے وہ محبت مین حضرت کی

کا ملا اور مرتبہ اوسکا بلند ہے جسکو متابعت آپکی بیشتر محبت اوسکی ناقص اور مرتبہ اوسکا پست ہے
لیکن سوا متابعت کے ایمان والونکی محبت بھی آنحضرت کے ساتھ رکھنا اصل ہے جیسا حدیث مین آیا ہے
کہ ایک شخص بدوی زاہر نام آنحضرت کے حضور مین آتا اور کچھ جنگل کی چیزین ترکاری وغیرہ آپ کے
واسطے لاتا تھا اور حضرت بھی شہر کی چیزین مثل چادر وغیرہ کے اوسکو عنایت کرتے اور فرماتے
تھے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اوسکے شہری ہین اتفاقا اوسنے دو بار شراب پی اور
مار کھایا بعضے لوگون نے اوسپر لعنت کی تب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت
اوسپر مت کرو کیونکہ وہ اللہ تعالی کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اس بات سے معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت کے ساتھ میل و محبت رکھنا اصل ہے اگرچہ متابعت مین کچھ قصور ہو بعضی کتابون
مین آیا ہے کہ نام اوس شخص کا کہ جسنے دو بار شراب پی تھی عبد اللہ اور لقب اوسکا حمار تھا اور زاہر
دوسرا شخص ہے واللہ اعلم اور جناب رسالت کی محبت کی علامتون سے یہ ہے کہ آپکا ذکر بہت سا کرے
بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے بہت اوسکا ذکر کرتا ہے
بعضون نے کہا محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر مین مشغول رہے لیکن جو سعادت حدیث اور
سیر کی کتابین پڑھنے والونکو حاصل ہے اسواسطے کہ اون لوگونکو اوس جناب عالی کے
ساتھ ایک نسبت اور معرفت خاص ہوتی ہے کہ دوسرونکو یہ نسبت میسر نہین کیونکہ ہمیشہ احوال
آنحضرت کی صفات کا ذکر زبان اور ورد جان اونکا ہے یعنے اوس جناب کی ذکر سے دل کو اونکے
راحت اور زبان کو حلاوت ہے اور علامتون سے حضرت کی محبت کی یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ذکر آوے تو بہت آپکی توقیر اور تعظیم کرے اور جس وقت نام مبارک کو سنے تو بہت عجز اور انکسار
اپنا ظاہر کرے کس واسطے کہ جو کوئی کسیکو دوست رکھتا ہے واسطے اوسکے عجز و انکسار کرتا ہے اور بعد
وفات آنحضرت کے جب اصحاب آپس مین حضرت کا ذکر کرتے تھے تو اوس وقت روتے تھے اور عاجزی
کرتے تھے اور بہت ادب و تعظیم و ہیبت کے سبب سے اونکے بدن پر بال کھڑے ہوتے تھے تابعین اور
تبع تابعین کا بھی یہی حال تھا ابو ابراہیم نے کہا کہ جس وقت اوس سرور کا ذکر ہو تو ہر مومن پر
واجب ہے کہ عجز و انکسار کرے اور مودب رہے جیسا حضور مین اوس جناب کی مودب رہتے تھے اور
انکسار کرتے تھے کہتے ہین کہ ابو ایوب سختیانی کے روبرو حضرت کا ذکر ہوتا تھا لوگ اوسکے حال پر رحم

کرتے تھے اور جعفر بن محمد کے روبرو جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تھے تو رنگ
اونکا زرد ہو جاتا تھا اور عبد الرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہما کے روبرو جب رسالت کا ذکر ہوتا تھا تو
رنگ اونکا متغیر ہو جاتا تھا اور پیٹھ خم ہو جاتی تھی ایک دن ہمنشینون نے اوس سے پوچھا کیون تیرا یہ حال
ہوتا ہے اوسنے کہا کہ جو مینے دیکھا اگر تم دیکھتے تو میرے حال کا انکار نکرتے اور جب عامر بن زبیر رضی اللہ
عنہما کے روبرو حضرت کا ذکر ہوتا تو وہ ایسا روتا کہ آنکھ مین اوسکی ایک بوند پانی کی باقی نہ رہتی اور
زہری رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو جس وقت آنحضرت کا ذکر کیا جاتا تو حال اونکا ایسا متغیر ہو جاتا کہ
کوئی اونکو پہچانتا نتھا اور وہ بھی کسیکو نہین جانتا تھا یعنے ہوش وحواس اونکے ذوق وشوق مین
سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برجا نرہتے تھے اور قتادہ رضی اللہ عنہ جب نام مبارک حضرت کا
سنتا بہت بیقرار ہوتا اور روتا تھا عبد الرحمن بن مہدی جس وقت حدیث پڑھتا تھا تو لوگونکو کہتا
خاموش رہو اور حدیث شریف کو مودب ہو کر سنو اور حدیث سننے کے وقت خاموش رہنا واجب ہے
جیسا کہ اوس جناب سے کلام سننے کے وقت خاموش رہتے تھے محبت رکھنا حضرت کے آل و اصحاب کے ساتھ
حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتون سے ہے جیسا کہ سید عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان مین فرمایا کہ ای پروردگار مین انکو دوست
رکھتا ہون تو بھی انکو دوست رکھ اور فرمایا جسنے حسنین کو دوست رکھا تحقیق اوسنے مجھے دوست رکھا
اور جسنے مجکو دوست رکھا تحقیق اوسنے اللہ تعالی کو دوست رکھا اور جو کوئی حسنین کا دشمن ہوا
تحقیق وہ میرا دشمن ہوا اور جو میرا دشمن ہوا وہ تحقیق خدا تعالی کا دشمن ہوا اور حضرت علیہ السلام نے
بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان مین فرمایا کہ وہ میری جگر پارہ ہے جو کوئی اوسکو غصے مین
لاتا ہے سو مجکو غصے مین لاتا ہے اصحابونکے حق مین فرمایا کہ انکو نشانہ نہ بناؤ جو کوئی انکو دوست رکھتا
ہے وہ میری دوستی کے سبب سے دوست رکھتا ہے اور جو انسے دشمنی کرتا ہے سو وہ میری
دشمنی کے سبب سے انکو دشمن رکھتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے
مجکو ایذا دی اوسنے خدا کو ایذا دی قریب ہے کہ اوسے اللہ تعالی پکڑے اور عذاب کرے اور فرمایا
کہ علامت ایمان کی دوستی انصار اور علامت نفاق کی دشمنی انھون کی اور فرمایا کہ جو کوئی عرب
کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جس نے عرب کو میرے دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے اور امت پر شفقت

ونصیحت کرنا اور اونکو نفع پہونچانا اور اونکے کاموں مین سعی کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
محبت کی نشانیون سے ہے اور عالمون اور صالحان کو بھی دوست رکھنا حضرت کی محبت کی علامتون سے ہے اور
علامتون سے حضرت کی محبت کی محبت قرآن شریف کی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے بھیجا گیا اور ہدایت
کرنے والا ہے اور حضرت کی خلق سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ عایشہ صدیقہ نے کہا کہ قرآن رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا خلق ہے اور محبت قرآن شریف کی اوسکا تلاوت کرنا اور اوسپر عمل کرنا اور اوسکے معنونکو
سمجھنا ہے سہیل تستری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علامت محبت خدا کی محبت قرآن کی ہے اور علامت محبت
قرآن کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور علامت محبت پیغمبر خدا کی محبت سنت رسول
کی ہے اور علامت محبت سنت رسول کی محبت آخرت کی ہے اور علامت محبت آخرت کی دشمنی دنیا
کی اور علامت بغض دنیا کی وہ ہے کہ ذخیرہ نہ کرے مگر وہ توشہ جو آخرت کی طرف پہونچا دے فی الحقیقت
محبت قرآن مجید کی اور حدیث شریف کی واسطہ خدا اور رسول خدا کی محبت کا ہے کیونکہ کلام محبوب
کا بھی محبوب ہے بعضے مشائخ نے جو کہا کہ علامت ذوق قرآن کی یہ ہے کہ خوش آواز سے یا بدآواز سے
سنے دونون صورتون مین برابر لذت حاصل ہو خالی مبالغہ سے نہین اس واسطے کہ آواز خوش زینت
اور زیور ہے قرآن کا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ قرآن کو آواز خوش سے زینت دو جو کوئی قرآن آواز
خوش سے نہ پڑھیگا سو وہ مجھسے نہین ہے چنانچہ اصحاب مین بعضے قرآن کو ایسی خوش آواز سے پڑھتے تھے کہ
صبر و قرار دل سے لیتے تھے اور طالب ایمان مین جان کو زیادہ کرتے تھے از انجملہ ابوموسی اشعری اور
عبداللہ بن مسعود اور مثل اونکے اور بھی تھے سچ ہے کہ قرآن کو خوش آواز سے سننا ایمان کو قوت بخشتا
اور زیادہ کرتا ہے خصوص آواز عرب کی کہتے ہین کہ ایک شب ابوموسی رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتا تھا
اور حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گوشے مین کھڑے ہوئے گوش مبارک کو اوسکی آواز
پر لگا کر سنتے تھے اور خوش ہوتے تھے جب صبح ہوئی آپ نے اوسکو فرمایا تو رات کو قرآن کیا خوب پڑھتا
تھا اور مین سنتا تھا ابوموسی نے افسوس کیا اور کہا اگر مین جانتا کہ آپ سنتے ہین اپنی آواز کو بہت
آراستہ کرتا اور اس سے زیادہ خوش آواز سے پڑھتا اور مذکور ہے کہ ایک روز سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو فرمایا کہ تجھ قرآن پڑھ مین سنون اونے از راہ ادب کی عرض کیا یا رسول اللہ
میرا مقدور ہے جو آپکے حضور مین پڑھوں حالانکہ آپ پر نازل ہوا ہے حضرت نے فرمایا مجھے اچھا

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن غیر سے سنون جب عبداللہ پڑھتا تھا چشم مبارک سے آنحضرت کی آنسو جاری
ہوتے تھے اور سینۂ شریف جوش مارتا تھا مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی رو و پڑھتے کسی آیت پر
پہونچتے تو بے اختیار زمین پر گر پڑتے آواز بند ہوجاتی اور ایک دو روز گھر ہی میں رہتے تب لوگ
اونکو بیمار جانکر بیمار پرسی کے واسطے آتے تھے کہتے ہین کہ اصحاب جب جمع ہوتے اور ابوموسی اشعری
بھی حاضر ہوتے تو کہتے کہ اے ابا موسی ہمارے تئین یاد خدا کی دلا تب ابوموسی قرآن پڑھتے
اور وہ سنتے امام احمد حنبل وغیرہ سے روایت ہے کہ قیامت کی روز اللہ تعالی داود پیغمبر کو فرماویگا
دنیا مین جب آواز سے تو میری تعریف کرتا تھا اوس آواز سے اب میری تعریف کر داود عرض
کرینگے یارب کس طرح سے کرون کیونکہ مجھسے تو نے وہ آواز لے لی تب اللہ تعالی فرماویگا میں نے
پھر وہ آواز تجکو دی تب داود علیہ السلام عرش کے نزدیک کھڑے ہوکر پروردگار کی تعریف کرینگے
جب بہشت کے لوگ اوسکو سنینگے تو نعمتین بہشت کی فراموش کرینگے سچ ہے کونسی نعمت
بہتر اور خوشتر کلام الہی سے ہے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سننا
قرآن کا لحن سے ایسا ہے کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین بخلاف اشعار کے کہ بعضون نے کہا شعر
راگ سے پڑھنا جایز ہے اور قرب الہی کو پہونچاتا ہے اور بعضون نے کہا کہ درست نہین

وصل بیان مین وجوب مناصحت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

نصیحت اوس جناب کی اور اخلاص اور ادا کرنا حضرت کے حقوق کا ظاہر و باطن مین واجبات
سے دین و اسلام کے ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ الدین النصیحۃ یعنے دین نصیحت ہے اصحاب نے
پوچھا کہ کسکے واسطے حضرت نے فرمایا واسطے اللہ تعالی کے اور واسطے اوسکے رسول کے اور واسطے امام
کے اور واسطے خاص و عام مسلمانونکے جان کہ نصیحت کے معنی لغت مین صاف و خالص ہین یہان
نصیحت سے مراد حقوق ادا کرنے مین صفائی اور خلوص رکھنا معنی نصیحت کے جو اللہ تعالی کے
واسطے ہے یہ ہین کہ اللہ تعالی کو ایک سمجھنا اور اوسکی صفات کو جو اوسکی ذات مقدس کے لائق ہین
پہچاننا اور فرمانبرداری امر و نہی کی کرنا اور جہاد سے یا علم و عمل سے یا اور کسی چیز سے کہ تقویت کا سبب
تقویت دین و ملت کی ہو دین کی تائید مین متوجہ رہنا اور عبادت کرنے مین خدا تعالی کی خلوص
رکھنا اور معنی نصیحت کے جو واسطے رسول خدا کے ہے ابوسلیمان نے کہا کہ نبوت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا اور امر و نہی میں اوس جناب عالی کی اطاعت بجالانا صدیق اکبر نے نصیحت
رسول کے معنی یہ کہے کہ حضرت کی حیات کے وقت اور وفات کے بعد نصرت وحمایت آپکی کرنا اور طلب
ثانی سے سنت رسول کو زندہ رکھنا اور مخالفونکو خلل و تصرف کرنے سے سنت رسول میں باز رکھنا اور
آنحضرت کے اخلاق اور آداب شریف کی پیروی کرنا اسحاق تجیبی نے کہا کہ نصیحت رسول یہہ ہے کہ جو
کچھ دین وملت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالی کی طرف سے لائے اور فرمایا اوسکو بدل
قبول کرنا اور دوسرونکو اوسپر ترغیب دینا اور لوگونکو خدا اور اوسکی کتاب اور اوسکے رسول کی طرف
دعوت کرنا اور سنت نبوی پر عمل کرنا ابوبکر اجری نے کہا کہ نصیحت واسطے اوس سرور کے حیات کے
وقت اور وفات کے بعد بھی ہے یعنے حیات کے وقت نصیحت آنحضرت کی یہہ ہے کہ دین محمدی کی نصرت میں
متوجہ ہونا اور آپکے دوستونسے بدل محبت رکھنا اور دشمنونکے ساتھ عداوت اور اپنے جان ومال کو
حضرت پر سے فدا کرنا اور بعد وفات اوس سرور کے نصیحت یہہ ہے کہ تعظیم وتکریم اوس جناب عالی
کی جیسا کہ حیات میں کرتے تھے ویسا ہی بعد وفات کے کرنا اور دین محمدی کو نصرت پہنچانا اور
طریقہ نبوی کے سیکھنے میں متوجہ رہنا اور حضرت کے آل واصحاب کے ساتھ بدل محبت رکھنا اور ان
لوگونسے جو طریقہ نبوی سے پھر گئے ہین احتراز کرنا اور حضرت کی امت پر شفقت ومہربانی رکھنا منقول ہے
کہ کسی نے عمرو بن لیث کو کہ وہ ایک امیرونسے خراسان کو تھا اور اللہ تعالی نے اوسکو دولت وثروت
بہت سی عنایت کی تھی خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالی نے تجکو کیونکر بخشا اوسنے کہا کہ مینے
ایک روز پہاڑ پر سوار ہوکر اپنے لشکر پر نظر کی اور مجکو کثرت اپنی فوج کی خوش آئی تب مینے کہا کہ
کاش میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو حضرت کے ساتھ نصرت و
اعانت کرتا اللہ تعالی نے اسبات پر میرے گناہونکو بخشا اور اپنی رحمت سے سرفراز فرمایا بعضی روایتون
میں یون آیا ہے کہ عمرو بن لیث نے کہا کاش میں جنگ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہوتا
تو یزید کی فوج سے لڑتا اور اونکو قتل کرتا اور معنی نصیحت کے جو واسطے کتاب اللہ کے ہے یہ ہین
کہ کتاب پر اللہ تعالی کی ایمان لانا اور اوسمین جو خدا تعالی نے فرمایا ہے اوسپر عمل کرنا اور معنی اوسکے
سمجھنا اور طہارت اور خوش الحان اور حضور قلب سے اوسکو پڑھنا اور اوسکی تعظیم وتکریم کرنا اور پڑھتے
وقت بات چیت نہ کرنا اور ادب سے سننا اور معنی اوسکے اپنی طرف سے بے سند نہ کہنا اور یہی نصیحت ہے

جو واسطے عام مسلمانونکے ہے یہ ہین کہ اونکے ساتھ مہر و محبت رکھنا اور چاہنا جو اونکو دینا اور دین
و دنیا کی کامون مین اونکے ساتھ اعانت کرنا اور اونکی آبروریزی پر کمر نہ باندھنا اور اونکو بچشم حقارت
نہ دیکھنا اور دست و زبان سے اونکو ایذا نہ دینا اور اونپر امر معروف اور نہی منکر کرنا اور اونکے ساتھ
بقدر عقل و فہم اونکی کلام کرنا اور اقوال عالمونکے اونپر ظاہر کرنا اور معنی نصیحت کے جو واسطے خاص مسلمانون
کی ہے یہ ہین مراد خاص مسلمانونسے بادشاہ اور امراء اسلام ہین کیونکہ یہ لوگ اور خلائق پر حاکم ہین پر
خلائق کو لازم ہے کہ انکی طاعت و نصرت کرین اور دعا خیر کیا کرین اور پند دیوین جو بادشاہونکے
ساتھ جنگ کرنے پر کمر باندھین اور اونکو اصلاح حال رعیت کے اور بندوبست مین امور خلائق کی ترغیب دینا

وصل تعظیم و توقیر سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو اصحاب کرتے تھے

ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حجرہ مبارک
سے مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف فرما ہوتے تو اصحاب بہت تعظیم و توقیر حضرت کی کرتے اور
کوئی شخص از راہ ادب کے حضرت پر نظر نکرتا مگر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت پر نظر کرتے اور مسکراتے
اور وہ جناب عالی بھی اونکو دیکھتے اور تبسم فرماتے تھے یہ دیکھنا اور تبسم کرنا اونکا اور آنسرور کا کمال محبت
کا سبب تھا جو اونکو آنسرور کے ساتھ بھی اسامہ بن شریک نے کہا کہ ایک روز مین حضور مین سرور عالم
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گیا اور دیکھا کہ اصحاب اطراف حضرت کے ایسے مودب بیٹھے ہوئے تھے کہ اونکو
حرکت نتھی حدیث مین آیا ہے کہ جب سرور عالم اصحابونسے تکلم فرماتے تو اصحاب خاموش و سرنگون
بیٹھے تھے عروہ بن مسعود نے کہا کہ جس سال حدیبیہ کی صلح ہوئی اوس سال مجکو قریش نے حضرت کے پاس
بھیجا مین حضور مین حضرت کے گیا اور دیکھا کہ اصحاب حضرت کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب
آپ وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھوتے سے پانی گرتا تو اصحاب اوس پانیکو تبرک سمجھ کر لینے کے خاطر جلدی
کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اوسکو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملین اور حضرت جس وقت
کچھ حکم فرماتے بجان و دل اوسکو بجالاتے اور آنسرور کلام کرتے تو سب خاموش ہوتے اور از روئے ادب
سنتے اور حضرت کی طرف نظر اوٹھا کر نہین دیکھ سکتے تھے مین پھر قریش کے پاس گیا اور قریش کو کہا کہ مین
قیصر اور کسری اور نجاشی کی پاس گیا تھا قسم بخدا مینے اون بادشاہونکے یہان ہرگز ایسی تعظیم و
تکریم نہین دیکھی جو اصحاب محمد صلعم کی تعظیم و تکریم کرتے ہین انس رض نے روایت کی کہ مین نے ایک روز دیکھا

آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجامت بنواتے تھے اور اصحاب اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موے مبارک کو
دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے جب سرور عالم نے حجامت سے فراغت پائی
تو موے سر مبارک کو اصحاب نے تین تقسیم فرمایا انشاء اللہ تعالی اسکا ذکر آویگا اور رعایت ادب سے
یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو صلح حدیبیہ اور دعوت اسلام
کے واسطے قریش کے پاس بھیجا قریش نے عثمان کو کہا کہ تم بیت اللہ کا طواف کرو تب عثمان رضی اللہ
عنہ نے کہا جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نکرینگے میں طواف نکرونگا عثمان رضی اللہ
عنہ نے رعایت ادب آنسرور کی نگاہ رکھی سچ ہے کوئی عمل و عبادت برابر اسکے نہیں ہے کہ جناب
رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی رعایت کریں مذکور ہے کہ اصحاب اس بات سے خوش ہوتے تھے
کہ کوئی بدوی حضور میں آنسرور کے آوے اور کچھ بات پوچھے تاکہ ہمکو اوس سے فائدہ ہو اس لیے
کہ وے کمال ہیبت اور ادب سے حضرت سے کچھ پوچھ نہیں سکتے تھے مغیرہ نے کہا کہ جب اصحاب
حضرت کے حضور میں آتے اگر دروازہ حجرہ مبارک کا بند ہوتا تو دروازے کو ناخنوں سے آہستہ بجاتے
مبادا آواز سخت ہونے سے آپکی اوقات شریف میں کچھ خلل ہو براء ابن عازب نے کہا کہ میں
چاہتا تھا کہ کسی کام کے واسطے سرور عالم سے پوچھوں مگر ادب کے مارے چند سال تک پوچھ
نہ سکا باوجودیکہ اخلاق اور مہربانی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصحابوں کے ساتھ خصوصاً
فقرا و مساکین کے ساتھ اس قدر تھی کہ بیان سے باہر ہے چنانچہ اخلاق شریف کے بیان میں کچھ ہوئی

وصل حدیث شریف کی روایت کرنے کی تعظیم میں

عمرو بن میمون نے کہا ایک سال تک ابن مسعود کے پاس میری آمد و رفت تھی میں نے کبھی نہ
سنا کہ ابن مسعود نے حدیث پڑھنے کے وقت کبھی بے تعظیم قال رسول اللہ زبان سے کہا ہو مگر
ایک روز اونہوں نے حدیث پڑھنے کے وقت سہو سے بے تعظیم قال رسول اللہ کہا تب میں نے دیکھا کہ اونکو
یہانتک غم ہوا کہ پسینا اونکی پیشانی سے ٹپکتا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اوس وقت ابن مسعود
کا رنگ خاک سا ہو گیا اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور رگیں گردن کی سوج گئیں ایک روز
مالک بن انس ابی حازم کے پاس گیا وہ حدیث پڑھتا تھا مالک نے کہیں جگہ بیٹھنے کو نہ پائی
فی الفور پھر آیا اور کہا کہ میں نے حدیث شریف کو کھڑے ہو کر سننا مکروہ سمجھا اور مالک نے

کہا کہ ایک روز ایک شخص ابن المسیب کے نزدیک آیا اور حدیث اوس سے پوچھی ابن المسیب
جس کروٹ لیٹا تھا اوٹھ بیٹھا اوس شخص نے ہر چند منع کیا کہ تو تکلیف مت کیجیے لیٹے ہی ہوئے
حدیث کو بیان کر ابن المسیب نے کہا کہ مجھے گوارا نہیں کہ حدیث شریف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی لیٹے ہوئے روایت کروں ابو مصعب نے کہا کہ مالک کبھی حدیث شریف بے وضو نہیں پڑھتا
تھا جعفر بن محمد نے روایت کی کہ مالک بن انس جب حدیث شریف پڑھا چاہتا تھا تو پہلے وضو
کرتا اور لباس اچھا پہنتا بعد حدیث پڑھتا تھا لوگوں نے اوس سے اسکا سبب پوچھا تو اوس نے کہا کہ
حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے اسکو بے تعظیم نہ پڑھا چاہیے مطرف نے کہا کہ جب
لوگ مالک کے گھر آتے تو باندی اوسکی باہر نکلکر پوچھتی کہ تم شیخ کے پاس حدیث شریف سننے آئے ہو
یا مسائل پوچھنے اگر وے کہتے کہ ہم مسائل پوچھنے آئے ہیں تو باندی جا کے کہتی شیخ اوٹھکر چلا آتا
اور اونکو مسائل کہتا اگر وے کہتے کہ ہم حدیث شریف پوچھنے آئے ہیں تو پہلے غسل کرتا اور لباس
نیا پہنتا اور خوشبوئی لگاتا اور چادر سیاہ یا سبز اوڑھتا اور عمامہ سر پر رکھکر باہر آتا اور ایک تخت بھی
اوسکے بیٹھنے کی خاطر باہر لاتا وہ بہت عجز و انکسار سے اوس تخت پر بیٹھکر حدیث شریف کو پڑھتا
اور حدیث پڑھنے تک بخور جلتا رہتا حدیث پڑھنے کے سوا اوس تخت پر نہیں بیٹھتا اور راہ
میں یا کھڑے ہوکر یا جلد حدیث شریف کو روایت نہ کرتا تھا علمائے سلف بے وضو حدیث نہیں
پڑھتے تھے منقول ہے کہ اعمش حدیث پڑھا چاہتا اگر وضو نہوتا تو تیمم کرکے حدیث پڑھتا اور
کہتے ہیں کہ قتادہ بے وضو حدیث شریف نہیں پڑھتا تھا عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ایک روز
مالک حدیث پڑھتا تھا اور میں بھی اوسکے پاس حاضر تھا اور اوس وقت بچھو نے اوسکو سولہ بار نیش
مارا رنگ اوسکا اوس سے زرد ہو گیا لیکن حدیث پڑھنا موقوف نکیا جب تمام و کمال حدیث
پڑھ چکا اور مجلس برخاست ہوئی تو میں نے مالک سے کہا کہ اے ابا عبد اللہ آج کے روز تجھ سے ایک
کام عجیب دیکھا اوس نے کہا کہ ہاں میں نے حدیث شریف کی تعظیم و تکریم کے واسطے صبر کیا ابن مہدی
نے کہا کہ ایک روز میں مالک کے ساتھ وادی عقیق کی طرف گیا عقیق مدینے میں ایک وادی ہے
اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوس وادی کو وادی مقدس فرمایا ہے میں نے
اثنائے راہ میں مالک سے حدیث پوچھی اوس نے مجھے منع کیا اور کہا کہ بہت تعجب ہے کہ راہ میں تو مجھ سے

حدیث کو پوچھا جریر بن عبد الحمید کہ شہر کا قاضی تھا کھڑے ہو کر اوسنے مالک سے حدیث کو پوچھا مالک
نہایت غصے میں آیا اور اوسکے قید کا حکم کیا لوگون نے کہا کہ قاضی ہے مالک نے جواب دیا کہ قاضی پہ
تادیب سزاوار ہے ایک روز ہشام بن عمار نے کھڑے ہو کر مالک سے حدیث پوچھی مالک نے اوسکو بیس
تازیانے مارے بعد اوسکے اوسپر شفقت اور مہربانی کی اور بیس حدیثین اوسکو سنائین تب ہشام نے
کہا کاش زیادہ تازیانے مارے ہوتے تا کہ حدیث زیادہ کہتا عبد اللہ بن صالح نے کہا کہ مالک
اور لیث حدیث شریف کو بے طہارت نہیں لکھتے تھے اور مشہور ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
اپنی صحیح لکھنے کی وقت ہر ایک حدیث کے واسطے ایک غسل کرتا تھا اور دوگانہ نماز پڑھتا تھا
اور بعضون نے کہا ہے کہ آب زمزم سے غسل کرتا تھا اور دوگانہ نماز مقام ابراہیم میں پڑھتا تھا
واللہ اعلم

وصل حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و ازواج کے ساتھ ادب اور اطاعت کرنیکے بیان مین

جملہ ادب و اطاعت مین سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور اطاعت کرنا حضرت کی آل
و ازواج کا ہے کیونکہ آل آپکی جگر گوشہ اور ازواج مطہرات مائین سب مسلمانونکی ہین ادب و اطاعت
حضرت کی آل و ازواج کی جیسا کہ آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور آگے کی صالح
لوگون نے جس طرح سے اطاعت و ادب ون بزرگون کا کیا ہے ویسا ہی بجا لاوے اس واسطے
کہ محبت آل و ازواج و اصحاب کی محبت آنسرور کی ہے جیسے محبت آنسرور کی محبت خدا تعالے کی ہے
اور بغض بھی آل و ازواج کے ساتھ رکھنا ایسا ہی ہے یعنی جس نے انسے بغض رکھا اوسنے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض بغض خدا سے
ہے اور جس نے خدا سے بغض رکھا وہ مسلمان نہیں پس اس صورت مین بدل محبت رکھنا حضرت کی
آل اور ازواج کے ساتھ واجب ہے اور بغض اونکے ساتھ رکھنا موجب نقصان ایمان و اسلام
کا ہے جناب باری نے حضرت کے اہل بیت اور ازواج کی شان مین فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی مگر یہ کہ دور کرے تمسے گناہونکو اے اہل بیت
اور پاک کرے تمکو پاک کرنیکا اور فرمایا وازواجہ امہاتہم یعنی ازواج جناب شریف صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مومنونکی مائین ہین آگاہ ہو کہ مفسرین نے تفسیر اہل بیت کی کئی معنونسے کی ہے از انجملہ

ایک معنی یہ ہین کہ اہل بیت وہ لوگ ہین کہ جنھون پر صدقہ حرام ہے وہ اولاد علی اور جعفر اور
عقیل اور عباس کی ہین اور کبھی اہل بیت حضرتؐ کی اولاد اور ازواج کو کہتے ہین اور کبھی اہل بیت
سے مراد مخصوص حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین لیتے
ہین اس واسطے کہ فضیلت انکی زیادہ ہے اور جناب شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا
کہ مین تمھارے درمیان دو چیز چھوڑتا ہون ایک تو قرآن اور دوسرے میری آل اگر تم اونکی پیروی
کروگے تو گمراہ نہوگے اور آنسرورؐ نے فرمایا کہ میری آل کی قدر و منزلت پہچاننا سبب ہے آتش دوزخ
سے نجات پانیکا عمر بن ابی سلمہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت آخر آیت تک
ام سلمہ کے گھر مین نازل ہوئی تو سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمۃ الزہرا اور امام حسن اور امام
حسین علیہم السلام کو بلایا اور کہا خداوندا یہ میرے اہل بیت ہین اور چادر مبارک اپنی اونکو اوڑھا دی
اور علی مرتضی بھی اوس سرور کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہوئی تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اپنی گود مین لیا اور علی مرتضی کو ایک ہاتھ سے
اور فاطمہ زہرا کو ایک ہاتھ سے پکڑکر اپنے بدن مبارک سے لگایا اور کہا کہ ای پروردگار یہ میرے اہل بیت
ہین انکو نجاست گناہ سے پاک رکھ مگر اختلاف ہے کہ مراد اہل بیت سے آیت مین کون ہین اکثر کہتے
ہین کہ مراد اہل بیت سے حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضی ہین سلام اللہ
علیہم چنانچہ اکثر روایتین اسپر دلالت کرتی ہین لیکن نظر کرنے سیاق وسباق کلام کا اور عورتین
بھی اہل بیت مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اون چار بزرگونکو بلانا اور گود مین
بٹھانا اور چادر اوڑھانا اور کہنا کہ ای پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین اور عورتونکا داخل ہونے کو
اہل بیت منافی نہین چنانچہ حضرت ام سلمہ سے روایت کی کہ جب سرور عالم نے فاطمۃ الزہرا اور
علی مرتضی اور حسنینؑ کے حق مین فرمایا کہ ای پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین تو انکو نجاست سے گناہ
کی پاک کر تو ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مین کون ہون تب سرور عالم نے فرمایا انت من
اہلی یعنے تو میرے اہل بیت سے ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ آنسرورؐ نے فرمایا انت علی خیر یعنے تو بہتر اور
خوب تر ہے اور ایسا ہی اس آیت مین اختلاف ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی یعنے کہہ
اوی محمد کہ نہین چاہتا ہون تم سے مزدوری خدا کے پیغام پہونچانیکی مگر دوستی اہل قرابت سے کہتے ہین کہ

کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تب اصحابوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپکے اہل قرابت کون ہین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہؤلاء علیؓ وفاطمةؓ وابناہما یعنے میرے اہل قرابت علی اور فاطمہ اور بیٹے دونوں انکے ہین صواب یہ ہے کہ یہ آیت تمام اشخاص کو جو اوس جناب عالی کے ساتھ قرابت رکھتے ہین شامل ہے مگر یہ چار تن سب اہل قرابت مین عمدہ اور اعلی ہین اور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شان مین فرمایا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے الہی پروردگار دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو اوسکا دشمن ہے اور اوس جناب شریف نے علی مرتضیٰ کو فرمایا تم سے وہ شخص محبت رکھیگا جو مومن ہے اور وہ شخص بغض رکھیگا جو منافق ہے اور فرمایا اے علی تمھاری نسبت میرے ساتھ ویسی ہے جیسی ہارون کی نسبت موسیٰؑ کے ساتھ تھی اور یہ تشبیہ پوشیدہ ہے لیکن قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انہ لانبی بعدی یعنے آگاہ ہو تحقیق نہین ہے کوئی نبی بعد میرے مبین ہے اسبات کو کہ اتصال نبوت نہین ہے بلکہ بغیر اوس نبوت کے ہے اور وہ خلافت ہے اور ہارون خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے اونکی زندگی مین تھے نہ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام کے بہ سبب وفات پانے ہارون کے قبل موسیٰ علیہ السلام کے اور دلیل اسپر فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ اما ترضی ان تکون منی الخ واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وقت متوجہ ہونے طرف لڑائی تبوک اور واسطے استخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر اہل وعیال کے جیسا کہ کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے ساتھ موافق قول اللہ تعالی کے واذ قال موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی الآیہ اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے بھائی اپنے ہارون کی خلیفہ ہو تو میرا بیچ قوم میری کے اور تحقیق کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام جماعت ابن ام مکتومؓ کو نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور مراد مولا سے بیچ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولاہ الخ ولاء اسلامی ہے نہ ولایت علمی اور کہا ہے اہل لغت نے کہ مولا کسی جگہ لغت مین بمعنی والی کے نہین آیا ہے اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ شان فاطمة الزہرا رضی اللہ عنہا کے بضعة منی یوذینی ما اذاہا ویغضبنی ما اغضبہا ایک ٹکڑا ہے مجھ سے دکھ دیا جسنے مجکو دکھ دیا اوسکو اور غصے مین لایا میرے تئین جو کوئی غصے مین لایا اوسکو اور فرمایا حضرت عائشہؓ نے احب النساء الی رسول اللہ کانت فاطمة واحب الرجال زوجہا علی یعنے محبوب زیادہ عورتون سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت فاطمہؓ تھین

اور محبوب زیادہ مرد و عورتوں سے تھے شوہر اونکے حضرت علی رض روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے
اور یہ نہایت انصاف حضرت عائشہ رض کا ہے بیچ ظاہر کرنے حق کے اور اگر بالفرض پوچھا جاتا حضرت
فاطمہ رض سے تو فرماتیں کان احب الرجال ابو بکر و احب النساء عائشہ اور یہ بھی صحیح ہے کیونکہ وجہیں
محبت کی متعدد اور مختلف ہیں اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شان میں حضرت امام
حسن و امام حسین علیہم السلام کے اللہم انی احبہما و احب من یحبہما ای اللہ میں تحقیق کہ محبوب
رکھتا ہوں میں اون دونوں کو پس محبوب رکھ تو بھی اون دونوں کو اور محبوب رکھ اوسکو جو محبوب
رکھتا ہے اون دونوں کو اور کہا ابو ہریرہ رض نے دیکھا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تئیں
کہ کھولتے تھے منہ حضرت حسن رض کا پھر دیتے زبان مبارک اپنی اونکے منہ میں اور فرماتے تھے
اللہم انی احبہما الخ تین مرتبہ اور فرمایا سرور عالم نے جو شخص دوست رکھتا ہے مجکو اور دوست رکھتا
ہے ان دونوں کو اور اونکے باپ ماں کو ہوگا میرے ساتھ بیچ درجے میرے کے روز قیامت میں اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چوستے تھے زبان اور ہونٹھ حضرت حسن ع کے اور تھے وہ دونوں
صاحبزادے بزرگ تر اور مشابہ زیادہ آدمیوں میں سے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے اور اونکی بھی مشابہت ساتھ آنحضرت ص کے ثابت کی ہے مثل جعفر بن ابی طالب اور
بیٹے اونکے عبد اللہ بن جعفر اور قثم بن العباس اور سفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور
ہوا انکے کہ بھائی بند تھے آنحضرت ص کے اور کابس بن ربیعہ ایک شخص تھا اہل بصرہ میں سے مشابہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو ایک بار آیا بیچ گھر حضرت معاویہ کے اوٹھ کھڑے ہوئے
وہ اپنے تخت پر سے اور آگے آئے اور چوم لیا درمیان دونوں آنکھوں اوسکی کو اور جاگیر دیا
مرغاب کو کہ نام ایک موضع کا ہے اوس شخص کو اور مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص
اہل نبوت میں سے کہ نام اوسکا یحیی بن القاسم بن محمد بن جعفر بن علی بن الحسین بن علی اور ملقب
ساتھ شبیہ کے تھا درمیان دونوں شانوں اونکے گوشت ابھرا ہوا بمقدار بیضہ کبوتر کے
مشابہ ساتھ مہر نبوت کے جو تشریف لائے حمام میں اور دیکھتے لوگ اوسکے تئیں تو درود بھیجتے اوپر
سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور جمع ہو جاتے کثرت سے لوگ اونکے پاس اور بوسہ دیتے اونکی پیٹھ
پر تبرکا اور مراد شبیہ سے درمیان بعض امور کے ہے کیونکہ تمام حسن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

شریک نہ رکھتے تھے سو منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم اور سوا اسکے حدیثین اس طرح کی اور بھی ہین اور فرمایا حضرت عباسؓ کو قسم ہے خدا کی کہ جسکے ہاتھ مین زندگی میری ہے نہ آئیگا کسیکے دل مین ایمان جب تک نہ دوست رکھیگا تمکو خدا اور رسول کی وجہ سے اور فرمایا من اذی عمی فقد اذانی وانما عم الرجل صنو ابیہ حسبنی یعنی جسنے ایذا دیا چچا میرے کو پس یقین ہے کہ دکھ دیا مجکو اور نہین ہے چچا کسی شخص کا لیکن مثل باپ اوسکے کے اور فرمایا آؤ اے عمو میرے پاس ساتھ اولاد اپنی کے پس جمع کیا انکو اور اوڑھائی چادر مبارک اپنی جو سیاہ و سرخ دھاریونکی تھی اور فرمایا اللہم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا اللہم احفظہ فی ولدہ رواہ الترمذی یعنی اے اللہ میرے بخش تو عباس کو اور اوسکے ولد کو بخشش ظاہری اور باطنی ایسے کہ نہ چھوڑے گناہ کو اور اے اللہ میرے نگہبانی کر اوسکی بیچ ولد اوسکے کی اور کہا ہے لوگون نے کہ وہ چھ شخص تھے فضل و عبد اللہ و عبید اللہ و قثم و عبید و عبد الرحمن اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہذا عمی صنو ابی وہؤلاء اہل بیتی وعترتی واسترہم من النار بستری آیا ہم یعنے یہ چچا میرا ہے بمنزلہ باپ کے اور وہ لوگ میرے اہل بیت ہین اور میری عترت ہین پس چھپالے تو انکو نار سے جیسا کہ چھپا لیا ہے مینے انکو پس آمین کہتے تھے آستانہ اور در و دیوار گھر کے اور کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارقبوا محمدا فی اہل بیتہ یعنے نگاہ رکھو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ اہل بیت اونکی کے اور کہا قسم ہے خدا کی بتحقیق قرابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب تر مجکو ہے اپنی قرابت سے اور فرمایا سید عالم نے خطاب کر حضرت ام سلمہؓ کو نہ رنج دو مجکو حضرت عائشہؓ کے بارے مین اور ایسے ہی فرمایا حضرت فاطمہؓ کے تئین کہ دوست رکھو حضرت عائشہؓ کو بوجہ میری دوستی کے اور اوٹھا لیتے تھے حضرت ابو بکرؓ حسن بن علیؓ کو اپنی گردن پر اور کہتے تھے بابی شبیہ بالنبی لیس شبیہا بعلی یعنے قسم اپنے باپ کی مشابہ ہے ساتھ نبی کے اور نہین مشابہ علیؓ سے اور حضرت علی ہنستے تھے اور نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن حسن بن علیؓ کو عبد اللہ محض کہتے ہین کہا اونھون نے کہ گیا مین ایک روز نزدیک عمر بن عبد العزیزؓ کے ایک حاجت سے پس کہا مجھسے جب کوئی حاجت پیش ہو تو بھیجدے کسیکو اور لکھ بھیجے مجکو اس واسطے کہ شرم آتی ہے مجھے خدا سے کہ دیکھو مین تمکو اپنے دروازے پر اور روایت ہے شعبیؓ سے کہ نماز پڑھائی زید بن ثابت انصاری نے جو کاتب وحی تھے اپنی مان کے جنازے پر پھر لایا گیا شتر اونکے پاس

تو سوار ہون اور سپر مین تھام لی ابن عباس نے رکاب شتر اونکے کی کہا زید نے چھوڑ دیجیے اے ابن عم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکاب میری کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ ایسے ہی حکم کیے گئے ہین ہم
کہ اسی طرح کرین ہم اپنے عالمون کے ساتھ پس چوم لیا زید نے دست مبارک حضرت ابن عباسؓ کا اور
کہا یہی حکم کیے گئے ہین ہم کہ کرین ساتھ اہل بیت پیغمبر اپنے سے اور ایک روایت مین ہے ساتھ شرفا کے
اور اچھی سنا گیا ہے کہ آئی بنت اسامہؓ بن زید نزدیک عمر بن عبد العزیز کے اور اونکے ساتھ غلام
اونکا تھے پکڑے ہوے ہاتھ اونکا پس اوٹھ کھڑے ہوے حضرت عمرؓ اونکے لیے اور گئے اونکی طرف پس
لیلیا ہاتھ اونکا اپنے ہاتھ مین اور بٹھایا لیجا کر اپنی مجلس مین اور آپ روبرو بیٹھے اور بر لائی حاجت
اونکی اور حسن حقیقت مقرر کیا علوفہ عمر بن الخطابؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر کے لیے تین ہزار روپیہ اور
اسامہ بن زید کے لیے تین ہزار پانسو کہا عبد اللہؓ نے اپنے باپ سے کس وجہ سے فضیلت دی آپنے اونکو
مجھپر قسم ہے خدا کی سبقت نہین کی ہے اونھون نے مجھپر کسی مشہد مین کہا امیر المومنین عمرؓ نے پوچھے
کہ زید جو باپ اوسکا تھا بہت محبوب تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمھارے باپ سے
اور تھے اسامہ محبوب زیادہ سید عالم کو تجھسے پس فضیلت دی مینے محبوب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو محبوب پر اپنے اور روایت کیا ہے جو مارا مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جعفر بن سلیمان نے
اور گذرا اور نیز جعفر بن سلیمان کے ہاتھون سے جو کچھ گذرا اوٹھا لیگئے وہ بیہوش اور بیخود ہجوم کیا
اور نیز لوگون نے جب ہوش مین آئے تو کہا گواہ کرتا ہون مین تم لوگونکو اسبات پر کہ بخش دیا مینے اپنے
مارنے والے کو خونبہا اپنا پوچھا لوگون نے کیا وجہ کہا اونھون نے کہ ڈرتا ہون مین کہ مر جاؤن مین
اور ملاقات کرون پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور شرم آتی ہے مجھکو کہ آئین بعض اولاد سید
عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگ مین بوجہ میرے اور کہا ہے لوگون نے کہ جب خلیفہ منصور نے
طلب کیا قصاص امام مالکؒ کا جعفر بن سلیمان سے پس کہا مالکؒ نے پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے
قسم ہے خدا کی کہ کوڑے کھاتے تھے ہی بخشدیا مینے اونکو خون اپنا بوجہ قرابت اونکی کے
ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ابو بکر بن عباس کہ ایک سرداروں امت سے
ہین کہتے تھے کہ اگر آوین میرے پاس ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ ابتدا کرون مین ساتھ حضرت علیؓ کی حاجت کے
قبل حاجت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بسبب قرابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے اور گردن میں آسمان سے زمین پر محبوب تر ہے مجھکو اس بات سے کہ تقدیم کرون حضرت
علی کی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اور عبداللہ بن عوف خدمت کرتے تھے اور دیتے تھے ازواج
مطہرہ کو کہ سبب اونکی رضامندی کا ہوتا تھا اور فرماتی تھیں حضرت عائشہ حق میں پسر عبدالرحمن بن
عوف کے سیراب کرے حق تعالیٰ تیرے باپ کو سلسبیل جنت سے اور تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ
کہ زیارت کرتے تھے ام ایمن کی پاس وجہ سے کہ وہ کنیز تھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور جو دائی تھیں حلیمہ سعدیہ نزدیک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچھاتے تھے آپ اونکے واسطے چادر
مبارک اپنی اور بر لاتے حاجت اونکی اور جب وفات پائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو آئیں
حضرت حلیمہ سعدیہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس پس وہی طرح بجا لائے ساتھ اونکے جیسا کہ
کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **وصل** تمام توقیر اور احسان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
توقیر اصحاب کی اور احسان اونکا ہے اور پہچاننا حق اونکے اور ادا کرنا حق اونکی کا اور اقتدا اور پیروی اونکی
اور جاری رکھنا اونکے آداب کا اور اخلاق اور سنتوں کا اور عمل کرنا اونکے افعال کے ساتھ اون باتوں میں
کہ عقل کو اوسمیں دخل نہیں ہے اور خوبی ثنا اور رعایت ادب کی اونکے ساتھ اور دعا مانگنا اور طلب
مغفرت کی کرنا اونکے لیے اور مستحق ہے وہ شخص کہ جسکی تعریف کی حق تعالیٰ نے اور راضی ہوا اوس سے
اسبات کا کہ تعریف کیا جاوے وہ اور طلب مغفرت کیجاوے واسطے اوسکے اور فرمایا حضرت عائشہؓ نے
کہ لوگ حکم کیے گئے ہیں کہ مغفرت چاہیں اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور لوگ بُرا کہتے
ہیں اونکو روایت کیا ہے مسلم نے پس برا کہنا اور طعن کرنا اونپر اگر مخالف دلیلوں قطعی کے ہے جیسا کہ
تہمت بد لگانا حضرت عائشہ کو کفر ہے اور نہیں تو بدعت اور فسق کذا قال فی المواہب اللدنیہ اور
ایسے ہی روکنا زبان کا اور باز رکھنا نفس کا ذکر اختلاف اونکے اور جھگڑے سے اور حادثوں سے جو درمیان
صحابہ کے گذرے ہے اور روگردانی اخبار مورخین اور روایتوں جہلا اور گمراہوں شیعہ اور زیادتی
اونکی سے اور نامان روایات مبتدعین کو چھوڑ کر توہین عیبوں اور برائیوں اور ڈگمگا جانے اون
پاک نفسوں کے کہ وہ سراسر جھوٹ اور بندش ہے اور ڈھونڈھنا اور بیان کرنا اون چیزوں کا جو
نقل کیا گیا ہے اونکی تعریف میں بہتر وجہ سے ساتھ اچھی تاویلوں اور نیک استخراج کے بوجہ ہونے
اون لوگوں کے اہل اور نہ ذکر کرنا کسی کا اونمیں سے ساتھ برائی اور غیبت کے بلکہ یاد کرنا خوبیوں اونکی

فضیلتون اور نیک صفتون اور خصلتون اونکی کا اور چپ رہنا اور چشم پوشی کرنا سوا اسکے اور بانو سے
اسوجہ سے کہ صحبت انکی ساتھ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یقینی ہے اور امور ظنی ہین اور
کافی ہے اتنی بات اس مقدمہ مین کہ حق تعالی جلشانہ نے چن لیا انکو واسطے صحبت حبیب اپنے کی اور اگر
بعضو نسے اس گروہ برگزیدہ مین سے کوئی تقصیر بیچ حق اہل بیت اور سوا اونکے واقع ہوئی ہے امید
ہے کہ شفاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھٹکارا پائین طریق اہل سنت وجماعت
اسابہی مین یہی ہے اور عقائد مین لکھا ہے ولا یذکر واحدا منہم الا بالخیر یعنے نہ ذکر کرین کسیکا اونمین سے
مگر خیر کے ساتھ اور جو حدیثین فضائل صحابہ مین عموماً و خصوصاً واقع ہوئی ہین اسباب مین کافی
ہین فرماتا ہے اللہ تعالی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الخ یعنے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم رسول ہین اللہ کے اور جو لوگ ساتھ اونکے ہین بڑی سختی کرنے والے ہین کافرون پر
اور بہت مہربانی کرنے والے ہین آپس مین اور فرمایا والسابقون الاولون من المہاجرین و
الانصار الآیہ یعنے اور جو لوگ قدیم ہین مہاجرین اور انصار سے اور فرمایا حق تعالی نے لقد
رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنے ہر آئینہ بتحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والو نسے
جب بیعت کی اونھون نے تجھ سے نیچے درخت کی اور فرمایا رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ الخ یعنے کتنے
مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تھا اللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے یوم لا یخزی اللہ النبی
والذین امنوا معہ الآیہ یعنے جسدن اللہ ذلیل نکریگا نبی کو اور جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتھ اور
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے اصحاب میرے مثل
ستارونکے ہین ساتھ جسکے پیروی کرو تم ہدایت پاؤ تم اور روایت کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثل اصحابی کمثل الملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بہ یعنے مثل صحابون
میرکی مثل نمک کے ہے بیچ طعام کے نہین صلاحیت مگر ساتھ نمک کے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم یعنے
ڈرو تم اللہ سے بیچ شان اصحاب میرے کے تم بناؤ نشانہ بعد میرے جو شخص دوست رکھتا ہے اونکو بسبب
دوستی میرکے دوست رکھتا اونکو اور جو دشمنی رکھتا ہے اونسے بسبب دشمنی میرکے دشمنی رکھتا ہے اونسے
الحدیث اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا تسبوا اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد

وہبتًا الخ یعنے برا کہو اصحاب کو میرے کہ اگر صرف کرے تم میں سے کوئی مثل احد کے سونا اور فرمایا سید عالم ﷺ نے من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنے جسنے برا کہا اصحاب کو میرے پس اوسپر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیونکی اور فرمایا سرور عالم ﷺ نے اذا ذکر اصحابی فامسکوا یعنے اگر ذکر کیے جائیں صحابہ میرے پس چپ رہو اور حدیث میں آیا ہے ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوا النبیین والمرسلین واختار لی منہم اربعۃ ابابکر وعمر وعثمان وعلیا فجعلہم خیر اصحابی یعنے بتحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا اصحابوں میرے کے تئیں سب عالم سے سوا نبیوں اور رسولوں کے اور خاص کیا واسطے میرے اونمیں سے چار کے تئیں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کو پس گردانا اون چار ونکو بہترین اصحابوں میں سے اور رد کرنا ہونا چاروں صحابہ کا اس حدیث میں اور دوسری حدیثوں میں ساتھ اس ترتیب کے دلیل روشن ہے اوپر ثبوت ترتیب کے درمیان اونکے اور گمان کرنا اسبات کا کہ راویوں نے موافق اعتقاد اپنے کے ذکر کیا ہے اور عبارت حدیث کو بدل دیا ہے فاسد ہے لائق نہیں ساتھ حال محدثین کے ہاں بعض حدیثوں میں ذکر حضرت علیؓ کا مقدم ہے اوپر ذکر حضرت عثمانؓ کے اور فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من احب عمرؓ فقد احبنی ومن ابغض عمرؓ فقد ابغضنی یعنے جو شخص دوست رکھیگا عمرؓ کے تئیں پس بتحقیق دوست رکھے گا میرے تئیں اور جو کوئی غصے میں لاویگا عمرؓ کو غصے میں لائیگا میرے تئیں اور حدیثیں فضائل صحابہ میں بہت ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے جو کوئی دشمن ہو صحابہ کا اور برا کہے اونکو نہیں اوسکے لیے کچھ حق مسلمانوں کی غنیمت میں اور نکالے ہیں حضرت امام مالکؒ نے یہ معانی سورہ حشر کی آیت والذین جاؤا من بعدہم الخ سے اور کہا ہے اونھوں نے جو غصہ دلوائے صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے تئیں وہ کافر ہے موافق قول الہی کے لیغیظ بہم الکفار یعنے تو جی جلائے اللہ اونسے کافروں کا اور کہا ہے کہ سب قسمیں مسلمانوں کی ان آیتوں میں تقسیم پاتی ہیں تین قسم پر مہاجر اور انصار اور وہ لوگ کہ بعد اونکے ہیں اور صفت انکی یہ ہے کہ کہتے ہیں ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا یعنے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہونچے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دل میں کوئی کینہ نسبت اون لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں

اور شیعہ داخل کسی قسم مین نہین اور فصل الخطاب مین حضرت امام محمد باقرؓ سے نقل کی ہے کہ ایک
قوم اہل عراق مین سے اونکے پاس آئی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بُری طرح سے یاد کیا اور
کچھ حال ونکا بیان کیا پھر جلدی سے بدگوئی حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئی کہا حضرت امام
محمد باقرؓ نے خبر دو مجکو بھلا تم سے کہ تم مہاجرین مین سے ہو کہ جنکی شان مین للفقراء المہاجرین الذین
اخرجوا من دیارہم یعنے واسطے اون مفلسون وطن چھوڑنیوالونکے جو نکالے آئے ہین اپنے گھرون سے
اور پڑھا اس آیہ کو اولئک ہم الصادقون تک یعنے وسے لوگ ہین سچے کہا اوس قوم نے نہین ہین
ہم اونمین سے فرمایا پھر کیا جماعت انصار ہو جنکی شان مین آیا ہے والذین تبوؤا الدار والایمان
من قبلہم یعنے اور جو گھر پکڑے ہین اس گھر مین اور ایمان مین اونسے پہلے اور پڑھا اس آیہ کو یہانتک
اولئک ہم المفلحون یعنے وہی لوگ ہین مراد پانیوالے جواب دیا اوس قوم نے نہین ہین ہم
انمین سے بھی پس فرمایا گواہی دیتا ہون مین کہ تم اوس جماعت سے بھی نہین ہو کہ جنکی شان مین آیا ہے
والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان الآیہ یعنے اور
واسطے اون لوگونکے جو آئے اونکے بعد کہتے ہین اے رب ہمارے بخشش دے ہمکو اور ہمارے بھائیونکو
جو ہمسے آگے پہونچے ایمان لینے مین فرمایا اوٹھو تم میرے آگے سے خدا تم مین سے کسیکا ہمسایہ نصیب
نکرے تم نے صورت مسلمانونکی بنائی ہے مگر حقیقت مین اہل اسلام مین سے نہین ہو تم عبد اللہ بن مبارکؒ
نے کہا ہے دو خصلتین ایسی ہین کہ جسمین ہون نجات پاوے ایک صدق ہے اور دوسرے صحبت
ساتھ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایوب سجستانیؒ کہتے ہے جس شخص نے دوستی
رکھی ساتھ عمرؓ کے پس بتحقیق روشن کیا اوسنے راہ کے تئین اور جسنے دوست رکھا عثمانؓ کو پس
بتحقیق نورانی ہوا وہ ساتھ خدا کے اور جسنے دوست رکھا علیؓ کو پس بتحقیق تھامی اوسنے رسی
مضبوط اور جسنے کہ اچھی طرح تعریف کی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دور ہوا نفاق اوسکا
سے اور جسنے کہ دشمنی رکھی ایک سے ساتھ انمین سے پس بدعتی اور منافق اور مخالف سنت اور اگلے
نیک طریقے کا ہے اور ڈرتا ہون مین کہ نہ صعود کرے عمل اوسکا طرف آسمان کے جب تک نہ دوست
رکھے اون سب کے تئین اور ہو جاوے قلب اوسکا اون کی لیے سلیم اور بیچ حدیث خالد بن سعید کے
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لاتے مدینے مین حجۃ الوداع کے واسطے جو حج کیا ہے

آپ منبر پر اور خطبہ پڑھتے تھے ای لوگو راضی ہوں میں ابو بکر سے پس پہچان رکھو اوسکے لیے میری رضا اور لوگو راضی ہوں میں عمر اور علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہم سے پس پہچان او نکے لیے رضامندی میری اور یہ مثل حدیث عشرہ کی ہے کہ اونمین بشارت دی ہے ان اصحابونکو جنت کی بیچ ان کے ابو عبیدہ بن الجراح کا نہین ہے اور حضرت امیر المومنین نے بھی وقت شوری کے فرمایا یہ وہ لوگ ہین کہ تشریف لیگئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم سے درحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی تھے اونسے اور فرمایا سید عالم نے

ایہا الناس ان اللہ غفر لاہل بدر والحدیبیۃ یعنے ای لوگو تحقیق اللہ نے بخشدیا اہل بدر اور اہل حدیبیہ کو

اور فرمایا ایہا الناس احفظونی فی اصحابی واصہاری الخ یعنے ای لوگو نگاہ رکھو مجکو میرے اصحابونمین اور میرے رشتہ دارونمین اس واسطے کہ جو نگاہ رکھے مجکو اونمین نگاہ رکھے اللہ تعالی اوسکو دنیا اور آخرت مین اور جو شخص نگاہ نرکھے گا میرے تئین انمین دور کردیگا اور نکال دیگا اپنی رحمت سے خدا تعالی اور جسکو چھوڑ دیگا اور رہا دیگا اللہ تعالی قریب ہی کہ مواخذہ کرے اوس پر اور عذاب کرے اوسپر اور فرمایا جو کوئی نگاہ رکھے گا میرے تئین میرے اصحابونمین ہونگا مین نگہبان اوسکا قیامت کے دن اور فرمایا جو نگاہ رکھے گا میرے تئین میرے اصحابونمین آئیگا میرے پاس حوض پر اور جو نگاہ نرکھے گا مجکو میرے اصحابونمین نہ دیکھے گا مجکو مگر دور سے اور بھی روایت ہے کہ تشریف لیجاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات گئے بقیع مین اور دعا کرتے تھے اصحابونمین کے حق مین اور مغفرت چاہتے تھے اونکی اور اس بات کا حکم کیا آپکو خدا تعالی نے اور حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو اونکی محبت کرنیکا اور اونکی عادتین اختیار کرنیکا اور کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے نہین کوئی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہو اوسکو اختیار شفاعت کا قیامت کے دن چنانچہ حضرت کعب چاہتے تھے حضرت مغیرہ بن نوفل سے یہ بات کہ شفاعت کرین اونکی روز قیامت کو اور سہیل بن عبد اللہ التستری نے کہا کہ نہین ایمان لایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ شخص جو توقیر نہین کرتا اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اور نہین عزیز رکھتا حکم سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور روایت ہے کہ آیا ایک شخص کا جنازہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس نہ پڑھی آپ نے اونکی نماز اور فرمایا وہ دشمنی رکھتا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پس بغض رکھا اللہ تعالی نے اوس سے اور کلام بیچ مقدمہ فضیلتون صحابہ کے بہت طول ہین چنانچہ مشکات مین خصوصاً بیچ اوسکے کہ جو کچھ کہ کتابون قوم سے نظر مین آیا ہے قطع نظر تعصب فریقین کے نقل کیا ہے

وصل

اور تمام بزرگی کرنا اور بڑائی کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کرنا جمع اون چیزونکا ہے جو متعلق ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یعنے مشاہد اور اماکن اور معاہد کا اور وہ چیزین کہ جنپر ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہونچا ہے نقل ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال بہت بڑھے ہوے تھے کہ جب وہ بیٹھتے تھے لٹکتے تھے بال اونکے زمین تک لوگون نے اونسے کہا کیون بڑھا رکھے ہین تمنے اس قدر بال اور کس واسطے نہین کھٹواتے ان بالونکو کہا اونھون نے کہ نہین کٹواتا مین ان بالونکو اس وجہ سے کہ کسی وقت مین چھوا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بالونکو دست مبارک سے پس نگہ رکھتا ہون اونکے تئین تبرک سمجھ کر اور ٹوپی مین حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے تبرکاً کئی بال تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالونمین سے اور گر پڑتی تھی وہ ٹوپی لڑائی کے مقام مین پس خوب سنبھال کے رکھ لیا اونھون نے ٹوپی کو تو پھر نہ گری چنانچہ اس عرصے مین کتنے ہی مسلمان شہید ہو گئے پس انکار کیا صحابہ نے اونکی اس فعل سے کہا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہ نہین کیا مینے یہ امر بوجہ ٹوپی کی بلکہ بسبب موے مبارک کی جو ٹوپی مین رکھے ہین حفاظت کرتا ہون مین اونکی تو ضائع نہو اور کافرون کے ہاتھ نہ لگین اور برکت اونکی مجھ سے نہ جاتی رہے اور دیکھا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ رکھا اونھون نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر پھر پھیر لیا اوس ہاتھ کو اپنے منہ پر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سوار نہوتے تھے مدینے مین اپنے گھوڑے پر اور کہتے تھے شرم آتی ہے مجکو خدا سے کہ روندون ایسی زمین کو جسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب فرماتے ہین اپنے گھوڑے کے سم سے اور کہا ہے اس زمین پر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاے مبارک اور دیے سب گھوڑے اپنے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پس کہا امام شافعی نے کہ رکھ لو اپنے لیے بھی کوئی گھوڑا ایسا جواب دیا اونکو مثل جواب سابق کے اور نقل کی گئی ہے احمد بن فضلویہ زاہد سے کہ وہ غازیون اور تیر اندازون مین سے تھے کہ کہا اونھون نے

کہ نہین چھوتا مین کمان کو بغیر طہارت کے اپنے ہاتھ سے جس وقت سے سنا ہی مینے کہ لیتے تھی انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمان اپنے دست مبارک مین اور امام مالکؒ نے فتویٰ دیا قید کرنے کا اور تین دُرے مارنیکا اوس شخص کے حق مین جس نے کہا تھا کہ مٹی ایک چیز ردی ہے اور تھی اوس شخص کی قدر اور منزلت بڑی لوگونمین کیا تعجب ہے جو گردن ماری جاے اوس شخص کی جو بری اور بغیر خوشبو کی کہی اوس خاک کو جسمین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہین اس بلدہ کریمہ کے نامون بزرگ مین سے ایک طابہ وطیبہ ہے بوجہ اوسکے طہارت کے نجاست کفر وشرک سے اور موافق ہونے کے ساتھ طبیعتون سلیم کے اور بسبب خوشبودار ہونے کے اوسکی تمام چیزونکے اور کہا ہے لوگون نے کہ رہنے والے اس بقعہ شریف کے دماغ مین اوسکے مٹی اور در و دیوار سے خوشبو کمین خوش آتی ہین کہ کسی خوشبودار چیز مین ایسی بو نہین ہوسکتی اور شاید کہ شامہ ذوق صادقان غریب اور محبان مشتاق کے کچھ اسکی بو سے بہرہ پہنچا ہو عبداللہ عطار کا شعر ہے ؎ بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا ۔ فما المسک والکافور والمندل الرطب ۔ اشبیلی جو ایک عالم ہین صاحب معرفت مین سے ہین کہتے ہین مدینے کی مٹی مین ایک خاص خوشبو ہے جو کسی مشک وغیرہ مین نہین ہے اور کہا یہ بات جو عجیب تعجبات مین سے ہے حقیقت مین کچھ عجیب نہین ہے ؎ ور ان زمین کہ نسیمی ز زلف دوست ۔ چہ جای دم زدن نافہاے تاتار ست ۔ اور آیا ہے جہجاہ غفاری نے لے لی چھڑی انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اور چاہا کہ توڑے اوسکو اوپر زانو کے پس خوره پڑی اوسکو اور مر گیا اوسی سال مین اور فرمایا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی جھوٹی قسم کھائی میرے منبر پر چاہیے کہ گھر بناے اپنا دوزخ کی آگ مین اور درمیان قبر شریف اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک باغ ہے جنت کے باغونمین سے اور باقی فضیلتین اور تعریفین اور صفتین اس بلدہ طیبہ کی اور اوسکے موضعون اور مکانونکی حرمت اور اس جگہ مین ٹھہرنیکے اور وہانکے لوگونکی تعظیم مرعی رکھنے کی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین مذکور ہے **وصل** اسمین بیان ہے حکم درود اور سلام بھیجنے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اوسکے وجوب اور اوسکی فضیلت اور اوسکی صفت اور اوسکی کیفیت اور اوسکے مقامونکا اور جو کچھ تعلق رکھتا ہے اوسکے ساتھ **جان تو** کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

درود اور سلام کے واجب ہونے کی اصل یہ آیۂ کریمہ ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے تحقیق اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے مسلمانو درود اور سلام بھیجو اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے اس آیہ کریمہ میں اسناد کی ہے صلوۃ علی النبی کی اپنی ذات کریم اور فرشتوں کی طرف اور حکم کیا ہے مومنوں کو درود اور سلام بھیجنے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور عالموں کے قول صلوۃ کے معنوں میں مختلف ہیں ابو العالیہ جو تابعین میں سے ہیں کہتے ہیں کہ صلوۃ اللہ علی النبی کے معنی ثنا کرنا اللہ جل شانہ کا اپنے نبی کی اور بزرگی نبی کی نزدیک فرشتوں کے اور صلوۃ الملائکہ علی النبی کے معنی دعا کرنا فرشتوں کا اوسکے حق میں اور چاہنا درگاہ الہی سے عزت اوسکی اور ایسے ہی معنی اوس صلوۃ کے جو منسوب ہے مومنوں کی طرف اور حکم دیے گئے ہیں اوسکے کرنیکے لیے طلب کرنا زیادت اور برکت کا ہے اور مقاتل نے کہا ہے کہ صلوۃ اللہ کے معنی مغفرت ہیں اور صلوۃ ملائکہ کے معنی استغفار ہے اور ضحاک نے کہا ہے کہ صلوۃ اللہ رحمت الہی ہے اور ایک روایت میں ہے مغفرت اللہ کی طرف سے اور صلوۃ ملائکہ بمعنی دعا کے یعنے طلب مغفرت اور رحمت کے اور خود کام فرشتوں کا استغفار کرنا ہے مسلمان کے لیے بدلیل قول الہی کے ویستغفرون للذین امنوا یعنے مغفرت چاہتے ہیں ایمان والوں کی اور آیا ہے بیچ حق اوس شخص کے جو بیٹھا رہے بعد صلوۃ کے منتظر دوسری صلوۃ کا دعا کرتے ہیں فرشتے اوسکے لیے اللہم اغفر لہ اللہم ارحمہ یعنے اے اللہ بخشدے اوسکو اور اے اللہ رحمت نازل کر اوسپر اور مبرد نے کہا ہے صلوۃ خدا بمعنی رحمت کے ہے اور صلوۃ ملائکہ بمعنی رقت کی ہے کہ وہی باعث ہوتی ہے طلب رحمت کی اور کہا ہے لوگوں نے کہ صلوۃ خدا کی خلق پر خاص و عام ہوتی ہے پس صلوۃ اوپر انبیا علیہم السلام کے ثنا اور تعظیم ہے جو اونکے حال کی لائق ہے خصوصا اوپر سید انبیا کی خاص زیادہ اور بزرگتر ہوگی سب نبیوں سے اور اوپر غیر نبیوں کے رحمت عام ہے کہ جسکا اشارہ کیا ہے حق تعالی نے اپنے قول بزرگ میں رحمتی وسعت کل شئ یعنے رحمت میری پھیلی ہوئی ہے سب چیزوں پر اور اس سے ظاہر ہے فرق درمیان اوس صلوۃ کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے اور درمیان اوسکے جو سوا نبی کے ہے کہ فرماتا ہے اللہ جل شانہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی اور فرمایا ہے ہو الذی یصلی

علیکم وملائکتہ یعنے وہ ہی اللہ تعالی ایسا ہی کہ رحمت نازل کرتا ہی تمپر اور ملائکہ اوسکے اور ظاہر ہے کہ
جو چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق ہے برتر اور تمامتر اور کاملتر ہوگی اور
کہا ہی لوگون نے کہ اس آیۂ شریف مین تعظیم اور تکریم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی جو حضرت
رب العزت نے کی ہے اور تمام موجودات تعظیم اور ثنا اور دعا کرتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی پس اسی سبب سے بیچ اوس صلوۃ کے جو اسناد کی گئی ہی طرف مومنین کے کہا ہی حقتعالی جلشانہ نے
لیخرجکم من الظلمات الی النور یعنے تو نکالے تمہارے تئین تاریکیون سے طرف نور کے اور حلیمی نے کہا ہے
صلوۃ علی النبی کے معنی تعظیم کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور معنی قول اللہم صل
علی محمد کے تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے دنیا مین ساتھ برتر ذکر اور اظہار دین اور باقی
رکھنے شریعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آخرت مین ساتھ بزرگ ثواب دینے کے اور شفاعت
کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کی اور تشریف رکھنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا مقام محمود مین اور بر تقدیر مراد حق تعالی کے قول سے کہ صلوا علیہ یہ کہ ادعو ربکم بالصلوۃ
علیہ یعنے پکارو اپنے رب کو ساتھ درود بھیجنے کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صلوۃ
اوپر ازواج اور ذریات اور اولاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بطریق تبعیت اور طفیل کے
ہی اور اختلاف ہے بیچ جائز ہونے صلوۃ کے بالذات غیر نبیون نہ بیچ تبعیت کے اور کہا ہے
لوگون نے کہ مقصود امت کے درود بھیجنے سے اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقرب
الی اللہ ہے ساتھ بجا لانے حکم اللہ تعالی کے اور ادا کرنے حق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی جو ہمپر ہے اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نے اپنی کتاب مسمی بہ شجرۃ المعارف مین کہا ہے
کہ نہین ہی درود بھیجنا اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفاعت کرنا ہم لوگون کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ درگاہ خدا بزرگ و برتر کے اس واسطے کہ ہم ایسی شفاعت نہین کرسکتے
ہین ایسے مظہر اتم کی لیکن حق تعالی نے ہمکو حکم کیا ہی ساتھ مکافات اور شکرگذاری اوس شخص کے
جو احسان کرے ہمپر اور کیسے عظیم ہین احسان اور بخشش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ہمپر
کیے ہین اور چونکہ عاجز ہین ہم مکافات اور شکرگذاری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکافات
کی ہمنے ساتھ دعا کے پس ارشاد فرمایا ہمکو خدا تعالی نے جب کہ جان لیا تمہارے تئین عاجز مکافات سے

ساتھ دعا کرنے کے تاکہ چاہیں ہم درگاہ عزت سے یہ بات کہ بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ صلوٰۃ اور رحمت
اور برکت اور تعظیم کے تئیں حبیب کے لائق ہے بیچ جناب عظمت اور کبریائی اوسکی کے اور سزاوار ہے
ساتھ شان عزت اور کرامت حبیب اوسکی کے نزدیک اوسکے اور قاضی ابوبکر بن العربی نے
کہا ہے کہ فائدہ درود بھیجنے کا اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رجوع کرتا ہے طرف درود
بھیجنے والے کے بسبب دلالت کرنے درود شریف کے اوپر مضبوطی عقیدت اور خلوص نیت اور
اظہار محبت اور ہمیشگی طاعت اور پہچان حق وساطت کے اور احترام واسطہ کا کہ وہ ذات شریف
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور دعا کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور دعا مانگنا فیض
اور بھلائی اور برکت کا آنحضرت کے واسطے حقیقت میں دعا ہے خلق کے حق میں جیسے پانی ڈالنا ریاحین
میں آکر گرتا ہے وہی پانی اوس پر اور پہنچتا ہے اوس سے فیض وندا دعا رشامل للبریۃ یعنے یہ دعا
شامل ہے تمام خلق کے لیے **فائدہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں
اختلاف فرض ہونے اور مستحب ہونے کا ہے لیکن مختار فرضیت اوسکی ہے کیونکہ حکم ظاہر اوسکے وجوب
کا ہے لیکن فی الجملہ اگرچہ تمام عمر میں ایک بار ہو جیسا کہ گواہی دینا اوپر نبوت سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور واجب ایسی چیز ہے جو ساقط ہوجائے کسی حرج سے اور نہ تخصیص ہے عدد معین
کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ واجب ہے کثرت کرنا درود شریف کا بغیر قید تعداد معین کی اس واسطے کہ
حقتعالیٰ نے فرض کیا ہے مسلمانوں پر صلوٰۃ اور سلام بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور نہیں
مقرر کیا حق تعالیٰ نے اوسکے لیے وقت معلوم پس واجب ہے کہ کثرت سے درود بھیجیں اور غفلت
نکریں اوس سے اور مذہب ثالث یہ ہے کہ جب نام مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکور ہو
درود پڑھا جاوے اور کہا ہے مختار یہی ہے اور بیچ مواہب کے کہا ہے کہ ساتھ اسی بات کے قائل ہے
طحاوی اور جماعت حنفیہ اور حلیمی اور جماعت شافعیہ اور کہا ہے قاضی ابوبکر بن العربی فی حوالکیہ
میں کہ یہی بات مضبوط تر ہے جیسا کہ کہا ہے زمخشری نے اور دلیل لائی ہے یہی جماعت ساتھ حدیث
من ذکرت عندہ فلم یصل علی فمات فدخل النار کی یعنے جس شخص کے سامنے ذکر کیا جاؤں میں پھر درود
بھیجے وہ مجھ پر اور مر جاوے داخل ہوگا دوزخ میں نکالا اسے اس حدیث کو ابن حبان نے حدیث
ابی ہریرہ رض سے ساتھ حدیث رغم انف من ذکرت عندہ فلم یصل علی کے یعنے ناک اسکی گھسیٹا جائیگا

وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤنمین سامنے اوسکے اور نہ درود بھیجے مجھپر روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث
ابی ہریرہ سے اور صحیح الحاکم سے اور ساتھ حدیث شقی عبد ذکرت عندہ فلم یصل علی کے یعنی شقی ہو وہ عبد
کہ ذکر کیا جاؤنمین اوسکے سامنے اور نہ درود بھیجے مجھپر اور نکالا ہے اس حدیث کو طبرانی نے حدیث جابر سے
کس واسطے کہ وعید ترک پر علامت وجوب کی ہے اور بھی نماندہ درود بھیجنے سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر مکافات احسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور احسان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا دائمی ہے بس تائید کیے گئے ہم درود بھیجنے پر جب ذکر ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور
یہی دلیل لائے ہین ساتھ قول حق تعالی کے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنے
نہ پکارو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین آپسمین جیساکہ پکارتے ہین بعض تمھارے بعض کے تئین
پس اگر ذکر کیا جاے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نہ درود بھیجا جاے تو ہوجاینگے مثل
احد الناس کے اور جواب دیا ہے اسکا اون لوگون نے جو واجب نہین ٹھہراتے ہین درود بھیجنے کو کئی طرح
پر ایک یہ کہ نقل نہین کیا گیا ہے یہ قول کسی صحابہ اور تابعین سے پس یہ قول تو ایجاد ہے اور اگر عام ہے
حکم درود شریف کا تو لازم ہو اذان دینے والیکے تئین اور اذان سننے والیکو اور قاری کو جو پڑھے
وہ آیہ جسمین ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور لازم ہووے ہر داخل سلام پر جو زبان پر لاے
شہادت کو اور حالانکہ نہ ایسا آیا ہے اور نہ نقل کیا گیا ہے اور اسمین مشقت اور حرج بھی ہی ہے اور
خلاف ہے شریعت پاک کے اور ثنا کرنا حق تعالی کی اوس ہر ایک وقت مین جسمین ذکر اللہ جل شانہ
کا ہو واجب نہین ہے اور اس امر کا واجب ہونا احق ہے اور حالانکہ قائل نہین ہوے ہین اسیا تکے
اور کہا ہے صاحب مواہب نے کہ عام کر دیا ہے قدوری نے جو حنفیہ ہین سے ہے قول وجوب صلوۃ کو
اس طرح پر کہ جب ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو درود شریف پڑھا جاے اور یہ خلاف
اجماع کے ہے کہ منعقد ہوا ہے وہی اجماع قبل اس قائل کے کس واسطے کہ منقول نہین ہے کسی صحابہ سے یہ بات
کہ خطاب کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کہتے یا رسول اللہ اور درود بھیجتے اور اگر
ایسا ہوتا ہی تو نہین فراغ ہو سکتا دوسری عبادت کی لیے اور جواب دیا ہے لوگون نے اون احادیث
مذکورہ کا اس طرح پر کہ وارد ہوا ان حدیثون کا بسبیل مبالغہ اور تاکید کے ہے اور اوس شخص کے حق مین
وارد ہوئی ہے کہ جس نے عادت کی ہے ترک درود کی اور بجودہ خوہوگئی اوسکی ہے اور حاصل کلام یہ ہے

کہ دلالت نہیں ہے اور وجوب تکرار درود شریف کے ساتھ تکرار اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس واحد مین اور بعضون نے کہا ہے درمیان ہر مجلس کے ایک بار پڑھنا درود کا واجب ہے اگرچہ ذکر شریف مکرر ہو حکایت کیا ہے اسکو زمخشری نے اور بعضے کہتے ہیں واجب ہے بیچ دعا کے اور اکثر قائل اسبات کے ہین کہ مستحب ہے اور حکم بھی واسطے استحباب کے ہے اور حضرت عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اگر کہین لوگ ایک بار فرض ہے اور کثرت اوسکی واجب ہے اور ہر بار پڑھنا اوسکا مستحب ہے تو بھی ایک بات ہے اور لائق شان محبت کے ہے اور زیادتی محبت یہی ہے کہ مستحب کو منزلہ واجب کے سمجھے اور اپنی طرف سے اوسمین تقصیر کو جائز نہ رکھے اور عجب ہے طالب سے کہ باوجود اطلاع پانیکے اوپر فائدون درود شریف کی کوشش بلیغ اوسمین نہ کرے اور بعضون نے کہا واجب ہے نماز مین بغیر تعین محل کے اور یہ قول نقل کیا گیا ہے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے کہا ہے واجب ہے تشہد مین اور یہ قول شعبی اور اسحاق بن راہویہ کا ہے اور قول عاشر کا یہ ہے کہ واجب ہے آخر نماز مین بعد تشہد کے اور قبل سلام کے اور یہی قول امام شافعی رحمۃ اللہ کا ہے اور دلیل لائے ہین اس طور پر کہ حقتعالی نے فرض کیا درود بھیجنے کو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نتھا کوئی موضع اوسکے لیے بہتر نماز سے اور یہی حدیث مین ذکر درود پڑھنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تشہد مین آیا ہے پس جائز نہین ہے کہ تشہد کو واجب کہو نہین اور صلوۃ واجب نکہو اور امام شافعی کے اس قول سے لوگون نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی نے اگلو نمین سے اس قول مین اونکی موافقت نہین کی ہے اور نہ وارد ہوئی اسباب مین کوئی سنت ایسی کہ اوسکی پیروی کیجائے اور اجماع رکھتے ہین تمام عالم ہوا اونسے پہلے تھے اسبات پر کہ نہین واجب ہے درود شریف نماز مین اور بعضون نے شافعیہ مین سے بھی مثل خطابی وغیرہ کے انکار کیا ہے اور تعجب کیا ہے اونکے ایسے قول پر اور ضعف بیان کیا ہے اون حدیثونکا جنکو حجت گردانا تھا بعضون نے اور تشہد تعلیم کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ تعلیم کیا ہے قرآن شریف کی سورتونکو اوسمین ذکر درود کا نہین ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے مذہب شافعی اور انصار کی کچھ توجیہ کی ہے واللہ اعلم اور جان تو حدیثین بیچ کیفیت صلوۃ کے جو تشہد مین واقع ہے ساتھ صیغون مختلف کے آئی ہین اور یہ صیغے پڑھنا چاہیے اللھم

صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی

آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید یعنے اے اللہ میرے رحمت نازل کر اوپر
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے رحمت نازل کی تو نے اوپر ابراہیم اور اونکی اولاد پر تحقیق حمد کیا
گیا ہے بزرگ اے اللہ میرے برکت نازل کر اوپر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسی کہ برکت نازل کی
تو نے اوپر ابراہیم کے اور اونکی اولاد پر تحقیق حمد کیا گیا ہے بزرگ اور یہ کافی ہے اور ایسے ہی سنا ہے بعض
مشایخون سے اور اگر پہلے درود مین کہے وصل علینا معہم یعنے رحمت نازل کر تو ہمپر ساتھ اونکے اور دوسرے
مین وبارک علینا معہم یعنے برکت نازل کر ہمپر ساتھ اونکے جیسا کہ بعض طریق مین آیا ہے بہتر ہوا ور بیچ
تشبیہ کما صلیت اور کما بارکت کے موافق قاعدہ اہل عربیت کے کہ اونکے نزدیک مشبہ بہ اتم اور
اقوی ہوتا ہے اشکال وارد کرتے ہین اور جواب اوسکا کئی طرح پر دیتے ہین اظہر یہ ہے کہ ہونا اور شہرت
مشبہ بہ کی کافی ہے اور اقوی یہ ہے کہ وجہ تشبیہ کی ہونا صلوۃ کا اتم اور اکمل اور جو چیز سے جو پہلے ہے
اور وجہین بھی مذکور ہین اور اکثر جو وجہین نظر سے گذری ہین جداگانہ رسالے مین ذکر کی گئی ہین
یہ قول شیخ عبد الحق دہلوی کا ہے اور اختلاف ہے درمیان اصحاب کے کہ افضل درودون مین کونسا
درود ہے اکثر اس امر کے قائل ہین کہ انھین صیغون مذکورہ کی کہنے سے عہدہ برائی ہو جاتی ہے اور بعضون
نے کہا ہے جو صلوۃ شامل ہو اوپر زیادتی مقدار اور فضل و کیف کے اور بعضون نے کہا ہے کہ صیغہ پڑھے
اللہم صل علی محمد کما ہو اہلہ و مستحقہ یعنے اے اللہ میرے رحمت نازل کر اوپر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی جس چیز کے لائق ہے اور مستحق ہے اور مثل اسکے اور رسالے مین صلوۃ کی جس قدر صیغے معلوم ہوئے
ہین ذکر کیے گئے ہین **وصل** وہ مقامات جنمین درود بھیجنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وارد
ہے تشہد اخیر ہے نماز سے جیسا کہ گذرا اور معلوم ہوا کہ وہ فرض ہے نزدیک امام شافعی رح کے اور نزدیک
بعض اماموں کے اور جمہور کے مستحب ہے بعد تشہد قبل دعا کے اور بیچ واجب ہونے اوسکے کی تشہد اول
مین دو قول ہین اظہر منع ہے بسبب مبنی ہونے اوس مقام کے اوپر تخفیف کے اور حدیث شریف مین
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تشہد سے اس طرح جلدی اوٹھتے تھے گویا پتھر گرم پر
بیٹھے تھے اور بیچ مستحب ہونے صلوۃ کے اوپر آل کے تشہد اول مین دو قول ہین اور بیچ وجوب اوسکے کی تشہد
آخر مین بھی دو روایتین ہین لیکن صحیح تر یہ ہے کہ سنت تابع ہے اور یہ سب قول شافعیہ کے ہین
اور نزدیک حنفیہ کے درود پڑھنا تشہد ثانی ہی مین ہے اور سنت ہے اور اگر تشہد اول مین

بھولے سے پڑھ جاوے تو سجدہ سہو کا واجب ہوگا بسبب دیر ہونے کے قیام مین اور صحیح یہ ہے کہ اگر
بقدر اللہم صل علی محمد کے پڑھ جاوے سجدہ سہو کا واجب ہوگا اور چھوٹا سا درود جو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جاوے اللہم صل علی محمد وآلہ ہے اور کفایہ مین اعادہ علی کے ساتھ ہے اور بیچ حدیث
فضالہ بن عبید کے آیا ہے کہ سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا حال کہ دعا مانگی نماز
مین اور درود نہ پڑھا اوپر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کی
کی اوس شخص نے اب نہ پڑھے درود کو اور فرمایا اوسکو اور لوگونکو کہ جب وقت نماز پڑھے تم مین سے
کوئی چاہیے اوسکو کہ ابتدا کرے ساتھ حمد کرے خدا تعالی کے اور ایک روایت مین ہے ساتھ تمجید اور
ثنا حق تعالی کے پھر چاہیے درود بھیجے پیغمبر خدا تعالی پر بعد اوسکے دعا مانگے جو چاہے اور مروی ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے دعا وصلوۃ لٹکی رہتی ہے درمیان آسمان اور زمین کے
اور صعود نہین کرتی خدا تعالی کی طرف کوئی چیز اوسمین سے جب تک کہ درود نہ بھیجے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور روایت کیا گیا ہے مثل اسی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث
نماز کی دعا مین واقع ہے اور مطلق دعا کیا نماز مین کیا غیر نماز مین مقامون صلوۃ علی النبی سے ہے
اور قوی تر رکنون مین سے آداب کے یہ دعا ہے چنانچہ ابن مسعود سے آیا ہے کہ جو کوئی تم مین سے مانگے
خدا تعالی سے کوئی چیز چاہیے ابتدا کرے ساتھ حمد اور ثنا حق تعالی کے ساتھ جس چیز کی لائق ہے پھر
درود بھیجے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد اوسکے دعا مانگے اس واسطے کہ تحقیق یہ بہت
مفید ہے حاجت براری کے لیے اور درود بھیجے دعا کے پہلے اور بیچ مین اور بعد جیسا کہ بیچ حدیث
جابر کے آیا ہے اور ابن عطا نے کہا ہے کہ دعا کے لیے ارکان اور بازو اور اسباب اور وقت ہین پس
اگر موافق ہوئے ارکان قوی ہو جاتی ہے دعا اور اگر موافق ہوے بازو اوڑ جاتی ہے آسمان
کی طرف اور اگر موافق ہوے اسباب جلد پہونچ جاتی ہے مطلب کو ارکان دعا کی حضور قلب
اور گدازگی اور عاجزی کرنا اور سب طرف سے آنکھ بند کرلینا اور لگاؤ دل کا جناب حق تعالی کے ساتھ
اور الگ ہو جانا خواہشون نفسانی کا اور شہپر دعا کی سچائی ہے اور وقت دعا کے سحر کے وقت مین
اور اسباب دعا کی درود بھیجنا اوپر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور حدیث مین آیا ہے
کہ جس دعا کی اول اور آخر درود ہو مردود نہین ہوتی ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کل دعائیں ٹہری رہتی ہین آسمان کے نیچے اور جو درود بھیجا جاوے مجھپر چڑھ جاتی
ہے آسمان پر اور زیادہ تاکید درود شریف کے بعد دعاے قنوت کی ہے اور سند اس حدیث کی تعلیم کرنا
دعاے قنوت کا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضرت امام حسن بن علی رض کے تئین اللھم اھدنی فیمن
ہدیت یعنے اے اللہ میرے راہ دکھا تو مجکو بیچ اون جنہیں کے راہ دکھائی ہے تو نے اور اوسکے اخیر مین آیا ہے
وصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلے اللہ علی النبی محمد اور یہ نزدیک امام شافعی کے ہے اور بیچ مقدمہ صلوٰۃ کے
ذکر اسکا آئیگا اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے کے مقامونمین سے خطبہ جمعے کا ہے اور سوا اسکے
اور خطبے اور خطبہ ایک عبارت ہے اور ذکر خداے عز و جل کا اوسمین شرط ہے پس واجب ہوگا ذکر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا کہ اذان او صلوٰۃ مین اور صحیح نہین ہے خطبہ جمعے کا بدون ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور یہ مذہب امام شافعی و امام احمد کا ہے اور درود کے مقامونسے ہے بعد
جواب دینے موذن کے جیسا کہ بیچ حدیث احمد کے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے آیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جو سنو تم اذان کو تو کہو تم مثل اوسکے جو موذن اذان مین
کہتا ہے پھر درود بھیجو مجھپر اس واسطے کہ جو کوئی درود بھیجیگا مجھپر ایکبار درود بھیجیگا خدا تعالے
اوسپر دس بار پھر دعا مانگے میرے لیے وسیلے کی اور آئیگا ذکر اسکا بیچ مقدمہ اذان کے اور بعض
کتابونمین وقت گذرنے کے طرف مسجد کے بھی درود پڑھنے کی زیادتی کی ہے اور بعضی کتابون
مین بعد اذان اور اقامت اور اجابت کے بھی درود پڑھنا آیا ہے اور درمیان عیدین کی
تکبیرونکے بھی آیا ہے ذکر کیا ہے اسکو مواہب لدنیہ مین اور یہ مذہب شافعی رح کے اور وقت داخل
ہونیکے مسجد مین اور وقت نکلنے کے مسجد سے بھی روایت کیا گیا ہے حضرت فاطمہ زہرا رض سے
کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جب تشریف لاتے مسجد مین درود بھیجتے پھر فرماتے
اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک یعنی اے اللہ میرے بخشدے تو گناہ میرے اور کھولدے تو
میرے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور جب باہر آتے درود پڑھتے پھر فرماتے اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح
لی ابواب فضلک یعنی اے اللہ میرے بخشدے تو گناہ میرے اور کھولدے تو واسطے میرے دروازے
اپنے فضل کے اور مثل اسکے آیا ہے ابی بکر عمرو بن حزم اور اسحاق بن شعبان رض سے کہا ان دونون نے جو
کوئی مسجد مین آئی چاہیے اوسکو درود بھیجے اور رحم کرے اور برکت اور سلام بھیجے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ

وسلم پر اور آپکی اولاد پر اور کہا ہے عمر بن دینار نے بیچ قول اللہ برتر کے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم یعنے جب داخل ہو گھر مین سلام بھیجو اپنی ذات پر کہ جو کوئی گھر مین نہو کہو سلام اوپر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور رحمت الٰہی کے اور برکت اللہ کی ہو اور کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد بیوت سے اس جگہ مسجدین ہین اور کہا ہے نخعی نے جو مسجد مین کوئی نہو تو کہو السلام علی رسول اللہ اور جو کوئی ہو تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنے سلام ہمپر اور اللہ کے نیک بندونپر اور علقمہ نے کہا ہے کہ جو آتا ہون مین یا محمد کہتا ہون السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وصلے اللہ علیہ وسلم وملائکتہ علی محمد اور مثل اسکے آیا ہے کعب رضی اللہ عنہ سے اور وقت آنے اور جانیکے مسجد سے لیکن درود پڑھنا انہین ذکر کیا ہے اور نماز جنازے مین بیچ سواہب کے لکھا ہے کہ سنت یہ ہے پڑھے تو فاتحہ بعد ایک تکبیر کے تکبیر و نمین سے اور بعد اُسکے اور درود بھیجے بیچ ثانیہ کے اور دعا مانگے میت کے لیے بعد ثالثہ کے اور کہے تو بعد رابعہ کے اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ یعنی اے اللہ مت کر محروم رکھ ہمکو اوسکے اجر سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو بعد اسکے اور اسمین ایک حدیث ہے جیسے روایت کیا ہے شافعی اور نسائی نے اور یہ طریق شافعی کا ہوگا اور ہمارے نزدیک جنازے کی نماز مین فاتحہ کا پڑھنا نہین ہے اور کہتے ہین ایک روایت مین واقع ہوا ہے لیکن بطریق دعا کے ہے نہ بطریق قرات کے باوجود اسکے کہ ہمارے مذہب مین بھی درود بھیجتے ہین تکبیر ثانی مین اور بیچ لبیک کہنے کی جو احرام حج اور عمرے مین ہے درود پڑھتے ہین اور اوپر صفا اور مروہ کی بھی پڑھتے ہین جیسا کہ بیچ حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آؤ تم مکے مین گرد پھرو بیت اللہ کے سات بار اور پڑھو دو رکعتین نزدیک مقام کے بعد اوسکے چڑھو صفا پر اور کھڑے ہو اوسپر اس طرح پر کہ دیکھو بیت اللہ کے تئین اور سات بار تکبیر کہو درمیان حمد اور ثنا خدا تعالی کے اور درود بھیجو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور دعا مانگو اپنے نفسوں کے لیے اور اسی طرح مروہ کے لیے بھی جیسا کہ بیچ مناسک حج کے ذکر کیا گیا ہے اور وقت اجتماع اور تفرقہ کے واسطے اس کے نہیب ہے جیسا کہ روایت کیا ہے ترمذی نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ بیٹھے کا قوم کسی مجلس مین جو نہ ذکر کریگا خدا کا اوسمین اور درود نہ بھیجیگا اوپر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مگر ہوگی یہ مجلس حسرت اوپر اونکے قیامت کے دن چاہے خدا تعالی عذاب کرے اونپر چاہے بخش دیوے اونکو اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہے کوئی ایسی قوم کہ بیٹھے اور اٹھے درود نہ بھیجے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر پکار ایسی قوم کہ ہوگی حسرت اونکو جب دیکھینگے ثواب کی چیزین اگرچہ داخل ہونگے بہشت مین

اور وقت صبح اور شام کے روایت کیا ہے طبرانی نے حدیث ابی درداؓ سے مرفوعًا من صلی علی حین یصبح
عشرا وحین یمسی عشرا ادرکتہ شفاعتی یوم القیمۃ یعنے جو شخص درود بھیجیگا مجھپر دس بار صبح کے وقت اور
دس بار شام کے وقت تو پہنچیگی اوسکو شفاعت میری قیامت کے دن اور وقت وضو کے ابن ماجہ
نے سہیل بن سعدؓ کی حدیث مین روایت کیا ہے لا وضوء لمن لم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے
نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جس نے درود نہ بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر عبارت یہ ہے کہ وضو
کے درمیان مین بھیجنا اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ عقیب الطہارۃ حتی التیمم والتکلم بشہادتین یعنے
بعد طہارت کے یہانتک کہ بعد تیمم اور کلام کرنیکے ساتھ شہادتین کے اور بیچ غسل اعضاء وضو کے
بھی آیا ہے اور عمل کاتب حروف کا بھی واقع ہوا ہے کہ تکلم ساتھ شہادتین کے کرتا ہے اور درود
پڑھتا ہے بعد شہادتین کی اور آیا ہے درود پڑھنا اون دعاؤن مین جو اعضاء وضو کے غسل مین واقع
ہوئے ہین اور وقت طنین اذن یعنے آواز کرنے کان کے اور بیچ حدیث ابی رافع کی واقع ہوا ہے
کہ جو آواز کہ سُنے کان کسی کا تم مین سے چاہیے کہ ذکر کرے میرا اور درود بھیجے مجھپر اور فرمایا رسول اللہ
نے ذکر اللہ من ذکرنی بخیر یعنے یاد کرے خدای تعالی ساتھ نیکی کے اوس شخص کو کہ جس نے یاد کیا
میرے تئین اچھائی کے ساتھ اور یہ بنا بر اسبات کے ہے کہ کہتے ہین آواز کرنا کان کا دلیل ہے
اسبات پر کسی نے اوس شخص کو یاد کیا ہے اور وقت بھول جانے چیز کے بھی آیا کہ جو بھول جائے
کوئی بات یا کوئی اور چیز تو درود بھیجے وہ بات اور وہ چیز یاد آجائیگی چنانچہ تجربہ اسکا بابت بھول جانے
مین بہت کیا گیا ہے اور بیچ حدیث ابی موسی مدینی کے ساتھ سند ضعیف کے حضرت انسؓ سے
مرفوعًا آیا ہے اذا نسیتم شیئا فصلوا علی تذکروہ ان شاء اللہ یعنے جس وقت بھول جاؤگے تم کوئی چیز
اور درود بھیجوگے مجھپر یاد کر لوگے تم اوسکے تئین جو چاہیگا اللہ تعالی اور وقت پیاس لگنے کے
بھی آیا چنانچہ ایک گروہ اوس طرف کو گئے ہین اور دوسرے گروہ مخالف ہین اسبات مین اور
کہتے ہین کہ یہ جگہ نہین ہے بلکہ جسمین فقط ذکر کرنا خدائے تعالی کا ہے مانند کھانے اور پینے اور مباشرت کے
اور مشکوۃ مین ترمذی سے حدیث نافعؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے چھینک لی برابر ابن عمرؓ
کے اور کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ پس کہا مین بھی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ

لیکن تعلیم نہین کیا ہے ایسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر اس قدر کہ مین ہم الحمد للہ علیٰ کل حال
یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت مین کسکو کلام ہے لیکن جیسا حکم کیا ہے ویسا
چاہیے کرنا شارع نے ہر چیز کا ایک محل و مقام خاص ٹھہرا دیا ہے اوسی جگہ چاہیے کرنا جیسا رکوع مین
قرآن کے پڑھنے کی ممانعت کی ہے ایسا ہی مواہب مین اور شفا مین لکھا ہے کہ مکروہ رکھا ہے ابن حبیب نے
ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح مین اور مکروہ رکھا سحنون نے درود بھیجنا تعجب مین اور
کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہین بھیجا جاتا مگر بطریق احتساب اور طلب ثواب کے
اور اصبغ نے ابن قاسم سے نقل کیا ہے دو مقام مین کہ نہین خدای عز وجل ہی کا ذکر کیا جاتا ہے
ایک ذبیحہ مین دوسرے چھینک مین پس نکہیے ان دونون مقام بعد ذکر خدا تعالی محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اشہب نے کہا ہے نہین چاہیے اور نہین لائق کہ ٹھہرایا جاوے درود بھیجنا نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مقام سنت اور عبادت کے کہا چھینکنے سے ہی قول محمد رسول اللہ جو بعض
لوگ بعد لا الہ الا اللہ کے اخیر اذان مین کہتے ہین اور ظاہر یہی حکم رکھتا ہے اور نزدیک قبر شریف کے
بہت بہتر اور اقرب کہ دو مقامون درود سے ہے اور صحیح حدیث ابی داؤد کے ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی کہ سلام بھیجے اوپر میرے مگر یہ کہ پھیرے مجھے خدا
طرف میرے میری روح کو تو جواب دیتا ہون اوسکے سلام کا اوسکے تئین اور اس حدیث مین کلام ہے بسبب
توجیہات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیچ تاریخ مدینہ وغیرہ کے کیا گیا ہے اور روایت کیا
ہے ابن عساکر نے من صلی علی عند قبری سمعتہ یعنی جو شخص درود بھیجیگا نزدیک میری قبر کے سنونگا
مین اوسکے تئین اور اشہر اور اظہر مقامون صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے وقت سننے
اسم مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا لکھنے اسم شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے چنانچہ حدیث مین آیا ہے رغم رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنی اوندھے منہ گھسیٹا جائیگا وہ مرد
کہ ذکر کیا جاؤن مین پاس اوسکے اور درود نہ بھیجے مجھپر اور البخیل کل البخیل یعنی بخیل تر بخیل ہے
جیسا کہ گذرا اور جو مقامات درود بھیجنے کے گذرے ہین ثابت ہوی عمل امت اوسکے ساتھ اور انکار
نہین کیا ہے کسی نے اوس پر اور جو لکھا جاتا ہے بعد بسملہ کے اور نہ تھا یہ امر بیچ صدر اول کے
اور نہین پیدا کی گئی یہ بات نزدیک ولایت بنی ہاشم کے پھر عمل کیا لوگون نے ساتھ اوسکے

جا۔ ونظر ف ودیہین پر اور بعضون نے ختم بھی ساتھ صلوۃ کے کیا ہے گویا ابتدا رسالہ اور ختم
اوسکا صلوۃ کے حکم مین ابتدا دعا کے اور انتہا اوسکی ساتھ صلوۃ کے ہو اور ایک حدیث مین روایت کرتے
ہین کہ جو کوئی درود بھیجے مجھپر کتاب مین ہمیشہ مغفرت طلب کرتے ہین فرشتے اوسکے لیے جب تک نام میرا
کتاب مین ثابت اور باقی ہے یہ مقامات وہ ہین جو شفا اور مواہب مین مذکور ہین اور بیچ رسالہ فقیر کے جو دربارہ
زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصنیف کیا ہے زیادہ ان مقامو سے بھی اوسمین مذکور ہے اور
اوسکو بھی ذکر کیا ہے تو کسی طرح کا شمول دعوات حاصل ہو اور اس فقیر کو بعض مشائخ سلسلہ قادریہ سے اجازت
ہے کہ بعد نماز فرض اور نفل کے تین بار درود پڑھے یہ قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ کا ہے اور جب جاگے
واسطے نماز شب کے اور بعد وضو اور بعد تہجد کے اور جمعے کے دن اور جمعرات کو خصوصاً بعد نماز جمعہ کے اور
جمعرات کو اور ہفتہ اور اتوار کے دن اور ہر ایک نماز مین درود پڑھنے کی حدیث مین وارد ہوئی ہین اور وقت
سحر اور وقت دیکھنے کعبے شریف اور چومنے حجر اسود اور طواف کے اور جن مقامو مین حج کے دن ٹھہرتے
ہین اور وقت دیکھنے نشانیون نبویہ کے اور بیچ جگہون حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل
مسجد قبا اور وادی بدر اور جبل احد اور مساجد نبوی اور سوا اسکے اور وقت بیچنے اور مول لینے اور ارادہ سفر
کی اور سواری پر سوار ہونیکے وقت اور منزل پر اوترنیکے وقت اور جب بازار جانیکے لیے نکلے اور جب بازار
مین آجاے اور وقت چھپا جانے غفلت اور حضوری دعوت کے اور دعوت سے پھرنیکے وقت اور گھر سے
نکلنے کی وقت اور جب حاجت پیش ہو اور وقت خوف احتیاج کے اور وقت بھاگنے غلام کے
بلکہ جب کوئی چیز کھو جاے اور وقت شدت غم اور دفع طاعون اور ڈوبنے کے خوف کے وقت اور
پاؤن کے سن ہو جانیکے وقت اور مولی کھانیکے وقت تا اوسکی بو ذکر مین نہ آئے اور ایک حدیث من گھڑے
مین محدثین بیان کرتے ہین اور وقت برتن سے پانی پینے کے وقت اور جب گدھا بولے لیکن مشہور
گدھے کے بولتے وقت استعاذہ ہے شیطان سے اور درود بھی پڑھے تو شر دور ہو جاے اور خیر حاصل
ہو اور گناہ ہو جانیکے بعد بھی پڑھے تو اوس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور جب ملاقات ہو مسلمان بھائی سے
مصافحہ کے ساتھ اور ہر جماعت مین جو خدا کے لیے ہو اور شعار اسلام سے ہو اور وقت ختم کرنے قرآن کے
اور دعای حفظ قرآن کی اور وقت شروع کرنے کلام کے جسکی ممانعت شرعاً نہو اور وقت شروع
کرنے درس علم کے خصوصاً علم حدیث کے اور وقت وعظ بیان علم کے اور وعظ کے اور حدیث پڑھنے کے اول

اور اخیر اور جب کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور بعضے عالموں نے مقام تعجب میں مکروہ جانا ہے جیسا کہ گذرا ہے
مثل تسبیح اور تہلیل کے جب کوئی چیز حرام دیکھے اور چاہیے تلفظ اور کتابت میں سلام کو صلوۃ ملاوے اور
امام نووی رح نے صلوۃ پڑھنے کو بغیر سلام کے تا نیکے مکروہ ٹھہرایا ہے کیونکہ دونوں کا حکم کیا ہے حقتعالی نے
اور فتح الباری میں آیا ہے کہ مکروہ یہ ہے کہ فقط درود پڑھے اور سلام ہرگز نہ بھیجے ان کا دونوں ایک وقت
میں پڑھے اور سلام ایک وقت بھیجے خلل کسی طرح کا حکم خدا کے بجالانے میں نہوگا اور ایسی ہی مواہب میں
ہے اور نقل کیا ہے ابو محمد جوینی سے کہ سلام اس جا بمعنی صلوۃ کے بیچ غائب کے استعمال نکیا جاوے
اور صیغہ مفرد نہ کہے انبیا کے لیے اور نہ کہا جاوے علیہ السلام لیکن حاضر کو خطاب صیغہ واحد سے کریں اور
کہیں السلام علیکم والسلام علیک اور جو کہ بنائے کہ لوگ یہ نہیں مشہور ہیں اونسے راضی ہونا چاہیے کہ وہ بہت
برے اور یہ ان ہے جبیہ سب وقت میں درود بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحب و اچھا ہے
خصوصاً روز جمعہ میں اور شب جمعہ میں کہ وہ بہتر اور بزرگتر ہے سات دن سے بلکہ آپ نے درود کی کثرت
کرنیکا حکم کیا ہے اور بشارت ہوئی کہ اس دن میں درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب
میں پہنچتا ہے اور مقبول ہوتا ہے اور حدیث شریف صحیح میں آیا ہے اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ لیلۃ
الجمعۃ یعنے بہت بھیجو مجھپر درود جمعے کے دن اور شب جمعہ میں اور بعضے طریقوں میں آیا ہے اکثروا الصلوۃ
علی فی اللیلۃ الزہراء و یوم الازہر لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ یعنے کثرت کرو درود کی مجھپر شب روشن
اور روز روشن میں کہ وہ جمعے کی رات اور جمعے کا دن ہے اور اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں اور
درود اس رات اور دن کا عرض کیا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں
اگرچہ درود امت کا ہمیشہ جناب عالی میں معروض ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالی نے دنیا میں فرشتے
پیدا کیے ہیں کہ وہ درود اور سلام امت کا اوس جناب والا میں پہونچاتے ہیں لیکن اس شب اور
روز کا درود مقام قبول اور محل وصول میں پہونچتا ہے اور آیا ہے من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ
خلق آدم و فیہ قبض و فیہ النفخۃ و فیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ
علی الحدیث یعنی بزرگ زیادہ تمھارے دنوں میں سے دن جمعے کا ہے کہ اوسمیں پیدا ہوئے ہیں آدم علیہ السلام
اور اسی میں وفات پائی حضرت آدم ع نے اور اوسی میں نفخ صور ہے اور اوسی میں بیہوشی پس
کثرت کرو مجھپر درود کی اس دن میں پس تحقیق درود تمھارا معروض کیا جاتا ہے مجھپر اور حکمت بیچ

تخصیص کثرت درود شریف کی جمعے کے دن میں اظہار اس دن کی فضیلت کا ہے کہ وہی دن باعث
ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہونے کا اور درود شریف کے پہونچنے اور مقبول ہونے کا
کہ جس سے سعادت دونوں جہان کی ملتی ہے جیسا کہ طرز حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے اور
صاحب مواہب لدنیہ نے ابن القیم سے ایک وجہ مناسب نقل کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سردار تمام خلق کے اور روز جمعہ سردار تمام دنوں کا ہے پس درود بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر اس دن میں اس سے مناسبت رکھتا ہے اور دوسری نہیں ہے یا علت اور ہے کہ جو بہتر بھلائی امت
کو دنیا اور آخرت میں وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ہاتھ سے پہونچی ہے اور جو بڑے
بزرگی حاصل ہوتی ہے امت کو روز جمعے کی حاصل ہوتی ہے اور حصول مقصود اور دیدار حق تعالیٰ کا آخرت
میں اسی دن حاصل ہوگا اور نام اس روز کا آخرت میں یوم المزید ہے اس واسطے کہ روز
جمعہ میں نعمت حق زیادہ عطا ہوتی ہے اہل جنت کو اور دیدار حق جل شانہ سے مشرف ہوتے ہیں
جیسا کہ بیچ باب جمعے کے آئیگا اور روز عید کا ہے امت کے لیے دنیا میں اور روز مزید ہے آخرت میں
اور ایسا روز ہے کہ جمع ہوا ہے اوس میں خلق عالم کا اور شفقت فرماتا ہے خدا تعالیٰ اس روز میں اور
بر لاتا ہے مطلب اور حاجتیں امت کی اور رد نہیں فرماتا سوال سائل کو اور قبول فرماتا ہے دعا کی
تئیں اور یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے واسطے سے اور آپ ہی کے
دست مبارک سے پس بعد شکر حق اور نعمت شناسی کے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کا تھوڑا
سا ادا کرنا کیا ہے کہ کثرت کرے درود شریف پڑھنے کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
شب جمعہ اور روز جمعہ میں واللہ اعلم وصل لیکن فضیلتیں اور فائدے اور نتیجے اور ثمرے درود شریف
کی احاطۂ بیان سے باہر ہیں اور درود شریف تمام دنیا اور آخرت کی برکتوں اور نیکیوں کو شامل ہے اور
اصل بات یہ ہے کہ حکم بجا لانا ہے اللہ جل شانہ کا اور موافقت کرنا ہے حق تعالیٰ کے فرشتوں کی اور
خدائے عزوجل کی کہ فرمایا ہے حق تعالیٰ نے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے بتحقیق اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اے ایمان والو درود بھیجو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سلام بھیجو حق سلام بھیجنے کا اور بیچ
حدیثوں صحیحہ کے آیا ہے کہ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا یعنے جو شخص درود بھیجے گا مجھپر

ایک بار درود بھیجیگا اللہ تعالی اوسپر دس بار بہت بڑی بات ہے حضرت رب العزت جبیر رحمت اور
برکت نازل فرماتا ہے اور اس جگہہ مشکل بڑی اس بات مین ہے کیونکر جائز ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود ایک بار بھیجی جاوے اور درود بھیجنے والے پر دس بار جواب سکا یہ ہے کہ حدیث شریف مین جو
لفظ واحد واقع ہوئی ہے وہ فعل بندے کا ہے اور بحکم من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جو شخص کریگا ایک نیکی
اوسکے لیے دس گنی نیکی ویسی ہے اور یہی بندہ اپنے عمل کی جو ایک نیکی ہے اوسکی جزا مین دس نیکیان
پاتا ہے اور اس سے لازم نہین آتا کہ حق تعالی اپنے حبیب پر ایک ہی رحمت نازل فرماتا ہے بلکہ جسقدر
چاہتا ہے اوسی قدر رحمت نازل کرتا ہے اور بندہ جو مامور کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجنے کے لیے تو دعا مانگتا اور کہتا ہے ای خداوندا مین عاجز ہون اس امر کے بجالانے مین تو
خود درود بھیج اوپر اپنے حبیب پر جیسا کہ تیرے جلال اور تیرے حبیب کے جمال کے لائق ہے پس حق تعالی
رحمت نازل فرماتا ہے جو اپنے کمال رحمت اور مہربانی کے شایان ہے اور جو نزدیک اوسکے مناسب
اوسکے حبیب کی عزت اور مرتبون کو ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک درود ایسا بھیجے جو کامل تر ہون لاکھ درود
اوس شخص سے جو درود پڑھنے والے پر نازل فرماتا ہے کیونکہ کمی مقدار کی منافی زیادتی کیفیت کے
نہین جیسے ایک جوہر لاکھ فلوس کی نسبت بہتر ہے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے حال یہ کہ اثر خوشی کا آپکے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا ہے عرض کی اونھون
نے یا رسول اللہ آج آپکے روئے پرنور پر زیادہ آثار سرور اور ذوق کے پائے جاتے ہین اسکا
کیا سبب ہے فرمایا رسول مقبول نے آئے جبرئیل اور کہا اونھون نے کیا راضی نہین کرتی آپکو یہ بات
ای محمد کہ پروردگار آپکا فرماتا ہے کہ جب کوئی بھیجتا ہے درود آپ پر آپکی امت کا مین دس صلوۃ
اور سلام بھیجتا ہون اوسپر اور ایک روایت مین مطلق بھی آیا ہے جو شخص درود اور سلام بھیجتا ہے تمپر رحمت
بھیجتا ہے خدا تعالی اوسپر گویا مقصود اس سے بیان مطلق واقع ہوا ہے اور دوسری حدیث مین
آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص درود بھیجیگا مجھپر رحمت نازل فرماویگا
حق تعالی اوسپر جبتک کہ درود بھیجیگا مجھپر اختیار ہے بندیکو خواہ کمی کرے اوسمین خواہ
زیادتی کرے اور ایک روایت مین ہے ستر رحمتین نازل فرماتا ہے حق تعالی اوسپر اور فرشتے اوسکے
گو کمی کرے بندہ یا زیادتی اور فرمایا ہے شیخ عبد الحق دہلوی رضی اللہ عنہ نے کہ مقدار رحمت منحصر ستر مین

ہوئی ہین اسواسطے کہ مراتب مضاعفت کی بہت ہین سات سو بلکہ اس سے زیادہ ملے ہین مواہب تقوی
اور محبت اور شدت کے اور بیچ احاطہ کرنیکے درمیان قلت اور کثرت کے ایک نوع تحرز آنے کی ہے
کس واسطے کہ احاطہ کرنا بعد ظاہر کرنے وجود وغیرہ اور تخییر کے شامل ہے اسباب کو دور اٹنے کو کہ افراط
اور قصور تحصیل صلوۃ مین نکرے اور بیچ حدیث ترمذی کے ابی ابن کعب سے مروی ہی کہ عرض کیا
یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ بہت درود بھیجون آپ پر پس کیا مقدار قرار دون آپکے واسطے
اور دعا مین سے جو اپنے لیے مانگتا ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر چاہے تو
عرض کیا مینے چوتھائی فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے لیے عرض کیا مینے
نصف فرمایا جس قدر چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے حق مین عرض کیا مینے دو
ثلث فرمایا جس قدر چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے لیے عرض کیا مینے کہ کل دعا اپنی آپکے
لیے مقرر کرودن فرمایا اذًا تکفی ہمک ویغفر ذنبک یعنی اس وقت مین کافی ہوگا تیرے غم کو اور بخشوا دیگا
تیرے گناہ کو اور بیچ حدیث دوسری کے آیا ہے جو شخص ایک بار مجھپر درود بھیجے گا حق تعالی اوسپر
دس رحمتین نازل فرمائیگا اور مٹا دیگا اوسکے دس گناہ اور بلند کریگا اوسکے دس درجے اور
مٹانا دس خطاؤنکا اور بلند ہونا دس درجونکا عمل درود کی جزا کے ساتھ مخصوص ہی اور اظہار
درود کے عمل کی فضیلت کا ہی اور اعمالونکا کیونکہ اور عمل مین جزا ایک کی دس ہے یا اور اس جگہ کے
لیے جزا دس ہے لیکن اور عمل مین مٹانا گناہ کا اور بلندی دس درجونکی نہین ہی اور روایت
کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہے اللہم صل علی محمد وانزلہ المنزل المقرب وفی
روایۃ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ وجبت لہ شفاعتی یعنی اے اللہ میرے رحمت نازل فرما محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور مقام دے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ ایسی جگہ کے جو قریب کی
گئی اور ایک روایت مین ہی بیچ ایسی جگہ ٹھہرنے کے جو قریب کی گئی ہی تیرے نزدیک قیامت کی
دن واجب ہوگی تیرے لیے شفاعت میری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزدیک زیادہ مجھسے لوگون مین سے قیامت کے دن بہت وہ لوگ
ہین جو درود بھیجتے ہین مجھپر اور دوسری حدیث مین ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجات
پانیوالے زیادہ آدمی روز قیامت کی ہول اور برائیون سے بہت تم لوگ ہو جو درود بھیجتے ہو مجھپر اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ درود بھیجنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گناہوں کا مٹانیوالا
اور پاک کرنیوالا اُنکا ہے زیادہ پانی سے جو بجھاتا ہے آگ کو اور سلام بھیجنا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر افضل ہے غلام آزاد کرنے سے اور اس جگہ ایک نکتہ ہے کہ جو حکم ایسا ہی کہ درود پڑھنے
واسطے رسول اللہ کے مستوجب رحمت کا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ جس قدر درود شریف مقدار اور کیفیت اور
مبالغے کو شامل ہوگا اسی قدر زیادہ اور نازل ہوگی رحمت حضرت رب العزت کی طرف سے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکن اس طرح کی جو مناسب و لائق شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ہے کما لا یخفی اور حاصل کلام یہ ہے کہ درود شریف چشمہ نوروں اور برکتوں کا ہے اور کنجی نیکیوں
اور اچھائیوں کی سب دروازوں کی ہے اور اہل سلوک کو اس دروازے سے آنا باعث فتح عظیم کا ہے اور بعضے
مشائخوں نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی قسمت نہ ہووے صحبت شیخ کامل کی درود شریف کی کثرت کریگا تو تربیت
کریگا اور ترقی دیگا درود اوس شخص کو ساتھ اچھے آداب نبویہ کے اور آراستہ کریگا اسکو ساتھ بہتر آداب نبویہ
کے اور بزرگ خلقوں محمدیہ کے اور ترقی اوسکی اوپر برتر مقاموں کمال کے کردیگا اور پہونچا دیگا مقام
قرب الٰہی میں اور قرب جناب رسالت پناہی سے مشرف کریگا اور وصیت فرماتے تھے بعض مشائخ
قل ہو اللہ احد کی پڑھنے کی اور درود شریف کی کثرت کرنے سے اور فرمایا کہ جو شخص بہت درود
پڑھے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دیکھے انکو خواب میں اور بیداری میں ایسے ہی نقل کیا ہے
شیخ الامام علی متقی نے بیچ حکم الکبیر کے شیخ احمد ابن موسی مشرع سے اور بعضے متاخرین مشائخوں
شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ طریق سلوک اور تحصیل معرفت اور قرب الٰہی میں بروقت نہ
ہونے پیر کے اولیا کی لازم کر لینا ظاہر شریعت کا ساتھ دوام ذکر اور کثرت درود شریف کی مرشد
تصرف کرنیوالا ہے اور درود شریف کے زیادہ شغل سے باطن میں ایک نور پیدا ہوتا ہے کہ جس سے راہ ملتی ہے
اور فیض اور مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیواسطہ پہونچتی ہے اور بعضوں نے فضیلت اور
ترجیح دی ہے درود شریف کو ذکر شریف پر بحیثیت توسل و مدد کے اگرچہ ذکر شریف بحیثیت ذات کے
افضل ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ درحقیقت طریقہ شاذلیہ کہ ایک شاخ طریقہ قادریہ کی ہے لازم کرنے پیروی
اور حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیواسطہ مستفیض انوار نبویہ سے ہے اور شیخ اجل اوحد
اکرم قطب الوقت حضرت عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا انکو جاننا چاہیے کہ درود

شریف پڑھنے کے وقت فضل و رحمت الٰہی کن کن دریاؤں میں در آتی ہیں اور غوطہ لگاتے ہیں اللھم جب کہتے ہیں تو رحمت کے دریا میں در آتے ہیں اور فرماتے تھے کہ حضرت حسن البصری رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نے اللھم کہا گویا خدا تعالیٰ کو ساتھ تمام اسماء الٰہی کے یاد کیا اور جب صل علی محمد کہا تو حضرت رسالت پناہی کے دریائے فضل میں در آیا اور جب وعلی آلہ وصحابہ کہا تو صحابہ اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلوں اور کمالوں کے دریاؤں میں اترا پھر جب ان دریاؤں میں در آیا اور غوطہ لگایا تو کیونکر محروم اور مایوس نکلے گا اور جس وقت حضرت عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ نے حضرت عبدالحق کو واسطے سفر مدینہ منورہ کے رخصت کیا فرمایا کہ اس سفر میں بعد ادا کرنے فرض حج نہیں ہونے کوئی عبادت برتر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے سے نہیں ہے جو تعین شمار کا انہوں نے پوچھا تو فرمایا یہاں عدد معین نہیں ہے جس قدر چاہو پڑھو اور اوسی سے رطب اللسان ہو اور اوسی کے رنگ میں رنگ جاؤ اور بیچ غیر اس وقت کی فرماتے تھے طالب کو چاہیے ہر روز کے لیے وظیفہ درود شریف کا مقرر رکھے لیکن ہزار سے کم نہو اور اگر ہزار مرتبہ نہو سکے پانسو بار پڑھے اس طرح پر کہ بعد ہر نماز پنجگانہ کے سو مرتبہ پڑھے اور کم تین ہزار سے ہرگز نہ تجویز فرماتے تھے اور سونے کے وقت بھی البتہ درود شریف سے خالی رہنا نہ چاہیے اور برتر فائدہ یہ ہیں کہ درود اور سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں بھیجتا ہے اور روایت کیا ہے ابوہریرہ رضی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی سلام مجھپر بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ تعلق روح کا کردیتا ہے میرے ساتھ یہانتک کہ جواب اوسکے سلام کا دیتا ہوں اور بیچ حدیث ابوہریرہ رضی کے آیا ہے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی درود بھیجتا ہے مجھپر میری قبر کے پاس سنتا ہوں اور جو کوئی میری امت میں سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ پہونچاتے ہیں ملائکہ میرے پاس اور بعضی روایتوں میں ہے کہ نام درود پڑھنے والے اور نام اوسکے باپ کا بھی پہونچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ فلان بن فلان نے سلام پہونچایا ہے آپ پر شعر لک البشارت فاخلع ما علیک فقد ✦ ذکرت ثمہ علی مافیک من عوج ✦ جان میدہم در آرزو ای قاصد آخر باز گو ✦ در مجلس آن نازنین حرفی کہ از ما میرود ✦ اور درود شریف کے بزرگتر فائدوں سے یہ ہے کہ ٹھہر جاتے ہیں محاسن نبویہ قلب میں اور پھرتی ہے صورت جلالیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ میں کہ یہ کثرت درود کو ساتھ نہایت توجہ

اور حضور کے لازم ہے شعر لیتنی عن قلبی تری وسطہ ہٰذا ذکرت فی نظری والتوحید فی سطر ؎ اور
درود شریف کے فائدوں میں سے یہ ہے کہ ثواب ہوتا ہے برابر دس غلام آزاد کرنے کا اور دس جہاد
کرنے کے اور قبول ہونا دعا کا اور واجب ہونا شفاعت سرور انبیا کا اور گواہی دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حاصل ہونا قرب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تکلیف دینا سنت
شریف کو اور باب جنت کے اور ملنا اور متصل ہونا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل اور لوگوں سے
قیامت کے دن اور ہو جانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیامت کے دن متولی تمام کاموں کا اور
پورا ہو جانا عدم مشکل کاموں کا اور بر آنا سب حاجتوں کا اور مغفرت تمام گناہوں کی اور کفارہ ساری
تقصیروں کا اور بعض کا قول ہے کہ کفارہ فرض چیزوں کا فوت ہو جانیکا بھی ہے اور قائم ہونا مقام
صدقہ میں بلکہ افضل اوس سے بھی اور دور ہونا سختی کا اور شفا پانا بیماری سے اور جاتا رہنا خوف
اور بھوک کا اور بری ہو جانا تہمت سے اور فتح پانا دشمنوں پر اور حاصل ہونا رضائے الٰہی اور محبت
الٰہی کا اور صلوٰۃ خدا کے فرشتوں کی اور پاکی مال کی اور طہارت ذات کی اور صفائی قلب کی اور سفلیری
معیشت کی اور حاصل ہونا برکت کا سب کاموں میں یہانتک کہ اسباب اور اولاد میں چار پشتوں تک
اور نجات پانا قیامت کی ہولوں سے اور آسانی موت کی سختی سے اور چھٹکارا ہو جانا دنیا کی بلاؤں
سے اور زمانے کی تنگیوں سے اور یاد آجانا بھولی ہوئی چیز کا اور جاتا رہنا فقر اور بر آنا حاجت کا اور
سلامتی بخل اور جفا سے اور ناک گھسنے کی بددعا سے اور خوشبودار ہونا مجلس کا اور چھا جانا رحمت کا
اور چمکنا نور کا پل صراط سے گذرنیکے وقت اور ثابت رہنا قدم کا بیچ اوس حال میں آفت کے اور گذر
جانا اور نجات پا جانا اوسی پل صراط سے پل مارنے میں برخلاف تارک صلوٰۃ کے حال سے اور
حاصل ہونا مسلمانوں کی محبت کا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور مشرف ہونا
قیامت کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصافحہ سے اور دیکھنا جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو سوتے میں اور محبت ہونا فرشتوں کو اوس کی محبت پر اور لکھا جانا درود شریف کا چاندی کے
ورقوں پر سونیکے قلموں سے اور دعا مانگنا فرشتوں کا خاص کر درود بھیجنے والے کیلیے زیادتی خیر
اور طلب مغفرت میں اور حاصل ہونا جواب سلام کا کہ وہ سنت مستمرہ ہے بلکہ فرض ہے اور کوئی سعادت
زیادہ تر اس سے نہیں ہے کہ دعائے خیر اور سلامتی چاہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسیکے

شامل حال ہوا اگر تمام عمر مین ایک بار حاصل ہو تو باعث لاکھون بزرگیونکا اور ثمرہ بہتری برکتونکا ہی
شعر بہر سلامی مکن رنجہ در جواب آن لب * کہ صد سلام مرا بس یکی جواب از تو ** اور اکثر لوگ قبل سلام
کرنے سے ساتھ سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ وہ عادت پسندیدہ آپکی واقع ہوئی ہے مشرف
ہوئے ہین اور بعد سلام کرنیکے بھی جواب سلام سے سرفراز ہوئے ہین **فائدہ** اور رسول اللہ پر درود
بھیجنے سے کیا فائدہ ہی کہ باز رکھنا لکھنیوالون کا ہی تین روز تک گناہ ہونیکے لکھنے سے اور روکنا آدمیونکو درود
پڑھنے والیکے عیب کرنے سے اور داخل ہونا درود پڑھنیوالے کا قیامت کے دن نیچے سایہ عرش کے اور بھاری
ہونا نیک کامونکی ترازو کا اور محفوظ رہنا پیاس سے اور زیادہ ملنا بیبیونکا جنت مین اور پانا ثمرات
کا دونون جہان کی مصلحتون مین اور شامل ہونا درود رسول اللہ کا ساتھ ذکر الٰہی عز اسمہ کے اور ملنا
اوسی درود کا شکر نعمت حق تعالیٰ سے اور پہچان حق نعمت کا اور سرفراز کرنا اوسی نعمت کا ذکر
کیا ہی یہ سب فاکہی رحمۃ اللہ نے آداب زیارت کے رسالے مین چنانچہ جذب القلوب مین اوسی رسالے
سے منقول ہی اور اوسی کتاب سے اسمین بھی نقل کیا ہی اور اور حکایتین اور فائدہ زیادہ بھی اوسمین مذکور
ہین کہ اونکے ذکر کی گنجایش سے وقت قاصر ہے لیکن ایک اوسی مین کی حکایت ہے جسے شیخ احمد بن
ابی بکر محمد ردّاد صوفی محدث نے شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ اون سندونکے جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ
اونھین ملی ہین روایت کرتے ہین اس امید سے کہ طالب وسکو درود اپنا قرار دے نقل کرتے ہین کہ
ایک روز حضرت شبلی قدس سرہ نزدیک ابوبکر مجاہد کے کہ وہ اوس وقت کے عالمون مین سے تھے اور اپنے وقت
کے امام تھے تشریف لائے ابوبکر اونکی بزرگی سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور گلے مین اور درمیان دونون
آنکھونکے بوسہ دیا حاضرین نے کہا کہ ای سردار ہمارے آپ ایسا شبلی کے ساتھ کرتے ہین حالانکہ آپ او جو
شخص بغداد مین ہی اونکو دیوانہ کہتا ہی فرمایا ابوبکر مجاہد نے کہ یہ بات مینے اپنی طرف سے نہین کی
لیکن جسطرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا وہ یہ ہی کہ دیکھا مینے حضرت شبلی خدمت مین پیغمبر
کی حاضر ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوئے اور انکو گلے لگایا اور اونکی دونون
آنکھونکے درمیان مین چوما اور مینے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے ساتھ ایسا
کرتے ہین فرمایا آپنے ہان پھر فرمایا کہ یہ بعد نماز کے پڑھتا ہی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم
الآیۃ یعنی بتحقیق آیا ہے تمھارے پاس رسول تم مین سے ایسا جسپر گران ہوتا ہی رنج تمھارا اور بعد اسکے درود بھیجتا

مجھپر اور پڑھنا اس آیت کا درود شریف کے شروع کرنے سے پہلے اون لوگوں کے مولود شریف کی مجلسون مین جو حرمین شریفین مین ہوتی ہین بہت رائج ہے اور بعد اسکے یہ آیت پڑھتے ہین ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ یعنے یقین ہے اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد اسکے بقصد بجالانے حکم الٰہی کے درود شریف شروع کرتے ہین اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وسلم وصل شک نہین کہ جس قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والے کی تعریف اور ثواب مذکور ہے اوسی طرح قباحتین اور مضرتین اور مذمت اور سختیان تارک درود شریف کی بھی ثابت ہونگی کیونکہ کام نیک کی فضیلت اور ثواب زیادہ اور کامل تر ہے اوسکا ترک بدتر اور بہت برا ہوگا اور سختیان اوسکے ترک مین بہت شدید ہونگی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان البخیل کل البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنے تحقیق بخیل ترین بخیل ہے وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے پھر نہ درود پڑھے مجھپر اور فرمایا کہ بخیل عرف مین وہ ہے جو مال کے بخشنے اور صرف کرنے مین خست کرے لیکن بخیل سخت تر اور کامل تر وہ ہے کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے اور وہ درود مجھپر نہ بھیجے اور اتنی دیر صرف وقت اور حرکت زبان کو میری محبت اور شکر نعمت مین نہ دے کہ ثواب اوسکا بہت بڑا اور بہت زیادہ مال کے صرف کرنے سے اور بزرگتر غلام کے آزاد کرنے سے ہے اور آسان زیادہ اوس سے ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایسا ہے کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے اور نہ درود بھیجے مجھپر پس تحقیق وہی بھلا دی راہ بہشت کی اور بیچ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ فرمایا ابو القاسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بھول گیا درود پڑھنا مجھپر بھول گیا راہ جنت کی اور قتادہ سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت ذکر کیا جاؤن مین نزدیک کسی شخص کے اور نہ درود بھیجے مجھپر ہر آئنہ ظلم کیا مجھپر اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قوم ایسی ہے کہ بیٹھتی ہے مجلس مین پراگندہ ہو جاتی ہے اور درود نہین بھیجتی مجھپر وہ ایسی قوم ہوگی گویا پراگندہ ہوئی ایسی مجلس سے جو بدتر ہے مردار سے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھتی ہے قوم مجلس مین اور درود نہین بھیجتی اوس مجلس مین نبی پر

لیکن ہونگی اوس قوم پر مجلس حسرت کر بنے والی قیامت کے دن اگرچہ واخل ہونگی بہشت مین یعنے اگرچہ بحکم ایمان اور اعمال صالحہ کے بہشت مین در آئینگے لیکن فوت ہو جانی درود کی ثواب سے کہ وہ بہت عظیم ہے حسرت کرینگی کہ کس واسطے ایسی نعمت کو ہاتھ سے دیا اور بیچ ایک حدیث کی ذکر اللہ تعالی اور درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجنا دونون واقع ہوا ہے اور بیچ اور حدیث کے آیا ہے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوار ہو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤ مین نزدیک اوسکے اور درود نہ بھیجے مجھپر اور خوار ہو وہ شخص کہ نصیب ہوا اوسکو رمضان اور گذر جاتے قبل اسکے کہ بخشا جاے وہ شخص یعنی رمضان مین چاہیے کہ ایسے کام کرے جس سے اوسکی مغفرت ہو کیونکہ پایا جانا ان دنونکا غنیمت ہے اور موسم مغفرت کا ہے اور خوار ہو وہ شخص کہ جسنے اپنی مان باپکو یا ایک کو اون دونون مین سے بڈھا دیکھا اور نہ داخل ہوا جنت مین یعنے چاہیے کہ مان باپ کی خدمت کرے اور راضی رکھے ہر حال مین خصوصا بڈھاپے کے وقت مین تو دخول جنت کا مستحق ہے بیچ اور حدیث کے آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے منبر شریف پر اور فرمایا آمین اور پھر تشریف لیگئے منبر شریف پر اور فرمایا آمین اور پھر تشریف لیگئے منبر شریف پر اور فرمایا آمین پوچھا معاذ بن جبل نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبب آپ کے آمین کہنے کا کیا ہے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل آئے اور کہا اونھون نے ای محمد جس وقت کہ نام لیا جاوے آپکا کسیکے سامنے اور درود نہ بھیجے وہ آپ پر اور مر جاوے داخل ہوگا مین اور دور کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو اپنی درگاہ قرب و رحمت سے کہیے آمین پس کہا مینے آمین اور ایسی ہی کہا جبرئیل نے اوس شخص کے حق مین جسنے پایا رمضان اور نہ قبول کیا اوسکو اور بیچ حق اوس شخص کے جسنے اپنی مان باپ کے ساتھ نیکی نکی اور مروی ہے جو شخص کسی مجلس مین بیٹھے اور درود پڑھے بخشے جاتی ہین اوسکے عمل باقی جو اوس مجلس مین اوس سے واقع ہوئے ہین **تنبیہ** لوگ گمان نہ کرین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجلس مین ذکر کرنے سے مراد یہی ہے کہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر آئے بلکہ ذکر عام اور شامل ہے ذکر اسم اور ذکر اوصاف اور ذکر احوال روشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگرچہ صراحۃ نام شریف مذکور نہ ہو اور عالمون نے اسم شریف کے ذکر کا مسئلہ وضع کیا ہے مذا ظاہر واللہ اعلم

وصل اختلاف کیا ہے بیچ صلوۃ کی اوپر غیر سید المرسلین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمامی انبیا علیہم السلام اور مجموع کے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے کلام قوم سے تین قول ہین ایک جماعت درود اوسکے ہے

کہ جائز نہیں ہے صلوۃ بھیجنا اوپر غیر آنحضرت کے بیچ شفا کے کہتا ہے کہ روایت کی گئی ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا جائز نہیں ہے صلوۃ بھیجنا اوپر غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ مواہب
کے کہتا ہے کہ ثابت ہوئی ہے یہ روایت ابن عباسؓ سے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے طریق عثمان بن
عکرمہ ابن عباسؓ سے کہ کہا نہیں جانتا ہوں میں صلوۃ کو کہ جائز ہو اوپر کسی ایک کے مگر اوپر نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اور سند اسکی صحیح ہے اور ذکر کیا گیا ہے امام مالکؒ سے بھی کہ کہا جائز نہیں ہے کہ صلوۃ بھیجی جاوے
اوپر کسی ایک کے انبیا سے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عمر بن عبدالعزیز سے بھی ایسا ہی آیا ہے
لیکن کہا ہے کہ مشہور مذہب مالکیہ سے نہ یہ ہے بلکہ اوس رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ مبسوط کے کہا ہے مکروہ رکھتا ہوں
میں صلوۃ بھیجنا اوپر غیر انبیا کے اور کہا نہیں پہونچتا ہے اور نہیں لائق ہوتا ہے ہمارے تئیں کہ تجاوز
اور تعدی کریں ہم اوس چیز کہ حکم کیے گئے ہیں ہم ساتھ اوسکے اور یہ قول دوسرا ہے بیچ اس مقدمے کے کہ
مخصوص نہیں ہے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس واسطے کہ بیچ حدیثؓ کے آیا کہ فرمایا آنحضرت نے
صلوا علی الانبیاء فان اللہ بعثہم کما بعثنی پس صلوۃ مخصوص ہے ساتھ انبیا کے اور اوپر غیر انکے جائز نہیں ہے اور
ابو سفیان ثوری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ابن عباس سے بیچ روایت دوسرے کے آیا ہے کہ کہا لا ینبغی
الصلوۃ علی احد الا النبیین اور دوسرے فرقے والے کہتے ہیں کہ صلوۃ بمعنی رحم کے ہے اور دعا کی ہے
حضرت عزت جل علا اسے کہ رحمت کرے اوپر بندے اپنے کے اور یہ مطلق ہے مگر وہ کہ منع کرے اطلاق حدیث
صحیح یا اجماع قطعی سے اور ثابت نہیں ہوا ہے بہ تحقیق کہا ہے حق سبحانہ نے بیچ خطاب مومنوں کے
ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ اور بیچ شان صابروں کے فرمایا اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ اور بیچ
حق متصدقوں کے فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صلوۃ بھیجتے تھے اوپر متصدقوں کے بیچ اوس وقت کے کہ لاتے تھے صدقات کے تئیں نزدیک آنحضرت کے
جیسا کہ بیچ حدیث کے آیا ہے اللہم صل علی آل ابی اوفی وصل علی فلان وعلی فلان اور بیچ دوسری حدیث
کے آیا ہے اللہم صل علی عمرو بن ابی العاص اور آنحضرت فرماتے تھے کہ وہ خوب لاتا ہے صدقے کے تئیں اور
بیچ اوس حدیث کے کہ اوس میں حضرت نے تعلیم صلوۃ کی ہے وعلی آلہ وازواجہ وذریتہ بھی واقع ہوا ہے اور بیچ حدیث
ابن عمرؓ کے آیا ہے کہ صلوۃ بھیجتا تھا اوپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اوپر ابی بکر اور عمرؓ کے ذکر کیا ہے
اسکے تئیں مالکؒ نے بیچ موطا کے اور ابن وہب نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا ہم دعا کرتے تھے ہم یاروں اپنے

کے تئین کہ غائب ہیں جیسے اللہم اجعل منک علٰے فلان الصلوٰۃ قوم ابرار الذین یقومون باللیل ویصومون
بالنہار اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے جو کچھ علماے محققین نے کہا اور بیچ مواہب کے کہتا ہے کہ علما
اوپر اوسکے گئے ہیں اور اختیار کیا ہے اوسکے تئین بہتوں نے فقہاے متکلمین سے وہ ہی کہ جائز نہیں ہے
اوپر سواے انبیا کے ساتھ صلوٰۃ کے بلکہ یہ ایک چیز ہے کہ مخصوص ہیں ساتھ اوسکے انبیا اور سواے ہی شعار
انکا بیچ توقیر اور تعظیم کے پس کہا نہ جاوے ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم علی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ از روے
معنی کے صحیح ہے جیسا کہ مخصوص ہے اللہ سبحانہ ساتھ تنزیہ اور تقدیس کے پس کہا نہ جاوے قال محمد
عزوجل اگرچہ عزیز اور جلیل ہے اور انبیا واجب ہے تخصیص نبی کا اور تمامی انبیا ساتھ صلوٰۃ اور سلام کے
اور شریک کیا نہ جاوے ساتھ انکے اور کچھ کہ بیچ کتاب و سنت کے واقع ہوا ہے احتمال کیا گیا اور معنی دعا
کی ہے نہ اوپر وجہ شعار کے اور لہذا جائز نہیں ہے مثلاً بیچ آل ابی اوفی اور سواے اوسکے ذکر کہ خصلت کی
تھی خاص کر انکے تئین اور جس جگہ کہ ذکر انکا ہووے صلوٰۃ بھیجی جاوے اور ذکر کیا جاوے سواے انبیا اور ائمہ
وغیرہم سے ساتھ غفران اور رضا کی جیسا کہ بیچ قول حق سبحانہ کی ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا
بالایمان اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور کہا ہے کہ نہ تھا یہ امر مشہور بیچ صدر اول کے بلکہ پیدا کیا ہے
اسکے تئین بعضے اہل بدعت نے بیچ بعضے ائمہ اپنے کے اور شریک کیا اور برابر کر دیا ہے انکے تئین ساتھ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور واجب ہے اجتناب چلن انکے سے اور ذکر آل اور ازواج اور ذریت کا اوپر وجہ تبعیت
اور اضافت کی ہے نہ بطریق استبداد اور اصالت کے اور نہیں ہے کلام بیچ اوسکی اور تحقیق فرمایا پروردگار
تعالیٰ نے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا پس واجب ہے کہ ہووے دعا خاص واسطے حضرت
کی تئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالف خاص کر دعا آدمیوں کے تئین اور ایسا ہی بیچ کلام اور سلام کی
ہے اور شیخ ابو محمد جوینی کہ باپ امام الحرمین کا ہے کہا ہے کہ سلام بمعنی صلوٰۃ کی ہے پس استعمال کیا نجاوے
بیچ غائب کے اور افراد کیا نجاوے بیچ غیر انبیا کے اور لیکن حاضر کو خطاب کیا جاوے ساتھ اوسکی اور
کہا جاوے سلام علیکم وعلیکم السلام اور کہا ہے کہ یہ امر مجمع علیہ ہے اور کہا ہے کہ یہ طریق اسلم اور اقرب ہے
ساتھ احتیاط کے اور رعایت ادب کی بیچ جناب نبوت کی اور بیچ مواہب لدنیہ کے کہتا ہے کہ اختلاف
کیا ہے منع کرنیوالوں نے اطلاق صلوٰۃ اور سلام سے کہ وہ حرام ہے یا مکروہ کراہت تنزیہی کے
ساتھ یا قسم خلاف اولیٰ سے تین قول ہیں کہ حکایت کیا ہے نووی نے بیچ کتاب اذکار کے اور کہا

صحیح وہ ہی کہ مکروہ ہے کراہیت تنزیہ کے واسطے کہ خصلت اہل بدعت کی ہی واللہ اعلم تنبیہ معلوم
ہوا کہ یہ بحث بیچ صدر سلف کے نہ تھا بلکہ مومنین مقرر تھے ساتھ صلوٰۃ اور سلام کے اوپر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اور ساتھ علم اوس حضرت کی کہ فرمایا وصلوا علی الانبیاء قبلی فان اللہ بعثہم کما بعثنی
اور پر دوسرے انبیاء و نکے بھی بھیجتے تھے اور شیعہ بیچ اس مسئلے کی مخالف ہین اوپر اہلبیت نبوت کے
صلوٰۃ اور سلام بھیجتے ہین اصالتًا ولیکن اوپر وجہ تبعیت کی جائز ہے بخلاف اور بیچ کتابون قدیم کے
سلام نسبت اہل بیت کی ساتھ اس معنی کے شامل ازواج مطہرہ کے بھی ہو علیہ السلام ولکھا جاتا ہے
واللہ اعلم اور بیچ مرتبہ متاخرین کی بعضے اصطلاحات اور بھی پیدا ہوئین ولیکن بیچ دیار عرب کے
رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین تمامی مشائخ کے تئین اور صاحب ہدایہ براوی آپ کہتا ہے قال
رضی اللہ عنہ اور بیچ طریقہ صوفیہ کی کہتے ہین قدس سرہ العزیز یا قدس سرہ ساتھ اوس تفاوت کے
کہ بیچ اسباب کی دو عبارت ہین اور بعضے قدس اللہ ارواحہ اور بعضے کلمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہین
اور یہ بیچ قاعدہ مشہورہ نحویہ کے کہ بیچ اعادہ جار کی ہے موافق نہین ہے اور بعضے بیچ صلوٰۃ کے
اوپر انبیاء کے علی نبینا علیہ وعلیہم زیادہ کرتے ہین تو صلوٰۃ اوپر اونھون کی اوپر تبعیت اور طفیل کے
واقع ہوتی ہے اور بیچ اکثر متعارف کے بیچ دیار عرب کی ہے اور جو کہ بیچ علم انکی کے ہے بیچ اوس
حضرت صلعم کی ہے اور بیچ دوسرے انبیاء و نکے علیہ السلام اور بیچ کلام اکثر اہل عجم کے نسبت
ساتھ آنحضرت کے علیہ السلام بہت واقع ہوئی ہے اور اولی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور لفظ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ایجاز اور سلامت کے واقع ہوا ہے

دسوان باب بیچ انواع عبادت آنحضرت ؐ کے

شک نہین کہ مقصود پیدایش عالم سے عبادت ہے بقولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
اور وہ راہ راست ساتھ قرب اور وصول طرف حق کے عبادت ہی ہے جیسا کہ فرماتا ہے ان اللہ ربی و
ربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم اور فرمایا اللہ تعالی نے ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد
ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اور مراد یقین سے موت ہے یا سبب ہونے اوسکے
امر یقین بسبب زوال تنگی سینہ اور تنگی دل اور حزن اور غم کے ساتھ عبادت کے وہ ہی کہ جو مشغول ہوا
انسان واسطے عبادت کی کھل جاتی ہین اوپر اوسکے بھید عالم ربوبیت کے اور جو حاصل ہوا یہ انکشاف

ہوئی وہ بیہ مطلق حقیر بیچ نظر اوسکی کے اور جو حقیر دکھائی دی سبک اور آسان ہوا اوپر دل کی کم ہونا
اور وجدان اوسکا بیس متوحش ہووی بسبب کم ہونیکے اور ہتر شیح ہووے ساتھ وجدان اوسکی کے
پس زایل ہوئی حزن اور غم اور بھی جو نازل ہوا اوپر بندے کے کروہات اور بھاگا اوس سے طرف طاعت
مولی کی گویا کہتا ہی واجب ہے اوپر میرے عبادت تیری خواہ دیوے تو میرے تئین خیرات یا ڈالے تو بیچ
مکروہات کے لفظ مکارہ بفتح میم و تخفیف کاف و کسرہ رے مہملہ یا ہا ملفوظ بروزن مساجد بمعنی رنج اور سختی
اور مکروہات کی ہے پس بھول جاتی ہین مکروہ اور کشادہ ہوتی ہی ساتھ اوسکے امید اور کہا اللہ تعالی
فاعبده واصطبر لعبادته اور بیچ اسکے رد ہے اوپر اوس فرقے کے کہ کہین کہ جو حاصل ہووے بندے کو
تئین محبت اور قرب حق زایل ہوا اوس سے اعمال ظاہر کے اور خلاص ہوا کلفت عمل سے اور ساقط
ہوئی اوس سے تکلیف اور جو بندہ مسافر ہے طرف درگاہ حق کے اور منقطع نہین ہی سیر اوسکی تا کہ
بیچ قید حیات کی ہے اور محتاج ہی واسطے توشۂ راہ کے کہ عبارت ہے عبادت سے اور مستغنی نہین
اوس سے اور ہر چند وہ نہایت قریب اور عبادت اوسکی بزرگ زیادہ اور ایک شخص نے بیچ مجلس کے
جنید کے کہتا تھا کہ ناظر تھا بیچ ساقط ہونے عمل کے فرمایا میرے نزدیک یہ بات زنا اور چوری
سے بدتر ہے اور اختلاف کیا ہی علما نے بیچ عبادت کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل بعثت
کے آیا عبادت کرنے والے تھے ساتھ کسی شریعت کے شریعتون سے کہ قبل اوس سے تھی جمہور اوپر اوسکے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبعیت کرنیوالے نتھے ساتھ کسی چیز کے اون شریعتون سے بلکہ عبادت
کرتے تھے جو کچھ اتفاق ہوتا تھا انکی عبادت [illegible] ساتھ اوسکے اور بعضون نے توقف
کیا ہی بیچ اس مسئلے کے اور بھی اختلاف کیا کہ عبادت کرنا اونکا ساتھ ذکر کے تھا یا ساتھ فکر کے مختار وہ ہی کہ ساتھ فکر
کے تھا اور اگر ساتھ دونوں کی ہوون تو بھی محتمل ہے کہ ساتھ نورانیت فکر کے فکر صاف ہوتی تھی اور معلوم کرتے تھے علوم اور
حقائق کی تئین واللہ اعلم جیسا کہ مولانا نے بیچ مثنوی کی کہا ہے مثنوی این سخن گفتیم باقی فکر کن
فکر گر جامد بود رو ذکر کن ۔ اور پایہ ذکر کا برتر ہے کہ بواسطہ اتصالی ساتھ ذات حق کے باطل ہو کر
فیض وارد ہوتی ہین اور بیچ فکر کے تعلق ساتھ نفس کے ہے اور ساتھ اون معلومات کی کہ بیچ ذہن کے
سونپی گئی ہین اور ترتیب دینی اونکی اوپر وجہ مخصوص کے حصول حاصل ہوتی ہے اور بعضے علما قائل ہین
کہ عمل ساتھ شرائع انبیا کی خاص ابراہیم علیہ السلام کے حاصل ہوتا تھا حجت لاتے ہین کہ وہ حضرت

مامور ہے بیچ قرآن کے ساتھ اقتدا اور اتباع اونھون کی بعد بعثت سے کہا اللہ تعالی نے اولئک
الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ اور فرمایا حق سبحانہ نے ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراہیم پس اگر
قبل بعثت کے بھی عمل کرنیوالے ساتھ اوسکے ہوئے ہون کیا عجب ہے جواب اوسکا وہ کہ مراد ہدیٰہم
سے ایمان باللہ اور توحید اور اصول دین ہے کہ متفق علیہ ہے بیچ سب کے نہ فروع اور شرائع کہ مختلف ہے
اور تحقیق ہو کر ممکن نہین ہے اتباع بیچ اوسکے بوجہ اختلاف کے بیچ اوسکا اور بعضی منسوخ ہوئی اور بعد
نسخ کے ہدی نرہا پس بیچ اس جگہ کے نقیل ہوئے اور اگر ہوتے اوپر اوسکے کہ آنحضرت عبادت
کرنیوالے ہین ساتھ شرائع انبیاء سابق کی علی نبینا وعلیہم السلام کے تو کہین کہ جو بعد بعثت کی متعبد ہے
قبل بعثت کی بھی ہو ہان احتمال رکھتا ہے کہ متعبد ساتھ شریعت ایک کے اونھونسے ہوا اور اگر ہو
ابراہیم اولی اور انسب ہے اور بعضون نے کہا عیسی قریب تر ہے واللہ اعلم اور بیچ اس جگہ کی ایک نکتہ ہے
ہے کہ متوہم ہوتا ہے کہ جو آنحضرت مقتدی اور متبع انبیا علیہم السلام کے ہون تفضیل اونکا اور تمامی
اونھونکے کیونکر ہوا اور رفع اس توہم کا کرتے ہین ساتھ اوسکے جو مقتدی ہے متبع ساتھ سب کے ہو کمالات
سب بیچ اوسکے جمع ہون پس کامل تر سب سے ہووے فافہم وباللہ التوفیق صاحب مواہب نے مقصد
عبادتونکا اوپر سات طرح کے ترتیب دیا ہے ہمنے بھی اسی طرح قرار دیا ہے نوع اول طہارت مین نوع دوسری
صلوۃ مین نوع تیسری زکوۃ مین نوع چوتھی صوم مین نوع پانچوین حج مین نوع چھٹی دعا مین نوع
ساتوین تلاوت مین نوع اول بیچ طہارت کی اور بیچ اوسکے چند وصل ہین **وصل پہلا** بیچ وضو
اور مسواک اور مقدار آب وضو کی وضاءت لغت مین بمعنی حسن ولطافت کے ہے وضوء بضم مصدر
وبفتح پانی وضو کا ساتھ معنی مصدر کے بھی آیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ دونون لغت ہین کبھی مصدر کے
معنو مین آتے ہین کبھی بمعنی پانی کے کذا فی القاموس اور اختلاف کیا ہے علمانے بیچ وقت وجوب وضو کے
اور بعضون نے کہا ہے کہ وجوب اوسکا بیچ مدینے کے ہے بقول حق تعالی کی اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا
وجوہکم الآیۃ اور یہ آیت بیچ سورہ مائدہ کے ہے کہ مدنی ہے ولیکن بیچ احادیث کے آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ ابتدائے وحی کے نماز اور وضو سکھایا اور بھی بیچ حدیث کے
آیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاس آنحضرت کے آئین گریان اور کہا قریش نے عہد کیا ہے اوپر قتل تمہارے کے
فرمایا پانی وضو کا لاؤ پس وضو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور یہ بیچ مکے کے واقع ہوا اور اسکو

عبد البر نقل کرتا ہی اتفاق اہل تفسیر کا اوپر اوسکے ہی کہ غسل جنابت کا فرض کیا گیا اوپر آنحضرت کے
بیچ مکے کے جیسا کہ فرض کی گئی نماز اور اوپر اوسکے آنحضرت نماز نہ ادا کرتی ہر گز مگر ساتھ وضو کے اور کہا
یہ عبد البر نے کہ یہ وہ چیز ہے کہ جاہل نہیں ہی ساتھ اوسکے کوئی عالم شیخ ابن الہمام عسقلانی نے کہا
کہ رد اوپر اوس شخص کے ہوتی ہی کہ منکر ہے وجود وضو کے تئین پہلے ہجرت سے نہ وہ شخص منکر ہے وجوب
اوسکے تئین پہلے ہجرت سے انتہی اور حاصل اسکا یہ ہی کہ وجوب وضو باثبات مذکورہ کے ہو اور
یہ منافات نہیں رکھتا ہی ساتھ اوسکے کہ وضو پہلے اوس سے ہو ولیکن واجب نہ تھا اور خلاص نہیں
اس اشکال سے مگر وہ کہ کہیں وضو پہلے ہجرت سے مندوب تھا نہ واجب ولیکن بر تقدیر لازم آتا ہی
کہ نماز بے وضو جائز ہو اور یہ خلاف اجماع کی ہے اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ نزول آیت کا واسطے
وجوب وضو کی ہے نزدیک قیام کے ساتھ صلوۃ کے وانتم محدثون کو تقدیر کرین جیسا کہ
بعضوں نے کہا ہی کہ بیچ ابتدا کے وضو فرض تھا نزدیک قیام کے مطلقا اور بیچ آخر کے منسوخ ہوا
اور مقید ساتھ وجود حدث کے ہوا ولیکن بیچ نسخ حکمون سورہ مائدہ کی کلام ہے فتدبر اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے ہر نماز کے وضو کرتے تھے اور بعض اوقات ایک وضو سے چند فریضے ادا
کئے ہین مسلم نے بریدہ سے روایت کی ہی کہ کہا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وضو کرتے تھے
واسطے ہر نماز کے اور ادا ہین بیچ روز فتح کے چند نمازین ادا کین ایک وضو سے اور بیچ ایک روایت کے
آیا ہی کہ پانچ نمازین ادا کین ساتھ ایک وضو کے پس کہا عمر نے یا رسول اللہ وہ بات کی تمنے کہ
ہر گز نہ کی تھی ہمنے فرمایا کہ عمدا کیا میننے یا عمر یعنے واسطے بیان جواز کے کہ تو جانین کہ وضو واسطے
ہر نماز کے فرض نہووے اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے لائی
ہین کہ کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے پس کہا گیا خاص کر
انس رضہ کے تئین کہ تم کیا کرتے تھے کہا کفایت کرتا تھا ہمکو ایک وضو جب تک کہ محدث نہین ہوتے تھے
اور اس جگہ سے ہی ہے کہ کہا ہی کہ وجوب وضو کا واسطے ہر نماز کے خصائص سے آنحضرت سے نہ تھا اور
بیچ روایت احمد اور ابی داؤد کے حدیث عبد اللہ بن حنظلہ غسیل سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مامور تھے ساتھ وضو کرنے کے واسطے ہر نماز کے طاہر ہووین یا غیر طاہر اور جو شاق
آیا یہ امر اوپر اسکے امر کیا گیا ہوا ساتھ مسواک کے نزدیک ہر نماز کے اور ملتوی ہوا اوس سے وضو

ہاں کہ حدیث ہے ولیکن مسواک مشتق ہے سواک سے بمعنی ملنا اور ملنا منہ کا اور سواک بالکسر چوب دندان مال مسواک مثل اوسکے اور احادیث بیچ فضیلت اور مستحب ہونے مسواک کے بہت واقع ہوئی ہیں فرمایا اگر نہ ہوتا خوف مشقت کا اوپر امت کے حکم کرتا میں اور واجب کرتا میں اوپر انکے مسواک کو واسطے ہر نماز کے اور فرمایا مسواک کرنا سبب طہارت دہن کا اور موجب رضا حق تعالیٰ و تقدس کا ہے اور فرمایا نہ آئے جبرئیل ہرگز مگر اوس وقت حکم کیا مجھ کو ساتھ مسواک کا تحقیق ڈرا میں کہ گھسو نہیں اور پست کروں میں پیش دہن اپنے کو اور بیچ ایک روایت کے لثہ کو یعنی اور لثہ بکسر لام اور ثاء مثلثہ مخففہ گوشت ہیں دندان کو گھیرتے ہیں اور ظاہر حدیث عبداللہ حنظلہ کی کہ گذری ناظر بیچ وجوب مسواک کے ہے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیکن بیچ صحت اس حدیث کی کلام ہے اور خصائص ثابت نہیں ہوتی مگر دلیل صحیح سے اور بیچ حدیث طبرانی اور بیہقی کے کہ عائشہؓ سے لائی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں کہ مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے واسطے سنت ہیں وتر اور مسواک اور قیام لیل اور دوسری حدیث میں آیا کہ آنحضرت نے فرمایا حکم کیا گیا میں ساتھ مسواک کے یہانتک کہ ڈرا میں کہ فرض کیجاوے اوپر میرے اور یہ صریح ہے بیچ عدم وجوب کے مگر وہ کہ یہ حدیث قبل وجوب کے واقع ہوئی ہو مگر اوپر امت کے اجماع ہے کہ واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے مؤکدہ نزدیک وضو کے باتفاق اور ارادہ صلوٰۃ نزدیک شافعی کے اور وقت اوٹھنے خواب سے جیسا کہ بیچ صحیحین کہ حدیث حذیفہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اوٹھتے تھے خواب شب سے ملتے تھے اور پاکیزہ کرتے تھے منہ کو مسواک سے اور ظاہر وہ ہے کہ مراد قیام لیل سے واسطے نماز کے ہے پس مراد مسواک کی واسطے وضو نماز کے ہے اور وضو وقت اوٹھنے کے خواب سے نہ واسطے نماز شب سنت کے علیحدہ ہے اور واسطے قرات قرآن کے اور وقت سونیکے بھی مسواک کرتے تھے اور نزدیک بدلنے ذائقہ دہن کے خواہ بدبو سے دہن کی یا بدلنے چڑھانے دانتوں کے اور نزدیک پہونچنے منزل کے اور بیچ حدیث عائشہ کے آیا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتے گھر میں پہلے جو کام کہ کرتے تھے مسواک کرتے تھے اور ظاہر وہ ہے کہ وضو اور نماز بھی کرتے تھے کذا قیل اور آنحضرت مبالغہ کرتے تھے بیچ استیاک کے جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ وہ جناب ایسی مسواک کرتے تھے کہ آواز آتی تھی دہن مبارک سے اع اع کی اع بضم ہمزہ و فتح ہمزہ اور عین مہملہ گویا کہ قے کرتے تھے اور بعضی روایات میں ساتھ غین معجمہ کے ہے

اور روایات نسائی مین اعا اعا ہے اور بیچ روایت ابوداؤد مین اہ اہ اور بعضی روایات مین
اخ اخ ساتھ خای معجمہ کے اور مستحب وہ ہی کہ مسواک درخت اراک سے ہو اور آنحضرت بھی ایسا ہی
کرتے تھے اور ایسا ہی حکم فرماتے تھے ساتھ اوسکے اور انگشت سے کافی ہے خواہ اپنی انگلی سے ہو یا انگشت
غیر سے اور اگر جامہ درشت سے بھی کفایت کرتا ہے اور شافعیہ کہ واسطے ہر نماز کے کرتے ہین بیشتر
یہی کیا ہے کرتے ہین اور ابونعیم اور بیہقی لائے ہین کہ استیاک کرتے تھے آنحضرت اور عرض کے
یعنی عرض دندان کے اور مواہب نے کہا ہے کہ آیا اولی وہ ہے کہ استیاک اسی طرح کرے یا
ساتھ شمال کے بعضون نے کہا ہے بجہت حدیث کے کان یعجبہ التیمن فی ترجلہ وتنعلہ وطہورہ وسواکہ بنا
رکھی ہے اوپر اوسکے آیا استیاک قسم تطہیر اور تطییب سے ہے یا قسم ازالہ قاذورات سے اگر کہوین
کہ قسم اول سے ہے تو مستحب ہے کہ اسی طرح پر ہو اور اگر قسم ثانی سے ہے پس طرف شمال کے ہو بجہت حدیث
عائشہؓ کے کہ تھا دست راست رسول خدا صلعم واسطے طہور اور طعام کے اور دست چپ
واسطے خلا کے اور جو کچھ کہ ہو اذی سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اسناد صحیح سے بعضی شارحین
حدیث سے کہا ہے کہ مراد تیمن سے بیچ سواک کے وہ ہے کہ ابتدا بطرف راست کی کرے جیسا کہ بیچ ترجل
اور تنعل کے پس دلالت کرنا ساتھ اوسکے اوپر استیاک کے طرف دست راست کے درست نہوئی پس بیچ
استیاک کی طرف سیدھے ہاتھ نقل چاہیے فتدبر اور کہا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ وہ باب ازالہ اذی سے
ہے جیسا کہ امتخاط اور مانند اوسکے ہے امتخاط کے معنی ناک پاک کرنا ہیں انتہی ہوا اور قرطبی نے
حکایت کی ہے امام مالک سے کہ مسواک نکرنا چاہیے بیچ مساجد کے کس واسطے کہ باب ازالہ قذر
سے ہے یہ کلام مواہب کا ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور اور معروف استیاک کا ساتھ سیدھے
ہاتھ کے ہے اور بایان ہاتھ کہ مقرر ہے واسطے ازالہ قذر کے اوپر اوس تقدیر کے ہوگا کہ ازالہ ہاتھ
سے ہو بلاتوسط کسی آلہ کے جیسا کہ بیچ امتخاط اور مانند اوسکے اور کراہیت استیاک کی مسجد
مین اوپر اوس خواہش کی ہے جبکہ کوئی چیز خارج ہوتی ہے منہ سے بیچ اوسکے دیکھے اوس سے
نفرت اگر استیاک ہاتھ مین آوے یہ کلام جاری ہے بیچ اوسکے اگر ساتھ چوب اور مانند اوسکی ہو
اور استحباب ابتدا طرف یمین اوپر حال اپنے کی ہے اوپر تقدیر کے اور بالجملہ اس کلام سے معلوم ہوتا
ہے کہ اختیار بعضون کا اوپر استیاک کے اوپر دست چپ کی ہے واللہ اعلم لیکن مقدار آب غسل اور

وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہی ہے کہ غسل ایک صاع سے کرتے کہ پانچ مد ہے اور وضو
ایک مد سے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ وضو دو رطل سے کرتے اور تحقیق مقدار صاع اور رطل کے
زبان عرف مین اس دیار کے خالی تفسیر سے نہین اور شرح سفر السعادت مین بیچ اس باب کے اور باب غسل
نظر مین اوسکے بیان مین کوئی تقصیر نہین ہوئی ہے اور کہا ہے کہ مراد احادیث سے تعین اور تحدید نہین
فائدہ جیسا کہ اگر اکثر یا قلیل اوس سے وقوع پاوے بھی جائز ہے اور اصل یہ ہے کہ جو کچھ کفایت کرے
کام مین لیجاوے اور جب تک کہ اسباغ کرے اور ساتھ حد اسراف کی نہ کھینچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بیچ قلت آب وضو کے اور کم گرانے مین اوسکے مبالغہ فرمایا اور امت کو تحذیر اور منع کیا ہے
اسراف سے بیچ وضو کے اور بہت گرانی پانی سے اور فرماتے تھے بیچ امت میری کے ایسے شخص پیدا
ہوینگے کہ بیچ وضو کے تعدی اور تجاوز حد سے کرینگے اور بیچ گرانے پانی کے اسراف کرینگے اور فرماتے
تھے وضو کے تئین ایک شیطان ہے نام اوسکا ولہان ہے کہ آدمی کو بیچ وضو اور اسراف آب کے وسواس
مین ڈالتا ہے پس وسواس سے پرہیز کرین اور پرہیز وسواس سے اور دفع اوسکا ساتھ اوسکے ہو
بیچ راہ تغافل کے مارنا اور دفع خاطر اوسکے مین تکلف کرین اور پیچھے اندیشے کے سنجاوین خاطر
بیچ خطرہ دہندہ اور بھی اوپر رخصت کی عمل کرین اور اگر شیطان بہت جست ہی کہے کہ یہ عمل کہ
تو نے کیا ناقص اور نادرست ہے اور پذیرا درگاہ حق کا نہین اور بزعم اوسکے کہین کہ تو جا ہیے
ہاتھ سے مین زیادہ اس سے نہین آیا اور مولا میرا کریم ہے برتر اور پاک اسی قدر مشغول ہو فضل اور رحمت
اوسکا و بیچ ہے اور اسی طرح بیچ نماز اور دوسرے مواقع کے وسواس اور اہل وسواس اور نقصان
اور اختیال اور اختلال اوسکا اوٹھے اور شیطان بیچ اس میدان کی راہ پاوے استعاذہ اور لاحول
واسطے اوسکے دفع کی نہایت موثر ہے کما جاء فی الآثار اور بیچ حدیث احمد اور ابن ماجہ کے عبد اللہ بن
عمرو بن العاص سے آیا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر سعد بن ابی وقاص رضی کی گذرے اور
وہ وضو کرتے تھے فرمایا لا تسرف بالماء اور ایک روایت مین ما ہذا السرف یا سعد کہا سعد نے وہل
فی الماء اسراف یعنی بیچ پانی کے کہ کوئی چیز کمیاب اور عزیز الوجود نہین اسراف کیا ہووے
فرمایا آنحضرت صلعم نے نعم وان کنت علی نہر جار سے بیچ پانی کے اسراف ہوتا ہے اگرچہ ہووے تو اوپر جو
روان کے اور یہ مبالغہ ہے بیچ ممانعت اور حذر کرنے اسراف کے اور ارشاد ہے بطریق دفع وسواس کے غالباً

بیچ سعد کے کوئی چیز اس باب سے احساس فرمائی تو واسطے منع اوسکے کی یہ مبالغہ کیا اور مسائل فقہ مین مذکور ہے کہ اگر وضو کرنیوالا اوپر لب جو کے ہو گرانے پانی مین کچھ اسراف نہین چاہیے جس قدر پانی بہاوے پھر وہ پانی ندی مین گرے مگر وہ کہ غسالہ کو باہر نہر کے ڈالے اور در حقیقت فرق بیچ نہر جاری اور سوا اوسکے وہ ہی کہ پانی مستعمل بیچ وضو کے بالاتفاق پاک کنندہ نہین ہی اور نزدیک اکثرون کے پاک بھی نہین ہی پس اوسکے تئین بیچ دوسری جگہ کے استعمال سنچاہیے کرنا پس زیادہ قدر حاجت سے صرف کرنا کام مین برباد ہوا اور نہر جاری مین کہ غسالہ بھی اوسمین گرے تضییع نہوا اور بھی پانی مستعمل بیچ اوسکے نہین رہتا ہی ولیکن مبالغہ فرمایا کہ اوس جگہ مین بھی تجاوز حد سے مناسب نہووے اور کہا ہی کہ اگر بیچ بہت گرانے پانی کے اسراف بیچ پانیکے نہو اسراف بیچ عمر اور تضییع وقت کے باقی ہی اور زیادہ اسباب تنگی ہی کہ جو کچھ بعضون نے کہا ہی کہ مراد ساتھ اسراف کے بیچ حدیث کے اثم ہے یا نہین اگر بیچ نہر پانی کی نہر جاری مین اسراف اور ضائع کرنا پانیکا نہین ہے ولیکن بیچ تجاوز کے تقدیر شرع اثم ہی ہے واللہ اعلم

وصل کبھی ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضاء وضو کو ایک بار زیادہ نہ دھوتے واسطے تعلیم امت کے کہ اس قدر کافی ہی اور قصر بمقدار فرض کہ وضو اوسکے درست نہو جیسا کہ فرمایا ہذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوۃ الا بہ اور روایت ابو داؤد مین حدیث ابن عباس رض سے آیا ہے کہ کہا آیا خبر دونمین تمکو وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس وضو کیا ایک ایک بار اور کبھی ہر عضو کو دو بار دھوتے واسطے مبالغہ کے بیچ طہارت کی اور اوسکو نور علی نور کہتے اور سبب مزید ثواب و دونے اجر کا رکھا ہی جیسا کہ بیچ حدیث رزین کے عبد اللہ بن زید سے کہ راوی حدیث وضو رسول اللہ صلعم کا ہی آیا ہے کہ کہا کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دو بار اور کہا ہو نور علی نور اور کبھی تین بار دھوتے اور یہ نہایت مرتبہ طہارت اور مبالغہ بیچ اوسکے ہی اور اسباغ وضو کہ احادیث مین حکم ساتھ اوسکے واقع ہوا ہی نزدیک اکثر عالمون کے یہی ہی اور حدیثین صحاح اور حسان کی سباب مین بہت اور لا انتہا آئی ہین کہ بیشک جو عزیمت اور فضیلت اسمین ہی عمل آنحضرت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیچ اکثر احوال کی ایسا ہی ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا کہ کہا وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین تین بار اور فرمایا ہذا وضوی وضوء الانبیاء من قبلی اور ایک روایت مین وضوء ابراہیم خلیل الرحمن اور کبھی بعض اعضا کو تین بار دھوتے اور بعضونکو دو بار جیسا کہ روایت بخاری اور مسلم مین عبد اللہ

بن زید بن عاصم انصاری سے آیا کہ کہا گیا خاص اوسکے تئین کہ وضو کر واسطے ہماری جیسا کہ وضو کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس طلب کیا لوٹے کو اور گرایا پانی اوس سے اپنے دونون ہاتھون پر اور دھویا دونون ہاتھونکو تین بار پھر لایا اپنے ہاتھ کو بیچ اوسکے اور باہر لایا پس مضمضہ اور استنشاق کیا ایک ہاتھ سے اور کیا اوسکو تین بار پھر لایا ہاتھ اپنے کو بیچ برتن کے اور باہر لایا اور دھویا اپنے منہ کو تین مرتبہ پھر دھویا دونون ہاتھونکو دو دو بار اور مسح کیا اپنے سر پر ساتھ آگے اور پیچھے کے اور دھویا دونون پاؤن اپنے کے تئین اور مانند اسکے آیا بیچ روایت موطا اور نسائی اور ترمذی کے بھی ایسا ہی آیا ہے کہ پاؤن دھونے مین تعداد نہ تھی اور ایک روایت مین نسائی سے آیا ہے کہ دھویا دونون پاؤن اپنے کو دو بار اور بعضی حدیثونمین دھونا پاؤنکا مطلق واقع ہوا بدون ذکر عدد کے ظاہر اوسکا ایک بار ہوگا یا مقصود راوی کا اوس مقام مین بیان اصل دھونے سے تھا اور بیان عدد سے ساکت رہا اور کسی حدیث مین بیچ صفت وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین آیا کہ زیادہ دھویا تین بار سے بلکہ منع کیا تین بار سے دھونے پر اور فرمایا جسنے کہ زیادہ دھویا تین بار سے یا نقصان کیا برا اور ظلم کیا اور لیکن مشکل وہ ہے کہ ظاہر اس حدیث مذمت نقصان مین ہے تین بار سے اور جواب کہتے ہین کہ امر مفضول ہے اور اساءت متعلق ساتھ نقص اور ظلم زیادتی کی ہے اور روایت نسائی مین ذکر نقص نہین ہے اور اسی قدر ہے کہ جسنے زیادہ کیا اسپر برا کیا اور تعدی کی اور ظلم کیا اور یہ صحیح زیادہ ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے اور ذکر نقصان مین کلام کیا اور راوی نے اوسکی خطا کی ہے کیونکہ ظاہر اوسکا ذم نقص ہے اور نہ ثلاثہ ہے اور نہ اس قدر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بیچ کلام تقدیر کے ہے اور مراد من واحدہ ہے اور بعض روایات صریح مین آیا ہے من نقص من واحدۃ او زاد علی ثلاث فقد اخطا اور امام شافعی رح سے نقل ہے کہ کہا دوست نہین رکھتا ہون مین کہ زیادہ کرے وضو کرنیوالا تین بار سے اور اگر زیادہ کیا مکروہ نہین جانتا ہون مین اوسکے تئین اور کہا ہے کہ مراد وہ ہے کہ حرام نہین رکھتا ہون مین اوسکو اور صحیح وہ ہے نزدیک شافعی کے کہ مکروہ ہے کراہیت تنزیہی اور حکایت کی ہے دارمی نے قومی انکے سے شافعیہ سے کہ زیادہ تین سے باطل کرتا ہے وضو کے تئین جیسا کہ زیادہ رکعت نماز مین اور یہ قیاس فاسد ہے اور منقول ہے امام احمد رح سے

کہ فرمایا جائز نہیں اور ثلث کی اور ابن المبارک نے کہا نہیں مومنین اوس سے کہ گنہگار ہو اور
شمنی فتاوی ظہیریہ سے لاتا ہے کہ جسنے ایک بار دہونی پر اکتفا کی گنہگار ہوتا ہے اور بعضونکے نزدیک
ترک سنت مشہورہ ہے اور بعضونکے نزدیک گنہگار ہونے سبب تیان ماموریہ ہے او صحیت
حدیث واردہ کے بیچ اوسکے آور امام محمد رح بیچ موطا امام کے فرماتا ہے کہ وضو تین بار افضل ہے
اور دو بار کفایت کرتا ہے اور ایک بار اگر ساتھ اشباغ اور تکمیل کے ہو بھی کافی ہے اور کہتا ہے
کہ قول امام ابوحنیفہ رض کا یہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مضمضہ اور استنشاق کبھی ساتھ ایک
غرفہ کے کرتے اور کبھی ساتھ دو غرفہ کے اور کبھی ساتھ تین غرفہ کے غرفہ بالفتح ایک بار اوٹھانا پانی کا
ہاتھ سے اور بالضم بقدر ایک مشت جیسا کہ بیچ غسل اعضای دوسرے کے اور ایک غرفہ سے
آدھا ہی مضمضہ کے مقرر رکھتے اور آدھا بیچ استنشاق کے تینون صورتون مین اسی طرح
وصل فرماتی اور جمع درمیان مضمضہ اور استنشاق کے مذہب شافعی رح ہے اور وہ اوپر صورتون
متعددہ کے متصور ہے اور صحیح یہی ہے کہ ساتھ ایک غرفہ کے مضمضہ کرے اور استنشاق
پھر ساتھ دوسرے غرفہ کے مضمضہ کرے اور استنشاق اسی طرح تین بار کرے اور صاحب سفر السعادت
کہتا ہے کہ کسی حدیث صحیح کی فصل او استنشاق کو بعد فراغ کی مضمضہ سے ایک بار یا دو بار یا تین بار
ساتھ آب جدید کی کیا ہو ثبوت نہین انتہی اور یا عبارات احادیث کو مختلف پایا ہے اکثر احادیث بیچ
ایسا واقع ہوا ہے کہ پہلے دونون کف دست کو دہویا پیچھے مضمضہ او استنشاق کیا پیچھے منہ دہویا پیچھے
دونو ہاتھ کہنیون تک یہ عبارت بہت سے احادیث مین او ظاہر اوسکا دلالت اوپر وصل مضمضہ و استنشاق
کی کیا اگرچہ قطعی نہین اور بیچ بعض کی دونون ہاتھ دہونے پیچھے مضمضہ پیچھے استنشاق کیا پیچھے منہ
دہویا اور یہ ظاہر بیچ فصل کے ہے جیسا کہ اول ظاہر بیچ وصل کے ہے بلکہ ظہور اسکا بیچ فصل بیشتر ظہور اوسکے
سے ہے بیچ فصل کے اور بیچ مشکوۃ کے ایک روایت بخاری او مسلم سے لایا ہے کہ مضمضہ او استنشاق
کیا تین بار ساتھ تین غرفے کے اور یہ بھی محتمل دو وجہ پر ہے فصلاً اور وصلاً ولیکن بعض احادیث مین صریح
واقع ہوا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق ساتھ ایک غرفے کے کیا اور مذہب مشہور امام شافعی رح کا یہی ہے
اور یہ اوس وجہ سے کہ مذکور ہوا اور مشہور مذہب ابوحنیفہ رح سے فصل ہے بیچ مضمضہ و استنشاق کے
اوپر وجہ مذکور کے کس واسطے کہ منہ اور ناک ہر ایک عضو علیحدہ ہے پس وظیفہ غسل کا ہر ایک بیچ جدا جدا

جیسا کہ تمامی اعضا کا ہے اور یہ بیچ حقیقت کی واسطے ترجیح حدیث فصل کے ہے ساتھ موافقت
اوسکی کے خاص قیاس کی تئین جیسا کہ قاعدہ مقرر ہے اصول فقہ مین تعلیل بیچ مقابلہ نص کے
جیسا کہ مخالف حکم کرے اور دلیل ہماری حدیث ابی داؤد وطبرانی کی ہے جیسا کہ شمنی لایا ہے کہ طلحہ بن
مصرف احلام ائمہ او ثقات تابعین سے ہے باپ دادا سے روایت کرتا ہے کہ رسول خدا نے وضو کیا
پس مضمضہ کیا تین بار پس استنشاق کیا تین بار اور لیا ہر بار آب جدید اور شافعیہ کہتے تھے کہ یہ حدیث
بہت اسناد سے ضعف رکھتی ہے کیونکہ دادا طلحہ کا مجہول ہے اور صحبت اوسکی ساتھ حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پایہ ثبوت نہین پہونچی انتہی جامع الاصول مین کہتے ہین کہ طلحہ بن مصرف اعلام
تابعین اور ثقات اونھونمین سے ہے دادا اوسکا کعب بن عمرو یا عمرو بن کعب ہے اور شمنی شرح نقایہ
مین کہتے ہین کہ بیہقی کتاب معرفت مین لایا ہے کہ عبد الرحمن بن مہدی کہ کبار ائمہ محدثین سے اور بیچ
درجہ مشائخ کی امام احمد بن حنبل رح کے ہے کہا کہ دادا طلحہ عمرو بن کعب کو خاص صحبت ہے اور بیچ سنن اپنی
کی یحیی بن معین سے لایا ہے کہ کہا محدث کہتے ہین کہ دادے نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا ہے اور اہلبیت طلحہ کہتے ہین کہ اوسکے تئین صحبت نہین انتہی اور جو انکی اہل نے تصریح کی ہو ساتھ
صحبت اوسکی کے مطلب ثابت ہو گی اور نہ جاننا اہلبیت اوسکے کا بیچ اوسکے قادح نہووے اور
ابن سعد بیچ طبقات حدیث کی باب مسح مین جد طلحہ سے لایا ہے بلفظ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے مسح پس ثابت ہوا کہ اوسکے تئین صحبت ہے کذا قال الشیخ ابن الہمام اور شمنی نے
فتاوی ظہیریہ سے نقل کیا ہے کہ نزدیک امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی جائز ہے کہ وصل کرین بیچ
مضمضہ اور استنشاق کی اور نزدیک امام شافعی رح کے فصل کرنا مضمضہ اور استنشاق کا آب جدید سے بھی
روا ہو گی اور جامع ترمذی مین کہتا ہے کہ شافعی رح نے کہا کہ مضمضہ اور استنشاق کو جمع نکیا اور اگر جدا
جدا کرین محبوب زیادہ ہے نزدیک ہمارے پس در حقیقت کسی طرح کا خلاف نرہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وضو ہرگز بے مضمضہ اور استنشاق کی نکرتے اور مضمضہ اور استنشاق سنت ہے وضو مین نزدیک
ائمہ کے تین بار اور فرض نزدیک امام احمد رح کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنشاق سیدھے ہاتھ سے
کرتے اور استنثار یعنے ناک چھینکنا بائین ہاتھ سے اور لیکن سر کے مسح مین اختلاف ہے موافق قدر
واجب کے اوسمین امام شافعی اور ایک جماعت ورا اوسکے ہے کہ واجب ہے اور وہ ایک چیز ہے کہ اطلاق کیا جاوے

اوپر اوس کے مسح اگرچہ ایک بال ہو اور ایک روایت مین تین بال ہو اور امام مالک اور ایک جماعت
اوپر اوس کے ہین کہ مسح تمام سر کا واجب ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے ربع سر اور مسح تمام سر کا سنت
ہے اور دلیلین ان مذاہب کی مذکور ہین اپنی جگہ پر اور شرح سفر السعادت مین بیچ استقصای اونکی کے
حتی الوسع تقصیر نہین کی گئی ہے اور بعضے علماء سے کہا ہے کہ انصاف مسئلہ مسح مین مالک کے ہاتھ ہے کذا
سمعت من شیخی علی بن جار اللہ مفتی الحرم الشریف رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم اور مسح تمام سر کا سنت ہے کیفیت
مسح کی وہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ پیش سر کے اور لیجاوے دونون ہاتھ طرف قفا کی اور پھر لوٹ کرے دونون
ہاتھ کے تئین تو پھر لاوے اوسی جگہ مین کہ ابتدا کیا گیا ہے اور سنت مسح سر مین بیچ مذہب امام اعظم کے ایک
بار ہے اور شمنی مختار حنفی ظہیریہ سے نقل کرتا ہے کہ تین بار مسح کرنا ہر بار آب جدید تو بدعت ہے اور امام شافعی
کہتے ہین مسح تمام سر کا تین بار آب جدید سے سنت ہے اور ایک روایت حماد مین ابی حنیفہ سے بھی آیا ہے اما تثلیث
مسح بماء واحد بیچ ہدایہ کے کہا ہے کہ وہ مشروع ہے اور مروی ہے امام ابی حنیفہ سے بیچ شرح ہدایہ کے
کہا کہ روایت حسن مین ہے کہ ابی حنیفہ سے کہ اگر مسح تین بار ایک پانی سے کرے مسنون ہووے اور مروی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ ہے کہ تکرار مسح کی نکرتے اور اکثر احادیث بیچ مطلق مسح کر آئی
ہین بلا تقیید عدد کے اور بعضے ساتھ مرتبہ واحد کے بھی آئی ہین اور جو کچھ ساتھ صحت کے پہونچا ہے
حدیثون سے یہ ہے اور بعضی حدیثون مین دو بار بھی واقع ہوا ہے اور یہ اوس معنی پر ہے کہ دونون ہاتھون
کو پیش سر سے طرف پیچھے سر کے لیجاوے اور پھر پس سر سے پیش سر لاوے اور بھی یہ حدیثین ضعیف ہین
الا تین بار مسح کرنا کسی حدیث مین صحیح نہین آیا ہے مگر وہ کہ واقع ہوا ہے کہ وضو کیا ایک ایک بار
اور دو دو بار اور تین تین بار اور وضو شامل غسل اور مسح کو ہے اور قول شافعی کا تثلیث مسح کی
ساتھ اس دلیل کے ہے اور قیاس مسح کا اوپر غسل کے ہے اور جواب اوسکا وہ ہے کہ وضو کرنا تین تین
مرتبہ کہ حدیث مین آیا ہے محتمل ہے اور روایات صحیحہ مین کہ عدم تکرار مسح مین آئی ہین بیان کیا
تثلیث مخصوص ہے ساتھ اعضاء مغسولہ کے اور بناء مسح اوپر تخفیف کے ہے پس قیاس اوسکا اوپر
غسل کے کہ دیکھے تو اوپر مبالغہ کے اور اوپر کمال اور اسباغ کے ہے قیاس ساتھ فرق کے ہو اور شیخ
ابن حجر نے شرح بخاری مین کہا کہ کسی طریق مین صحیحین سے ذکر عدد مسح کا نہین آیا اور اکثر علما اوپر
اسی کے ہین مگر شافعی کہ تثلیث مسح کے تئین مستحب رکھتا ہے اور ابو داود نے کہا کہ حدیثین عثمان

رضی اللہ عنہ کی کہ صحیح سے ہیں سب دلالت رکھتی ہیں کہ مسح سر کا ایک بار ہے اور ابو عبیدہ نے
مبالغہ کیا اور کہا کہ کسی سلف کو اسکے نہیں جانتا ہوں کہ طرف مستحب ہونے تثلیث مسح کے
گیا ہو مگر ابراہیم تیمی۔ لیکن اس قول میں نظر ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے انس اور عطاء وغیرہ سے
اسکو نقل کرتا ہے اور ابن خزیمہ وغیرہ نے حدیث عثمان میں تثلیث کو صحیح کیا ہے انتہی اور جامع الاصول
اور بیچ ایک روایت کے حدیث عثمان سے آیا ہے کہ انہیں مسح سر کا تین بار ذکر کیا ہے اور شیخ ابن
الہمام نے بیہقی سے نقل کیا کہ روایت کی گئی ہے بوجوہ غریبہ تکرار مسح عثمان رضی اللہ عنہ سے ولیکن وہ
بسبب اختلاف احادیث صحیحہ کے حجت نہیں ہے نزدیک اہل علم کے انتہی اور ترمذی و ابن ماجہ سے
آیا ہے کہ ثم مسح علی راسہ ثلثا و مسح علی اذنیہ ثلثا اور جو کچھ اس مقدمہ میں آیا اگر ساتھ صحت کے پہونچا ہو
ہو اور تکرار باب واحد کے نہ باب جدید کی کما قال فی الہدایہ اور آنحضرت مسح کان کا کرتے ظاہر اور
باطن یعنے باہر کان کے مسح کرتے اور بھی اندر کان کے اور واسطے مسح اندرونی کے پوروں انگلیوں کی
سوراخ گوش میں لاتے اور مسح کان کا آب جدید سے ہے نزدیک ائمہ ثلاثہ کے اور نزدیک امام ابو حنیفہ
کی ایک روایت میں امام احمد سے ساتھ بقیہ آب سر کے اور اکثر حدیثوں میں مسح سر اور اذنین کا
واقع ہوا ہے بلا تعرض ساتھ آب جدید کے اور ظاہر سیاق انکا یہی ہو اور اسکے وہ ہے ساتھ آب سر
لیکن بعض طرح روایت کی گئی ہے کہ لیا واسطے اذنین کے آب جدید جو ہے اور احتمال رکھتا ہے استیعاب
سر کے ہاتھ میں تری بوجہ مطابقت کی حدیثوں سے اور بالجملہ روایت مسح اذنین کی ساتھ آب سر کے اکثر اور
اشہر ہے اور بہت صحابہ عظام سے بطریق حقہ وارد ہوا کذا قال الشیخ ابن الہمام لیکن مسح حلقوم کا اکثر روایتوں
میں مطلق آیا ہے نہ ذکر عدد کی مگر بقیہ تنقیہ اور تنظیف کا الا بعضے قائل ہوئے ہیں تثلیث غسل کے بیچ اسکے کذا
فی الشرح ابن الہمام اور ایک روایت میں نسائی سے آیا ہے کہ دھویا دونوں پاؤں کو تین دوبار
اور بعض میں تین بار بھی آیا ہے اور بعضوں میں دھونا سیدھے پاؤں کا تین بار بعد اسکے دھویا بائیں
پاؤں کو تین بار ظاہر ہر وقت ایک طریق پر واقع ہوا واللہ اعلم اور تخلیل لحیہ میں عثمان اور عمار رضی
اللہ عنہما سے حدیث آئی ہے اور محدثین کو اختلاف ہے صحت اور ثبوت اسکے میں اور راجح طرف ثبوت کے
ہے اور وہ سنت ہے نزدیک امام ابی حنیفہ اور شافعی رحمہما اللہ کے اور نزدیک امام احمد کے بھی اور مذہب
معروف یہی ہے اور نزدیک بعضے ائمہ مذہب اسکے واجب ہے بوجہ حدیث انس کے کہ کہا تھا رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کہ جب وضو کرتے لیتے ایک چلو کبھی پانی سے اور لاتے اوسکو نیچے حنک کے اور
خلال کرتے ریش مبارک اپنی کو اور فرماتے بہذا امرنی ربی اور کیفیت خلال کرنے کی یہ ہے کہ
لاوے اونگلیون اپنی کو داڑھی کے نیچے سے طرف فوق جیسا کہ کہا شمنی نے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے
کہ ساتھ پانی جدید کے تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ ساتھ آب منہ کے ہے اور وقت اوسکا نزدیک بعضون کے
منہ کے ہے اور نزدیک امام محمد کے خبر دینے والا ہے کہ بوقت دھونے منہ کے کرے یا بوقت مسح سر کے
اور ابی داؤد کی حدیث ابن عمر سے آیا ہے کہ تھے آنحضرت جو وضو کرتے تھے کانون اپنے کو پستر
لاتے اونگلیون اپنی کو بیچ داڑھی مبارک کی اوسکے نیچے سے ولیکن خلال ہاتھ اور پانوون کی
اونگلیون کا کبھی کبھی کرتے کذا فی السفر السعادت اور وہ نزدیک امام ابی حنیفہ اور امام شافعی کے
سنت ہے اور نزدیک امام احمد کے خلال اونگلیون پیر کا مسنون ہے بخلاف کے اور بیچ ایک ہاتھ
کے ہے اور روایت مین مشہور سنت ہے اور ایک روایت مین نہین کس واسطے کہ کشادگی اونکی اونھون
کی ظاہر ہے تخلیل سے اور امام مالک نے تخلیل مخصوص ساتھ اصابع رجل کے رکھی ہے اور اوسکو
بھی کہا کہ اگر ترک کرے کچھ باک نہین ولیکن تخلیل پاک کی ہی خاص نفس کی تئین اور تخلیل اصابع رجل کے
ساتھ خنصر یعنے چھنگلیا کی کرے اور کہا ہے کس واسطے کہ خدمت ساتھ چھوٹون کے مناسب زیادہ ہے
اور کیفیت اوسکی وہ ہے کہ خلال کرنا ساتھ خنصر ہاتھ بائین کے ابتدا کرے خنصر پانوون دہنے سے اور
ختم کرے ساتھ خنصر پانوون بائین کے بجہت رعایت برکت کے اور اونگلیان دونون ہاتھونکو
باہر لانا اونگلیون مین ایک بیچ دوسرے کے اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ ہمیشگی اوپر اس کیفیت کے
کہ بیچ خلال کرنے اونگلیون پانوون کے کہا ہے معلوم نہین ہے والا پھرانا انگوٹھی کا اونگلی مین
ایک حدیث ضعیف کو وارد ہوا ہے اور مذہب حنفی مین اوسکو سنت ہے اور مستحب وضو سے رکھا ہے اور ابن الہمام
نے زاد الفقیر مین کہا ہے کہ تحریک انگوٹھی کی اگر کشادہ ہو سنت ہے اور اگر تنگ ہو پانی اوسکے نیچے پہونچانا
واجب ہے اور گردن کے مسح مین بھی ایک حدیث آئی ہے کہ فرمایا کہ جو کہ مسح کرے بیچ گردن کے ہمراہ سر کے نگاہ
رکھا جاوے گا غل روز قیامت سے اس حدیث کو بیچ سند الفردوس کے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور بیچ دوسری
روایت کی بھی آیا ہے کہ شمنی نے اوسکو تئین ذکر کیا ہے ولیکن کہتے ہین کہ سند اوسکی ضعیف ہے اور نزدیک ابی
حنیفہ کی مستحب ہے اور اختیار بعض شافعیہ کا اسی طرح پر ہے اور شیخ ابن الہمام نے واسطے ثبوت مستحب ہونے

اوس حدیث ترمذی کے اوایل بن حجر سے بھی لایا ہی کہ مسح علی راسه ثلثا ومسح اذنیه ثلثا وظاہر رقبته اور دوسری
حدیث لایا ہی کعب بن عمر یمامی سے ساتھ روایت ابو داؤد کی انه صلی الله علیه وآله وسلم مسح الرقبة مع الراس
اور کہا کہ نزدیک بعض کی بدعت ہی اور ہدایہ مین اوسکے تئین بیچ سنت اور مستحبات کی ذکر نہین کیا و لیکن
مسح حلقوم کا بدعت ہی ساتھ اتفاق کے اور گرانا پانی کا وضو مین اوپر ہاتھ آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
کے بیچ سفر اور حضر کے احیاناً ثابت ہوا ہی اور حدیثین صحیح اس باب مین آئی ہین اوس مین دلیل ہے
اوپر جواز استعانت مرد کی بغیر اپنے کے بیچ گرانے پانی کی اوپر ہاتھ کے سبب کراہیت کے اور احصار
آب کا بطریق ادا کے ہوگا و لیکن اس جگہہ سے جایز ہونا اعانت کا ساتھ مباشرت کے لازم نہین آتا ہے
اور وہ کہ بعضے آدمی بیچ وقت دھونے پاؤن کے ظروف کو اپنے ہاتھ مین لیتے ہین کچھ اصل نہین رکھتا
مگر قصد اونھون کا رعایت ادب کی ہی کہ تو پانی بہت گرایا نجاوے اور آنحضرت کے تئین کوئی رومال تھا
یعنے رومال کہ ساتھ اوسکے اعضا کو بعد وضو کے پاک کرتے اور چھوڑ دیتے اعضا کو خود خشک ہونے
اور مسح منہ کا ساتھ طرف ثوب کے بھی آیا ہی فائدہ اور حدیث عائشہ رضی الله عنہا کی ہی کہ کہا تھا خاص کر
آنحضرت کو ایک ٹکڑا کپڑے کا واسطے پونچھنے پانی کے کہ پونچھتے تھے اوس سے پانی کو بعد وضو کے لیکن ضعیف ہے
اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ حدیث دونون درباب مسح طرف ثوب کی بھی ضعیف ہی اور بعضون نے کہا ہے
کہ یہ دونون حدیث جامع ترمذی مین مذکور ہین اور اوسنے بھی تضعیف کی ہی اور کہا کہ آنحضرت صلی الله علیه
وآله وسلم سے اس باب مین کوئی چیز ساتھ صحت کی نہین پہونچی ہے اور کہا کہ ایک قوم اہل علم سے
صحابی اور تابعین وغیرہم سے بیچ اس مقدمے کے رخصت کی ہے اور بعضون نے مکروہ رکھا ہے
اور چھوڑتے ہین تو ویسے ہی خشک ہووے کہ سبب نورانیت اور ثقل میزان اعمال کا ہے اور روایت
کیا گیا ہے قول سعید بن المسیب سے اور زہری سے اور بعض کتب حنفیہ مین مذکور ہے کہ اگر بقصد تنزہ
اور تکبر کے نہو کراہیت نہین رکھتا اور بعض شروح مشکوۃ سے ازہار سے نقل کیا کہ مستحب ہی ترک
تنشیف کا کس واسطے کہ آنحضرت نے نہین کیا اور اگر تنشیف کرے مکروہ بھی نہین ہے اوپر قول صحیح
کے اور نزدیک بعضون کے مکروہ ہے اور جو حدیث کہ بیچ ذکرون وضو کے وارد ہوئین کوئی
چیز اوس سے ساتھ صحت کے نہین پہونچی بلکہ محدثین نے حکم ساتھ بنانے اوسکے کیا ہی
جیسا کہ صحیح ہوا وہ ہے کہ اول وضو مین بسم الله کہتے اور منقول سلف سے یہ قول ہے کہ

بسم اللہ العظیم الحمد اللہ علی دین الاسلام اور شیخ ابن الہمام نے شہادتین کو نزدیک غسل ہر عضو کے مستحباب سے گنا ہے اور بعضے علما غسل اعضاء وضو کے تئین ایک مواضع کے استحباب صلوات سے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنتے ہین اور نزدیک امام احمد کے ساتھہ اختیار جماعہ اصحاب اوسکے سے تسمیہ بیچ اول وضو کے واجب ہے اور شرط صحت وضو کی موافق قول آنحضرت کے لاصلواة لمن لاوضوء لمن لم یسم رواہ احمد وابوداؤد والحاکم عن ابی ہریرة اور بیچ آخر وضو کے کہتے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور بیچ حدیث صحیح کے آیا ہے کہ جو کوئی بعد وضو کے یہ کلمہ کہے کھولے جاوین اوسپر آٹھہ دروازے بہشت کے اور کہا جاوے چلا آ جس دروازے سے کہ چاہے تو اور بیچ بعضی حدیثون کی بعد شہادتین کی اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المطہرین بھی آیا اور بیچ بعضے کی سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور بیچ حدیث کے آیا کہ لکھا جاتا ہے بیچ پارہ کاغذ کے اور مہر کیجاتی ہے اوپر اوسکے اور کھولا نجاوے مگر بیچ روز قیامت کے لیکن پڑھنا سورة انا انزلنا کا جیسا کہ بیچ آدمیون کی مشہور ہے نہ بیچ سنن الہدی کے واسطے اوسکے اثر ضعف کا نقل کیا ہے ثابت نہین ہوا ہے واللہ اعلم فائدہ شیخ ابن الہمام نے بیچ شرح ہدایہ کے آداب وضو کے تئین جمع کر کے لکھا ہے ترک اسراف بیچ پانی کے اور کمی بیچ اوسکے اور ترک کلام ناس اور استعانت غیر سے موضع استنجا سے ساتھہ چھینٹے نے کے اور استیفاء آب وضو ساتھہ نفس اپنے کے مبادرت بستر عورت بعد استنجا کے اور اوتارنا اوس انگوٹھی کا کہ اوسمین نام خدا عزاسمہ کا یا نام پیغمبر صلعم کا بیچ حالت استنجا کی اور ہونا بدھنی کا سفال سے اور دھونا دستہ ابریق کا تین بار اور رکھنا اوسکا اوپر بائین ہاتھہ کے اور اگر بدھنا ہو کہ اعتراف کرتا ہے اوس سے طرف دہنے ہاتھہ کے رکھین اور نزدیک وضو رکھنا ہاتھہ کا اوپر دستہ کی وقت دھونے کے نہ اوپر بدھنی کے اور کرنا وضو کا پہلی وقت سے اور ذکر شہادتین نزدیک ہر عضو کے اور استقبال قبلہ بیچ وضو کے اور استصحاب نہین بیچ جمیع افعال کے اور خبردار ہونا کنجہاے چشم سے اور مسح گردن اور دھونا اوننون کا اور غافل نہونا اوس سے اور خبردار ہونا زیر انگشتری سے اور ذکر محفوظ نزدیک ہر عضو کے اور طپانچہ نہ مارنا اوپر منہ کے ساتھہ پانی کے اور پھیرنا ہاتھہ کا اوپر اعضاے مغسولہ کے اور آہستگی اور آرام کرنا بیچ غسل اعضا کے اور ملنا اوننون کا ہاتھہ سے خصوصاً بیچ جاڑون کے اور تجاوز کرنا حدود وجہہ کا

منہ کا اور دونوں ہاتھوں کا اور پاؤں کا اور تا یقین کیا گیا ہوا ور دھونا اونچون کا اور اطالت
غرہ اور پڑھنا دعا سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللہم اجعلنی
من التوابین واجعلنی من المتطہرین کا اور پینا بقیہ آب وضو کا کھڑے ہوکر سامنے قبلے کے اور اگرچہ تھوڑا
پیوسے تو بھی جایز ہے اور پڑھنا دو رکعت کا بعد وضو کے اور بھرنا بدہنے کا واسطے استعداد نماز
آیندہ کے اور نگاہ رکھنا کپڑوں کا تقاطر سے اور چھینکنا ناک کا بایئں ہاتھ سے نزدیک استنشاق کے
اور مکروہ ہے سیدھے ہاتھ سے اور اسی طرح مکروہ ہے ڈالنا بزاق کا بیچ پانی کے اور زیادہ تین بار سے
دھونا اعضا کا وضو کرنا آب گرم سے جو دھوپ سے گرم کیا ہوا اور اگر شک کرے بیچ بعض اعضا کے وضو پہلے
فراغ سے کرے جو کچھ کہ شک رکھتا ہے اوسمین اور اگر اول شک ہے ورنہ نہین اور اگر شک کیا بعد وضو
کے نہ کرے مطلقاً وصل بیچ مسح موزون کے جان کہ کتابون ائمہ حدیث کی کتابون ستہ وغیرہ سے
ساتھ روایت متعددہ اور طریقون مختلفہ کے آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر اور حضر مین
مسح موزے پر کرتے اور تصریح کی ہے ایک جماعت نے حافظون سے کہ حدیث مسح موزون کی
ساتھ تواتر کے ثابت ہوئی ہے کہ شک اور شبہے کو اوسمین راہ نہین اور بعضے علما نے روایت
اوسکے تئین جمع کیا اور اسّی سے درگذرے ہون اور عشرہ مبشرہ داخل اسکے ہے اور
کل سلف قایل ہین اوسکے کہ امام مالک ایک روایت سے نقل کرتے ہین کہ قایل نہین ہے ساتھ
اوسکے واسطے مقیم کے اور روایتین صحیحہ اوسکی سے مصرح ہین ساتھ جواز مطلق کے مشہور اوپر مقرر
نزدیک مالکیہ کے دو قول ہین ایک مطلقاً جواز اور دوسرا خاص مسافر کے تئین نہ مقیم کے تئین ہے
مقتضا جو کچھ کہ بیچ مدونہ کی ہے اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے ابن حاجب نے اور بعضوں نے کہا ہے
کہ توقف مالک کا بیچ مسح کے حال کے اقامت بیچ خاصہ نفس اپنے کے سبب الا اقوی اوپر جایز ہونے کے
تھا مثل اوسکے منقول ہے ابوایوب صحابی سے اور ظاہر مراد وہ ہی کہ وے بیچ حال اقامت کے
مسح کرتے تھے اور اخذ ساتھ عزیمت کے کرتے تھے بوجہ عدم وصول مشقت کے بیچ اس حال کے
نہ یہ کہ معتقد جواز اوسکی کے نہ تھے واللہ اعلم اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حکم
کیا مین نے مسح خفین کا تو نہ دیکھا مین نے بیچ اوسکے آثار اور اخبار مثل روشنی صبح کی اور امام احمد
نے فرمایا کہ سینتیس ۳۷ نفر صحابہ سے روایت کرتے ہین ساتھ مسح موزون کے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے اور ایک روایت مین فرمایا چالیس آدمیون نے صحابہ سے حدیث کی ہے مرفوعًا
اور موقوفًا ولیکن وہ کہ بعضون نے قراءت کو جر وبیچ دار جالکم حمل اوپر مسح کے کیا ہے اور قراءت
کو نصب کو اوپر غسل کے خالی ضعف سے نہین ہے کیونکہ مسح موزونکا معیا ساتھ کعبتین کے نہو وے ساتھ
اتفاق کے اور امام حسن بصری نے کہا کہ حدیث کی مجھکو اسّی تن نے اصحاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مسح کیا اوپر موزون کے اور بیچ ہدایہ کے کہتا ہے کہ اخبار بیچ مسح موزون کی مستفیض
اور مشہور ہے اور جو کہ اوسکے تئین اعتقاد نکرے مبتدی ہووے اور کرخی کہتا ہے ڈرتا ہوں مین کفر
کے تئین اوپر اوسکے مسح موزون کے تئین اعتقاد نکرے اور امام حنیفہ سے بھی مثل اسکے آیا ہے اور بیچ
عقائد اہل سنت وجماعت کی آیا ہے وترى المسح على الخفين اور مسح خفین کے تئین علامتون سنت اور جماعت
کی رکھی ہے اور بیچ اخبار صحیحہ کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ سفر اور حضر کے مسح
اوپر موزے کے فرماتے تھے اور مدت حضر ایک شبانہ روز فرمائی اور مدت سفر کی تین شبانہ روز جیسا
کہ روایت کی ہے مسلم نے حدیث علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے اور لفظ اسکا یہ ہے جعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المسح علی الخفین ثلثۃ ایام ولیالیھن للمسافر ویومًا ولیلۃ للمقیم اور مسح اوپر موزے
کے کرتے یعنی پشت پا پر جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا اور ابو داؤد نے بیچ سنن اپنی کے مرتضیٰ
علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ طریق متعدد کے لایا ہے کہ فرمایا اگر کار وبار دین کو واسطے حکم عقل
ہوتا انتہائے پاے کی اولی ہوتی ساتھ مسح کے اوپر اوسکے سے اور بتحقیق دیکھا مین نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ مسح کرتے اوپر ظاہر موزے کے اور صاحب سفر السعادت نے کہا کہ مسح
بیچ اسفل موزے کے ایک حدیث مین ضعیف وارد ہوا ہے جیسا کہ مغیر بن شعبہ سے حدیث ابو داؤد
اور ترمذی مین اور ابن ماجہ مین آیا کہا وضو کرایا مین نے پیغمبر خدا صلعم کو بیچ غزوۂ تبوک کی پس
مسح کیا اوپر اعلا خف اور اسفل اوسکے کے تئین اور یہ حدیث صحیح نہین ہے اور بیچ اکثر طرق حدیث مغیرہ
کے مطلق واقع ہوا کہ مسح اوپر موزون کے بے ذکر اعلا اور اسفل کے ہے اور نزدیک ترمذی
کے بعض طرق مین اور ابی داؤد اور احمد کے بیان علی ظاہر ہما بھی واقع ہوا اور نزدیک امام ابی حنیفہ
کے مسح اوپر ظاہر خف کے ہے اور مذہب امام احمد کا بھی یہی ہے اور نزدیک امام شافعی کے اور
امام مالک کی اوپر ظاہر خف کی فرض ہے اور اوپر پایان کے سنت اور جان کہ عالمون نے اختلاف کیا ہے

کہ مسح افضل ہے یا غسل ایک قوم اوپر اوسکی ہین کہ غسل افضل ہے کس واسطے کہ غسل عزیمت ہے اور مسح ساتھ رخصت کے اور لینا ساتھ عزیمت کے افضل ہے عمل سے ساتھ رخصت کے پس اگر پاؤن موزے سے نکالے اور دھووے افضل ہووے اور اوپر اوسکے اجر کیا گیا ہوا اور مختار صاحب ہدایہ کا بھی اسی پر ہے اور ایک جماعت کہتی ہین کہ مسح افضل ہے واسطے اظہار سنت اور رد اہل بدعت کے کہ منکر ہین اوسکی تئین خوارج اور روافض سے اور نزدیک اس جماعت کے اگر پاؤن کھلے ہون موزہ پہنین اور مسح کرین اور صواب وہ ہے کہ مسح اور غسل دونون مشروع اور برابر ہین اور کوئی ایک افضل اور ارجح دوسرے سے نہین ہے اور صاحب سفر السعادت نے کہا کہ آنحضرت کو بیچ مسح خفین اور غسل رجلین کے کوئی تکلیف نہووے بلکہ اگر حالت قصد وضو مین پاؤن مکشوف ہوتے غسل کرتے اور واسطے مسح کرنے کے موزہ نہ پہنتے اور اگر پاؤن بیچ موزے کے ہوتے مسح کرتے اور موزہ باہر نکرتے اور کہا احسن قول یہ ہے کہ موافق عادت نبوی کی ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل بیچ تیمم کے تیمم ثابت ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع اور خصایص اس امت سے ہے اور آنحضرت اوپر سب زمین کے کہ جہان ہے نماز پڑھتے اور خواہ پتھر اور خواہ خاک اور خواہ ریگ پر تیمم کرتے اور فرق درمیان خاک اور ریگ اور غیر اوسکے کے نکرتے اور شافعی مخصوص رکھتا ہے تیمم کو ساتھ خاک کے اور سوا اوسکے درست نرکھے اور ابو یوسف کہتا ہے سوا اوپر خاک اور ریگ کے درست نہووے اور مذہب ابو حنیفہ وہ ہے کہ تیمم جایز ہے اوپر خاک اور ریگ اور سنگ اور جو کہ جنس زمین سے ہے اور مراد ساتھ جنس زمین کے وہ ہووے کہ ساتھ آگ کے نہ گھلے اور خاکستر ہووے اور اوپر پتھر صاف کے کہ اصلا گرد اوپر اوسکے نرکھتا ہو نزدیک امام کے درست ہے اور بیچ حدیث ابی امامہ کی زمین واقع ہوئی اور بیچ حدیث حذیفہ کی تربت اور مٹی اور تیمم نزدیک ہمارے حکم وضو کا رکھے اور ساتھ ایک تیمم کی کئی نمازین پڑھ سکتا ہے جیسا کہ ساتھ وضو کی اور ظاہر کتاب اور سنت کا موافق اسکے ہے اور نزدیک شافعی کے تیمم کی طہارت ضروری ہے واسطے دفع حرج کے جیسا کہ طہارت صاحب عذر ہے اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ بیچ کسی حدیث کے صحیح نپایا مین نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے ہر ایک فریضے کے تیمم جدید کرتے اور ابتدا مشروعیت تیمم کے وہ ہے کہ بیچ بعضے غزوات عقد عایشہ کے گم ہوا تھا آنحضرت نے آدمی کے تیئن واسطے طلب اوسکی کے مقرر کیا اور توقف کیا تھا پس وقت نماز کا پہونچا اور ساتھ اوس قوم کے پانی نتھا کہ ساتھ اوسکے وضو کرین پس درشتی کی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اوپر عایشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے کہ حبس کیا تو نے

اور نگاہ رکھا تو سنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانون کو بغیر پانی کے پس نازل ہوئی آیت
تیمم کی اور کہا اسید بن حضیر نے کیا عجب ہے اوپر مسلمانون کے برکت تمہاری ای آل ابی بکر رحمت کرے تجھکو
خدا تعالی ای عائشہ رض نہین دیکھتا ہون مین تجھکو کہ صادر ہوا تجھسے کوئی امر اگرچہ بظاہر مکروہ جانین مگر وہ
کہ کی خدا تعالی نے بیچ اوسکے کشادگی اور کشادی خاص مسلمانون کی تئین اور بعد ایک ساعت کو اونٹ عقد
کو نیچے بوجھ کے پایا اور حکمت الٰہی نے خواہش وہ کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی چھپایا
اور بیچ کیفیت تیمم کے اختلاف ہی کہ تیمم دو ضربہ ہی یعنے دو بار ہاتھ مارنا ہی اوپر زمین کے ایکبار واسطے
منہ کی اور دوسری بار واسطے دو ہاتھون کی مرفقین تک اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور مالک و شافعی
اور مختار اور بعضی اصحاب امام احمد کا ہی اور قول علی مرتضی اور ابن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبد اللہ
بن عمر اور سفیان ثوری کا ہی اور بعضی اوپر اوسکے ہین کہ تیمم ایکبار ہاتھ مارنا ہی اوپر زمین کی اور اوپر
منہ کے دونون کفدست کا ملنا اور بیچ بعضی روایات کے ساتھ تقدیم ذکر منہ کے اوپر کفیہ کی ہو وے
اور بیچ بعضے کے اولٹا اور بیچ بعضے کے ساتھ تقدیم کفیہ کے اوپر منہ کے ہے اور یہ مذہب مشہور
امام احمد سے ہے قول قدیم امام شافعی اور محفوظ اور مختار کا مذہب وسکے سے اولی ہی اور منقول
مکحول اور اوزاعی اور اسحاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن خزیمہ سی اور منقول ہی مالک اور اصحاب
حدیث بجد ہین بیچ ترجیح مذہب دوسرے کے اور شیخ ابن حجر صحیح بخاری مین ترجیح احادیث اس
مذہب کی کرتا ہے اور بعضے اونھون سی احادیث مذہب اول کی تضعیف کرتے ہین اور حق وہ ہے
کہ حدیث التیمم ضربتان ضربۃ للذراعین الی المرفقین صحیح ہے اور کلام بیچ اس مقام کے بہت ہی بیچ
شرح سفر السعادت کے ذکر کیا گیا ہی اور بالجملہ احتیاط بیچ مذہب پہلے کے ہے **وصل** بیچ غسل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل بہ فتح دھونا اور بضمتین اور سکون سین نام اور غسل بالکسر شولی
مانند گل خطمی اور مانند اوسکے اور اغتسال غسل لانا غسول بفتح پانی غسل کا مغتسل کذلک اور جاے
غسل مغسل بکسر سین جگھہ مردہ دھونے کی غسالہ بالضم آبدست اور منہ دھویا یعنے مستعمل غسل مغسول
دھویا ہوا یہ معانی لغوی ان لفظون کے ہین اور حقیقت مین اغتسال کی بیچ شرع غسل تمامی اعضا ے
اور اجزاے پانی کے اوپر اوسکے اور اختلاف کیا ہے بیچ وجوب ذلک کے یعنے ملنا ساتھ ہاتھ
کے نزدیک اکثر علما کے واجب نہین اور مذہب ہمارا بھی یہی ہے اور نقل کیا گیا ہے مالک اور مزنی

سے کہ اصحاب شافعی سے ہین وجوب اوسکا اور اجماع کیا ہے اوپر عدم وجوب غسل کے درمیان دو جماع
کے لیکن وضو مستحب ہے اور نزدیک امام ابو یوسف کے مستحب نہین ہے اور ظاہر یہ واجب رکھا گیا جہت
حدیث سے اذا اتی احدکم اہلہ ثم اراد ان یعود فلیتوضأ بینہما وضوء رواہ مسلم کے اور بعضون نے گمان کیا
ہے اوسکے تئین اوپر وضو کے بمعنی لغوی اور کہا کہ مراد غسل فرج کے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کبھی طواف کرتے تھے اوپر عورتون اپنی کے ساتھ ایک غسل کے اور کبھی کبھی جدا جدا کرتے اور فرماتے
یہ پاک ہے اور طیب ہے اور طاہر ہے اور عائشہ رض سے آیا ہے کہ جو جنب ہوتے وہ حضرت اور چاہتے
کہ سو رہین وضو کرتے اور وضو نماز اور سو جاتے رواہ البخاری اور حضرت شیخ فرماتے ہین کہ یہ طہارت
سونے کی ہے اور جو شخص کہ جنب ہووے اور چاہے کہ سونے جاوے وضو کرے ساتھ طہارت کے خواب
مین گیا ہو انتہی اور بعضون نے تیمم کو بھی بجای وضو کے رکھا ہے اور ایک حدیث بھی عائشہ رض سے روایت کی
ہے واللہ اعلم اور ابتدا کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ وضو کے پہلے غسل سے اور بیچ
مسح کرنے سر کے بیچ اس وضو کے دو روایت آئی ہین اور افضل وہ ہے کہ وضو کامل کرے جیسا
کہ بیچ غیر حالت غسل کے کرتا اور نزدیک مالکیہ کے مسح کرے بیچ وضو غسل کے اور غسل سر کا کافی
ہے بیچ اوسکے اور بیچ تقدیم غسل پاؤن اور تاخیر اوسکی بھی اور روایت مین آیا اکثر وہ ہے کہ تاخیر
کرتا اور بعضی روایتون مین آیا کہ تاخیر کرتا تھا اور کہا ہے کہ تاخیر اوس صورت مین ہو کہ مکان غسل کا
پاک نہوتا اور تقدیم اوپر خواہش لطافت کے اور عادت شریف وہ تھی کہ بعد وضو کے لاتے تھے
او نگلیون کو پانی مین اور تخلیل کرتے تھے ساتھ اوسکے بن مو کے تئین پس اوس سے گرتا تھا
تین چلو پانی اوپر دونون ہاتھون کے پس اوس سے گرتا تھا پانی اوپر تمامہ بدن کے اور مراد
ایک بال سے سر کے بال سے ہے چنانچہ بیچ حدیث کے بھی معلوم ہوتا ہے اور بعضون نے
داڑھی کے بالون سے ارادہ کیا ہے یا بجہت اوسکے کہ اصول الشعر مطلق واقع ہوا ہی یا بالقیاس
داڑھی کے ساتھ سر کے اور بعضون نے کہا ہے کہ تخلیل بالون کی واجب نہین مگر وہ کہ بال الجھے
ہوئے ہون اس طور پر کہ پانی نہ پہونچ سکے یا بال نہ پہونچ سکین اور وضو کرنا بعد غسل کے کچھ ایسا
خلاف سنت ہے اور کاتب الحروف بھی کبھی بجہت احتمال ساتھ لمس ذکر بیچ غسل اعضا اور رعایت
مذہب شافعی کے احتیاطاً وضو کرتا ہے اور اگر یہ احتمال نہو حاجت نہین ہے اور پاک کرنا اعضا کا

ساتھ خرقے کے اختلاف ہے اور حدیث میمونہ مین آیا ہے کہ وہ رضی اللہ عنہا نے بعد غسل کے اون
حضرت کو کپڑا دیا کہ اوس سے پانی اعضا کا پونچھا پس نہ پکڑا وہ حضرت کپڑے کو اور اس جگہ سے لازم
نہین ہے کراہیت نشف کی شاید کہ عدم اخذ کا اور وجہ سے ہو کہ متعلق ساتھ کپڑے کے ہو کہ
حریر سے ہو یا میلا ہو یا تواضع کی بعضون نے کہا ہے مکروہ ہے کہ بیچ گرمیون کے اور مباح ہے
جاڑون مین اور گرانا پانی کا ہاتھ سے مکروہ نہین ہے اور یہ تمام بحث بیچ باب وضو کے گذری

نوع دوسری بیچ نماز آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان کہ نماز افضل اور اشرف
اور اتم اور اکمل عبادتون سے ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جعلت قرۃ عینی
فی الصلوۃ شادی اور مسرت اور چشم روشنی اور خوش دلی کہ آن حضرت صلعم بیچ گھر کے رکھتے اور
ذوق اور شہود کہ اس وقت مین پاتے بیچ کسی عبادت اور کسی وقت مین نہ پاتے اور قرۃ العین
کنایہ فرح اور سرور سے ہے اور دریافت مقصود اور نور کا ساتھ عیب کے ہے مشتق قر سے بفتح
قاف بمعنی قرار اور ثبات کس واسطے انکھین نظارہ محبوب سے قرار پاتی ہین اور آرام پکڑتی ہین اور دوسری
جگہ نہ دیکھین اور حالت سرور اور خوشحالی مین ساکن اور برقرار ہون اور سایہ نظر کرنے کے اوپر غیر
محبوب کے پریشان اور ہر طرف نگران اور حال حزن و خوف مین گردان اور لرزان ہووے
تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت دلیل وہ ہے یا مشتق قر سے بضم قاف بمعنی
سردی کے ہے اور سردی انکھہ کی نعمت اوسکی مین بیچ دیدار محبوب کے ہووے اور گرمی
اور سوزش بیچ دیکھنے اعدا کے و لہذا ولد کے تئین قرۃ العین پڑھتے ہین اور کہا ہے
کہ الصلوٰۃ معراج المومن مراد مومن سے ذات پاک آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے
اور ہر مومن کو بطفیل اور پیروی اوسکی کے موافق ایمان کے بہرہ اس مقام سے حاصل ہے
اور شرعیت التحیات مین اشارت اور دلالت ساتھ حاصل ہونے اس مقام کے واقع ہوئی ہے
اور بیچ نماز کے ظاہر اور باطن اور قلب اور جوارح سب درگاہ قرب اور عزت حق سبحانہ تعالے
کے متوجہ اور مشغول ہین اور پروردگار تعالی نے جمع کیا ہے اور مصلیون کو ہر رکعت مین جو کچھ
متفرق کیا ہے خاص کر تمامہ ملائکہ کو کیونکہ مروی ہے کہ حق سبحانہ کے تئین فرشتے ہین کہ ہمیشہ
رکوع مین ہین اور جس وقت سے کہ پیدا کیا ہے اونکو سر نہین اوٹھاتے ہین رکوع سے تا روز قیامت

بلکہ ابتک اور اسی طرح سجود اور قیام اور قرأت اور قعود جمع ہوا ہے بیچ نماز کے عبادات و عبودیات سے جو کچھ جمع نہین ہوا سوائے اوسکے طہارت اور صحت اور استقبال اور استفتاح اور تکبیرات اور قرأت اور قیام اور رکوع اور سجود اور تسبیح اور دعا اور توجہ اور حضور اور خشوع اور خضوع سے کہ ہر ایک اوس سے ایک عبادت ہے تنہا چہ جا کہ جمعیت اور ساتھ اس جمعیت کے نماز مشابہ ہے اور حقیقت محمدیہ سے ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جامع جمیع شیونات کا اور تمامی برکات اور کمالات کا ہے اور ساتھ اس علاقہ اور مناسبت کے قرۃ العین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہووے اور فرمایا رب العزت نے تبارک و تعالے و تقدس خاص کر حبیب ساتھ حبیب اپنے کے تئین

قل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوۃ اور فرمایا امر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا اور بیچ قول حق تعالے کے واصطبر علیہا اشارت ہے اوس سے نماز مین وہ تکلیف ہے نفس بشر کو کہ شاق ہے اوپر کس واسطے کہ آتی ہین بیچ اوقات کے لذتین اور شہوات اور شغل بندون کے تئین پس طلب کرتا ہے حق تعالے اونھون سے باہر آنا اون سبھون سے اور قیام درگاہ اوسکی بین اور فراغ ماسوی سے وہ اللہ تعالے اس واسطے فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوۃ اور گردانا صبر اور صلوۃ کا نزدیک ساتھ اشارت کی ہے ساتھ اوسکے کہ صلوۃ محتاج ہے ساتھ انواع صبر کے صبر ہے ساتھ ملازمت کے اور مراقبت وقت کے اور صبر اوپر قیام کے ساتھ واجبات اور مسنونات اور آداب اور صبر منع قلوب کا بیچ اوسکے غفلتون اور مہربانیون سے اور اس جہت سے فرمایا انہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین اور فرضیت نماز بیچ شب معراج کے ہے کہ پہلے پچاس کا حکم ہوا تھا بعد ازان پچاس سے پانچ آئین اور فرمان ہوا کہ یہ پانچ موافق حکم پچاس کے ہین کہ تبدیل نہین پایا ہے قول نزدیک ہمارے تعین اوقات صلواۃ خمسہ بین مقرر ہونا وقت نماز کا بعد رجوع ہونے اوس سرور کے ہے معراج سے بیچ مواہب کے محمد بن اسحاق سے لایا ہے کہ جو صبح کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات سے کہ معراج کی گئی آئے اونکے پاس جبرئیل اور تعلیم کی وقتون کے تئین اور بعضے گمان لے گئے ہین کہ بعد ہجرت سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ پہلے ہجرت سے ہے ساتھ بیان جبرئیل سے اور بعد اسکے آنحضرت کے بیان سے بہر تقدیر آئے جبرئیل

وقت ظہر کے دور فرمائی ورپے پس حکم کیا آنحضرت نے کہ ندا کی گئی ساتھ صلوٰۃ کے جامعہ پس جمع ہوئے صحابہ اور امامت کی جبرئیل نے پہلے بیچ اول وقت کے پس ادا کی ظہر کے تئین زوال قبول کیا آفتاب کی پھر امامت کی اور ادا کیا نماز عصر کو اوس وقت مین کہ سایہ کسی شخص مثل اوسکی ہوا اور ادا کیا مغرب کو بیچ وقت غروب آفتاب کی اور ادا کی نماز عشا کی اوس وقت مین غروب کیا شفق نے اور ادا کیا نماز کو صبح کی وقت پو پھٹنے کے اور دوسرے روز پھر آئے اور امامت کی اور ادا کیا ظہر کو بیچ وقت بلوغ سایہ شی کے مثل اوسکے کے اور ادا کیا عصر کو بوقت بلوغ سایہ مثلین کے اور ادا کیا مغرب کو بوقت غروب آفتاب کے یہان دونون روز ایک وقت ادا کین عشا کو ثلث رات تک یا نصف رات تک اور ادا کیا فجر کو جس وقت کہ ممتد ہوا اور ایک روایت مین وقت اسفار مین اسفار بالکسر روشن ہونا اور وہ روشنی جس سے شمار صبح کا کرین بعد اوسکے کہا جبرئیل نے یا محمدؐ یہ وقت انبیاؤن کا ہے کہ جو تم سے پہلے تھے اور وقت نماز ما بین ان دونون وقت کے ہے پوشیدہ نرہے کہ فضیلت بیچ تعجیل نماز کے اور مبادرت ساتھ اوسکے نزدیک آئی اور نکرنا کسل اوس مین اور تاخیر آخر وقت تک کلام نہین لیکن یہ بیچ غیر اوس نماز کے ہوگا کہ تاخیر اوسمین مستحب ہے جیسا کہ اسفار فجر اور ابراد ظہر اور تاخیر عشا اور سوا اوسکی تاخیر واسطے تکمیل نماز اور تتمیم کے ثواب ہووے اور شافعیہ مین نماز ادا کرنا اول وقت مین علی الاطلاق تمامی نمازونمین بیچ اول نقطہ کے جیسا کہ متعارف ہے درمیان انکے افضل کہتے ہین اور سنت شمار کرتے ہین بلا تمیز اور تفصیل کہ واجب ہے رعایت اوسکی کرنا اور ابراد ظہر جائز دن مین کہ حدیثون مین حکم ساتھ اوسکے واقع ہوا اور بیچ تاکید مبالغے کی اوسمین ہوئی اور نزدیک انکے رخصت ہے اور بعض اونھون سے ابراد کو گمان اوپر زوال کے کرین اور یہ تاویل نہایت بعید کی ہے اور زوال خود اول وقت ہی نعم مگر توقیت ظہر ساتھ بلوغ کے مثل سایہ شخص کے احوط ہے جیسا کہ مذہب دونون اماموں کا ہے اور نزدیک بعض کے مفتے یہ مذہب امام ابو حنیفہ سے بھی یہی ہے اور عصر کو یہ لوگ اوس وقت مین پڑھتے ہین کہ ربع دن باقی رہے اور اسی طرح گمان کرین اسفار کو اوپر طلوع فجر کے اور یہ بھی معقولیت نہین رکھتی مثل اوسکے جو کہا گیا بیچ ابراد ظہر کے اور مبالغہ بیچ تاخیر عشا کے نہایت وارد ہے کہ اصلا قابل تعجیل نہین ہے لیکن تعجیل نماز مغرب مین بیچ اول وقت کے متفق علیہ ہے کہ کسی شخص کو اوس مین خلاف نہین تھے

اور نماز عصر کو جب تک کہ آفتاب بلند اور روشن اور تابان رہے پڑھنا چاہئے نہ پہر دن باقی رہے کہ
سائیہ مثلثہ ہوا اور وہ حدیثین کہ تمسک کیا ہے ساتھ اوسکے اوپر اپنے مذہب کے دلالت نہین رکھتی ہین
اوپر اوسکے ایک وہ کہ نماز عصر پڑھتے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعد نماز پڑھنے کے جاتے
ایک شخص مدینے سے طرف اسباب کے اور جاے قیام اپنی کے انتہاے آبادانی مدینے کے رکھتا تھا
اور ابھی تک آفتاب زندہ تھا کنایت ہے گرمی اور صفاء رنگ اوسکے سے یعنی تغیر اور زردی
سے اور کہتے ہین کہ یہ وقت ہوپہنچنے سایہ کا ساتھ مثلثہ کے نہین رہتا ہے اور یہ بات محل بحث
کا ہے اور دوسری حدیث مین بھی نزدیک ساتھ مضمون اس حدیث کے آیا ہے کہ پڑھتے آنحضرت
عصر کے تئین آفتاب بلند اور روشن ہو پس جاتا تھا جانے والا طرف عوالی مدینہ کے اور آفتاب
بلند رہتا یعنے بالاے افق تھا اور غروب نہوا تھا فافہم اور بعضے عوالی مدینہ بہ مسافت
چار میل یا مانند اوسکے ہے اس حدیث مین مبالغہ تھوڑا زیادہ حدیث سابق سے کیا گیا
ہے لیکن معلوم نہوا کہ کس طرف کو عوالی سے جاتا تھا ساتھ اوس جگہ کے کہ چار میل ہے
یا کمتر اوس سے اور سوار جاتا تھا یا پیادہ اور تیز جاتا تھا یا آہستہ اور جانے والا توانا تھا
یا ضعیف بہر طور تین چار میل تین چار گھڑی مین بلا تکلف جا سکتا ہے نہ ایسا کہ مذہب انکا ہے
کہ پہر دن مین پڑھتے ہین اور سایہ مثلثہ ہوتا ہے اور دوسری حدیث مین آیا کہ ادا کرتے
تھے ہم عصر کو ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بعد نماز کے ذبح کئے جاتے
اونٹ اور دس ٹکڑے ہوتا اور پکایا جاتا کھاتا مین گوشت گلا ہوا پہلے غروب آفتاب سے
اس حدیث سے ایک طرح کی تعجیل مفہوم ہوتی ہے کہ نزدیک مذہب ایمہ کے ہے اور
شاید کہ بعض وقت مین بسبب اور تقریب کے کیا ہو دلالت اوسکی اوپر ہمیشگی اور مداومت
کے مسلم نہین ہے بوجہ وقوع اوسکے بیچ بعض مواضع کے کہ اصلا ہمیشگی اور مداومت ثبوت
نہین رکھتا اور محقق حنیفہ شیخ کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر نماز عصر کو تغیر
آفتاب سے پہلے ادا کرین ممکن ہے باقی وقت سے غروب تک اوسکے مثل اس عمل کے
اور جو آدمی کہ مشاہدہ کرے پکانے والوں سے یا دونوں کام پکانا ساتھ رؤسا اپنے کے
سفر مین بعید نہین رکھتا اس بات کو یعنے جماعت کثیر ہوں کہ تھوڑی ذبح کرین اور ٹکڑے

کرین اور جماعت دوسری ساتھ ارادہ اس باب پکانے کے مثل آگ اور اوسکے لازمے سے کے
اہتمام کرین اور ہر شخص ایک کام اپنے ذمے لیتا جوش دینا ایک ونٹ کا اور گلا ؟؟ اوسکا کس قدر
کام ہے کہ اس مقدار مین وقت سے ہاتھہ نہ آوے اور تمسک بقول حق سبحانہ تعالے الیٰ وسارعوا
الی مغفرۃ من ربکم جواب اوسکا وہ ہے کہ مسارعت اس طرح پر چاہئے کہ موافق حق کے ہووے
اور اوس جگہہ مین کہ تاخیر اوس مین مستحب ہووے جیسا کہ ابراد ظہر جاڑون کا اور اسفار صبح کا اور
تاخیر عشا کی کہ احادیث صحیحہ مین حکم اوسپر اور مبالغہ اوس مین وارد ہوا ہے اور علماء مذہب کہتے
ہین کہ تاخیر عصر مین تکثیر نوافل کی ہے بوجہہ کراہیت تنفل کے بعد عصر سے اور تکثیر نوافل کی افضل
ہے اداکرنا اول وقت مین کذا قال السغناقی فی المبسوطین اور بالجملہ ہمارے مذہب مین تاخیر عصر
کی افضل ہے نہونے تغیر آفتاب تک کہ بلند اور روشن اور تابان ہو جیسا کہ کہا گیا اور حدیث
ابن مسعود کی دلالت رکھتی ہے اوسپر کہ کہا پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر
کے تئین اوس حال مین کہ آفتاب سفید اور پاک تھا مقصود اوس رضی اللہ عنہ کا بیان تاخیر عصر کا ہے
ہونے تغیر آفتاب تک اور حدیث جابر مین آیا ہے کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نماز عصر کو اوس وقت مین کہ آفتاب روشن تھا بلے ذکر رجوع اور ساتھہ رحل کے اور امثال اوسکی
کے پس معلوم ہوا کہ وہ تعجیل جو تھی بعض اوقات مین تھی اور شیخ ابن الہمام حدیثین تاخیر عصر مین لایا
اور کہا نزدیک ہمارے تعارض نہین ہے درمیان اس حدیث کے اور جو کچھ کہ روایت کی گئی ہے
تعجیل سے جیسا کہ معلوم ہوا اور کہا کہ عصر کو اس جہت سے عصر کہا کہ اعتصار کیا جاتا ہے یعنے نچوڑا جاتا
ہے بیچ اوسکے وقت اور امام احمد حنبل سے لایا کہ فرمایا کہ افضل بیچ عصر کے بیچ غیر روز کے تعجیل ہے
اور دلیل تاخیر سے ایک حدیث ہے کہ بخاری اپنی صحیح مین لایا کہ فرمایا آن حضرت صلعم نے اصحاب
سے کہ حال اور مثل تمہارا نسبت رکھتا ہے ساتھہ حال اور مثل اوس شخص کے کہ تم سے پہلے تھا یہود
اور نصاری سے مثل اوس مرد کے ہے کہ تین مزدور لئے ایک کو ایک درہم اجرت کا مقرر کیا کہ صبح
سے پیشین تک کام کرے دوسرے کو بھی ایک درہم پیشین سے دوسری نماز تک تیسرے کو دو درہم
دوسری نماز سے شام تک جو وقت مزدوری دینے کا ہوا دیا ہر ایک کو جو کچھ اقرار کیا تھا پس
کہا اون مزدورون نے کہ صبح سے پیشین تک اور پیشین سے دوسری نماز تک کام کیا ہوا

جو کام ہمارا زیادہ اور اجرت کمتر اور دوسرے مزدور کا کام کم اور مزدوری زیادہ کہا مین نے جو کچھ کہا تھا اور اقرار کیا تھا تمکو دیا باقی مہربانی میری ہے جسکو چاہون دون مین تمکو کیا پس فرمایا پہلی مثال یہود کی ہے کہ مدت عمر انکی سب سے دراز ہو اور عمل انکے بہت اور دوسری مثال نصاری کی اور تیسری مثال تمہارے حال کی کہ عمرین نہایت کوتاہ اور عمل کمتر اور اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وقت فاصل درمیان صبح اور پیشین کے اور پیشین سے دوسری تک بیشتر وقتون درمیان دوسری نماز اور شام کے ہے اور آیات قرآنی مثل فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وغروبہا واذکر ربک بکرۃ واصیلا سے کہ اشارت طرف وقت نماز فجر اور عصر کے رکھی ہے ہتیناس ساتھ مقصد کے چاہیئے پکڑنا ہتیناس کے معنی عادت پکڑنے کے ہے اور کلام مقام اوقات نماز اور تعجیل اور تاخیر اوسکی مین شرح مشکوۃ مین اوس سے زیادہ واقع ہوا ہے اور اس کتاب مین اسی قدر قصر کیا گیا واللہ اعلم تنبیہ سابق مین بیچ حدیث امامت جبرئیل کے گذرا کہ ندا کی گئی واسطے صلوۃ جامعہ کے اور یہ قبل شرعیت اذان سے مدینے مین رسم تھی سنہ اولی مین ہجرت سے اور بعضے کہتے ہین سنہ ثانیہ مین اور مشہور وہ ہے کہ مسلمانون نے مشورت کی اوس وقت کے مقرر کرنے مین کہ جمع ہون اہل اوس مین واسطے نماز کے پس بعضون نے کہا کہ ناقوس بجانا چاہیئے جیسا کہ نصاری واسطے نماز کے بجاتے ہین اور بعضون نے کہا مثل قرن یہود کے اور بعضون نے کہا کہ آگ جلانا چاہیئے بلند جگہہ مین پس ناپسند رکھین یہ چیزین اور عبداللہ بن زید عبدربہ نے کہ اوسکو صاحب الاذان کہتے ہین خواب مین دیکھا کہ ایک مرد آسمان سے نیچے آیا اور اوسکے ہاتھہ مین ناقوس ہے عبداللہ بن زید نے کہا اے بندہ خدا اس ناقوس کو بیچتا ہے کہا کیا کام کرے گا تو اس ناقوس سے کہا اسکو بجاؤنگا کہ آواز اسکی سنکر لوگ واسطے نماز کے آوین کہا اوس نے کہ مین تجھے ایک چیز سکھاؤن اس سے بہتر پس کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آخر اذان تک موافق کیفیت مخصوص کے اور اسی طرح اقامت جب صبح ہوئی یہ خواب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا انہا کیا ساتھہ حق کے انشاءاللہ جا اور القا کر اوپر بلال رضی اللہ عنہ کے کہ آواز اوسکی بلند تر اور نرم اور شیرین تر ہے اور جب سنی عمر نے اذان بلال کی دوڑا آیا جیسا کہ کھینچتا تھا ردا اپنی کو اور کہا یا رسول اللہ دیکھا مین نے بھی اوسی طرح جیسا کہ دکھایا گیا عبداللہ بن زید کو فرمایا

آن حضرت نے فلللہ الحمد پس اگر ایسا ہے خاص خدا کو ہے حمد اوپر توافق ان دونون رویت کے
یا ساتھ رویت تیری کی کہ آگے حق کے الہام کیا گیا اور نطق کیا گیا ساتھ صدق اور صواب کی ہے
تو اور بعضون نے کہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے بھی دیکھا اور امام غزالی نے بیچ وسط کے کہا کہ
دس صحابی نے اور بعضون نے کہا ہے کہ چودہ صحابی نے دیکھا کہ سات اونمین سے انصار تھے
اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ حضور مین آئے کہ خبر کرین آپ نے فرمایا قد سبق
بذلک الوحی اور حدیث مین ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم معراج پر گئے اور سراپردہ عزت تک پہونچے کہ محل خاص حق سبحانہ تعالی کا تھا ایک فرشتہ
وہان سے نکلا حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے جبرئیل نے کہا
کہ قسم اوس خدا کی کہ جسنے تمکو طرف حق کے بھیجا مین نزدیکترین خلقت سے ہون درگاہ خدا مین
نہین دیکھا مین نے اس فرشتے کو اوس وقت سے کہ پیدا کیا گیا ہو نمین سوائے اس ساعت
کے پس کہا اوس فرشتے نے اللہ اکبر اللہ اکبر پس پردۂ جلال سے آواز آئی کہ سچ کہا میرے بندے
نے اللہ اکبر اور ذکر کیا باقی کلمات اذان کے تیئن اور تحقیق یہ کہ آن حضرت صلعم نے شب معراج
مین کلمات اذان کو سنا لیکن حکم ہوا کہ آن کلمون کو واسطے نماز کے کہین اور آن حضرت ؑ
مکے مین بے اذان نماز پڑھتے تھے جب مدینے مین آئے اور اس باب مین اصحاب سے
مشورت کی اور بعضے اصحابون نے اذان کو خواب مین سنا پس وحی آئی کہ اون کلمون کو کہ
آسمان پر سنا تھا زمین پر سنت اذان کی ہو واللہ اعلم اور اختلاف ہے عالمون کو کہ آنحضرت ؐ
نے خود بنفس نفیس اذان کہی ہے یا نہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک دن حضرت ؐ
ایک سفر مین تھے اور آپ اور صحابہ سب سوار تھے اور اوپر پانی مینہہ کا اور نیچے کیچڑا در مجال
نیچے اوترنے کی بوجھہ مینہہ اور کیچڑ کے کہ اوس مقام پر تھی دشوار پس آن حضرت نے اذان
کہی اور سبھون نے گھورون پر نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اذان کہنے
سے اس جگھہ حکم کرنا ہے اوپر اوسکے بطریق مجاز کے اور بیچ روایت احمد اور دار قطنی
کے تصریح بھی آئی ہے کہ حکم کیا آن حضرت نے ساتھہ اذان کے اور ہدایہ مین امام ابو یوسف
سے نقل کرتے ہین کہ کہا دیکھا مین نے ابو حنیفہ رح کو کہ کہی اذان بیچ وقت مغرب کے اور بیٹھا بعد اوس کے

اور نہایہ مین شمس الائمہ سے نقل کیا ہے کہ کہا بعد از نقل قول ابی یوسف رح کے بیچ اسکے
یہ اشارہ ہے کہ امام ابو حنیفہ مباشرت کرتے تھے اذان اور اقامت کے تیئن ساتھ نفس خود کے
اور ظاہر کلام سغنانی سے وہ ہے کہ امامت بھی خود کرتے تھے اور کہا احسن وہ ہے کہ موذن عالم ہو
اور امام بیچ نماز کے بخلاف اوسکے جو کچھ متاخرین کہتے ہین کہ احسن وہ ہے کہ امام تفویض کرے
اذان اور اقامت کے تیئن بغیر اپنے کس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباشرت
نہین کرتے تھے بنفس نفیس خود اذان اور اقامت کو ساتھ امامت کے اور شمس الائمہ نے کہا ایسا ہی
ہے بیچ حق آن حضرت صلعم کے لیکن ہمارے حق مین اذان امام کی اپنی ذات سے اولی ہے کیونکہ
موذن بلاتا ہے آدمیون کو طرف خدا کے پس جو شخص کہ ہو درجہ اوسکا اعلی اور برتر ہو اذان کہنے
سے اور کہا حضرت صلعم نے بھی بعض اوقات اذان کہی جیسا کہ روایت کیا ہے عقبہ بن عامر نے
کہا تھا مین ہمراہ آن حضرت کے ایک سفر مین اور جو وقت زوال کا ہوا اذان کہی اور اقامت
کی اور ادا کی نماز ظہر یہ کلام نہایہ کا ہے پوشیدہ نہ ہے کہ سنت مستمرہ آن حضرت کی یہی ہے کہ
معلوم ہے اور قول اوسکا خاص اذان واقامت کے لئے ایک بار بیچ ایک سفر کے ہے
کہ کہتے ہین بھی ساتھ اول کے ہے اور ظاہر وہ ہے کہ وقوع اوسکا امام ابی حنیفہ سے دائمی نہ تھا
اور جو کچھ منقول ہے یہی بیچ نماز مغرب کے ہے کہ احیاناً واقع ہوا اور بعضی روایتون مین آیا ہے
کہ امام ابو حنیفہ کبھی امام ابو یوسف کو امام کرتے مگر یہ اوس جگہ ہوگا اور کیا صورت رکھتا ہے
کہ بیٹا بڑے امام ہمیشہ یا اکثر برخلاف سنت مستمرہ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل
کرتا ہو اور جو بیان کہ صاحب نہایہ نے کیا ضعیف ہے کیونکہ اس طرح چاہئے ہمیشہ عادت
رسول کی کہ اصل داعی الی الہدا ہے دائمی تھا اوپر اوسکے ہان در اصل جواز درمیان اذان اور
اقامت کے کلام نہین اگرچہ بعضی سنین دوسری کہ قیام امام اور قوم نزدیک حی علی الصلوۃ کے
اور شروع بیچ نیت کے نزدیک قامت الصلوۃ کے فوت ہوتا ہے اس واسطے اختلاف کیا
ہے علما نے بعضون کے نزدیک مکروہ ہے اور نزدیک بعض کے خلاف اولی اور بعضون نے
کہا ہے مستحب ہے اور تصحیح کیا ہے اس قول کو نووی نے شافعیہ سے اور شمس الائمہ نے حنیفہ سے اور سا تھ
صحت کی پہونچا ہے عمر بن الخطاب سے کہ کہا کہ اگر اذان کہنا ساتھ خلافت کی جمع ہوتا اذان کہتا مین

کذا فی فتح الباری اور اگر قصہ اذان کہنے آنحضرتؐ کا کہ مذکور ہوا ساتھ صحت کے پہونچے ثبوت
جمع میان اذان اور اقامت کے بیکراہیت اگر اوسکو بھی محمول اوپر بیان جواز کے رکھین اور
کہا ہے کہ شارع سے فعل مکروہ واسطے بیان اصل جواز کے جائز ہے واللہ اعلم وصل
بیچ افتتاح نماز آنحضرتؐ کے حدیث مین آیا ہے کہ جو رسول خدا واسطے نماز کے کھڑے ہوتے
فرماتے اللہ اکبر اور قبل تکبیر کے نیت زبان سے کہتے او نفظ مروی نہین ہے اور محدثین کہتے ہین
کہ نیت زبان سے کہنا بدعت ہی اور مکروہ ہے اوسکو آنحضرتؐ اور نہ کوئی اصحاب اونکا کرتا اور
مواہب مین ابن القیم سے روایت کی ہے کہ کہا ہے ایسا ہے کہ روایت نہین کی ہے آنحضرتؐ
صلعم سے کسی نے باسناد صحیح اور نہ ضعیف اور نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ کسی صحابہ سے اور مستحب نہین
کیا ہے اوسکو کسی نے تابعین سے اور نہ ائمہ اربعہ سے انتہی اور فقہا اختلاف رکھتے ہین تلفظ ساتھ
نیت کے بعضے اوسپر ہین کہ بدعت ہی کس واسطے کہ منقول نہین ہے فعل اوسکا اور بعضے کہتے ہین
مستحب ہی کیونکہ وہ عون ہے استحضار نیت قلبی کا اور سبب جمع ہے درمیان عبادت لسانی اور
قلبی کے اور قواعد شرع اور ضرورت عقل سے معلوم ہوا ہے کہ اگر دل ساتھ زبان کے اتفاق کرے
استوار اور کامل ہوا اور یہ بات بمقابل نیت اور قیاس اوپر تسبیح اور تسبیحات رکوع اور سجود کے فاسد
ہے اور قیاس بمقابل نص ہے کما لا یخفی اور بیچ تکبیرین دونون ہاتھ اوٹھاتے بیچ اکثر حدیثون کے
ایسا ہی واقع ہوا ہے اور مذہب ابی یوسف اور مختار جماعت فقہائے حنفیہ سے منقول قاضیخان
اور طحاوی کے یہ ہے اور کہتے ہین کہ رفع سنت تکبیر ہے بیچ نزدیکی ہوا وسکے تئین اور بعض حدیثون
مین تاخیر تکبیر رفع یدین سے بھی آئی ہے اور مذہب امام ابی حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے
اور کل مشائخ اسپر ہین اور ہدایہ مین اسکو نہایت صحیح کہا اور کہتے ہین کہ رفع یدین مین نفی کبریائی
ہے سوائے حق جل جلالہ کے اور تکبیر مین اثبات کبریائی خاص اوس سبحانہ کی ہے اور نفی اثبات پر
مقدم ہو جیسا کہ بیچ لا الہ الا اللہ کے اور شرح ابن الہمام مین اس جگہہ مین تیسرا قول بھی نقل کیا ہے
اور وہ تقدیم تکبیر ہے رفع پر اور ایک حدیث بیہقی سے سنن کبری مین انس سے بھی موافق اسکے
لایا ہے پس مجموع تین قول ہین اور جائز ہے کہ سب وہ فعل اوس حضرتؐ کے ہون اوقات
متعددہ مین واللہ اعلم اور ہاتھ اوٹھانے مین اکثر برابر کان کی ہوجاتے تھے اور کبھی کاندھون تک پہلا انگ

ابو حنیفہ کا ہے اور مروی ہے احمد بن حنبل سے اور تمسک انکا بیچ حدیث وایل بن حجر کے ہے کہ
مسلم اور ابو داؤد نے روایۃ کی ہے اور وہ مراد مذہب شافعی اور مالک کا اور احمد سے بھی روایت
ہے اور وہ بھی [illegible] ہے اور حدیث ابی حمید ساعدی کی کہ درمیان جماعت
کے صحابہ سے کہا کہ میں زیادہ تر حافظ تمہارا ہون نماز پیغمبر صلعم کے تئین آیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ بیچ اوقات فعل آن حضرت کے ہو بعد اوسکے دہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھتے زیر سینہ بالاے ناف
نزدیک شافعی کے اور زیر ناف نزدیک امام ابی حنیفہ کے اور بعض اصحاب شافعی کے کذا فی المواہب
اور ہدایہ میں بیچ مذہب شافعی کے بالاے سینہ کہا ہے اور مذہب امام احمد میں موافق مذہب امام
ابی حنیفہ کے کہا ہے اور ایک روایت میں نزدیک اوسکے مخیر ہے کہ سینے پر رکھے یا زیر ناف اور
ترمذی نے کہا کہ حکم اس باب میں واسع ہے نزدیک علماء کے یعنے جو کچھ کرین جایز ہے بعد اسکے
پڑھتے دعاے استفتاح کو سبحانک اللہم وبحمدک الا آخرہ اور ادعیہ استفتاح بہت ہین انی وجہت وجہی
للذی فطر السموات والارض الخ ومثل اوسکے اور شافعیہ اوسکے تئین کلاً اور بعضاً نماز فرض اور نفل
مین بالکل پڑھتے تھے اور نزدیک حنفیہ کے وہ سب مخصوص نوافل اور نماز شب مین ہے
اور فرض مین سواے سبحانک اللہم کے نہین ہے اور نزدیک ابی یوسف کے ثنا اور توجیہ دونون
آئی ہین اور مراد ثنا سے سبحانک اللہم ہے اور توجیہ سے مراد انی وجہت وجہی ہے اور مختار
طحاوی بھی اسی پر ہے ولیکن کہا ہے کہ مصلی مختار ہے کہ توجیہ بعد ثنا کے کہے یا پہلے اوسکے
اور یہ بھی روا نہین ہے ابی یوسف سے اور مشہور تاخیر توجیہ کی ہے ثنا سے اور جو کہ بعض
اشخاص قبل شروع نماز نیت مین انی وجہت پڑھتے ہین موافق سنت کے نہین اور بیچ اسناد کے
سبحانک اللہم ایک بات ہے اور طیبی نے کہا یہ حدیث حسن مشہور ہے اور مخرج ہے بیچ کتاب مسلم
کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اور حاصل کیا اوس سے عبد اللہ بن مسعود نے اور
سواے اوسکے مجتہدین صحابہ سے اور متابعت کی ہے بہتون نے علماء تابعین سے اور سواے انکے
اور اختیار اوسکو ابو حنیفہ نے اور سواے انکے اور علماء نے اور کیونکر نسبت کیجاوے اس حدیث کے ساتھ
طعن اور ضعف کے اور بڑے علماء حدیث وسیر سے گئے ہین مثل سفیان ثوری اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ
وغیرہم اور بحقیقت طعن کہ ترمذی نے کی بیچ ایک اسناد کی ہے کہ خود لایا ہے نہ کل سندون اوسکی کے

اور کیونکر ہو کہ اعلام ائمہ کا اس حدیث کو لایا ہے اور اوس سے اخذ کیا ہے اور نہ بعد دعائے استفتاح کے اور استعاذہ کرتا اور کہتا آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور استعاذہ قبل پڑھنے قرآن کے مسنون ہے کیا نماز مین اور کیا غیر نماز مین نزدیک عامہ سلف کے ثوری اور عطا سے وجوب اوسکا بھی آیا ہے بجہت ظاہر حکم کہ فرمایا واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ اور اختلاف ہی بھی بیچ فقہا اور بھی بیچ قرا کے کہ افضل اعوذ باللہ ہے ساتھ استعذ باللہ کے اور بیچ بعض شرحون شاطبیہ سے جبیر بن مطعم سے روایت لایا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ایسا ہی پڑھوایا ہمکو جبرئیل نے اور حدیث ابی سعید مین بھی لفظ اعوذ باللہ آئی کذا فی شرح ابن الہمام اور ہدایہ مین کہتا ہے کہ اولی وہ ہے کہ استعیذ کہے تا موافق پڑے ساتھ لفظ قرآن کی بعد استعاذہ کے کہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پڑھنا تسمیہ کا اول صلوۃ مین مجمع علیہ ہے اگرچہ نزدیک امام ابی حنیفہ کے جزو نہین ہے نہ فاتحہ سے اور نہ کسی سورہ سے ولیکن اول صلوۃ مین فقط پڑھے پس وہ مفتاح صلوۃ ہے نزدیک اوسکے مثل تعوذ کے اور ایک روایت مین پہلے ہر رکعت کے اور یہ قول صاحبیہ کا ہے کس واسطے کہ تسمیہ واسطے افتتاح قرآن کے ہے اور ہر رکعت مستقل ہے بیچ قرارت کے اور احتیاطاً باعتبار اختلاف علما سے بیچ ہونی اوسکے کے سوائے فاتحہ کے نہ درمیان فاتحہ اور سورے کے مگر نزدیک امام محمد کے بیچ صورت مخافت کے ہے اور جان کہ پڑھنا بسم اللہ الرحمن الرحیم کا متفق علیہ ہے ولیکن اختلاف ہی جہر اسرار اوسکے کے اور اونھون سے کہ قائل ہین ساتھ اسرار تسمیہ کے ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد ہے اور مروی ہے عمر اور علی اور ابن مسعود اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن الزبیر سے اور مروی ہے انس سے کہا نماز پڑھی مین نے پیچھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیچھے ابی بکر اور عمر اور عثمان کے اور نہ دیکھا مین نے اونھون سے کہ جہر کرتے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو رواہ احمد والنسائی وابن خزیمہ والدار قطنی اور جامع الاصول مین حدیث انس در باب ترک جہر تسمیہ کے ہے کتب سے روایت کی ہے دارقطنی نے کہا کہ صحیح نہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکن بعضے صحابہ سے روایتین آئی ہین بعضی صحیح اور بعضی ضعیف اور امام احمد نے تنصیص کی ہے نہ بعضے ائمہ نے کہ مدینے مین جہر ساتھ تسمیہ کے کرتے تھے بجہت بیان سنت کے تھا الا بعضون نے شراح حدیث سے کہا ہے کہ جو کچھ مروی ہے حضرت رسول سے

جہر بھی واسطے تعلیم کے تھا جیسا کہ نماز ظہر میں احیاناً بیچ بعض سورے کے جہر کرتے تھے تاکہ جانیں کہ فلاں
سورہ پڑھتے ہیں تعلیماً للامتہ کما قیل اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ آنحضرت بعض وقتوں میں
بسم اللہ ساتھ جہر کے کہتے تھے اور بعضے وقتوں میں اخفا کرتے تھے اور ترمذی نے اپنی جامع میں
دو باب مقرر کئے ہیں پہلا ترک جہر بسم اللہ میں اور کہا گیا ہے عمل نزدیک اکثر اہل علم کے اصحاب پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی انھوں سے ہیں اور سوائے انھوں کے اور وہ لوگ کہ بعد
انھوں کے ہیں تابعین سے ہیں اور اسکا قائل ہے سفیان ثوری اور عبد اللہ بن المبارک اور احمد اور اسحق
اور کہتے ہیں جہر نکریں یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہیں اوسکو اپنے نفس میں آہستہ اور دوسرا باب
بیچ جہر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لایا ہے اور اوسمیں حدیث لاتا ہے ابن عباس سے کہ کہا جہر کرتے تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا ترمذی نے یہ حدیث قوی نہیں اور
قائل ہیں اوسکے چند صحابہ سے کہ ابوہریرہ رضہ اور ابن عمر اور ابن الزبیر انھوں سے ہیں اور بعضے تابعین
سے اوسپر ہیں اور مذہب شافعی کا یہ ہے انتہی اور حاکم نے کہا کہ حدیث ابن عباس رض کی صحیح ہے
بے علت حاکم نے صحت اوسکی کی اور حدیث ابی ہریرہ رضہ کہ بیچ جہر کے آئی ہے وہ بھی صحیح ہے اور کہا
ہے کہ یہ دونوں حدیث مثل احادیث [illegible] بیچ جہر کے اور شیخ ابن الہمام ابن عبد البر سے لایا ہے
کہ کہا مذہب شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور قتادہ اور عمر بن عبد العزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد
اور حماد اور ابی حمید میں بھی ترک جہر ہے اور بعضے حفاظ سے کہا ہے کہ کوئی حدیث صریح نہیں ہے
بیچ جہر کے مگر اسناد اوسکی میں مقال ہے نزدیک اہل حدیث کے اور اس واسطے اعراض کیا ہے
ارباب مسانید مشہورہ نے اور تحدیث نہیں کی ہے اونھوں سے کوئی چیز باوجود اشتمال
کتابوں انکی کے اوپر حدیثوں ضعیفہ کے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ پہونچا ہے ہمکو دار قطنی سے
کہ کہا صحیح نہیں ہوئی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ جہر کے واسطے تسمیہ کے کوئی حدیث
اور بالجملہ حدیثیں عدم جہر کی اس باب میں اکثر اور ارجح ہیں جیسا کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے پس جو
کچھ مشہور ہوا ہے بعض آدمیوں میں جہر ارجح ہے اور مذہب امیر المؤمنین علی مرتضے رضہ کا جہر
تھا صحیح نہیں اور خود معلوم ہوا کہ مذہب انھوں کا اور مذہب خلفائے ثلثہ کا ترک جہر ہے
بعد اوسکے فاتحہ پڑھتے اور آخر فاتحہ میں آمین کہتے نماز جہری میں جہر سے

اور بیچ پڑھی کے چپکے سے اور مقتدی بھی ساتھ موافقت کے آمین کہتے اور بیچ جہر کے فرق نماز جہری کی تین حدیثین بیچ اوسکے واقع ہوئین اور مذہب شافعی اور احمد کا یہی ہے اور مذہب مالک مین تھوڑا خلاف ہے اور مذہب ابوحنیفہ مین اخفا ہے مطلقًا اور جامع ترمذی مین حدیث رفع صوت کی ساتھ آمین کے اور خفض صوت کے ساتھ اوسکے دونون لایا اور حدیث جہر کو ترجیح کی ہے اور بخاری سے بھی یہی نقل کیا ہے اور کہا کہ عمل اکثر عالمون کا صحابہ سے اور تابعین کا اسی پر ہے انتہی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اخفا کرے امام چار چیزون کے تئین تعوذ اور بسم اللہ اور آمین اور سبحانک اللہم وبحمدک اور ابن مسعود سے بھی مثل اسکے آیا ہے اور سیوطی نے جامع الجوامع مین ابی وایل روایت لایا ہے کہ کہا تھے عمر اور علی کہ جہر نہین کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ساتھ تعوذ اور ساتھ آمین کے اور شیخ ابن الہمام نے ابی وایل سے بیچ اخفا اور جہر دونون کی روایت لایا اور کہا دونون حدیثین ابن مسعود کی ہین اور جان کہ بعض روایات مین آواز آیا ہے اور یہ احتمال مدہمزہ کا بھی رکھتا ہے لیکن صحیح وہ ہے کہ مراد رفع صوت کی ہے بقرینہ دوسرے روایات کے کہ رفع صوت مین آئی ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے رج بہا المسجد رج ساتھ دو جیمون کے ہلنا اور کانپنا اور آمین ساتھ الف اور تخفیف میم کے ہے اور قصر الف کا بھی جائز ہے اور مد الف کو ساتھ تشدید کے نزدیک بعضون کے خطا ہے اور مفسد نماز نہین کس واسطے کہ کلمہ قرآن ہے بیچ قول اوس سبحانہ کے امین البیت الحرام اگرچہ نہ ساتھ اس معنی کے ہے اور نزدیک بعضون کے خطا.

نہین اگر خطا بھی ہو معنی رکھتا ہے ای قاصدین الاجابۃ کذا ذکر الشیخ ابن الہمام نقلا عن الحلوانی اور بیچ کلام شیخ ابو عبدالرحمن سلمی صوفی کے بھی ساتھ اس معنی کے کہا ہے اور بعضے فقیہون نے اوسکی خطا مین مبالغہ کیا ہے اور ظاہر ہوا کہ مخطی خاطی ہے بعد فاتحہ سورہ پڑھتے اور نماز صبح مین قراءت دراز کرتے بقدر ساٹھ آیہ کے صد آیہ تک اور کبھی سورہ قاف پڑھتے اور کبھی سورہ روم اور کبھی قراءت مین تخفیف کرتے اور سفر مین معوذتین پڑھتے اور روز جمعہ مین بیچ نماز فجر کے سورہ الم تنزیل السجدہ پہلی رکعت مین اور ہل اتی علی الانسان دوسری رکعت مین پڑھتے اور شافعیہ اوپر اس عمل کے مواظبت اور مداومت نادر رکھتے ہین اور قطعًا خلاف اوسکے وجود مین نہین لاتے اور نزدیک حنفیہ کے توقیت سورہ اور تعئین اوسکی مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام طحاوی اور اسبیجابی

مین نقل کرتے ہین کہ یہ اوپر خواہش کے ہے کہ اوسکو لازم جانے اور غیر اوسکے کو مکروہ لیکن اگر پڑھے موافق حکم فاقرؤا ماتیسر من القرآن کے یا بجہت تبرک قراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی کراہیت نہین رکھتا ولیکن اس شرط پر کہ پڑھے غیر اونہون کے تئین احیاناً تا گمان نہ لے جاوے جاہل کہ سوائے انکے جایز نہین ہے اور صاحب محیط سے بھی نقل کیا ہے کہ کہا مستحب ہے قرارت اونکی صبح کی وقت دن جمعے کے بشرطیکہ احیاناً سوائے اونکے پڑھے تا گمان نہ لیجاوے جاہل کہ سوائے اوسکے جایز نہین ہے اور شیخ ابن الہمام نے کہا کہ تجویز نہین ہے بیچ اس عبارت کے بعد علم سے جیساکہ کلام مداومت مین ہے انتہی اور ظاہر وہ ہے کہ نزدیک حنفیہ کے مداومت اوسکی آن حضرتؐ سے ثابت نہین ہوئی ہے اگرچہ طبرانی نے حدیث ابن عباس سے بزیادہ کل جمعۃ لایا ہے اور بعضی روایتوں کو حدیث ابن مسعود سے آیا دیکھا مین نے وہو کذا واللہ اعلم اور نماز جمعہ مین سورہ جمعہ اور منافقون پڑھتے اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی اور غاشیہ پڑھتے اور پڑھنا سورہ جمعہ کا شب جمعہ مین بھی آیا ہے سیوطی نے سورہ منافقون کا بھی ذکر کیا ہے اور حاصل کلام آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہتے سورہ ہاے طویل یا قصیر سے بیچ نماز کے کہ ہوتا پڑھتے موافق مصلحت کے اور حکم کہ بیچ وقت حاصل ہوتا کذا جار فی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جو کچھ مشہور اور معمول ہے اور اکثر ائمہ فقہ اوپر ہین کہ فجر اور ظہر کو طوال مفصل پڑھتے اور عصر اور عشا اوساط سے اور مغرب مین قصار سے غالب احوال حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح پر تھا اور اخبار اور آثار اس باب مین بہت ہین اور ہدایہ مین کہتا ہے کہ اصل اس باب مین کتاب امیر المومنین عمرؓ کی ہے طرف ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہما کی اور لابد جو کچھ عمرؓ لکھے سوائے موافق سنت کے نہو اور جو کچھ روایات سے برخلاف اوسکے ہو صحیح ہے ولیکن حکم غالب کے تئین ہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قرات سے فارغ ہوتے تکبیر کہتے اور رکوع مین جاتے اور یہ تکبیر حالت قیام مین ہے یا حال انحطاط مین اکثر اس بات پر ہین کہ تکبیر حالت انحطاط مین کہے جیساکہ ہدایہ مین جامع صغیرہ سے نقل کیا کہ تکبیر مع الانحطاط اور اسی طرح جو سر اوٹھاتے رکوع سے اور حدیث مین آیا ہے کان یکبر فی کل خفض ایسے مع تکبیر کہتے آن حضرتؐ نماز مین ہر مرتبہ کہ سر جھکاتے اور اوٹھاتے اور یہ تکبیر ساتھ رفع یدین کے ہے نزدیک شافعی اور احمد اور سوائے انکے اور نزدیک باقی کے منع اور یہ عجب اختلاف ہے درمیان

حنفیہ وغیرہم کے اور شافعیہ بیچ صحت حدیث رفع کی مبالغہ بہت کرتی ہین اور صاحب سفر السعادت
نے کہا کہ یہ حدیث کثرت روایت سے ساتھ تواتر مانند کے ہے اور چارسو اثر حضرت رسالت اور
صحابہ سے اس باب بیچ صحیح ہوئے عشرہ مبشرہ سے روایت کرتے ہین اونکے تئین اور ترمذی نے
اوپر عادت اپنی کے کہ درباب اختلاف احادیث اور اعمال علما کے رکھتا ہے دو باب مقرر کئے
پہلا باب رفع الیدین اور اس باب مین حدیث ابن عمر کی لایا کہ کہا دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جو افتتاح کرتے اوٹھاتے دونون دست مبارک اپنے کو کہ مقابل ہوتے کاندھون
کے اور جو رکوع مین جاتے اور اوٹھاتے سر رکوع سے اور بعضی روایتون مین آیا ہے وکان
لا یرفع بین السجدتین اور اشارہ ساتھ کثرت طرق حدیث کے اور اصحابون سے بھی کیا ہے اور عمل
بہت صحابہ اور تابعین سے اور سوائے انکے مجتہدین سے مثل اوسکے اوزاعی اور عبداللہ اور شافعی اور احمد
اور اسحاق نے ساتھ اوسکے ذکر کیا ہے اور تصحیح اس حدیث کی کی اشارہ طرف رجحان اس جانب
کے کیا ہے دوسرا باب من لم یر الرفع الا عند الافتتاح اس باب مین حدیث علقمہ کی عبداللہ بن مسعود
سے لایا نے کہ اپنے یارون سے فرمایا پڑھی مین نے ساتھ تمہارے نماز رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی پس ادا کی ابن مسعود نے نماز اوسکی اور نہ اوٹھایا دونون ہاتھون کو مگر واسطے
تکبیر افتتاح کے اور کہا ترمذی نے کہ اس باب مین براء ابن عازب سے آیا ہے اور کہا کہ حدیث
ابن مسعود کی نیک ہے اور ساتھ اسکے قایل ہین بہت اہل علم صحابہ اور تابعین سے اور قول
سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہ ہے اور امام محمد اپنی موطا مین مالک اور زہری اور سالم بن عبداللہ
بن عمر اور اوسکے باپ سے لایا ہے کہ کہا سنت وہ ہے کہ تکبیر کہے اور ہر خفض اور رفع کے
لیکن رفع یدین سوائے ابتدائے نماز کے ایکبار سے بیش یعنی زیادہ نہوے اور یہ قول ابی حنیفہ کا ہے
اور اوس مین آثار بہت آئے ہین بعد اوسکے عاصم بن کلیب جرمی سے اور باپ اوسکے سے
کہ تابعین امیر المومنین علی بن ابی طالب سے ہے اور بہت روایتون مین لایا کہ وہ رضی اللہ عنہ
رفع یدین نہین کرتا تھا سوائے پہلی تکبیر کے اور ابراہیم نخعی سے لایا کہ کہا نہ اوٹھاوے دونون ہاتھون کو بیچ
نماز کے بعد پہلی تکبیر کے اور عبدالعزیز بن حکیم سے لایا کہ کہا دیکھا مین نے ابن عمر کو کہ اوٹھایا ہاتھون کو بیچ
پہلی تکبیر افتتاح کے اور نہ اوٹھایا سوائے اوسکے اور ثوری سے حدیث ابن مسعود کو بھی نقل کیا ہے

انتہی مشکوۃ الآثار سے طحاوی سے نقل کیا ہے کہ روایت کی مجاہد نے کہا پڑھی مین نے نماز پیچھے ابن عمر کے پس اوٹھائے اونے دونون ہاتھ اپنے مگر پہلی تکبیر مین اور اسود نے روایت کی کہ دیکھا مین نے عمر بن الخطاب کو نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر بیچ پہلی تکبیر کے اور جو عمر اور علی اور ابن مسعود ساتھ نزدیک جگہہ اونھون کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوپر اوسکے ہون اور بعد اونھون کے ابن عمر کے تئین دیکھا کہ ایسا ہی کرتے جو کچھہ برخلاف اوسکے نقل کرین بہتر اور احق ساتھہ قبول کے ہو اور شرح ابن الہمام مین ابراہیم سے اور علقمہ اور عبداللہ سے لایا ہے کہ کہا اداکی مین نے نماز ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ابی بکر اور عمر کے نہ اوٹھایا ہاتھون کو مگر نزدیک شروع نماز کے اور نہایہ شرح ہدایہ مین کہتا ہے کہ عبداللہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرد کو دیکھا کہ نماز ادا کرتا ہے مسجد الحرام مین اور اوٹھاتا تھا ہاتھون کو نزدیک رکوع اور نزدیک اوٹھانے سر کے رکوع سے پس کہا ابن زبیر نے ایسامت کر یہ وہ چیز ہے کہ کیا اوسکو تئین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اوسکے ترک کیا یعنے یہ حکم اوایل مین تھا پس منسوخ ہوا اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اوٹھایا رسول اللہ نے ہمنے بھی اوٹھایا اور ترک کیا حضرت نے ہمنے بھی ترک کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ کہا عشرۂ مبشرہ نہین اوٹھاتی تھے ہاتھون کے تئین مگر نزدیک افتتاح کے اب معلوم ہوا کہ اخبار اور آثار طرف اوٹھانے اور نہ اوٹھانے کے دونون ثابت ہین پس چارہ نہ تھا اوس سے کہ کہون مین اوٹھانا اور نہ اوٹھانا دونون تھا خلاف اوقات مین آیا پہلے اوٹھانا تھا اور آخر مین منسوخ ہوا اور شیخ کمال الدین بن الہمام نے کہا تحقیق ہے کہ پہلی نماز مین اقوال اور افعال جنس سے اس رفع کے مباح تھے کہ منسوخ ہوئے ہین پس دور نہین کہ وہ بھی اسی قبیل سے ہو شامل رد کے ہووے خصوصًا ثابت ہوا کہ جو کچھہ معارض اوسکا ہے وہ ثبوت کہ لا مرد لہ ہے بخلاف عدم رافع کے کہ راہ نہین پاتا ساتھہ اوسکے احتمال عدم مشروعیت کا کس واسطے کہ وہ اوسکی جنس سے نہین کہ عہد کی گئی ہے بیچ اوسکے عدم مشروعیت کا بلکہ جنس خشوع اور سکون سے ہے کہ مطلوب ہے بیچ نماز کے ساتھہ اجماع کے روایت کی ہے ابو حنیفہ نے حماد اور ابراہیم سے کہ ذکر کی گئی نزدیک اوسکے وایل بن حجر سے کہ دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے اپنے

ہاتھون کو نزدیک رکوع کے اور نزدیک سجود کے پس کہا ابراہیم اعرابی نے کہ نہ اداکی ہو یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نماز کو مگر اوس دن آیا وہ جاننے والا ہے عبداللہ او اصحاب او سکی سے آیا یاد کیا اوسنے اور اونھون نے یاد کیا اور تحقیق حدیث کی مجھکو جماعت بیرون حد شمار سے عبداللہ سے کہ وہ نہین اوٹھاتا تھا ہاتھون کو مگر ابتداے نماز مین اور حکایت کیا اوسکے تئین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور عبداللہ عالم ہے شرایع اسلام اور حدود اوسکی کا اور متفق ہے احوال نبی کے تئین اور ملازم ہے اوسکی تئین سفر اور حضر مین اور اداکی نماز ساتھ آن حضرت کے بیشمار اور بے حساب پس حاصل کرنا قول اوسکے کا نزدیک تعرض کے اولا ہوا فراد مقابل اوسکے سے پس چارہ نہین قول سنیت دونون فعل سے انتہا یعنے ساتھہ ترجیح ایک جانب کے جیسا کہ کہا واللہ اعلم اور شرح سفر السعادۃ مین کلام اس مقام مین زیادہ اس سے کیا گیا ہے فعلیک بہ اور رکوع مین دونون کف دست کو اوپر زانو کے سخت پکڑتے اور انگلیون مین تفریج کرتے اور کہا ہے کہ اونگلیون کی بیچ نماز کے تین حالت تھی تفریج حال رکوع مین اور ملانا حال سجود مین اور اپنے حال پر چھوڑنا بیضم اور تفریج حال حرام مین اور تشہد مین اور آرنج کو پہلو سے دور کرتے اور پشت کو سیدھا کرتے اور سر کو برابر پشت کے رکھتے نہ نیچے اور نہ برداشتہ اور تین بار کہتے سبحان ربی العظیم اور یہ ادنی ہے اور کہا ہے ادنی کمال ہے اور اگر زیادہ تین سے کہے افضل ہے بعد اوسکے کہ وتر ہو پانچ یا سات یا نو اور کہا ہے کہ غایت کمال کو کچھ حد نہو بعضون نے دس تک کہا اور بعضون نے مفضی تک بخوف سہو نہوا اور بعضون نے قریب بقدر قیام تک اور یہ جملہ بیچ مفرد کے ہوا اور امام کو رعایت طرف مقتدیون کے لازم ہے کہ اونھون مین پیر اور ناتوان ہون اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے آیا کہ کہا نہین پڑھی مین نے نماز پیچھے کسی ایک کے کہ مشابہ تر ہو نماز پڑھنے مین اوپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جوان سے یعنے عمر بن عبد العزیز سے اور انداز کیا رکوع اور سجود اوسکے کو ساتھ دس تسبیح کے یعنے اگرچہ کمتر دس سے کہتا اور سجدے بھی اسی طور کرتے اور جو سجدے مین جاتے زانوون کو ہاتھون کے آگے سے زمین پر رکھتے بعد اوسکے ہاتھونکو رکھتے اوسکے بعد پیشانی اور ناک اور نزدیک بعضون کے ناک بیشتر پیشانی سے رکھے کہ اقرب ہے اور مذہب ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد کا یہی ہے کہ زانو پہلے رکھے اور مذہب مالک اور اوزاعی مین تقدیم وضع

یدین ہے اور پر کبتین کے اور امام احمد سے بھی روایت آئی ہے اور سجدہ سات عضو سے کرتے منہ اور یدین اور رکبتین اور قدمین اور جبہہ اور الف دونون سے کرتے اور کفایت ساتھ جبہہ کے تنہا اور الف مین قول ہین نزدیک حنیفہ سے اور مختار ساتھ دونون کے ہے اور ساتھ اوٹھانے دونون قدم کے فاسد ہوتی ہے نماز اور ایک قدم اوٹھانے مین مکروہ کذا فی شرح ابن الہمام اور سجدے مین ہاتھون کو پہلو سے دور رکھتے جیسا کہ ظاہر ہوتا ساتھ بیاض ابطین شریفین کا اور بازو کو اور شکم رانون سے بھی دور رکھتے جیسا کہ بزغالہ اوسکے اندر سے نکلتا اور بیچ سجدے کے سر مبارک درمیان دونون شانون کے رکھتے اور قومہ اور جلسہ بھی موافق اندازۂ رکوع اور سجود کے ہوتا اور کبھی اس قدر کرتے کہ کوئی وہم مین پڑتا کہ نماز کو شاید فراموش کیا اور صحیحین مین آیا کہ قیام اور رکوع اور اعتدال اور سجدہ اور جلسہ قریب برابری کے تھا یہ گمان کیا گیا ہے اوپر اوسکے جو قیام طویل ہوتا رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ سب طویل ہوتے اور جو قیام خفیف ہوتا سب خفیف ہوتے نہ یہ کہ یہ سب بمقدار قیام کے ہوتا ایسا تاویل کیا اس حدیث کو اور یہ باعتبار غالب و معتاد کے ہے الا بعض اوقات جیسا کہ نماز خسوف اور کسوف مین اور احیانا نماز تہجد مین رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ برابر ہوتا ساتھ قیام کے اور حدیثین درباب اطمینان اور اعتدال رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ بہت وارد ہوئین ہین اور کم وہ ہے کہ ہڈی پیٹھ کی سیدھی کرے فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بدترین چورون کی چوری بیچ نماز کے ہے کہا یا رسول اللہ چوری نماز مین کیونکر ہو فرمایا یہ کہ تمام نکرے رکوع اور سجود کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز ادا کی اور تمام نکیا رکوع اور سجود کو جو فارغ ہوا وہ مرد نماز سے حذیفہ رض نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور کہا یہ کیا نماز تھی کہ تو نے پڑھی اور اصل نماز نہ پڑھی تو نے اگر مرے تو اس حال مین مرتو اوپر غیر فطرت کے یعنے اوپر غیر اوس دین کے کہ پیدا کیا ہے پروردگار تعالے نے محمد کو اوپر اوس دین کے اور نزدیک شافعی اور احمد اور ابی یوسف کے تعدیل اور اطمینان بیچ رکوع اور سجود اور قیام کے درمیان رکوع اور سجود اور جلسہ درمیان سجدتین کے ہمہ فرض ہے اور بقول مشہور نزدیک امام احمد کے تسبیح رکوع اور سجود بھی واجب ہے اور ایک روایت مین فرض اور ایک روایت مین سنت اور نزدیک امام ابوحنیفہ اور محمد کے اطمینان رکوع اور سجود مین بیچ

ظاہر روایت کے ساتھ تخریج کرخی کے واجب ہے اور واجب ہونے میں ان اوسکے کو سجدہ اور ساتھ
تخریج جرجانی کے سنت لیکن قومہ اور جلسہ سنت ہی اور بعضے مالکیہ بھی اسپر ہین اور یہ کہتے ہین حقیقت
رکوع کی جھکنا ہے اور حقیقت سجود کی رکھنا پیشانی کا اوپر زمین کے اور بیچ مفہوم اون دونون کو اجمالی
ہے نہین ہے کہ محتاج ساتھ بیان کے ہو پس فرضیت متعلق اقدر ادنی کے ہووے اور زیادتی باب
تکمیل اور تتمیم سے ہوگا اوسکے ترک مین نماز ناقص اور ناتمام ہو اور کرنے والا اوسکا گنہگار اور بعضی
بعضے آئمہ مذہب سے نقل کرتا ہے کہ جو کہ ترک کرے اعتدال رکوع اور سجود مین لازم ہوا اوسپر اعادت
اور بیچ شرح ابن الہمام کے لایا کہ پوچھا گیا امام محمد ترک طمانیت سے کہا ڈرتا ہون مین کہ جایز نہو
اور سرخسی سے آیا ہے کہ جو ترک کرے اعتدال کو لازم ہے اوسپر اوسکے اعادہ اور بعضے مشایخ
سے کہا ہے کہ لازم ہے اور واقع فرض ثانی سے ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے عدم سقوط کے تئین
ساتھ اول کے اور یہ لازم ہے رکن ہے نہ واجب انتہی یہ بیچ تعدیل اور اطمینان رکوع اور سجود
کے ہے ولیکن بیچ قومہ اور جلسہ کے کہتے ہین کہ نقل کرنا ساتھ ایک رکن کے ایک رکن سے
مقصود لذاتہ نہو پس رفع راس کا رکوع سے واجب نہوگا انتقال اوس سے ساتھ سجود کے
بے رفع ممکن ہے بخلاف سر اوٹھانے کے سجود سے کیونکہ ممکن نہین دوسرا سجدہ بے رفع کے
اور ایک روایت مین ابو حنیفہ سے سر رکوع سے اوٹھانا فرض ہے لیکن سیدھا اوٹھانا فرض
نہین ہے اور متمسک ائمہ فعل آن حضرتؐ کا ہے کہ ہمیشہ اور مدام اس باب مین اوپر ایک
نہج اور اوپر ایک قرار کے تھا اور یہ حدیث بخاری اور مسلم اور وغیرہ ابی ہریرہ رض سے لائے
ہین کہ اعرابی مسجد مین آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشہ مسجد مین بیٹھے تھے پس پڑھی اوس
مرد نے دو رکعت نماز اور تمام نہ کیا رکوع اور سجود کو پستر آیا اور حضرتؐ سلام کیا اور حضرتؐ
نے اوسکے سلام کو رد کیا اور فرمایا اعادہ کر اپنے نماز کو کہ نہین پڑھی ہے نماز تو نے وہ مرد
گیا اور اعادہ کیا پھر حضرتؐ کے پاس آیا اور سلام کیا اور پھر فرمایا جا اعادہ کر کہ تو نے نماز نہین
پڑھی تین بار اسی طرح کیا پس کہا اوس مرد نے قسم اوس خدا کی کہ بھیجا تمکو ساتھ حق کے
مین بہتر اس سے نہین جانتا ادا کرنا پس سکھا و مجکو ای رسول خدا کہ کیونکر پڑھون نماز کے تئین پس
آنحضرتؐ نے بیان وضو اور استقبال قبلہ اور قیام اور قراءت کی فرمایا رکوع کر تا جب تک قیام

پکڑے تو اوس سے پھر اوٹھا اپنے سر کو کہ کھڑا ہو تو برابر اور ایسا ہی فرمایا بیچ سجدے کے اور
امام ابو حنیفہ اور محمد کہتے ہین کہ حکم اس مرد کو واسطے اعادہ نماز کے اس جہت سے تھا کہ نماز بوجہ
کراہیت اور نقصان کے واقع ہو نہ از جہت سے بطلان اور فساد کے اور بھی اگر تعدیل فرض ہوتی آنحضرتؐ
نہ چھوڑتے اوسکو کہ نکرر اس طرح نماز پڑھتا اور حکم نکرتا اوسکو اوپر اوسکے آخر نماز تک اور بیچ آخر
کے حدیث بروایت ابو داؤد کے بیچ ترمذی اور نسائی مین واقع ہوا ہے فاذا صلیت ہذا فقد تمت
صلوتک وما انقضت من ہذا فانما نقضت من صلوتک پس تسمیہ اوسکا بیچ نماز کے اور وصف اوسکا
ساتھ نقصان کے نزدیک فقہ کے تعدیل اور اطمینان دلالت رکھتا ہے اوپر ہونے فرضیت
اوسکی کے اور نہین تو فرماتا الذہب وبطل مثلا واللہ اعلم جان کہ بیچ استفتاح نماز کے جیسا گذرا
اور رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ اور علیٰ آنحضرتؐ سے ماثورہ ہوئین اور سجود مین بھی حکم واقع
ہوا ہے کہ فرمایا اجتہاد کرو تم دعا مین حالت سجود مین کہ لایق ہے کہ دعا ساجدون کی مستجاب
ہووے اور بھی آیا ہے نزدیک ہونا بندے کا خدا سے بیچ حال سجود کے اور دعا دو طرح پر ہے
دعاے ثنا اور تمجید اور دعاے طلب اور سوال کہا ہے کہ مدح اور ثنا درگاہ حضرت کریم وہاب
مین متضمن سوال اور طلب کے ہے اور بحکم من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین
محصل مطلوب ہے اور ماثور اس باب مین شامل دونون طرح کے ہے اور اس جگہہ سے
ظاہر ہوا کہ حنفیہ کہ بیچ نماز کے اقتصار اوپر ذکر ون کے کرین اور صریح دعا سے منع کرین تو بھی
امتثال حکم سے ساتھ دعا کے فارغ اور باہر نہین ہین اور حقیقت جامعیت کی وہ ہے کہ نوافل
مین ساتھ صراحت دعا کے بھی متمثل ہووے اور فرایض مین اقتصار اوپر تسبیحات کے اور اذکار کے
کرے اور بعضی حدیثون سے بھی تخصیص ساتھ نوافل اور ساتھ نماز لیل کے بھی معلوم ہوتی
ہے اور بعضے حنفیہ نے ان زیادہ دعاؤن کو حرام غیر مفسد رکھا اور عجب ہے کہ باوجود ورود
حدیثون صحیحہ کے بیچ عمل آن حضرتؐ کے ساتھ اوسکے طلاق حرام کا کرین اور معلوم نہین ہوتا کہ
بیچ مطلق نماز کے حرام رکھا فرایض اور نوافل کو اور یہ بغایت بعید ہے تو بخصوص ساتھ
فرایض کے رکھا اور یہ بھی اوپر اوس تقدیر کے ہے کہ حرام معلوم ہووے ساتھ نوافل کے
آیا اور فرایض مین قطعاً نہ آیا اور اسی واسطے مقام تردد ہے اور جو دوسرے سجدے سے

سر اوٹھاتے واسطے دوسری رکعت کے اوٹھتے اور اس جگھہ دو قول ہین ایک یہ کہ اوپر زمین
کے بیٹھتے اور دونون ہاتھ زمین پر رکھتے پس اوٹھتے اور اسکو جلسۂ استراحت کہتے ہین اور
اختلاف ہے فقیہون کو اس جلسے کے حکم مین بعضے اوسکے تئین گمان اوپر سنت کے کرتے ہین
جیساکہ مذہب شافعی ہے کہ کہتا ہے کہ سنت ف ہے کہ بعد سجدہ دوم کے زمین پر بیٹھے سبک
بیٹھک بعد اوسکے اوٹھے اور بعضے گمان اوپر حاجت کے کرین اور کہین یہ نشست از جہت
عذر اور حاجت کے تھی کبر سنی وغیرہ سے اور مذہب ابوحنیفہ اور مالک اور مختار بیچ مذہب
احمد کے یہی ہے اور یہ کہتے ہین کہ سنت نہین اور تمسک امام شافعی کا ایک حدیث مین ہے
کہ بخاری اور ترمذی اور نسائی مالک بن الحویرث سے روایت کرتے ہین کہ اوسنے دیکھا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو رہتا بیچ وتر نماز کے یعنے پہلی رکعت مین اور تیسری مین تو
نہ بیٹھتے اوپر زمین کے نہ اوٹھتے آور نشمی لایا ہے کہ ابن ابی شیبہ نعمان بن ابی عباس سے
روایت لاتا ہے کہ کہا پایا مین نے بہتون کو اصحاب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جو اوٹھاتے سر مبارک اپنے کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت مین اور تیسری مین
اوٹھتے جیساکہ تھے بے اوسکے کہ بیٹھین اور ابن مسعود اور علی اور ابن عمر اور ابن عباس
اور ابن الزبیر نے ایسی ہی روایت کی اور یہ سب بڑے اصحاب ہین اصحاب سے رسول اللہ
صلعم کے اور سخت تر تھے بیچ اتباع اوس حضرت کے اور ملازم تر تھے مالک بن الحویرث
سے کہ حرمت اور نزدیک آن حضرت کے اقامت نہ کی پس واجب ہے تقدیم اوسکی اور
ابوداؤد ابن عمر سے لایا ہے کہ کہا نہی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اعتماد کرے
مراد اوپر دونون ہاتھ اپنے کے جس وقت تک کہ اوٹھے اور حدیث وایل مین آیا ہے
کہ جو اوٹھتے اعتماد کرتے اوپر فخذین کے اور توفیق بین الاحادیث وہ ہے کہ گمان کیا جاوے
حدیث مالک بن الحویرث کو اوپر حالت کبر اور ضعف کی اور بھی اسپر ہین جمہور ائمہ اور جان
کہ جو کچھ اس جگھہ مذکور ہوا خلاف جلسہ استراحت کے تھا لیکن وہ کہ وقت اوٹھنے کے اعتماد
اوپر فخذین کے کرے یا اوپر ارض کے بے جلسۂ استراحت کے سنت نزدیک امام ابوحنیفہ اور
امام احمد کے وہ ہے کہ دونون ہاتھون کو اوپر رکبتین کے رکھے اور معتمد اوپر رکبتین کے

اوٹھے بجہت اوس حدیث کے کہ ابی داؤد وائل بن حجر سے لایا ہے کہ دیکھا مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اوٹھتے ساتھ رکبتین کے اور اعتماد کرتے اوپر فخذین کے اور بھی ابوداؤد نے ابن عمر سے لایا ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی کرتے کہ اعتماد کرے مرد دونون ہاتھ پر اور اوٹھے اور نزدیک امام مالک کے جلسۂ استراحت نہین لیکن وقت اوٹھنے کے اعتماد اوپر زمین کرتے ہین اور نزدیک ہمارے بحکم ضرورت اور زیادتی شفقت مین نزدیک کبر سن اور ضعف بدن کی اوپر اوسکے جائز ہے **وصل** اور جو تشہد مین بیٹھنے پاؤن چپ کو فرش کرتے اور دہنا پاؤن نصب کرتے اور اوس پر بیٹھتے اور قول امام ابوحنیفہ کا یہ ہے اور نزدیک امام شافعی کے ایسا ہی ہے بیچ قعدہ اولی کے اور اسکو افتراش کہتے ہین اور دوسرے کو تورک اور مذہب انھون کا وہ ہے کہ یعنی تشہد ہے کہ بعد اوسکے تشہد نہین خواہ وہی ایک تشہد ہووے جیسا کہ نماز فجر مین اور خواہ دو تشہد جیسا کہ سوائے نماز فجر کے تورک کرین بصورت اوسکے جیسا کہ بیچ حاوی کی کہ کتاب مشہورہ فقہ مین شافعی کی ہے کہا لانا دونون پاؤن کا پیچھے سے دہنی طرف ساتھ القاء اونھون کے موافق عادت معینہ اور تمکین مقعد اوپر زمین کے ہے اور دلیل انھون کے حدیث ابی حمید ساعدی کی ہے کہ جماعت صحابہ سے کہا زیادہ جاننے والا ہون مین نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نزدیک امام مالک کے تورک ہے دونون جگہہ مین اور نزدیک امام احمد کے جس نماز مین کہ دو تشہد مین تشہد اخیر مین تورک کرے کس واسطے کہ مصلی تشہد اولی مین مستعد اور مہیا حرکت کا ہے اور حرکت اور قیام ہیئت افتراش سے آسان تر ہے اور بعد جلسہ اخیر کے کوئی عمل نہین پس تورک کہ ہیئت سکون اور استقرار کی ہے مناسب اوسکے ہو اور یہ چارون امام اس مسئلے مین اوپر چار قول مختلف کے پڑے ہین اور حجت امام ابوحنیفہ کی وہ ہے کہ کہا ہے کہ حدیث عائشہ مسلم مین عائشہ رض سے اور دوسری حدیثون مین بھی طریق افتراش مطلق آیا ہے کہ سنت تشہد مین یہ ہے اور بیٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا ہی تھا بے تقیید اور ساتھ تشہد اولی یا اخیرہ کے اور بھی شفقت اس صورت مین زیادہ ہے اور افضل اعمال آخر کا ہے بیچ بعضی حدیثون دوسری کے ذکر طریقہ افتراش کا مطلق آیا ہی اور بعضی حدیثون مین کہ ذکر طریقہ تورک کا آیا ہے تشہد اخیر مین یہ اوسکو گمان کرتے ہین بحالت عذر یا کبر سن کے ساتھ طویل دعاؤن کے بیچ اوسکے کیونکہ طریقہ تورک مین محنت کمتر ہووے اور ہوسکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

وقتوں مختلفہ میں ہر ایک ان راہوں سے بیچ وجود کے آیا ہو جیسا کہ مثل اوسکے بیچ اعمال سنن اور
نفلوں کے واقع ہوا ہے اور ایک نے اصحابوں سے کہا ہے الحمد اللہ الذی جعل فی الامر سعۃ اور جو
تشہد پڑھتے دونوں ہاتھ اوپر دونوں رانوں کے رکھتے اور دست راست سے عقد اور اشارت
کرتے نزدیک شافعیہ کے عقد ترپن کے اوصورت اوسکی یہ ہے کہ اونگلیوں کو قبض کرے مگر کلمے
کی اونگلی کو کہ اوسکے تیئں کشادہ کرے اور طرف ابہام نزدیک اسفل کے کلمے کی اونگلی کو طرف
کف دست کے رکھے ایسی تفسیر کی عالموں نے اور شافعیہ عقد ترپن کے تیئں اور سند اونھوں کی حدیث
ابن عمر کی ہے کہ مسلم لایا ہے اور نزدیک حنفیہ کے عقد تسعین او صورت اوسکی قبض خنصر اور بنصر اور
بسط مسبحہ کا اور وضع ابہام کا ہے اوپر اصبع وسطی کے اور یہ بھی حدیث مسلم میں عبد اللہ بن الزبیر سے
آیا ہے اور ایسا ہی سے مختار بیچ مذہب احمد اور شافعی کے بیچ قول قدیم کے اور نزدیک مالک کی قبض
کل اصابع دہنے ہاتھ کا اور بسط سبابہ کا اور تحریک اوسکی او خاص شافعیہ کے تیئں کیفیت تحلیق میں ایک
وجہہ دوسری ہے اور وہ رکھنا اونگلیوں کا وسطی درمیان عقد تین ابہام اور انگلی مسبحہ کو بیچ شہادت
کے اوٹھاتا اور وقت اشارت کے نزدیک بعضوں کے وقت تلفظ الا اللہ کے ہے اور آگے بعضوں کے
قریب اتمام اوسکے وقت تلفظ کلمہ اللہ کے اور مشہور وہ ہی کہ نزدیک نفی کے اونگلی اوٹھاوے اور
نزدیک اثبات کے رکھے او چاہیے کہ اشارت طرف فوق کے نہ پڑے تو سو ہم ساتھ طرف کے نہووے
جاننا چاہیے کہ عقد اصابع ید یمنی اوپر کیفیت مذکورہ کی اور اشارت ساتھ سبابہ کے بیچ احادیث صحاح
کے واقع ہوا ہے اور جامع الاصول میں کتب ستہ سے اس باب میں حدیثیں بہت لایا ہے اور
بعضی حدیثوں میں ذکر عقد ہے ساتھ اشارہ کے اور بعض میں ذکر اشارت فقط اور یہی ہے مذہب
ائمہ حدیث اور فقہائے مجتہدین کا اور بہتوں صحابہ اور تابعین سے اور کہا ہے کہ حق وہ ہے کہ
مذہب امام ابو حنیفہ اور صاحبیہ کا بھی یہی ہے اور متقدمین علمائے حنفیہ نے تصریح کی ہے ساتھ
اوسکے ولیکن اونھوں کے متاخرین میں ایک خلاف درمیان میں آیا ہے ولیکن اگر تمام حدیثوں کو
بیان کروں میں نہایت طول ہو بحمد اللہ کہ اپنی جگہہ پر مذکور ہیں بات علمائے مذہب سے لاتا ہوں مگر
تا سود مند ہو اور شمنی کہتا ہے امام ابو یوسف نے بیچ امالی اپنی کے ذکر کیا ہے کہ قبض کرے
چھنگلیا کو اور اوس اونگلی کو کہ قریب ہے ساتھ اوسکے اور حلقہ کرے وسطی اور ابہام

کے تئین اور اشارہ کرے ساتھ سبابہ کے اور امام محمد نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارت
کرتے تھے اور جو کچھ آنحضرت نے کیا ہم بھی کرین ہم اور یہی ہے قول ابی حنیفہ کا اور یہی شمنی ظاہر
سے لایا کہ جو شروع کیا مصلی نے بیچ تشہد کے پس پہونچا قول اشہد ان لا الہ الا اللہ تک آیا اشارہ کرے
ساتھ سبابہ یمنی کے یا نہین اختلاف کیا ہے مشایخ نے بیچ اوسکے پستر کیونکر کرے نزدیک اشارت
محلی فقیہ ابو جعفر سے وہ ہے کہ قبض کرے خنصر اور بنصر کو اور تحلیق کرے وسطی کو ساتھ ابہام کے
اور اشارت کرے طرف سبابہ کے اور منیۃ للمفتی مین ذکر کیا ہے کہ مکروہ ہے اشارت انتہی اور
حواشی ہدایہ مین کفایہ سے لکھتا ہے کہ بیچ محیط کے کہا ہے کہ بعضون نے کہا ہے رفع ساتھ یمنی کا
بیچ تشہد کے سنن سے ہے نزدیک ابی حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے اور ایسا ہی مروی ہے ابی یوسف
سے اور علامہ نجم الدین زاہد نے کہا جو متفق ہین روایتین اصحاب سے ساتھ جمعیت کے بیچ ہونے
اشارت کے سنت اور کوفیون اور مدنیون سے ایسا ہی آیا ہے اور کثیرہ ہے اخبار اور آثار اوس مین
ضرور عمل ساتھ اوسکے اولی ہوا انتہی اور شارح وقایہ نے کہا کہ عقد اور اشارت ہمارے اصحاب
سے آئی ہے انتہی اور خالی غرابت سے نہین جو کچھ ہدایہ مین درباب بسط اصابع اور نفی عقد کے
کہتا ہے کہ وہ مروی ہے حدیث وایل بن حجر مین اور حالانکہ کتب احادیث ابو داؤد اور نسائی
اور دارمی اور ابو یعلی اور عبد الرزاق مین ساتھ روایات متعددہ کے وایل سے اشارت ساتھ
تحلیق ابہام اور وسطی کے روایت کیا ہے اور شیخ امام عالم عامل اجل علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے
اس باب مین رسالہ جمع کیا ہے اور روایتین فقہیہ کی مذہب حنفی سے ساتھ اوس اختلاف کے
کہ اونھون مین ہے ذکر کیا اور حدیثین صحیحہ لایا جانب عقد و اشارت کے تئین راجح کیا ہے اور
اوس رسالے کو بیچ شرحین مشکوۃ اور شرح سفر السعادت مین ترجمہ کیا ہے ہمنے وباللہ التوفیق
اور خطاب السلام علیک ایہا النبی مین دو سوال کئے ہین ایک یہ کہ خطاب کرنا ساتھ بشر کے بیچ
نماز کے منہی عنہ ہے اور مفسد اوسکا ہے اور جواب دیا ہے کہ خصایص اوسکے سے ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور درحقیقت یہ دعا ہے بیچ نماز کے اگرچہ ساتھ صیغہ خطاب کے ہے اور جو دراصل
کہ قصہ معراج کا ہے ایسا ہی واقع ہوا ہے اسی طرح نگاہ رکھا گیا اور ساتھ اس تقریر کے حاصل
ہوا جواب سوال دوسرے سے کہ کہتے ہین کیا ہے حکمت بیچ عدول کی غیبت سی ساتھ خطاب

سے کے جیسا کہ مقتضائے سیاق لفظ غیب ہی جیسا کہ کہتے ہین التحیات للہ والصلوٰۃ والسلام علی النبی
والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنے نگاہ رکھا اوس لفظ کو کہ رسول خدا سے آئی ہے تعلیم کیا
خاص صحابہ کے تئین اور صاحب مواہب لدنیہ نے اوپر طریقہ اہل معرفت کے کہا کہ مصلیان نے
جو ساتھ التحیات کے استفتاح دروازہ ملکوت کا کیا اذن کیا گیا خاص اونھون کو واسطے داخل ہونے
حریم حرم عزت الہی تبارک و تعالی کہ پس روشن ہوئے دیدۂ بصیرت اونھون کے اور آگاہ ہوئے اور
معلوم کیا کہ وہ بوساطت نبی رحمۃ اللہ وبرکتہ کی متابعت اوسکی ہے پس موجود دیا یا حبیب کو بیچ
حرم حبیب کے پس اقبال کا اوپر اوسکے اور کہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی
اور بعضے ارباب تحقیق سے کہا ہے یہ خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدی کے ہے بیچ ذرات موجود
اور حضور اوسکی ہے بیچ دل بندے کے اور انکشاف اس حال کا ہے وقت نماز کے کہ افضل حالات اور
اقرب مقامات کا ہے اور کرمانی بیچ شرح صحیح بخاری کے کہتا ہے کہ یہ زمان حضور اور حیات اوس
سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تھا اور صحابہ بعد اوسکے اس طرح سلام بھیجتے تھے کہ السلام علی النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد مین فرماتے تھے
اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انی رسول اللہ رافعی کہ ائمہ مذہب شافعیہ سے ہے اسکو کہتا ہے اور لیکن
اوس روایت کی تصریح نہوئی ہان بیچ صحیح کے ثابت ہوا کہ وقت ظہور معجزے کے کبھی فرماتی تھے
اشہد انی رسول اللہ صحیح بخاری مین درباب معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا ہی کہ ایک
بیچ سفر کے توشہ قوم کا کم ہوا اور آخر ہوا پس آنحضرتؐ نے دعا کی واسطے برکت کے ایسی برکت ہوئی
کہ تمام لشکر نے برتن بھر لئے اوس سے اور یہ غزوۂ تبوک مین تھا کہ ستر ہزار آدمی ہمراہ تھے پس فرمایا
آنحضرتؐ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ اور بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تنبیہ ہے خاص امت کے تئین کہ بہرۂ صلاح سے رکھتا ہو تو ساتھ تسلیم
کہ حضرت کے اور تمام خلایق کے بیچ صلوات کے مشرف اور محظوظ رہین اور اس فضل عظیم سے محروم
نہون اور اس جگہہ سے لازم آتا ہے کہ نماز مین جیسا کہ حق خدائے عزوجل کا ہے حق مسلمانون کا بھی ہے
اور جس آدمی نے ترک کیا نماز کو خلل کیا بیچ حق تمامی مومنین کے اونھون سے گنہگار ہین اور وہ
سب کہ آوین روز قیامت تک بوجہ قول وجوب قول السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سے

اور کلام وجوب صلوۃ مین اوپر آن حضرت کے تشہد اخیر مین نزدیک شافعی کے اور سنت اوسکی نزدیک
حنفیہ کے آگے اپنی جگہہ پر گذری اور نزدیک طبرانی اور ابن ماجہ اور دارقطنی کے سہل ابن سعد سے آیا ہے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے نماز خاص اوس آدمی کے تئین کہ درود نہ بھیجے
اوپر پیغمبر اپنے کے اور نزدیک دارقطنی کے ابی مسعود انصاری سے آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص کہ ایسی نماز پڑہے کہ درود نہ بھیجے اوسمین مجھپر اور میرے اہل بیت پر قبول نہ کیجاوے
نماز اوسکی اور صیغہ صلوۃ مین بہت روایتین آئی ہین اور کافی ہے اسی قدر کہ کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل
محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید کذا سمعت من بعض المشایخ اور آخر حدیث ابن مسعود مین فی العالمین انک حمید مجید
آیا ہے اور اگر اسکو بھی کہے بہتر ہے اور بعضی روایتون مین وارحم وترحم کما رحمت وترحمت آیا ہے
قاضی ابوبکر ابن العربی مالکیہ سے اور صیدلانی شافعیہ سے انکار کرتا ہے صحت اوسکی سے اور قبیل
بدعت سے رکہا ہے اور کہا ہے کہ آن حضرت نے تعلیم کیا صحابہ کو کیفیت صلواۃ کی ساتہہ اوس
وجہ کے پس زیادہ کرنا واسطے استدراک کے ہے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور مواہب مین
ذخیرہ سے کہ کتب حنفیہ سے ہے نقل کیا کہ مکروہ ہے کس واسطے کہ موہم نقص ہے کیونکہ رحمت اور ترحم
غالب بیچ کرنے اوس چیز کے کہتے ہین کہ ملامت کیجاوے اوسپر اوسکے اور جزم کیا ہے ابن عبدالبر
نے کہ مشہور محدثین سے ہے اور کہا کہ روایت ہے خاص کسی ایک کو جو ذکر کیا جاوے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ کہے رحمۃ اللہ کیونکہ آن حضرت نے من صلی علی کہا ہے نہ من ترحم علی یا من دعا اگرچہ معنی
صلواۃ کے رحمۃ ہے ولیکن مخصوص گردانا ہے ساتہہ اوس لفظ کے تعظیماً پس عدول نہ کیا جاوے
اوس سے اوپر اوسکے دوسرے لفظ اور قاضی عیاض نے جمہور علما سے جایز ہونا اوسکا نقل کیا ہے
اور قرطبی نے کہا صحیح یہی ہے بوجہ درود احادیث کے ساتہہ اوسکے اور خود بیچ تشہد کے آیا ہے
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ اور حق وہ ہے کہ انکار خاص اس لفظ کے تئین ہے کہ اللہم ارحم
وترحم الی آخرہ بہ نسبت رحمت اور اطلاق اوسکے اوپر آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واللہ اعلم
اور آن حضرت بعد درود کے دعا کرتے تھے اور مشہور اس جگہہ مین یہ دعا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا
سے آئی ہے اللہم انی اعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک

من فتنة المحيا و فتنة الممات اللہم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم اور بیچ حدیث ابی ہریرہ رضا اور
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہم انی اعوذ بک من عذاب جہنم بھی واقع ہوا ہے اور کہا ابن عباس
نے تعلیم کرتے تھے آن حضرت اس دعا کو جیسا کہ تعلیم کرتے تھے کوئی سورہ قرآن سے اور ابی بکر
صدیق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ سکھاؤ مجھکو کوئی وہ دعا کہ پڑھوں میں
اوسکے تئین بیچ نماز اپنی کے فرمایا آن حضرت نے کہہ اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب
الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اور علی مرتضی سے آیا ہے
فرماتے تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان تشہد اور تسلیم کے اللہم اغفر لی ما قدمت
وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت
اور دوسری حدیث میں یہ دعا بعد فراغ سلام کے آئی اور ہو سکتا ہے کہ دونوں مقام میں بعد
سلام اور قبل سلام سے پڑھتے ہوں اور بیچ صدور ان دعاؤں کے اور امثال انھوں کے کہ
اونمیں طلب مغفرت گناہ اور استعاذہ عذاب قبر سے اور عذاب جہنم سے اور فتنہ دجال سے اور
مانند اوسکے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہیں اشکال کیا ہے کہ آن حضرت مغفور اور معصوم
ہیں اور طلب مغفرت اور استعاذہ کیا معنی رکھتا ہے اور جواب کہا ہے کہ مقصود تعلیم امت ہی ہے
یا سوال واسطے انھوں کے ہے اور معنی وہ ہے کہ اعوذ بک لامتی ما سلوک طریق تواضع اور اظہار
عبودیت اور التزام خوف الہی اور اعظام اوسکا اور اقتصار اوسکا طرف اوس تعالے اور
تقدس کے ہے اور اسی طرح پر ہے حال مقربان درگاہ کا کہ ہمیشہ بیچ خوف اور خشیت اور تضرع
اور زاری کے ہیں حال معصوموں کا یہ ہے دوسروں سے کیا کہئے ہمیشہ استعاذہ کرتے ہیں
اور استغفار کرتے ہیں تصور عظمت الہی اور ہیبت درگاہ لاابالی عز و علا کا اوپر اسکے رکھتا ہے
یا جو چیز مناسب حال اپنے پاتے ہیں کہ اوسکو داخل تقصیرات رکھتے ہیں اور گناہ نام کرتے ہیں
حقیقت سید رسل کی کہ پاکیزہ کل پاکوں سے اور معصوم زیادہ سب معصوموں سے ہیں اور جو کچھ کہ ہم
بودہ نابودہ سے سہو نکے تئین بخش ہے اور آمرزش کی سبب ایسا کہتا ہے اور کرتا ہے اور دونکو
کیا کہا جاسیئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہیں ساتھ استغفار کے قولہ تعالی واستغفر لذنبک
وللمؤمنین والمؤمنات اور استغفار کام تمامی عارفوں اور انبیاؤں اور اولیاؤں کا اول سے

آخر تک اور آدم سے اس وقت تک شاعر نے ایک حرف بزبان مجاز کہا ہے اور پر قیاس اوسکی کے ہیچ
حقیقت کے بھی تصور چاہیئے کرنا بیت دیدم کہ خاطرش زمن آزار میکشید * کردم از دقبول گناہ نبودہ را
آزار خاطر اس جگہہ کنایہ توہم دعوی ہستی سے اور پاکی سے رکھنا چاہیئے اور وجود ک اور ذنب کنایہ
اوس سے ہے اور فقر بمعنی ستر کے ہے آور عارفون سے کسی نے کہا ہے بیت از خدا خواہند سر ذات
خود در ذات او * این بود ساعت بساعت سر استغفار شان * کنایہ فنا فی اللہ سے رکھا سخن یہان بالار
اصطلاح علم اور زبان وقت سے کہا کہ وضع اوس کتاب اور عقد کی اوپر اس صورت کے واقع ہے
اور جو جاتا ہے دراز تر ہوتا ہے اللہم اغفرلی آور آن حضرت سلام پھیرتے تھے بعد تشہد کے
طرف یمین اور یسار کے جیسا کہ دیکھی جاتی تھی سفیدی رخسار مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی فرماتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مخاطب ساتھہ اوسکے ملائکہ اور گروہ کو رکھتے تھے
اور یہ ایک وجوہ فضیلت قیام سے طرف یمین کے ہے کہ بعد نزول کے معارج قرب اور رجوع کے
مشہد انوار سے وہ طرح کہ نماز ہے اول نظر اوپر اہل اس طرف کے پڑتی تھی اور دو سلام پھیرنا بھی
ہمیشگی آن حضرتؐ کے تھا کہ پندرہ نفر نے مشاہیر صحابہ اور بزرگون انخون کے سے اوسکو روایت
کیا ہے اور یہی ہے مذہب ابی حنیفہ اور شافعی اور ائمہ دیگر کا الا امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ
نزدیک اوسکے ایک سلام ہے مقابل وجہ کے اور جو حدیث کہ اس باب مین روایت کی ہے صحیح نہین ہے
اور اگر احیاناً ہو تو نماز شب مین ہو جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ ایک سلام پھیرتے واسطے بیدار کرنے ہمکو اور کہا ہے کہ یہ حدیث معلل ہمکو اور اگر معلل نہو یہ عبارت
صریح نہین ہے بیچ اوسکے کہ سلام دوسرا نہین پھیرتے تھے اور اوس سے ساکت ہے
شاید کہ دوسرا سلام بھی ہو کہ اوس مین رفع صوت نکرتے کہ مقصود اوس سے ایقاظ اہل بیت کا
ہوتا اور اس جگہہ سے ظاہر ہوا کہ وجہ یہ ہے کہ امام احمد سے منقول ہے کہ اونے ایک تسلیم کو
تاویل کیا کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ جہر ساتھہ ایک تسلیم کے کرتے واسطے اعلام کے اور دوسرا
سلام آہستہ کہتے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد مقابل منہ کی یہ ہے کہ ابتدا ساتھہ سلام قبلے کی
طرف سے کرتے بعد اوس سے التفات کرتے طرف داہنے اور بائین کے کہ اوس مین رفع صوت کرتے
اور ایک سلام کے سہیل بن سعد سے بھی ایک حدیث آئی ہے کہ مطعون ہے نزدیک محدثین کی اور شافعی

سے بھی نقل کیا ہے کہ مصلی مخیر ہے اگر چاہے ایک سلام پھیرے اور اگر چاہے دو سلام اور بیچ
نماز کے التفات نکرتے اور صحابہ کو بھی اوس سے منع کرتے خصوصًا نماز فرض مین اور معنی التفات
کے دیکھنا دہنے بائین کا ہے یا لپیٹنا گردن کا پس گوشہ چشم سے دیکھنا التفات نہووے اور مکروہ
نہووے کذا فی النہایہ اور شرح ابن الہمام مین کہا کہ حد التفات کی نہین کی وہ ہے کہ پھیرے گردن کو
تو باہر اوے طرف قبلہ سے اور اگر تحرف کرے سب بدن اپنے کے تئین فاسد ہو نماز اوسکی پس ایک قسم
التفات کی مفسد ہی اور ایک مکروہ جیساکہ عمل کثیر مفسد اور قلیل مکروہ انتہی اور شمنی کہتا ہی کہ مکروہ ہے
التفات ساتھ گردن کے بے پھرانے سینے کے کرے باطل ہووے نماز اور اگر گوشہ چشم سے دیکھے
مکروہ نہین اور بیچ حدیث ترمذی کی ابن عباس سے لایا کہ کہا لحظ کرتے تھے رسول خدا نماز مین دہنے
اور بائین اور کہا ہی ملاحظہ آنحضرت کا نماز مین بقصد اطلاع اوپر حال مقتدیون کے تھا یا بجہت تعلیم
کیونکہ لحظہ مبطل نماز نہین ہے اور حدیث مین آیا ہی کہ جو کھڑا ہو مرد نماز مین اقبال کرے پروردگار تعالی
جل وعلا بوجہ کریمی اپنی کے اور جو التفات کرے اور طرف غیر کے دیکھے کہے پروردگار تعالی ابن آدم کسکی
طرف دیکھتا ہی تجھکو کوئی بہتر نہین مجھ سے کہ اوسکی طرف دیکھتا ہی تو روا اپنا میری طرف لا اور جو دوسری
بار التفات کرے پھر ایسا ہی کہے اور جو تیسری بار دیکھے پھیر لیوے حق تعالی روے کریم اپنے کو اوس سے
اور دوسری حدیث مین آیا لا صلوۃ لملتفت لیکن اس قدر ثابت ہوا ہے کہ ایک بار بیچ بعض اسفار کے
ایک شخص کو طرف دشمن کے بھیجا تھا اور وہ شخص تمام رات سوار اور پاسبانی کرتا اور جو آن حضرت صلعم
نماز مین مشغول ہوتے نماز مین طرف اوس راہ کے کہ وہ شخص اوس طرف مقرر تھا نظر کرتے اور التفات
طرف اوس گھاٹے کے فرماتے اور یہ قضیہ بسبیل تنہائی کے تھا اور نماز نافلہ کے تھا کہ سنت فجر کی
جیساکہ بعضون نے کہا ہے کہ اگر فرض بھی ہو کہ نماز فجر ہے جس طرح جامع الاصول مین مفہوم ہوتا ہے
واسطے مہم اور مصلحت اہل اسلام کے تھا کہ محافظت اور نگہبانی سلامتی اور جمعیت انھون کی ہے
پس یہ باب تداخل عبادات سے ہے نماز ایک عبارت ہے اور نظر کرنا طرف اوس شخص کی واسطے مصلحت
مذکورہ کے اوس دوسری عبادت کے کہ جہاد اور تدبیر اوسکی کے ہے اور نماز خوف کی بھی اسی قبیل سے ہی اور
عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہتے تھے انی لاجہز جیشی وانا فی الصلواۃ اور بخاری نے اپنی صحیح مین واسطے اوسکے
ایک باب مقرر کیا ہی بعنوان تفکر الرجل فی الصلوۃ اور اس قول کے ترجمے مین ابن عمر لایا ہے

اور اس حدیث کی باب مین لایا ہے کہ ایکدن آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے
اور بعد سلام کے جلدی اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اور اندر گئے اور پھر آئے اور کہا کہ مجھکو یاد آیا کہ گھر مین سونا
ہے پس مکروہ جانا مین نے کہ رات کو گھر مین رہے اور حکم کیا مین نے کہ اسکو تقسیم کردو اور یہ سب قبیل تداخل
عبادات سے رکھا ہے اور کہا ہے کہ خطرہ جبلت انسان کا ہے اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مذموم
خاطر رویہ ہے نہ قبیل عبادات اور طاعات سے ہو اور کبھی سننے آواز رونے لڑکے سے وہ نماز کو
تخفیف کرتے کہ مان اوسکی فتنے مین نہ پڑے ساتھ قطع نماز کے زوال خشوع سے اور کبھی آنحضرت
اوس لڑکے کو نماز مین ساتھ اوسکے متعلق ہوتے اور اوسکو اوٹھا لیتے اور دوش مبارک پر
رکھتے اور کبھی امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما آتے اور سجود مین پشت مبارک اونکی سے لپٹتے اور اونکے
واسطے سجدون کو طول دیتے اور توجہ خاطر طرف اونکے اور رعایت حال اونکی کرتے اور
کبھی نماز مین ہوتے اور عائشہ آتین اور دروازہ بند ہوتا چند گام رکھتی اور دروازہ اونکے واسطے
کھولتے اور دروازہ گھر کا طرف قبلے کے تھا مثل انکے بہت چیزین حدیثون مین آئی ہین اور
علما کو درصورت عمل کثیر کے اختلاف ہے مختار اوسپر ہے کہ جو کچھ محتاج ہو دونون ہاتھ کا عمل کثیر ہے
اور مراد اس سے وہ ہے کہ موافق عادت اوسکی کے عمل سوائے دو ہاتھ کے نہووے اگر اس
صورت مین فرضاً اوسکو ایک ہاتھ سے کرے تو مفسد ہے تعمیم اور تقمص کے اور تسرول کے اور
جو محتاج ایک ہاتھ کا ہے اور اگر اتفاقاً دو ہاتھ سے کرے قلیل ہے اور مفسد نہین اور بعضون
نے کہا ہے کہ جو کچھ ناظر فاعل اوسکے کو غیر مصلی خیال کرے فعل کثیر ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ فعل کثیر جو کچھ مصلی اوسکو کثیر جانے اور مختار نزدیک بعضون کے وہ ہے کہ تین فعل پے در پے
کثیر ہے اور ماسوا اوسکے قلیل اور اگر کبھی کوئی شخص حال نماز مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر سلام کرتا اشارت ہاتھ سے رد سلام اوسکا کرتے اس طریق پر کہ ہاتھ کو بچھاتے اس طرح
کہ پشت دست اونچی ہوتی اور کبھی اشارے مین اکتفا اونگلی سے بھی کرتے اور یہ دونون حدیث
مین صریحاً واقع ہوئے اور کبھی سر سے ایما کرتے رد سلام مین بھی اور سوائے اوسکے بھی اور
ہمنے بیچ اشارت سر کے جواب سلام مین کوئی حدیث صریح نہ پائی مین نے سوائے اسکے
روایت ترمذی مین ابن عمر سے واقع ہوا کان بر د اشارہ اسکے تئین مگر اوپر اشارت کے

ساتھہ سر کے یا مطلق گمان کرین لیکن سیاق روایتون سے کہ جامع الاصول مین لایا ہے ظاہر ہوتا ہے
کہ مراد وہی اشارت ساتھہ ہاتھہ کے ہے اور بعضی شرحون سے اشارت ساتھہ سر کے ذکر
کی ہے بے ایراد حدیث کے اور لابد کوئی حدیث اس باب مین پائی ہو واللہ اعلم اور سوا ے رد
سلام اور نماز کسوف مین عائشہؓ سے آیا ہی کہ نماز پڑھتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آدمی گرد اونکے کھڑے تھے ایک نے انھون سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے پس اشارہ کیا آنحضرتؐ نے
اپنے سر سے طرف آسمان کے بقصد جواب اوسکے کے روایت کی مسلم نے اور دوسری حدیثون
مین اشارت ہاتھہ سے واسطے غیر رد سلام کے بھی آئی ہے جیسا کہ واسطے بیٹھنے اور صبر کرنے کے
اشارت طرف زمین کے کی جس طرح جابر کہتا ہے بھیجا تھا مجھے آنحضرتؐ نے واسطے ایک کام کے
جو آیا مین آن حضرتؐ آپ نماز مین تھے پس اشارت کی دست مبارک اپنے سے طرف زمین کے یعنی بیٹھہ
اور ایکبار ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو پاس آن حضرت کی بھیجا کہ پوچھے حقیقت حال دو رکعت نماز
کی کہ حضرتؐ نے بعد نماز عصر کے پڑھی تھی جو لونڈی آئی آن حضرتؐ نماز مین تھے اور اشارہ کیا
جاریہ سے کہ صبر کرے پس اوسنے صبر کیا بعد اتمام نماز کے جواب دیا کہ یہ دو رکعت نماز سنت ظہر تھین ہے
کہ بسبب اجتماع وفود کے نہ پڑھ سکا مین پس قضا کیا مین نے اوسکو اور اوائل اسلام مین رد سلام بیچ
نماز کے کرتے پس بعد اوسکے منسوخ ہوا اور بیچ روایت مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور زید بن ارقم سے
آیا ہے کہ کہا تھا ہم کہ سلام کرتے تھے ہم اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درحال نماز کے اور رد کرتے
تھے اوپر ہمارے اور جو آگے نجاشی سے پھر کر آئے ہم سلام کیا ہمنے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
رد نکیا اوپر ہمارے سلام کو کہا ہمنے یا رسول اللہ تھے ہم کہ سلام کرتے تھے آپکو اور رد کرتے تھے آپ اوپر
ہمارے سلام ہمارے کو فرمایا ان فی الصلوٰۃ لشغلا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کرتا ہی اپنے حکم
سے جو کچھہ چاہتا ہے اب حکم کیا کہ بات نماز مین سوا ے ذکر اللہ تعالی کے نکرے اور بعد فراغ نماز کی رد سلام کیا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مین بہت روتے تھے اس طرح پر کہ اندرون اونکے سے ایک آواز نکلتی تھی مثل
آواز دیگ مسین کے یعنی روتے اور دل اونکا جوش کھاتا اور ایک روایت مین آیا کہ اونکے سینے مین ایک آواز
ہوتی مثل آواز آسیا کی ہونے سے اور بیچ فقہ حنفی کے مذکور ہی کہ نالہ اور بکا اگر ساتھہ آواز کے ہو اصلا مفسد
نہین ہے پس اگر کسی علت درد یا مصیبت دنیاوی مین ہو اور اگر آواز ہو مفسد ہوا اور اگر واسطے امر آخرت

سے کہ ہو خوف اور رجا اور رغبت اور رہبت سے وہ بھی مفسد نہو بلکہ دلالت اوپر زیادتی حضور اور خشوع
کے رکھتا ہے جیسا کہ حدیث مطرف مین اوسکے باپ سے آیا ہے اور امام محبوبی نے ابی یوسف سے روایت
کی ہے کہ بکا واسطے آخرت کے اگر اوسکے ضبط کرنے کی طاقت رکھتا ہے مفسد ہوا ور اگر ضبط نہین کرسکتا
مفسد نہین کذا ذکر الشمنی اور کبھی لحاجت تنحنح کرتے اور بے حاجت نکرتے اور اس واسطے فقیہون نے
تنحنح بلا عذر کو مفسد نماز کا رکھا ہے اور اگر ساتھ عذر کے ہو مفسد نہین اور عذر وساحت وہ ہے کہ مضطر ہو
اور طاقت احتراز اور اجتناب کی اوس سے نہ رکھتا ہوا ور بباعث طبیعت یا بعلت مرض کے ہو پس یہی
حکم چھینک اور ڈکار کے ہوا ور اگر واسطے تحسین آواز کے کرین تو بھی مفسد نہین ہے اور اگر مقتدی تنحنح
کرے تو ہدایت اور تنبیہ کرے امام اپنے کو یا نہ کرے اوسکے تئین مصلی تو ساتھہ اوسکے مانند اور دوسرے کو
کہ نماز مین ہے فاسد نہو نماز اوسکی ہکذا ذکر الشمنی اور بھی کہا ہے کہ مراد تنحنح سے وہ ہے کہ اوس سے
حروف پیدا ہون اور ہدایہ مین ایسا ہی ہے اور نماز مین چشم مبارک کشادہ رکھتے اور نیچے نکرتے اور
صحیح بخاری مین انس سے آیا ہے کہ کیا عائشہ رض نے پردہ رنگین اور منقش کہ جانب خانہ کو چھپایا تھا پس
فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اس پردے کو دور کر کہ ہمیشہ تصویرین اس پردے کی عارض ہوتی
ہین نماز مین مراد تصویرون سے نقوش ہین یا یہ کہ پہلے حرام ہونے تصاویر سے ہوا اور کہا ہے کہ
مراد چھپانے جانب خانہ سے وہ ہے کہ جو متاع کہ طرف گھر کے رکھی اوس سے پوشیدہ ہو ورنہ
ستر جدار سے ساتھہ شباب کے بھی واقع ہوئی ہے کذا قال الابہری فی شرح المشکوۃ اور مجمع البحار مین کہا
کہ مثل حجلۂ عروس کے برپا کیا تھا مزین اور منقش واللہ اعلم اور بھی بیچ حدیث متفق علیہ کے عائشہ رض سے
آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامۂ علمدار پہنے تھے نماز مین طرف علمون اوس جامے کے نگاہ کرتی
اور جو نماز سے فارغ ہوئے جامے کو تن سے اوتارا کیا اور فرمایا اسکو ابی جہم صحابی کے تئین
کہ جسنے وہ جامہ پیشکش کیا تھا دے آؤ اور اوسکی کملی میرے واسطے لے آؤ کہ اسکے نقشون نے
مجھکو نماز مین مشغول خاطر کیا اور بلندی مقام خشوع اور حضوری سے نیچے لایا اور درحقیقت واسطے
تعلیم امت کے تھا واللہ اعلم اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ رد سلام ہاتھہ کے اشارے سے
کرتے یہ بھی دلیل ہے اوس بات پر کہ نماز مین آنکھ نہ بند کرتے کذا قالوا اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ
حدیثین دلالت نہین رکھتین مگر البتہ بند کرنا آنکھ کا ہمیشہ اور مستمر نہوتا اور اس جگہہ سے

لازم نہین آتا استمرار اور دوام کشادگی چشم کا اگر مقصود وہ ہی کہ تمام نماز مین چشم پوشیدہ نہ تھی پہ لیکن
تمام ہین لیکن ظاہر وہ ہی کہ مقصود اثبات دوام کشادگی چشم ہے کہ اصلا نہین بند کرتے تھے واللہ اعلم
اور فقیہون کو اختلاف ہے بیچ کراہیت تغمیض چشم کے اور ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ اگر کسی کو آنکھ کھولنے سے نماز مین تفرقہ اور پریشانی حاصل ہو
اور جیسا کہ طرف قبلے کے کوئی چیز ہو کہ شاغل قلب کی ہو مکروہ نہین تغمیض بلکہ قریب مستحب کے ہو نظر
ساتھ عام ہونے دلیلون کے کہ بیچ ترغیب اور نگاہداشت حضور اور خشوع کے وارد ہوئی ہین
اور عدم ورود نہی کا صریح تغمیض سے آنکھ کی ہے واللہ اعلم **وصل** بیان اذکار اور دعاؤن
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز کے پڑھتے تھے روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا جو
پھرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نماز سے یعنے سلام پھیرتے تھے استغفار کرتے تھے
اور تین بار کہتے تھے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام اور کہا عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین بیٹھتے تھے مگر تھوڑا جو کچھ کہتے اللھم انت السلام
ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام روایت کیا ان دونون حدیثونکو مسلم نے اور روایت کی
بخاری نے ام سلمہ سے کہ کہا جو سلام پھیرتے تھے آنحضرت دیر کرتے تھے اپنی جگہہ پر تھوڑی اور گمان
لیجاتے ہین ہم کہ یہ دیر کرنا اسواسطے تھا کہ جب تک پھرین عورتین پہلے اوس سے کہ پاوین انھونکو
مرد اور مراد اس نفی استمرار سے جلوس آنحضرت کا ہے اوپر ہئیت اپنی کے کہ پہلے سلام سے
رکھتے تھے مگر اسی مقدار بعد اوسکے پھرتے تھے کبھی سیدھی طرف اور کبھی بائین طرف اور
اقبال کرتے تھے طرف اصحاب کے ساتھ وجہہ شریف اپنے کے اور دعا پڑھتے تھے اور ذکر کرتے تھے
اور کہا ہے کہ اقبال طرف گروہ کے اکثر اسواسطے تھا کہ کوئی چیز قرآن اور احکام سے نازل اور وارد
ہوئی پڑھتے اور بیان کرتے اور دعا اور ذکر بعد نماز کے بہت آئین ہین اور کتب احادیث مین کہ اس باب
مین تصنیف پائی مذکور ہین مثل حصن حصین جزری و اذکار نووی اور سوای اوسکے اور لازم نہین کہ سب
اونھون سے ہمیشہ پڑھا جاوے بلکہ جو کچھ پڑھا جاوے گا اور بعضا باعث احراز فضیلت و اتباع
سنت کا ہووے اور اس بات کی تصریح کی ہی امام محی الدین نووی نے بیچ دعاؤن استفتاح کی اور مانند دیگر
اور ظاہر وہ ہی کہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی اسی طرح پر تھا کہ نہ یہ کہ اوپر کل دعاؤنکے

اوس بیچ جمیع وقتون کے مواظبت کرتے اسواسطے بعضی کتابون مین کچھ چیز ہی کہ دوسری کتابون مین نہین
اور صحابہ سے جو چیز اونسے جس وقت سنتے عمل کرتے اور روایت کی جیسا کہ تمامی اعمال نوافل اور
مندوبات مین حال ایسا ہی ہو اور باعث اختلاف بھی یہی ہے اور بھی کہا ہے کہ تذکیر ندب
اور ترغیب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیچ پڑھنے اذکار اور دعوات کے عمل آنحضرت
کے ساتھ اوسکے لازم نہ آئے واللہ اعلم اور بعضی دعاؤن اور اذکار مین کہ مشہور ہین اور ایک
سخن اور نکتہ اوس مین مذکور ہے اس جگہہ ذکر کیا جاتا ہے اول استغفار تین بار ساتھہ اس لفظ
سے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ اور حدیث مسلم اور ترمذی مین مطلق واقع
ہوا کہ جو سلام پھیرتے استغفار کرتے تین بار اور کہا گیا خاص کر اوزاعی کو کہ امام اہل شام سے
ہے کیفیت استغفار کی کیا ہے کہا فرماتے تھے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ
اور بعضے نادانون سے استبعاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ استغفار بعد نماز کے موہم ہی
کہ نماز جملہ گناہون سے ہو جیسا کہ قول قضا سے کہ اونھون کو عمد وہ کہتے ہین نقل کرتے ہین
کہ کہتے ہین جو کہ بعد نماز کے تو بعد پڑھنے کا فرمایا اور سہو وتقصیرات کہ اوس نماز مین واقع
ہو گا قیاس بیچ اوس کے استغفار کے اور خود بعد ورود سنت صحیح کے یہ گفتار ساقط ہے
بعد اوسکے کہتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام روا ہ مسلم
اور بعضی بعد از منک السلام کے والیک یرجع السلام بھی زیادہ کرتے ہین اوس بیچ اوراد مشائخ
کے اس سے بھی زیادہ تر کہتے ہین فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام اور روایات
صحیحہ مین نہین آیا مگر اسی قدر کذا ذکر الشیخ ابن حجر المکی فی شرح المشکوۃ اور کہتا تھا کہ لا الہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد دونون جگہہ ساتھہ فتح جیم کے ہے یعنی بخت اور غنی یعنی
بدر کلان کے ہے یعنے بخت ونسب نزدیک خدا کے کام نہ آوی عمل آوے اور بعضون نے ساتھہ کسر جیم کی
بھی پڑھا ہی یعنے کام ساتھہ فضل اور رحمت کے ہے کوشش اور اجتہاد علت نہین اور کہا ہی کہ ضعیف ہے اور
مختار فتح کا ہی یعنے اول اور کہتے لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ ولہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ
الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون اور امام نووی نے کہا کہ استغفر اللہ کو مقدم رکھے اور یہ

انواع ذکر وارد ہ کی عقب سلام مین اور کہا ہے بعد اوسکے اللہم انت السلام بعد اوسکے لا الہ الا اللہ
وحدہ قدیر تک کذا ذکر الشیخ ابن حجر المکی شیخ شیوخنا فی الحدیث فی شرح المشکوٰۃ اور حدیث مسلم مین آیا ہے
کہ اس ذکر کو بڑی آواز سے کہتے اور بعضے عالمون نے کہا ہے کہ ہر طرح پر اخفا افضل ہے بیچ ذکر اور
دعا کے ہم امام کو اور بھی تنہا کو اور جہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے تعلیم کے تھا اور اگر دوسری
جگہہ امام کو مصلحت بیچ جہر اور اعلان کے ہووے اور بقصد تعلیم اور اعلام کرے درست ہے بلکہ مستحب ہے
اور پڑھنا معوذات کا بعد ہر نماز کے بھی آیا ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور مراد معوذات سے بکسر واو
مشددہ معوذتین ہے کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہے بیچ مذہب گروہ
قلیل کے اور بعضے سورۂ اخلاص اور بلکہ سورۂ قل یا ایہا الکافرون کو بھی داخل رکھتے ہین
کہ اوسمین برأت ہے شرک سے کہ بیچ معنی کے استعاذہ ہے یا مراد آیتون متضمن معنی استعاذہ کی اور
تفویض اور توکل کے شامل معوذتین اور مثل اونکے بھی رکھتے ہین مانند قول حق سبحانہ کے قل
اعوذ بک من ہمزات الشیاطین اور قول اوسی عز وجل کا ہے انی توکلت علی اللہ ربی وربکم بھر قول
اوسی سبحانہ کا ہے وان یکاد الذین کفروا الآیۃ یا مراد ساتھہ کلمات معوذہ کے ہے اور ایک روایت مین
معوذتین بھی آیا ہے فلا اشکال اور پڑھنا قل ہو اللہ احد کا دس بار بعد ہر نماز کے بھی آیا ہے اور فضل
عظیم رکھتا ہے وصیت فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کہ بعد ہر نماز
کی کہتے اللہم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اور فرمایا واللہ دوست رکھتا ہون مین تجھکو
اے معاذ پس ترک نکر پڑھنا اس دعا کا بعد ہر نماز کے اور یہ حدیث مشہور ہے درمیان علما کے
اور مسلسل ہے بواللہ انی لاایک اور یہ فقیر بھی طریق بعضے علماے عرب سے ساتھہ اوسکے مشرف
ہوا ہے اور ایک درود دون مشہور ہے کہ بعد نماز صبح اور نماز مغرب کے آیا ہے وہ ہے کہ پہلے اوسے
کہ تکلم کرے اور ایک روایت مین پہلے اوس سے کہ لیوے نماز سے اور دو رنکرے پانوٗن کو دس بار
کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر بیچ ثبوت حسنات اور
محو ہونے گناہون اور بلند ہونے درجون کے ایک اثر بڑا رکھتا ہے اور مشہور زیادہ وظیفون سے
بعد فرائض ذکر معقبات کہے ہے بکسر قاف اور تشدید اوسکے کہ نام ان کلمونکا ہے کہ بیچ ایک دوسرے
کے آتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار والحمد للہ تینتیس بار واللہ اکبر

تینتیس بار کل سو بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شی قدیر رواہ مسلم اور دوسری روایت مسلم سے اللہ اکبر چونتیس بار اور ساتھ اوسی سو کے تمام ہووے اور دوسری روایت مین سبحان اللہ پچیس بار والحمد للہ پچیس بار واللہ اکبر پچیس بار ولا الٰہ پچیس بار بیچ جامع الاصول اور نسائی اور مشکوٰۃ کے احمد اور دارمی اور بھی زید بن ثابت سے آیا ہے کہ جو صحابہ مامور ہوئے کہ بعد ہر نماز کے کہ تسبیح کرین تینتیس بار اور تحمید تینتیس بار اور تکبیر تینتیس بار اور اور ایک نے انصار سے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد اوس سے کہتا ہے آیا حکم کیا تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تسبیح کرو تم بعد ہر نماز کے تینتیس بار اور تحمید تینتیس بار اور تکبیر تینتیس بار کہا ہان کہا اگر ہر ایک کو پچیس پچیس بار کہین اور تہلیل کو اسمین داخل کرین بہتر ہو اور جو صبح ہوئی اوس انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب اپنا عرض کیا فرمایا ایسا ہی کرو تم جیسا وہ مرد کہتا تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مقرون ہوئی سنت ہو گئی اور ایک روایت بخاری مین سبحان اللہ دس بار اور اللہ اکبر دس بار اور ایک دوسری روایت مین بیچ صحیح مسلم کے سبحان اللہ گیارہ بار اور والحمد للہ گیارہ بار واللہ اکبر گیارہ بار یہ سب تینتیس بار ہوتا ہے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ روایت وہی تفسیر بعضی روایتوں سے ہے حدیث ابی ہریرہؓ کہ تسبحون اور تحمدون اور تکبرون اور اوپر کل صلوٰۃ ثلثۃ اور ثلثین کے اور یہ تفسیر وہم ہے کہ مراد وہ ہے کہ ہر کلمہ کو تینتیس بار کہے دوسری حدیثون مین منصوص علیہ ہوئی ہے اور صحیحین مین بیچ ثواب اس معقبات کے آیا ہے کہ جو شخص اوسکو بعد نماز کے کہے بخشے جاوین گناہ اوسکے اگرچہ ہوون مانند کفار کے ساتھ اوسکے حدیث آئی ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ آئے فقرا مہاجرین سے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ سبقت لے گئے ہم سے اہل غنا اور ثروت مسلمانوں سے ساتھ درجون بڑی اور نعمتون نعیم کے مقیم فرمایا ساتھ کس سبب کے کرتے ہین کہا نماز پڑھتے ہین جیسا کہ ہم پڑھتے ہین اور روزہ رکھتے ہین جیسا کہ ہم رکھتے ہین اور تصدق کرتے ہین اور بردے آزاد کرتے ہین اور ہم سے نہین ہوتا فرمایا سکھاؤن مین تمکو وہ چیز کہ اگر کرو تم اوسکو کسی کو وہ نصیب نہو کہ تمکو ہے تسبحون وتحمدون وتکبرون اور اوپر کل نماز کے تینتیس مرتبہ پس اغنیا نے بھی یہ حدیث سنی اور اوسپر عمل کیا فقرا پھر آنحضرت پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ یاروں نے ہمارے کہ اغنیا ہین اونھون نے بھی سنا اور اوسپر عمل کیا اور برابر ہمارے

ہو گئے اس عمل مین اب کیا کرین ہم فرمایا کیا سکے کرنا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس حدیث
سے فضل غنی شاکر کا اوپر فقیر عابد کی لازم آتا ہی اور اسی سبب سے اپنی جگہہ پر تحقیق پائی ہی اور
بعضی حدیثو نمین آیا ہی کہ جو فقرا شکستہ دل اور غمگین ہوتے فرماتے غم نہ کھاؤ تم اور اندوہگین ہو تم
کہ تم پانچ سو برس پہلے اغنیا سے بہشت مین جاؤ گے تم اور یہ حدیث جز و حدیث ہے کہ بیچ مشکوٰۃ
کے ابی داؤد سے اور ابی سعید خدری سے لایا ہے اور یہ جزا فقر اور سبکباری کی ہے کہ فقرا
رکھتے ہین اور ساتھہ حساب اور سوال نعمتون دنیا کے موقوف نہین اور سابقیت فقیرون
کے دخول جنت فوائد ساتھہ فضیلت اور رفعت درجات اور کثرت ثواب اعمال اغنیا کی نرکھے
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مخصوص ساتھہ فقرا مہاجرین کے ہے جیسا کہ حدیث مین واقع ہوا ہے
اور بعضی حدیثو نمین مطلق فقرا داخل ہین واللہ اعلم اور یہ ورد مذکور وقت سونیکے بھی آیا ہے اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنی بیٹی سے فاطمہ زہرا اور علی مرتضی رضی اللہ
عنہما کو سکھایا بیچ مسند امام احمدؒ کے روایت ام سلمہ سے ثابت ہوا کہ آئین فاطمہ رضی گھر آنحضرت صلعم
کے اوس وقت کہ طلب کرتی تھین آنحضرت سے خادمہ کو یعنے لونڈی اپنی کو کہ خدمت کرے کہتی ہین
کہ دست مبارک اوس رضی اللہ عنہا کا چکی پیسنے اور پانی بھرنے سے گس کر باندھا تھا اور رنگ
روے مبارک کا غبار جاروب کشی اور کھانا پکانیکے دھوئین سے سیاہ ہو گیا تھا اور جو آئین آنحضرت
کو گھر مین نپایا جس وقت آئے پوچھا کہ فاطمہ بیٹی میری کسواسطے آئی تھی کہا واسطے طلب خادمہ کے
آئی تھین پس تشریف لیگئے آنحضرت گھر مین فاطمہ رضی کے اور بیٹھے قریب سرا اونکی کے اور فرمایا
یا فاطمہ رضی خادمہ طلب کرتی ہو تم بالفعل ہمارے پاس خود خادم نہین ہے اور اگر کہین سے آجا ئے
خبر کرو کہ دون مین تمکو بعد اوسکے فرمایا یا فاطمہ رضی محنت او مشقت دنیا کی سہل ہے جس طریق پر
گذرے یا فاطمہ رضی تقوی اور بندگی کر خدا کی اور خدمت کر اہلخانہ اپنے کی مین تجھکو ایک چیز سکھاؤن
کہ بہتر ہے خادم سے تسبیح کر تو خدا کی وقت سونے کے تینتیس بار اور حمد کر اوسکی تینتیس بار اور تکبیر کہہ
تو چونتیس بار رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی اور بعضی روایتو نمین آیا کہ ایک او نہون نے
لا علی التعیین چونتیس بار کہتے ہین اور دوسری روایت مین صحیحین سے اور علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما
سے آیا کہ دونون سے خطاب فرمایا اور تعلیم کیا ہے بعد اوسکے علی اور فاطمہ رضی نے اس وظیفے کو

ہرگز نہ چھوڑا اور فرمایا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہ جس وقت سے اسکو حضرتؐ سے سنا ہے
مجھسے ہرگز فوت نہوا اور شب صفین میں آخر شب تک بیچ یاد میری کے رہا اور پڑھا میں نے
دوسرا یہ تعلیم کیا کہ جو پڑھ چکو تم نماز صبح کو کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وہو
علی کل شئی قدیر دس بار اور بعد نماز مغرب کے بھی دس بار جیسا کہ گذرا اور مشہور وظیفوں سے کہ
بعد نماز فرض کے پڑھا آیۃ الکرسی ہے جیسا کہ سنن نسائی میں لایا اور طبرانی نے قل ہو اللہ احد بھی
زیادہ کی اور رد اس حدیث کو ایک دوسری جماعت نے حفاظ سے روایت کی ہے اور تصحیح کی ہے
اور ابن الجوزی جیسا کہ عادت اوسکی ہے افراط اور مبادرت سے موافق حکم اوپر اس حدیث کے
ساتھ وضع کے بے تحقیق اسکے تئیں بیچ موضوعات کے لایا ہے اور حفاظ اوسپر اسی جہت سے طعن
کرتے ہیں اور معجم طبرانی میں آیا ہے من قرا آیۃ الکرسی فی دبر الصلوۃ المکتوبۃ کان فی ذمۃ اللہ الی الاخری
جو کہ پڑھے آیۃ الکرسی بعد نماز فرض کے رہے پناہ خدا میں اور عہد امان اوسکے میں نماز آئندہ تک
اور اوسکو ایک جماعت صحابہ سے روایت کرتے ہیں اون سب میں امیر المومنین علیؓ بھی ہیں
اور مشکوۃ میں حدیث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے تئیں اس طرح لایا کہ کہا سنا میں نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ کہا اوپر لکڑیوں اس منبر کے جو کہ پڑھے آیۃ الکرسی کو بعد ہر نماز
کے منع نکرے اوسکو در آنے بہشت سے مگر موت یعنے شرط ہے موت واسطے داخل ہونے جنت
کے کہ بغیر اوسکے جنت میں نہیں جا سکتا اور جو کہ پڑھے اوسکے تئیں اوس وقت کہ سووے نڈر
کرے اللہ تعالی اوسکو گھر سے اور گھر ہمسایوں سے اور رہنے والوں دوسرے گھروں کو
کہ گرد اوسکے گھروں کے ہیں رواہ البیہقی فی شعب الایمان و قال اسنادہ ضعیف اور بھی امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہے کہ فرمایا سردار آیات قرآنی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ہے
اور حدیث بخاری کی ابی ہریرہؓ سے فضیلت آیۃ الکرسی میں کہ بیچ اوسکے صدق اور کذب
مذکور ہوا معروف ہے تنبیہ جان کہ حدیثیں درباب اشیاء متعددہ کے واقع ہوئی کہ بعد نماز کے
پڑھے جیسا کہ دعائیں اور آیۃ الکرسی اور معقبات اور سوا ہی اوسکے اور مراد ساتھ بعدیت
اتصال کے بیچ نماز کے نہیں ہے بدی فصل کہ وہ محال ہے بلکہ مراد نہونا فصل کا ہے ساتھ اوس چیز کے کہ بیچ
عرف کے اشتغال ساتھ اوسکے جنس اعراض و نسیان اور تشاغل سے بغیر ذکر اور دعا کی نہ گنیں اور اگر سکوت

ساتھ حد کثرت عرفی کے نہ پہونچے ضرر نہیں رکھتا پس بعد فراغ نماز کے جو کچھ موافق وجہہ مذکور کے
پڑھے عقیب اوسکا وہ ہووہ کہ اشتغال ساتھ راتبہ بعد فرض کے موجب فصل درمیان فرض اور اذکار
اور ادعیہ مذکورہ اور عدم تعاقب کے ہووے یا نہ اس جگہہ بھی مقام غور ہی اور ظاہر یہ ہی کہ نہو جیسا
موافق قول اوس شخص کے کہ سنت رکھتا ہے وصل سنت کو ساتھ فرض اور سرعت قیام کے واسطے
ادا کرنے سنت کے بعد ادائے فرض کے اور شرح ابن الہمام مین تصریح کی ہے جو کچھ حدیثون مین وارد
ہوا ہے پڑھنے سے بعضے ادعیہ اور اذکار کے بیچ عقبے صلوات کے تقاضا نہین کرتا ملانا اونکا ساتھ
فرض کے بلکہ ہونا اونکا بعد سنت کے بے شغل اس طرح پر کہ توابع نماز سے نہین ہے کفایت کرتا ہے
بیچ اوسکے اور اختلاف ہے عالمون کو روایت وصل سنتی مین کہ بعد فرض کے ہے بعضون نے کہا کہ
قیام سنت کا فرض سے مسنون ہے اور اس درمیان مین مشغول ساتھ سنتون اور نوافل کے نہونا
چاہیے اور یہ قول مخالف اوس حدیث کے ہے کہ بیچ نہی کے وصل سے واقع ہوا ہی سنن ابی داؤد
مین آیا ہے ابی رمثہ سے کہ کہا سنداوس مرد کی کہ دریافت کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تکبیرہ اولی کو تا متصل ادا کرے سنت کو عمر رضی اللہ عنہ نے کاندھا اوسکا پکڑ کے ہلایا اور کہا کہ بیٹھہ
کسو واسطے کہ ہلاک نہین ہوئے اہل کتاب مگر وہ کہ نہ تھا بیچ نماز انکی کے فصل پس آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند کیا اس بات کو عمر رضی اللہ عنہ سے پس مختار فصل ہے بعض
ادعیہ اور اذکار مین مگر اولی وہ ہے کہ فصل کرے بعضے ادعیہ اور ادعیہ مختصرہ مین اور ادعیہ
اوکار دوسرے کہ طول رکھتے ہین بعد سنتون کے پڑھے اور ثابت نہین ہوا اوس حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فصل ساتھ اوس ذکر کے کہ مواظبت کرتے ہین اوسپر بیچ مساجد کے
مثل قراۃ آیۃ الکرسی اور تسبیحات اور مثل اوسکے حلوائی نے کہا ہے لا باس ہے پڑھنا
اوسکا درمیان فریضہ اور سنت کے اور یہ منافات نہین رکھتا ساتھ اولویت مذکورہ کے
کسو واسطے کہ مشہور اس عبارت مین اولویت خلاف اوسکے ہے اور بیچ خلاصہ کے کہا کہ جو سلام
امام ظہر یا مغرب یا عشا کا کہ بعد اونکے سنت ہے یا مکروہ ہے اوسکے مکث
قاعدا اور چاہیے کہ کھڑا ہو ساتھ تطوع کے اور تطوع نکرے بیچ مکان فرض کے بلکہ منحرف ہو طرف
سیدھے یا بائین ہاتھ کے یا پیچھے آوے اور اگر چاہے رکوع کرے ساتھ جگہہ اپنی کے واسطے تطوع

کے کہ افضل ہے اور اوس نماز مین کہ بعد اوسکے تطوع نہین مکروہ نہین ہے کہ اپنی جگہہ پر
رو بقبلہ بیٹھا رہے یا جاوے یا پھر کر بقصد قیام بیٹھے اگر مقابل اوسکی کوئی سبوت نہو اور سب برابر
ہین بیچ سنت کے ولیکن افضل رجوع طرف جاے نزول کے ہے واسطے تطوع کے ذکر ہذا کلہ فی شرح
ابن الہمام اور جو وارد ہوا ہے کہ تعجیل کرے واسطے سنت مغرب کے منافات نہین رکھتا ساتھہ پڑھنے کے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شیء قدیر دس بار جیسا کہ کہا گیا کہ اس قدر منافی
تعجیل سے نہین اور اگر بہت تعجیل مین ہے اس ذکر کو بعد سنت کے پڑھے کہ منافی ساتھہ عدیت کے فرض سے
نہین ہے جیسا کہ گذرا اور جو کہ بعضے آدمی آیۃ الکرسی سنت مغرب مین پڑھتے ہین مخالف سنت ہے کہ
پڑھنا قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کا ہے وصل بیچ بیان سجدہ سہو کے جان کہ سہو
اور نسیان اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ اقوال اور جو کچھہ کہ متعلق اوسکے ہے ساتھہ
اخبار اور ابلاغ کے جائز نہین باتفاق لیکن افعال کیا نماز مین اور کیا غیر نماز مین اختلاف ہے
مختار نزدیک اہل حق کے جواز اوسکا ہے اور درحقیقت شامل حکمت بالغہ الٰہی عز شانہ کا ہے بیچ باب عشیت
تشریع احکام کے اور پانے والا سعادت اقتدار پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور مجرد
تشریع حکمت کا نہین ہے کسواسطے کہ تشریع بدے اوسکے ممکن ہے جیسا کہ کہتے جو کہ سہو کرے سجدہ
اور سہو اوسپر لازم ہے جیسا کہ صورت شک مین ہے ولیکن یہ نکتہ ضمیمہ حصول سعادت اقتدا کا
تمام ہوتا ہے اور فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فراموشی دیا جاتا ہون مین جب تک
سنت پڑھون مین اور جو کچھہ بیچ خبر اور جزا اوسکی کے مشروع ہوا اور صاحب سفر السعادت
نے کہا کہ بیچ پانچ جگہہ کے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہو فرمائی نماز مین
تمام عمر مین اور سوا اسکے ثابت نہوا پہلی نماز ظہر تھی کہ پہلے تشہد مین اٹھے اور اوٹھہ کھڑے
ہوئے جو تمام کی نماز دو سجدے کیے بعد سلام پھیرا دوسرا وہ کہ ایک بار دوسری رکعت مین نماز
پیشین یا پیچ سے سلام پھیرا اور بات کی بعد اوسکے یاد آیا اور تمام کیا اور بعد سلام کے دو سجدے
کیے اور بعد دو سجدونکے پھیر سلام پھیرا اس حدیث مین سجدہ سہو بعد سلام کے تھا اور اسکو حدیث
ذو الیدین کہتے ہین کہ نام صحابی کا ہے اور حضرت سے پوچھا کہ کوتاہ ہوئی نماز یا بھول گئے آپ یا رسول اللہ
فرمایا کچھہ نہ تھا اور اس حدیث مین دو مشکلین ہین ایک وہ کہ یہ اخبار ہے برخلاف واقع اور اجماع

رکھتے ہین یا اوپر عدم جواز سہو کے بیچ اقوال اور اخبار کے اور خلاف بیچ افعال کے ہی اور شکلین دوسری
وقوع تکلم اور افعال دوسرے کے منافی صلوٰۃ ساتھ اتمام صلوٰۃ کے اور عدم استیناف اور جواب کی
شکلون پہلی سے وہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ میرے اعتقاد مین ایسا ہے نہ بیچ نفس الامر اور یہ حدیث صادق
ہے بلاشبہہ یا کنایہ ہے عدم شعور سے پس گویا کہا شعور نہین رکھتا ہون مین اور یہ بھی صادق ہے
فافہم اور جواب دوسری اشکال کا یہ ہے کہ تکلم اور اتیان ساتھ منافی کے بطریق سہو مفسد نہین اور
منع جواز بنا اور عدم استیناف نہین کرتا پوشیدہ نرہے کہ یہ مذہب حنفیہ کا ہی کہ نسیان عذر نہیں بیچ
نماز کے جاری نہین ہوتا اور یہ کہتے ہین کہ یہ قضیہ قبل رد ہونے کلام کے بیچ نماز کے تھا اور تحقیق وہ
ہے کہ بعد اوسکے ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ گفتگو سب ساتھ اشارہ کی تھی یہ نقول اور یہ قول
نہایت بعید ہی اور بھی کہتے ہین کہ یہ قضیہ برخلاف قیاس کے تھا پس مقتصر مورد ہے اور شرح
کنز الدقائق مسمے بحر الرایق مین کہا کہ کوئی قول شافعی کا ان شکلون سے نہ پایا مین نے اور
مذہب امام احمد کا وہ ہے کہ کلام اسمین بہت ہے مگر آنکہ کلام واسطے مصلحت نماز کے کرے جیسا
کہ گمان لیگیا کہ وہ تمام کر چکا ہی نماز کو بعد اوسکے معلوم ہوا کہ تمام نہین ہوئی ہے پس تمام کرے
اور یہ بھی تکلم ذی الیدین سے ہے اور بعضے صحابہ جواب نہین ہوتا اور کلام اس حدیث مین مرا ہی
اور شیخ ابن حجر نے شرح بخاری مین ستفنا اوسکی کی ہے تنبیہ ایک روز نماز پڑھی اور نماز سے باہر
آئے ایک رکعت رہی تھی جو مسجد سے باہر آئے طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ پیچھے آنحضرتؐ
کے باہر آئے اور کہا یا رسول اللہ ایک رکعت فراموش کی آپ نے پس مسجد مین رجوع کیا
اور بلال کو فرمایا کہ اقامت کہے اور ایک رکعت کہ فراموش کی تھی پڑھی اور سلام پھیرا اور پھر
اور اس حدیث مین ذکر سجدہ سکوت عنہ کا ہی شاید کہ مقام اقتضا اوسکے کا نکیا اور نزدیک
شافعی کے سجدہ سہو واجب نہین بلکہ سنت ہے اور شمنی نے کہا کہ نزدیک بعضے حنفیہ کے
بھی سنت ہے اور شرح ابن الہمام مین بعضی حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ کہا سنت ہے نزدیک عام
اصحاب کے یا واللہ اعلم چوتھی بار نماز ظہر پڑھی اور ایک رکعت زیادہ کی صحابہ نے کہا کہ نماز مین ایک
رکعت زیادہ ہوئی فرمایا کس سبب سے کہا پانچ رکعتین پڑھین اوس وقت دو سجدے کیے سہو کے اور
سلام پھیرا اور اوسپر اقتصار کیا اور بیچ آخر اس حدیث کے ہے کہ انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون الحدیث

اور یہ مذہب حنفیہ کے تفصیل یہ اس صورت کے مذکور ہی فقہ میں پانچویں پھر ایک بار نماز عصر میں تین رکعت پڑھیں اور گھر تشریف لیجے صحابہ پیچھے ہوئے اور اعلام کیا طرف سہو کے پھر ادا ایک رکعت ادا کی اور سلام پھیرا اور بعد سلام کے دو سجدے کیے اور دوسری بار سلام پھیرا اس پانچ جگہ سہو فرمائی اور مجتہدوں نے دوسری جگہہ سوای ان پانچ مقام کے اوسپر قیاس کیا ہے داؤد ظاہری کہ امام اہل ظواہر سے ہی اور اصحاب ظواہر کہ ایک قوم ہی کہ ظواہر نصوص پر عمل کریں اور غیر منصوص کو اوسپر قیاس نکریں اور قیاس کا انکار کریں کہتے ہیں کہ سجدہ نہیں کرتے الا ان پانچ جگہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور سوای ان مقام کے اگر سہو کریں سجدہ نکریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض جگہہ میں سجدہ سہو پہلے سلام سے کیا اور بعضوں میں بعد سلام کے جیسا کہ سیاق حدیثوں سے معلوم ہوا اور امام شافعی سب میں پہلے از سلام کرتے ہیں ساتھ ترجیح حدیثوں وارده کے اس باب میں یا بدعوی منسوخی اور امام ابو حنیفہ سب کو بعد سلام کے کرتے ہیں ساتھ ترجیح اس حدیث کے اوپر ادعا اوسکی کے اور کتب سنت میں عبد اللہ بن مسعود سے آیا ہے کہ سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد سلام کے یا ساتھ اوس حدیث کے کہ روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد اور عبد الرزاق نے ثوبان سے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکل سہو سجدتان بعد ما یسلم اور قول قوی ہی فعل سے جیسا کہ اصول فقہ میں ثابت ہی خصوصاً نزدیک تعارض فعلین بالقیاس کے جیسا کہ مذہب انکا ہے رجوع ساتھ قیاس کے نزدیک تعارض حدیثوں کے کسواسطیکہ سجدے سہو کے مکرر نہیں ہوتے بعد سلام کے چاہیے کرنا اگر سہو سلام سے بھی واقع ہو جبر کیجاوے ساتھ اوسکے کذا قال الشمنی اور بھی کہا ہی کہ قول سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور ابن عباس اور ابن الزبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہی لیکن شک نماز میں آنحضرت کو ہرگز نتھا اس طریق پر کہ تردد میں پڑتے ممکن نہیں کہ چند رکعت نماز پڑھے اور کسی طرف جزم نہو سکے اور صورت نسیان میں جزم رکھتا ہی ایک طرف اگرچہ خلاف واقع ہی لیکن اوسکو مقرر نہیں رکھتے البتہ جو جہہ اصل اور نفس الامر ہی اوسکو یاد دلوادی جاتے اور صورت شک اور تردد میں متحیر ہے اور بالفرض بجہت غلبہ اور استغراق اور توجہ کے کبھی نسیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور میں

ہوا مگر شک پیدا نہین ہوا اور فرماتے تھے کہ وہ شیطان سے ہی جیسا کہ حدیث متفق علیہ ہین کہ ابی ہریرہ رضے سے آئی ہے کہ فرمایا جو نماز پڑھے کوئی تم سے آتا ہی اوسکے پاس شیطان یعنی ابلیس اور تخلیط کرتا ہے اوسپر اور بیچ التباس اور اشتباہ کے ڈالتا ہے یہانتک کہ نہین جانتا کب تک کہ پڑھین ہین اور اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شک نماز مین ہرگز واقع نہوا مگر واسطے تعلیم کے حکم اوسکا خاص امت کو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شک مین پڑے اور معلوم نکر سکے کہ تین رکعت ادا کین یا چار مثلا چاہیے کہ بنیاد اوپر یقین کے رکھے اور شک کا اعتبار نکرے اور موافق اوسکے تردد اور قرار دیوے اس صورت مین اوپر اوسکے کہ تین پڑھی ہین اور پڑھنا تین کا یقین ہے اگر چار پڑھی ہون اور سجدہ سہو کرے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ تحری کرے اور جس طرف گمان غالب ہو بنیاد اوسپر رکھے خواہ ساتھ تھوڑے کے یا بہت کے اور اگر گمان غالب ایک طرف ہو بنیاد یقین پر کرے اور بعضے آدمی اس حکم مین اس امام اجل پر طعن کرتے ہین کہ خلاف حدیث کے کہا کہ حاکم ہے نہ بنا اوپر عقل کے اور نہ جانا کہ بنا اوپر ظن غالب کے ایک اصل مقرر ہے بیچ شرع کے کہ اس حدیث مین اوسکو طے کیا جس طرح کہ بیچ اشتباہ قبلے کے اور سوائے اوسکے ہی اور بھی صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا شک احدکم فلیتحر الصواب ولیتم علیہ کذا قال الشمنی اور جامع الاصول مین ابن مسعود سے بروایت نسائی لاتا ہے وہم فے صلوٰۃ فلیتحر الصواب ثم یسجد سجدتین بعد ما یفرغ ہو جالس اور ترمذی نے کہا کہ بعضے عالم درصورت شک کہتے ہین اعادہ کرے نماز کو انتہی اور مذہب امام ابوحنیفہ کا وہ ہے کہ اگر اول بار شک مین پڑا ہے یعنے شک عادہ اوسکا نہین ہوا ہی اعادہ کرے اور نہین تو تحری کرے اور اگر بعد تحری غلبۂ ظن بیچ ایک طرف کے نہ پڑے بنا اوپر عقل کے رکھے اور امام محمدؒ نے اپنے موطا مین کہا کہ نشانات درباب تحری غالب ظن کے بہت ہین اور کہتا ہے کہ اگر ایسا نکرے پھر نجات سہو اور شک سے دشوار ہوا اور اعادہ مین درصورت کثرت شک کے اور اعتبار اوسکے سے حرج تمام ہے اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کہتے ہین مطلقا خواہ ظن غالب اوپر ایک طرف کے پڑے یا دونون برابر ہون بنا اوپر یقین کے رکھے اور شرح مشکوٰۃ مین تحقیق اسکی کی گئی ہے فتدبر

وصل بیچ سجدۂ تلاوت

کے اختلاف کیا ہے عالمون نے حکم سجدۂ تلاوت مین آئمہ ہمارے اسپر ہین کہ واجب ہی اور
امام شافعی اور مالک اسپر ہین کہ سنت ہی اور کرنا بہتر ہے نہ کرنے سے اور ایک روایت مین
امام احمد سے بھی واجب ہی اگر نماز مین ہو اور سوا ہی اوسکے واجب نہین حجت آیات اور
احادیث کی ہی کہ مذمت ترک اوسکے مین واقع ہوئین اور تاکید اور مبالغہ کہ ادا ے اوسکے مین
وارد ہوئی ہین اور بھی کہتے ہین کہ سجدہ جزو صلوٰۃ ہی کہ بجہت تخفیف کے اختصار اوسپر او سکو
کیا ہے پس فرض ہو جیسا کہ بیچ قیام نماز جنازے کے ہے ولیکن جو دلیلین اوسکی قطعی نتھین
ساتھ وجوب کے قائل ہوئے ہم بیچ تمسک ائمہ کے دوسری حدیث زید بن ثابت کی ہے
کہ کہا سورۂ والنجم کو پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پڑھا آپنے سجدہ نکیا اور جواب
اوسکا یہ ہی کہ وجوب سجدہ تلاوت کا فوراً نہین شاید کہ دوسرے وقت کیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا
ہی کہ قراءت وقت مکروہ مین واقع ہوئی ہو یا سجدہ نکیا بجہت بیان جواز تاخیر کے یا یہ مخصوص
بیچ سجدۂ والنجم کے ہو کہ اوسمین اختلاف ہے واللہ اعلم اور طہارت شرط ہے سجدۂ تلاوت
مین اور کسی آدمی سے کچھ خلاف اوسمین منقول نہوا لیکن ایک روایت مین ابن عمرؓ سے آیا ہی
کہ بے وضو بھی کرتے تھے اور کوئی عالم اس حکم مین موافقت اوسکی نہین کی الا شعبی اور
بیہقی نے بسند صحیح نافع اور ابن عمرؓ سے روایت کی کہ کہا سجدہ نکرے مرد مگر اوپر طہارت کے
اور کل گروہ ہوئی ہین درمیان ان دو روایت کی کہ مراد طہارت کبری سے ہی یا دوسری
بیچ حالت اختیار کی ہی اور اول بوقت ضرورت کے اور بھی کہتے ہین کہ کبھی راہ مین جاتے تھے
اور اشارے سے سجدہ کرتے تھے اور بغیر سمت قبلے کے بے وضو گذرتے اور بعضے سلف اسپر
بھی گئے ہین کہ سجدۂ تلاوت کا واجب نہین مگر اوسپر سامع کے نہ اوپر قاری کے یعنے اگر
اتفاقاً بے قصد آیت سجدہ کان مین پہونچے کسیکے سجدہ واجب نہو اور بعضے کہتے ہین کہ اگر
قاری نے سجدہ نکیا سامع پر بھی واجب نہو گویا قاری حکم امام کا نسبت سامع کے رکھتا ہی اور اوسکو
امام مالک سے بھی روایت کرتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وجوب اوپر خواہش کے ہے کہ
پڑھنے والا قصد پڑھنے کا کرے نہ موافق قصہ اور حکایت کے جیسا کہ قصہ خوان پڑھتے ہین اور
مذہب ہمارا اور مذہب سب اماموں کا یہ ہی کہ واجب ہی اوپر قاری اور سامع کے مطلقاً موافق

شرائط نماز کے اور وہی مختار ہین اور نزدیک ہمارے قبل سجدہ اور بعد سجدہ تکبیر کہین اور دونون
مندوب ہین اور نہ واجب اور ابن مسعود سے ایسا مروی ہے اور نزدیک بعضون کے سلام
بھی ہے لیکن تشہد نزدیک کسی کے نہین اور اگر کھڑا ہوا اور سجدہ مین جاوے اولی اور افضل ہے
اور تسبیح اس سجدے کی وہی تسبیح سجدہ نماز کی ہے سبحان ربی الاعلی کسواسطے کہ نماز افضل
احوال اور بلند مقام سے ہی پس تسبیح سجدے اوسکے کی افضل اور بہتر ہے اور اگر سجدہ تلاوت
بیچ نماز کے پڑہے بیشک یہ تسبیح کہ خصوصًا نزدیک حنفیہ کے دعا سجدہ نماز نہین کرتی اولی ہووے گا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ بحولہ وقوتہ
اور حدیث ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی مین آیا ہے کہ کہتے تھے اسکے تئین سجود قرآن مین رات کو
کہتے یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور بعضے کہتے ہین یہ دعا پڑہے رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اور
بھی نزدیک بعضون کے سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا اور قرآن مین اسکے تئین ساجدون
سے حکایت کی کہ نزدیک تلاوت کے سجدہ کرتے ہین اور ایسا کہتے ہین اور بہت ایسا ہوتا کہ
سجدے مین اس دعا کو پڑہتے اور فرماتے اللہم احفظ عنی بہا وزرا واکتب لی بہا اجرا واجعلہا لی عندک
ذخرا وتقبلہا منی کما تقبلت من عبدک داؤد اور ترمذی ابن عباس سے لائے ہین کہ ایک مرد
پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا کہ آج کی رات کو خواب مین دیکھا مین نے کہ ایک درخت
کے پیچھے نماز پڑہتا تھا مین اور جو سجدہ کیا مینے درخت بھی سجدے مین آیا اور یہ دعا پڑہی اور
کہا ابن عباس نے پس پڑہی آنحضرت نے آیت سجدہ کے تئین اور سجدہ کیا اور پڑہا اس
دعا کو کہ اوس مرد نے خواب دیکھا اور درخت سے نقل کی قال الترمذی ہذا حدیث غریب
اور حدیث بخاری مین ابن عباس سے آیا ہے کہ کہا سجدہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ساتھ سورۂ نجم کے کہ آخر آیہ مین سجدہ رکھتا ہے اور سجدہ کیا ساتھ اوسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مسلمانون اور کافرون اور جن اور انس نے مراد یہی جن اور انس ہین کہ اوس
مجلس مین حاضر تھے بطریق تکریر اور تاکید یا جو روی زمین پر آدمیون اور پریون سے تھے واللہ اعلم
اور کہا ہے کہ سجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے امتثال حکم الہی تعالی کے تھا ساتھ
سجدون اور شکر گزاری نعمتون بزرگ اوسبحانہ کے کہ معدود ہین بیچ پہلے سورے کے اور سجدہ مسلمانو

واسطے متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ فرمانبرداری حکم اور اتیان نسک کے اور سجدہ
مشرکون کا بجہت سنانے اسماء الہیہ انہونکے تعالات اور عزی سے کہ اس سورہ مین مذکور ہین
یا واسطے ظہور قہر سلطان کبریائی اور عظمت آلہی تعالی شانہ اور بلندی نور بزرگی اور عزت صادق
اور حقانیت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسا کہ تاب و طاقت اختیار انہونکا
باطل ہوئی اور سجدہ ن اور انکار اور غرور سے محو اور مضمحل ہوئے مگر دو آدمیون سے کہ نہایت
شقی اور بدترین قوم کی تھے کہ ایک کف مٹی کی اور پیشانی اپنی پر لگائی اور کہا اس قدر بہت ہے
اور وہ ایک اشقیاؤن قریش سے تھے کہ جہنم واصل ہونے اور اس جگہہ قصہ ہے وضع کفار اور
منفریون انہون سے کہ بعضے ارباب سیر اور تواریخ سے کہ الفت کیے گئے ہین اور جمع کرنیوالی ہین خ کر
ناہوگے اور قصے عجیب لائے ہین اور علمائے محدثین نے حکم ساتھہ بنائی اسکی کے کیا ہی اور ابطال اس
گروہ کا کیا ہی اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزدیک ذکر نامون لات اور عزی
کے اور مناجات مدح انہونکے کیا اور کہا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترجی اور وہ سہوا پر
زبان آنحضرت کے گئی یا شیطان نے باواز بلند مشابہ آواز اوس جناب کے اوسکو اپنی
طرف سے پڑھا اور مشرکون نے اوسکو سنا اور سجدہ مشرکون کا اس جہت سے تھا کہتے تھے کہ اب
محمد نے مدح ہمارے خداؤنکی کی ہمکو ساتھہ اوسکے کوئی نزاع نہی ہم جانتے ہین کہ خالق زندہ
کرنے والا اور مارنے والا بڑا قدیم رزاق ایک ہے یہ بتان شفاعت کرنیوالے ہمارے ہین
اور محمد خود ثبوت شفاعت واسطے انکے کرتا ہی پس جبرئیل آئے اور خبر دی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو القاء شیطان سے پس غمگین ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالے نے واسطے
تسلی اونکی کے نازل کیا اس آیت کو وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی
الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم یعنے نہین بھیجا
ہمنے کوئی رسول اور نبی مگر جب تمنا کی اوسنے القا کیا شیطان نے اوسکی خواہش مین پس مٹا
دیا اللہ نے جو کچھ کہ اوس شیطان نے القا کیا حکم کرتا ہی اللہ اپنی نشانیون کے ساتھہ اور
اللہ دانا حکمت والا ہی اور یہ قصہ عقلا اور نقلا باطل ہے اور موضوع ہے اور خاص اس
آیت کی تفسیر دوسری ہے کہ جسمین اس قصے کا ذکر نہین ہے وصل سجدہ شکر مین آگاہ ہو

کہ عالموں نے اختلاف کیا ہی سجدہ مفردہ مین جو نماز سے باہر کرتے ہین اس بات کا کہ آیا جائز ہے اور مسنون ہے اور عبادت باعث قرب الہی جلشانہ ہی یا نہین بعضون کے نزدیک بدعت ہے اور حرام ہے اور نہین ہے کوئی اصل اوسکے لیے شرع مین اور بعضونکے نزدیک جائز اور مسنون ہے اور بعضے حنفی یون نقل کرتے ہین کہ جائز مع الکراہیت ہے اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ سجدہ خارج نماز مین کئی قسم پر ہے ایک سجدہ سہو ہے کہ وہ خود بیچ حکم سجدہ نماز کے ہے دوسرا سجدہ تلاوت ہے اس مین کوئی خلاف نہین ہے اور دوسرے سجدہ مناجات ہی نماز کے بعد اور اکثرون کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی مکروہ ہے اور سجدہ شکر ہے بروقت حاصل ہونی نعمت کے اور دفع ہونے بلیت کے اور اس جگہہ پر اختلاف ہی امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہی اور قول احمد رح اور ابی یوسف کا بھی یہی ہی اور حدیثین اور آثار اس باب مین بہت سے آئے ہین جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ رح اور امام مالک رح کے سنت نہین ہی بلکہ مکروہ ہے اور یہہ فرماتے ہین کہ نعمتین اللہ کی بے انتہا ہین اور بندہ اوسکے ادائے شکر مین عاجز ہی پس تکلیف ساتھہ اوسکے اگر بطریق سنت اور استحباب کے ہو وے ہی طرف تکلیف مالایطاق کے ہوگی اور کہتے ہین مراد سجدے سے جو شکر نعمت کے باب مین بیچ حدیثین کے واقع ہوا ہی نماز ہی کہ اوسکو تعبیر بسجدہ کیا ہی یا منسوخ ہی لیکن جو لوگ کہ اوسکے قائل ہین وہ مراد نعمت عظیمہ رکھتے ہین جو کبھی کبھی ظہور مین آتی ہی ہر نعمت اور سنت مین بھی یہی واقع ہوا ہی اور کہتے ہین کہ سجدہ سے نماز مراد لینا ظاہر کے خلاف ہے اور جو بعضے خلفاء راشدین سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سجدے کا کرنا منقول ہے پس اوسکے منسوخ ہونے کا قائل ہونا درست نہوگا اور ایک قسم سجدے کی دوسری ہی کہ اوسکو سجدہ تحیت کہتے ہین اور بعضی روایات فقہیہ مین اوسکی رخصت بھی واقع ہوئی ہے اور مختار کراہیت اور حرمت اوسکی ہی اور بیچ سند امام احمد اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد کے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب آتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین کوئی ایسی چیز کہ آپ خوشحال ہو جاتے تو وسے مبارک جھکا دیتے اور سجدہ کرتے خاص خدا تعالی کو واسطے شکر گزاری حق جلشانہ کے اور حضرت انس رض سے بھی ایسے ہی مروی ہے اور بیہقی نے صحیح سندون کے

ساتھہ روایت کیا ہی کہ جب مکتوب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا یمن سے متضمن اسبات پر پہونچا کہ قبیلۂ ہمدان سلام لائے اوسی دم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدۂ شکر بجالائے اور اوس قبیلے کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا السلام علی ہمدان السلام علی ہمدان اور عبداللہ بن عوف روایت کرتے ہین کہ جب بشارت ربانی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی کہ جو شخص ایک بار درود تم پر بھیجیگا خدایتعالی اوسپر دس رحمتین بھیجیگا اور جو ایک بار سلام کہیگا خدایتعالی اوسپر دس سلام بھیجیگا اوس وقت آپنے شکر اس نعمت کا ادا کیا اور سجدہ نہایت طولانی کیا کہ دیکھنے والیکو گمان ہوا شاید روح پاک آپکی آسمان کی طرف متوجہ ہوئی اور جسم اطہر سے مفارق ہوئی اور ایکبار ایک شخص چھوٹے قدوالے اور حقیر اور ضعیف الحرکت اور ناقص الخلقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور سجدۂ شکر کیا اور سوا اسکے بھی حدیث مین آیا ہے اور صحیح مین بھی آیا ہے کہ جب سر ابوجہل لعین کا لوگ لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور فرمایا مات فرعون ہذا الامۃ یعنے مرگیا فرعون اس امت کا اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین پڑھین اور یہ روایت ناظر ہی بیچ صحت تاویل کرنے سجدکے ساتھہ نماز کے جس طرح پر کہ امام ابی حنیفہ رح اور امام مالک رح نے تاویل کی ہی اور بیچ اخبار کے آیا ہی کہ جب کعب بن مالک کو بشارت توبہ کی حق تعالی کی طرف سے ہوئی سجدۂ شکر کیا اور وہ کبار صحابہ اور شعرا اسلام مین سے ہین اور یہ ایک اون تین آدمیون مین سے ہین جو غزوۂ تبوک مین پیچھے ٹھہر گئے تھے اور پروردگار جلشانہ نے اپنی رحمت سے اونکو توبہ نصیب کرائی چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہی وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم الخ اور یہ قصہ طول اور طویل ہے اور اچھے قصون مین سے ہے اور سفر السعادت کی شرح مین اسکو ہمنے ذکر کیا ہے اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خبر مسلمہ کذاب کے قتل ہونیکی سنی سجدۂ شکر کیا اور اسکا قصہ مشہور ہے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جب ذو الثدیہ کو جو خارجیونکے رئیسون مین سے تھا مقتول دیکھا سجدہ شکر کا کیا اور قصہ اسکا اور حال خارجیون کا حدیث کی اور سیر کی کتابونمین مذکور ہی اور کچھہ تھوڑا سا اوسمین سے بیچ شرح سفر السعادت اور شرح مشکوۃ کے ذکر کیا گیا ہے وصل بیچ ذکر نماز جمعہ کے مشہور جمعہ مین ضم جیم

کا اور سکون میم کا اور ریش اوس میم کا ہی اور سیوطی نے ساتھ فتح میم کے بھی کہا ہی اور زجاج نے زیر اوس میم کا بھی نقل کیا ہی اور قرآن مجید کی ساتوں قرأتوں مین ساتھ ضمہ میم کے ہی اور سکون میم کا قرأت شافہ سے ہے اور اس روز کو جاہلیت مین عروبہ ساتھ فتح عین اور ضمہ رے کے اور بائے موحدہ کے بولتے تھے اور جمعہ اسلام کا نام ہے بوجہ جمع ہونے آدمیون کے اوسدن نماز پڑھنے کیواسطے جیسا کہ کہا گیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ ایام جاہلیت کا قدیم نام ہی اور جاہلیت ہی مین اوسکے نام کو بدلدیا ساتھ جمعے کے بسبب جمع ہونے پیدایش کے اوسدن مین یا بوجہ اسکی پیدایش آدم ع کی اوسدن مین تمام ہوئی جیسا کہ ہفتے کے سب دنونکو بدل دیا ہی فائدہ قدیم نام ہفتے کے یہ تھے اول اہون جبار دبار مونس عروبہ شیار اور یہ روز جاہلیت کے زمانے مین بھی ایک شرف اور بزرگی رکھتا تھا اور زمانۂ اسلام مین بسبب فضیلتون اور خصایصون کے ایک امتیاز جداگانہ پایا اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ گمراہ کیا خدا تعالی نے روز جمعہ سے اون لوگون کو جو ہم سے پہلے تھے اور مراد ان سے یہود اور نصاری ہین اور خاص یہودیون کا یوم سبت یعنے شنبہ تھا اور نصاری کا یوم احد یعنی یکشنبہ تھا پس لایا حق تعالی ہمکو اور پیدا کیا ہم مسلمانونکو پھر راہ بتائی ہمکو ساتھ جمعے کے اور گمراہ کیا یہود اور نصاری کو روز جمعہ سے اس طور پر کہ حکم کیا انکو عبادت کرنیکا اور جمع ہو کر نیکا اس دن مین ساتھ عبادت شکر اور نعمت کے پس انھون نے مخالفت کی اور تمرد اختیار کیا اور انکار کیا اور اختیار کیا یہودیون نے اوسکے بدلے ہفتے کو اور اوسکی علت یہ ٹھہرائی کہ یہ روز پیدایش کی انتہا کا ہی اور دن ہی صانع کی فراغت پانیکا آفرینش سے پس خلق کو بھی چاہیے کہ سب شغلون سے پھر کے متوجہ اور مشغول عبادت مین ہون اور کہا نصارے نے کہ اتوار کا دن آفرینش کے شروع ہونیکا وقت ہے پس یہ تعظیم کرنیکے لیے اور شکر نعمت اور عبادت کرنیکے لیے سزاوار زیادہ ہی اور اکثر اس بات کے قائل ہین کہ حق تعالی نے روز جمعہ بالتعیین ان پر فرض نہین کیا تھا بلکہ حکم فرمایا تھا اوس دن کے استخراج کرنیکا اور ٹھہرانیکا اپنی فکر اور اجتہاد سے کہ دریافت کرین کہ وہ کونسا دن ہی پس دریافت کیا یہودیون نے روز شنبہ کو اور نصارے نے روز یکشنبہ کو ساتھ اوس علت کے جو مذکور ہوئی ہی اور اس قیاس پر بیچ ہدایت دینے مسلمانون کے ساتھ جمعے کے دو معنی ہین ایک تو یہ ہین کہ اون پر جمعہ فرض

کیا گیا ہے اور حکم کیے گئے ہین ساتھ اوس دن کے بقول اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا اذا نودی
للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الخ یعنی اے ایمان والو جب پکارے جاؤ تم نماز کے لیے جمعہ کے دن
پس سعی کرو اللہ کے ذکر مین اور ہدایت کی اور گمراہ کیا انکو ساتھ انکار کے یہود اور نصاری کے اور
دوسرے بھی ہدایت کی حق تعالی نے انکو اس روز دریافت کرنمین ساتھ فکر اور اجتہاد کے اور کہتے ہین
کہ اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا ہی عبادت کے لیے اور جو پیدایش اسکی جمعہ کے دن ہی پس عبادت
اوس دن اولے اور انسب ہو گی اور ایک چیز حق تعالے نے سب دنون مین پیدا کی ہی کہ جس سے انسان
فائدہ اوٹھاتا ہی جمعے کے دن ہین ذات اوس شخص کی پیدا کی ہی اور شکر نعمت وجود کا اور بہتر اور اچھا
ہوتا ہے شکر نعمتون سے جو خارج ذات سے ہین اور ظاہر اس جگہ پہلے معنی ہین بلکہ یہود اور
نصاری کے باب مین بھی لیکن ابن حجر صحیح بخاری کی شرح مین کہتا ہے کہ جمع ہوئے انصار
مدینہ منورہ مین قبل تشریف لانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن شریف کے جمعہ کے
باب مین اور کہا اونھون نے چونکہ یہودی اور نصاری کے لیے ایک روز ہی کہ اوسمین وہ جمع ہوتے
ہین بیچ ہر ہفتے کے واسطے عبادت کی پس ہم بھی ٹھہرائین ایک ایسا دن کہ اوس دن جمع ہون
اور ذکر کرین اپنے مالک برتر کا اور نماز پڑھین اور بجا لائین اوس دن شکر اور عبادت کو پس
یوم العروبہ کہ وہ نام قدیم روز جمعے کا ہے ٹھہرایا اوسکو عبادت اور شکر نعمت کے لیے
اگرچہ ساتھ ان خصوصیات کے جو نماز جمعہ مین نہ تھی بعد اوسکے قرآن نازل ہوا ساتھ اون خصوصیات
کے اور اس قدر تقریر مطلب مین کافی ہے فتدبر اور بیچ حدیث اوس بن اویس کے آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمھارے تمام بہتر دنونمین سے دن جمعہ کا ہے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر دن بہت ہین مثل روز عرفہ اور عیدین کے اور مثل اسکے اور دن
جمعہ کا ایک اونھین تمام دنون مین سے ہی اور اختلاف ہی عالمون کا جمعہ کے دن مین اور عرفہ کے
دن مین اس بابکا ان دونمین سے کونسا دن افضل ہے بعضون نے کہا ہی کہ روز جمعہ افضل ہی
ساتون دنون سے اور عرفہ جمعہ دن سے افضل ہے اور اس بات سے کچھ حاصل نہین ہوتا ہی
فتامل اور ایسے ہی اختلاف ہی علما کا شب جمعہ مین اور شب قدر مین امام احمد رح نے کہا ہی کہ جمعہ
کی رات افضل ہی کیونکہ علوق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم آمنہ رض مین جمعے کی راتکو ہوا ہی

اور ایام منا مین تھا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدایش کے باب مین آئیگا انشاء
اللہ تعالے اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ سردار سب دنونکا جمعہ کا دن ہی جمع ہوئی ہو اوسدن
خلق عالم بھر کی اور پیدا کیے گئے ہین حضرت آدم علیہ السلام جمعے کے دن اور داخل کیے گئے بہشت
مین جمعے کے دن اور زمین پر اوتار دیے گئے جمعے کے دن اور وفات پائی حضرت آدمؑ نے جمعے کے
دن اور اسی دن برپا ہوگی قیامت اور اسیدن مین ہی صور پھونکا جائیگا اور اسی دن
ہونگے بیہوش مقصود اس ذکر سے واقع ہونا بڑے امور کا ہے جو واقع ہوئی ہین اس دن مین
یا بسبب اس بات کے نکلنا حضرت آدمؑ کا اور آنا حضرت آدمؑ کا اس عالم مین بہت سی حکمتون کو
شامل ہے جو حصر مین نہین آسکتی ہین اور موت پہونچانے والی رب العزت کی جوار قدس مین اور
قائم ہونا قیامت کا پہونچا دینیوالا ہے طرف نعمتون جنت کے اور ظہور مواعید حق تبارک تعالے
کے اور خصائص اور فضائل روز جمعہ کے بہت سے ہین ایک یہ ہی کہ جمعے مین ایک گھڑی ہی کہ جو کچھ
اوس مین خدا یتعالی سے مانگے پائے اور عالمونکو جو صحابہ مین سے ہین اور تابعین کو اور جو اونکے بعد
والے ہین خلاف ہی دو قول پر بعض کہتے ہین کہ وہ زمان کرامت نشان رسالت کے خواص مین سے تھا
اور بعد اوسکے جاتا رہا اور قول رد کیا گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
لوگون نے پوچھا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ وہ ساعت روز جمعہ کی جسمین دعا قبول ہوجاتی ہے
اوٹھالی گئی لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون کہتا ہی وہ گھڑی اب تک ہر روز جمعہ
مین موجود ہی اور قول دوسرا یہ ہی کہ جیسے کہ زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین وہ ساعت
تھی ویسے ہی اس وقت مین بھی باقی ہی اور یہ قول صحیح ہے لیکن اس جگہہ پر بھی دو قول واقع ہوئے ہین
بعضے کہتے ہین کہ اوس ساعت کو پوشیدہ رکھا ہے اور چھپا دیا ہے جس طرح سے شب قدر اخیر
کو عشرے مین ہے اور اکثر اسکے قائل ہین کہ متعین ہے اور اس مقام مین متعدد قول زیادہ
تیس قولون سے کئے ہین اور شیخ حجر عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین نسبت اوسکے ساتھ
قائلین کے ذکر کیا ہے یعنے فلان فلان اسکے قائل ہین اور ادسکی دلیلین لائے ہین اور ترجیح تصحیح
اور تضعیف اور رفع اور وقف اوسکا بیان کیا ہے اور اوسمین تطبیق دی ہے اور مین نے
سفر السعادت کی شرح مین اوسکو نقل کیا ہے اور راجح تر دو قول ہین اول تو یہ کہ

امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے نماز کی تمامی تک ہی دوسرے یہ ہی کہ اخیر ساعت روز کی ہے
اور پھر عالمون کے اختلاف ایک قول کے اون دو تو نین سے دوسرے قول پر ترجیح دینے
مین اکثر ترجیح قول اخیر کو دی ہی اور حدیث واردہ سے اوسکی تقویت اور تاکید کی ہی اور صاحب
سفر السعادت نے کہا ہی کہ سنن سعید بن منصور مین ساتھ صحیح سندونکے ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن
عوف سے آیا ہی کہ ایک جماعت صحابہ کی جمع ہوئی اور اس ساعت کے تعین مین بحث کی اور اوس
مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوئی اور کسینے اونمین اختلاف اس باب مین نکیا کہ وہ ساعت آخر روز کی ہی اور
حضرت فاطمہ زہرا رضہ سے نقل کرتی ہین کہ آپ اپنی خادم کو جمعہ کے آخر روز مین منعت دیتی تھین تاکہ دیکھے
اور خبر دے اونکو آخر ساعت سے اور جب وہ خبر دیتا تو مشغول ہوتین حضرت فاطمہ رضہ دعا مین اور ایک روایت
غروب کے وقت کی آئی ہے واللہ اعلم اور روز جمعہ کے خصائص سے ایک یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر اس روز درود بھیجنا مقام اجابت اور قبول مین پہونچتا ہی دوسری یہ ہی کہ اس دن مین ایک نماز ہی
جو بزرگ تر ہی اسلام کے فرضون سے اور سستی کرنا اوس نماز مین باعث دل پر مہر ہونیکا اور لکھے جانیکا
تمام منافقونمین ہی یعنے منافقونمین سستی کرنیوالا شمار کیا جاتا ہی اور غسل اوسدن سنت موکدہ ہی
اور ایک گروہ کے نزدیک واجب ہی اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور کپڑے بدلنا اوسدن مستحب
زیادہ اور روزون سے اور تجمیر مسجد یعنے خوشبودار کرنا اوسکا جمعے کے دن نزدیک ایک عالمونکی
جماعت کے مستحب ہی اور نفلین پڑھنا جمعے کے دن وقت استوا کے مکروہ نہین ہی اور ابو قتادہ
رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہی کی ہی نماز کی ٹھیک دوپہر مین مگر بیچ روز جمعہ کے
اور فرمایا ہی کہ دوزخ کو دوپہر کے وقت جلاتے ہین مگر روز جمعہ مین اور یہی باعث ہی کہ اہل فجور وفسق
روز جمعہ مین اور شب جمعہ مین ارتکاب معاصی سے پرہیز کرتے ہین اور ظاہر ہوتے آثار رحمت کے بیچ اوسدنکے اور یہ روز
احتیاز کیا گیا ہے واسطے گریہ وزاری بندونکے اور زیادتی اسکو تمام دنونپر ہی جیسے کہ زیادتی رمضان
کے مہینے کو ہی تمام مہینونپر اور مقبولیت ایک گھڑیکو بیچ اسدن کے مثل شب قدر کی ہی جو واقع ہوئی ہی
رمضان مین اور روز جمعہ عید ہی مسلمان کے لیے جو ہر ہفتے مین مکرر ہوتی ہے اور حدیث مرفوع مین
آیا ہی یوم الجمعہ سید الایام واعظمہا عند اللہ من یوم الاضحیٰ ویوم الفطر یعنے جمعہ کا دن سردار ہی
سب دنونکا اور بزرگ تر ہی اللہ تعالے کے نزدیک عید کے دن سے اور بقر عید کے دن سے اور

جو شخص پیدل جائیگا جمعے کی نماز کے لیے ایک سال کی نماز اور روزیکا ثواب پائیگا اور یہ
گناہونکے کفاریکا دن ہی اور آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اور تمام مخلوق جمعے کے دن ڈرتی
ہی بجہت اوس علم سے جو حق تعالی نے انکو دیا ہی قیامت کے واقع ہونے سے اوسدن میں اور تمام جن
اور انس جنکے اوپر پردہ پڑا ہی واسطے قیام تکلیف اور ایمان بالغیب کے اور روحین مومنونکی
نزدیک ہوتی ہین جمعے کے دن اپنی قبرون سے اور زیارت کرنیوالونکو پہچانتی ہین اور سب دنون
کے پہچاننے سے زیادہ اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ہر اول روز مین یہ شناخت اوس روز
کے آخر سے زیادہ ہوتی ہی اور اس سبب سے زیارت قبور کی اس دن مستحب زیادہ ہی اور عادت
لوگون کی حرمین شریفین مین اسی طرح پر ہے اور جمعے کے دن روزہ رکھنا اکثر عالمونکے
نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ عید کا دن ہی اور عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہی اور امام ابحنیفہ رح
اور امام مالک سے روایت ہی کہ مکروہ نہین ہے اور یہ دن خاص کیا گیا ہے واسطے جمع ہونے
مومنون کی وعظ اور ذکر کرنیکے لیے بطریق وجوب کے خطبہ عید مین سنت ہے اور وارد ہوا ہے
کہ اکٹھا ہوتی ہین جمعے کے دن روحین ذکر کیا ہے اوسکو ابن القیم نے بیچ کتاب الہدی کے
اور جیسے کہ تخصیص روز جمعہ کی روزے کے ساتھ اکثر عالمونکے نزدیک مکروہ ہی اسی طرح
تخصیص شب جمعہ کی قیام کے ساتھ مکروہ ہی اور عالمون نے اسکی وجہین بیان کی ہین جو
ناتمام ہین نزدیک اس مسکین کے ظاہر یہ بات ہی کہ یہ اشارہ اس طرف ہی کہ طالب کو چاہیے
کہ طاعت اور عبادت مین ہمیشہ مشغول رہی اور تخصیص کرنا بعض وقتونکے اگرچہ وہ وقت متبرک ہون کوئی
چیز نہین ہے اور جمعے کے دن اور اوسکی شب مین مرنیکی فضل مین قبر کے حساب سے محفوظ رہین گے
خبرین وارد ہوئی ہین اور سیوطی نے جمع الجوامع مین حدیث احمد اور بیہقی سے نقل کی ہی کہ فرمایا ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مامن مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ
القبر نہین ہے کوئی مسلم کہ مرے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین مگر نگاہ رکھتا ہی اوسکو اللہ تعالی
قبر کے فتنے سے یعنے جو مسلمان مرتا ہے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین اوسکو حق تعالے
قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے اور ایسے ہی شیرازی کے القاب مین کہ اونھون نے ابن عمر رض
سے روایت کیا ہے اور نعیم سے ہے بیچ حلیہ کے کہ انھون نے جابر رض سے نقل کیا ہے جو شخص

کہ مرتا ہے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین چھٹکارا ہوجاتا ہے اوسکو عذاب قبر سی روز قیامت
کے آنے تک اور حال یہ ہی کہ اوسکے ہاتھہ پر مہر شہیدونکی ہوتی ہی اور یہ بھی روایت مین آیا ہی
کہ بخشے جاتے ہین جمعے کے دن چھہ لاکھہ آدمی اور جمعے کی رات مین تیس لاکھہ آدمی اور ایک روایت
مین ہی کہ تمام لوگ بخشے جاتے ہین اور فرشتے صحیفے لیکر جمعے کے دن مسجدونکے دروازون پر
آدمیونکے لکھنے کے لیے بیٹھتے ہین اور جب باہر آتا ہی امام واسطے خطبے کے اوٹھا لیتے ہین صحیفونکو
اور داخل ہوتے ہین مسجد مین اور دونی ہوتی ہین اس دن نیکیان اور نماز کی دو رکعتین جمعے کے
دن افضل ہین ہزار رکعتون سے جو اور دنون مین ہون اور ایک تسبیح افضل ہی ہزار تسبیح سے
اور مروی ہی کہ جب حق تعالی اوٹھائیگا روزون کو قیامت کے دن اوس ہئیت اور صورت پر
جو وہ رکھتے ہین اور اوٹھائیگا جمعے کے دنکو روشن اور چمکتا ہوا خاص اہل جمعے کے لیے اور روشنی
مین کر دیگا جمعے کا دن اونھین لوگونکو پس چلینگے وہ اوسکی روشنی مین اور رنگتین اونکی ہونگی
صفائی اور سپیدی مین مثل کافور کے اور خوشبو اونکی آتی ہوگی مثل خوشبوے مشک کے اور بیٹھینگے
وہ کافور کے پہاڑونپر اور دیکھینگے اونکی طرف جن و انس اور پلک نہ جھپکائینگے تعجب سے
اور حیرت سے یہانتک کہ داخل ہوجائینگے وہ بہشت مین اور اونکے ساتھہ نہ ملیگا کوئی شخص سوا
موذن کے جسنے خدا کیلیے اذان کہی ہوگی اور حرام اور مکروہ ہونا بیع کا اذان کی وقت اور مستحب ہونا
لینے کا نماز کے بعد جمعے کے خصائص مین سے ہی اور پڑھنا سورہ الم السجدہ اور سورہ ہل اتی علی الانسان
کا جمعے کی نماز فجر مین اور پڑھنا سورۂ جمعہ اور المنافقون کا یا سبح اسم ربک اور سورۃ الغاشیہ کا جمعے
کی نماز مین اور پڑھنا قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ کا جمعے کی نماز مغرب مین اور سورۂ جمعہ
اور منافقون جمعے کی نماز عشا مین بھی مسنون ہے اور شافعیہ اسکا التزام رکھتے ہین اور ہرگز
اسکے خلاف نہین کرتے ہین اور حنفیہ سور کے تعین کو مکروہ جانتے ہین اور ہرگز نہین پڑھتے ہین
اور محقق حنفیہ شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہی کہ ایسا کرنا چاہیے کبھی کبھی پڑھ لینا چاہیے بوجہ صحیح ہونے
حدیثون کے جو اس بارے مین وارد ہوئی ہین اور فرمایا ہے کہ دلیل کراہت کی مقتضی عدم مداومت
کو ہی نہ مداومت عدم کو اور کہتا ہی بندۂ مسکین کہ ظاہر یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
بھی عمل دوامی تھا کہ آپ اوسکے خلاف ہرگز نکرتے جیسے کہ عادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی تھی نفلونمین ادا کرتا تو اکثر ہی ہو گا پس طریقہ حنفیہ کا یہ ہے کہ پڑھتے ہین اور کبھی کبھی ترک
کر دیتے ہین حدیث اور مذہب کی اسمین جمع کرنے کے لیے واللہ اعلم اور شب جمعہ اور روز جمعہ
مین سورہ کہف پڑھنے کے فضائل متعدد طرقون سے وارد ہوئی ہین اور فرمایا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی پڑھیگا سورہ کہف جمعے کے دن روشنی ہو گی قیامت کے
دن ایک نور کی اوسکے پاؤنکے نیچے سے آسمان کی بلندی تک اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ روشن ہو گا نور تا بیت العتیق اور بخشدیا جائیگا اوسکا ہر گناہ جو کیا ہو گا درمیان
دو جمعون کے اور گناہ سے مراد یہان گناہ صغیرہ ہے اگرچہ حدیثین ظاہر کرتی ہین عموم گناہ
کی بخشش کو لیکن عالم تخصیص کرتے ہین ساتھ اوسکے گناہ صغیرہ کے واللہ اعلم **وصل**
اور حاصل کلام یہ ہی کہ جمعے کا دن ایک دن شریف اور عظیم ہے اور مشتمل ہی اوپر فوائد شریفہ اور
حقایق عظیمہ کے ساتھ کیونکہ دلالت رکھتا ہی اس بات پر کہ جو اہل جمعہ کہ حاضر ہوتی ہین نماز
جمعہ کے لیے حاصل ہوتا ہی اونکو نور شہود اور عظمت اور جلال حق سبحانہ تعالی سے ایک پرتو
اور یہ ایک نمونہ ہے اوس چیز کا جو حاصل ہو گی روز آخرت مین قرب پروردگار اور دیدار
حق سبحانہ سے اور روایت کیا ہی امام شافعی رح اور اور اماموں نے کہ فرمایا ہے آنحضرت نے
کہ جبرئیل میرے پاس آئی اس حالت پر کہ اونکے ہاتھ مین ایک آئینہ ہی سفید جسمین ایک سیاہ نقطہ ہے کہا
مینے یا جبرئیل یہ آئینہ کیسا ہی جسمین ایک نقطہ سیاہ ہی کہا یہ آئینہ تصویر ہی روز جمعہ کی جو تمام دنوں سے
ساتھ صفائی اور نورانیت کے مخصوص ہی اور یہ نقطہ ایک ساعت ہے جو روز جمعہ مین ہی باعتبار
اوسکے امتیاز ہونیکے تمام اجزاے روز سے اور سیاہی سپیدی مین پیدا اور ظاہر تر ہوتی ہے
اسی سبب سے تمام رنگتون مین سے سیاہی کو واسطے لکھنے کے اختیار کیا ہی اور کہا جبرئیل نے
نام جمعہ کا یوم المزید ہے کہا مینے یوم المزید کیا معنی رکھتا ہے اور کیا وجہ ہے جمعے کے نام
رکھنے کی ساتھ یوم المزید کے کہا جبرئیل نے کہ پیدا کیا گیا ہے فردوس مین جو ایک اعلی درجات
جنت سے ہی ایک میدان وسیع کہ اوسکے طول اور عرض سواے خدا تعالی کے کوئی نہین جانتا
اوسمین ٹیکرے ہین مشک کے جنکے سر بسبب نہایت بلند ہونے کے پہونچ گئے ہین آسمان
کی بلندی تک اور جب دن جمعے کا ہوتا ہے بھیجتا ہے پروردگار تعالے اوسمین ایک عالم

اس قدر کا کہ چاہتا ہے اپنی فرشتون سے اوس میدان کے گرد منبر نور کے جسپر پیغمبرون کے بیٹھنے کی جگہہ ہے اور گرد ہوتے ہین اون نور کے منبرون کے دوسرے منبر سونیکے جسمین یاقوت اور زبرجد جڑا ہوا ہے کہ اسپر شہیدا ور صدیق بیچھے نور والے منبرون کے بیٹھتے ہین پس پہونچا دیتا ہے حق تعالی اوس مشک کو اونکے لباس مین اور چہرے پر اور بالون پر پس فرماتا ہے پروردگار عزوجل کہ مین پروردگار تمہارا ہون کہ پورا کیا ہے تمہارے ساتھہ اپنا وعدہ کرلے آیا تمکو بہشت مین مانگو مجھہ سے جو مانگوگے وہ تمکو دونگا وہ عرض کرینگے اے پروردگار ہم یہ تجھسے تیری رضا چاہتے ہین پس فرمائیگا پروردگار تعالی اگر مین راضی نہوتا تو تمکو جگہہ نہ دیتا اپنے گھر مین لینے بہشت مین مانگو مجھہ سے اس چیز سے بڑھکر کوئی چیز اور زیادہ اوس سے اور میرے پاس ہے زیادتی ہر چیز مین کیونکہ نعمتین میری اور درجے میری فضل کے بے نہایت اور بے اندازہ ہین اور آج کا دن روز مزید ہے پس اتفاق کرینگے سب ایک بات پر کہ یارب دکھا تو ہمکو وجہ کریم اپنا جو دیکھین ہم اوسکو اور دیکھین ہم چشم سر سے کھل کر انتہاے مقصد اور منتہاے مطلب یہ ہے کہ بڑھکر اس سے کوئی مطلب نہین ہے اور بعد اسکے کسی سوال کی جگہہ نہین ہے اور وقت سوال ارنی انظر الیک یہ تھا اور موسے علیہ السلام نے وقت سے پہلے طلب کیا لاجرم مجروح زخم لن ترانی کے ہوئے اور جب وقت پہونچا تو سولطف اور مہربانی سے خود مانگنے پر آمادہ اور عطا کیا تاکہ معلوم ہو کہ اصل اصول سوال کی حاصل ہونے مین وقت ہی اور جو کوئی وقت سے پہلے طلب کریگا اور قبل قسمت کے چاہے گا محروم رہیگا ۵ وسحاب الخیر لہ مطیر ٭ فاذا جاء الایان تجی ٭ پس تجلی کریگا پروردگار تعالی در تقدس اونپر اور دکھائیگا اپنے تئین بے پردہ پس ڈھانپ لیگی اونکو سبحانہ تعالی کے جمال اور جلال کے دیکھنے سے ایک چیز کہ اگر نہوتی قضا ہے الہی اسپر کہ نہ جلین یہ لوگ اور باقی رہین جنت مین کہ وہ مقام فنا اور زوال کا نہین ہے ہر آئینہ جل جاتے اور ہلاک ہوجاتے بعد اوسکے دیدار سے مشرف ہونگے اور حق تعالے کے جمال کے نور سے منور ہوجاینگے پھر حکم ہوگا اونکو کہ اب جاؤ اپنے مقامون اور یہ بھی بندونکے ساتھہ جملہ لطف اور مہربانی سے ہے کیونکہ ہمیشہ درگاہ عزت مین رکھنا اور مستغرق نور ذات مین کردینا تاب و طاقت

اونکی نہین ہے چلے جائینگے اور اپنے حال پر آجائینگے اور صفات کے پردون مین کہ محل اوسکا اور مقام اوسکی رویت کا نعیم جنت ہے مشاہدہ کرینگے اور متحقق اور مستعد دوسری تجلی کے ہونگے اور دونون صورتون مین مشہود ایک ہی ہے تفاوت کیفیت شہود مین ہے پس پھر جاتے ہین یہ لوگ اپنے مقامون مین اور حال یہ ہی کہ دیا گیا ہو ہر ایک کو ان مین وقت تجلی سے زیادہ اوس چیز سے کہ تھی ساتھہ جمال اور حسن اور نورانیت کے بہشت مین کیونکہ وہ جمال صفات کا ہی اور یہ نور ذات کا ہے پس آتے ہین یہ لوگ اپنی عورتونکے پاس اور حال یہ ہی کہ پوشیدہ ہوتے ہین یہ مرد عورتون سے اور عورتین مردون سے اور نہین دیکھہ سکتا ایک دوسرے کو اور دیکھہ نہین پڑتا ایک دوسرے کو بوجہ اسکے کہ ڈھانپ لیا ہی اونکو نور ذات حق نے جو چمکا ہی ان پر پس جب پھر اپنے حال پر آتے ہین اور ایک زمانہ گذر جاتا ہی اور وہ نور پوشیدہ ہوجاتا ہے اور غلبہ اوسکا جاتا رہتا ہی اور اپنی صورتونکی طرف رجوع کرتے ہین جن پر قبل اسکے تھے ایک دوسری کو دیکھہ لیتا ہی اور پہچان لیتا ہی اور کہتی ہین عورتین انکی اونسے بیشک تمھاری صورتین ہماری سامنے بدل گئی تھین اور وہ اگلی صورت اور ہیئت نہ رہی تھی اور پھر اور صورت ہو گئی یعنی یہ جمال اور حسن اسکے پہلے نہ رکھتے تھے اب یہ کہان سے صورت پیدا کی پس کہتے ہین وہ مرد یہ حسن اور جمال بوجہ اسکے ہی جو حق تعالے نے ہمپر تجلی فرمائی تھی پس ذات مقدس باری تعالے کو جس طرح سے اس جگہہ چاہیے ہمنے دیکھہ لیا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ تعالے کی درستی اور راستی کی کہ اوسکی ذات مقدس کا کسینے نہین دیکھا ہی اور نہ ادراک کیا ہی اور کوئی مخلوق اوسکی کنہ ذات کو نہین پہونچا ہی لیکن جو کچھہ چاہا اللہ تعالے نے اوسکو اپنی عظمت شان اور جلال مین سے اونکو دکھایا اور فرمایا حق تعالی کی ذات پاک دیکھنے کے یہ معنی ہین اور نہ کہین کیونکہ یہانسے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جو کچھہ کہ دیکھنے مین آیا وہ نور عظمت اور جلال کا ہے کہ ذات حق تعالے سے پیدا ہوا ہے نہ ذات پاک پروردگار کی ہی اور عظمت اور جلال صفت ہین اور دیکھنا صفات کا دنیا مین بھی ہے کیونکہ ہم کہتے ہین کہ احاطے کی نفی کی ہی نہ رویت کی اور دنیا مین مشاہدہ عظمت اور جلال کا دل سے حاصل ہوتا ہی نہ چشم سے اور حاصل کلام یہ ہی کہ ایک چیز دیکھیگا جسکو حقیقت اور عرفان کہہ سکین کیونکہ وہ حق سے اور

اس دیکھی ہوئی چیز کا احاطہ اور ادراک کرنا اور ہے اور یہ بات کسیکو دنیا مین حاصل ہو تو فرق یہ ہی کہ دل سے ہوگی نہ چشم سے مثلاً عقلاً کہتے ہین کہ جو کچھ شکل اور رنگت اور چمک جسم کی دیکھی جاتی ہے جسم کی کنہ حقیقت نہین اور یہ سب صفات جسم کی ہین اور باوجود اس بات کے عرف مین کہین کہ جسم کو دیکھا اور بات یہ ہی کہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق تعالی جلشانہ کو مسلمان آخرت مین دیکھینگے اور اوسکے دیکھنے کی قوت حق تعالی آنکھ مین پیدا کردیگا جس طرح دنیا مین دل مین پیدا کردیتا ہی اس بات کا اعتقاد کرنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے اسی قدر کافی ہی واللہ اعلم اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان والونکو یہ کیفیت ہمیشہ ہر جمعے مین حاصل ہوگی اور ایک جمعے سے دوسرے جمعے مین دو حصے زیادہ ہوگی اور ایمان والے جمعہ کو بوجہ اس بات کے دوست رکھتے ہین کہ پروردگار انکا انکو خیر اور برکت دیتا ہی اور اپنے فضل اور بزرگی کی ساتھہ مخصوص کیے گئے ہین اور خود جس بات کو نہین مانگتے ہین اور اوسکو دوست نہین رکھتے ہین تو فرماتا ہی اللہ تعالی مانگو جو وہ تمکو ضرور دونگا اور ہمیشہ حال انکا اسی طرح پر رہیگا یہی ہی معنی یوم المزید کی ہین اور پڑھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلا تعلم نفس ما اخفے لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعلمون یعنے کسی جیکو نہین معلوم جو چھپا رکھا ہی اونکے لیے کہ وہ آنکھو نکی ٹھنڈک ہے بدلا اوسکا جو کرتے ہین وصل جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبے کے لیے منبر پر تشریف لیجاتے تھے حضرت بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو اذان شروع کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین یہی اذان تھی اور ایسی ہی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے مین تھا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا اور ایک کثرت اور تفرقہ لوگون مین پیدا ہوا تو زوراء جو نام ایک مقام کا ہے اور مدینہ مطہرہ مین مسجد کے باہر واقع ہے اس اذان سے پہلے دوسری اذان کے کہنے کا حکم دیا اور بعض روایت مین یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اذان کا ایجاد کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک ہمیشہ رہی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان ایجاد کی ہے اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین تھا وہ بدون لفظ اذان کے اعلام تھا اور اس اذان کو باعتبار حادث ہونیکے ثانی بھی کہا ہی اور باعتبار اوسکے وجود کے اول بھی کہا ہے اور باعتبار اس بات کے کہ تکبیر کا نام اذان ہے ثالث بھی کہا ہے چنانچہ حدیث شریف مین

آیا ہے یعنی کل اذانین صلوٰۃ یعنی ہر ایک اذان کی درمیان مین نماز ہی اور اسی اعتبار سے حدیث
مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمان شریف مین دو اذانین تھین اور وجوب سعی اور
ترک بیع مین بعض عالمون کے نزدیک معتبر وہی اذان ہے جو منبر پر خطبہ پڑھنے کے بیٹھنے کے بعد
ہے اس وجہ سے کہ وجود اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین پایا گیا ہی
پس مراد اللہ تعالی کے قول سے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ یہی ہے لیکن عالمون نے
صحیح تر اوسکو قرار دیا ہی جو پہلی اذان اعتبار کی گئی ہی کیونکہ حادث ہوئی ہی لیکن اوسمین شرط
یہ ہے کہ بعد دوپہر ڈھلنے کے جو اوسکا وقت ہی وہ اذان کہی گئی ہو کیونکہ اذان سے مقصود
آگاہی دینا ہے اور وہ اوس سے حاصل ہوتا ہے اور خطبہ کے وقت کی اذان قوم کی تنبیہ
کے لیے ہے تاکہ وہ جان جاوین کہ امام خطبے کے لیے آیا اور چپکے ہو جائین اور نماز کو ترک
کر دین لیکن یہ دوسری اذان جو جمعے کی سنت کے پڑھنے کے لیے بعضے شہرون مین کہتے ہین وہ نہ آنحضرت
کے زمانے مین نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین نہ بعد انکے تھی اور جو اسلام کی شہر مین اونمین
اکثر اسپر عمل نہین ہے اور معلوم بھی نہین ہی کہ یہ اذان کہان سے پیدا ہوئی ہی اور کس نے اسکو
ایجاد کیا ہی پس چاہیے کہ سنت بھی اذان اول کے بعد پڑھین اور اگر چاہین تو آگاہی دینے
کے قصد سے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہدین چنانچہ بعض عالمون سے دیکھنے مین آیا ہی اور بعضے
کتابون مین واقع ہوا ہے کہ اذان اول نکالی ہوئی بنی امیہ کی ہی اور غالباً یہ باعتبار اسکے
ہوگا کہ بعضے محققون نے کہا ہے کہ اس اذان کے دینے کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زورا
پر کیا تھا اور ہشام بن عبد الملک نے اوسکو مسجد مین نقل کیا واللہ اعلم بہر تقدیر جو کچھ کہ
خلفاء راشدین نے کیا اوسکو سنت کہنا سچا ہے اور اگر بعضے اگلون نے بدعت کا اطلاق اسپر
کیا ہی تو معنی اوسکے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھی اور اس سے
مذمت اور برائی اوسکی مقصود نہین ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تراویح کی جماعت
کے بارے مین منقول ہی کہ آپ نے فرمایا نعمۃ البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت یہ ہے اور بدعت
حسنہ پر حکم کرنے کی وجہ یہی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل پر اجماع سکوتی تھا
کہ کسی صحابہ نے اوسکا انکار اوسنے نہین کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے

تو آواز بلند فرماتے تھے اور وجہ اسکی شوق کی زیادتی تھی اور کہی حاضرین کے سنانیمین مبالغہ
اس قدر کرتے تھے کہ چشم مبارک کی تیلی سرخ ہو جاتی تھی اور بسبب طلوع انوار اور تجلی عظمت
اور جلال کی اور ظاہر ہونے لوامع ابلاغ اور انذار کے غضب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
زیادہ ہوتا تھا یہانتک کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذر جیش ہین کہ فرماتے ہین صبحکم و
مساکم اور منذر جیش وہ ہی جو خبر پہونچاتا ہی قوم کو اور ڈراتا ہے اونکو اوس لشکر سے جو اونپر دوڑ
مارنیکو ہی اور آگاہی کرتا ہی کہ صبح کے وقت تم پر دوڑ ماریگا اور لوٹ لیجائیگا یا شام کے وقت آئیگا
اور شبخون ماریگا اور بعد اسکے فرماتے تھے اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد و
شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ یعنے لیکن بعد اسکے بیشک اچھی بات کتاب
اللہ کی ہی اور اچھا ہدیہ ہدیہ محمد ہی اور برے کام نئے پیدا کیے ہوئے ہین اور جو نئی بات ہی وہ
بدعت ہی اور جو بدعت ہی وہ گمراہی ہی اوسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور بعضی نسخونمین ہی زیادہ
آیا ہی و کل ضلالۃ فی النار یعنے جو گمراہی ہی اوسکا مقام آگ ہی اور کلمہ بعد حمد اور نعت کے بعد خطبے
مین مسنون ہی اور بخاری نے اسکے بارے مین ایک باب لکھا ہی اور فتح الباری مین کہا ہی کہ اختلاف
اس بات مین ہی کہ پہلے جسنے اس کلمہ کو کہا ہی وہ کون ہی طبرانی نے حدیث مرفوع مین ابی موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی کہ داؤد علیہ السلام ہین اور حدیث مرفوع مین شعبی سے مروی
ہی کہ فصل خطابی کہ داؤد کو آیا ہی اور فرمایا ہی واتیناہ الحکمۃ و فصل الخطاب یعنی دی ہمنے داؤد
کو حکمت اور فصل خطاب کا یہ کلمہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ پہلے جسنے وہ کلمہ کہا ہے معرب
بن قحطان ہے اور کہا گیا ہے کہ کعب بن لوی ہے اور کہا ہے کہ سحبان بن وائل ہے اور
کہا ہے کہ قیس بن ساعدہ ہی اور پہلا قول درست ہی اور ان قولونکو انمین اس طور پر جمع
کیا ہے کہ اولیت اول مین حقیقی ہے اور باقی مین اضافی ہے اور خطبہ پڑھنے کے وقت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمان پر یا عصا پر تکیہ فرماتے تھے اور شمشیر اور نیزہ دست مبارک مین
لیتے تھے اور بعضونے کہا ہی کہ جب خطبہ جنگ مین پڑھتے تھے تو کمان پر اور سیف پر تکیہ فرماتے تھے
اور جمعے کے دن عصا پر تکیہ کرتے تھے اور حنفیہ کی بعضی روایات فقیہیہ مین آیا ہی کہ کمان اور عصا پر تکیہ
کرنا مکروہ ہی اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہین ہے کیونکہ سنت واقع ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہے

کہ جس شہر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح غلبہ اور لڑائی سے کی ہی جیسا کہ مکہ معظمہ وہان
ہتھیار پر تکیہ کرنا چاہیئے اور جہان فتح صلح سے ہوئی ہی جیسا کہ مدینہ مطہرہ مین عصا پر تکیہ دینا
چاہیے اور اس سبب سے شافعیہ حرم شریف مین سیف پر تکیہ دیتے ہین کیونکہ انکے قول کے
موافق فتح اوسکی بطریق لڑائی کے ہے اور حنفیہ وہان عصا پر تکیہ کرتے ہین کیونکہ اونکے نزدیک
فتح صلح سے ہی جیسا کہ اوسکے مقام مین انشاء اللہ تعالے بیان کیا جائیگا اور صاحب سفر السعادت
نے کہا ہے کہ کمان اور عصا پر تکیہ کرنا منبر شریف کے بننے سے پہلے تھا اور منبر شریف کی بننے کے
بعد یاد نہین ہی کہ کسی چیز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکیہ کیا ہی نہ عصا پر نہ اور کسی چیز پر
واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نسبت نماز کے خطبے پڑھنے مین کمی فرماتے تھے اور
بہ نسبت خطبے کے نماز مین زیادتی فرماتے تھی لیکن مسلم کی روایت مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نماز میانہ ہوتی تھی اور ابو داؤد کی روایت مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی نماز اوسط ہوتی تھی اور خطبہ اوسط ہوتا تھا اور فرماتے تھے کہ آدمی کا نماز مین
طول دینا اور خطبے مین کوتاہی کرنا اوسکے فقہ اور دانائی کا نشان ہے اور شاید وجہ اوسکی
یہ ہو کہ پند اور نصیحت مین ایک بات کافی ہوتی خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بات کہ آپ جوامع الکلم کے مصدر ہین اور حکمت تجربہ کے مظہر ہین آدمی کو چاہیے کہ اطاعت اور
عبادت مین کوشش کرے اور اپنے نفس کی تہذیب مین مشغول رہے تاکہ مصداق لم تقولون ما
تفعلون کا نہ واقع ہو اور کہا ہی عالمون نے کہ کردار ہونا چاہیئے نہ گفتار پس فعل آنحضرت
کا امت کی تعلیم تھی اور اوسکو تعلیم قولی سے بھی موکد فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ رح کی نزدیک
الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کے مقدار خطبے کے فرض مین کافی ہے اور اوس سے
زیادہ سنت اور مستحب ہے کیونکہ قرآن شریف مین حق تعالے فاسعوا الی ذکر اللہ فرمایا ہے اور
اسی سے خطبہ مراد ہی اور ذکر اللہ کا اس مقدار پر صادق ہی اور فعل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
کہ آپ نے الحمد للہ فرمایا اور چپ ہو رہے اور اسی پر کفایت کی دلیل اوسکی واقع ہوتی ہی ایسے ہی
ہدایہ مین ہی اور ہدایہ کی شرح مین ابن الہمام نے کہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حدیث
کی کتابون مین مذکور نہین ہے مگر فقہ کی بعضی کتابون مین آیا ہے اور جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین داخل ہوتے تو حاضرین کو سلام کرتے اور جب منبر شریف پر تشریف
لیجاتے تو اون لوگونکی طرف متوجہ ہوتے اور دوسرے بار سلام کرتے پھر اوس وقت آپ بیٹھتے
اور اگر بابین خطبہ کوئی حاجت پیش آتی یا کوئی سائل سوال کرتا تو آپ خطبہ پڑھنا موقوف
فرماتے اور اوس حاجت کو رفع کرتے اور سوال کرنے والیکو جواب دیتے اوس وقت خطبے
کو تمام فرماتے چنانچہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ افتان اور خیزان چلے آتے ہین پس آپ منبر پر سے اوتر آئے اور ان کو
اوٹھا لیا اور اسی طرح سے ایک سایل آیا اور دین اور اسلام اوسنے پوچھا پس آپ منبر سے
نیچے اوتر آئے اور کرسی پر رونق افروز ہوئے اور اوسکو تعلیم فرمائی اور پھر منبر پر تشریف
لیگئے اور خطبے کو تمام کیا اور اگر کسی فقیر کو مجمع مین آپ دیکھتے تو حاضرین کو صدقہ دینے کے لیے
فرماتے اور چیز کے دینے مین ثواب کی حرص دلواتے تھے اور درہم کے دینے کا بھی حکم فرماتے
اور شاید کہ عالمون نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین سے شمار کیا ہے
واللہ اعلم اور جب سب جماعت حاضر ہوجاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر گھر مین ہو
تو خطبہ پڑھنے کے واسطے حجرے سے باہر تشریف لاتے اور اگر مسجد مین ہوتے تو صف مین سے
آپ نکل آتے اور تنہا ہوتے اور کوئی خادم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے نہوتا جیسا
کہ اب رائج ہوا ہی کہ جمعے کے دن اور عید کے دن حرمین شریفین مین اور اور مقامون مین وقت
برآمد ہونے کے علما جماعت کثیر کے ساتھہ نئی طرح سے نکلتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے آگے ہرگز طرقوا والیک یعنے ہٹو بچو نہوتا تھا اور صاحب سفر السعادت کہتے ہین
طیلسان یعنے چادر اور جامہ سیاہ اور مثل انھین کپڑون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عادی تھے لیکن مسلم سے مشکوۃ مین بروایت عمرو بن حریث کے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور آپکے سر مبارک پر سیاہ پگڑی تھی کہ اوسکے دونون کنارونکو بابین
اپنے دونون شانونکے چھوڑ دیا تھا اور جمعہ کے دن پہننا سیاہ چیز کا مستحب ہے اور امام ابی حنیفہ رح کے
نزدیک سب وقتون مین پہننا سیاہ چیز کا مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خطبے کے وقت اوسکے سننے کا اور چپ رہنے کا حکم کرتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص ایسے وقت

مین بات کرے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو مثلہ کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنے حال اور مثال اوسکی گدھے کی مثل ہے جو کتابونکو لاد لیتا ہے یہ کنایہ ہے یہودیون کے مذہب سے کیونکہ یہ آیت اون کی شان مین نازل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خطبہ مین باتین کرتے تھے اور مثال عالم بے عمل کی ہے کہ کتابونکو پڑھنے مین مشقت کرتے ہین اور اوس سے فائدہ نہین اوٹھاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے ہمنشین سے خطبے کے وقت کہے کہ چپکا رہ لیس تحقیق اوسنے لغو کیا کیونکہ خاموشی کی حکم کرنے مین اوسنے خود بات کی اور خاموشی اوسکی جاتی رہی اور جسنے لغو کیا اوسکا جمعہ نہین ہے اور ثواب جمعہ کا پورا نہین ہے اور لغو کلام بیکار نامشروع کو کہتے ہین اور صراح مین لغو بمعنی بیہودہ کہنے کے ہے اور اکثر عالمونکے نزدیک یہ چپ رہنا واجب ہے اور امام ابی حنیفہ اونھین مین سے ہین اور امام مالک کا بھی مذہب یہی ہے اور بعضے عالمون کے نزدیک مستحب ہے اور امام شافعی اونھین مین سے ہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ امام شافعی سے دو قول منقول ہین اور امام احمد سے بھی دو روایتین ہین اور کہتے ہین کہ عبداللہ ابن البرانی سکوت کے واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے لیکن تھوڑے سے تابعین اوس اجماع مین نہین ہین اور سلام کے جواب دینے مین اور چھینکنے والے کے حق مین یرحمک اللہ مین اختلاف کیا ہے بعضے مکروہ رکھتے ہین اور بعضون نے رخصت دی ہے اور امام ابی حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ظہر کے وقت سے امام خطبے کے لیے باہر آئے اور جب تک نماز شروع کرے نماز اور بات کرنا دونون حرام ہین اور اگر نماز مین ہو اور امام خطبہ شروع کرے نماز کو دو ہی رکعت پر ختم کرے اور صاحبین کے نزدیک امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ کے شروع کرنے سے پہلے اور امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد اور تکبیر کہنے سے پہلے اگر بات کرے تو کچھ قباحت نہین ہے کیونکہ یہ وقت خطبہ سننے کا نہین ہے بخلاف نماز کے کہ اوسمین بہ نسبت بات کے ایک مدت دراز ہوتی شاید کہ خطبہ شروع کرنیکے وقت اوسکا ختم کرنا ممکن نہو اور کہا ہے کہ مراد یہان نماز نافلہ ہے اور اگر نماز نافلہ نہین تو نماز جو فوت ہوگئی ہے اور ادا کرنا خطبے کے وقت بے کراہت درست ہوگا اور اختلاف اس بات مین بھی ہے کہ جو شخص دور بیٹھا ہے اور خطبہ نہین سنتا ہے وہ سکوت کرے یا نکرے مختار سکوت ہے بعضے متاخرین نے کہا ہے خطبے کے وقت دور بیٹھنا یا بادشاہونکے صفات ذکر کے وقت اور تسبیح اور ذکر مین مشغول

ہونا بہتر ہی اور شرح مین ابن الہمام نے کہا ہے نہ خطبے کے وقت بات کرنا حرام ہے امر معروف کے ساتھہ ہو اور تسبیح اور تہلیل ہو اور کہانا اور پینا اور لکہنا حرام ہی اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والیکے حق مین یرحمک اللہ کہنا مکروہ ہی اور ایک روایت مین حضرت امام یوسفؒ سے آیا ہے کہ مکروہ نہین ہی کیونکہ فرض ہے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ فرض ہے اگر سلام کا اذن ہو اور اس وجہ سے کہ سلام کا جواب دینا ہر وقت مین ممکن ہی بخلاف خطبہ کے درود پڑھے دل مین تا کہ خطبے کے سننے سے باز رہے اور یہی صواب ہے اور چھینکنے کے وقت حمد بھی دل مین کہے اور رد منکرات مین ہاتھہ اور آنکھہ سے اشارہ کرنا مکروہ نہین ہے اور یہی صحیح ہے اور دیکہنا اور قلم سے کتابت مین اصلاح دینا ایک روایت مین امام ابی یوسفؒ سے آیا ہی انتہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز جمعہ مین پہلی رکعت مین سورہ جمعہ اور دوسری رکعت مین اذا جاءک المنافقون پڑہتے تھے اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی و ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور عید کے دن اور بقرعید کے دن بھی یہ دو سورتین پڑھتے تھے اور اگر عید جمعے کے دن واقع ہوتی تھی تو ہر ایک نماز مین یہ دو سورتین پڑھتے تھے **وصل** آنحضرت کے نماز تہجد کے بیان مین ہجود بمعنی نوم کے ہے اور تہجد بمعنی ترک نوم کے ہی جلیسے تاثم بمعنی ترک گناہ کے ہے اور تحنث بمعنی ترک خبث کے ہے اور اس مقام مین ترک نوم بمعنی جاگنے کے ہی کیونکہ نماز تہجد کو سونیکی اور جاگنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑھتے تھے اور اختلاف اس بات مین ہی کہ قیام لیل جو یعنی نماز تہجد کے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فرض تھا یا سنت تھا اور دلیل ہر گروہ کی قول حق تعالی کا ہی فتہجد بہ نافلۃ لک جو جماعت کہ سنت کہتی ہی وہ نافلہ کو نفل سے کہتے ہین جو بمعنی اوس چیز کے ہی جو فرضونپر زیادہ ہی اور جو لوگ فرض کہتے ہین وہ نافلہ کو بمعنی زیادہ قرار دیتے ہین کیونکہ لغت مین نفل کے اصلی معنی ہین یعنی فریضہ زائدہ فرضونپر قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر بمعنی التطوع یعنے نفل کے ہوتا تو نافلۃ لک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ خصوص کا فائدہ دیتا ہی حق تعالی نفرماتا کیونکہ نفل و تطوع آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ مخصوص نہین تھا اور بعضے کہتے ہین کہ اس سے مراد درجونکی زیادتی ہی کیونکہ تطوع آنحضرت کے حق مین کہ آپ مغفور مطلق اور معصوم ہین درجونکے بڑھنے کے لیے ہوگا اور خاص اس سبب سے ہی اور دوسرونکے حق مین گناہونکے کفارہ لینے سے ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی

حال مین نماز تہجد کی نہ چھوڑتے تھے اور سفر اور حضر مین ہمیشہ پڑھتے تھے اور کبھی کسی مرض کے سبب سے یا نیند کے غلبے کے باعث سے قیام شب فوت ہو جاتا تو دن کو دوپہر ڈھلنے سے پہلے بارہ رکعتین نماز کی اوسکی عوض مین پڑھتے تھے اور یہ بھی تہجد کی واجب ہونے پر بظاہر دلالت رکھتا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر کھڑے رہتے تھے کہ پاے مبارک سوج جاتے تھے اور حضرت عائشہ رض کی حدیث مین آیا ہے کہ آپ کے قدم مبارک شق ہو جاتے تھے اور بعضے مفسرین نے قول سبحانہ تعالی کی جو علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم ہے یون تفسیر کرتے ہین کہ قیام شب شب کے تیسرے حصے مین یا آدھی رات گئے یا شب کی دو تہائی باقی رہنے مین یہ تفصیل مذکور جو قرآن مجید مین ہے واجب تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک برس تک نماز تہجد کی پڑھی بعد اوسکے اس آیت سے منسوخ ہو گئی اور یہان بھی عالم اختلاف کرتے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کو بھی نسخ شامل ہے یا مخصوص امت کے ساتھ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وجوب باقی ہے واللہ اعلم اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کی تیرہ رکعتین تھین پانچ تو دو دو رکعتین تھین اور تین وتر کی تھین یا ایک رکعت وتر کی تھی اور ہمارے مذہب مین وتر کی تین رکعتین ہین لیکن اس طرح پر ہین کہ ایک رکعت دو رکعتون کے پڑھنے اور سلام پھیرنے کے بعد پڑھے اور امام احمد رح سے پوچھا کہ وتر کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین اوتھون نے کہا کہ اکثر اور قوی تر حدیثون مین ایک ہی رکعت ہے پس مین اوسی کا قائل ہون اور کہا ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر سلام نہ پھیرے اور تین رکعتین وتر کی پڑھے تو امید رکھتا ہون کہ کچھ نقصان نکرے گا اور بندہ مسکین نے سفر السعادت کی شرح مین وتر کی تین رکعتون کا اس تقویت کے ساتھ اثبات کیا ہے کہ اگر وتر کی ایک رکعت پر زیادتی ہو گی تو تین رکعتون سے کم بھی نہو گا واللہ اعلم اور جو لوگ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہین وہ اس طریق سے پڑھتے ہین کہ دو رکعتین اوسکے پہلے پڑھتے ہین اور سلام پھیرتے ہین اور وتر کی تین رکعتین پڑھتے ہین دو رکعت کے بعد سلام نہین پھیرتے ہین اور حدیث مین ایک رکعت پڑھنے کی بھی واقع ہوئی ہے اور امام شافعی اوسکو ایک رکعت مستقل پر جو بغیر ملائے ہوئے

دو رکعتون کی سو حمل کرتے ہین اور بعض حدیث کے عالمون ذکرکہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز شب بارہ رکعتون سے زیادہ نہ تھی اور ایک روایت مین تیرہ رکعتین ہین لیکن دو رکعتون سے مراد فجر کی سنت ہین یعنی نماز شب وہ ہے گیارہ رکعتین اور اون دو رکعتون کے حساب سے جو فجر کی سنتین ہین کل تیرہ ہوتی ہین اور صحیح یہ بات ہی کہ صبح کی سنت کے سوا تیرہ رکعتین ہین اور وتر کے ساتھ نو اور سات اور پانچ رکعتین بھی آئی ہین اور کبھی نماز شب پر اطلاق وتر کا بھی آیا ہی بحکم اس بات کے کہ ان اللہ وتر یحب الوتر یعنے بیشک اللہ طاق ہے اور دوست رکھتا ہی طاق چیز کو اوسکی ایک فضیلت ثابت ہوئی ہی اور نمازونکی مغرب کے ساتھ وتر ہوئی ہی اور وارد ہوا ہی صلوۃ المغرب وتر النہار یعنے نماز مغرب کی وتر نہار ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب کی کھڑے ہوکر پڑھتے تھے اور قرأت کو طول دیتے تھے چنانچہ سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ یا انعام اور بڑی سورتین دوسری پڑھتے تھے اور رکوع اور سجود اور قومہ قرأت کے موافق دیر تک فرماتے تھے اور بعضی راتون مین تہجد کی نماز مین ایک آیت دوبار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنی اگر دکھ کی مار دیگا انکو پس بیشک وہ بندے تیرے ہی ہین اور اگر اونکو بخش دیگا پس بیشک توہی عزیز حکمت والا ہے اور آخر کی دونون رکعتون کو پہلی دونون رکعتون سے کوتاہ بہت کردیتے تھے اور اخیر عمر شریف مین بیٹھکر پڑھی ہے اور جب بیٹھکر نماز تہجد پڑھتے تو رکوع اور سجود بھی بیٹھے ہی کرتے تھے اور کبھی بیٹھکر پڑھتے اور جب وقت تھوڑا سا پڑھنا باقی رہتا تا اوٹھ کھڑے ہوتے اور کھڑے کھڑے پڑھتے اور رکوع کرتے اور سجدے مین جاتے اور دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کرتے یا دوسری رکعت پوری بیٹھکر پڑھتے یا کھڑے ہوکر پڑھتے اور ترمذی نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہی کہ ایک سال آپ نے وفات شریف سے پہلے نماز نفل بیٹھکر پڑھی تھی اور صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ اونھون نے فرمایا ہی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گرانی پیدا ہوگئی تھی تو آخر مین اکثر آپ نماز بیٹھکر پڑھتے تھے اور ایک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھکر نماز تہجد پڑھتے تو آپ کے بیٹھنے کی قطع چوتڑ مارکے ہوتی تھی

اور حدیث کے حافظون نے اس حدیث پر طعن کی ہی اور اوسکے جواز اور کراہیت اور استحباب
مین فقہا کا اختلاف ہی اور امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک نفل مین بیٹھنے کی صورت تشہد کی نشست
کی صورت ہی اور ایک روایت مین احتبا اور تربع بھی آیا ہی اور امام ابی یوسف رح سے
احتبا کی روایت ہی اور امام محمد رح سے تربع کی روایت ہی اور نشست تشہد کی بالاتفاق
افضل ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھکے پڑھتے تو کوئی چھوٹی سورۃ پڑھتے
اور اوسکو اس قدر ترتیل کے ساتھ پڑھتے کہ وہ سورۃ بڑھ جاتی اور بڑی سورتوں سے اور سجدہ
اوس سے طویل فرماتے اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہی کہ اگر کوئی شخص نماز بیٹھکر پڑھے تو قرأت
اور رکوع اور سجود اور تمام ارکان نماز کے تمام وکمال ادا کرے تاکہ ترک قیام کی تلافی ہوجاوے
نہ اس طرح پر پڑھے جیسے بعضے نادان لوگوں کا ورد ہے کہ اتنی جلد نماز پڑھتے ہین کہ کوئی رکن
نماز کا ادا نہین کرتے اور چاہتے ہین کہ عدد اپنے اوراد و نیز قرار دلیا ہی اوسکو تمام کردین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب کو دو رکعتون سے شروع کرتے تھے اور پہلی چھوٹی رکعتین
پڑھتے اور بعد اوسکے رکعتین طولانی پڑھتے تھے اور قیام کی کیفیت مین اور رکعتون کی مقدار مین
متعدد روایتین واقع ہوئی ہین اور عبادت کرنے والے کو اختیار دیا گیا ہی کہ کسی قسم کو
اون قسمون مین سے یا ہر ایک فعل کو مختلف وقتون مین ہمیشہ کرے اور ان طریق طریقہ
اتباع کو بہت مناسب ہی اور یہی طریق صحیح حدیثون مین آئی ہین اور سفر السعادت مین اور
اوسکی شرح مین یہ لکھے ہوئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کبھی اول شب مین
پڑھتے تھے اور کبھی آخر شب مین پڑھتے تھے اور اکثر تو آخر شب مین پڑھتے تھے اور جامع الاصول
مین حدیث ترمذی سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخیر عمر شریف تک کہ اس عالم
سے روپوشی اختیار کی صبح کے وقت وتر پڑھ لکیے ہین اور مسلم کی حدیث سے اور ترمذی نے جابر رض سے
نقل کیا ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ فرمایا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کو خوف
اس بات کا ہو کہ اخیر شب مین اوٹھ نہ سکونگا تو اوسکے تئین چاہیے وتر بھی اول شب پڑھ لے اور سوئے
اور جسکو امید ہو کہ آخر شب مین اوٹھ بیٹھونگا پس بیشک نماز آخر شب کی مشہود اور محضور ہے
اور یہ افضل ہی اور بعضے اصفیا سے سننے مین آیا ہی کہ آخر شب مین وتر پڑھنا قرب حضرت الٰہی عز اسمہ

مین بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اول
شب مین وتر پڑھتے تھے اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ آخر شب مین پڑھتے تھے ایس فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے حق مین اخذ ہذا بالحذر یعنے اختیار کیا ہے
ابو بکرؓ نے اسکو احتیاطا اور خوف کے باعث سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا
اخذ ہذا بالقوۃ یعنے اختیار کیا ہے عمرؓ نے اسکو قوت کے باعث سے اور بالجملہ صحت کو پہونچا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر احوال یہ تھا کہ قریب صبح کے آخر شب مین وتر پڑھتے تھے
اور اگر کبھی اول شب مین یا اوسط شب مین پڑھتے اور بعد اوسکے تہجد کے لیے اوٹھتے تو اعادہ
وتر کا نفرماتے تھے اور حدیث مین ترمذی کے آیا ہے لا وتران فی لیلۃ یعنے نہین دو وتر بیچ کسی
رات مین اور شیخ ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح مین کہا ہے کہ جو کوئی اول شب مین وتر پڑھے
بعد اوسکے تہجد کے لیے اوٹھے تو بوجہ حدیث مذکور کے وتر کا اعادہ نکرے اور اس وجہ سے کہ اگر
دوبارہ وتر پڑھے گا تو بیشک ایک وتر نفل ہو جائیگا اور وتر کا نفل ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شرع مین وارد نہین ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وتر دو رکعتین چھوٹی سی
پڑھتے تھے اور اون دو رکعتون مین اذا زلزلت الارض یا قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے
اور امام مالک رحؒ نے ان دو رکعتون کا انکار کیا ہے اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ نہ مین وہ فعل
کرون نہ کسی کو اوس سے منع کرون اور عالمون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا وہ دو رکعتین پڑھنا جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعضے کہتے ہین ان دو رکعتون
سے مراد فجر کی دو رکعتین ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ دو رکعتین وتر ہین اور ایک حدیث
مین آیا ہے کہ دو رکعتون کا بعد وتر کے پڑھنا بجائے نماز شب کے تھا اور یہ بات اوس وقت
مین ہوگی کہ جب کوئی شخص اول شب مین وتر پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر
کی پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت مین
قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور معوذتین بھی آئی ہے اور مختار وہ ہے فعل اول ہے اور ایسیہی
شیخ ابن الہمام نے کہا ہے اور جو شخص پہلی رکعت مین انا انزلنا پڑھتا ہے کسی حدیث سے
معلوم نہین ہے اور بعض کہتے ہین کہ بعض روایتون مین فقیہہ کے آیا ہے اور جب نماز وتر

کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرتے تھے تو تین بار سبحان الملک القدوس کہتے تھے اور تیسری دفعہ مین آواز بلند کرکے اور حرف کھینچ کھینچکر پڑھتے تھے اور بعد الملائکۃ والروح کہتے تھے

وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتونکے بعد سیدھی کروٹ کے بل لیٹ رہتے تھے اور ایکدم بھر سو رہتے تھے اور بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی دو رکعتین پڑھ چکتے اور مین جاگتی ہوتی تو مجھسے باتین کرتے ورنہ اوس وقت تک لیٹتے کہ جب تک نماز کے لیے اعلام کیا جاتا تھا اور زیادہ کیا ہے بخاری نے علی شقۃ الایمن کو بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز سنت فجر کے کلام کرنا واقع ہوا ہے اور ترمذی نے ایک باب فجر کی دو رکعتون کے کلام کرنے کے بارے مین لکھا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ جب پیغمبر خدا فجر کی دو رکعتین پڑھ چکتے اگر کچھ مجھسے ضرورت ہوتی تھی تو بات کرتے ورنہ آپ نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب اہل علم نے اور اونکے بعد تابعین نے طلوع فجر کے بعد سے نماز سے فارغ ہونے تک کلام کرنا مکروہ ٹھہرایا ہے مگر جو چیز کہ ذکر الٰہی مین سے ہو ضرور ہوگی کیونکہ اوس سے چارہ نہین ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امام احمدؒ اور اسحاق کا ہے انتہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بات کرنا اسی قبیل سے تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فان کانت لہ حاجت فکلمنی اوسکا گواہ ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر کوئی حاجت ہوتی تو مجھسے بات کرتے اور فرض کیا کہ اگر بات ذکر کے جنس سے ہوتی ضروری نہو تو بھی سنت کا باطل کرنے والا اور سنت کے اعادے کا باعث نہین مگر اوس وقت مین بوجہ مکروہ ہونے تکلم کے احتیاط کی راہ سے اور تکمیل کے لیے اعادہ کرتے اور ایک بار مکہ معظمہ مین شیخ علی ابن قاضی جار اللہ جو مفتی شہر کے اور عمدہ فقیہ تھے اون سے کہا گیا کہ ہمارے شہر کے لوگ سنت فجر کے بعد بات کرنے کو مبطل سنت جانتے ہین اور سنت کا اعادہ کرتے ہین اونھون نے کہا سبحان اللہ التکلم خارج الصلوٰۃ یبطل الصلوٰۃ یعنے کیا بات کرنا جو نماز سے خارج ہے نماز کا باطل کرنے والا ہے یعنے تکلم کہ نماز سے خارج ہے مبطل نماز نہین ہے اور بعضے لوگ جو ظاہر حدیث پر عمل کرتے نہین بعد

سنت فجر کے لیٹنے کو فرض جانتے ہین اور باعث اوسکا ایک حدیث ہے جو جامع ترمذی مین
آئی ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا صلی احدکم الرکعتین قبل صلوۃ الصبح
فلیضطجع علی جنبہ الایمن یعنے جس وقت کوئی تم مین کا دو رکعتین نماز فجر کی پہلے پڑھے پس دہنی
کروٹ سے لیٹ رہے اور بعضے اسمین مبالغہ کرتے ہین اور اوسکو صحت فرض کی شرط کہتے ہین
اور عالمون کی ایک جماعت اوسکی کراہیت کے قائل ہین اور اوسکو بدعت سے شمار کرتے
ہین اور یہ دونون قول یعنے فرضیت اور بدعت بعید ہین اور فرضیت کے بعید ہونے کی وجہ
یہ ہے کہ لیٹنے کا ذکر بعضی حدیثون مین نہین آیا ہے اور بدعت کے بعید ہونیکی وجہ یہ ہے
کہ صحیح حدیث سے لیٹنے کا ثبوت ہے اور جمہور علما طریق توسط اختیار کرکے اوسکے مستحب کے
قائل ہوئے ہین اور امام مالک فرماتے ہین کہ اگر واسطے استراحت کے کرے تو پسندیدہ ہے
اور قول ہمارے امام یعنے امام اعظم رح کا بھی یہی ہے اور فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا فعل بھی بقصد استراحت کے تھا طریق عبادت کی تھا لیکن علے شقہ الایمن جو آنحضرت
نے فرمایا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ عادت شریف آپکی اسی طرح لیٹنے کی تھی کیونکہ اسکو نیند کے
ثقل نہو نہین اور رفقا کے لیے آسانی سے جاگنے مین بہت دخل ہی چنانچہ اوسکے مقام مین بیان
کیا گیا ہے **فصل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام شعبان کی چودھوین تاریخ کی
رات کو جسے عوام شب برات کہتے ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوا
ہے کہ اونھون نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات کو شب بھر جاگے پھر سجدہ
اتنی دیر تک کیا کہ مجھکو گمان ہوا کہ آپکی روح پرفتوح راہی ملک بقا ہوئی پس جب مینے
یہ حال دیکھا تو کھڑی ہوئی اور آپکی پاس گئی اور آپکی انگوٹھی کو جنبش دی اور انگوٹھا ہلایا
اور آپ نے سر مبارک سجدے سے اوٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا یا عائشہ یا فرمایا
یا حمیرا تونے گمان اس بات کا کیا کہ پیغمبر خدا نے تیرے حق مین خیانت کی اور تیری عہد شکنی
کی کہا مینے یا رسول اللہ ایسا نہین ہے لیکن بوجہ دیر تک سجدہ کرنے کے آپ کی
وفات شریف کا گمان ہوا تھا پھر فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ رات کون سی رات ہی مینے
کہا خدا اور خدا کا رسول اسکو خوب جانتا ہی فرمایا کہ یہ شب شعبان کی شب نصف ہی یعنے

شعبان کی چودھوین تاریخ کی رات ہی اور خدا تعالی جلشانہ اس شب کو اپنے بندون کو ملاحظہ
فرماتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آفتاب کے ڈوبنے کے وقت سے صبح کی پوپھٹنے کے وقت
تک خدا تعالی اپنے بندونکو دیکھتا ہے یعنے اور راتونسے زیادہ وہ امر اس رات مین ہوتا ہے
کیونکہ اور راتون مین صبح کے وقت ہوتا ہے اور اس رات مین رات بھر ہوتا ہے پس مغفرت
مانگنے والون کو بخشتا ہے اور رحمت چاہنے والون پر رحمت نازل کرتا ہے اور حسد کرنیوالونکو
اور کینہ والون کو جو مسلمانون کے ساتھ ناحق دشمنی اور بغض رکھتے ہین نہین بخشتا ہی اور تاخیر
کرتا ہے اور دوسری حدیث مین بھی حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور جلدی سے تشریف
لے گئے اور میری بار کی رات تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے مین بھی نکل آئی
اور مین نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع مین آسمان کی طرف سر اوٹھای کھڑے
ہین اور دعا مانگ رہے ہین پھر جب مجکو دیکھا تو فرمایا کہ ای عائشہ رض تو کیا ڈری کہ خدا اور خدا کا
رسول تجھپر ظلم کرتا ہے پس مین نے کہا یا رسول اللہ مجھکو گمان ہوا کہ شاید آپ اپنی اور بیبیونکے
گھر تشریف لے گئے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ شعبان کی نصف
شب ہے حق سبحانہ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر بکری کے بالونکے گنتی سے زیادہ بخشتا ہے
اور حدیث مین آیا ہی کہ سب بخشے جاتے ہین لیکن شرک کرنے والے اور رشتے کے چھوڑنے والے
اور دکھ دینے والے اور عاق اور ہمیشہ شراب پینے والے اور بغض وحسد والے نہین مغفرت
پاتے اور رزق اور اجل اور حاجتین لکھی جاتی ہین اور شعبان کی شب نصف کی فضیلت مین
بہت حدیثین وارد ہوئی ہین اور شب قدر کے بعد تمام راتون سے افضل ہے اور ایک حدیث
مین ہے کہ دروازے رحمت کے چار راتون مین یعنے بقرعید کی شب اور عید کی شب اور شعبان
کی شب نصف اور عرفے کی شب مین صبح کی اذان کے وقت تک کھلے رہتے ہین اور اس
شب کو قیام کرنا اور اسکے دن مین روزہ رکھنا صحت کو پہونچا ہے اور تابعین شام کے
رہنے والے مثل خالد بن سعدان اور لقمان بن عامر اور مکحول کے اس شب کو عبادت مین
کوشش کرتے تھے اور اچھے کپڑے پہنتے تھے اور خوشبو مین بس جاتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے اور

مسجد مین قیام کرتے تھے اور انھین سے لوگون نے اس شب کی تعظیم سیکھی تھی اور کہتے تھے انکو
اس باب مین آثار اسرائیلیہ پہونچے ہین لیکن اونکے ساتھ علماے حجاز اور مدینہ نے اس بات
مین موافقت نہ کی اور مسجد مین جمع ہونیکے بدعت شمار کیا اور اوزاعی جو امام شام والونکے
ہین تنہا نماز پڑھنے کو مکروہ نہین جانتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوا اس باتکے
کہ آپ نے قیام کیا اور سجدہ دیر تک فرمایا اور اہل البقیع کے لیے مغفرت طلب کی اور کچھہ صحت
کو نہین پہونچتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اونھون نے فرمایا
ہے شعبان کی شب نصف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے جب آدھی
رات گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھہ سے مخفی ہوگئے اور مین نے آپ کو اپنے پاس
نہ پایا پس مجھہ مین وہ بات پیدا ہوگئی جو عورتون کو رشک اور غیرت ہوتی ہے پس مین نے
چادر اوڑھلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی بیبیونکے حجرے مین ڈھونڈھا اور
آپ کو وہان نپایا اور اپنے حجرے مین پھر آئی اور آپ کو مسجد مین مثل جامے کے زمین پر
پڑا ہوا دیکھا اور آپ سے کہتے تھے سجد لک خیالی وسوادی وامن فوادی فہذہ یدی وما

جنیت بہا علی نفسی یا عظیم ترجی لکل عظیم اغفر الذنب العظیم سجدہ وجہی اللذی خلقہ وصورۃ
وشق سمعہ وبصرہ یعنے سجدہ کیا تیرے واسطے میرے خیال اور سواد نے اور فریفتہ ہوا تجھہ
میرا دل پس یہ میرا ہاتھہ ہے اور ہر گناہ اسی سے اپنی ذات پر کیا ہے یا عظیم امیدوار ہون
مین ہر امر عظیم کا بخشدے بڑے بڑے گناہ میرے سجدہ کیا اوسکو میرے منہ نے جسے
اوسنے پیدا کیا ہے اور بنایا ہے اور اوسکی آنکھہ کھولدی ہے اور کان کھول دیے ہین
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اوٹھایا بعد اوسکے پھر سجدہ کیا اور کہا اعوذ
برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من عقابک واعوذ بک منک لا احصے ثناء علیک انت کما

اثنیت علے نفسے اقول کما قال اخی داؤد اغفر وجہی فی التراب لسیدی وحق لہ ان یسجد
یعنے پناہ مانگتا ہون تیری رضا کے ساتھہ تیری گرفت سے اور پناہ مانگتا ہون تیری بخشش
کے ساتھہ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیرے ساتھہ تجھسے نہین گھیر سکتا ہون تیری
تعریف کو جیسے کہ تو نے اپنی آپ تعریف کی ہے کہتا ہون مین جیسا کہ بھائی داؤد نے کہا ہے بخشدے تو

دران حالیکہ منہ سیر از زمین پر ہے اپنے مالک کے واسطے اور وہی مستحق ہے سجدہ کے لیے بعد
اوسکے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا اللھم ارزقنی قلبا نقیا ومن شرک تقیا لا فاجرا ولا شقیا یعنی
اے اللہ میرے مجھکو قلب پاک اور شرک سے بچنے والا نہ فاجر اور نہ شقی ہو پس نماز سے فرغت کی
اور جہان آپ سوتے تھے میرے پاس تشریف لائے اور مجھکو دیکھا کہ سانس میری پھولتی ہے اور
دم چڑھتا ہے فرمایا یا حمیرا یہ سانس چڑھنے کا کیا سبب ہے مینے اپنی حقیقت حال کی خبر دی پس آپنے
اپنے دونوں ہاتھون سے میرے زانو نکو سہلانا شروع کیا اور فرمایا کہ افسوس ہے ان دونوں زانوئین
کہ کیسی مشقت کھینچی اور خطا کا راستا چلی یا حمیرا یہ شعبان کی شب نصف ہے اور اس شب کو حق تعالے
نیچے کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندونکو بخشتا ہے لیکن مشرک اور کینہ ور کو نہین بخشتا ہے
اور مشائخونکی اوراد کی کتاب مین اس شب کو سو رکعتین پڑھنا لکھی ہین اور ہر رکعت مین دس بار
قل ہو اللہ احد کا پڑھنا لکھا ہے اور محدثین کے نزدیک صحت کو نہین پہونچا ہے اور شیخ امام
ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ
اونھون نے کہا ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ شعبان کی شب
نصف مین چودہ رکعتین پڑھین اور بعد سلام کے چودہ بار قل ہو اللہ احد اور چودہ بار قل اعوذ برب الفلق
اور چودہ بار قل اعوذ برب الناس اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھی اور بعد اوسکے لقد جاءکم رسول من
انفسکم الخ پڑھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس فعل کو مینے پوچھا آپ نے فرمایا
جو شخص مثل اس فعل کے کریگا اوسکو بیس حج مبرور کا اور مقبول بیس برس کے روزے کا ثواب
ہوگا اور جب صبح ہو تو روزہ رکھے اوسکو دو سال کے روزونکا ثواب یعنے ایک سال گذشتہ
اور ایک سال آئندہ کا ہوگا اور محدثین کو اس حدیث مین کلام ہے اور بیہقی سے نقل کی ہے کہ
اونھون نے کہا ہے کہ اس حدیث کا موضوع ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ہمارے شہر مین
چراغ روشن کرنا اور سب باتین مثل اسکے جو رائج ہین وہ نامشروع ہین اور ہندوؤن کی دیوالی
کے ساتھ اور مجوس کی رسم کے ساتھ مشابہ ہے اور رمضان مین قیام لیل جسکو تراویح کہتے ہین
اوسکا بیان روزے کے باب مین انشاء اللہ تعالی آئیگا اور تحقیق یہ ہے کہ رمضان شریف
مین نماز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی نماز مقررہ تھی وہ بارہ رکعتین جو ہمیشہ تہجد مین آپ

پڑھتے تھے چنانچہ آیندہ معلوم ہو جائیگا **وصل** نماز ضحے یعنے نماز چاشت کے بیان مین ہے
ضحو اور ضحوہ اور ضحیہ عشیہ کے وزن پر بمعنے دن چڑھنے کے ہے اور ضحی اوس سے بڑھکر ہے اور
شعاع آفتاب کے معنی مین بھی آیا ہے اور ضحار ساتھہ زبر کے اور مد کے وہ وقت ہے کہ آسمان
کے چوتھائی حصے تک آفتاب بلند ہوا ہو آگاہ ہو کہ لوگون مین دو نمازین نفل کی اول روز
مین رائج ہین ایک تو اول روز مین آفتاب کے نکلنے کے اور اوسکی ایک دو نیزہ بلند ہونیکے
بعد ہو اور اوسکو نماز اشراق کہتے ہین اور دوسرے آسمان کی چوتھائی حصے کے مقدار تک
آفتاب کے بلند ہونیکے بعد سے دوپہر تک ہی اور اوسے نماز ضحے اور نماز چاشت کہتے ہین اور اکثر
حدیثونمین بھی اسم صلوۃ ضحے شامل دونون نمازونکو ہر وقت مین آیا ہی اور بعضی حدیثونمین صلوۃ
اشراق بھی آیا ہی چنانچہ سیوطی نے طبرانی کی حدیث مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی یا ام ہانی ہذہ صلوۃ الاشراق یعنے اے ام ہانی یہ نماز اشراق کی ہی اور تفسیر
بیضاوی مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ضحے پڑھی اور فرمایا ہذہ صلوۃ الاشراق
یہ نماز اشراق کی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتح کے دن حضرت ام ہانی کے گھر مین
تشریف لانا چاشت کے وقت واقع ہوا تھا اور شیخ اجل علی متقی رحمۃ اللہ نے سیوطی کی جمع الجوامع
مین جسکا نام جامع کبیر رکھا ہے اور اوسکے بابونمین نماز اشراق کے لیے ایک طرز جدا رکھا ہی اور
یہ حدیث نقل کی ہی کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھے بعد اوسکے یہانتک ذکر خدا یتعالے
کے لیے بیٹھے کہ سورج نکل آئے اور دو رکعتین پڑھے تو اوسکو اجر ہوگا مثل اجر حج اور عمرہ کے
تامہ تامہ اور حدیث مین یہ لفظ اسی طرح تین بار وارد ہوئی ہے اور نماز ضحے کے واسطے
ایک عنوان جدا قرار دیا ہے اور یہ بات صحت کو پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دونون وقت مین نماز پڑھی ہے اور امت کو اوسکی رغبت دلائی ہے اور اوسکے مستحب
ہونیکا حکم کیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ یہ ایک وقت اور ایک نماز ہے جسکا اول وقت آفتاب
کے ذرا بلند ہونیکے وقت ہے اور اخیر وقت دوپہر کے قبل تک ہی اور چونکہ بعضے وقتونمین آنحضرت
ؐ نے دونون وقت مین نماز پڑھی ہی لوگونکو اس وجہ سے گمان ہوا کہ شاید دو وقت اور نمازین
ہین اور بعضے ضحوہ صغری اور ضحوہ کبری بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور لوگ جو یہ کہتے ہین کہ عالمونکو

نماز ضحی مین اختلاف ہی کہ بعضے اوسکا اثبات کرتے ہین اور بعضے اوسکی نفی کرتے ہین اور بعضے
اوسکو سنت کہتے ہین اور بعضے بدعت قرار دیتے ہین اور بعضے اہل حدیث اوسکی روایتونکو
ترجیح دیتے ہین کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ یہ اختلاف نماز اخیر مین جسکو نماز چاشت کہتے ہین اور
نماز اولے مین نہین ہے جسکا نام نماز اشراق رکھتے ہین کیونکہ اسکو بعضے سنت موکدہ سے شمار
کرتے ہین اور رکعتون کے شمار مین مختلف حدیثین آئی ہین کہ بعضی روایتون مین دو ہین اور بعضی
مین چار ہین اور بعضی مین چھ اور بعضی مین آٹھ ہین اور بعضی مین دس ہین اور بعضی مین گیارہ ہین
اور ہر ایک عمل کرنے پر ثواب عظیم وارد ہوا ہے اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے شیخ ولی الدین
بن عراق نے کہا ہے کہ نماز چاشت کے باب مین یہانتک بہت حدیثین صحیح اور مشہور وارد
ہوئی ہین کہ محمد بن جریر طبری نے کہا ہے کہ اخبار اس باب مین بمرتبۂ تواتر معنوی کی پہونچ گئی
ہین اور قاضی ابوبکر عربی مالکی نے کہا ہے کہ وہ نماز اگلے نبیونکی ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے پہلے ہوئے ہین اور پروردگار حضرت داؤد کے حال سے خبر دیتا ہی انا سخرنا الجبال
معہ یسبحن بالعشی والاشراق یعنے ہمنے قابو مین کردیے اوسکے پہاڑ پاکی بیان کرتے ہین صبح
اور شام کو پس حق سبحانہ اوس تسبیح مین سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین مین عصر اور نماز
اشراق کی باقی رکھی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ اکثر نماز حضرت داؤد کی نماز ضحی تھی اور
ایک حدیث مین آیا ہے نماز ضحی ایسی نماز ہے جسکی حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم
اور حضرت موسی اور حضرت عیسی صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین محافظت کرتے تھے بندہ مسکین
عبد الحق کہتا ہے کہ جب عنایت الٰہی نے اپنے بندون اور عموم مسلمین کی حاجتون اور شغلون
کی آسانی کے لحاظ سے ظہور فرمایا اس وقت مین جو درمیان فجر اور ظہر کے اونکو ایک رخصت
اور ایک تخفیف کا حکم دیا اور خاص بندون نے جو حق تعالے کی عبادت مین یکتا ہین اس خالی وقت
کو بھی مشغول عبادت کے ساتھ رکھا اور حق تعالی نے اونکے استحباب کی نہ وجوب اور فرض سمجھنے
کی رخصت دی اور تخفیف کی اور نماز چاشت کی مستحب ہونیکے اور اوسکی فضیلت کی اکثر علمائے مذہب
اور مشائخ قائل ہین کیونکہ ثابت کرنے والی روایتین نفی کرنے والی خبر پر مقدم ہین اور اونکو
کو ترجیح ہی اسواسطے کہ ثابت کرنیوالی خبر مین زیادتی علم کی ہی جو نفی کرنے والی خبر سے پوشیدہ

ہے چنانچہ یہ قاعدہ اصول فقہ کے علم مین مقرر ہو لیا ہے اور عالمونکی ایک جماعت اوسکے مکروہ
ہونیکی قائل ہے اور کہتی ہے کہ اوسکا پڑھنا بدعت ہے کیونکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اونکے خلفاء راشدین کے بعد پیدا ہوئی ہے اور یہ جماعت اوسکے بدعت ہونے پر دلیل لاتی ہے
اون حدیثون اور اخبار ونکو جو اوسکی نفی مین وارد ہوئی ہین جیسا کہ بخاری نے ابن عمر رضہ سے
روایت کیا ہے کہ مورق عجلی جو طبقہ ثالثہ کے اکابر تابعین مین سے ہین کہتے ہین کہ مینے خاص ابن عمر رضہ سے
پوچھا کہ تم نماز چاشت کی پڑھتے ہو کہا نہین مینے کہا اسکو عمر رضہ پڑھتے تھے کہا نہین مین نے
کہا ابوبکر رضہ اوسکو پڑھتے ہین کہا نہین مینے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی کہا
لا اخالہ گمان نہین کرتا ہون مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نماز پڑھتے تھے یعنے ایسا
گمان رکھتا ہون کہ نہین پڑھی ہے اگرچہ اسکا یقین نہین رکھتا اور ابوبکرہ ثقفی سے جو صحابہ
جلیل القدر مین مروی ہے کہ اونھون نے ایک جماعت دیکھی کہ چاشت کی نماز پڑھتی ہے
اوسکے حق مین کہا انکم لتصلون صلوۃ ما صلیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا عامۃ
اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنے بیشک تم لوگ ایسی نماز پڑھتے ہو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور آپکے اکثر صحابیون نے نہین پڑھی ہے اور حضرت عائشہ رضہ سے آیا ہے کہ اونھون نے
کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز نہین پڑھتے تھے اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت نہ سفر مین اور نہ حضر مین پڑھتے تھے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اوس عمل کو جسے آپ کرتے تھے ترک فرماتے تھے اور باوجود
اس بات کے کہ دوست رکھتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ آپ خوف کرتے تھے اس بات کا کہ کہین فرض
نہو جاے اور لازم نہو جاے اور قیس بن عبید جو صحابہ مین کہ عبد اللہ ابن مسعود کے ایک برس تک
میرے آمد و رفت رہی لیکن مینے اونکو ہرگز چاشت کی نماز پڑھتے نہین دیکھا اور مسروق کہتے
ہین کہ مین ابن مسعود کو آگے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا اور ابن مسعود کے چلے جانے کے بعد اپنے
مقام پر بیٹھا رہتا تھا اور اوسکے بعد کھڑا ہوتا تھا اور چاشت کی نماز پڑھتا پس ایک شخص نے
میرے اس مقدمے مین ابن مسعود سے پوچھا اونھون نے فرمایا کہ کیون خدا کے بندونکو تکلیف دیتے ہین
اور خدا تعالے نے بندونکو کسی چیز کی تکلیف نہین دی ہے اور اگر وہ اس نماز کے پڑھنے والون

مین ست ہین تو اپنے گھر و نمین اوس نماز کو پڑھلین اور مجاہد سے نقل کی گئی ہی کہ اونھون نے
کہاہے کہ مین اور ابن زبیر مسجد نبوی مین داخل ہوا پس ناگاہ مینے دیکھا کہ ابن عمر رض مسجد مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب بیٹھے ہین اور لوگ چاشت کی نماز مسجد مین پڑھ
رہے ہین مینے ابن عمر رض سے اون لوگون کے اس نماز کے بارے مین پوچھا کہ یہ نماز بدعت
ہے یا سنت ہے اونھون نے کہا بدعت ہے لیکن یہ ایسی اچھی بدعت ہے کہ مسلمانون نے
چاشت کی نماز سے فاضلتر کوئی بدعت پیدا نہین کی ہے اور یہ اخبار اور آثار جو چاشت کی
نماز کی نفی مین وارد ہوئے ہین اور جو اوسکے سوا سبھی ہین اور عالمون نے ان اخبارون کے
اور پہلی حدیثون کے آپس مین مطابقت دیتے ہین اور جمع کرنے مین یہ کہا ہے کہ آن حضرت ؐ
نے چاشت کی نماز ہمیشہ نہین پڑھی ہے اگرچہ امت کو اوسکے ہمیشہ کرنے مین اور اوسکی
محافظت کی ترغیب دی ہے اور آنحضرت ؐ جو ہمیشہ اوسکو عمل مین نہین لائے ہین تو بوجہ اس
بات کی خوف ہے کہ امت پر فرض ہو جاے اور مشقت مین نہ پڑجائین اور آخر کو اوسکی
عہدہ برآری مین عاجز ہون جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوسکی تصریح کی ہے
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاشت کی نماز پڑھنے مین شبہہ نہین ہے چنانچہ صحیح
حدیثین اوسکی گواہ ہین پس جسنے کہ نفی کی ہے کہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو روایت کی ہے
نفی کی یا اوسکا ہمیشہ نکرنا مراد لیا ہے پس جہان پر کہ ما کان یصلی اور ما یسبح رسول اللہ وارد
ہوا ہے وہان اوس چیز کا ہمیشہ نکرنا مراد ہوگا اور ابن مسعود کا چاشت کی نماز کا نہ پڑھنا اور
قیس ابن عبید کا ایک برس تک اونکو اس نماز مین نہ کہنا اسی بات پر محتمل ہوسکتا ہے اور یہ بھی بات
ہے کہ ابن مسعود علم اور فقہ مین مشغول تھے اور چونکہ علم کے ساتھ شغل رکھنا عبادت سے افضل
ہے ترجیح دیتے تھے علم کو اوس نماز چاشت پر باوجود اسکے فضیلت اور مستحب ہونیکے اور ہوسکتا
ہے کہ جو اخبار اس باب مین وارد ہوئے ہین اونکے وثوق نہونے سے نفی کی ہو جیسا کہ ابن عمر رض
کا قول ہے لا اخالہ کہ جب حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو وہ نماز پڑھتے نہ دیکھا تو وہ اخبار
جو لوگو نسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت کے پڑھنے مین سنتین اون پر یقین نہ آیا
پس ٹھہر گئے اور یقین نہونے کی خبر دی اور جس نے کہ بدعت اوسکو کہا ہے اوسنے

مسجد مین لوگون کے جمع ہونیکے باعث سے اور اوسکے ظاہر کرنے کی وجہ سے کہا ہے یعنے
یہ نماز فی نفسہ مشروع ہے لیکن یہ اظہار اور اجتماع جیسا کہ فرض چیزون مین کرتے ہین بدعت
ہے کیونکہ نفل مین سنت اور نفل کی فضیلت یہ ہے کہ اوسکو چھپائے اور گھر مین پڑھے جیسا کہ معلوم
ہوا ہے اور بالجملہ کسی چیز سے اوسکے مشروع ہونیکی نفی نہین معلوم ہوئی ہے بلکہ نفی ایک
صفت مخصوص کی ہے کہ وہ اظہار اور اجتماع اور مداومت ہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود
سے روایت کی ہے کہ اونھون نے ایک قوم کو نماز چاشت کی پڑھتے دیکھا پس اوسکو منع کیا
اور کہا اگر ضرور ہی یہ نماز پڑھتے ہو تو اپنے گھرونمین پڑھو اور مسروق نے بھی ابن مسعود رضؓ سے
مثل اسکے نقل کیا ہے چنانچہ وہ گذر گیا ہے اور عالمون کا دوسرا گروہ روایتون کی آپس مین
مطابقت کے دینے کے قصد سے کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ کبھی کبھی پڑھے اور بعضے دنون مین چھوڑ دے
اور یہ گروہ دلیل لاتا ہی عبداللہ بن شقیق رحؒ کی حدیث کو جو مشہور تابعین مین سے ہین کہ اونھون
نے کہا ہے کہ مینے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیا چاشت کی نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا نہین پڑھتے تھے لیکن جب کبھی سفر
سے تشریف لاتے تھے تو پڑھتے تھے اور ابی سعید خدری رضؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ اونھون نے
کہا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت کی وہان تک پڑھتے تھے کہ مین عرض
کرتا تھا کہ کیا آپ ہرگز اوسکو ترک نفرمائیے گا اور ترک فرماتے آپ اسکو یہان تک کہ مین
عرض کرتا تھا کہ کیا آپ اوسکو نہ پڑھیے گا چنانچہ عادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نفلون مین اور سنتون مین ایسی ہی تھی اور اصحاب اور تابعین کا احوال اس نماز کے پڑھنے
مین ایسے ہی تھا اور عکرمہ نے کہا ہے کہ ابن عباس رضؓ اس نماز کو ایک دن پڑھتے تھے اور دس
دن چھوڑ دیتے تھے اور منصور بن معتمر سلمی نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین تھے کہ مکروہ جانتے تھے
اس بات کو کہ مثل محافظت نماز فرض کے نماز چاشت کی مداومت اور محافظت کرین پس
کبھی اسکو پڑھتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے اور اگلے عالمون کا طریقہ نفلی عبادتون کے
ادا کرنے مین خصوصًا نماز اور روزے نفلی مین ایسے ہی تھا کہ علم کا شغل اور خیرات دوسری
صفتین کو مانع نہو بخلاف الخیر زمانے کے عابدون کے کہ تعلق انکا اوسکے ساتھ اس حد کو پہونچا

کہ بعضے اونہیں کے جو نسبت علم اور معرفت مین قاصر ہین بہتیری نیکیون اور خیرات کو جو مقصود تر
ہین اوسکے باعث سے چھوڑ دیتے ہین ہذا لیس بشیئی وبالله التوفیق اور صاحب سفر السعادت
نے کہا ہے کہ صواب یہ ہی کہ ہمیشہ اوس نماز کا پڑھنا بھی مستحب ہی لیکن جمع ہو کر مسجد مین اوسکا
پڑھنا خوب نہین ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ گھر مین تنہا پڑھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر واسطے میرے مان باپ زندہ کر دیے جاوین تو بھی اپنی نماز
چاشت کو نہین چھوڑتی یعنے یہ لذت اور سرور مان باپ کے زندہ ہونے سے نہوگا ایسی لذت
اور سرور کے ساتھ جو اس نماز مین پاتی ہون برابر نہوگا **تنبیہ** اس نماز مین رکعتون کا شمار
مختلف آیا ہے اور یہ موافق اختلاف ایام کے اور نشاط اور کسل کی حالتون سے یا بوجہ دوسری
مہمون کے سرانجام کے ہوگا اور عالمون نے اکثر جو دہ رکعتین اختیار کی ہین کیونکہ تمام حدیثین
اسکی صحیح ہین اور دوسرے عددونکی حدیثین بعضی صحیح ہین اور بعضی ضعیف ہین واللہ اعلم اور قرأت
اس نماز کی مشائخونکے ورد مین والشمس اور والضحےٰ اور الم نشرح ہے اور نماز کے فراغت کے بعد
اللہم اغفرلی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم کا سو بار پڑھنا منقول ہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہی **وصل** نماز عید کے بیان مین
آگاہ ہو کہ روز عید اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ اپنے وقت پر عود کرتا ہے اور مکرر آتا ہی اور یہ
وجہ عام ہے کہ اور موسم پر بھی صادق آتا ہی پس اسی سبب سے بعضون نے دوسری قید اسمین
زیادہ کی اور کہا ہے کہ خوشی اور فرحت کے ساتھ عود کرتا ہی اور عید فطر مین خوشی اور فرحت
کا باعث روزونکی تمام نعمت کا شکرانہ واقع ہوا ہی اور عید اضحےٰ مین بسبب واقف ہونے تمام حج کی
نعمت کے کہ وہ عمدہ ارکان ہین حکم تمام رکھتا ہی اور جمعے کا دن کہ ہر ہفتے کی عید ہی وہ شکرانہ یعنے
بھر کی نمازونکا ہی پس اسلام کے سب ارکانونکے تمامی کی شکرانہ مین ایک روز عید جو اہل اسلام کے
جمع ہونے کا اور خوشی کا اور فرحت کا باعث ہوتا ہی مقرر کیا ہی اور عید اور طاعت کی شکرانی
کو بحکم اس بات کے لئن شکرتم لازیدنکم طاعت اور عبادت کر دیا ہے لیکن زکوٰۃ کہ اوسکے ادا کرنیکا
کوئی وقت معین اور اتفاقی اور اجتماعی نتھا اوسکے تمامی کے شکرانے مین ایک عید مناسب
اوسکے تہی خوشی اور فرحت ہی جو فقیرونکو زکوٰۃ کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے کافی ہی اور

بعضون نے کہا ہے کہ عید بوجہ اوسکے عود کے تفاول کے کہا ہے یعنے اوسکو تفاول ہے اور دوسرے برس پھر آنے جیسا کہ ابتدا مین قافلے کو اوسکے خروج کے وقت قفول کہتے ہین اور اسکے معنے رجوع ہونے کے اور پھر آنے کے ہین اور وہ تفاول اس بات کا ہے کہ خیریت سے قافلہ جائے اور سلامتی سے پھر آئے اور ہدایہ کے بعضے حاشیون مین لکھا ہے کہ اوس دن کو روز عید اس وجہ سے کہتے ہین کہ پروردگار نے بندون سے خوشی اور فرحت کا اور اپنے فضل و کرم کا اوسی دن مین وعدہ کیا ہے پس اس وجہ پر یہ بات وارد ہوئی ہے کہ عید مشتق وعدہ سے ہے اور یہ بعید ہے کیونکہ اجوف ہے یعنے اسکے عین کلمہ کے مقام پر حرف علت ہے اور مثال ہے یعنے اوسکے بجاے فاء کلمہ کے حرف علت کا ہے لیکن اوس وقت البتہ یہ بات ٹھیک ہوسکتی ہے کہ اوسکے قلب کے قائل ہوجائین جیسا کہ جذب اور جبذ مین قلب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ نماز عید مصلے پر پڑھتے تھے اور وہ ایک مقام مدینہ مطہرہ کے باہر ہے اور مسجد شریف کے پورب کی طرف دروازہ مصری کے باہر ہے کہ اس طرف سے قافلہ مکہ معظمہ آتا ہے اور اس مقام اور مسجد شریف کے مابین ہزار گز کا فاصلہ ہے ایسے ہی بہجۃ کی تاریخ مین ہے اور یہی دلیل اس بات پر ہے کہ نماز عید کے لیے صحرا کی طرف جانا مسجد مین نماز عید پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجود اوس شرف اور فضل کے جو مسجد شریف کو حاصل ہے باہر مصلے پر تشریف لے جاتے تھے پس اور مقامون مین یہ بات بہت بہتر ہوگی اور اسی پر اور اطراف مین لوگون کا عمل ہے اور بعضے شہرون مین جو مسجدون مین پڑھتے سنت کے خلاف ہے مگر ہان جب کہ کوئی عذر ہو تو قباحت نہین ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کے عذر سے ایک ہی بار اور مکہ معظمہ کے لوگ پہلے ہی سے اسی کی عادت رکھتے ہین کہ مسجد مین عید کی نماز پڑھتے ہین اور شہر کے باہر نہین پڑھتے اور اب خود اہل مدینہ مطہرہ بھی مسجد مین پڑھتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت اور شرف حضوری کی مفارقت سے راضی نہین ہین اور مسجد شریف کی وسعت اب بلدہ شریف کی آبادی کو کفایت کرتی ہے بخلاف زمانہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ مسجد شریف کی وسعت کم تھی اور شہر کی آبادی بہت تھی اور شرح مین ابن الہمام کہتے ہین کہ سنت یہ ہے

کہ امام توانا لوگونکو ساتھہ لیکر نکلے اور کسیکو اپنا خلیفہ کردے کہ وہ ضعیف لوگونکے ساتھہ شہر مین نماز پڑھائے کیونکہ بالاتفاق دو مقام پر شہر مین نماز عید کی پڑھنا جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین تین مقام پر بھی جائز ہے اگرچہ امام نے اپنا خلیفہ کسیکو نہ کیا ہو اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن اچھے اور خوب کپڑے زیب تن مبارک فرماتے تھے اور ایک حلہ آپکے پاس بہت عمدہ اور نادر تھا اوسکو عید اور جمعے کے دن عزت اور شعار اسلام کے اظہار کے لیے پہنتے تھے اور حلے کپڑونکے جوڑونکو کہتے ہین کہ وہ پائجامہ اور چادر ہے نہ یہ بات ہے کہ مثل ابرشیمی کی اور سوا اسکے جو ہے کسی کپڑونکے قسم کا نام جیسا کہ ہو بعضے گمان کرتے ہین اور کبھی چادر سرخ دھاریونکی یا سبز دھاریونکی اوڑھتے تھے اور اس قسم کی چادرین یمن مین بہت ہوتی تھی اور اسیکو برد یمانی کہتے ہین اور لباس مشروع سے زینت دینا اور بنانا اور سنوارنا عید کے لیے مسنون اور مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عید فطر مین عادت شریف یہ تھی کہ عیدگاہ کے جانے کے واسطے گھر سے نکلنے کے پہلے چند خرمون سے افطار کرتے تھے اور عدد اون خرمون کے وتر یعنے تین یا پانچ یا سات ہوتے تھے اور کہا ہے کہ خرما کھانے کے استحباب مین حکمت یہ ہے کہ شیرینی اوسکی بصر کو قوت دیتی ہے اور روزہ بصر کو ضعیف کرتی ہے اور حلوی ایمان کے مزاج کے موافق ہے کیونکہ المومن حلوی اور کسی شخص نے خواب مین کوئی میٹھی چیز کھائی تو تعبیر اوسکی یہ ہے کہ اوسکو لذت ایمان کی نصیب ہوئی اور شیرینی دل کو نرم اور گداز کرتی ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ میٹھی چیز سے روزہ کھولنا افضل ہے اور سب چیز مین عدد وتر کی رعایت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی اور فرماتے تھے کہ ان اللہ وتر یحب الوتر اور عید اضحی مین جبتک آپ نماز سے فراغت نفرماتے تھے کھانا نوش نکرتے تھے اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید فطر مین جبتک کوئی چیز نوش نفرما لیتے تھے گھر سے باہر تشریف نہ لاتے تھے اور عید اضحی کے دن جبتک نماز نہ پڑھ لیتے تھے کچھہ تناول نفرماتے تھے اور عالمون نے کہا ہے کہ عید فطر کی نماز سے پہلے کھانے مین حکمت ہے کہ چونکہ روزے کے وجوب کے بعد فطر کا وجوب ہے تو بقصد حکم الٰہی کے بجالانے کے فطر کی تعجیل کو دوست رکھتے تھے اور اگر نہین فقط امتثال کا قصد ہوتا تو بقدر سیری کے کھاتے اور بعضون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون عیدونمین

اوس وقت پر کہاتے تھے جو وقت صدقہ نکالنے کے لیے مشروع ہے اور وہ ہر شخص کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ صدقہ فطر نکالنا مصلے پر آنے سے پہلے ہے تو آپ صدقہ نکالتے اور کچھ کھا لیتے اور مصلے پر تشریف لے جاتے اور چونکہ عید اضحے کا صدقہ نکالنا ذبح کرنے کے بعد ہے کہ جسکا وقت بعد نماز کے ہے تو آپ بعد نماز کے ذبح کرتے اور صدقہ دیتے اوسکے بعد کھانا نوش کرتے اور دونون عیدون کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانیکے بارے مین دو حدیثین آئی ہین ایک تو فاکہ بن سعد سے مروی ہے جسکا صحبت پانا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحت کو پہونچا ہے اور مشہور ہے اور سوا اس ایک حدیث کے دوسری حدیث اوسنے سنکے مین نہین آئی ہے وہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطر کے دن اور نحر کے دن اور عرفے کے دن غسل کرتے تھے اور دوسری حدیث زیاد بن عیاض اشعری سے مروی ہے کہ اونھون نے ایک قوم سے کہا کہ جس فعل کو مینے رسول خدا کو کرتے ہوئے دیکھا ہے فعل تمکو کرتے دیکھا مگر تم لوگ دونون عیدون کے دن نہاتے نہین ہو اور محدثون نے ان دو حدیثون پر حکم ضعف کیا ہے اور مین نے ان دو حدیثون کے سوا حدیث کی کتابون مین کوئی حدیث نہین پائی ہے اور کتب ستہ مین کوئی حدیث اس باب مین نقل نہین کی گئی ہے بجز ابن عمر رض کے فعل کے جسکو جامع الاصول مین موطا سے نقل کیا ہے کہ ابن عمر رض عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کرتے تھے اور سنت کی پیروی مین اونکا شدت سے مبالغہ کرنا اس باتکو مقتضی ہے کہ حدیث اس باب مین صحیح ہے جیسا کہ کہا ہے اور ابن عمر رض راہ بھر مین پکار پکار کے تکبیر کہتے تھے اور یہ حکم نماز اضحے امین متفق علیہ ہے اور عید فطر مین پکار کے تکبیر کہنا امام ابی حنیفہ رح کے خلاف ہے لیکن جو چپکے سے کہے تو کوئی مانع نہین ہے اور آنحضرت جہان نماز پڑھتے تھے وہان پیدل تشریف لے جاتے تھے اور اکثر عالمون کے نزدیک عمل اسی پر ہے کیونکہ عیدگاہ مین پیدل جانا اور سوار نہونا مستحب ہے ہان اگر عذر ہو تو سوار ہو کر جانا جائز ہے اور امام شافعی رح نے کہا ہے کہ مجھکو زہری سے یہ بات پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور کسی کے جنازے کے ساتھ ہرگز سوار ہو کر نہ چلتے تھے اور عید فطر کی نماز مین تاخیر فرماتے تھے اور عید اضحے کی نماز بہت جلد پڑھتے تھے اور یقین ہے کہ نماز عید فطر کی تاخیر مین حکمت یہی ہو کہ

چونکہ صدقہ فطر نماز سے پہلے دیدیا جاتا ہے اور کھانا بھی کھالیا جاتا ہے اور کوئی مہم باقی نہیں رہتی تو تاخیر نماز یون کی جماعت کے زیادہ ہونیکے واسطے ہوگی یا یہ بات ہے کہ روزہ رکھنے کے ضعف کے سبب سے جو جلدی کرنیکو مانع ہوتا ہے اوسکا باعث ہو بخلاف عید لضحے اگرچہ کہ اوسمین سب امور مذکورہ بعد نماز کے ہوتے ہین و اللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مصلی پر پہونچتے تھے اوسی وقت نماز شروع کردیتے تھے اور تکبیر اور اذان اور صلوٰۃ جامعۃ نہوتی تھی اور ائمہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تکبیرات عید کے گنے مین اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ مین پہلی رکعت کی قرأت سے پہلے تین تکبیرین اور دوسری رکعت مین قرأت کے بعد تین تکبیرین مختار ہین اور ہمارے مشائخ کہتے ہین چونکہ عید کی تکبیرونمین مختلف روایتین آئی ہین پس ہمنے کمتر چیز کو اختیار کیا کیونکہ تکبیرین اور رفع یدین نماز مین خلاف معہود شرع کے ہے پس کمتر چیز کو اختیار کرنا بہتر ہوگا ایسی ہی ہدایہ مین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے شریف مین عید کی نماز کے مقام مین منبر نہ تھا اور پہلے جسنے منبر بنایا ہے وہ مروان ابن الحکم ہے کہ اس وقت مین یہ حضرت معاویہ رضہ کی طرف سے امیر مدینے کے تھے اور ایک روایت مین ہے جو اکثر بن اصلت ارکل سے جسکا گھر مصلے کے جوار مین تھا مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر بنایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے اور جب نماز سے فراغت پاتے تھے تو اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے اور سب اصحاب کتب اس روایت پر اتفاق رکھتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز عید ضحے اور عید فطر کی خطبے سے پہلے پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ایسے ہی کرتے رہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اہل عالم کے نزدیک رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے صحابہ کا عمل اسی پر ثابت ہے اور کہا ہے کہ پہلے جسنے نماز کے قبل خطبہ پڑھا ہے وہ مروان تھا اور اوس وقت وہ امیر مدینہ تھا اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ عالمونکا اس بات مین اختلاف ہے کہ نماز سے پہلے جسنے خطبہ پڑھا ہے وہ کون شخص ہے مشہور یہ ہے کہ مروان ہے چنانچہ صحیح مین حدیث ابی سعد سے آیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مروان سے پہلے عثمان ابن عفان نے بھی یہی کیا ہے کہ اوائل مین نماز پڑھتے بعد اوسکے خطبہ اور جب آخر مین اونھون نے دیکھا کہ لوگ نماز کے لیے نہین پہونچ سکتے

ہین تو بنظر اس مصلحت کے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا اور یہ مصلحت غیر اوس علت کی ہے جس علت
مین مروان خطبے کو نماز پر مقدم کرتا تھا اور خطبہ کے مقدم کرنے کی اوسکی علت یہ تھی کہ تاکہ
لوگ نماز کے منتظر بیٹھے رہین اور اس خطبے کو جس مین مذمت اور برائی اوس جماعت کی جو اوسکی
مستحق نہ تھی اور مدح اور تعریف اوس قوم کی جو لائق اوسکے نہ تھی کرتا تھا سنین چنانچہ ابی سعید
کی حدیث مین اسکی تصریح آئی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مقدم خطبے کو مین نے اس وجہ سے
کیا ہے کہ لوگ میرے خطبے کا انتظار نہین کرتے ہین اور احتمال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے بھی ایسا کیا ہو اور مروان نے اوسکو ہمیشہ کرنا شروع کر دیا اسی وجہ سے یہ فعل اوسی کا
مشہور اور معروف ہو گیا اور عبد الرزاق ابن جریج سے اور وہ زہری سے روایت کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہے اول جسنے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا وہ حضرت معاویہ رض تھے واللہ اعلم
اور فتح قدیر مین جو ہدایہ پر شرح ابن الہمام کی ہے کہتے ہین کہ نادانان لوگونکے لیے منبر بنانے
مین عالمون نے اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور خواہر زادے نے کہا ہے کہ نماز
وقت مین حسن ہے اور امام ابی حنیفہ رح سے لا باس مروی ہے یعنے کچھ قباحت نہین ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راہ سے عیدگاہ تشریف لیجاتے تھے اوس راہ سے
مراجعت نفرماتے تھے بلکہ دوسری راہ سے تشریف لاتے تھے اور عالمون نے اوسکے لیے
وجہین اور نکتے پیدا کیے ہین عجب نہین کہ بعضے اوسمین کے یا وہ سب منظور نظر شریف ہون
واللہ اعلم اور حق تو یہ ہے کہ جو بھید اور اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامون مین
تھے خلائق کی کیا مجال ہے کہ اوسے دریافت کر سکے بلکہ وہانتک پہونچنے مین عاجز ہین اور عالمون
نے کہا ہے کہ وجہ اوسکی یہ تھی کہ تاکہ بہت سے بقعے اور مقام اور مکان مختلف اور وہانکی رہنے
والی جن اور انس اور فرشتے آپکی اطاعت کرنے پر گواہی دین یا یہ کہ دونون راہ کے آدمی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرین اور اس عمل کے ثواب کی شرف سے مشرف ہون اور آنحضرت
کے سلام کے جواب دینے سے جو خیر اور سلامت کی دعا کو مقید ہے اور اوسکو لازم ہے دونون گروہ
سعادت کے شرف کو حاصل کرین اور یا یہ بات ہے کہ رسول خدا کی برکتین ہر ایک راہ کو اور وہانکی
رہنے والون کو شامل ہون اور تشریف لیجانے کے فضل اور برکت کے مرتبے مین اور شرف

حضوری مین برابر اور شریک ہین پایہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اچھی خوشبوئین
سونگھین پایہ ہے کہ ان دونون فرقون کی حاجتین تعلیم اور فائدہ پہونچانے اور ارشاد فرمانے سے
پوری کردین اور اپنے جمال باکمال کے مشاہدہ سے خوش فرما دین پایہ ہے کہ شعار اور شرائع اسلام
دونون راہون مین ظاہر ہو جائین اور اللہ کا ذکر اور اوسکی برکتین دونون فرقون پر کھل جائین پایہ ہے
کہ منافق اور کافر اسلام کی عزت اور توقیر دیکھنے سے اور دین کے مرتبہ بلند معلوم کرنے سے موافق
اس حکم کے لیغیظ بہم الکفار اور قل موتوا بغیظکم بہت غم کہائین بہت رنج اوٹھائین اور لشکر اسلام
کی بہت عزت اور توقیر سے اونکے دلون مین رعب سما جائے اور ڈرین اور عالمون نے یہ بھی
کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عیدگاہ جانے کی راہ دہنی طرف تھی اگر آپ اوسی
طرف سے پھر تشریف لاتے تو وہ بائین طرف ہو جاتی پس آپ اور راہ سے تشریف لاتے تاکہ
پھرنے کے وقت بھی وہ دہنی طرف پڑے بیان اسکا یون ہے کہ مدینہ مطہرہ کا قبلہ جنوب کی طرف
ہے اور عید کی نماز پڑھنے کی جگہہ مغرب کی طرف ہے اور مقام سے لازم آیا کہ نماز کے مقام پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا دہنی جانب سے تھا اور منزل شریف نماز کے مقام پر پہونچانے
کے وقت شمال کی طرف واقع ہوتی تھی پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی راہ سے مراجعت
فرماتے تھے کہ جس راہ سے تشریف لیگئے تھے تو ضرور ہے کہ منزل شریف شمال کی طرف واقع ہوتی اور
صاحب مواہب لدنیہ نے جو کہا ہے کہ یہ بات دلیل کی محتاج ہے یہ ساقط ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابتدا کرنے مین دہنی طرف کو اختیار کیا ہو اور یہ بات بھی جو عالمون نے
کہی ہے محتمل ہے اور ابتدا کرنے مین دہنی طرف کو اختیار کرنیکا احتمال ثابت ہے اور لوگون مین وجہہ
مشہور یہ ہے کہ وہ دین کے دشمنون کی مکر کے خوف سے تھا تا وہ اور جگہہ تاک مین بیٹھین اور
وجہہ مین کلام ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس طرز کو مکرر نکرتے اور
عادت نکر لیتے تاکہ وہ دشمن عادت شریف سے واقف ہو کر اوس دوسری راہ سے نہ کھڑے
ہو رہین اور اسکا بھی جواب دیا ہے کہ ہمیشہ مختلف راہون کی آمد و رفت سے اور اوسکی عادت
کر لینے سے ایک راہ معین سے ہمیشہ آمد و رفت رکھنا لازم نہین آتا ہے پایہ ہے کہ رشتہ دار زندہ
اور وفات پائے ہوئون کی زیارت کے لیے اور صلہ رحم کے لیے یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

عمل لاتے تھے یا یہ ہے کہ خلق کی بھیڑ بھاڑ کے گھٹانے کے لیے ایسا کرتے تھے یا یہ ہے کہ تشریف
لیجانے کے وقت فقیرونکو صدقہ دیتے تھے اور ادھر سے تشریف لاتے وقت کچھ باقی نرہتا تھا
پس دوسری راہ جہان فقیرون اور سوال کرنے والون کا مجمع ہوتا تھا ادھر سے تشریف
لاتے تھے تاکہ سائل کا جھڑکنا اور منع کرنا لازم نہ آئے اور اس وجہ کو صاحب مواہب لدنیہ
نے بعید کہا ہے اور اوسکو ضعیف قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ راہ کے بدلنے سے مغفرت
اور رضا اور قرب اور وصول کے مقام کی ترقی کی طرف حال کے بدلنے کا تفاول کرتے تھے یعنے
جس طرح سے کہ راہ دوسری ہو گئی حال بھی دوسرا ہو گیا اور یہ وجہ ایک دقت اور پوشیدگی سے
خالی نہین ہے یا یہ ہے کہ شاید وہ راہ کہ جس طرف سے نماز کے مقام پر تشریف لے جاتے تھے
بہت دور اوس راہ سے تھی کہ جدھر سے تشریف لے آتے تھے پس چاہتے تھے کہ عبادت کے لیے
جائین اور قدمون کی زیادتی سے اجر کی زیادتی ہو لیکن منزل شریف پر تشریف لانیکے جلدی
فرماتے تھے کیونکہ اس مقام مین عبادت کا قصد نتھا اور اس وجہ مین بھی عالمون نے کلام کیا ہے
کہ اجر خطوات پلٹنے کے وقت بھی ثابت ہے جیسا کہ حج اور غزوہ مین ثابت ہے اور اگر اوس وجہ کے
خلاف بھی کہین تو بھی ہو سکتا ہے یعنے شاید کہ راہ جانے کے چھوٹی اور نزدیک زیادہ ہے کہ چاہا
کہ اطاعت مین جلدی کرین اور اول وقت کی فضیلت پالین بخلاف پھرنے کے وقت پر کہ اگر
بہت دیر مین مقام پر پہونچین کوئی چیز فوت نہو اور سب وجہون کی بنا احتمال پر ہے اور ابن
حمزہ نے کہا کہ یہ موافق ہے قول یعقوب علیہ السلام کے جو اونھون نے اپنے بیٹون کے حق مین
کہا تھا لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة یعنے ایک دروازے سے اکٹھا نجاؤ
کئی دروازون سے الگ الگ جاؤ اوسکو نظر بد کے خوف سے کہا واللہ اعلم بحقیقة الحال اللہ ہی
واقف ہے اس حال کی حقیقت سے اور مین نے ذکر نفل پڑھنے کا عید کی نماز سے پہلے اور بعد
اوسکے سفر السعادت کی شرح مین کیا ہے جو مقصد اصلی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
احوال وافعال کا ذکر تھا اس وجہ سے اوس سے تعرض نہین کیا وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے نماز استسقا کے بیان مین صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ کسی عالم نے نماز
استسقا کے سنت ہونے مین اختلاف نہین کیا ہے لیکن ابو حنیفہ رح نے اون حدیثون کی تاویل

لانے کے ساتھ جن مین نماز کا ذکر نہین آیا ہی اختلاف کیا ہی اور جمہور دلیل لائے ہین اون حدیثونکو
جو صحیحین مین اور دوسری حدیث کی کتابونمین ہین اور اونسے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے استسقا یعنی مینھہ کی طلب مین دو رکعتین پڑھی ہین اور جن حدیثونمین کہ ذکر نماز کا نہین
ہے اونمین کی بعضی حدیثین روایت کرنے والے کے نسیان پر محمول ہین اور بعضی اونمین کی حدیثین
جمعے کے خطبے مین ہین کہ اوسکے بعد نماز جمعے کی ہی پس اوسپر اکتفا کیا گیا اور اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز نماز استسقا کی نہین پڑھی ہی تو پس وہ دعاے استسقا کے جایز ہونیکے بیان کے
واسطے تھی اور اصل جواز مین کوئی خلاف نہین ہے اور حدیثین ثابت کرنے والین موافق قاعدہ
مقررہ کے مقدم ہین کہ قول مثبت قول منفی سے مقدم ہوتا ہی اور یہ کلام شافعیہ کا ہی اور امام ابوحنیفہ
کے نزدیک استسقا مین کوئی نماز مسنون نہین ہی اور یہی دعا اور استغفار موافق قول حق
سبحانہ تعالے کے ہے واستغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا یعنے مغفرت چاہو
اپنے رب سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہی بھیجتا ہے تمپر آسمان سے برابر بارشکو اور اکثر حدیثونمین
استسقا کی جو صحیحین ذکر کی گئین ہین اونمین نماز کا ذکر نہین ہی بجز ایک وجہ کے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے مقام پر تشریف لیگئے اور دو رکعتین پڑھین اور خطبہ پڑھا
اور یہ حدیث اپنے سب خصوصیات کے ساتھہ صحت کی حد کو نہین پہونچی ہی یا حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ مخصوص ہے اور سنت بھی وہ چیز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسکو کبھی چھوڑ دینے کے ساتھہ ہمیشہ کیا ہو اور اس مقام پر ترک صلوٰۃ ظاہر ہی اور ایک بار کے
سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل نہین پایا گیا ہی اور صحت کو یہ بات پہونچی ہی کہ امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ نے مینھہ برسنے کی دعا مانگی اور اوسمین بھی دعا اور استغفار ہی تھا اور اگر نماز
استسقا مین مسنون ہوتی تو اوسکا حضرت عمر رض کا نہ جاننا ساتھہ عموم بلوے کے اور قرب زمانہ
نبوی کے اونکا اوس نماز کا ترک کرنا لازم آتا ہی اور یہ بات باوجود علم کے کوئی صورت نہین
رکھتی ہے اور کہا ہی کہ امام کی مراد اس بات سے کہ استسقا مین کوئی نماز جماعت کے ساتھہ اور
خصوصیات کے مثل نماز عید کے مسنون نہین ہے لیکن اگر ہر شخص الگ الگ نماز پڑھے اور روئے اور
گڑگڑائے اور دعا اور استغفار کا طریقہ اس طور پر اختیار کرلے تو درست اور حسن ہی اور بالجملہ

جو حدیثین استسقا کے باب مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین ہین اور بہت سے طرق حدیث کے جو ان خصوصیات اور کیفیتون کو شامل ہے بغیر ضعف کے نہین ہے پس امام ابو حنیفہ رح نے خلاصہ اور مقصود اوسکا کہ دعا اور استغفار ہی اختیار کیا اور نماز بھی جائز رکھی اور جماعت اور خطبے کا اور جو مثل اسکے ہے اوسکا اثبات بوجہ تیقن کے نہین کیا اور صاحبین یعنے امام محمدؒ اور امام یوسف اور تینون امامونکے نزدیک خطبہ اور جماعت کے ساتھ استسقا مین نماز پڑھنا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ قول امام محمد رح کا ہے اور امام یوسف رح موافق امام ابو حنیفہ کے ہین اور اب مذہب امام ابو حنیفہ مین فتوے اوس عمل پر ہے جو صاحبین کے مذہب مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استسقا کی دعا مین بہت عاجزی کرتے تھے اور گڑ گڑاتے تھے اور دونون دست مبارک دعا مین اس قدر اوٹھاتے تھے کہ بغل شریف کی سفیدی ظاہر ہوجاتی تھی اور دونون دست مبارک سر سے اونچے جاتے تھے اور کہا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ سخت تر اور سوال کرنا اور مطلب قوی زیادہ ہے ہاتھون کا بلند کرنا بھی زیادہ ہے اور صاحب مشکوۃ حدیث مسلم سے نقل کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مینہہ برسنے کی دعا مانگی اور دست شریف کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استسقا مین دعا کی لیے ہاتھ اوٹھانا اس طرح پر تھا کہ دونون ہتھیلیان زمین کی جانب کو ہوتی تھین اور ہاتھون کی پشت آسمان کی طرف ہوتی تھی بخلاف اوسکے جو دعا مانگنے کے وقت رائج ہے اور ابو داؤد کی روایت بھی مثل اسی کے آئی ہے اور کہا ہے کہ اگر دعا مطلب کے لیے ہو اور سوال کسی چیز کا ہو جو نعمت کی جنس سے ہے تو ہتھیلیون کو آسمان کی جانب رکھنا مستحب ہے اور جو دفع فتنہ اور بلا کی واسطے ہو تو پشت ہاتھ کی آسمان کی طرف غضب اور فتنہ اور بلا کے اور حادثہ غلبہ کے اور اور قوت کے پست کرنیکے اشارے کے لیے رکھے اور طیبی نے کہا ہے کہ ہاتھ کو پلٹ کے دعا مانگنا حال کے بدلنے کے ساتھ تفاول بھی ہے جیسا کہ تحویل ردا یعنے چادر کے نیچے مین بیچ استسقا کے منقول اور مروی ہے اور کہا ہے کہ پھیرنا اور پلٹ دینا چادر کا حال کے تغیر اور پانی کی روک جانیکا ساتھ مینہہ برسنے کے لیے اور تنگی کا ساتھ کشادگی کے متغیر ہوجانیکے لیے تفاول ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ آگیا بجالانا اوس حکم کا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس طرح کر دو کہ حال

بدل جاوے فقط تفاول نہو کیونکہ تفاول مین شرط یہ ہے کہ قصد اور اختیار سے نہو بلکہ ایک چیز خارج مین قصد اور اختیار سے اس شخص کے واقع ہو اور اس مقام سے تفاول کرتے ہین جیسا کہ کہا گیا ہی اور بینہہ برسنے کی دعا مانگنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار واقع ہوا ہی ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے شریف مین قحط پڑا اور جمعے کے دن خطبے مین بیٹھے دفعتًا ایک اعرابی اوٹھہ کھڑا ہوا اور فریاد کرنے لگا یارسول اللہ ہلک المال وجاع العیال فادع لنا یعنے یارسول اللہ برباد ہوا مال اور بھوکی ہی عیال پس دعا ہمارے لیے مانگیے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللھم اغثنا اللھم اسقنا اے اللہ میرے ہماری فریاد کو پہونچ ای اللہ میرے ہمکو سیراب کردے پس پہاڑونکے مانند ابر اوٹھا اور دوسرے جمعے تک برسا کیا پھر آیا وہی اعرابی دوسرے شخص کے ساتھہ اور عرض کیا یارسول تہدم البناء وغرق المال یارسول اللہ مکان گر پڑا اور مال ڈوب گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون دست مبارک اوٹھاے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ بنی آدم کے جلد ملول ہونے پر مسکرائے اور فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والظراب وبطون الاودیۃ یعنے اے اللہ میرے گرد ہمارے نہ ہمپر اے اللہ میرے باڑیون پر اور کھیتیون پر اور جنگلون مین اور جدہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ فرماتے اودھر سے ابر کھل جاتا تھا اور ایک روایت مین ہے مدینے سے بدلی جاتی رہی اور گرد اوسکے برسا کیا اور اسمین ایک بوند بھی نہین ٹپکی اور دوسری بار بہت انکسار اور خشوع کے ساتھہ مصلے پر تشریف لیے چلے جب مصلے پر پہونچے تو منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا اور اسی قدر اوس خطبے سے منقول ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین لا الہ الا اللہ یفعل ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت تفعل ما ترید اللھم انت لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی حین یعنے سب خوبیان اللہ کے لیے ہین جو پالنے والا تمام عالم کا ہے بڑا مہربان رحم والا مالک قیامت کے دنکا کوئی معبود نہین مگر اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اے اللہ میرے تو ہی اللہ ہے نہین کوئی معبود مگر تو ہی کرتا ہی تو جو چاہتا ہی تو اے اللہ میرے نہین کوئی معبود مگر تو ہی غنی ہی اور ہم فقیر ہین نازل کر ہمپر مینہہ اور کردے اوس چیز کو جسے ہمارے لیے اوتارا ہی تو نے ایک قوت اور رسیدگی ایک وقت تک اور دعا فرمائی اور مینہہ سے نیچے

تشریف لائے اور نماز شروع فرمائی اور دو رکعتین بدون اذان اور بغیر تکبیر کے پکار کر پڑھین اور پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھا جس طرح سے عید اور جمعے مین پڑھتے تھے پس حق تعالی جلشانہ نے بدلی کر جتی ہوئی اور بجلی چمکتی ہوئی نمودار کی اور بہت مینہہ برسا کہ مسجد تک آتے آتے بہیا آگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو دوڑتی ہوئی اور کونون مین گھستے ہوئے دیکھا آپ ہنسے اور فرمایا اشہد ان اللہ علی کل شئی قدیر وانی عبدہ ورسولہ یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک اللہ سب چیز پر قادر ہے اور بیشک مین اوسکا بندہ ہون اور رسول ہون اور یہ وہی حدیث ہی جسکو ائمہ استسقا کے بارے مین دلیل لاتے ہین جیسا کہ گذرا ہی اور ایک مینہہ برسنے کی دعا مدینہ معظمہ کے منبر پر بدون روز جمعہ کے مانگی چنانچہ بیہقی نے اوسکو دلائل النبوۃ مین نقل کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی لڑائی سے مراجعت فرمائی تو وفد بنی فزارہ آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور قحط کی شکایت کی اور عرض کیا ای رسول خدا آپ اپنے پروردگار سے دعا مانگیے تو ہمپر مینہہ برسائے اور آپکو چاہیے کہ ہماری شفاعت اپنے پروردگار سے کیجیے اور پروردگار آپسے شفاعت کرے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویلکم یعنے تمپر افسوس ہی سب پروردگار سے شکایت کرتے ہین ایسا کون ہی جس سے پروردگار شفاعت کرے لا الہ الا ہو العلی العظیم یعنے کوئی معبود نہین مگر وہی بزرگ و برتر ہی پھر فرمایا کہ پروردگار تمھارے اس خوف اور نالے اور فریاد کرنے سے ہنستا ہی ایک اعرابی اونمین کھڑا ہوا تھا بولا کیا پروردگار ہمارا ہنستا ہی آپنے فرمایا ہان ہنستا ہی کہا اوسنے کہ ہم ہرگز خیر مانگنے مین ایسے پروردگار سے کمی نکرینگے جو ہنستا ہی اور خوش ہوتا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی کی اس باتسے ہنسے پھر منبر پر تشریف لیگئے اور دعا کیواسطے دونون دست مبارک اوٹھائے اور مینہہ مانگا چنانچہ ہفتہ بھر مینہہ برسا الحدیث اس استسقا مین نماز مروی نہین ہی بلکہ فقط خطبہ اور دعا ہے اور ایک بار مدینۂ مطہرہ کی مسجد مین مینہہ برسنے کی دعا مانگی اور بیٹھے رہے اور نہ قیام کیا اور نہ منبر پر تشریف لیگئے اور اوسدن مین اسی قدر مروی ہی اللہم اسقنا غیثا مغیثا طبقا عاجلا غیر رایث نافعا غیر ضار اے اللہ میرے سیراب کر ہمکو بہتے ہوئے مینہہ سے موافق مرضی کے جلد بدیر نافع نہ ضرر کر نیوالا ابو جہم

ایک بار مدینہ مطہرہ کے مکان مین جسکو حجار الزیت کہتے ہین مینہہ برسنے کی دعا کھڑے ہوکر مانگی اور ہاتھونکو روے مبارک کے مقابل یہانتک اوٹھایا کہ سر مبارک سے اونچے ہوگئے اور بعضے لڑائی مین مشرکون نے پیشی کی اور پانی اپنے تصرف مین لے آئے اور مسلمان بے آب رہگئے اور اون سب پر پیاس نے غلبہ کیا اور اون لوگون نے اپنا یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین عرض کیا اور منافق کہ اکثر اونمین یہودی تھے مشرکون سے کہنے لگے اگر محمد قوم سے بھیجے گئے ہوتے تو پانیکی دعا مانگتے جس طرح سے موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا اور عصا کو پتھر پر مارا اور بارہ چشمے نکل آئے اور ہر چشمے الگ الگ ہر لشکر کی طرف جو بارہ فرقے تھے جاری ہوئے چنانچہ قرآن شریف مین مذکور ہے یہ خبر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے ہی باتین کرتے ہین تم آس اپنی نہ توڑو حق جلشانہ تمکو پانی دے گا اور دونون دست مبارک کو اوٹھایا اور دعا مانگی اوسی دم خوب بدلی گھر آئی اور جہان بھر مین اندھیرا چھا گیا اور بہت زور شور سے مینہہ پڑا اور بڑے بڑے جنگل پانی سے بھر گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پانی کی دعا مانگنا یہ چند بار ہے جو مشہور ہے اور بخاری اور ترمذی اور مسلم مین بھی لفظون کے اختلاف کے ساتھ آیا ہی کہ جب قریش نے اسلام لانے مین دیر کی اور تمرد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بددعا دی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارا زمانہ مثل یوسفؑ کے زمانیکے ہوجائے یعنے جیسا کہ اونکے وقت مین قحط پڑا تھا ویسے ہی تم پر بھی قحط پڑے پس اونپر قحط پڑا اور ہلاک ہونے لگے اور مردونکو اور ہڈیون اور چمڑون کو کھانے لگے اور آسمان دھوین کے مانند ایک چیز دیکھتے تھے پس ابوسفیان آئے اور عرض کیا کہ ای محمدؐ آئے ہو کہ صلہ رحم کا حکم کرتے ہو اور یہ قوم ہلاک ہوئی جاتی ہی خدا کیواسطے حق تعالی جلشانہ سے مینہہ کی دعا مانگو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی اور مینہہ برسا اور قحط جاتا رہا اور اس قصے کی تفصیل سورہ حم الدخان کی تفسیر سے حق تعالی کے اس قول مین یوم تاتی السماء بدخان معلوم ہوجائے گی اور کہا ہی کہ قریش کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا دینے کی ابتدا اوس روز سے ہوئی ہی کہ جب ان کم بختون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت شریف پر حالت نماز مین گوڑا پھینکا تھا

لعن اللہ علی الکافرین والمنافقین یعنے پھٹکار اللہ کی ہو کافرون اور منافقون پر اور اس مقام سے
معلوم ہوا کہ یہ قصہ مکہ معظمہ مین ہوا تھا اور کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف
مین ابوطالب نے اپنے قول کے ساتھ اس قصے کی طرف اشارہ کیا ہی اور وہ قول یہ ہی وابیض یستسقے
الغمام بوجہہ وگرچہ تمام وجہین استسقا کی جو مذکور ہوئی ہین مدینہ مطہرہ مین واقع ہوئی ہین اور ابوطالب
اوس وقت مین وہان نہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ابوطالب کا قول اشارہ اس طرف کرتا ہی جو کچھ کہ
عبدالمطلب کے زمانے مین واقع ہوا تھا کہ اونھون نے قریش کے واسطے پانی کی دعا مانگی تھی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس زمانے مین چھوٹے سے تھے پوشیدہ نہ ہی کہ قول ابی طالب
سے کہ وہ یستسقے الغمام بوجہہ ہے استسقا کا واقع ہونا نہین ثابت ہوتا ہی اور شان او رحال
مقتضی اس بات کو ہی کہ اگر آپ پانی کے لیے دعا مانگتے تو پانی دیا جائے اور حق تعالی کا آسمان سے
خلق اپنے حبیب کی دعا سے ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمین سے وہ آپ کا جدا معجزہ
ہے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے
تصرف سے زمین اور آسمان دونون کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے تمام کھانے پینے کی چیزین
اور رزق جسمی اور روحانی اور نعمتین اور رحمتین ظاہری اور باطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
طفیل سے ہین ؎ آخر ای باد صبا اینہمہ آوردہ تست شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار ؎ کہ اگر
خار و گر گل ہمہ پروردہ تست ؎ اور شیخ عالم عارف باللہ محمد بکری قدس سرہ پڑھا کرتے تھے ؎ ما
ارسل الرحمن او یرسل ؎ من رحمۃ تصعد او تنزل ؎ فی ملکوت اللہ او ملکہ ؎ من کل ما یختص او یشمل ؎ الا وطہ
المصطفی عبدہ ؎ نبیہ المختار المرسل ؎ واسطۃ فیہا واصل لہا ؎ یعلم ہذا کل من یعقل ؎ **وصل** نماز کسوف
کے بیان مین آگاہ ہو کہ لغت مین استعمال خسوف کا قمر کے ساتھ اور کسوف کا شمس کے ساتھ مشہور ہی اور
حدیث کی بعض راویون نے دونون کاف کے ساتھ روایت کیا ہی اور بعض راویون نے دونون خے کے
ساتھ روایت کیا ہی اور ایک جماعت قمر مین خے کے ساتھ اور شمس مین کاف کے ساتھ استعمال کرتی ہین
اور جو حدیثین کہ اس باب مین مذکور ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی خبر دیتی ہین وہ سب کسوف شمس کے باری مین
ہین سوا ایک حدیث کے جسکو شیخ ابن حجر نے اپنی شرح مین جو مشکوۃ پر ہی خسوف پر حمل کیا ہی اور بخبر اس امر کے جو ابن

عباس کی حدیث مین واقع ہوا ہی ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ فاذا رایتم ذلک فاذکروا اللہ

یعنے بیشک چاند سورج دو نشانیان اللہ کی نشانیون مین سے ہین جب دیکھو تم اوسکو بس یاد کرو اللہ کو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین فادعوا اللہ وکبروا وصلوا وتصدقوا یعنے پکارو اللہ کو اور بڑائی بیان کرو اوسکی اور نماز پڑھو اور صدقہ دو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ان دونون حدیثون سے نہ معلوم ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف کی پڑھی اور قیام اور رکوع اور سجود مقدار معینہ سے زیادہ کیا اور بمقدار سورۂ بقر کے اور رکوع اور سجود بھی مثل اوسی کے کیا اور ایک روایت مین ہے کہ ہر رکعت مین دو رکوع کیے اور ایک روایت مین ہے کہ تین اور چار اور پانچ کیے اور رکوع دیر تک کرتے تھے پھر سر مبارک اوٹھاتے تھے پھر رکوع مین چلے جاتے تھے اور اسی طرح سے تین چار مرتبہ کیا اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ نماز دو رکوع اور خطبے کے ساتھ ہے اور ایسے ہی ساتھ قول مشہور کے امام احمد رح کے نزدیک ہے اور اکثر اصحاب حنفیہ کے نزدیک تنہا نہ ایک رکوع کے ساتھ اور متعدد لوگون مین خطبہ کے ساتھ ہے اور حدیث ابن عمر کی ثابت کرتی ہے اوسی بات کو جو ہمارا مذہب ہے اور ہدایہ مین ہے کہ یہ حال اونپر خوب کھلا ہے جو صف مین آگے عورتون اور لڑکون سے کھڑے ہوئے ہین کیونکہ صف انھین جوان لوگونکے موافق باندھی جاتی ہے اور شیخ ابن الہمام نے ساتھ صحیح اور حسن روایتون کے حدیثین نقل کی ہین جو مذہب حنفیہ کو ثابت کرتی ہین اور جو حدیثین رکوع کے متعدد ہونے کی روایت ہے اون مین یون کلام کیا ہے کہ اونکے راویون نے روایت کرنے مین اضطراب کیا ہے کہ بعضون نے دو رکوع اور بعضون نے تین رکوع اور بعضون نے چار رکوع اور بعضون نے پانچ رکوع روایت کیے ہین پس لازم یہ ہے کہ نماز وجہ مقررہ پر پڑھی جائے جو مطلق روایتونکے ساتھ موافق ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فاذا کان کذلک فصلوا یعنے جب ایسا ہو تو نماز پڑھو اور اس اضطراب کی وجہ سے بعضے مشائخون نے کہا ہے کہ سبب اوسکا اشتباہ ہے جو ازدحام کی کثرت کے باعث پیچھے کی صف کے لوگون کو واقع ہوا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ایک بار کے سوا گہن نہین پڑا ہے اور کسی نے اوسکے کئی مرتبہ ہونیکی روایت نہین کی ہے اور اوسکا دس برس کی مدت مین کئی دفعہ واقع ہونا عادت کے خلاف اور بعید ہے

اور حدیثون مین جو آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات مین گہن پڑا تھا جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے آٹھ سن ہجری مین پیدا ہوئے تھے اور دس سن ہجری مین عالم رضاعت مین انتقال فرمایا تھا اور لوگون نے کہا تھا کہ سورج گہن اونکی وفات کے سبب سے ہے اور اونمین یہ بات ٹھہری ہوئی تھی کہ گہن بڑے حادثے کے سبب سے جیسے وفات بزرگ کی یا شل اونکے ہو تو گہن پڑتا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ چاند سورج دو نشانیان ہین اللہ کی نشانیون مین سے ہین یعنے یہ قدرت الہی کی اور اوسکی صنعت کے کمال پر دلالت کرتی ہین اور اپنے خسوف اور کسوف کے ساتھ حق تعالی جلشانہ کی کمال سلطنت اور قدرت پر دلالت کرتی ہین اور دانا لوگونکے لیے عبرت کا باعث ہوتی ہین کیون کہ ایک گھڑی بھر مین باوجود اس چمک دمک کے میلے اور تاریک ہوجاتے ہین ایسے ہی قادر ہے حق تعالی عیاذا باللہ کہ آدمیونکے علم اور ایمان کے نور کو میلا اور تاریک کردے اور روایتون مین آیا ہے کہ وفات ابراہیم فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاشورا مین یا ربیع الاول کی دسوین تاریخ واقع ہوئی تھی اور اسی مین نجومیون کے قول کی رد ہے کہ وہ کہتے ہین کہ سورج گہن مہینے کے اخیر کے تین ہی دن مین واقع ہوتا ہے ہان عادت ایسے ہی ہے لیکن یہ عادت کے خلاف ہوا تھا اور اگر یہ کہین کہ ان تین روزون کے سوا مین محال ہے تو یہ بات باطل ہے واللہ علی کل شئی قدیر یعنے اللہ سب چیزون پر قادر ہے **وصل** نماز خوف کے بیان مین اور یہ کتاب اور سنت سے ثابت ہے کہ حق تعالی خود اپنی کتاب مین فرماتا ہے واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ یعنے اور جب تو ان مین ہو پھر انکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت اکٹھا ہو اور بعضی آیت واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین ہے جو کچھ گھٹا دو نماز مین سے اور اکثر قائل اسکے ہین کہ چار رکعتون مین قصر دو رکعتون مین ساتھ تیرے اور بعضون نے اوسکو نماز خوف پر محمول کیا ہے کیونکہ اوسمین بھی بعضے فعلون اور کیفیتون کے ساتھ قصر ہے جیسا کہ سفر مین عدد اور مقدار مین قصر ہے بعضون نے دونون کو شامل رکھا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ساتھ ایک روایت کے اور حسن بن زیاد حنفیہ مین سے اور مزنی شافعیہ مین سے قائل اس بات کے ہین کہ یہ نماز مخصوص زمانہ نبویہ کے ساتھ

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھنے کی فضیلت کے سبب ہی تھی اور آیہ کریمہ سے
بھی یہی ظاہر ہے اور مفہوم ہوتا ہی کہ حق تعالے نے فرمایا ہی اذا کنت فیہم اور جمہور آئمہ کے نزدیک بعد
زمان نبوت کے بھی جواز اوسکا مختار ہی اور صحابہ مثل علی مرتضیٰ اور ابو موسیٰ اشعری اور حذیفہ
بن الیمان رضوان علیہم اجمعین کا اوس نماز کو بعد زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پڑھنا دلیل اوسکی واقع ہوئی ہی اور اذا کنت فیہم قید اتفاقی ہے یا مراد اذا کنت انت
ہے یا من یقوم مقامک یعنے جو شخص میری جگہہ پر قائم ہو یہ مراد ہے جیسا کہ آیہ کریمہ خذ من
من اموالہم صدقۃ سے ثابت ہے اور نماز خوف کے پڑھنے سے اس کفایت کے ساتھہ نہایت تاکید
ہے اور اُس نماز کی محافظت کرنا بھی آیا ہے کہ جس مین کسی طرح کے عذر کو گنجایش نہین ہے
اور نماز خوف کی موافق مصلحت وقت اور ملاحظۂ عدو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے متعدد وجہو نپر ثابت ہوئی ہے اور ہر ایک امام نے اون وجہون مین سے ایک وجہ اختیار
کی ہے اور امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ نے اون وجہون مین ایک وجہ اختیار کی ہے جو تمام
کتب ستہ مین ابن عمر رضؓ سے مروی ہے اور اگر اوسیکو مین ذکر کرون تو کچھہ بعید نہین ہے کہ ابن
عمر رضؓ نے کہا ہے کہ ہمنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نجد کی جانب جہاد کیا پس باہم
روبرو ہوئے اور صف باندھکر اونکے مقابل مین کھڑے ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نماز پڑھنے کو اور ہمارے امامت کرنیکو کھڑے ہوئے پس اہ عابون کا گروہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ کھڑا ہوا اور دوسرے گروہ نے دشمنون کی طرف منہ کیا
پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس طائفے کے ساتھہ جو آپکے ساتھہ تھا رکوع کیا
اور دو سجدے کیے بعد اسکے یہ گروہ اوس دوسرے گروہ کے مقام پر جسنے نماز نہین پڑھی تھی
پلٹ گیا اور دشمنون کے مقابل مین کھڑا ہوگیا اور وہ گروہ آیا اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے ساتھہ دوسری رکعت پڑھی اور سلام پھیر دیا پھر ہر ایک ان دونون
گروہ مین کا کھڑا ہوا اور ہمنے اپنی ایک ایک رکعت پڑھ لی یعنے وہ رکعت جو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نہین پڑھی تھی یہ ترجمہ لفظ بخاری کا ہے اور باقی کتب ستہ مین بھی
الفاظ اور عبارت کے اختلاف کے ساتھہ ایسے ہی آیا ہی اور کہا ہے کہ یہ طریق بہت موافق ہے

لفظ قرآن کے ساتھ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مین اس بات کی تصریح نہین واقع ہوئی ہے
کہ یہ کس نماز مین ہوا تھا لیکن سفر مین ہوا تھا اور دو رکعت پڑھنا اس وجہ سے ہے اور مذہب حنفیہ رحمہم
مین عام ہے کہ خواہ سفر مین خواہ کہین قیام اختیار کیا ہو نماز خوف جائز ہے اور اس سبب سے
کہا ہے کہ نماز ثنا مین خواہ فجر کی ہو یا قصر سفر کی ہو امام ہر گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھے اور
مغرب مین پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتین اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور
مذہب امام احمد اور شافعی رحمہما اللہ کا بھی بسبب عالم ہونے قول حق سبحانہ کے واذا کنت فیہم یہی ہے
اور ہو سکتا ہی کہ حصر مین اثبات اوسکا قیاس کے ساتھ ہو واللہ اعلم اور امام مالک کے نزدیک سفر کے
ساتھ مخصوص ہی اور دوسری وجہ حدیث کی کتابون مین متعدد طریقونکے ساتھ اور صحیح حدیثونکے ساتھ مذکور ہین اور
چونکہ عمل کی غرض اوسکی تفصیل کے ساتھ اس قدر متعلق نہین تھی اور نماز خوف کی وجہین ان وجہونکے ساتھ اس
اخیر زمانے مین نہایت نادر تھین اتنی ہی پر اکتفا کیا اور یہ بھی اوس صورت مین ہی کہ جب اس طرح پر نماز پڑھنے
کی قدرت ہو اور اگر خوف زیادہ ہو اور کچھ قابو نہ ہے تو جس طرح سے چاہے خواہ پیدل خواہ سوار خواہ
رکوع اور سجدے کے ساتھ خواہ اشارے سے پڑھے اور ابن عمر رض کی حدیث کے بعض طریقون مین جو مذکور ہین
اس بات کی تصریح واقع ہوئی ہی اور اگر لڑائی اس قدر پڑ جاوے کہ نماز پڑھنا ممکن نہو تو قضا کرے جیسا کہ
خندق کی لڑائی مین واقع ہوا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبسونا عن صلوۃ الوسطی
صلوۃ العصر ملا اللہ بیوتہم وقبورہم نارا یعنے روک رکھا اونھون نے ہمکو عصر کی نماز سے بھر دے
اونکے گھر دین اور قبرونکو آگ سے یہ دو جہان کے عذاب کی بد دعا ہی سبحان اللہ دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوس وقت کیا تکلیف گذری جو آپ نے بد دعا دی اور دندان شریف
کی ٹوٹنے ہین اور روی مبارک کے خون سے ڈوب جائین اور سوا اسکے جو کچھ ہوا آپ نے اونکو بد دعا
نہین دی بلکہ فرمایا اللہم اغفر لہم فانہم لا یعرفونی یعنے ای اللہ میرے اونکو بخشدے اور بیشک وہ مجکو نہین
پہچانتے ہین اسواسطے کہ یہ بات خاص نفس شریف کے ساتھ متعلق تھی اور وہ بات خدا تعالی کے
حق مین اور دین حق مین تھی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کافرون نے
کہا کہ اگر ہم مسلمانون پر نماز مین آن پڑتے تو اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور کہا کہ ان لوگونکی
ایک نماز ہے کہ اوسکو مال اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے اور وہ نماز عصر کی ہی اوسوقت نیز

برس پڑھنا چاہئے حضرت جبرئیل آئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہونچائی پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف پڑھی وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر کی عبادتون مین آگاہ ہو کہ جو عبادتین اور دعائین اور ذکر سفر کے سواری پر سوار ہو نیکے اور مقام پر اوترنے کے رفت سے وطن کی طرف تشریف لیجانے کے وقت تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے مروی ہیں حدیث کی کتابون مین مذکور ہین اور جو اسجگہہ ذکر کیا جاتا ہے وہ دو مسئلے ہین ایک قصر اور دوسرا جمع اور قصر یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز کی دو رکعتین پڑھتے تھے اور علماء امت کا اسپر اتفاق ہے اور کسیکو خلاف نہین ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک قصر کی عظمت ہے اور چار رکعتین پڑھے اور تشہد اول مین بیٹھے جائز ہوجاتی ہے اور اگر نہ بیٹھے نماز فاسد ہے اور مذہب امام مالک کا بھی یہی ہے اور امام شافعی کے نزدیک رخصت ہے اور چار رکعتین پڑھنا بھی جائز ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی وقت سفر مین چار رکعت والی نماز کا تمام پڑھنا نہین ثابت ہوا ہے اور جو حدیث کہ ام المومنین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین قصر بھی کرتے تھے اور پوری نماز بھی پڑھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے اور روزہ بھی رکھتے صحت کو نہین پہونچتا ہے اور بڑے جلیل القدر اصحابون مین سے کسینے چار رکعتین نہین پڑھی ہین لیکن امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر دنون مین اور حج کے زمانے مین چار رکعتین پڑھی ہین اور اوسکے مین عالمون نے توجیہین بھی کی ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عائشہ رضہ کا بھی مذہب یہی ہے اور عادت شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ نماز فرض پر سفر مین اکتفا فرماتے تھے اور یاد نہین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر مین فرض کے پہلے یا فرض کے بعد سنتین پڑھی ہون لیکن دو رکعتین فجر کی سنتون کی اور وتر پڑھی ہین اور سنت کا پڑھنا نماز ظہر کے بعد بھی مروی ہے اور ایک صحابہ کی جماعت سے ثابت ہوا ہے کہ سفر مین وہ سنت پڑھتے تھے لیکن ابن عمر رض نہین پڑھتے تھے اگرچہ بعضی روایتون مین اونکا سنت کا پڑھنا آیا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سنت پڑھتا تو آپ منع بھی نکرتے تھے اور بعضون نے کہا کہ معمولی سنتون مین اختلاف ہے لیکن غیر معمولی نفلون مین کوئی خلاف نہین ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب کو ترک نہ فرماتے تھے اگر سفر مین ہوتے اور کبھی مرکب کی پیٹھ پر

نماز تہجد اشارے سے پڑھ لیتے تھے اور وتر بھی پڑھ لیتے تھے اور مرکب کی پیٹھ پر اشارے سے نفل پڑھنا جائز ہے چاہیے مرکب کسی طرف جائے لیکن شرط یہ ہے کہ نیت باندھتے وقت رو بقبلہ ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ایک وقت تنگ راہ مین جاتے تھے اور اوپر مینہ پڑتا تھا اور نیچے کیچڑ اور دلدل تھی اور نماز کا وقت آگیا اذان کہی اور تکبیر کہی اور مرکب پر سوار ہی آگے تشریف لیگئے اور صحابہ کے ساتھ نماز اشارے سے پڑھی اور سجدہ رکوع بہت دیر کے بعد کیا اور یہ مقام اون مقاموں مین بھی ہے کہ جہان عالمون نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آپ ہی اذان کہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اذان کہنے سے اذان دینے کا حکم کرنا مراد ہے چنانچہ بعضی روایتون مین تصریح بھی آگئی ہے کہ فامر المؤذن یعنے اذان دینے والیکو حکم کیا اور لیکن جمع صورت اوسکی یہ ہے کہ جب دوپہر ڈھلنے سے پہلے چل نکلے تو ظہر کی نماز مین تاخیر فرماتے عصر کے وقت تک جب نزول فرماتے تو ظہر اور عصر کو ملا دیتے اور اسکو جمع تاخیر کہتے ہین اور اگر ظہر کا وقت کوچ کرنے سے پہلے پہلے آجاتا تو ایسے وقت مین کبھی ظہر کی نماز پڑھتے اور سوار ہوتے اور اوسکے بعد جب عصر کے وقت اوترتے تو عصر کی نماز پڑھتے اور اس صورت مین جمع نہ واقع ہوتا اور بعضے وقتون مین ظہر اور عصر کو ملا دیتے اور دونون نمازونکو پڑھ لیتے اوس وقت سوار ہوتے اور اسکا جمع تقدیم نام رکھتے ہین اور مغرب اور عشا مین ایسے ہی ہوتا تھا یعنے اگر مغرب سے پہلے کوچ واقع ہوتا اور مغرب کا راستے مین وقت آجاتا تو مغرب کی نماز مین نزول کے وقت تک تاخیر فرماتے اور جب کہین نزول فرماتے تو مغرب اور عشا کو ساتھ ہی پڑھتے اور اسکو جمع تاخیر کہتے ہین اور اگر مغرب کا وقت کوچ کرنے سے پہلے آجاتا تو مغرب اور عشا ملا کر پڑھتے اور سوار ہوتے اور اسکو جمع تقدیم کہتے ہین آگاہ ہو کہ صحیح حدیثون مین دو نمازون کو ملا دینا واقع ہوا ہے لیکن بعضی حدیثون مین کوئی قید نہین آئی ہے اور بعضی حدیثین سیر کی حالت کے ساتھ مقید ہین اور بعضی حدیثون مین چلنے مین دیر کرنے کے ساتھ قید ہے اور بعضی حدیثون مین چلنے مین جلدی کرنے کے ساتھ قید ہے اور یہان سے اختلاف اون عالمون کا ہے جو دو نمازون کو ملا کر پڑھنے کے قائل ہین بعضے قائل اس بات کے ہین کہ کچھ قید اسمین نہین ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اونھین

مین سے ہین اور بعض جمع کو چلنے کی حالت کے ساتھ مخصوص کرتے ہین اور اوترنے کے وقت
کے ساتھ خاص نہین کرتے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشہ کی عادت سفر مین
دونمازون کو ملاکر پڑھنے کی تھی بلکہ جب چلتے ہوئے ہوتے ملا دیتے نزول اور قیام کی حالت
مین ملاکر پڑھنے کی روایت نہین آئی ہے اور بعضون مین چلنا اور دیر ہونے کی اور جلد کرنے
کی حالت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ امام مالک سے مشہور یہی ہے
اور بعضے سوا سفر کے عذر کی حالت کے ساتھ بھی خاص کرتے ہین اور بعضون کے نزدیک جمع تاخیر
جائز ہے اور جمع تقدیم جائز نہین ہے اور یہ امام احمد رح سے مروی ہے اور اوسکے نزدیک بھی
مقید سیر کی حالت کے ساتھ ہے اور اوسکا مطلقاً جائز ہونا اونکے مذہب سے مشہور ہے اور
فتح الباری مین لکھا ہے امام مالک رح سے بھی جمع تاخیر کا جواز ہونا مروی اور جمع تقدیم نہین ہے
اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہین ہے اور وجہ اونکے قول کی یہ ہے کہ
تعین نماز کے وقتون کا قطعی اور ثابت ہے کسی طرح کی شبہہ کو اوس مین دخل نہین ہے اور
نماز کے وقت سے تاخیر کرنے کو اور اوسکے وقت سے پہلے پڑھ لینے کو گناہ کبیرہ مین سے
شمار کرتے ہین اور امام محمد رح اپنی موطا مین لائے ہین کہ مجھکو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کی یہ خبر پہونچی ہے کہ آپ نے اپنے وقت کے حاکمون کو لکھ بھیجا اور اونکو دو نماز دن کے
ایک وقت مین ملاکر پڑھنے سے منع کیا اور اونکو اس بات کی خبر دی کہ ایک وقت مین دو نمازون کو
ملاکر پڑھنا گناہ کبیرہ مین سے ایک گناہ ہے اور امام محمد رح کہتے ہین کہ یہ خبر مجھکو ثقہ
عالمون سے پہونچی ہے کہ اونھون نے بن الحارث اور بن الحارث نے مکحول سے روایت
کی ہے کہ جو کہ وقتون کا متعین ہونا قطعی اور متواتر ہے پس خبر احاد اوسکی متعارض نہوگی
بخلاف افطار اور قصر اور سفر جو نص قرآنی سے ثابت ہوا ہے بخاری اور مسلم نے عبد اللہ
بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو نہین دیکھا کہ کسی نماز کو اوسکے غیر وقت مین پڑھا ہو مگر عشا اور مغرب کو کہ اون کو مزدلفہ
مین جمع کر دیا اور حدیثون مین ظہر اور عصر کو ملا دینا عرفات مین آیا ہے اور یہ جمع کرنا بوجہ مناسک حج
کے تھا نہ بسبب سفر کے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو نماز دن کو آپسمین جمع کر دینا فعل

دائمی نہ تھا بلکہ جسکی تصریح کہ حدیثون مین واقع ہوئی ہے وہ تبوک کی لڑائی مین ظہور مین آیا ہے اگر
ثابت نہین ہوا کہ وہان آپ ہر روز کرتے تھے و تحقیق یہ ہے کہ کلمہ کان ہمیشگی اور مداومت پر دلالت
نہین رکھتا ہے جیسا کہ وہ اپنے مقام پر تحقیق کیا ہے اور جامع الاصول مین ابو داؤد کی روایت مین
جو ابن عمر رض سے ہے نقل کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بجز ایک مرتبہ کے کسی سفر مین ہرگز مغرب اور عشا کو آپس مین نہین ملایا ہے اور ابن عمر رض سے بھی
نقل کیا ہے کہ ابن عمر رض نے دو نمازون کو آپس مین جمع نہین کیا ہے بجز ایک رات کے جب کسی
مقام سے اونکی بی بی کے انتقال کی خبر آئی تھی اور وہ اوس جگہ گئے تھے اور ایک روایت مین ہے
کہ دو نمازون کو آپس مین جمع نہین کیا ہے مگر ایک بار یا دو بار اور ترمذی نے نقل کیا کہ سالم بن عبداللہ
کو ابن عمر رض سے پوچھا کہ کیا کسی رات کو بن عبداللہ سفر مین نمازون کو آپس مین اکٹھا کر دیتے تھے
اونھون نے کہا نہین لیکن مزدلفہ مین ایسا کرتے تھے اور جمع تقدیم کی حدیثین صحاح مین بہت کم
ہین اور صحیح بخاری کی روایتون مین اختلاف ہے اور اسی سبب سے بہت امام اوسکے قائل
نہین ہین پس جمع تاخیر بھی بعضے وقتون عمل مین لانا باقی رہ گئی اور اوسکی تاویل یہ ہے کہ
دو نمازون کو آپس مین جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ پہلی نماز مین دیر کیجائی اور اوسکو اوسکے
آخر وقت مین پڑھین اور دوسری نماز مین جلدی کیجائی کہ اوسکو اوسکے اول وقت مین پڑھین اور
بعضون نے اسکا نام جمع صوری رکھا ہے کیونکہ ظاہر اور صورت مین جمع ہے اور حقیقت
اور معنی مین نہین ہے اور اس صورت کے مثل پر جو حنفیہ جمع سفر کا اطلاق کرتے ہین وہ بات
استحاضہ مین بیچ حدیث حمنہ بنت جحش کے آیا ہے اور اگرچہ لفظ حدیث مین بعضی روایتون مین ایسا ہی
آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کو ملا دیتے تھے اور عصر کے وقت پڑھتے تھے
وہ محمول اوسپر ہے بوجہ اون دلیلون کے جو ہم نے ذکر کئے ہین اور بیشک ابو داؤد نے حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ جب سفر کرتے تھے بعد غروب آفتاب کے تو
چلتے تھے اوس وقت تک جب نزدیک ہوتا تھا کہ اب تاریکی چھا جائیگی پھر اوس جگہ اوتر پڑتے تھے اور
نماز مغرب کی پڑھتے تھے بعد اوسکے کھانا مانگتے تھے اور نوش فرماتے تھے پھر نماز عشا کی پڑھتے تھے اور کوچ
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور امام محمد نے اپنی موطا میں

لکونا ہے کہ مجھکو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ اونھون نے نماز مغرب کی شفق کے
غروب ہونے کے قبل تک تاخیر کرکے پڑھی ہے بخلاف امام مالک کی روایت کے کہ اونھون نے کہا ہے حتی
غاب الشفق یعنے یہان تک کہ شفق غایب ہوگئی اور جامع للاصول مین ابی داود سے نافع اور عبد اللہ بن واقد
سے اور اونھون نے عبد اللہ بن واقدی سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا کہ حضرت ابن عمر
کے موذن نے الصلوۃ کہا اور ابن عمر رض غروب شفق کے قبل تک چلا کئے اور اوترے اور مغرب
کی نماز پڑھی بعد اوسکے انتظار کیا یہان تک کہ شفق غایب ہوگئی پھر نماز عشا کی پڑھی بعد اوسکے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی امر کے سبب سے جلدی ہوتی تھی تو ایسا ہی
کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا ہے اور ایک روایت نسائی سے منقول ہے حتی اذا کان آخر الشفق
یعنے یہان تک کہ جس وقت شفق اخیر ہو جاتی تھی اور روایتین اوس طریق کے جمع پر گواہی دیتی
ہین جو امام ابی حنیفہ رح کے مذہب مین ہے اور ظاہرا یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روایتین جمع
نکرنیکی اور ایک وقت مین جمع کرنیکی اور جمع بمعنی وقت کے تاخیر کرنے کی اور اسکی تعجیل کرنے
کی سب آئی ہین لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جمع نہ کرنے کو اختیار کیا ہے یا جمع کو آخر کے
معنی مین وقت کی حفاظت کرنیکی احتیاط کے لئے اختیار کیا ہے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری
مین کہا ہے کہ بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ جمع کا ترک کرنا افضل ہے اور ایک روایت مین امام مالک رح
سے آیا ہے کہ جمع مکروہ ہے اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواز کے لئے تھا واللہ اعلم
تنبیہ دو نمازون کے آپسمین اکٹھا کرنے کے بارہ مین جو کچھ کہ گذرا خاص مسافر کے واسطے تھا اور
دو نمازون کو ملا کر مقیم کا پڑھنا اوسکو ترمذی نے کہا ہے کہ بعضے تابعین اس طرف گئے ہین کہ مریض کو دو نمازون
کا آپس مین جمع کرنا درست ہے اور احمد اور اسحاق اسکے قائل ہین اور بعضے منا مین دو نمازون کے
اکٹھا کرنے کی طرف گئے ہین اور اسکے قائل شافعی رض اور احمد رض اور اسحاق رض ہین لیکن شافعی مریض
کی دو نمازون کے اکٹھا کرنے کے قائل نہین ہین اور یہ عبارت ترمذی کی ہے جو ابن عباس رض سے
نقل کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبیرہ
یعنے جس نے اکٹھا کیا دو نمازون کو بغیر کسی عذر کے پس بتحقیق وہ آیا گناہ کبیرہ کے دروازون مین سے
ایک دروازے سے اور عمل اسپر ہے اور جمہور کے نزدیک یہ بات ہی کہ سوا سفر کے اور عرفہ کے اور

کسی وقت مین دو نمازون کو جمع کرنا نہ چاہیئے انتہی **وصل** نماز جنازہ کے بیان مین آگاہ ہو چونکہ مسائل کتاب الجنائز اور حدیثین جو اوسکے بارے مین وارد ہوئی ہین اور آداب اور مقدمات اوسکی مرض کی فضیلت اور اوسکے ثواب سے اور عیادت کے ثواب اور اوسکے آداب سے زاید تھی لہذا اوسکے بیان کو اخیر پر موقوف رکھا اور عیادت کو مقدم کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی روز عیادت کے لئے مقرر نہ تھا بلکہ رات اور دن کے سب وقتون مین عیادت فرماتے تھے اور جو بات کہ لوگون مین مشہور ہے کہ شنبہ کو عیادت نکرنا چاہیئے اور جو کہتے ہین ہفتے اور منگل کو عیادت کرنا مبارک نہین ہے تو مواہب لدنیہ مین نقل کیا ہے کہ ہفتے کے دن عیادت کو ترک کرنا سنت کے مخالف ہے اور کہا ہے کہ یہ بدعت ہے جسے ایک یہودی طبیب نے نو ایجاد کیا بعد اوسکے وہ لوگون مین مشہور ہو گئی اور سبب اوسکا یہ ہے کہ ایک بادشاہ بیمار ہوا اور اس یہودی طبیب کو کہ اپنے پاس ہر وقت اور ہر روز رہنے کا حکم کیا اور کہا کہ اگر یہ کہین چلا جائے تو اوسکی گردن ماری جاوے پس یہودی نے چاہا کہ ہفتے کے دن کی رخصت طلب کرے تاکہ وہ ہفتے کا دن کہ یہودی کے مذہب مین عبادت کا دن ہے ہاتھ سے نجائے غرض کہ ہفتے کے دن بیمار کے پاس جانے کے لئے برا ہے کیونکہ اوس مین اوس بیمار کے ہلاک ہونیکا خوف ہے پس بادشاہ نے اپنے جان کے ہلاک ہونیکے خوف سے اوسکو اوس دن کی رخصت دی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسکی آنکھ دکھتی اوسکی بھی عیادت فرماتے تھے اور امام احمد اور داؤد نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھین دکھنی مین عیادت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس حدیث مین رد اوس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ آنکھ دکھنی کی عیادت کرنا مسنون اور مستحب نہین ہے اور ایک حدیث اس باب مین بیہقی اور طبرانی سے بھی نقل کرتے ہین کہ تین چیزین یعنے آنکھ کے دکھنے اور پھوڑے کے نکلنے اور دانت کے درد مین عیادت نہین ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردے کے ساتھ اون امرون کے ساتھ احسان کرتے تھے جو اوسکو قبر اور قیامت کی دن مین مفید اور نفع دینے والے ہوتے اور اہل ماتم کے ساتھ تعزیت کرنے سے اور کھانے سے اور اونکی حال پہ مہربانی فرمانے سے احسان کرتے تھے اور مردے کی تجہیز اور تکفین مین شریک ہوتے تھے اور تمام صحابہ کے ساتھ اوسکی

نماز پڑھتے تھے اور بخشش اوسکی چاہتے تھے اور بعد اوسکے ہمراہ ہوکر دفن کے مقام تک پہونچاتے تھے اور صحابہ کے ساتھ اوسکی قبر پر کھڑے ہوتے تھے اور اوسکے حق مین دعا فرماتے تھے اور کلمہ ایمان اور جواب سوال منکر نکیر پر اوسکے ثابت رہنے کی دعا فرماتے تھے اور اوسکی قبر کا تعین کرتے تھے اور سلام اور دعا کے ساتھ جو راحت اور آرام کا باعث اور نزول رحمت اور مغفرت کا سبب ہے مخصوص کردیتے تھے اور ایک صحابہ کی عادت یہی تھی کہ جب کسی شخص کے پاس فرشتے موت کے آجاتے اور اوسکی موت کا سامان بندھ جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کرتے ہیں آپ تشریف لیجاتے اور وہ آپ کے سامنے انتقال کرتا اور اوسکی تجہیز اور تکفین کرتے اور نماز پڑھتے اور جنازے کے ہمراہ قبر تک جاتے بعد اوسکے جب صحابہ نے دیکھا کہ اس مین مشقت بہت ہوتی ہے تو اوس مین اختصار کیا کہ جب کوئی شخص انتقال کرتا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کردیتے تھے تو آپ تجہیز اور تکفین اور نماز مین شریک ہوتے اور جب پھر دیکھا کہ یہ بھی مشقت سے خالی نہین ہے تو یہ اختیار کیا کہ میت کو کفنا کر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لیجاتے اور آپ اوسکی نماز پڑھتے اور اگر کسی وقت شب ہوتی یا کوئی چیز اور مانع ہوتی تو نماز کے واسطے بھی آپ کو خبر نکرتے تھے اور صحابہ خود اوسکی نماز پڑھ دیتے تھے اور دفن کردیتے بعد اوسکے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے اور اوسکی قبر پر نماز پڑھتے تھے اور اوائل مین ایسا تھا کہ جب میت کو لوگ لاتے تھے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھتے تھے کہ اسپر کسی کا قرض ہے یا نہین ہے اور کوئی چیز اسنے چھوڑی جس سے اسکا قرض ادا ہو جائیگا اگر لوگ کہتے تھے کہ اسنے چیز چھوڑی ہے اور یا کسی نے اوسکے قرض کو اپنے ذمے کرلیا ہے تو نماز آپ پڑھتے تھے اور صحابہ کو فرماتے تھے کہ اپنے یار کی نماز پڑھ دو اور خود نماز نہ پڑھتے تھے اور جب سے خدا تعالی نے آپ کو شہر پر فتح دی اور مال مین وسعت دی تو آپ اوسکے قرض کو نہ پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو مال اسنے چھوڑا ہے وہ اوسکے اہل و عیال کے لئے ہے اور جو اسنے قرضہ اور اہل و عیال چھوڑے ہین اوسکا ذمہ دار مین ہون اور جنازے کی نماز مین کبھی چار تکبیرین اور کبھی پانچ تکبیرین اور کبھی چھ تکبیرین فرماتے تھے اور صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے اور جو لوگ چار تکبیرون سے زیادہ کہنے کو منع کرتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ اخیر نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے اوس مین چار ہی تکبیرین ثابت ہوئی ہین

اور اوسی پر قرار پایا ہے اور اخبار اور آثار چار تکبیرون کے بارے مین مشہور ہین اور بہت روایتون اور مسعد رہ روایتون سے ثابت ہوا ہے اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی نماز پڑھی ہے تو چار تکبیرین کہی تھین اور کہا تھا کہ یہ سنت ہے بنی آدم یعنے یہی سنت تمہاری ہے ای اولاد آدم کی اسکو روایت کیا ہے حاکم نے مستدرک مین اور ابونعیم نے حلیہ مین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سلام کے ساتھہ نماز پڑھی ہے اور امام ابوحنیفہ رح اور شافعی رح کا مذہب یہی ہے اور کبھی ایک سلام پہ اختصار کرتے تھے اور امام مالک اور احمد کا مذہب یہ ہے اور ایک روایت مین اون سے دو سلام ہین اور جمع الجوامع مین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فعل نقل کیا ہے کہ ایک سلام پھیرتے تھے اور دوسرے اصحابون کا فعل بھی ایسا ہی مذکور ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر تکبیر مین ہاتھہ اوٹھاتے تھے اور مذہب امام شافعی رح اور احمد کا یہی ہے اور حضرت عمر رض اور ابن عباس اور ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا فعل بھی یہی روایت کیا گیا ہے اور امام مالک رح سے تین روایتین ہین کل تکبیرون مین ہاتھہ اوٹھانا اور کل تکبیرون مین نہ ہاتھہ اوٹھانا اور اول تکبیر مین ہاتھہ اوٹھانا اور باقی تکبیرون مین نہ ہاتھہ اوٹھانا اور مذہب امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا بوجہ حدیث ترمذی کے جو ابی ہریرہ رض سے مروی ہے یہی ہے اور حدیثین مختلف اس باب مین آئی ہین شاید کہ کبھی اس طرح ہوا اور کبھی اوس طرح ہوا اور صاحب سفر السعادۃ نے کہا ہے کہ نماز جنازے کی تکبیرون مین رفع یدین کرنا کسی طور سے صحت کو نہین پہونچا ہے واللہ اعلم اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا بعد پہلی تکبیر کے آیا ہے اور شیخ ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح مین کہا ہے کہ نماز جنازہ مین قرات آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ثابت ہوئی ہے اور بخاری اور مسلم اور ابی داؤد اور نسائی اور ترمذی کی حدیثون مین ابن عباس رض سے آیا ہے اور ابن عباس رض سے قولاً اور فعلاً روایت کیا گیا ہے اور روایتون مین فاتحہ اور سورہ کا پکار کے پڑھنا اور ابن عباس رض سے منقول ہے اور عالمون نے کہا ہے کہ پکار کے پڑھنا تعلیم کے قصد سے تھا تاکہ لوگ جانین کہ سنت ہے چنانچہ تصریح اسکی حدیث مین بھی آئی ہے اور مذہب امام شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح کا یہی ہے اور امام ابی حنیفہ رح اور امام مالک رح اور ثوری رح کا مذہب برخلاف اسکے ہے اور اس باب مین صحابہ کو بھی اختلاف ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ نماز جنازہ مین بعض صحابہ کا سورہ فاتحہ پڑھنا

بطریق ثنا اور دعا کے تھا قرارت کی وجہ سے نتھا اور کلام شمنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اونکی ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ ثنا کی نیت سے پڑھی تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور کلام فتح الباری سے ایسا پایا جاتا ہے کہ جو کوئی فاتحہ پڑھنے کا قائل ہے مراد اونکی اوسکا شروع ہونا ہے اوسکا واجب ہونا مراد نہین ہے لیکن کرمانی نے کہا ہے کہ واجب ہے اور ابن عباسؓ کے کلام مین جو سنت مراد ہے وہ دین مین ایک طریقہ مسلوک ہے اور کہا ہے کہ امام ابی حنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک واجب نہین ہے اور دعا یاد کی ہوئی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کی نماز مین پڑھتے تھے یہ ہے اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب النار یعنے اى اللہ میرے بخشدے اوسکو اور رحمت نازل کر اوس پر اور عافیت دے اوسکو اور چھٹکارا دے اوسکو اوسکے گناہون سے اور بزرگ کر اوسکے اوترنیکی جگہہ اور وسعت دے اوسکی داخل ہونے کے مقام کو اور دھوا وسکو سرد اور خنک پانی سے اور پاک کردے اوسے خطاؤن سے جیساکہ پاک ہوتا ہے سپید کپڑا میل سے اور بدل دے اوسکو اچھا گھر اوسکے گھر سے اور اہل اچھا اوسکے اہل سے اور اچھا جوڑا اوسکے جوڑے سے اور داخل کر اوسکو جنت مین اور پناہ دے اوسکو آگ کی مار سے اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی نے عوف بن مالک سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی تھی پس مین نے اوسکو یاد کر لیا اور کہتے ہین کہ جب اس دعا کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا تھا تمنا ہوتی تھی مجھکو اس بات کی کہ کاشکے یہ مردہ ہی ہوتا اور اب اس دعا کا پڑھنا رایج ہے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاہدنا وغائبنا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان لاتحرمنا اجرنا ولاتفتنا بعدہ اور ایک روایت مین ہے ولاتضلنا بعدہ اى اللہ میرے بخشدے ہمارے زندون اور مردون اور چھوٹون اور بڑون اور مردون اور عورتون کو اور جو ہم لوگون مین حاضر ہے اور جو ہم سے غائب ہے اى اللہ میرے جسکو تونے زندہ رکھا ہم مین سے زندہ رکھ اوسکو اسلام پر اور جسکو تونے

موت دی ہے ہم مین سے اوسکو موت دے ایمان پر ای اللہ میرے نہ باز رکھ ہمکو ہمارے اجر سے
اور گمراہی مین نہ ڈال ہمکو اوسکے بعد اور بعضی روایات مین اللہم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان
مسیأ فتجاوز عن سیئاتہ یعنے ای اللہ میرے اگر وہ احسان کرنے والا تھا تو بڑھتی کر اوسکے احسان مین
اور اگر وہ گنہگار تھا تو درگذر کر اوسکے گناہون سے نقل کیا ہے اوسکو موطا نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے اور لڑکے کی جنازیکی نماز مین زیادہ کرتے ہین اس دعا کو اللہم اجعلہ لنا فرطا وذخرا واجعلہ لنا شافعا
ومشفعا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کسی جنازے کی فوت ہوجاتی تو آپ
دوسرے بار اوسکی قبر پر ایک رات دن کے بعد نماز پڑھتے تھے اور کبھی تین دن سے کے بعد بلکہ
ایک مہینے کے بعد نماز اوسکی قبر پر پڑھتے تھے اور حدیث مین ایسا ہی واقع ہوا ہے اور بعضے
فقیہ کہتے ہین کہ جب تک مردہ نہ پھولے اوس وقت تک نماز جائز ہے اور اوسکی مقدار تین روز
قرار دی ہین اور بعضون کے نزدیک ہے کہ جب تک بالکل مردہ گل نجائے اور اس بات کا ایک
مہینے سے زیادہ تک کا احتمال رکھتے ہین اور فقہا اوس مسئلے مین بھی اختلاف رکھتے ہین اور
بعضے اس نماز کو خصایص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے قرار دیتے ہین اور فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قبرین تاریکی سے بھری ہوئی ہین اور میری نماز روشن
کرنے والی ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ نماز عام ہے اور بعضون نے کہا ہے جو شخص بدون
نماز پڑھے دفن کردیا جائے درست ہے اور اگر نماز پڑھنے کے بعد دفن ہوا تو اوس مین کچھ کلام
نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لیجاتے تھے
اور ترمذی اور ابوداؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہم ایک
جنازے کے ساتھ آئے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوارون کی ایک جماعت کو
دیکھا فرمایا آپ نے کہ اس جماعت کو شرم نہین آتی کہ خدا تعالی کے فرشتے پیدل جاتے ہین اور
یہ سواریون پر سوار جاتے ہین اور ابی داؤد کی ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حضور مین ایک چوپایا حاضر کیا گیا تاکہ آپ اوسپر سوار ہون پس آپ نے اوسپر سوار ہونے سے
انکار کیا اور جب اودھر سے پھرے تو سوار ہوکر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب تک جنازے کو نیچے نہ رکھتے تھے نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے اذا اتبعتم الجنازۃ فلا تجلسوا حتی توضع

بیٹھنے جس وقت جنازے کے ساتھ تم چلتے ہو پس نہ بیٹھو جب تک اوٹھائے ہوئے ہو تم جنازے کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب تک جنازہ لحد مین رکھا جاتا تھا اوس وقت تک آپ نہ بیٹھتے تھے اور اس بات مین بھی اختلاف ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے یا آگے چلنا مستحب ہے اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اور مذہب اوزاعی کا بھی یہی ہے کیونکہ اسکو موت کی فکر کرنے مین اور عبرت مین دخل زیادہ ہے اور ثوری اور دوسرے گروہ کہتے ہین کہ دونون استحباب مین برابر ہین اور امام مالک اور شافعی اور احمد کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے کیونکہ قوم شفاعت کرنے والی ہے اور شفیع عادتًا مقدم ہوتا ہے اور ترمذی کی حدیث مین انس سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے چلتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ پیچھے چلتے تھے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص سوار ہو پیچھے چلے اور جو شخص پیدل ہو وہ آگے پیچھے دہنے بائین جس طرح چاہے چلے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر غائب پر نماز نہ پڑھتے تھے لیکن یہ بات صحت کو پہونچی ہے کہ نجاشی پر جو حبشہ مین مرا نماز پڑھی ہے اور صحابہ سے کہا کہ تمھارے ایک بھائی نے انتقال کیا ہے اوسپر نماز پڑھو پس مصلے پر تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی اور چار تکبیرین کہین اور معویہ لیثی پر بھی اوس وقت نماز پڑھی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تھے اور معاویہ لیثی مدینے مین تھے پس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین کہ کیا آپ اس بات کو دوست رکھتے ہین کہ مین آپ کے واسطے زمین کی مسافت کو کوتہ کرون اور آپ اون پر نماز پڑھین رسول اللہ نے فرمایا کہ ہان پس جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مارا اور جتنے درخت اور ٹیلے درمیان مین واقع تھے اونکو گرا دیا اور اوٹھا لیا درمیان سے حجاب کو اور ایک روایت مین ہے کہ اونکے جنازے کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر کر دیا آن حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اون پر نماز پڑھی اور دو صفین فرشتون کی جنکے پیچھے دو ہزار اور فرشتے تھے حاضر تھین پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل تم نے اوسکی اس درجے کو کیونکر پہچانا عرض کی اونھون نے کہ اس بات سے مین نے پہچانا کہ وہ قل ہو اللہ احد کو دوست رکھتا اور آتے جاتے اور بیٹھتے اور

اوٹھتے ہین اوسکو پڑھتا تھا اور فقہا نے غائب کی نماز پڑھنے پر اختلاف کیا ہے شافعی اور احمد رح
کہتے ہین کہ غائب پر نماز پڑھنا مطلقاً سنت ہی اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک مطلقاً منع کرتے ہین
اور بعضے اسکی تفصیل یون کرتے ہین کہ اگر مردے نے شہر مین وفات پائی ہو اور کسینے اوس پر نماز
نہ پڑھی ہو اور اگر اوسپر نماز لوگون نے پڑھی ہے تو فرض ساقط ہوگیا اب اوس نماز کی کچھ حاجت
نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ نماز اوسدن جائز ہے کہ جسدن وہ شخص مرا ہے یا جو روز کہ
اوس روز کے نزدیک ہو اور زمانہ طولانی کی مقدار پر اوس نماز کا پڑھنا جائز نہین ہے اور حنفیہ
اور مالکیہ جو مطلقاً مانع کرنے کے قائل ہین وہ نجاشی کے قصے کا یون جواب دیتے ہین کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنازہ نجاشی کا کھل گیا تھا اور پردہ درمیان سے اوٹھ گیا تھا یا اونکا جنازہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر کردیا گیا تھا اس طریق پر کہ مسافت زمین
کی طی کردی گئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونپر نماز پڑھی اور اونکو دیکھا اور دوسرے
آدمیون نے نہین دیکھا پس اگر ایسا ہو کہ امام دیکھے اور قوم نہ دیکھے تو جنازے پر نماز پڑھنا اس صورت
مین خود جائز ہے کہ اسکا بھی اتفاق ویسے ہی ہے جیساکہ معاویہ لیثی کے قصے مین واقع ہوا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ یہ نماز نجاشی کے ساتھ مخصوص ہے تو یہ خصوصیت معاویہ لیثی کے قصے سے جاتی رہی ہے
اور یہ بھی مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب و زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ پر جو شہید ہوئے نماز
پڑھی ہے اور گور کو بلند نکرتے تھے اور اوسپر پتھر اور اینٹ وغیرہ سے کچھ نہ بناتے تھے اور گچ اور
گوندھی ہوئی مٹی سے سخت نکرتے تھے اور اوسپر عمارت اور قبہ نہ بناتے تھے اور یہ سب بدعت
اور مکروہ ہے ایسا ہی ہے سفر السعادت مین اور مطالب المومنین مین لکھا ہے کہ اگلون نے مباح
رکھا ہے کہ عمارت اور قبہ مشایخ اور جو مشہور عالم ہین اونکی قبر پر بنایا جائے تاکہ لوگ اونکی زیارت
کرین اور اوس مین آرام پائین اور اوسکے سایے کے نیچے بیٹھین اور اوسکو مفاتیح سے جو شرح
مصابیح کی ہے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ مین نے قبرین بخارا مین دیکھی ہین جن پر گھڑی ہوئی
اینٹون سے عمارت بنی ہوئی ہے اور سمعیل زاہد جو مشہور فقہا مین سے ہین اونھون نے اسکو
تجویز کیا ہے انتہی اور بعضے عالم والے لوگون نے کہ جن مین حسن بصری بھی ہین قبر کو گوندھی ہوئی مٹی سے
بنانے کی اجازت دی ہے اور امام شافعی بھی اسی طرف ہین اور قبرون پر بیٹھنے کی نہی کی ہی اور مروی

ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ گورستان مین جوتا پہنے چلا جاتا ہے
آپ نے فرمایا کہ اپنے جوتون کو اوتار ڈال اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو الہیاج اسدی سے
نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ مین نے تجھے اوس چیز
کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس چیز کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو بھیجا ہے اور فرمایا جا
اور نہ چھوڑنا کسی تصویر کو مگر اوس وقت کہ اوسکے نقش اور اوسکی صورت مٹا دینا اور نہ چھوڑنا کسی قبر
بلند کو مگر جب کہ اوسکو نیچا کر دینا اور قبر پست چاہئے لیکن بلندی اوسکی اتنی ہو کہ زمین مین اور اوس مین کچھ
فرق پہچانا جائے اور معلوم ہو کہ اس جگھہ پر قبر ہے تاکہ اندھا نجائے اور لوگ اوسپر نہ بیٹھین اور قبر
شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونون اصحابون کی بھی زمین کے برابر ہے اور سرخ پتھر
اوس پر جڑے ہوئے ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم
کی قبر شریف پر پانی چھڑکا ہے اور پتھر کے ٹکڑے اوسپر بچھا دئے ہین اور صحیح حدیث مین یہ آیا ہے
کہ جب عثمان بن مظعون کو دفن کیا اور وہ اول مہاجرین مین سے تھے اور ہجرت کرنے کے بعد مدینہ
مطہرہ مین انتقال کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پتھر بھاری اوٹھایا اور چونکہ وہ سنگ
بہت بھاری تھا اپنی آستینین چڑھائین اور زور سے حملہ کیا اور اوٹھا کر قبر پر اونکی رکھدیا اور صحیح
حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پھٹکار ہوئے خدا تعالی
کی یہودیون پر جنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجد ٹھرا لیا ہے اور پھٹکار ہو اون عورتون پر
جو قبرون کی زیارت کو جائین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ منع اور لعنت اول مین تھی اور بعد رخصت کے
عورتین بھی داخل ہین اور منع بوجہ انکی کم صبری اور زیادہ رونے دھونے کے ہے اور چراغ
قبرون پر جلانا ممنوع ہے لیکن جس وقت کہ چراغ کی روشنی مین کوئی کام کرین یا نزدیک اوسکے
راہ چلتے ہون تو درست ہے اور قبر کے آگے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعضے مقبرے مین بھی نماز
پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ مرے
ہوؤن کی زیارت واسطے دعا اور ترحم اور طلب مغفرت کے کرتے تھے اور ایک حدیث مین
آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئے کہ اہل بقیع کی زیارت کے واسطے تشریف
لیجائین اور یہ شب برات مین ہوا تھا چنانکہ گذر چکا ہے اور ایسی زیارت جو بوجہ اس مطلب

کے ہوا اور کوئی بدعت اور کوئی مکروہ امر اوس مین شامل نہو تو مستحب اور مسنون ہے اور روایت مین آیا ہے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے مان باپ کی زیارت کریگا یا اون دونون
مین سے ایک کی زیارت کریگا ہر جمعے کے دن تو بخشدئے جائینگے گناہ اوسکے اور نیک بخت لکھا جائیگا
اور استغفار اور تصدق اونکے لئے کرنیکا بھی یہی حکم ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جب گورستان کو دیکھو کہو السلام علیکم اہل الدیار من المومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون
یعنے سلام ہے تمپر ای مومنو اس دیار کے اور ہم بھی خدا نے چاہا تو تم سے ملتے ہین اور یہ بھی روایت
مین آیا ہے کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اون قبرون پر جو مدینہ منورہ مین ہین گذر ہوا تو
روے مبارک قبرون کی طرف کیا اور فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر
یعنے سلام ہے تمپر ای قبر کے لوگو بخشے اللہ تمکو تم پہلے ہم سے گئے اور ہم بھی پیچھے پیچھے ہین اور اخبار
اور آثار مین آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص اور گیارہ بار معوذتین اور فاتحہ اور تبارک کا پڑھنا
بھی آیا ہے اور یہ عبارت کہ میت کے لئے جمع ہون اور قرآن پڑھین قبر پر یا اوسکے مقام پر اور
کئی ختم قرآن کے کرین اور یہ سب بدعت ہے ہان اہل میت کی تعزیت کرنا اور اونکی تسلی دینا اور
صبر کے لئے کہنا سنت اور مستحب ہے لیکن سوم کے دن خاص جمع ہونا اور دوسرے تکلفات
کرنا اور یتیمون کے حق مین بھی بغیر وصیت کے مالونکا صرف کرنا بدعت اور حرام ہے اور تعزیت
کی حد تین روز تک ہے اور اوسکے بعد مکروہ ہے اور بعضون نے ایک ہفتے تک بھی تعزیت
تجویز کی ہے اور بعضون نے کہا تعزیت میت کی تین روز ہی اور تعزیت غائب کی ایک روز
ہے اور تعزیت ایک بار کے سوا کرنا نچاہیئے اور ایسے ہی ابی حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے
اور قبر کے سرہانے قرآن پڑھنے مین اختلاف ہے لیکن جو زیارت مین پڑھا جائے اوس مین
اختلاف نہین ہے اور جو اس طور پر ہو کہ قبر کے چارون طرف بیٹھین اور سرہانے قبر کے
قرآن پڑھین تو وہ مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام ہدایہ کی شرح مین کہتے ہین کہ عالمون
نے پڑھنے والون کے بٹھانے مین تاکہ وہ قبر کے نزدیک قرآن پڑھین اختلاف کیا ہے
اور مختار مکروہ ہونا ہے اور سابق مین عادت نہ تھی کہ اہل ماتم اون لوگون کے واسطے
جو تعزیت کو آئین کھانا پکوائین اور فقہ کی بعضی کتابون مین مذکور ہے کہ اگر تہائی مال اوس

جماعت کے واسطے صرف کرین جو کہین دور مقام سے آئے اور ایک مدت تک ٹھہرے تو جائز ہے اور
اون لوگون کے واسطے جو غریب قریب میت کے ہین اور جو اوس میت کے ہمسائی مین رہتے ہین مال کا
صرف کرنا جائز نہین ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل میت کو کھانا بھیجو
کیونکہ انکو گرفتاری مصیبت اور کامون کی مانع ہے اور یہ کھانا پکانا نیکی اور اوسکے سامان کرنے کی
فرصت نہین رکھتے ہین جیسا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام نقی جعفر بن ابی طالب کی وفات
کے وقت گھر کی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ جعفر کی اولاد کے لئے کھانا پکواؤ کیونکہ اون کو ایک ایسا
امر پیش آیا ہے جو کھانا پکانے کے شغل سے مانع ہے اور سوا اہل ماتم کے اس کھانے کے کھانے
مین اختلاف کیا ہے اور کہا ہے جو لوگ کہ میت کی تجہیز اور دفن مین مشغول ہین اونکو یہ کھانا کھانا جائز ہے
وصل سنن رواتب کے بیان مین آگاہ ہو کہ سنن رواتب سے نمازین فرضون کے سوا مراد ہین
جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات دن بطریق معمول اور وظیفہ کے پڑھتے تھے اور وہ موکدہ
اور غیر موکدہ سے عام ہین کیونکہ چار رکعتین جو نماز عصر کے پہلے ہین اون کو رواتب ذکر کرتے
ہین اور حالانکہ اوسکو موکدات سے شمار نہین کرتے ہین باوجود اس بات کے کہ بعضے مواظبت
کا یعنے ہمیشہ کرنے کا اطلاق رواتب پر کرتے ہین پس مواظبت کو تاکید کے معنی سے جو عام
زیادہ ہو اوس پر حمل کرین یا نماز عصر کے قبل کی چار رکعتون کو موکدات سے قرار دین اگرچہ
اپنے ہم جنس سے مرتبے مین کم ہین اور سب موکدات مرتبے مین برابر نہین ہین جیسا کہ آئندہ
معلوم ہوگا لیکن یہ بات مشہور کے خلاف ہے اور راتبہ مین دوام کے معنی معتبر ہین اور رہ بھی
بنائی گئی ہے رتوب سے جو دوام اور ثبوت کے معنی مین ہے اور راتبہ ظہر ابن عمرؓ کی
روایت مین دو رکعتین ظہر کی پہلی اور دو رکعتین بعد کی ہین اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے
اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی روایت مین چار رکعتین ظہر کے قبل اور دو رکعتین
اوسکے بعد ہین اور اسی پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحابون کا عمل ہے
جو اہل علم ہین اور تابعین کا عمل ہے اور قول سفیان ثوری اور ابن المبارک اور اسحاق کا بھی ہے
اور مذہب امام حنیفہ بھی یہی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونھون نے
کہا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی چار رکعتون کو ترک نفرماتے تھے

پس اس صورت مین مطابقت یون دے سکتے ہین کہ جب آپ گھر مین پڑھتے تھے تو چار رکعتین پڑھتے تھے اور جب مسجد مین پڑھتے تھے تو دو رکعتین پڑھتے تھے یا کبھی اس طرح سے پڑھتے تھے اور کبھی اوس طرح سے پڑھتے تھے پس یہان کہا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر نے جس طور سے پڑھتے دیکھا اور دونون حدیثین صحیح ہین اور دونون حدیثون مین بھی کسی حدیث پر طعن نہین کی گئی ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر ڈھلنے کے بعد چار رکعتین پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس گھڑی دروازے آسمان کے کھولے جاتے ہین پس مین اس بات کو دوست رکھتا ہون کہ عمل صالح میرے لئے صعود کرے پس بعضے عالمون نے انکو انھین ظہر کی سنتون پر حمل کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ ایک نماز مستقل سوا ظہر کی سنتون کے تھی جسکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور اسکو صلوٰۃ الزوال کہتے ہین اور اکثر وقتون مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کو گھر مین پڑھتے تھے اور عبداللہ بن مسعودؓ دوپہر ڈھلنے کے بعد آٹھ رکعتین پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آٹھ رکعتین تہجد کی آٹھ رکعتون سے برابری کرتی ہین اور یہ دونون وقت یعنے دوپہر ڈھلنے کا وقت اور تہجد کا وقت رحمت کا نزول کے وقت ہے کیونکہ دروازے رحمت کے دوپہر ڈھلنے کے بعد کھولے جاتے ہین اور تہجد کا وقت آدھی رات گئے ہے اور اسی وجہ سے دونون وقتون مین ایک مناسبت پیدا ہوئی اور ایک وقت کی نماز فضل مین دوسرے وقت کی عدیل ہے اور چونکہ رحمت کا نزول سحر کے وقت اظہر تھا دوپہر ڈھلنے کی نماز کو اوسکا عدیل کیا اور اوسکے ساتھ تشبیہ دی نہ بالعکس کیا اور حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ چار رکعتین ظہر سے پہلے اور دوپہر ڈھلنے کے بعد کی سحر کی رکعتون کے مانند حساب کیجاتی ہین اور کوئی شے ایسی نتھی کہ جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس ساعت مین سجدہ پروردگار کو نفرماتے تھے پس پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تیفیؤا ظلالہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ الخ یعنے ڈھلتی ہین سائی اوسکے دہنے اور بائین سے سجدہ کرتی اللہ کو اور شیخ ابن الہمام نے سنن سعید بن منصور سے اور اونھون نے براء بن عازب سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ ظہر کے پہلے چار رکعتین

پڑھی گویا کہ اوسنے تہجد شب مین پڑھی اور جس نے کہ مثل اوسکے بعد عشا کے پڑھین گویا کہ شب قدر
مین پڑھین اور بعد ظہر کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتین پڑھتے تھے اور ہرگز آپ سے
وقت قیام مین اور سفر مین فوت نہین ہوئی ہین اور جب کبھی بسبب مال کی تقسیم اور اشتغال وفود کے
فوت ہو جاتین تو بعد عصر کے قضا کرتے چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث مین آیا ہے اور مشکل یہ ہے کہ صحیح
حدیث مین بھی آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز عصر کے اپنی وفات شریف تک دو رکعتین
ہمیشہ پڑھا کیے ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کے وقت مین اور سفر مین
دو نمازون کو ترک نہین فرمایا ہے ایک تو صبح کے قبل کی دو رکعتین اور دوسری دو رکعتین ہین عصر کے بعد
کی اور اونکو پڑھا کیے جب تک اپنے پروردگار عز وجل سے ملے ہین اور اس بات مین حدیثین متعدد طریقون
سے آئی ہین اور بتصریح اوس مین اس بات کی کی ہے کہ وہ رکعتین عصر کی معمولی تھین پس سوا اسکے
اور کوئی چھٹکارے کی صورت نہین ہے کہ یہ کہا جائے کہ بعد عصر کے دو رکعتین آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین سے تھین اور دوسرے کے حق مین مکروہ ہین جیسا کہ ابی داؤد
کی روایت مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عصر کے دو رکعتین پڑھتے تھے
اور اورون کو منع فرماتے تھے اور صوم وصال یعنے طی کا روزہ رکھتے تھے اور اورون کو منع فرماتے
تھے اور روایت مین آیا ہے کہ اون دونون رکعتون کو امت کی تخفیف کے قصد سے گھر مین پڑھتے
تھے اور مسجد مین نہ پڑھتے تھے اور تخفیف امت کو محبوب رکھتے تھے اور بعد ظہر کے بھی چار
رکعتین آئی ہین اور امام احمد کی مسند مین اور نسائی اور ترمذی کے سنن مین مروی ہے کہ جو شخص
محافظت کریگا چار رکعتون کی جو ظہر کے پہلے ہین اور چار رکعتین جو ظہر کے بعد ہین تو حق تعالے
حرام کر دیگا اوسپر آنچ دوزخ کی اور شیخ ابن الہمام کہتے ہین کہ اس زمانے کے لوگون نے
اس بات مین اختلاف کیا ہے کہ ان رکعتون کے سوا راتبہ ہین یا اونھین مین داخل ہین اور
دوسری ایک ہی کہ اوس مین بھی اختلاف کیا ہے کہ آیا اون رکعتون کو ایک سلام سے
پڑھا چاہیے یا نہین پڑھا چاہیے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ بعد ظہر کے اگر چار رکعتین ایک
سلام سے یا دو سلام سے پڑھے عدد ونکو حاصل ہو جائیگا خواہ راتبہ حساب کیا جائے یا نہ حساب
کیا جاسکے کیونکہ حدیث سے بعد ظہر کے واقع ہونا انھین چار رکعتون کا ثابت ہوا ہی اور یہ

اوسکے راتبہ ہونے پر صادق آتا ہے کہا بندہ مسکین عفا اللہ عنہ نے ظاہر ہو بات ہے کہ یہ چار رکعتین سنت
کی دو رکعتون سے سوا ہین جیسا کہ بعد عشا کے ہے اور منتا انحون کا محل اوسپر ایک سلام کے
ساتھہ ہے واللہ اعلم اور راتبہ عصر یہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہے کہ اونھون نے
کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عصر کے دو رکعتین پڑھتے تھے اوسکو ابوداود نے
روایت کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عصر کے پہلے چار رکعتین پڑھتے تھے اور بابین اون رکعتون کے ساتھہ تسلیم کرنے کے اوپر مقرب
فرشتون کے اور جو مسلمان اور مومن اونکے تابع ہین فصل کرتے ہین ترمذی نے اوسکو روایت کیا ہے
اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت خدا تعالی
کی اوس شخص پر جس نے عصر کی پہلی چار رکعتین پڑھین اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداود
اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحین مین روایت کیا ہے اور ان روایتون کے اختلاف کے
سبب سے مذہب حنفی مین اختیار دیدیا گیا ہے اس بات کا کہ خواہ چار رکعتین عصر کے پہلے پڑھے
خواہ دو رکعتین پڑھے تاکہ ان حدیثون مین مطابقت ہو جائے لیکن افضل چار رکعتین ہین چنانچہ
فقہ کے اصول کی کتابون مین تحقیق اسکی کی ہے اور راتبہ مغرب دو رکعتین بعد مغرب
کے ہین اور ابن مسعود رضہ سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ جو کچھہ کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے اوسکو تمامہ بیان نہین کرسکتا ہون مگر اس قدر کہ مغرب کے
بعد دو رکعتون مین اور فجر کی پہلی دو رکعتون مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے
اور کبھی دو رکعتون کی قراءت کو طول دیتے تھے ترمذی نے اوسکو روایت کیا ہے اور ابن عباس رضہ
سے آیا ہے کہ اونھون نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کے بعد کی
دو رکعتون مین قراءت کو اس قدر طول دیا کہ مسجد کے لوگ متفرق ہوگئے ابوداود نے اوسکو
روایت کیا ہے اور راتبہ عشا بھی دو رکعتین بعد عشا کے ہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر مین
تشریف لاکر ہرگز عشا کو بدون چار رکعتون کے یا چھہ رکعتون کے نہین پڑھا ہے اسکو ابوداود
نے روایت کیا ہے اور رکعتین ظہر کی بعد چار رکعتون کے پڑھنے کے مانند ہین جو دو رکعتین

کے ساتھہ چھہ ہوتی ہین اور مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا لوگون کے ساتھہ پڑھتے تھے پھر تشریف میرے گھر مین لاتے تھے
اور دو رکعتین پڑھتے تھے لیکن چار رکعتون کا عشا کے پہلے پڑھنا حدیثون مین نہین دیکھنے مین آیا ہے
اور ان رکعتون کے نہ پڑھنے پر عمل حرمین شریفین کے لوگون کا ہے اور حنفیہ کی کتابون مین اوسکو
مستحب قرار دیا ہے اور سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رواتب
اور سنتین گھر مین پڑھتے تھے اور اوسکی رغبت دلاتے تھے اور محبوب زیادہ امر شخص کی نماز ان
سے بعد فرض نمازون کے وہ نماز ہے جو اپنے گھر مین پڑھے علے الخصوص مغرب کی سنت کی
دو رکعتین کہ کسی وقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین نہ پڑھتے تھے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون رکعتون کے گھر مین پڑھنے کی تاکید کرنے سے بعضے عالم
کہتے ہین کہ اگر جس نے ان دو رکعتون کو مسجد مین پڑھا تو وہ اس سنت کے مسنون طریق پر
نہ واقع ہونے سے اسکی جزا کا مستحق نہین ہے اور امام مروزی کہتے ہین کہ بوجہ مخالفت امر
کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اجعلوہا فی بیوتکم یعنے کرو اسکو اپنے
گھرون مین وہ گنہگار ہوتا ہے اور اکثر عالمون کے نزدیک جزا کا مستحق ہوتا ہے لیکن اولی اور
افضل کے خلاف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف ہے اور
حکم واسطے استحباب کے ہے وجوب کے لئے نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان دو رکعتون کے پڑھنے کے لئے جلد اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ فرشتے
اوسکے اوٹھا لیجانیکا انتظار کر رہے ہین اور فرمایا ہے من صلی رکعتین بعد المغرب قبل ان یتکلم
رفعت صلوتہ فی علیین یعنے جس نے دو رکعتین پڑھین مغرب کے بعد پہلے بات کرنے کے اوٹھا
لیجاتی ہے اوسکی نماز علیین مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکید اور محافظت کرنا
صبح کی سنتون کا اس قدر تھا کہ آپ سفر مین بھی ہمیشہ پڑھتے تھے اور بجز فجر کی سنتون کے کسی
وقت سنت راتبہ کا پڑھنا سفر مین مروی نہین ہے اور بعضی روایتون مین ظہر کی سنت کی دو رکعتین
بھی آئی ہین اور بعضون کے نزدیک فجر کی سنتین واجب ہین جیسے کہ وتر واجب ہین اور سنتین
فجر کی سنت عمل کی ابتدا واقع ہوئی ہے اور وتر عمل کا ختم واقع ہوا ہے پس ضرور ہے

کہ عنایت اور اہتمام دونون کی شان کی طرف مصروف ہوا اور بغیر عذر کے بیٹھ کر اوسکا پڑھنا جائز نہین ہے
اور سنتون مین سے قوی زیادہ فجر کی سنت کی دو رکعتین ہین بعد اوسکے مغرب کی سنتین ہین بعد اوسکے
ظہر کی بعد کی سنت ہے بعد اوسکے عشاء کے بعد کی سنت ہے بعد اوسکے ظہر کے قبل کی سنت
ہے اور بعضون نے کہا ہے ظہر کے قبل کی سنتین مرتبہ مین ظہر کی بعد سنتون کے مثل ہے
فجر کی سنت کے بعد ہین اوسکو شمنی نے ذکر کیا ہے **تنبیہ** عوام مین یہ بات رایج ہے کہ ظہر کی
اخیر کی سنت کے بعد اور مغرب کی سنت کے بعد عشا کی سنت کے بعد نفل کی دو رکعتین پڑھتے ہین
اور اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ یہ کہان سے ہے لیکن ظہر اور عشا کے بعد جو چار رکعتین آئی ہین
وہ دو سلام کے ساتھ بھی مروی ہین پس یہ دو رکعتین اون دو رکعتون کے ساتھ چار ہو جاتی
ہین اور مغرب مین چھہ رکعتین آئی ہین بعضی روایتون مین سنت کے ساتھ اور بعضے مین بغیر سنت
پس کاش کہ چار رکعتین پڑھین تا کہ سنت سے ملکر چھہ ہو جائین اور بیٹھ کے پڑھنے کا التزام بھی خالی
ایک نادرات ہونے سے نہین ہے اور لوگون کی ایسی ہی بیٹھ کر پڑھنے کی عادت ہے

نوع تیسری زکوۃ کے بیان مین

زکوۃ کے معنی لغت مین نما یعنے بہتایت اور طہارت اور پاکی ہین جیسے زکی الزرع ای نمار
یعنی زیادہ ہوئے کھیتی اور جیسے قول اللہ تعالے یزکیہم ای یطہرہم یعنے پاک کرتا ہے اونکو
اور شرع مین زکوۃ کرنا حق واجب کا ہے نصاب مین جو حاجت کی مقدار سے زیادہ ہوا اور
کبھی مال واجب کی ذات پر بھی اطلاق کرتے ہین اور زکوۃ مال کی زیادتی اور اوسکے
اچھے اور پاک ہونے کا سبب ہوتی ہے اور صاحب مال کی اجر کی زیادتی کا اور گناہونکی
برائی سے اوسکے پاک ہونے کا باعث ہوتی ہے اور بعضے نے زکوۃ کو تزکیہ سے جو مشہود
کے معنی مین ہے نکالا ہے کیونکہ صاحب زکوۃ کا تزکیہ کرتی ہے اور اوسکے ایمان کی صحت
پر گواہی دیتی ہے اور زکوۃ کو صدقہ بھی کہتے ہین کیونکہ وہ ایمان کے دعوی کی صحت مین
صاحب زکوۃ کے سچے ہونے پر دلیل ہے اور صحیح یہ بات ہے کہ ہجرت کے دوسرے برس کے بعد
اور رمضان کے واجب ہونے سے پہلے وجوب زکوۃ کا ہی یا بعد وجوب رمضان کے ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ زکوۃ اور دوسرے صدقون مین مثل عشر کے اور مانند

اسی کے رعایت فقیرون کی فرماتے تھے چنانچہ وصیت فرماتے تھے اور ترغیب دیتے تھے اس بات مین کہ اون فقیرون کو یہ زکوۃ دیانت اور امانت اور رغبت کے ساتھ بغیر محنت اور مشقت کے پہونچنا چاہیئے اور مال والون کی بھی رعایت فرماتے تھے تاکہ عامل لوگ اونپر ظلم اور ستم نکرین اور حد سے نہ بڑہ جائین اور سنے نئے مال اونکے نہ چھین لین اور فرض کی مقدار سے زیادہ سیکھے اور ضیافتین نہ لین اور شرط مال کی کثرت اور حاجت کی مقدار سے زیادہ ہونیکی جس مین ایک آسانی پائی جاتی ہے اوسی وجہ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت اور حکمت اور عدالت سے ہے کہ زکوۃ کو چار قسم کے مال مین جسکا ظہور خلق مین بہت ہے اور لوگون کو اوسکی احتیاج زیادہ ہے اور دورا وسکا اکثر ہے واجب کیا ہے تاکہ اوسکا دینا آسانی سے حاصل ہوجائے اور لینا آسانی کے ساتھ دفع حاجت کا باعث ہو ایک قسم اوسکی کھیتی اور پھل ہین جیسا کہ خرما اور انگور اور مانند اسکے نہ مثل ترکاریون اور ساگون کے جو تھوڑے سے زمانے مین خراب ہوجاتے ہین دوسرے قسم چوپائے جانورون کی جیسے اونٹ بیل بکری تیسری قسم اوسکی سونا چاندی کہ لوگون کی معاش باعتبار اسکے کہ اوسکی چیزین گڑھی جاتی ہین اوسکے ساتھ ہے چوتھی قسم اوسکی سوداگری کا مال جس قسم کا ہو مثل کپڑے کے اور برتنون کے اور بچھانے کی چیزون کے اور تمام قسم کے کپڑے اور مال کے اور سب قسمون کے مالون مین ہین ہر برس مین ایک بار زکوۃ کا حکم دیا ہے اور کھیتی اور پھلون مین اوسکے کمال اور پکنے اور کٹنے کے وقت مین زکوۃ کا امر کیا ہے کیونکہ یہ غلہ کے حاصل ہونے کا وقت ہے اور اس مین بھی نہایت عدل کی رعایت ہے مالدارون کے حق مین کیونکہ بعد سال بھر کے مال کا نفع اور اوسکی زیادتی بجاو اور قیمت کی اختلاف سے کہ تبدیل اور تغیر اوسکی سال مین اکثر ہے بلکہ مقرر ہی حاصل ہوتی ہے اور غلہ کے حاصل ہونے کے وقت مین اور پھلون کی رسید کی اور کمال کے زمانے مین آسان زیادہ ہے اور فقیرون کی رعایت بھی ہے کہ مبادا بوجہ دیر ہونے کھیتی اور پھلون کے رسید کی اور کٹنے مین زکوۃ کے ادا ہونے مین دیر اور سستی راہ پائے اور ادا ہونا اوسکا مشکل ہوجائے اور یہ بھی عدالت کی رعایت سے ہے کہ صاحب مال کے مال کے حاصل کرنے مین جیسی کوشش اور مشقت اور سہولت اور آسانی ہے اوسکے موافق مقدار واجب مین کمی اور

زیادتی کی ہے پس جو بغیر مشقت اور تکلیف کے ہاتھ لگے مثل اوس مال کے جو دفن کیا ہوا ہو یا کافی ہو جو زمین مین خود بخود پیدا ہوتا ہے تو اوسکا خمس یعنے پانچوان حصہ واجب کیا ہے اور دو سال گذرنے پر موقوف نہین رکھا ہے اور جو مال ایسا ہے جسکے حاصل کرنے مین ایک مشقت اور تکلیف ہو اوس مین دو صورتین ہین اگر مشقت زیادہ نہین ہے جیسے کھیتی اور پھل دار چیز ہین گو مینہ کے پانی سے حاصل ہوتی ہین اون مین دسوان حصہ واجب کیا ہے اور زیادہ مشقت اور محنت کی محتاج ہو جیسے وہ کھیتی اور پھل دار چیزین جو سینچنے اور بیل اور اونٹ اور گدھے کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہین تو اوس مین دسوین حصے کا نصف واجب کیا ہے اور جو چیزین محتاج اس بات کی ہین کہ ہمیشہ اونکے واسطے سفرون کی مشقت اور دریاؤن کا عبور اور دور دور شہرون اور اطراف مین جانا اختیار کرے تو اوس مین اکتالیسوان حصہ واجب کیا ہے اور بیشک ان عددون کے مقرر کرنے سے بھی کچھ بھید ہوگا جسکو سوا شارع کے علم کے کوئی احاطہ نہین کرسکتا ہے اور ہر قسم کے مال مین موافق مصلحت حال اور ایک حکمت کے جسکو شارع ہی عالم پہونچا ہے ایک نصاب بمقدار قرار پائی ہے اور نصاب لغت مین بمعنی اصل اور مرجع کے ہے اور نصاب ہر چیز کی وہ ہوتی ہے کہ وہ چیز اوس مرتبہ پہونچے اور تمام ہو جاوے اور ایک اثر خاص اور ایک حکم مخصوص اوسپر مترتب ہو اور نصاب زکوۃ کی ایک اندازہ مال کا کہ جب اوس حد کو پہونچے زکوۃ واجب ہو جاتی ہے اور شرع شریف مین ہر قسم کے مال مین ایک نصاب معین ہوئی ہے جیسے کہ چاندی مین بائیس دام ہین جو ہمارے دیار کے حساب سے مقدار مین باون تولہ ہوتے ہین اور سونے مین بیس مثقال ہے جو اس دیار کے وزن کے موافق ساتٹ تولہ چھ ماشے ہوتے ہین اور غلون اور پھلون مین پانچ وسق ہین جو سات سو من شرعی ہے اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس عدد ہین اور گاؤ مین تیس عدد ہین اور شتر مین پانچ عدد ہین اور اصل نصاب زکوۃ کی مقدار کے تعین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب ہی اور بعد اوسکے اوس کتاب پر خلفاء راشدین کا عمل ہے اور بعد اوسکے اوس کتاب پر امت کا اجماع ہی اور یہ مقدارین اور عدد منتہی ہین نامیح اور وحی آسمانی پر ہین اور تمام مسئلے اور تفصیلین اسکی فقہ کی کتابون مین مذکور ہین اور اس

مقام پر اسی قدر کافی ہے اور جس وقت کوئی شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک
مین زکوٰۃ لاتا تو آپ اوسکو موافق نص قرانی کے دعا دیتے کہ خود حق تعالیٰ نے فرمایا خذ من اموالہم
صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم یعنے لو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے مالون مین صدقہ تاکہ
پاک صاف کردو تم اونکو اوسکے سبب سے اور رحمت کرو اوپر اور اگر لفظ صلوٰۃ کی ساتھ بھی ہو تو
موافق زیادہ اور مناسب زیادہ لفظ منصوص کے ساتھ ہوگا جیسا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اللہم صل علی آل ابی اوفی اور اسی مقام سے ہے کہ بعضی حدیثون مین واقع ہوا ہے کہ رسول اللہ
نے فرمایا اللہم صل علی عمرو بن العاص کہ وہ صدقہ مرغوب اور مطلوب لاتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے جو شخص اپنے صدقے پھیر لیوے اور پھر صدقے کا حکم اوس کتے
کا رکھتا ہے جو اپنی قے کھاتا ہے اور یہ کراہت بر تقدیر ملک اختیاری کی ہے جیسے او بیع اور ہبہ ہے
لیکن اگر میراث مین ملے تو کراہت نہین رکھتا ہے کیونکہ ارث کی ملک مین اختیار کو کچھ دخل نہین ہے
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقے کے اونٹون کو اپنے دست مبارک سے داغ
دیتے تھے اور اکثر کان پر داغ دیتے تھے اور چوپایون کے داغ دینے مین عالمون نے اختلاف
کیا ہے صحیح یہی ہے کیونکہ اگر اوس داغ دینے مین کوئی مصلحت ہی مثل علامت رکھنے کے اور
تمیز کرنے کے تاکہ اورون مین وہ نہ ملجایئن تو جائز ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
فعل صدقے کے اونٹون کے داغ دینے مین حجت ہی لیکن چاہیے کہ منہ پر داغ ندین کیونکہ ممانعت
واقع ہوئی ہے اور آدمی کے داغ دینے مین علاج کے قصد سے بھی کچھ اختلاف ہی اور صحیح [illegible]
حرمت اور کراہت ہے لیکن اوس پر جائز ہے کہ جب طبیب حاذق علاج کو اوس پر منحصر کردے [illegible]
یہ ایک امر مشکل ہے اور اس مسئلے کی تحقیق اپنے مقام پر کی گئی ہے اور صدقہ فطر کا ہر مسلمان [illegible]
عورت اور آزاد اور بندہ چھوٹے اور بڑے پر واجب ہی اور واجب ہونا غلام اور چھوٹے [illegible]
پر اس معنی مین ہے کہ غلام کے مالک اور لڑکے کے باپ پر واجب ہی اور امام مالک کے [illegible]
صدقہ فطر کے واجب ہونے مین شرط یہ ہے کہ نصاب حاجت اصلی سے فاضل ہو اور امام شافعی کے [illegible]
نزدیک جو شخص ایکدن کے قوت کا مالک ہی اوسپر صدقہ فطر فرض ہی کیونکہ کپڑے اور مسکن [illegible]
اور دین سے فاضل ہے اور نصاب شرط نہین ہے اور صدقہ فطر کا گیہون نصف صاع ہی [illegible]

وزن جہانگیر شاہی کے چھتیس سیر شاہی ہے اور اس دیار کے وزن سے دو سیر پاؤ بھر ہوتا ہے
اور صاع جو کا اسکا دونا ہوا اور افضل یہ ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز پڑھنے سے پہلے دین اور
عادت شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس طرح پر تھی اور روز عید سے پہلے دیدینا بھی
صدقہ فطر کا جائز ہے اور ہمارے نزدیک مدت زیادہ اور کم مین کچھ فرق نہین ہے اور بعضون کے
نزدیک ایک روز اور دو روز تک جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ رمضان کے اخیر عشرے مین
صدقہ فطر کو مقدم کرے اور تاخیر کے جواز مین بھی سنت سے قول ہین **وصل** یہ بیان صدقہ
واجب کا تھا اور صدقہ نفلی اگرچہ اوسکے بارے مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم واجب
کردینے والا نہین فرمایا ہے اور اوسکے ترک پر وعید نہین فرمائی ہے لیکن اوسکو نہایت دوست
رکھتے تھے اور اوسکے دینے سے اس قدر شاد ہوتے تھے جیسے کہ مسکین اور محتاج اوسکے
لینے سے خوش ہون اور جس قدر حق تعالی کی راہ مین صرف کرتے تھے اوسکو بہت نہین گنتے
تھے اور جو شخص کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تھا آپ قبول ہی فرما لیتے تھے
اور دیدیتے تھے چنانچہ فرزدق شاعر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین کہا ہے
ے ماقال لاقط الا فی تشہد * لولا التشہد کانت لاؤہ نعم * اور اس مقام پر ایک تفصیل ہے
جو اخلاق شریف کے باب مین گزری ہے وہان دیکھنا چاہئیے اور بخشش اور تصدق طرح طرح کی
چیزون کے ساتھ فرماتے تھے اور ساتھ قسم قسم کی چیزون کے انعام دیتے تھے اور احسان فرماتے
تھے اور کبھی کوئی چیز بخشش اور ہبہ فرماتے یا جو حق اور قرضہ آپ کا کسی پر ہوتا معاف فرمادیتے تھے
اور کبھی مال مول لیتے تھے اور قیمت ادا فرماتے تھے اور پھر مال کو صاحب مال کی تئین دیدیتے اور خرید
لیتے تھے اور قیمت اوسکی زیادہ کردیتے تھے اور کبھی قرض لیتے تھے اور زیادہ ادا فرماتے تھے اور کبھی ہدیہ
قبول فرماتے تھے اور اوس سے دونا انعام فرماتے تھے اور جو قسم کہ طرح طرح کے احسان اور منفعت کی
ممکن ہے وہ خلق کو پہونچاتے تھے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین رہتا
صفت احسان اور کرم کی اوسپر غالب ہوجاتی تھی اور اگر کنجوس و بخیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال
مبارک دیکھتا تو صفت سخاوت کی اوسمین اثر کرجاتی اور حاصل کلام یہ ہے کہ سخاوت اور کرم اور دنیا کی
مال کی بے تعلقی مین تمام انسان کے افراد سے بڑھ کے تھے اور اپنا مثل نہ رکھتے تھے اور اس سبب سے ہمیشہ

بلند حوصلہ اور خوش اور بھلائی نفس کے ساتھ اور شادان ہیں تھے کیونکہ جسقدر گرفتگی دل اور غم اور تنگی اور ترش ہے وہ نفس کی تاریکیوں اور اوسکی بری صفتوں کے اور بخل اور کنجوسی اور دنیا اور جو چیز اللہ کے سوا ہے اوسکے لگاؤ سے پیدا ہوتی ہے اور کشادگی صدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات اور خواص بزرگ مین سے ہے کہ کسی بشر کو بالذات اوس صفت مین شرکت نہین ہے لیکن بعضے کامل ولیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے کچھہ دولت حاصل ہے

نوع چوتھی روزون کے بیان مین

صوم عبارت اسبات سے ہے کہ نفس کو کھانے اور پینے اور مباشرت کرنے سے باز رکھے اور کامل روزہ وہ ہوتا ہے کہ ہاتھہ اور پیر اور تمام یعنے اعضا کو گناہون اور بری حرکتون سے روکین اور حدیث مین آیا ہے کہ پانچ چیزین یعنے جھوٹ بولنا اور پیٹھہ پیچھے کچھہ کہنا اور لترا پا کرنا اور شہوت پر خیال رکھنا اور جھوٹی قسم کھانا روزے کو توڑ دیتی ہے اور مذہب سفیان ثوری کا یہی ہے اور امام احمد کہتے ہین کہ اگر غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹتا ہے تو ہم مین سے کسکا روزہ سالم اور باقی رہتا ہے اور عالمون کا اختلاف اسبات مین ہے کہ روزہ افضل ہے یا نماز افضل ہے جمہور اسکے قائل ہین کہ روزہ اس حدیث کی وجہہ سے افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوۃ یعنے جانو کہ بہتر تمھاری نیکیون مین سے نماز ہے اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور سوا اسکے نسائی کی حدیث مین ابی امامہ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی کام کا حکم کیجئے کہ مین اوسکو آپکے حکم سے اختیار کرون آپ نے فرمایا روزے کو اختیار کر کہ کوئی عمل نیک مثل اوسکے نہین ہوتا ہے غالب یہ بات ہے کہ وجہہ مخصوص مین مثلیت کی نفی مراد ہوگی جو روزے کے ثمرون اور فائدون مین سے سوال کرنے والے کے حال کے مناسب ہوگی واللہ اعلم اور روزے کی فضیلت مین جو صحیح بخاری مین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے روزہ میرے واسطے ہے اور اوسکی جزا دیتا ہون اور دوسری روایت مین جو ہے کہ اولاد آدم کا ہر نیک کام اونھین کے لئے ہے اور روزہ میرے واسطے ہے اور اوسکی مین جزا دیتا ہون اوس سے کنایہ روزے کے زیادہ ثواب اور اجر کا ہے اور موطا مین آیا ہے کہ ہر نیکی ابن آدم کے مقابلے مین دس گنی نیکیون

کی ہے یہان تک سات سونیکیون کے مقابل مین ہے مگر روزہ وہ میرے لئے ہے اور مین اوسکی
جزا دیتا ہون مراد اس سے یہ ہے کہ قدر اور کیفیت اوس جزا کی سوا میرے کوئی نہین جانتا ہے یا یہ
ہے کہ کسیکو اوسپر آگاہ نہین کرتا ہون اور بغیر فرشتون کے وسیلے کے جزا دیتا ہون اور یہ جو
فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور حالانکہ سب عبادتین حق تعالی جلشانہ کی واسطے ہین مقصود
اس سے روزے کی زیادہ بزرگی اور عظمت جتانا ہے اور یہ بھی عالمون نے کہا ہے کہ کوئی
معبود باطل روزے کے ساتھ عبادت نہین کیا گیا ہے اور کسی کافر نے کسی زمانے مین اپنے
معبود کے روزے کے ساتھ تعظیم نہین کی ہے اگرچہ بصورت نماز اور سجدے کے اور مالونکو لوٹانے
اور دور راہون سے اونکی جانب زیارت کے لئے جانے اور گرد اونکے پھرنے کے ساتھ تعظیم
کرتے ہین اور یہ بھی ہے کہ روزے مین ریا اونکو جو شرک چھوٹا سا ہے دخل نہین یعنے بمجرد فعل کے
ریا نہین پایا جاتا ہے، اور اگر کوئی روزہ نرکھے اور کہے مین روزے سے ہون تو ریا اوس قول مین ہوگا نہ
فعل اور یہ بھی ہے کہ روزہ رکھنے والیکے نفس کو کوئی حظ نہین ہے جیسا کہ حدیث مین صحیح بخاری
کی آیا ہے کہ بندہ اپنے کھانے پینے اور شہوتون کو میرے لئے ترک کرتا ہے پس اسی وجہہ سے
فرمایا ہے الصیام لی دانا اجزی بہ یعنے روزہ میرے لئے ہے اور مین اوسکی جزا دیتا ہون اور شہوت
سے مراد جماع ہے جیسا کہ بعضی روایتون مین تمام شہوتون کے ساتھ اوسکا تصریح سے ذکر آیا ہے
اور اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بندہ اپنے تمام اعضا اور جوارح کو گناہون سے روکتا ہے اور
بعضے محققون نے کہا ہے کہ بیپروائی کھانے سے اور اور چیزون سے ربوبیت کی صفتون مین سے ہے
اور جب بندہ نے درگاہ آلہی کا تقرب اوس چیز کے ساتھ ڈھونڈھا جو حق تعالی کی صفتون کے
موافق ہے تو حق تعالی نے اوسکی اضافت اپنی طرف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ تمام عبادتون مین
روزے کی عبادت کو ایک شان عظیم ہے خصوصًا روزہ رمضان مبارک کا کہ وہ فرض ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم کرنے والے اور بہت بخشش کرنے والے خلق پر ہمیشہ تھے خصوصًا
رمضان مین کہ سخاوت اور بخشش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگون پر سب وقتون سے زیادہ
ہوتی تھی اور صدقے زیادہ دیتے تھے اور صدقے اور خیرات رمضان کی راتون مین اور دنون سے
دونے ہوجاتے تھے اور ذکر اور نماز سے رات دن کی تمام ساعتون کو خالی نچھوڑتے تھے اور

اعتکاف فرماتے تھے اور تلاوت کرتے تھے اور چونکہ یہ مہینا بہت بزرگ ہے اور منبع برکات اور کرامات
ہے اور اللہ تعالی کی بڑی بڑی نعمتوں کا فیضان بندوں پر ہوتا ہے تو شکر اوسکا بھی طرح طرح کی عبادتوں
کے ساتھ بہت زیادہ فرماتے تھے اور چونکہ جود حضرت واہب البرکات اوس مین دونا تھا تو جود
حضرت سید کائنات کا بھی جو صفات انوار کے مظہر اور آثار کمالات حق سبحانہ تعالے کے محل تھی بہت
کثرت سے ہوتا تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی رات مین جبرئیل سے ملاقات
فرماتے تھے اور آن حضرت ع جبرئیل ع کی ملاقات کے وقت خیر اور احسان مین چلتی ہوئی ہوا سے
جو سب کو پہونچتی ہے زیادہ تیز ہوتے تھے اور جبرئیل ع کو قرآن شریف سناتے تھے اور اونکے
ساتھ بطریق دور کرنیکے پڑھتے تھے جیسا کہ حافظ آپس مین پڑھتے ہین اور یہ سب اس بات کی
آگاہی کے لئے ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ ان بزرگ دنوں مین اور خیر کے موسم مین اور نیک آدمیوں کی
صحبت نصیب ہونے کے وقت مین جہاں تک ہو سکے سعی اور کوشش زیادہ کرے اور فرضیت
رمضان مبارک کے روزے کی ہجرت کی دوسری سنہ مین ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نو رمضان کے روزے رکھے ہین اور قرآن مجید کے نازل ہونے کی ابتدا رمضان کے مہینے مین
ہوئی تھی اور عالموں نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم ع کے صحیفوں کا نزول رمضان کی پہلی شب مین
ہوا تھا اور توریت کا نزول رمضان کی چھٹی شب مین ہوا تھا اور انجیل کا نزول رمضان کی تیرھوین
شب مین ہوا تھا اور قرآن شریف کا نزول رمضان کی چوبیسوین شب مین ہوا تھا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کے ڈوبنے کے یقین ہو جانے کے بعد روزہ کھولتے ہین جلدی
فرماتے تھے اور بدلی کے دن مین تاخیر فرماتے تھے اور صحابہ رض کو اس تعجیل اور تاخیر پر رغبت
دلاتے تھے اور تعریف فرماتے تھے اور گنتی کے خرموں کے ساتھ روزہ کھولتے تھے اور اگر
خرما نہوتا تھا تو کئی گھونٹ پانی کے پی لیتے تھے اور فرماتے تھے نعم السحور المومن التمر
یعنے اچھی افطاری مومن کی خرما ہے اور روزہ کھولنے کے وقت فرماتے تھے اللہم لک صمت وعلی رزقک
افطرت فتقبل منی یعنی اے اللہ میرے تیرے لئے مین نے روزہ رکھا اور تیری رزق پر مین نے کھولا پس پسند
کر لے مجھ سے اور یہ کلمے پڑھتے تھے ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر یعنے گئی پیاس اور
تر ہوئین رگین اور ثابت ہوا اجر اور افطار کی دعا بھی مستحب ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روزہ دار کو فحش بکنے سے اور غیبت کرنے سے اور لڑائی کرنے سے اور لڑنے والے کے جواب میں مشغول ہونے سے منع فرماتے تھے اور اگر رمضان مین آپ سفر کرتے تھے تو کبھی افطار کرتے اور کبھی روزہ رکھتے اور اورونکو بھی افطار اور روزے مین اختیار دیتے تھے اور عالمون کا اختلاف اس بات مین ہے کہ آیا روزہ افضل ہے سفر مین یا افطار افضل ہے اور امام ابی حنیفہ اور مالک اور شافعی اور اکثر ائمہ اس بات کے قائل ہین کہ روزہ افضل ہے اوس شخص کے حق مین جو طاقت رکھتا ہو اور زیادہ مشقت اوسکو روزہ رکھنے مین نہ پڑے اور ضرر اوسکا کچھ نہ معلوم ہو اور اگر اوس سے کچھ ضرر ہو تو افطار اولی ہے اور رمضان کی شبون مین اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل کی احتیاج ہوتی تھی تو رات ہی غسل فرماتے تھے اور بعضی راتون مین غسل مین تاخیر فرماتے تھے اور بعد صبح کر غسل کرتے تھے اور غسل کر نا رات ہی کو اولی اور افضل ہے اور رمضان مین دنکو پچھنے لیتے تھے اور مسواک کرتے اور کلی کرنے مین اور ناک مین پانی لینے مین مبالغہ نفرماتے تھے اور رمضان مین مسواک کرنے کی اور سرمہ لگانی کی ممانعت مین کوئی حدیث صحت کو نہین پہونچی ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب مین بھی اوسکا جواز ہے اور نفل کے روزے کبھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر برابر رکھتے تھے کہ لوگون کو گمان ہوتا تھا کہ روزہ افطار نفرمائینگے اور کبھی اتنے برابر افطار فرماتے تھے کہ لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ اور روزہ نہ رکھینگے لیکن کوئی مہینہ روزون سے خالی نچھوڑتے تھے اور ایام بیض کے روزہ کی بہت تاکید فرماتے تھے یہان تک سفر مین بھی رکھتے تھے اور صائم الدہر ہمیشہ روزے رکھنے سے ممانعت فرماتے تھے اور صائم الدہر کے حق مین فرمایا ہے لاصام لا افطر اور عاشورے کے دن البتہ روزہ رکھتے تھے اور پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اور عشرہ ذی الحجہ مین بھی کہ مراد اوس سے اوسکے نو روز ہین روزہ رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین ہے جس مین عمل نیک عشرہ ذی الحجہ سے افضل ہو اور آخر عمر مین فرمایا تھا کہ اگر باقی رہو نوین روز بھی روزہ رکھینگے اور عرفے کے دن اگر حج مین ہوتے تھے تو روزہ افطار فرماتے تھے اور صاحب سفر السعادت بیان کرتے ہین کہ تین مہینے جس مین عوام روزہ رکھتے ہین کوئی چیز نہین ہے اور شوال کی بارے مین فرمایا ہے چھہ دن اوس مین روزہ رکھنا رمضان اور صیام دہر کے برابر ہے اور تمام رمضان مین عشرہ اخیرہ مین اعتکاف فرماتے تھے مگر ایک رمضان جو اعتکاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فوت ہوا ہے اوسکو

شوال کے مہینے میں قضا فرمایا ہے اور ایکبار درمیان کے عشرے میں اعتکاف فرمایا ہے اور ایکبار
اول عشرے میں پھر ہمیشہ اخیر عشرے میں آخر عمر تک اعتکاف فرمایا ہے اور اعتکاف کیلئے خیمہ برپا فرماتے تھے اور
کبھی پلنگ بھی بچھاتے تھے اور اوسپر بچھونا کرتے تھے اور ہر سال میں دس روز معتکف ہوتے تھے
لیکن آخر سال میں بیس روز معتکف ہوئے ہیں اور چالیس دن کا اعتکاف مروی نہیں ہوا ہے اور ہر سال
میں ایک بار قرآن شریف حضرت جبرئیل کو سناتے تھے اور آخر سال میں دو بار قرآن مجید سنایا ہے
اور اسکا ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بیان میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئیگا
وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں بعضی راتون میں وصال فرماتے تھے یعنے
برابر روزہ رکھتے تھے نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ افطار فرماتے تھے اور صحابہ کو بوجہ
رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اوس سے ممانعت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی حدیث میں آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو اوس روزہ رکھنے کو منع کیا اونھون نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو روزہ وصال کا رکھتے ہیں ہمکو کیون اوسکی ممانعت فرماتے ہیں باوجود
اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کے لئے آپ ہمکو کہتے ہیں فرمایا لست کاحدکم یعنے میں تم سے
کسیکے مانند نہیں ہون اور ایک روایت میں فرمایا ہے ایکم مثلی یعنے کون تم میں سے میرے مثل ہے
انی ابیت عند ربی یعنے بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پالنے والا ہے تربیت دینے والا ہے
رات کو رہتا ہون یطعمنی ویسقینی وہ مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے
کہ میرا ایک کھلانے پلانے والا ہے کہ وہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور عالمون کے اس کھانے اور پینے
میں بہت سے قول ہیں بعضے کہتے ہیں اس سے مراد طعام اور شراب محسوس ہے یعنے آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہر شب کو طعام اور شراب بہشت سے آتے تھے آپ کھاتے تھے
اور پیتے تھے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدائے تعالیٰ جل شانہ کی ایک کرامت مخصوص
تھی اور اور خلاف وصال کے اور روزے کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا کیونکہ جو چیز شرعاً افطار کا
سبب ہوتی ہے وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے لیکن جو کہ بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے
بہشت سے آئی وہ روزہ کی افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہو گا اور یہ حقیقت میں ثواب کے
جنس سے ہے از قبیل اعمال کے نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں مراد طعام اور شراب سے اس مقام پر

قوت ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا پروردگار مجھکو قوت کھانے والے کی اور پینے والے کی عطا کرتا ہے اور جو چیز کہ کھانے پینے کی قائم مقائم ہے وہ مجھکو پہونچاتا ہے کہ اوسکے سبب سے طاعت اور عبادت پر قوت پاتا ہون اور کچھ سستی لاحق نہین ہوتی اور تمھاری یہ حالت نہین ہے اور محققین کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مراد غذاے روحانی ہے کہ ذوق اور لذت مناجات اور فیضان معارف اور لطائف الٰہی سے جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر شریف اور روح پر فتوح پر وارد اور نازل ہوتی تھی اور احوال شریف کو خوش اور فرحت اور شادمانی ایسی حاصل ہوتی تھی کہ اوسکے سبب سے بدن غذاے جسمانی سے بے پروا ہو جاتا تھا اور یہ بات مجازی محبتون سے اور ظاہری خوشنودیون سے تجربے مین آئی ہے کہ غذا کی کچھ حاجت نہین ہوتی ہے بلکہ اوسکی یاد بھی نہین آتی ہے تو محبت حقیقی اور مسرت معنوی کا کیا کہنا واللہ اعلم اور عالمونکا اختلاف کہ سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اورون کے طی کے روزہ رکھنے مین ہے کہ جائز ہے یا حرام ہے یا مکروہ ہے ایک گروہ عالمون کا قائل اس بات کا ہے کہ یہ اوسکو جائز ہے جو اسپر قادر ہے جیسا کہ ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی صورت مین جب ضرر نہو اور عبد اللہ بن زبیر رضہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی سات روز تک لگاتار روزہ رکھتے تھے اور ابراہیم تیمی سے جو تابعین مین سے ہین منقول ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن مین ایک انگور یا کبھی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے اور نقل کیا ہے کہ بعضون نے اپنی قوت اور توانائی سے طی کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے اور اونکے حق مین اس روزے نے حکم ایک روز کا پیدا کیا ہے اور نقل کی ہے کہ بعضے اصحابون نے نہی کے بعد طی کا روزہ رکھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو برقرار رکھا پس معلوم ہوا کہ نہی رحمت و شفقت اور تخفیف کی وجہ سے تھی حرمت کے سبب سے نہ تھی چنانچہ اوسکا اشارہ پہلے کی حدیث مین کیا گیا ہے اور اکثر اسکے قائل ہین کہ جائز نہین ہے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام مالک اسی کے قائل ہین اور امام شافعی نے کراہیت کے ساتھ تصریح کیا ہے اور اونکے اصحاب مختلف اس بات مین ہین کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی ہے لیکن تحریمی صحیح زیادہ ہے اور امام احمد رح اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک سحر تک جائز ہے جیسا کہ ابی سعید خدری کی حدیث مین بخاری سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

طی کا روزہ تم نہ رکھو اور اگر کوئی تم مین سے چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے تو کہو سحر تک رکھے اور یہ تاخیر
افطار کے معنی مین ہے وصال نہین ہے اور یہ بھی اوس وقت پر ہے کہ مشقت نہو اور نفس کے دکھ
دینے کا باعث نہو ورنہ تقرب الی اللہ مین خلل ہوگا اور جو حدیث کہ گزری ہے اوس سے یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ طی کا روزہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصایص مین سے ہے اور جمہور اسکے
قائل ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر پر نہی کی عام ہونے کے سبب سے جو آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مین ہے کہ لا تواصلوا یعنے طی کا روزہ نہ رکھو حرام ہے اور رحمت
اور شفقت تحریم کے ساتھہ منافات نہین رکھتی ہے پس غایت اوسکی یہ ہے کہ حرمت بوجہہ رحمت
کے ہوگی اور اہل سلوک جو بڑی ریاضت کرنے والے ہین نفس کے کم روز کرنے مین طی کا روزہ
رکھتے ہین لیکن فقط چلو بھر پانی سے افطار کرلیتے ہین تاکہ وصال کی حقیقت سے خارج ہو جاوے واللہ اعلم

نوع پانچوین حج اور عمرے کے بیان مین

حج کی معنی لغت مین قصد کے ہین اور شرع مین ارادہ بیت اللہ وجہہ مخصوص کی ساتھہ کرنا اور (ح)
کے زیر اور اوسکے ساتھہ دونون لغتین ہین اور آیت کریمہ مین ہے واللہ علی الناس حج البیت یعنے اللہ ہی
کی واسطے ہے آدمیون پر بیت اللہ کا قصد کرنا اور اس لفظ مین دونون قراتین آئی ہین اور عمرہ لغت مین
زیادتی کی معنی مین ہے اور عمرہ حج پر زیادہ ہے اور بمعنی عمارت اور بکر زن کے بھی آیا ہے اور عمرہ مین
مسجد حرام کی تعمیر اور تعظیم ہے اور دوستی اور محبت کی بنا کا باعث ہے اور شرع مین مخصوص فعلون کا
نام ہے جو احرام اور طواف اور سعی ہے سوا عرفے مین ٹھہرنیکے کہ وہ حج کے ساتھہ مخصوص ہے
اور نسبت عمرے کی حج کے ساتھہ ایسی ہے جیسے نماز نفل کی نسبت فرض کی ساتھہ ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد ہجرت کی ایک حج کیا جسکو حجۃ الوداع اور حجۃ السلام کہتے ہین اور لوگون کو
احکام کی تعلیم فرمائی اور فرمایا اگلے سال تم مجھکو نہ پاؤگے اور اونکو بوجہہ درپیش ہونے سفر آخرت کے
رخصت فرمایا اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ قریب ہی کہ تم اپنے پروردگار کی جناب مین حاضر ہو اور وہ تم سے تمھارے
کردار پوچھے اور جانو اور آگاہ ہو کہ بعد میرے گمراہ نہو جانا اور ایک روایت مین ہے نہ پھر جانا کہ بعضے تم مین بعضون کو
قتل کرین اور جانو اور آگاہ ہو کہ مین نے حکم پروردگار کا تمکو پہونچا دیا اور فرمایا خداوندا تو گواہ رہ اور فرمایا
چاہیئے کہ حکم حاضر غائب کو پہونچا دے اور جسکو کہ یہ خبر پہونچائی جاوے وہ پہونچانے والے سے

زیادہ و یاد رکھے اور جاوے اور فرمایا کہ حج مناسک سیکھ لو شاید کہ مین دوسری بار حج نکرون اور فرمایا
کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنی پانچون وقت نماز پڑھو اور رمضان کے مہینے مین روزہ رکھو
اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تاکہ داخل ہو اپنے پروردگار کی بہشت مین اور یہ دسوین سال ہوا تھا لیکن
بعضے کہتے ہین کہ ہجرت سے پہلے دو حج کئے اور بعضے کہتے ہین تین حج اور بعضے کہتے ہین زیادہ سے کئے
اور تحقیق یہ ہے کہ عدد اوسکے بعینہ یاد نہین ہین اور جمہور کے نزدیک فرضیت حج کی ہجرت کے چھٹے
برس مین ہے اور تحقیق یہ ہے اوسکے نوین برس مین ہے اور اسی سال مین سفر کے اسباب کے
سامان مین مشغول ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لیجانا اس سال مین بوجہ حاجات
کے کہ لڑائیون کے امورات مین اور احکام کی تعلیم مین مشغول تھے ظہور مین نہ آیا پس حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ کو حاجیون کا سردار کر کے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا اور بعد اوسکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
حکم سورۂ برائت کے پڑھنے کا دیکر وہین بھیجا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت
ابوبکر صدیق نے اون سے پوچھا انت امیر او مامور یعنے تم امیر ہو یا مامور ہو اونہون نے
جواب دیا بل انا مامور یعنے امیر نہین ہون مین مامور ہون اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی
تخصیص سورۂ برائت پڑھنے کے ساتھہ یہ تھی کہ اوس مین مشرکون کے عہد کے توڑنے کا ذکر
ہے پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے کہ ہجرت کے چھٹے برس عمرے کے قصد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے
تھے اور حضرت حدیبیہ مین جو مکہ معظمہ سے ایک منزل ہے پہونچے تو سب مشرک جہاد کے ساتھہ لڑنے
نکلے اور مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے مانع ہوئے اور چونکہ اوس وقت تک میعاد فتح کی پوری
نہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الہی سے اونکے ساتھہ صلح کر لی اور احرام کھول
ڈالا اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور یہ بات قرار پائی کہ اگلے سال آئینگے اور عمرہ ادا کرینگے
اور دوسرا عمرہ وہ ہے کہ جو ساتوین برس مین موافق اقرار کے جو قضیہ صلح مین ٹھہرا تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا اور تین روز کے بعد مدینہ منورہ
کو مراجعت فرمائی اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ آٹھوین برس مین جو کہ مکہ معظمہ کے فتح کا برس ہے
جعرانہ سے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل پر ہے حنین کی غنیمتون بانٹنے کے بعد راتون رات مکہ معظمہ
مین تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا اور رات ہی کو جعرانہ مین پھر تشریف لیگئے اور چوتھا عمرہ وہ ہے کہ نوین

برس حجۃ الوداع کے ساتھ کیا ہے اور اس احوال کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ غزوات کی بیان میں آئیگی اور بعضے تین عمرے کہتے ہیں باعتبار اسبات کے کہ حدیبیہ میں حقیقت عمرے کی نہ تھی کیونکہ مکہ معظمہ میں نہیں داخل ہوئے تھے اور اوس جگہ سے احرام کھولکے مدینہ مطہرہ کو تشریف لیگئے تھے لیکن جمہور نے اوسیر عمرہ کا حکم کیا ہے اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا قصد فرمایا تو اصحابونکو حج کی اطلاع دی سبھوں نے حج کے سفر کا سامان درست کیا اور جتنے شہروں اور قریوں میں جو مدینہ مطہرہ کے گرد پیش میں ہیں پہونچے اور سب مسلمان ملکر متوجہ مدینہ منورہ کی طرف ہوئے اور مکہ معظمہ کی راہ سب طرف سے گروہ مسلمانوں سے آملی اور حاجیوں کا شمار حساب سے باہر ہو گیا کہتے ہیں کہ آگے پیچھے اپنے بائیں جدھر نظر کام کرتی تھی تمام سوار اور پیدل دکھائی دیتے تھے اور اونکے شمار کا تعین معلوم نہیں ہے اور ایک روایت میں شمار اونکا ایک لاکھ چوبیس ہزار آیا ہے پس ذی الحلیفہ میں احرام باندھا اور وہاں سے نکلے اور مکہ معظمہ میں پہونچے اور حج کیا اور تمام حکم اور احوال اوسکی تفصیل کے ساتھ کتابہاے حدیث کی ہیں اونمیں لکھی ہیں اور ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے عشیہ عرفہ میں مغفرت کی دعا فرمائی جواب آیا کہ میں نے سبکو بخشا لیکن ظالم کو نہیں بخشا کیونکہ ضرور اوس سے مظلوم کی وجہ سے مواخذہ کرونگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے تو قادر ہے اگر تو چاہے تو مظلوم کو بہشت دے اور ظالم کو بخشدے اوس وقت اوسکا جواب نہ آیا جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسی دعا کو پھر مانگا جواب آیا کہ جو کچھ تو نے مانگا میں نے قبول کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر سے صدقے ہوں یہ گھڑی وہ نہیں کہ آپ اس مقام پر ہنستے ہمیشہ اللہ تعالیٰ آپکو خندان رکھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن خدا ابلیس نے جو جانا کہ میری دعا حق تعالیٰ نے قبول فرمائی اور میری امت کو بخشا تو سر پر خاک ڈالی اور شور وغل کے ساتھ فریاد کی اور بھاگا پس اوسکی اس جزع اور فزع نے مجکو ہنسایا اور کہا ہے کہ اس جگہ امت سے مراد وہ ہیں جو عرفہ میں ٹھہرے ہوئے

تھی اور پہلے سے بعضون نے کہا ہے کہ حج کفارہ حقوق العباد کا ہوتا ہے اور طبرانی
نے کہا ہے کہ یہ اوس ظالم پر محمول ہے جس نے توبہ کی اور حق کے پورا کرنے سے عاجز
ہوا ہے اور بیہقی نے بھی اسی روایت کے مثل ابوداود اور ابن ماجہ سے نقل کی اور کہا ہے کہ اسکی
روایتین بہت سی ہین اگر صحیح ہین تو حجت ہے ورنہ قول سبحانہ تعالی کا یغفر ما دون ذلک لمن یشاء
بخشدے گا جو کچھ اسکے سواے کافی ہے اور ظلم سے شرک سواے ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ
حقوق عباد مین اختلاف ہے اور فضل خدایتعالی وسیع ہے اور ظاہر احادیثین عام ہین اور
ترمذی صحیح حدیثین من حج ولم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ یعنی جسنے حج کیا
اور نہ بیہودگی کی اور نہ فسق کیا پاک ہوگیا اپنے گناہون سے مثل اوس دن کے کہ اوسکی مان نے
اوسکو جنا تھا کہا ہے کہ یہ مخصوص اون گناہون کے ساتھ ہے جو اللہ تعالی کے حقوق سے متعلق
ہین نہ حقوق عباد کے ساتھ شامل ہے اور کہا ہے کہ گناہ جو حقوق کے ساتھ متعلق ہین ساقط ہوجاتے
ہین لیکن نفس حقوق ساقط نہین ہوتے ہین پس جسپر کوئی نماز یا کوئی کفارہ اور مانند اسکے ہے
جو حقوق الہی سے ہین تو اوس سے وہ ساقط نہین ہوتے کیونکہ وہ حقوق ہین گناہ نہین ہین
اور تاخیر نماز گناہ ہے پس گناہ تاخیر اور مخالفت حج سے ساقط ہوتا ہے پس ساقط کرتا ہے حج مخالفت
کے گناہ کو نہ حقوق کو اور ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جو اعتقاد کرے کہ حج اوس چیز کو جو حقوق سے ہین
ہے اوسپر واجب ہے ساقط کردیتا ہے جیسے کے نماز ہے تو اوس سے توبہ کرائی جاوے
ورنہ وہ قتل کیا جاوے اور حق آدمی کا ساقط نہین ہوتا ہے اسپر اجماع ہے مواہب لدنیہ مین
ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہ بات نادر معنی سے خالی نہین ہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائی اور یہ تریسٹھ عدد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے سالونکے عدد کے موافق تھے اور ابی داود کی حدیث مین آیا ہے کہ
پانچ چھ اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لائے جاتے تھے تاکہ آپ اونکو ذبح کرین
اونٹ نزدیک ہوجاتے تھے اور ہجوم کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے اور ہر ایک اونمین سے
اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لاتا تھا اور اوس جماعت مین گھستا تھا
تاکہ اوسکو آپ پہلے ذبح کرین اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ سینتیس ۳۷ اونٹ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح فرمائے اور کل سو اونٹ ذبح ہوئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور اونٹ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور مسلم کی روایت مین جابر رضی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف سے گائی ذبح کی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ذبح کی بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موتراش کو طلب فرمایا کہ اوسکا نام معمر بن عبداللہ تھا اور اونکو اشارہ کیا کہ دہنی جانب سے ابتدا کرو اور بال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو بانٹے اور ہر ایک کو ایک بال یا دو بال حصے مین آئے اور بائین جانب کے تمام بال ابو طلحہ انصاری کو عطا کیے پھر اونگلیونکے ناخن ترشوائے اور اونکو بھی لوگونکو تقسیم فرمایا اور اکثر صحابہ نے سر منڈوائے تھے اور بعضے صحابہ بال کٹواتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکرر فرمایا اللہم ارحم المحلقین اے اللہ میرے رحم فرما سر منڈانے والون پر اور اخیر مین اونکی التماس سے فرمایا المقصرین یعنے بال کتروانے والون پر اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم پر تشریف لائے اور عباس اور اولاد عباس کی جنکے قبضے مین زمزم سے پانی نکالنے کے برتن تھے پانی کھینچتے تھے فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب پانی کھینچو کیونکہ یہ نیک عمل ہے اور اگر یہ بات نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود نیچے اوترتا اور چاہ زمزم سے پانی کھینچتا اور تمھاری مدد بوجہ فضل اور برکت اور بزرگی کے جو اس کام سے کرتا یعنے اگر مین اس کام کو کرون تو بعد میرے میری امت پر سنت ہو جاویگی اور تمام لوگ اس کام کو میری اتباع کے قصد سے اختیار کرینگے اور تمپر غالب ہو جاوینگے کہ تمھاری نوبت نہ آویگی اور یہ خدمت تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیگی پس اونھون نے ایک ڈول بھر پانی زمزم کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر کیا آپ نے کھڑے ہو کر پیا اور یہ اونکا پانی پینے کے وقت کھڑا ہونا بیان جواز کے لیے تھا یا بوجہ ضرورت اور حاجت کے تھا کہ ہجوم کے سبب سے بیٹھنے کی جگہ نتھی یا کوئی ضرورت اور حاجت دوسری ہوگی واللہ اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مخصوص آب زمزم اور آب وضو کے ساتھ ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف کے بیان مین آویگا اور اس کتاب مین کا

زمزم نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اوسمین پانی بہت ہی اور زمزم اور زمزوم اور زمازم بہت پانیکو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ لفظ کسی چیز سے مشتق نہین ہی بلکہ یہ ایک نام ہے کہ پہلے ہی سے اس کنوئین کا نام ہوا ہے اور پہلے جسنے اوس زمزم کو ظاہر کیا ہی وہ حضرت جبرئیل ہین کہ جب اسمٰعیل پیاسے ہوئے تو زمین مین ٹھوکر ماری اور اوسمین سے ایک چشمہ پیدا ہوا اور کنوان کھود دیا تاکہ مشک بھرنے سے پہلے پانی اوسکا بہجائے اور اگر اوسکو اوسی طرح چھوڑ دیتے تو ایک چشمہ جاری ہوجاتا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بعد اوسکے ابراہیم علیہ السلام نے اوس جگہ پر کنوان کھودوا اور قوم جرہم مکہ معظمہ مین ساکن ہوئی تو اوسکو پاٹ دیا کہ نشان تک اوسکا باقی نرہا اور بعد اوسکے عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حق تعالی جلشانہ نے بزرگیون کے ساتھ مخصوص کیا اور اوس کموئین کو اونھین خواب مین دکھایا پس اونھون نے واقعہ فیل مین اوسکو کھودوا اور ایک روایت مین ہی کہ اوس سے پہلے کھودا اور بعد اوسکے ابی طالب نی اوسکو بنا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پتھر ڈھوتے تھے اسی تاریخ مکہ مین ہے اور آثار اور اخبار اور فضل اور خواص اوسکے بہت سے ہین چنانچہ حدیثون مین وارد ہین آور آگاہ ہو کہ وہ ذبیحہ کہ جس سے تقرب الٰہی ڈھونڈھنا چاہیے تین ہین ایک تو ہدیہ ہے کہ اوسکو حرم مین ہدیہ بھیجین خواہ ہمراہ لیجائین خواہ بھیجدین اور دوسری اضحیہ ہے جو عید اضحی کے دن قربانی کرین اور تیسرے عقیقہ ہے جو مولود کے واسطے ذبح کرین اور عقیقہ سنت ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے مذہب مین ساتھ ایک روایت کے واجب مشہور ہے اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک عقیقہ سنت نہین ہے اور امام محمدؒ نے موطا مین بیان کیا ہے کہ ہمکو ایسا دریافت ہوا ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسمون مین سے تھا اور اول اسلام مین بھی معمول ہوا بعد اوسکے نسخ کیا اضحیہ نے ہر ذبح کو جو اوس سے پہلے تھا اور رمضان کے روزے نے ہر روزے کے تئین جو اوس سے پہلے تھا نسخ کیا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو جو اوس ہی قبل تھا نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو جو اوس سے پہلے تھا نسخ کیا ایسے ہی ہمکو معلوم ہوا ہے انتہی آور آگاہ ہو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور مسلم اور نسائی نے ام سلمہ سے نقل کیا ہی

کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ماہ ذیحجہ
کو دیکھو اور تم مین سے کوئی چاہے ضحیہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ بال اور ناخن اپنے نہ ترشواوے
اوس وقت تک کہ ذبیحہ کرے اور بعضے عالم کہتے ہین کہ امام احمد کا مذہب یہی ہے کہ ممانعت
اور نہی بطریق تحریم کے ہے اور بعضے اسکے قائل ہین کہ بطریق کراہت کے ہے اور جامع الاصول
مین مسلم بن حمار لیثی سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین روز اضحے کی قریب
حمام تھا اور حمام مین جو لوگ تھے اونھون نے نورہ لگایا اور بعضے لوگون نے کہا کہ اس سے
منع کرتے ہین اور جب مینے سعید بن المسیب سے ملاقات کی تو اونسے اسکا تذکرہ کیا کہ اونھون
نے بیان کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ حدیث ہے جسکو لوگ بھول گئے ہین اور چھوڑ
دیا ہے حدیث پہونچی مجکو ام سلمہ زوجہ نبی سے کہ اونھون نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دیکھو ماہ ذیحجہ کو الحدیث اور یہ ٹکڑا اوسی حدیث کا ہے
جو ابھی پہلے آئی ہے پوشیدہ نہو کہ جو کچھ حدیث ام سلمہؓ سے معلوم ہوتا ہے یہی ہے کہ بال اور
ناخن کٹوانا چھوڑ دے نہ یہ بات ہے کہ محرمون کی سی صورت بھی بنجائے پس قول صاحب
سفر السعادت کا کہ اونھون نے کہا ہے ناخن اور بالون مین کوئی چیز دور نہ کرے اور
اس روز سے احرام باندھنے والون کی صورت بنائے اوسمین جائے اعتراض ہے واللہ اعلم

نوع چھٹی
ذکر انکی عبادتون اور دعاؤن اور استغفار اور قرأت کے بیان مین

لیکن ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
خدائتعالی جلشانہ کا ذکر سب وقتون مین کرتے تھے اور ہمیشہ ذکر حق مین مشغول رہتے تھے
اور کوئی چیز آپ کو ذکر حق سے باز نہ رکھتی تھی اور تمام آپکی باتین یاد حق اور حمد وثنا اور بزرگی
اور وحدت کے بیان اور تسبیح اور تقدیس اور تہلیل اور تکبیر مین ہوتی تھین اور حقتعالے
کے نامون اور صفتونکا بیان اور وعدہ کرنا اور ڈرادینا اور امر اور نہی اور بیان
شریعت اور حکمون کی تعلیم اور جنت اور دوزخ کا ذکر اور رغبت دلانا اور لالچ دینا
یہ سب ذکر الٰہی تھا اور چپ رہنے کے وقت اتنے ہی اللہ کی یاد قلب شریف مین ہوتی

تھی اور دل اور زبان اور سانس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھڑے ہونے اور بیٹھے
ہونے اور لیٹنے اور اوٹھنے اور بیٹھنے اور چلنے اور کھانے اور پینے اور داخل ہونے اور باہر
نکلنے اور سفر اور حضر اور سوار ہونے اور پیدل چلنے کی حالت مین اور تمام حالتون مین ذکر
حقتعالے سے جدا نہوتی تھی اور ذکر یاد کرنیکے معنی ہین مقابل نسیان کی جو بھول جانیکے معنی
ہے پس جس طرح سے یاد حق کرے خواہ دل مین خواہ زبان سے ہر فعل مین اور شان مین ذکر
ہوگا اور اگر ضرر کرے زبان دل کے ساتھ موافق ہو تو بہت بہتر اور پورا ہوگا اور بعضے
فقیہون کے کلام مین واقع ہوا ہے کہ جو زبان سے ہوگا وہ ذکر ہوگا اور معتبر ہوگا اور اونکی مراد
اس سے ذکر لسانی ہے اور جس چیز کا شرع مین زبان سے ذکر کرنا واجب ہے وہ ہوگا جیسے تسبیحین
اور ذکر جو نماز مین واقع ہوئی ہین اور دوسرے ذکر اور ورد جو نماز کے بعد وارد ہوئے ہین نہ
مطلق ذکر اور قاموس مین ہے الذکر ضد النسیان پس بلاشبہ ذکر قلبی کو شامل ہے اور قلب کے فعل پر
ثواب مترتب نہونا اور اوسکا معتبر نہونا باطل ہے اور قیاس کرنا اون چیزونپر جو شرع مین ٹھہرائی
گئی ہین کہ بغیر فعل زبان معتبر نہونگے بوجہ اوسپر شارع کی نص ہونیکی صحیح نہوگا اور ذکر رات اور دن
آغاز تہجد کے وقت کی ابتدا سے سونے کے وقت تک اور جو کچھ وقتون اور حالتون اور موضعون اور
طریقون مین آنحضرت صلعم پڑھتے تھے وہ حدیث کی کتابون مین مذکور ہین اور لکھے ہوئے ہین اور دعائین
مروی جو سب مطلبونکو شامل اور حاوی ہین کوئی حاجت اوسکے سبب ہے اور دعاؤن اور ذکرون
کے ساتھ باقی نہین رہتی ہے اور دعا کی فضیلت مین اور اوسکے رغبت دینے مین اور اوسپر آمادہ کرنے
مین بہت سی روایتین اور اخبار حد سے زیادہ وارد ہوئے ہین اور اوسکے ثابت کرنے مین
کافی ہے حکم حق جلشانہ کا ادعونی استجب لکم یعنے مجھسے دعا مانگو مین قبول کرون تمھاری واسطے
اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الدعاء مخ العبادات یعنے دعا مغز عبادتونکا ہے اور یہ
من لم یسئل اللہ یغضب علیہ یعنے جو شخص اللہ تعالی سے سوال نہین کرتا ہے اوسپر اللہ غصہ ہوتا ہے
اور دعا مین توجہ اور اخلاص یعنے سب طرف سے منہ پھیر کے جناب الٰہی مین متوجہ ہوتا ہے اور حقتعالے
کا شکر اور حمد اور اوسکے کمالات کا اثبات صریح اور ضمن مین اور اقرار توحید اور رغبت اور مناجات
اور گڑگڑانا اور مدد چاہنا ہے اور یہ سب باتین عبادتونکا خلاصہ ہین اور اسی وجہ سے وارد ہوا ہے

کہ الدعاء مخ العبادات اور ابو القاسم قشیری نے کہا ہے کہ لوگون نے اسبات مین اختلاف
کیا ہے کہ دعا افضل ہے یا سکوت اور رضا بعضے اسکے قائل ہین کہ دعا افضل ہے کیونکہ دعا
فی نفسہ خود عبادت ہے اور عبادت بجا لانا اور اوسپر قیام رکھنا اوسکے چھوڑنے سے کہین بہتر ہے
اور پھر وہ حق پروردگار کا ہے اگر اوسکا قبول ہونا بندے کے نصیب ہوا اور وہ اپنے مقصد اور
مطلب کو نہ پہونچے تو کچھ نقصان نہین رکھتا ہے کیونکہ بندے نے جو حق الٰہی تھا اوسکے ساتھ
قیام کیا اس واسطے کہ دعا سے مقصود عبودیت اور حاجتمندی اور محتاجی کا اظہار ہے اور وہ
بیشک اس سے حاصل ہے اور ابو حازم اعرج نے کہا ہے کہ دعا سے محروم ہونا میرے نزدیک قبولیت
کی محرومی سے بہت سخت ہے اور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین دعا
مانگتا ہون اور اوسکی قبولیت سے ناامید نہین رہتا ہون بلکہ جب دعا کو تمام کرتا ہون تو جانتا ہون
کہ قبولیت بھی اسکے ساتھ ہے اور ایک گروہ اسبات کے قائل ہین کہ سکوت کرنا مالک کے حکم کے جاری
ہونے پر اور جو اوسنے اندازہ کیا ہے اور رضا اور تسلیم اوسکے قول پر بہتر ہے اور بعضے اس گروہ سے
ہین کہ اس قدر ادب حضرت پروردگار کا کرتے ہین کہ ہرگز زبان طلب و سوال مین نہین کھولتے
ہین اور خدا تعالیٰ کے ذکر مین مشغول رہتے ہین اور اوسی مین ڈوبے رہتے ہین اور جو کچھ پروردگار
کی ظہور مین آتا اوسکے ساتھ راضی رہتے ہین اور بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
پروردگار کی طرف سے حکایت کی ہے کہ من شغل ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنی
جسکو باز رکھا میرے ذکر نے سوال کرنے سے مجھسے دیتا ہون مین اوسکو بڑھکر اوس چیز سے جو مانگنے
والونکو دی گئی ہے اور دوسری قوم کہتی ہے کہ بندیکو چاہیے کہ زبان سے دعا مانگے اور دل مین رضا
اور تسلیم قائم رکھے تاکہ دونون فضیلتونکا جامع ہو اور اس حال کی صحت کی علامت یہ ہے کہ دعا کے حکم
عبودیت اور انکسار اور حکم کے بجا لانیکے بدون خواہش کی ملنے اور مقصدونکے حاصل ہونیکے قصد
سے ہو اور قبولیت کی تاخیر کے وقت مالک کریم پر غصہ نہ کرے اور تہمت نہ لگائی اور قبول ہونا اور
نہ قبول ہونا اوسکے نزدیک یکسان ہو اور امام قشیری رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ دعا کی وقت مختلف
ہین کہ بعضی حالتون مین دعا بہتر چپ رہنے سے ہوتی ہے اور ادب وقت کا بھی اوسمین ہوتا ہے
اور بعضے وقتون مین چپ رہنا دعا سے بڑھکر ہوتا ہے اور ادب اوسمین پایا جاتا ہے اور اسبات کی

پہچان اوس وقت مین ظاہر ہوتی ہے کہ جب علم وقت کا بھی اوس وقت مین حاصل ہو اگر دل
سے حضور دعا کی طرف اشارہ پائے تو دعا بہتر ہے اور اگر سکوت کی جانب اشارہ پائی تو سکوت
بہتر ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر علم ایک وقت مین غالب ہو تو دعا بوجہ عبادت ہونیکے بہتر ہے اور
اگر معرفت اور حال غالب ہو تو سکوت اور ٹھہرے رہنا بہتر ہے اور یہ بھی ہے کہ جو کچھ حکم الٰہی سے
مسلمان کو نصیب ہو اور حق یہ ہے کہ دعا اوس جگہ اولی ہے جہان کہ نفس کو کچھ نصیب نہے وہان
سکوت احسن ہے تمام ہوا کلام امام کا کہتا ہے بندہ مسکین کہ دعا کبھی زبان حال سے ہوتی ہے جیسا کہ
اپنی حاجت کو زبان سے مانگتے ہین اور کبھی زبان حال سے ہوتی ہے جیسا کہ اپنے حال کو عرض کرتے
ہین اور کبھی زبان تعریض ہوتی ہے جیسا کہ پروردگار تعالی کی مدح اور ثنا اوسکے کرم اور احسان
اور جود اور عطا کی صفتون کے ساتھ کرتے ہین اور یہ بھی دعا ہے کیونکہ مدح اور ثنا خدائے کریم کی
دعا اور سوال سے کنایہ ہے اور سکوت سے مراد یہ ہے کہ اوسمین فقط رضا و تسلیم ہی ہے اور بعضے
عارفون نے دعا زبان استعداد سے بھی مانگی ہے اور یہ زبان حال سے دعا مانگنے سے بھی بڑھکر ہے
اور سکوت مین بھی یہ حاصل ہے فافہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جن
شرطون اور ادبون کی تعلیم کی ہے وہ کتابون مین مذکور ہین اور عمدہ اوسمین سے حلال کا کھانا اور
سچ بولنا اور کوشش اور شفقت کرنا اور جلدی نکرنا اور حضرت ذوالجلال کی حمد اور ثنا کے
ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی آل اور اصحابون پر صلوۃ اور سلام بھیجنے کے
ساتھ ابتدا کرنا ہے اور دعا کے آدابون مین سے دونون ہاتھونکا اوٹھانا ہے اور اونکا منہ کے
مقابل مین رکھنا ہے اور بعضی روایتون مین شانونکا مقابل رکھنا آیا ہے اور یہ روایت دونون
ہاتھونکی فرق سے اور کشادہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے ہیئت اعتراف پر یعنے ہاتھونکے باہم ملانی
پر دلالت نہین ہوتی مواہب لدنیہ مین ایسے ہی ہے اور ابن عباس رض سے منقول ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا مانگتے تھے تو دونون ہاتھونکو ملادیتے تھے اور چہرۂ مبارک مقابل
مین ہاتھونکے اندر کے رخ کو کرتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دعا مین اتنا دست شریف کو اوٹھاتے تھے کہ بغلونکی سپیدی دکھائی دیتی تھی اور عالمون نے
کہا ہے کہ واقعہ سخت مین ہاتھونکا اوٹھانا بہت ہے یہانتک کہ استسقا مین آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھونکو سر کے مقابل تک یا سر مبارک سے اونچے اوٹھائے ہین اور دعا مانگنے
کی بعد ہاتھونکا منہ پر پھیرنا بھی نماز کی حالت کے سوا مین آداب سے ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ایک جماعت کی لیے دعائین مانگی ہین کہ وہ سب قبولیت کے مقام پر پہونچی ہین اور سب دعائین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حکم رکھتی ہین اور بخاری کی حدیث مین ابی ہریرہ رضؓ سے منقول ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر پیغمبر کی ایک دعا قبول ہے جو دعا
مانگے اور مین چاہتا ہون کہ اپنی ایک دعا اپنی امت کی آخرت مین شفاعت کرنے کے لیے
چھپا رکھون اور ظاہر مین اس حدیث مین مشکل واقع ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اور بہت سے پیغمبرونکی دعائین مقبول واقع ہوئی ہین اور اس حدیث سے ظاہر
ہوتا ہے کہ ہر پیغمبر کی فقط ایک دعا مقبول ہے اور اوسکا جواب یون دیا ہے کہ مراد اجابت
سے اوس دعا مین جو ذکر کی گئی ہے قبولیت قطعی اور یقینی ہے اور اس دعا کے سوا جو دعائین
ہین قبولیت کی امید ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ جو پیغمبرون کی
اور دعائین ہین اونمین سے ایک دعا افضل ہے اور بعضون نی کہا ہے کہ مراد یہ ہی کہ ہر پیغمبر
کی دعا عام اونکی امت کے حق مین مقبول ہی اوس امت کے ہلاک ہونیکی ہو یا اونکی نجات پانیکی
ہو یا یہ ہے کہ اونکی خاص دعائین بعضی قبول ہین اور بعضی نہین مقبول یا مراد یہ ہے کہ
ہر ایک پیغمبر کی ایک دعا ہے خواہ امت کے حق مین ہو جیسے حضرت نوح عؑ نے کہا ہی
رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ای رب میرے نچھوڑ کسی کافر کو زمین پر پھرتے
ہوئے خواہ اپنے نفس کے واسطے ہو جیسا کہ زکریا علیہ السلام نے کہا فہب لی من لدنک
ولیا یرثنی پس دے مجکو اپنے پاس سی ایک شریک ایسا کہ میرا وارث ہووے اور سلیمان
علیہ السلام نے کہا رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ای اللہ میرے دے مجکو ایک
ملک ایسا کہ کوئی لائق اسکو نہو میرے بعد اور کرمانی نے بخاری کی شرح مین سوال کیا کہ
پیغمبر کی دعا کا قبول نہونا جائز ہے پھر جواب خود دیا کہ ایک دعا مقبول ہے اور باقی خدا تعالی
کی مشیت پر موقوف ہی اور عینی حنفی جو بخاری کی شرح مین او نھون نے کہا ہی کہ یہ سوال کرمانی کا ہمکو
اچھا نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسمین بہت برائی ہے اور مین انبیا علیہم السلام کی کل دعاؤن

کی قبولیت مین شک نہین رکھتا ہون اور مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ہے کہ
لکل نبی دعوت مستجابہ یعنے ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہے حصر نہین ہے انتہی اور بعضے محققون
نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزیز زیادہ اور بزرگ زیادہ اوس چیز سے ہین جو اپنے
پروردگار سے مانگین اور حق تعالی اوسکو قبول نکرے اور یہ بات نقل نہین کی گئی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی دعا کی اور پروردگار نے قبول نہین کی شاید کہ کبھی کسی مصلحت
سے دعامین کوئی بات ہوئی ہو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مینے اپنی امت کے واسطے تین دعائین
مانگین ایک تو یہ کہ میری امت کو زمین مین نہ دھنسانا اور دوسرے یہ کہ انکو قحط سے ہلاک نکرنا
اور تیسرے یہ کہ اونکے آپسمین قتال نہ واقع کرنا پس حق تعالی نے دو پہلی دعاؤن کو قبول فرمایا
اور تیسری دعا کو منع کیا اور احتمال ہے کہ منع کرنے سے مراد یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے کہا گیا ہو کہ یہ دعا نہ کرو دعا کرنیکے بعد اجابت کو نہ منع کیا ہو اگرچہ یہ معنی اس
عبارت مین غیر متعارف ہین واللہ اعلم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ ہجرت فرماکر
مدینہ منورہ مین تشریف لے گئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس برس آپ کی خدمت کی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رض کے حق مین دعا کی اور فرمایا اللھم بارک
فی مالہ وولدہ واطل حیاتہ واغفر لہ یعنے ای اللہ برکت دے تو اوسکے مال مین اور اوسکی
اولاد مین اور بڑھادے تو اوسکی زندگی اور اوسکو بخشدے اور ایک روایت مین ہے وادخلہ
الجنۃ یعنے داخل کر تو اوسکو جنت مین پس انکی عمر سو برس تین سال یا سات سال کی ہوئی
اور جو کچھ کہ اقل کہا گیا ہے وہ ننانوے برس ہین اور ترمذی نے ابی العالیہ سے روایت
کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ حضرت انس رض کا ایک باغ تھا کہ اوسمین ہر سال مین دو بار
میوہ پھلتا تھا اور اوسمین پھول تھے کہ اونسے مشک کی خوشبو آتی تھی اور لوگ اس
حدیث کی ثقات ہین اور سو کے شمار سے اونکی اولاد بڑھ گئی اور ایک روایت مین حضرت انس رض
ہی سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ میرے لڑکے مینہ نے جو ساتھ ہمزہ کے پیش کے
اور سیم کے زبر کے اور یے کے جزم اور بعد اوس نون ہے میری اولاد مین سے ایکسو دو کو
دفن کیا اور ایک روایت مین ایکسو بیس ہے اور کہتے ہین انس رضی اللہ عنہ کہ تین چیزین یعنے اولاد

مال اور طول حیات تو صحابہ تھیں اور جو تھی چیز یعنے جنت مین داخل ہو نیکی امید رکھتا ہوں انشاء
اللہ تعالی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی دعا مالک بن ربیعہ سلولی کے حق مین مانگی
اور کہا کہ برکت دیجائے اوسکی اولاد مین پس اونکے یہان ستر لڑکے پیدا ہوئے اسکو ابن عساکر
نے روایت کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
پاس بھیجا اور آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں آنکھوں پہ
پھونکا چنانچہ پھر ہرگز درد نہوا اور فرمایا اللھم اذھب عنہ الحر والبرد یعنے اے اللہ دور کر اوس سے
گرمی اور سردی کو پس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرمی اور سردی کا نشان نپایا اور بھیجا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کے قضاۃ کی واسطے اور فرمایا
اللھم اھد قلبہ وسدد لسانہ یعنے اے اللہ میرے راہ دے اوسکے قلب کو اور روک دے اوسکی زبان کو
کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ قسم ہے خدا کی کہ مینے اون دونون باتون مین سے کسی مین ہرگز
شک نہین کیا ابو داؤد وغیرہ نے اوسکو روایت کیا ہے اور ایک بار سے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عیادت فرمائی اور فرمایا اللھم اشفہ اللھم عافہ یعنے اے اللہ میرے
شفا دے تو اوسکو اے اللہ میرے عافیت سے رکھ تو اوسکو اور فرمایا کہ کھڑا ہوجا کہتے ہین حضرت علی
کرم اللہ وجہہ پس ہرگز وہ درد مجکو پھر نہین ہوا اور ابو طالب چچا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بیمار ہوئے اور عرض کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے دعا کر اپنے پروردگار سے کہ تو اوسکی عبادت
کرتا ہے تاکہ عافیت دے مجکو پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللھم اشف عمی یعنے اے اللہ
میرے شفا دے تو میرے چچا کو پس اوٹھ کھڑے ہوئے ابو طالب گویا بیڑی اونکے پانون کی
کھل گئی اور ابو طالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے پروردگار تیرا جسکی تو پرستش کرتا ہے
تجھے دیتا ہے جو تو مانگتا ہے اور کرتا ہے جو تو کہتا ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اے چچا میرے اگر تو پروردگار کی عبادت اور فرمان برداری کرے تو تجھے بھی دے جو تو چاہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباسؓ کے حق مین دعا کی اللھم فقہہ فی الدین اللھم
اعطہ الحکمۃ وعلمہ الکتاب یعنے اے اللہ میرے فقیہ کردے تو اوسکو دین مین اور دے تو اوسکو حکمت
اور سکھا دے تو اوسکو کتاب پس ابن عباسؓ بہتر امت کے اور علم کے دریا اور تفسیر کرنیوالے

کے سردار اور قرآن شریف کے ترجمہ کرنے والے اعلی درجے کے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایک بیت نابغہ جعدی کی پسند آئی آپ نے اونکے حق مین دعا کی کہ حق تعالی تیرے دانتوں کو
نہ گرائے پس نابغہ پر سو سال سے زیادہ گذرے اور ایک روایت مین ہے سو برس کئی سال گذر گئے
اور ایک دانت اونکا نہ گرا اور وہی دانتوں کی چمک اور خوبی مین اوگونسے بہتر تھے اور ایک
روایت مین ایسا آیا ہے کہ جب اونکے دانتوں مین سے کوئی دانت گرتا تھا تو اوسکے مقام
پہ دوسرا دانت نکل آتا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرو بن اخطب نے پیالے مین
پانی پلایا اور اوسمین عمرو نے ایک بال دیکھا پس اوس بال کو پانی سے باہر نکال لیا پس فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہم جملہ اے اللہ میرے اوسکو صاحب جمال کردے
پس اونکی عمر نانوے ۹۹ برس کی ہوئی اور اونکی داڑھی اور سر مین کوئی بال سفید ہوا اور ظاہر
علاقہ اور مناسبت یہ ہے کہ اوس پانی سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیتے تھے
اونھون نے بال نکال لیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور جمال اور خوبی کی اونکے
واسطے دعا مانگی اور جمال اکثر جوانی اور داڑھی کی سیاہی سے مراد لیا جاتا ہے اور اول کتاب
مین حلیہ شریف کے بیان مین کچھ اس باب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکور
ہوا ہے اور بیہقی نے حضرت انس رض سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلعم کی ریش
مبارک سے کوئی چیز جو ریش شریف پر پڑی ہوئی تھی مثل تنکے کے اور مانند اسکے اوٹھائی پس
آپ نے کہا اللہم جملہ ای اللہ میرے صاحب جمال اوسکو کردے پس اوسکی داڑھی سیاہ ہوگئی
قبل اوسکے سپید تھی اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطے
ایک یہودی نے اونٹنی کا دودھ دوہا پس آپنے فرمایا اللہم جملہ یعنے ای اللہ میرے خوبصورت
اوسکو کردے پس اوسکے بال سیاہ ہوگئے اور نوے برس تک جیا اور بڈھا نہ ہوا اور اس مقام
سے معلوم ہوا کہ کافر ربیگانے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوان نعمت سے محروم نتھے مومنون
اور دوستون کا کیا پوچھنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگونکی خدمت اور رضامندی کو اچھائی
اور برکت کے پہونچانے مین تاثیر ہے اور کافر اگرچہ آخرت کی نیکی اور نعمت سے محروم اور مایوس ہوگا
لیکن دنیا مین محروم نہ رہیگا اور اگرچہ ناقہ کے دودھ دوہنے مین اور خوبصورتی مین کوئی مناسبت

ظاہر نہین ہے لیکن اتفاق ایسے ہی ہوا ہے ہان یہ بات ہو سکتی ہے کہ وہ یہودی حسن اور جمال ظاہر
رکھتا تھا اوسکے حسن کی زیادتی کی دعا کی کہتا ہے مترجم اس کتاب کا کہ میری راے ناقص مین تو
مناسبت ان دونون باتون مین سے ایک تو یہ ہے کہ دودھ اور جمال مین مناسبت خوبی کی ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اوسکی تعریف فرمائی تھی اور بہت محبوب رکھتے تھے اور محبوبیت
جمال کی شان مین یہی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے ان اللہ جمیل ویحب الجمال اور دوسرے
یہ بات ہے کہ اوسنے کام نیک کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے دودھ دوہا
آنحضرت نے بھی اوسکے واسطے اچھائی ظاہری کی دعا مانگی کیونکہ کافر نعمت آخرت سے محروم
ہے پس دونون طرح سے مناسبت پائی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ایک
شخص کے واسطے فرمایا اللہم متعہ بشبابہ ای اللہ میرے پھل دے اوسکو اوسکی جوانی سے پس وہ
شخص اسی برس کا ہوا اور کوئی بال سپید اپنا اوسنے نہین دیکھا اور منقول ہے کہ ایک روز حضرت
فاطمہ تشریف لائین اور اونکے چہرہ مبارک پر بھوک کے مارے زردی چھائی ہوئی تھی پس آنحضرت
نے اونکی طرف دیکھا اور دست شریف اونکے سینہ مبارک پر رکھا اور فرمایا اے خدا میرے
سیر کردے تو بھوکون کو اے پروردگار میرے بھوکا نہ رکھ فاطمہ محمد کی بیٹی کو پس اوچھل آئی سرخی
خون کی چہرہ مبارک کی زردی پر اور فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بعد اوس روز کے
مین پھر بھوکی نہین ہوئی اوسکو یوسف بن یعقوب اسفرائنی نے دلائل العجائب مین ذکر
کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عروہ بن جعد بارقی کے حق مین دعا کی اللہم بارک
فی صفقتہ ای اللہ میرے برکت دے تو اوسکے لیے اوسکی بیع مین پس جو چیز وہ خریدتے تھے
اوسمین نفع ہی ہوتا تھا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق مین مال کی برکت کی اور
غنی ہونیکی دعا فرمائی پس اونکا حال غنا مین اسی مقام پر پہونچا جیسا کہ چاہیے اور عبدالرحمن
بن عوف کہتے ہین کہ جو چیز مین اوٹھاتا تھا اوسکے نیچے سونا اور چاندی ہوتی تھی اور قبیلہ بنی
مضر کو قحط کی بددعا دی پس مبتلا ہوگئے وہ قحط مین یہانتک کہ چمڑون کو اور مردون کو کھاتے
تھے اور قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتبہ بن ابی لہب کے حق مین بددعا دینے کا
کہ اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک ای اللہ میرے تو قابض کردے اوسپر ایک کتا اپنے کتون مین سے

مشہور ہے اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بائین ہاتھ سے کھاتا تھا
آپنے اوسکو حکم کیا کہ وہنے ہاتھ سے کھا اوسنے کہا مین دہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا ہون آپنے
فرمایا ہرگز نہ کھا سکیگا تو پھر بعد اسکے وہ شخص اپنے دہنے ہاتھ کو منہ تک نہ پہونچا سکا اور ایک بار آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کی جانب کو نماز پڑھ رہے تھے پس ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سامنے سے نکل گیا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے میری نماز توڑ ڈالی
ہے اور اوس درخت کے درمیان سے نکل گیا خدا تعالی اوسکے پاؤن توڑے پس بیٹھ گیا وہ
شخص اور اوٹھ نہ سکا اور ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ رض کو طلب کیا
پس وہ حاضر نہو پھر لوگون نے کہا کہ وہ کھانا کھاتے ہین آپنے فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ یعنے نہ بہرے اللہ پیٹ
اوسکا پھر ہرگز وہ سیر نہوئے اور ان حدیثونکو جو عالمون نے ذکر کیا ہے یہ سب آنحضرت صلعم کے
دریاے معجزات مین کا ایک قطرہ ہے اور دعا کا قبول ہونا تو امت کے نیکبختون اور ولیونکو
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو اور فرمان بردار ہین حاصل ہے پس محبوب خدا کی
کیونکر دعا قبول نہو گی اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب دعائین مقبول
اور مستجاب ہین جیسا کہ بیان کیا گیا ہے لیکن استغفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر گھڑی
کیا کرتے تھے اور ابی ہریرہ رض کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے انی لاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ یعنے بتحقیق مین طلب مغفرت کی کرتا ہون
اللہ سے ہر روز ستر بار اور ایک روایت مین ستر بار سے زیادہ ہے اور ایک روایت مین
سو بار آیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ کثرت استغفار اور اوسمین بہت زیادتی کرنا مراد ہے نہ یہ
بات ہے کہ یہ عدد مخصوص ہین واللہ اعلم اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین ہے کہ ہم نے گنا ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس مین قبل اسکے کہ آپ اوٹھین استغفر اللہ الذی لا الہ
الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ سو بار پڑھتے تھے یعنے مغفرت مانگتا ہون مین اللہ سے ایسا
اللہ کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے جو زندہ اور سبکا تھامنے والا ہے اور اوسکے آگے مین توبہ
کرتا ہون اور ایک روایت مین آیا ہے استغفر اللہ العظیم الذی الخ اور ابن عمر رض سے ایک
روایت مین بھی آیا ہے کہ ہمنے گنا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس مین یہ سو بار

پڑھا ہے رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الغفور یعنے اے پروردگار میرے بخش دے
مجھکو اور معاف کر دے مجھکو بیشک تو ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور بخاری کی حدیث
مین شداد بن اوس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استغفار مین کا
سر یہ استغفار ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما
استطعت ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت یعنے اے اللہ
تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے مجھے تو نے پیدا کیا اور مین تیرے عہد اور
وعدے پر ہون جتنی قدرت رکھتا ہون اقرار کرتا ہون تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اور اقرار
کرتا ہون اپنے گناہ کا پس مجھے بخشدے کیونکہ تو ہی گناہون کا بخشنے والا ہے اور ایک روایت
مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اعوذ بک من شر ما صنعت بیان ہے پناہ ڈھونڈھتا ہون
تیری طرف اوس چیز کی برائی سے جو مین نے کی ہے اخیر مین آیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو ایقان سے دن کو پڑھے اور مر جاوے شام سے پہلے
تو بہشت مین داخل ہو اور جو شخص شب کو پڑھے اور مر جاوے صبح کے پہلے تو بہشت مین داخل
ہو اور عالمون نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار پڑھنا خاص امت کی تعلیم کے
لیے ہے ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم اور مغفور ہین پھر توبہ کرنیکی کیا ضرورت
ہے یہ بات ہے کہ امت کے واسطے آپ استغفار کرتے تھے واللہ اعلم اور ایک اور حدیث مین
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ یعنے
تحقیق میرے دل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور مین اللہ سے مغفرت مانگتا ہون اور غین ایک
بدلی کو کہتے ہین جو آفتاب کے چہرے پر چھا جاتی ہے اور عالم اور عارف اس غین کو دریافت
کرنے مین اور اوسکی مراد بیان کرنے مین حیران اور عاجز ہین اکثر اسبات کے قائل ہین کہ یہ غین ایک
پردہ باریک اور لطیف ہے جو بحکم شریعت کے دین اور ملت کی مہمات کا اہتمام اور اوسکی کثرت
شغل سے اور دعوت خلق اور احکام شریعت کی بیان کے باعث سے ایک سستی اور گونہ غفلت
مشاہدہ وحدت سے ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم شہود پر چھا جاتا تھا
اور اوسی پردہ لطیف مین بوجہ بھڑکنے محبت کی آگ کے اور نور وحدت کے ظہور سے آپ کو

اضمحلال ہو جاتا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت کے طاری ہونے کے سبب سے
اور سستی عارض ہونے کی وجہ سے استغفار کرتے تھے کیونکہ حسنات الابرار سیات المقربین یعنی
نیکیاں نیکیوں کی برائیاں مقرب لوگوں کی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ہر دم ترقی پر ترقی مقام میں ہوتی تھی اور مشاہدات حق کی کچھ انتہا نہیں ہے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر آن ایک پردہ نور جلال دکھائی دیتا تھا اور تجلی نہیں
ایک نور اجل نور سے بڑھکر مقابل ہوتا تھا اور بعد دوسرے مقام کھولنے کے پہلے مقام
میں ٹھہرنے پر استغفار کرتے تھے کہ کیوں اوس جگہہ رہا تھا میں اور اس مقام کو اپنے قصور ہونے
میں پہچانا قال بعض الصوفیۃ ہذا غین الانوار لاغین الاغیار یعنے بعضے صوفیہ کرام نے کہا
ہے کہ یہ پردہ انوار کا ہے اغیار کا پردہ نہیں ہے اور طیبی نے مشکوٰۃ کی شرح میں شیخ الوقت
شیخ شہاب الدین سہروردی سے نقل کیا ہے کہ اونھوں نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک مقام ترقی اور شوق میں ہمیشہ رفیق اعلی اور ملکوت سے کہ وہ آپکا
مقام اصلی ہے ملی رہتی تھی اور قلب تابع روح کا اور نفس تابع قلب کا ہوتا تھا اور شک
نہیں ہے کہ حرکت قلب کی نفس کی حرکت سے تیز زیادہ ہے پس بالضرور نفس مقام قرب اور
حریم عزت سے عروج میں روح اور قلب کی مصاحبت اور رفاقت سے جدا ہو جاتا تھا اور
ہیئت عنصری کے لگاؤ کے الگ کرنیکے باعث ہوتا تھا پس حکمت بالغہ الٰہی اور رحمت کاملہ اور
مہربانی بے انتہا باری تعالی واسطے تکمیل خلق کے عنصر شریف کے پورا رکھنے کا تقاضا کرتی تھی اور
پیرو قلب شریف کی حرکت کم کرنیکے لیے ڈالتے تھی تاکہ بالکلیہ قلب روح کی طرف نہ چلا جاے
اور عالم قدس سے نہ ملجاے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال شوق کی وجہ سے اور
اوس عالم کے جذب کے باعث سے قلب کی حرکت کے کم ہونے سے استغفار کرتے تھے اور عفو تقصیر
چاہتے باوجود اسبات کے کہ اسمیں حکمت اور مصلحت تھی اور آپکو امت کی تکمیل کی بڑی حرص تھی
اور اصمعی سے جو علم لغت کے عالم ہیں لوگوں نے پوچھا کہ اس غین کے ہونے سے کیا مراد ہے
اور یہ کیا چیز ہے اونھوں نے کہا اے سائل اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کے سوا کسی اور
کے قلب کا غین پوچھتا تو بیان کرتا جو کچھ مجھے معلوم ہوتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی صفات اور احوال اور قلب کے بارے میں دم نہیں مار سکتا ہوں اور رحمکو سب چیزوں نے یہ بات سمجھی کہ بہت اچھی معلوم ہوئی حق تعالی اوسکو قلب مصطفوی کے اوس ادب اور جلال شان سے سرفراز کرے جسکو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اور جو کوئی جو کچھ کہتا ہے موافق اپنی معرفت اور قیاس کے کہتا ہے اور چونکہ مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بلند زیادہ ہے پس جو شخص آپکے مقام سے کوئی خبر دے اور آپکی حقیقت حال کو دریافت کرے تو گویا اوس نے آیات متشابہات کی تاویل کو جان لیا وما یعلم تاویلہ الا اللہ یعنے نہیں جانتا کوئی تاویل اوسکی سوا پروردگار تعالی جلشانہ کے **وصل** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت میں صفت تھی کہ حرف علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور ترتیل اور تفسیر کے ساتھ آپ پڑھتے تھے اور حروف مد میں مد کرتے تھے اور آیت کے سرے پر وقف فرماتے تھے چنانچہ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے تھے اور ٹھہر جاتے تھے بعد اوسکے الرحمن الرحیم فرماتے تھے اور وقف فرماتے تھے اوسکے بعد مالک یوم الدین فرماتے تھے اور وقف کرتے تھے اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اوسکو وقف النبی کہتے ہیں اور قرأت کرنیوالونکے نزدیک وقف میں ایک قاعدہ ہے کہ بموافق کلام کے تمامی کے اور اوسکے مابعد سے تعلق نہونکی اور مابعد کا ماقبل سے جدا ہونیکی وجہ سے وقف کو تام اور حسن اور کافی پر تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ نحو کی کتابوں میں مذکور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورت میں اس قدر ترتیل فرماتے تھے کہ وہ سورت اوس سورت سے بھی بڑھ جاتی تھی جو اوس سے بڑی ہوتی تھی اور کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوش آواز اور خوش قرأت نتھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرأت میں خوش آوازی کرتے تھے اور کبھی اوسکے ساتھ آواز کو بلند فرماتے جیسا کہ فتح کے دن اس سورت کے پڑھنے میں آواز کو خوش اسلوبی کے ساتھ پڑھا یا انا فتحنا لک فتحا مبینا یعنے تحقیق ہمنے فتح دی تجکو فتح ظاہر اور عبداللہ بن مغفل نے ترجیع کو ااا تین بار کہنے کے ساتھ حکایت کیا ہے اور اوسکو بخاری نے ذکر کیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سورت میں بڑھا بڑھا کر آواز کو پڑھنا اختیاری تھا بطریق اضطرار کے اور ناقہ کی جنبش کے باعث سے نتھا جیسا کہ بعضے لوگوں نے گمان کیا ہے اور اگر یہ امر ناقہ کی جنبش کی وجہ سے ہوتا تو عبداللہ

بن مغفل اوسکو بیان نکرتے اور خبر ندیتے تاکہ لوگ اوسکی اقتدا کرتے اور ترجیع کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی طرف نسبت نکرتے اور یہ بات نہ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترجیع کی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے زینوا القرآن باصواتکم یعنے آرایش دو قرآن کو اپنی آوازون سے اور فرمایا ہے لیس منا من لم یتغن بالقرآن یعنے ہم مین سے نہین ہے جس نے قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ نہ پڑھا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کسی چیز کو ایسا نہین سنتا اور متوجہ نہین ہوتا جیسا کہ پیغمبر خوش آواز کے پڑھنے کو سنتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھتا ہے اور پکار کے پڑھتا ہے اور ابن عباس رضؓ نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لکل شیئ حلیۃ وحلیۃ القرآن حسن الصوت یعنے ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور خوش آوازی ہے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات کو ابوموسی اشعری کے پڑھنے کو سنا اور وہ بہت خوش آواز تھے اور خوب پڑھتے تھے اور اونکی شان مین فرمایا اعطی مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنے دیا گیا ہے اوسکو مزمار داؤد کی اولاد کے مزامیر مین سے جب دن ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال سے اونکو خبر دی ابی موسیٰ اشعری نے عرض کیا کہ افسوس ہے اگر مین جانتا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ سنتے ہین تو مین اوس سے زیادہ بناکر اور خوبی کے ساتھ پڑھتا اور عالمون نے قرآن شریف کے تغنی کے مسئلے مین اختلاف کیا ہے بعضے مطلق جائز رکھتے ہین اگرچہ مد مین زیادتی لازم آئے اور حرکت مین اشباع اور مانند اسکے پایا جاے اور علم موسیقی کے قاعدونکے موافق ہو اور بعضے مطلق منع کرتے ہین اور حق جو دائرہ انصاف کا مرکز ہے وہ یہ ہے کہ خوش آوازی کرنا اور غنا کرنا دو قسم پر ہے ایک تو یہ ہے کہ طبیعت اوسکو تقاضا کرے اور بدون تکلف اور بناوٹ اور تعلیم کے اوسکو ادا کرے بلکہ جو اوسکو طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ طبیعت خوش لحنی اور خوبی کے ساتھ اوسکو بے تکلف ادا کرے اور یہ جائز ہے اگرچہ بہت آراستگی اور خوبی کے ساتھ ہو جیسا کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مین جانتا کہ آپ سنتے ہین تو مین قرأت مین بہت آراستگی اور خوبی صرف کرتا اور جسکو خوشی اور بیخودی اور شوق کا ہیجان ہوتا ہے اور اپنے نفس پہ

قادر نہین رہتا او رصبر نہین کر سکتا اور قرأت مین خوش آوازی اور آراستگی اور درد کی آواز کو
صرف کرتا ہے پس وہ مطبوع ہے اور وہ بے تکلف کرتا ہے تکلف کے ساتھ نہین کرتا اور یہ مراد
صوت اور لحن عرب سے ہے اور اس طرح کی خوش آوازی صحابہ کرتے تھے اور سنتے تھے اور
یہ خوش آوازی کرنا اچھا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے دونو مین تاثیر کرتی ہے اور دوسری
وجہ یہ ہے کہ علم موسیقی کی صنعتون مین کسی صنعت کے ساتھ ہو کہ جس پر طبیعت خود قادر نہین ہے اور
وہ تصنع اور بناوٹ اور تکلف سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ طرح طرح کے الحان موسیقیہ مرکب
اور غیر مرکب مخصوص قاعدونکے ساتھ اور جو وزن اسکے نکالے ہین اوسکے ساتھ سیکھا
جاتا ہے کیونکہ وہ تعلیم اور تکلف کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ ہے کہ جسکو اگلون نے مکروہ
قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اسکے ساتھ قرأت کو منع کیا ہے اور جس شخص کو علم اگلے لوگون کے
احوال سے ہے تو وہ خوب جانتا ہے کہ اگلے الحان موسیقی سے بیزار ہین کیونکہ اوسکی تمام
باتونمین تکلف ہوتا ہے اور یہ لوگ بہت پرہیزگار ہین نہ اس طریق سے پڑھتے ہین اور نہ اسکو
جائز رکھتے ہین بلکہ درد کے ساتھ اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے ہین اور یہ ایسا امر ہے کہ
سب طبیعتونمین موجود ہے اور شارع نے اسکی ممانعت نہین کی ہے بلکہ اوسکا ارشاد کیا ہے
اور لوگون کو اوس طرح پر پڑھوایا ہے اور اس بات کی خبر دی ہے کہ حق تعالی ایسے پڑھنے
کو خوب سنتا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ شخص ہم مین سے نہین ہے جو قرآن کو اچھی طرح
سے نہ پڑھے اور ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن کی تعلیم کرو اور اسکو خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور حدیث کو لکھو اور یہ سب
مواہب لدنیہ مین مذکور ہے حکایت کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل
باتین کرین اور زبور شریف اونکی سلنے پڑھین تو سات روز بھوکے رہتے تھے اور نہ کچھ کھاتے نہ
پیتے تھے اور نہ اپنی عورتونکے پاس آتے تھے بعد اوسکے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم کرتے تھے کہ
گوشونمین اور اطرافونمین اور بستیونمین اور پہاڑونمین اور دریامین پکار دو کہ داؤد فلانے
دن بیٹھے گا اور باتین کریگا بعد اسکے اونکے واسطے منبر جنگل مین نکالکے رکھا جاتا تھا پس
وہ اوسپر بیٹھتے تھے اور حضرت سلیمانؑ اونکے سر کی جانب کھڑے ہوتے تھے اور آدمی

اور جن اور پرند اور چرند اور حشرات الارض آتے تھے اور بن بیاہی لڑکیان اور عورتین جمع ہوتی تھین تاکہ ذکر سنین پس حضرت داود علیہ السلام حق تعالی کی تعریف شروع کرتے تھے اوس چیز کے ساتھ جو لائق پروردگار جلشانہ کی ہے اور زبور کو پڑھتے تھے پس سننے والون کا ایک گروہ کا گروہ مرجاتا تھا بعد اوسکے حضرت داود علیہ السلام گناہگار ون کے حال پر رونا شروع کرتے تھے اور نوحہ کرتے تھے پھر اونمین سے ایک گروہ مرجاتا تھا اور جب موت کی بازار خلق مین گرم ہوجاتی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کہتے تھے کہ اے نبی اللہ کے اب بہت لوگ مرگئے اور سننے والونکے جگر پارہ پارہ ہوگئے پس حضرت داود علیہ السلام اوندھے گرپڑتے تھے اور بیہوش ہوجاتے تھے اور پلنگ پہ اوٹھا کے گھر لائے جاتے تھے اور حضرت سلیمان ع لوگونمین پکار دیتے تھے کہ جسکا جو بھائی بند دوست آشنا اسمین ہو اوسکو ڈھونڈھے اور باہر نکال لے پس عورتین پلنگ لاتی تھین اور اپنے خاوندون اور لڑکون اور بھائیون کے سرپر جا کھڑی ہوتی تھین اور اونکو اوٹھاتی تھین اور شہر مین لیجاتی تھین اور جب حضرت داود ع دوسرے دن ہوش مین آتے تھے تو حضرت سلیمان سے پوچھتے تھے کہ اے سلیمان اون بندون نے جو بنی اسرائیل مین کیا کیا پس حضرت سلیمان ع کہتے تھے اے نبی اللہ کے فلان فلان مرگئے اور نام اونکے کہدیتے تھے پس حضرت داود علیہ السلام سر پیٹتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے اور کہتے تھے اے بار خدایا کیا تو داود سے ناراض ہے کہ داود اون لوگون کے ساتھ جو تیرے خوف سے اور تیرے شوق مین مرگئے نہ مرگیا پس حضرت داود علیہ السلام کا دوسری مجلس تک یہی داب تھا اور اس حال مین رہے جب تک حق تعالی جلشانہ نے اونکو اس حال مین رکھا اب لوگ گمان نہ کرین کہ شائد حال بنی اسرائیل کا اس امت کے حال سے اعلی اور اجل تر تھا کیونکہ غنا اور مزمار مین حال ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا کافی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے حق مین فرمایا ہے کہ اسکو ایک مزمار آل داود کی مزامیر ین سے دیا گیا ہے اور خوف اور شوق سے اون لوگونکا مرنا اونکی اس امت پر فضیلت نہین لازم آتی ہے کیونکہ اوسکے وجوب موجود ہین ایک تو یہ ہے کہ حق تعالی نے اس امت کو ایک ایسی قوت عطا کی ہے کہ اونکو متحمل کردیتی ہے اوس حال کا جو اونپر طاری ہوتا ہے اور اونکی

زندگی کو نگاہ رکھتی ہے اور قوت جسمانی کو قضا نہین ہونے دیتی ہے بلکہ بوجہ پے در پے ہونے
احوال ذکر اور اطوار یقین کے قوت روحانی اور تائیدات آلہیہ کو پیدا کر دیتی ہے جیسا کہ فرمایا
لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنے اگر اوٹھتا پردہ تو نہ زیادہ ہوتا مجھے یقین اور جیسا کہ حال
داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا تھا کہ باوجود دانست کے کہ وہ اہل مزار اور بنی اسرائیل کے
خاص لوگ تھین بھی بخاص زیادہ تھے اور اونسے افضل تھے لیکن اونکو اتفاق مرنیکا نہین ہوا
جیسا اونکی امت کو اتفاق مرنیکا ہوا اور یہ بات اس سبب سے تھی کہ حق تعالی جلشانہ نے
اونکو قوت اور تحمل اور برداشت اسکا عطا کیا تھا اور حضرت داؤد کا نہ مرنے پر رونا اور
معذرت کرنا انکسار سے اور امت پر شفقت کرنیکی وجہ سے تھا نہ یہ کہ امت مین بھی کسی شخص سے
اونکا مرتبہ گھٹا ہوا اور اس قوت آلہیہ کے اور قلب کی تحمل کے ہونیکی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ایک دن ایک شخص کو دیکھا قرآن شریف سننے کی وقت روتا ہے اور
بیچین اور بیخود ہوا جاتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ ہم بھی ایسے ہی تھے لیکن اب ہمارا دل سخت
ہو گیا ہے اور قوت کو بوجہ انکسار اور تواضع کی قلب کی سختی کے ساتھ تعبیر فرمایا حالانکہ مرتبہ اونکا
اس سے محفوظ ہے اور برائی اونسے بالکلیہ اوٹھ گئی ہے اور نقل کرتے ہین کہ ایک روز سہل
تستری نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا پس کانپ اوٹھے اور زمین پر گر پڑے
اور بیہوش ہو گئے لوگون نے اونسے پوچھا کہ یہ کیا تھا کیونکہ ہمنے تمکو کبھی اس پر نہین دیکھا
تھا اونھون نے جواب دیا کہ یہ ضعف حال کی وجہ سے ہے لوگون نے کہا اگر ضعف یہ ہے تو
قوت کیا ہوگی اونھون نے کہا کہ قوت یہ ہے کہ سب چیز کا متحمل ہو جائے اور بیخود نہو اور ثابت
قدم رہے اور دوسرا جواب اوسکا یہ ہے کہ اس امت مین بھی خوف اور شوق سے بہت سے
اونچے آدمی قرآن شریف سننے مین مر گئے اور ذوق اور شوق مین اس عالم سے سدھارے
ہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ابو اسحق ثعلبی نے اوس جماعت کے نامونکے بیان مین ایک
کتاب تصنیف کی ہے اور کتاب نفحات الانس مین بھی اوس جماعت کا ذکر ہے کہ جس نے
سماع کی مجلس مین جان دی ہے **وصل** اور جبکہ تعیین قرآن کا ذکر ہوا اگر سماع غنا کی مجملاً مسئلہ
کی طرف اشارہ کیا جائے کچھ بعید نہوگا آگاہ ہو کہ اس مسئلے مین اگلون نے اور بعید والون

نے قولاً اور فعلاً بہت اختلاف کیا ہے بعضے نغمہ کے مباح ہونیکے قائل ہوئے ہین اور اوسکو
سنا ہے اور بعضون سنا اوس سے انکار کیا ہے اور پرہیز کیا ہے اور بعضونکو اوسمین توقف
ہوا ہے اور متردد رہے ہین اور کہا ہے کہ نہ ہم یہ کام کرتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین
اور آگاہ ہو کہ جس سماع کی طرف حق سبحانہ کے قول سے اشارہ پایا گیا ہے فبشر عباد الذین یستمعون
القول فیتبعون احسنہ یعنے پھر خوشخبری دے میرے بندیکو جو سنتے ہین بات اور پیچھے چلتے
ہین اوسکی نیکی کے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من
الحق یعنے جب سنتے ہین جو اوترا ہے رسول پر تو دیکھتے اونکی آنکھین ابل پڑتی ہین آنسوون
سے اوس پر جو حق بات پہچانی ہے اور اسکو عوارف مین لکھا ہے کہ یہی سماع ہے جسکی
حقانیت پر اتفاق ہے اور اسمین کوئی اہل ایمان مخالف نہین ہے اور اختلاف اشعار
اور قصیدون کی سماع مین ہے جو موسیقی کے قاعدونکے موافق اور الحان مطربانہ کے
ساتھ گائے جاتے ہین اور اس مقام مین بہت سے قول ہین اور مختلف احوال ہین بعضے
اوسکے منکر ہین اور اوسکو فسق اور فجور سے شمار کرتے ہین اور بعضونکو اوسمین غلو ہے اور وہ
اوسکو بہت حق اور صحیح زیادہ سمجھتے ہین اور دونون گروہ ذاسکے دونون جانب مین زیادتی
کی ہے اور حد سے بڑھ گئے ہین اور اس مقام مین دو طریقے ہین ایک تو مذہب فقہا کا ہے اور وہ
انکار کرتے ہین اور تعصب اور عناد کی راہ چلتے ہین اور اسکے مثل کو گناہونکے ساتھ جو کبیرہ ہین
ملاتے ہین اور اوسکے اعتقاد کو کفر اور الحاد کہتے ہین اور یہ بہت زیادتی ہے اور طریقہ اعتدال
اور انصاف سے خارج ہے اور ایسا تیر جرأت سخت ہے خصوصاً خلاف مقام مین ہان اپنے
مذہب کے عالمون سے نقل کیا گیا ہے جو حرمت اور کراہیت پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا
طریقہ محدثین کا ہے اور یہ کہتے ہین صحیح حدیث اور نص صریح سے اسکی حرمت ثابت نہین ہوئی ہے
بلکہ جو حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین وہ یا بنائی ہوئی ہین یا مطعون ہین اور ایسی ہی
قرآن کی آیتین ہین اگرچہ بعضے مفسرین نے اوس چیز کے ساتھ اوسکی تفسیر کی ہے جو غنا کی
حرمت پر دلالت کرتی ہے لیکن اوسکی تاویلین اور بھی ہین جنکو اون عالمون نے جو انکی مخالف
ہین ذکر کیا ہے اور جب کہ حرمت ثابت نہوئی تو حلال اور مباح ہونا موافق قول سبحانہ تعالی

کی ثابت ہوا و اصل لکم الطیبات یعنے حلال کر دی گئین تمکو اچھی چیزین اور بعضے کہتے ہین اوسکی
حرمت اور اباحت دلیل قطعی شرعی سے ثابت نہین ہوئی پس مسئلہ قرار پانیکا اصل اشیا پر اور
خطر سے اباحت نہین ہے اور یہ تیسرا طریقہ صوفیہ کرام کا ہے اور اونکا مذہب اور اونکے فعل اسبات
مین مختلف ہین بعضون نے پرہیز کیا ہے اور بعضون نے استعمال کیا ہے اور چاہیے کہ پرہیز کرنا
انکا اور زیادتی انکی تقوی تر ہو کیونکہ انکے مذہب مین ہر فعل اور قول مین سب وقتون اور تمام
حالتون مین عزیمت اور احتیاط ہے لیکن انمین سے بعضون پر محبت اور شوق اور نشہ صحبت اور
کیفیت حال اور وجد غالب ہوا ہے اور حکم اونکا بیخود اور مست کا حکم ہے اور نفسونمین نغمون
کی تاثیر کرنیمین اور قلب کی فرحت دینے مین کچھ شک نہین ہے اور یہ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا
یہانتک کہ جانورونمین اور بچونمین تاثیر اسکی ہوتی ہے پس جو ان مین سے تحمل والے ہین
وہ حلم اور ادب پر استقبال کی ساتھ ثابت قدم رہتے ہین اور جو اہل شوق مین سے ایسے ہین کہ
جنکا حال ذرا مین دگرگون ہو جاتا ہے وہ بسبب غلبہ وجد اور کیفیت حال کی بیخود ہو جاتے ہین
اور اونکو قرار نہین رہتا اور بعضے عارفون نے کہا ہے کہ سماع اون لوگونکے لیے ہے جن پر
صفتونکی تجلین ہوتی ہین اور وہ ارباب وجد مین بس ہین کیونکہ اونپر بانتہا صفتون کا ظہور
ہوتا ہے اور مختلف حالتین اونپر گذرتی ہین لیکن جن پر ذات کی تجلی ہوتی ہو اونکا حال
اور مرتبہ بہت اعلی اور قیاس سے باہر ہے اور بیشک اس گروہ نے سماع کی شرطین
اور اوسکے آداب بیان کیے ہین پس جو طالب پیروی ڈھونڈھنے والا ہے اوسکو دیکھنا کتاب
عوارف کا جو معارف کے احکامونکی جامع کو کفایت کرتا ہے اور اوسمین رد اور انکار مین
بھی باب ہے اور قبول اور ایثار مین بھی ہے اور سماع کی ترجیح اور استغنا مین ہے اور ایک
باب اوسکے آداب مین اور غنا کرنیمین بھی ہے واللہ اعلم اور صاحب کتاب الامتاع باحکام
السماع نے کہا ہے کہ غنا دو قسم پر ہے ایک قسم ہے جسمین عادت جاری ہوئی ہے کہ استعمال
اوسکا قلب کی فرحت کی اور کامون کی آسانی کو اور بوجھون کے اوٹھانے اور مسافت طے
کرنے کے لیے حج کی راہ مین کعبہ اور زمزم کے وصف کرنیکے ساتھ کرتے ہین اور لڑائی
کی مقام مین لڑنے اور جہاد اور جنگ کی صفت کرنیکے ساتھ استعمال کرتے ہین مثل حدا اور

نصب اور رکبانی کی اور مثل غنا عورتون کے جو بچون کی تسکین کے واسطے اور مانند اسکے ہے اور یہ مباح ہے اگر فحش اور حرام چیزونسے خالی ہو بلکہ مستحب ہے کیونکہ اچھے کامونکے نشاط کا باعث ہوتا ہے اور دوسری قسم غنا کی ہے کہ اوسکو بھی استعمال کرتے ہین جو غنا کی صنعت سے آگاہ ہین اور شعر جنمین ایک گداز گی ہے اونکو اختیار کرتے ہین اور باریک لحنون کے ساتھ اور اوسکو گاتے ہین کہ اوس سے نفس کو ہیجان ہوتا ہے اور فرحت ہوتی ہی اور یہ قسم عالمون مین مختلف فیہ ہے ایک جماعت نے اسکو مباح قرار دیا ہے اور ایک قوم نے مکروہ کہا ہے اور ایک قوم نے حرام کہا ہے اور کہتے ہین صحیح تر اور مشہور تر مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد رحمہم اللہ سے کراہت اور حرام کا اطلاق بھی آیا ہے اور قاضی ابو الطیب نے امام ابی حنیفہ رح سے اوسکی حرمت بیان کی ہے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح غنا کو گناہون مین شمار کرتے ہین اور ایسے ہی قاضی ابو الطیب تحریم اسکی عامر شعبی اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی سے نقل کی ہے اور فاکہی جو سند کہ رکھتے ہین اوس سند سے اونھون نے سفیان سے روایت کی ہے کہ غنا کے بارےمین اونسے پوچھا گیا پس اونھون نے کہا کہ وہ بمنزلہ ہوا کے ہے کہ ایک کان سے آیا اور دوسرے کان سے نکل گیا اور کہتے ہین کہ یہ اشارہ اونکا اوسکے مباح ہونے سے ہی اور حرمت اوسکی اہل کوفہ اور اہل مدینہ اور اہل عراق سے نقل کی گئی ہے اور ایک گروہ اوسکی اباحت کی طرف گیا ہے اور مطلق اوسکو مباح کر دیا ہے اور عورت اور مرد اور لڑکے کی کچھ تفصیل نہین کی ہے اور اون سب پر برابر کا حکم دیا ہے لیکن اتنی شرط کر دی ہے فتنہ اور اوسکے واقع ہونے سے امن ہو اور جو لوگ اوسکے مباح ہونے کے قائل ہین اونھون نے کہا ہے کہ غنا اور اوسکا سننا ایک جماعت کثیر سے جو بڑے بڑے صحابہ ہین کہ اونمین عشرہ مبشرہ بھی کہتے ہین اور تابعینون اور تبع تابعین سے روایت کیا گیا ہے اور دوسرے علماء دین اور محدثین سے جو پرہیزگاری اور تقوی اور علم اور عبادت کے لوگ ہین اونسے بھی اوسکا مباح ہونا نقل کیا گیا ہے اور اس باب مین ان سب لوگونسے روایتین اور حکایتین جو اوسمین کفایت کرتی ہین منقول ہین اور بیشک معلوم ہوتا ہے کہ اسمین امام دین کے اور بڑے بڑے اہل یقین مختلف ہین عبد اللہ بن جعفر

رضی اللہ عنہما کا گانا سننا مشہور ہے اور اسکو جن فقہا اور ارباب تواریخ اور حدیث کے حافظون
نے لکھا ہے نقل کیا ہے اور عبد البر نے استیعاب کہ نام ایک کتاب کا ہے اوسمین لکھا ہے کہ
عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما غنا مین کوئی قباحت نہین جانتے تھے اور اپنے چچا حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رض کے زمانے مین جمیلہ کے گھر مین جاتے تھے اور جمیلہ نے قسم
کھائی تھی کہ اپنے گھر کے سوا کسیکے واسطے نہ گاؤنگی پس اپنے گھر مین گانا گائین اور چاہا
عبد اللہ بن جعفر رض کے گھر مین تشریف لائین اور سنین اور مین اپنی قسم کا کفارہ دیدون
پس آپ نے اونکو اس بات سے منع کیا اور لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رض کے ہمسائے
مین کچھ لوگ تھے کہ وہ گاتے اور اونکے لیے بربط بجاتے تھے اور نقل کی ہے کہ سعید بن المسیب
جو افضل تابعینون مین سے تھے اور پرہیزگاری مین ضرب المثل تھے گانا سنتے تھے اور
اوس سے لذت اوٹھاتے تھے اور ایسے ہی سالم بن عبد اللہ بن عمر و قاضی شریح باوجود مرتبہ
عالی کے اور کبرسنی کے اپنی لونڈیون کا گانا سنتے تھے اور سعید بن جبیر نے جو بزرگ تر تابعینون
مین سے ہین گانا جاریہ کا سنا ہے کہ وہ گاتی تھین اور دف بجاتی تھین اور ایسے ہی عبد الملک
بن جریج کہ عالم اور فقیہ اور حافظ حدیث اور عابد تھے اور جنکی عدالت اور بزرگی پر سب کا
اجماع ہے گانا سنتے تھے اور الحان جانتے تھے اور ابراہیم بن سعد ایک شخص اپنے وقت
کے امام اور فقیہ اور صاحب روایت کے تھے طالب علمون کو حدیث نہ سنواتے تھے جبتک
اونکو گانا نہ سنواتے تھے اور رشید کی مجلس مین اونھون نے غنا کے حلال ہونیکا فتویٰ دیا
اور اونسے لوگون نے امام مالک رح کا حال پوچھا پس اونھون نے کہا کہ مجکو لوگون نے
خبر دی ہے کہ بنی یربوع مین ایک روز دعوت تھی اور قوم کے پاس دف اور بربط تھے
کہ وہ بجاتے تھے اور گاتے تھے اور کھیل کود کرتے تھے اور امام مالک رح کے پاس ایک عود اور
دف تھا کہ وہ اوسکو بجاتے تھے اور گاتے تھے واللہ اعلم اور صاحب تذکرہ نے بیان کیا
ہے کہ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری سے غنا کے بارے مین پوچھا گیا پس دونون صاحبون
نے فرمایا کہ گانا نہ گناہ سے ہے نہ صغیرہ مین سے ہے اور نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے
ہمسائے مین ایک شخص تھا کہ وہ ہر شب کو اوٹھتا تھا اور گاتا تھا اور امام اوسکا گانا سنتے تھے

اور ایک شب کو امام نے اوسکی آواز نہ سنی پس اوسکے گھر والوں سے پوچھا کہ آج کی رات کیا ہوا ہے کہ اوسکی آواز سننے مین نہین آتی ہے اون لوگون نے کہا آج رات کو وہ باہر نکلا تھا لوگون نے اوسکو پکڑ کے قید کیا ہے پس امام نے اپنا عمامہ سر پر باندھکر امیر کے پاس گئے اوس سے اوسکی سفارش کی اور چھڑوایا امیر نے کہا کہ اوسکا نام کیا ہے آپ نے کہا کہ اوسکا نام عمرو ہے پس جسکا نام عمرو تھا اوسکو قید خانے سے نکال لیا اور امام نے اوس شخص سے کہا کہ پھر وہی کام کرو جو ہر شب کو کام کرتا تھا اور چونکہ امام ابو حنیفہ رح نے گانا اوس شخص کا سنا اور اوسکو منع نکیا یہ بات اونکے نزدیک گانے کے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہے اور باوجود پرہیزگاری اور اتقا کے اونکی ہر شب اس گانا سننے پر مباح ہی ہونیکی حمل ہو سکتا ہے پس اب جو کچھ امام سے اسکے خلاف ظہور مین آیا ہے اوسکو واسطے جمع کرنے قول اور فعل کے اوس گانے پر محمول کیا ہے جسمین فحش شریک ہوتا ہے اور حالانکہ تحریم اوسکی نہین پائی گئی ہے لیکن بمقتضائے اونکے فعل کے ہے نہ اونکے قول سے جیسا کہ منقول ہے کہ جس دعوت ولیمہ مین گانا ہوتا تھا امام نجاتے تھے اور ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دن امام یوسف رحمہ اللہ کے پاس گانے کے مسئلہ کا ذکر کیا گیا پس آپنے امام ابو حنیفہ کے ہمسائے کا قصہ بیان کیا اور نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف رح اکثر رشید کی مجلس مین تشریف لیجاتے تھے اور وہان گانا ہوتا تھا پس آپ سنتے تھے اور روتے تھے اور امام مالک رح سے سماع کے بارے مین پوچھا گیا اونھون نے فرمایا کہ مینے اپنے شہر کے عالمون کو دیکھا ہے کہ وہ سماع کی مجلس مین بیٹھتے ہین اور اوسکے منکر نہین ہین اور کہا کہ سماع کا منکر وہی شخص ہوگا جو اندھا ہے یا جاہل ہے یا عراقی جسکی موٹی طبیعت ہے اور امام غزالی رح نے اسکو اوس سے نقل کیا ہے اور امام قشیری اور اوستاد ابو منصور اور نقال اور اس سے سوا لوگون نے مباح ہونا سماع کا امام مالک رح سے نقل کیا ہے اور امام مالک رح سے یہ بات جو نقل کی گئی ہے کہ اونھون نے کہا گانا فاسق ہی سنتے ہین تو وہ اوس گانے پر محمول کیا گیا ہے جسمین وہ چیزین شریک ہین جو منع ہین تا کہ اونکے قول اور فعل مین مطابقت ہو جاوے اور امام غزالی رح نے کہا ہے کہ امام شافعی رح کے مذہب مین گانیکا حرام ہونا نہین ہے اور جو کتابین اونکی تصنیف ہین اوس مین کتنی کتابون مین مینے ڈھونڈھا ہے لیکن اونکو

گانے کے حرام ہونے پر کہین راضی نہین پایا ہے اور اوستاد ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ امام شافعی کے مذہب مین اونکے قول سے سماع اس طور پر مباح ہے کہ اگر مرد مرد سے یا اپنے ہمسائے سے یا اوس عورت سے جسکا دیکھنا حلال ہے یا اپنے گھر مین یا اپنے بعضے دوستون کے گھر مین سُنے اور راستے مین اور اوس گانیکو جسمین وہ چیزین شامل ہین جو منع ہین نہ سُنے اور نمازون کے وقت کو اوس سماع کے باعث سے نہ کھوئے اور ابو منصور بغدادی نے یونس بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ مجھکو امام شافعی رح نے ایک مجلس کی صحبت مین بلایا اور اوس مجلس مین ایک شخص تھا کہ وہ گاتا تھا جب وہ فارغ ہوا تو مجھسے پوچھا کہ آیا تم خوش ہوے مین نے کہا نہین پس امام شافعی رح نے فرمایا اگر تم سچ کہتے ہو تو تمکو حس صحیح نہین ہے یعنے گانیکا اچھا معلوم ہونا طبیعت کی سلامتی اور حس کی صحت کی علامت ہے اور گانیکا خوش نہ آنا طبیعت کی کجی اور حس کے نقصان کا نشان ہے اور اس مقام سے معلوم ہوا کہ کوئی شرعی دلیل گانے کی حرمت اور کراہیت پر نہین ہے اور اگر ہوتی تو طبیعت کو اوسکا اچھا معلوم ہونا کیا فائدہ کرتا کیونکہ کیسکی طبیعت مین نغمہ کی تاثیر کرنیمین کلام نہین ہے کس واسطے کہ حیوان مین موجود ہے آدمیون کا کیا ذکر ہے اور امام شافعی رح سے منقول ہے الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل یعنے گانا ایک چیز لہو مکروہ ہے باطل کے مشابہ ہے عالمون نے کہا ہے کہ یہ بات ہو سکتی ہے کہ مکروہ سے مراد یہ ہو کہ گانے کا ترک کر دینا بہتر ہے کیونکہ مکروہ اس معنی پر بولا جاتا ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ قول امام شافعی رح کا گانے کی حرمت اور کراہیت پر دلالت نہین کرتا ہے بلکہ اگر امام شافعی باطل بھی کہتے تو بھی حرمت اور کراہیت پر دلالت نہوتی کیونکہ معنی باطل کے یہ ہین کہ جسمین فائدہ نہو اور مباح وہ چیز ہے کہ جسمین فائدہ نہین ہے اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے جو چیزین کہ ان الفاظون کے ساتھ وارد ہوئی ہین اور گانیکی برائی پر دلالت کرتی ہین تو وہ محمول اوس گانے پر ہونگی جسمین فحش باتین اور وہ چیزین جو منع ہین شریک ہین پس گانیکا حرام ہونا بوجہ ایک شے عارض کے ہوگا نہ اوس معنی کے سبب سے جو گانے کی ذات مین ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ امام شافعی رح کے قول اور فعل سے بتحقیق وہ چیز صحت کو

پہونچی ہے جو صریح اوسکے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اوسکے حرام ہونے پر نص نہین ہے اور امام احمد حنبل رح سے بھی روایت صحت کو پہونچی ہے کہ امام احمد بن حنبل رح نے اپنے بیٹے پاس جنکا نام صالح ہے گانا سنا ہے چنانچہ ابو العباس فرغانی سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ مینے صالح بن احمد بن حنبل کو سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین گانے کو دوست رکھتا تھا اور میرے باپ اسکو اچھا نہ جانتے تھے پس ایک روز مینے ابن جناد سے وعدہ لیا کہ ایک شب تم میرے پاس رہو پس وہ ایک شب کو میرے پاس رہے جب مینے جان لیا کہ میرے باپ سو گئے تو ابن جناد نے گانا شروع کر دیا پھر مجکو کوٹھے پر پانون کی آہٹ معلوم ہوئی مین کوٹھے پر چڑھ گیا اور مینے دیکھا کہ میرے باپ کوٹھے پر ہین اور گانا سنتے ہین اور دامن اونکی بغل کے نیچے ہے اور وہ کوٹھے پر پھرتے ہین گویا کہ رقص کرتے ہین اور مثل اسکے ایک قصہ عبد اللہ بن احمد حنبل کا بھی منقول ہے اور یہ بات اسپر دلالت کرتی ہے کہ اونکے نزدیک بھی سماع مباح تھا اور جو کچھ کہ اسکے خلاف اونسے منقول ہے وہ محمول اوس گانے پر ہے جسمین فحش اور منع چیزین شریک ہوتی ہین اور وہ برا ہے اور امام احمد سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے ایک قوال کا گانا اپنے بیٹے کے پاس جنکا نام صالح ہے سنا اور کچھ اوس سے انکار نکیا پس اونکے بیٹے نے کہا کہ ای باپ میرے کیا آپ اس سے انکار نکرتے تھے اور اسکو مکروہ نجانتے تھے اونھون نے کہا کہ لوگون نے مجھسے ایسا کہا کہ گانے مین اون چیزونکا استعمال کرتے ہین جو منع ہین اور داؤد طائی سے نقل کی ہے کہ وہ سماع کی مجلس مین آتے تھے اور سماع مین اونکی پیٹھ سیدھی ہو جاتی تھی باوجود اسبات کے کہ بڑھاپے کی وجہ سے کبڑے ہو گئے تھے اور وہ شاگرد امام ابو حنیفہ رح کے تھے اور عالم فقہ حنفی تھے اور عالم فقیہ ناصر الدین ابو المنیر اسکندری نے اپنے فتاوی مین لکھا ہے کہ اگر سماع اپنی شرط کے ساتھ اپنے مقام مین ہو اور جو اوسکے اہل ہین وہ ہون تو صحیح ہے اور اس قول کو ابو بکر خلال نے جو صاحب جامع ہین اور عبد العزیز نے کہ یہ دونون حنبلی ہین اختیار کیا ہے اور صاحب مستوعب نے گانا سننے کو حنبلیہ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے اونکا گانا سنا صالح اور عبد اللہ سے جو بیٹے امام احمد رح کے ہین اور اوسکو حافظ ابو الفضل

مقدسی اور طاہر یہ نے اختیار کیا ہے اور اوسکو ابو محمد بن حزم نے اپنے مصنفات مین ذکر کیا ہے اور اونکا اسباب مین ایک رسالہ ہے اور ابن طاہر نے بھی ایک رسالہ سماع کے مقدمے مین تصنیف کیا ہے اور اجماع صحابہ اور تابعین کا اوسپر نقل کیا ہے اور اوسکی دلیلون کو اون سندون سے جو وہ رکھتے ہین مضبوط کیا ہے اور شیخ تاج الدین عبدالرحمن فزاری شافعی شیخ دمشق سے جو مفتی دمشق کے تھے اور ابن قتیبہ نے سماع پر حرمین شریفین کے لوگون کے اجماع کو نقل کیا ہے اور ابن قتیبہ نے اکثر اہل عراق سے بھی نقل کیا ہے اور ابن طاہر نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب دیکھو کہ اہل مدینہ نے کسی چیز پر اجماع کیا ہے تو اوسکو سنت سمجھو اور یونس بن عبدالاعلی سے روایت کیا ہے کہ مینے امام شافعی سے پوچھا کہ اہل مدینہ کے نزدیک سماع مباح ہے یا نہین اونھون نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ کوئی بھی علماء حجاز مین سے سماع کو مکروہ قرار دیتا ہے لیکن اس قدر جانتا ہون کہ اونھون نے اسکی تعریفین کی ہین اور ابویعلی حنبلی نے ذکر کیا ہے کہ یوسف بن یعقوب الماجشون اور اونکے بھائی گانا سننے کی اجازت دیتے تھے اور یحیی ابن معین جو بہت بڑے محدث تھے اونھون نے کہا ہے کہ مین یوسف ماجشون کے پاس آتا تھا پس وہ مجکو گھر مین حدیث پڑھاتے تھے اور ہمسایہ والے دوسرے گھر مین دائرہ بجاتے تھے اور یہ سب اہل حدیث مین ثقات ہین کہ صحاح مین انکی حدیثین لائے ہین اور عبدالعزیز بن سلمہ ماجشون جو مفتی مدینے کے بھی تھے اور اونسے ائمہ روایت کرتے ہین اور صحیحین مین اونکی حدیث لائی گئی ہین بربط کی رخصت دیتے تھے اور صاحب نہایہ نے ہدایہ کی شرح مین حضرت امام حنفیہ سے اسکی تحریم بیان کرنے کے بعد بعضے حنفیہ سے گانے کے مباح ہونے کو اس وقت مین نقل کیا ہے کہ جب نظم کے قافیون کے حاصل کرنے اور زبان کے فصیح ہونے کے لیے گائے اور کہا ہے کہ اسمین کچھ قباحت نہین ہے اور بعضے حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر تنہا ہو اور اپنے نفس کی وحشت دفع کرنے کے واسطے گائے تو کچھ قباحت نہین ہے اور یہی شمس الائمہ سرخسی نے اختیار کیا ہے اور اسپر دلیل لائی ہین اس بات کو کہ انس رضی اللہ عنہ اپنے گھر مین گاتے تھے اور اسکو بطریق لہو کے نہین کرتے تھے اور کہا ہے جو اسکی کراہت کے قائل ہین وہ حضرت انس کی حدیث کو اس بات پر حمل کرتے ہین کہ وہ

اون شعرون کو گاتے تھے جو مباح ہین اور صاحب بدائع نے حنفیہ سے اس چیز کے ساتھ
یقین کیا ہے جسکو شمس الائمہ نے ذکر کیا ہے اور علت اوسکی یہ بیان کی ہے کہ گانے کا سننا دل کو نرم
کرتا ہے اور صاحب ذخیرہ نے بعضے حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ لا باس بہ فی الاعراس یعنے گانے
مین کچھ قباحت نہین شادیون مین اور بعضے کہتے ہین کہ عیدون مین اور تمام خوشی کے
وقتون مین جو مباح ہین سماع مین کچھ قباحت نہین ہے اور شیخ الاسلام محمد بن عبد السلام
اور صاحب اونکے شیخ محمد دقیق العید نے کہ یہ پرہیزگار عالمومنین سے ہین اوسکو اختیار کیا ہے
اور صاحب متاع نے کہا ہے کہ صوفیہ کرام مین بہت سے فقیہہ اور محدث اور علوم شرعیہ کے
جاننے والے تھے جیسے استاد ابو القاسم قشیری اور شیخ ابو طالب مکی اور شیخ شہاب الدین
سہروردی اور انھون نے اپنے رسالون اور تصنیفونمین اون چیزونکا ذکر کیا ہے جو سماع کے
مباح ہونے پر قولاً اور فعلاً دلالت کرتے ہین اور جنید رضی اللہ عنہ فقیہ تھے اور ابو ثور کے
مذہب پر فتوی دیتے تھے اور نیز قشیری اور سہروردی اور سوا انکے جو ہین اونھون نے بیان
کیا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رح نے فرمایا ہے کہ اس صوفیہ کی جماعت پر رحمت کا نزول تین
وقت مین ہوتا ہے ایک تو کھانے کے وقت کیونکہ یہ نہین کھاتے ہین مگر فاقے مین اور دوسرے
کلام کرنیکے وقت اس واسطے کہ یہ صدیقین اور انبیا اور مرسلین کے مقامون مین باتین
کرتے ہین اور تیسرے گانا سننے کے وقت کیونکہ یہ وجد کے ساتھ اور شہود حق کی ساتھ سنتے ہین اور
علما صحابہ کی جماعت سے اس باب مین حکایتین نقل کی ہین جو اونمین سے اکثر کتابونمین مذکور ہین

وصل اور آگاہ ہو کہ صاحب متاع نے سماع کے باب مین تین قول نقل کئے ہین ایک تو اوسکی
حرمت اور دوسرے اوسکی کراہت اور تیسرے اوسکا مباح ہونا اور ہر مذہب کی دلیلین
ذکر کی ہین اور مذہب اباحت کو ترجیح دی ہے جیسے کہ اونکی عادت تھی اور حرمت اور کراہت
کی جواب سند سے اور دلیلون سے دیے ہین اور مذہب اباحت کی اثبات مین بہت کچھ لکھا ہے
اور اسکو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے ثابت کیا ہے اور علت قیاس کی یہ ہے
کہ جب سنت صحیحہ مین قرآن شریف کا خوش آوازی سے پڑھنا ثابت ہوا تو شعر مین بھی وہ
بات جائز ہوگی اور دونون اسبات مین شامل ہین کہ قرآن کا خوش آوازی سے پڑھنا

گداز کی اور شوق پیدا کرتا ہے اور خشوع اور خضوع کو قلب مین جگہ دیتا ہے اور شعر ون کا گانا
جو کہ مباح ہین وہ طاعت اور مباح چیز و نکے اور زہد کرنے کی دنیا مین رغبت اور آخرت کی
رغبت کا شوق و لاتا ہے اور محبت الٰہی تعالی کی زیادتی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی متابعت پیدا کرتا ہے پس اسکا جواز بھی ہوا اور بعضے حدی اور نصب اور
قسمو نکے عربی گانے جو جائز مباح ہین باتفاق اور سیر قیاس کرتے ہین اور یہ سب اوس
وقت مین ہوسکتا ہے کہ جب کہ نص قاطع گانے کی حرمت اور کراہت پر ثابت نہو ورنہ
قیاس مقابلہ نص کے لازم آئیگا اور جو لوگ اوسکے مباح ہونیکے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ
کوئی نص اسباب مین وارد نہین ہوئی ہے اور اگر کوئی ہے تو صحت کو نہین پہونچی ہے اور
شاہ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین کہ میرا مقصد اوسکے مباح ہونیکے قولونکے بیان کرنے سے یہ ہے
تاکہ معلوم ہوجاوے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ایک جانب یقین کر لینا اور اوسکو ترجیح دینا
اور اوسمین تعصب کرنا طریقہ اختلاف کے مناسب نہین ہے اگر کسیکو صلاح وقت اسمین
معلوم ہو کہ توقف کرے اور احتیاط کرے اور خلاف اور جھگڑے مین نہ پڑے اور اپنے
حال کی سلامتی اوسمین دیکھے اور احتیاط اور تقوی کو اوسمین اندیشہ کرے تو اوسکو مبارک
ہو لیکن چاہیے کہ بزرگون کے حق مین جو اسکا استعمال کرتے ہین طعن اور تشنیع باوجود متعارض
ہونے دلیلون کے اور مختلف ہونے طرق کے اور متوجہ ہونے عالمون اور فقیہون
اور عارفون کے اوسکے دوسرے جانب کی طرف ترجیح اور رجوع سے قطع نظر کرکے
روا نرکھے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دے ٭ صحت عافیت گرچہ خوش افتاد ای دل ٭
جانب عشق عزیز است فرو مگذارش ٭ اور جو لوگ کہ غنا کے مباح ہونیکے قائل ہین اونکو مناسب
نہین ہے تعصب اختیار کرین اور عالمونکے قولونکے منکر ہون خصوصًا وہ لوگ جو طریقہ
دیانت کے رہبر ہین اور نصیحت کرنے والے ہین ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا
الخیرات یعنی ہر کسیکے لئے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرتا اوس طرف سو تم سبقت چاہو نیکیو نپر اور
دونون طائفونکو چاہیے کہ رعایت طریقہ تمیز اور تفصیل کی ہاتھ سے ندین کیونکہ توقف
اور احتیاط تمام کا مونمین اچھا ہے اور زیادتی اور حد سے بڑھ جانا ہر مقام مین جبراست

باللہ التوفیق منہ العصمۃ یعنے اللہ کی طرف سے توفیق ہے اور اوسی کی جانب سے نگہبانی ہے اور اسمین صاحب امتاع نے آلون اور مزامیرون مین بھی کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ امام اربعہ کی مذہب مین مزامیر کی حرمت مشہور ہے اور باوجود اسبات کے بعضے عالمون سے جو مذہب شافعیہ رکھتے ہین اور اصحاب ظواہر اور امام غزالی کا وشل انکے ان لوگون کے خلاف پر گیے ہین اور آلون و مزامیر و کی قسمین بیان کی ہین لیکن دف مختلف فیہ ہے بعضے مطلق مباح کہتے ہین اور بعضے مطلق حرام قرار دیتے ہین اور بعضون نے جھانجھدار اور بغیر جھانجھدار مین فرق کیا ہے اور ثواب وسلی اباحت نکاح مین ہے اور بعضون نے نکاح کا اعلان دف سے مستحب قرار دیا ہے اور شبابہ جو بانسری بھی کی معنی مین ہے اوسمین بھی اختلاف ذکر کیے ہین اور ایک مزمار ونمین سے عود ہے جسکو بربط بھی کہتے ہین اور اوسمین تار بھی ہوتی ہین جنکو زیر و بم کہتے ہین اوسمین بھی بہت سے اختلاف بیان کیے ہین اور کہا ہے کہ چارون مذہبون مین مشہور یہ ہے کہ اوسکا بجانا اور سننا دونون حرام ہے اور ایک گروہ اونمین سے اس طرف کو گیا ہے کہ مباح ہے اور اونھون نے اوسکا سننا عبداللہ بن جعفر رض اور عبداللہ بن عمر رض سے اس طور پر بیان کیا ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عمر رض عبداللہ بن جعفر رض کے پاس آئے پس اونھون نے ایک ہمسایہ والے کو اونکے پاس عود بجاتی ہوئی پایا عبداللہ بن جعفر رض نے عبداللہ بن عمر رض سے پوچھا کہ کیا تم اوسمین کچھ قباحت دیکھتے ہو اونھون نے کہا کہ کوئی قباحت اسمین نہین ہے اور دوسرون نے اسکے سننے کو عبداللہ بن الزبیر اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن ابی العاص اور حسان بن ثابت اور سوا اصحاب کی عبدالرحمن بن حسان اور خارجہ بن زید سے جو مدینے کے فقہا سبعہ مین سے ہین نقل کیا ہے اور اوستاد ابو منصور نے زبیر اور سعید بن المسیب و عطا ابن ابی رباح اور شعبی و عبداللہ بن ابی عتیق اور مدینے کی اکثر فقیہون سے نقل کیا ہے اور خلیلی نے عبدالعزیز بن ماجشون سے بیان کیا ہے کہ وہ بربط مین رخصت دیتے تھے اور ابن سمعانی نے طاؤس سے حکایت کی ہے اور ابراہیم سعد کی حکایت ہے کہ رشید کی پاس آئی اور کہا کہ عود لاؤ پس اونھون نے کہا عود المجامر ام عود المزمر قال لا بل عود المزمر یعنے عود انگیٹھی کا یا عود بجانیکا اونھون نے کہا نہین بلکہ عود جو باجا ہے پس رشید نے عود منگایا اور اوسکو ابراہیم بن سعد نے بجایا اور اوسکے اور گانے کے مباح ہونے پر فتوی دیا اور تمام کچھے

تاریخ مکہ مین اوس سند کے ساتھ جو وہ رکھتے ہین موسی بن المغیرۃ الجمحی سے نقل کی ہے کہ اونھون
نے عطار بن ابی رباح کو بلایا اور وہ آئے اور وہان کچھ لوگ تھے کہ بربط بجاتے تھے اور گاتے
تھے اونھون نے جو دیکھا عطار بن رباح آتے ہین ٹھہر گئے پس اونھون نے کہا کہ مین بیٹھونگا
جبتک پھر تم وہ کام نکرو جو کرتے تھے ان لوگون نے وہی اپنا کام شروع کر دیا اور وہ
بیٹھ گئے اور کھانا کھایا اور صاحب متاع نے اسی عود کو اصل قرار دیکر اور باجونکو اسپر قیاس
کیا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اونھون نے اس بارہ مین بہت کچھ لکھا ہے اور گانون اور مزامیر
کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ جو اوسکی حرمت کی قائل ہین اونمین اسباتکا اختلاف ہے کہ وہ کبیرہ
ہے یا صغیرہ ہے اور جو متاخرین شافعیہ مین سے ہین وہ قائل اسبات کے ہین کہ صغیرہ ہے
اور یہ چند کلمے کتاب مذکور سے بیان کیے گئے ہین والعہدۃ علیہ یعنے عہدہ اوسپر ہے اور غرض
اسکی نقل کرنے سے بجز اسکے اور نہین ہے کہ اگر کبھی اس گروہ سے کوئی چیز نقل کیجائے تو مبالغہ
زیادتی اور تشدد مین لوگ نکرین اور اونکی جاہلیت اور گمراہی اور فسق کی قائل نہون اور
اونکے حق مین طعن اور تشنیع نکرین اور عیبونکا ڈھانپنا اپنا شیوہ کرین اور عوام کو نہ چھوڑین کہ
وہ اونکی پیروی کرین فالحق احق ان یتبع واللہ اعلم وعلمہ احکم یعنے حق سزاوار ہے اسباتکا کہ
اتباع کیا اور اللہ خوب جانتا ہے اور علم اوسکا ٹھیک ہے اور اس ضعیف نے اس مسئلے مین چند
مقامونمین کلام کیا ہے اور سب طریق مین ایک تھوڑے میلان کے ساتھ طرف حرمت اور کراہت
کی تفصیل اور تردید اور توسط کو لیے رہا ہون لیکن اس مقام مین اوسکے مباح ہونیکے قول
اکثر نقل ہوے ہین کیونکہ دوسری جانب اسکے خلاف ہے جو مشہور ہے اور ذہنونمین
سمائی ہوئی ہے اوسکے بیان کی کچھ حاجت نہین ہے اور تہنیت یہی ہے جو کہا گیا ہے ؎
عیب مے چون ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو ٭ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند ٭ اور جاننا چاہیے کہ
ہر زمانے مین ابتدا سے اب تک جو کوئی گانے اور سماع کی جانب قولاً اور فعلاً گیا ہے اور جس نے
اسکا انکار کیا ہے وہ سب حکایتون اور روایتون سے جو اسباب مین آئی ہین روشن ہے اور
مشکوۃ مین نقل کیا ہے کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ جنکو بدری بھی کہتے ہین اور وجہ اس
بدری کہنے کی یہ ہے کہ بدر کی لڑائی مین وہ حاضر تھے یا یہ ہے کہ مسکن اونکا بدر کے جنگل مین تھا وہ

اور دوسرے صحابی باہم بیٹھے ہوئے تھے اور گاتی تھے اور سنتے تھے ایک اور شخص جو وہان
موجود تھا اونکا گانا سننا اوسکو ناگوار ہوا اور اوسنے انکار کیا اور کہا اے صاحبی رسول اللہ تما
اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونون یار و تم گانا سنتے ہو اونھون نے کہا اگر تو چاہتا ہے کہ
تو بھی سنے تو ہمارے پاس بیٹھ اور سن اور نہین تو چلا جا ہمکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت
دیدی ہے اس بات کی کہ ہم گانا سنین اور یہ بات شادی مین ہوئی تھی کہ گانا اوسمین بالاتفاق
مباح ہے اور اس سے بڑھکے عبد اللہ بن جعفر رضہ تھے کہ اس کام مین بہت مشغول رہتے تھے اور
معاویہ رضہ بھی اونکے شریک اور موافق تھے اور اونکے ساتھ محبت اور دوستی بہت رکھتے تھی معاویہ
کی بی بی نے عبد اللہ بن جعفر کی عظمت کا اس وجہ سے انکار کیا اور اونپر عیب گیری کی اور
معاویہ رضہ سے کہا کہ اونکا حال تو یہ ہے تم کس وجہ سے اونکے معتقد ہو گئے دوسرے روز عبد اللہ
بن جعفر رضہ معاویہ رضہ کے مکان مین تشریف لائے اور بہت نماز پڑھی اور بہت عبادت کی پس
معاویہ رضہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ یہ دیکھو وہ کیا کر رہا ہے پس وہ اوس انکار سے باز آئین اور
حقیقت حال اور اوسکے اختلاف کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گانا سننا اور مزامیر کا بجانا قدیم
زمانہ مین بے قید لوگونکا اور فاسقون اور شراب خوارون اور لہو لعب کرنے والونکا کام تھا
اور اس سبب سے صحیح مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھیجا گیا ہون
اور حکم کیا گیا ہون کہ مٹاؤنمین اور توڑ ڈالونمین معازف کو کہ یہ نام آلہ لہو اور مزامیر کا ہے اور
منع کرونمین شراب کے پینے کو اور زنا کو اور اصل مین غنا کا نام لہو ہے اور ذکر اوسکا ملاہی کے باب
مین کرتے ہین اور بعد مٹ جانے ان امور کے نشانون اونکے اور دور ہو جانے اون چیزونکے جو منع تھین
جبکہ وہ رسم اور عادت باقی نرہی تو مسلمان اور نیکبخت اور پرہیزگار بھی اوسمین مشغول ہوئے
اور بغیر شرکت فسق اور اون چیزونکے جو منع ہین اور بدون باہم میل رکھنے فاسقون اور فاجرون
کی اوس سے محظوظ ہوئے اور دوسرے جماعت نے جو دیکھا کہ یہ عادت فاسقون کی اور بے
قیدی کا نشان ہے اور اونکے حال کے ساتھ مشابہت رکھتا ہی تو اوسنے اس خوف سے کہ مبادا
انجام اسکا یہی ہو جائے پرہیز کیا اور لوگونکو اس کام کے کرنے سے ڈرایا اور شارع سے بھی اگر بملاحظہ
اسبابکے منع اور وعید اور ڈرانا صادر ہوا ہو تو کچھ دور نہین ہے اور محدثین جو کہتے ہین کہ کوئی

بھی شارع سے ثبوت کو نہین پہونچی ہے اور کوئی حدیث اس بارے مین وارد نہین ہوئی ہے
تو بعد اس تقریر کے یہ بات ہے کہ دائرہ صحت اس طائفہ کی اصطلاح مین تنگ ہے لیکن اونکی مراد یہ
ہوگی کہ نہی اسکی مطلق اور حرام ہونا اوسکا فی نفسہ نہین ثابت ہوا ہے جیسا کہ شراب اور زنا اور
جو اسکے مثل ہین اونکی نہی ثابت ہوئی ہے اور بعضے اہل ظواہر جو کہتے ہین کہ کوئی حدیث وارد
نہین ہوئی ہے تو یہ بات مباحثے سے خالی نہین ہے اور مثال اس حال کے مثل ان برتنونکی ہے جنکا
نام خم اور مزفت اور نقیر اور دبا ہے اور شراب کے مباح ہونیکے زمانہ مین انکا استعمال لوگ کرتے تھے
اور اسمین شراب پیتے تھے اور جب شراب حرام ہوئی تو ان قسم کے برتنونکا استعمال اور دوسری کھانے
پینے کی چیزونکا انمین کھانا واسطے مٹا دینے اور ناپید کر دینے اونکے نشانونکے کتنے دنون حرام کیا
گیا اور جب شراب کی حرمت خوب ثابت ہو گئی اور احتیاج اوسکی نشانیون کی مٹانے اور ناپید ا
کرنیکی باقی نرہی تو اون برتنون کی نہی بھی باقی نرہی اور باوجود اسبات کے علما اور ائمہ دین کے
دو فرقے ہوگئے ایک جماعت تو اون برتنونکے استعمال کے منع کی طرف گئی اور ایک قوم
اوسکے جواز کی جانب گئی جیسا کہ اسکے مقام مین اسکا ذکر کیا گیا ہے اور سماع کو بھی دو فرقے
ہوئے ایک قوم نے بخیال عادت قدیم کے کہ یہ صورت فاسقون کی نشانی ہے منع کرنیکی اور
احتیاط کو اختیار کیا ہے اور اوسی پر قیام کیا اور جماعت نے حقیقت حال اوسکی نظر کر کے اور
حکم لگایا کہ اگر فسق اور اون چیزونکی شرکت کے ساتھ ہے جو منع ہین تو حرام ہے اور اگر ایسا نہین ہے
تو مباح ہے واللہ اعلم بعد اسکے لوگونمین ایک بغض اور شدت کا ظہور ہوا کہ منع کرنیوالے حد سے
بڑھ گئے اور اس کام کے کرنیوالونکو فسق اور کفر زندیقہ کی طرف منسوب کرنے لگے اور مباح جاننے
والون نے اوسکو اپنے گمان مین طاعت اور عبادت محض قرار دیا اور سب وقت اوسکی شغل
مین صرف کرنے لگے اور آپسمین جھگڑا اور ضد اختیار کر لیا اور دونون طائفون اہل اور نا اہل
مین کچھ فرق نکلا اور سررشتہ انصاف کو جسکے نصف ایک اور نصف لک ہین ہاتھ سے دیا اور
طریقہ اوب جسکی حقیقت ہر چیز کی حد کا نگاہ رکھنا ہے اوسکو نگاہ نرکھا اور ایک غشاء اختلاف کے
منشاؤنمین سے یہ ہے کہ ایک جماعت کو باطن مین نغمہ کی تاثیر اور تصرف کرنے پر نظر ہوئی اور وہ
بیخود ہو گئے اور ایک قوم کو جواز اور عدم جواز فقہی دکھائی دیا وہ اپنی جگہہ پر قائم ہے اور

شیخ ابن عربی رح نے فرمایا ہے کہ نغمہ کی تاثیر بالذات روح حیوانی پر ہوتی ہے کہ حرکت اور اضطراب
اوسکا کام ہے اور روح انسانی اس سے پاک ہے کیونکہ معانی کی وارد ہونیکا وہ مقام ہے اور سکون اور
توانائی اوسکی صفت ہے لیکن اس مقام مین کسیکو یہ بات کہنا پہونچتی ہے کہ ہان نغمی کی تاثیر بالذات
روح حیوانی پر ہوتی ہے لیکن بواسطہ ہمسایگی اور اتصال کے جو روح حیوانی اور روح انسانی کی
درمیان مین ہے یہ حال اوسمین بھی تاثیر کرے تو کیا چیز مانع ہے اور شیخ یہ بھی فرماتے ہین کہ
قرآن کا باطن مین تاثیر کرنیکا نشان یہ ہے کہ غنا اور بغیر غنا مین یکسان ہو اور جب نغمی سے تاثیر
کرے تو تاثیر نغمی کی ہے قرآن کی نہین ہے یہ بات تکلف سے خالی نہین ہے کیونکہ نغمہ زیور قرآن کا
ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے زینوا القرآن باصواتکم یعنے آراستہ کرو قرآن کو اپنی آوازون سے
اور دونون حالتون مین یکسان ہونا دائرہ امکان سے باہر ہے لیکن ہان جسکو شہود اور
مکشوف ہو جو ذات اور صفات الٰہی ہین ان **فائدہ** صاحب امتاع نے کہا ہے کہ لوگون نے اسبات
مین اختلاف کیا ہے کہ پہلے کسنے عرب کا گانا گایا ہے پس ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ اکثر علم
والے اس بات کے قائل ہین اوسکا نام طویس ہے اور یہ اس طرح سے شروع ہوا ہے کہ جب
ابن زبیر کعبہ بنواتے تھے تو اہل روم اور فرس اوسکو بناتے تھے اور اپنے الحان سے گاتے تھے اور
اوسکو عرب کے گانے والون نے سنا اور اوسکو عربی مین نقل کیا پہلے جسنے اسکی ابتدا کی وہ طویس
تھا اور طویس کو مشئوم بھی کہتے ہین یعنی نامبارک کے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی
وفات شریف کے دن پیدا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن اوسکا دودھ
چھوٹا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن بالغ ہوا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی وفات کے دن اوسکا نکاح ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے دن اوسکے یہان لڑکا پیدا
ہوا اور کہتے ہین کہ اس نے غنا موسیقی کے نقل کرنیکے پہلے عرب مین کئی طرح کے گانے اور خوش
آوازی تھی مثل نصب اور حدی اور رکبانی کی اور یہ سب قسمین مباح ہین اور کسیکو اسمین کچھ خلاف
نہین ہے اور جو لوگ کہ حرمت کے قائل ہین وہ گانے کو انھین قسمون کے گانون پر حمل کرتے ہین
اور موسیقی کے گانے پر حمل نہین کرتے ہین یعنے وہ اس گانیکو جو صحابہ اور تابعین اور انکے سوا اور ونسے
جو اگلے ہین منقول ہے اون گانون پر مثل حدی اور رکبانی وغیرہ کے حمل کرتے ہین جیسا کہ سیاق

اخبار اور آثار سے ظاہر ہوتا ہے ہان بعضے اصحابون سے مثل عبداللہ بن جعفر وغیرہ کے
ہمسائے کا موسیقی گانا سنا مروی ہے اور کہتے ہین عبداللہ بن جعفر رض گویئے کا گانا بھی سنتے تھے
اور حقیقت سب قسمین گانیکی ایک ہی ہین اور خوش آوازی کی طرف راجع ہے اور کچھ اوسمین
تفاوت نہین ہے ہان قرآن شریف کو موسیقی گانے مین پڑھنے مین تفاوت کرتے ہین کیونکہ اوسمین
قرآن شریف مین بہت تغیر ہوتا ہے یہ سب کہا گیا لیکن گانیمین اور اوسکے سننے مین حیثیت
اتباع سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اتباع اصحاب کے جو بطریق تقرب اور بعبادات سپر اجماع کرتے
رہے ہین خلجان باقی ہے جواب اوسکا یہی ہے کہ مقام اور مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
توبہت بڑھکے ہے اور دوسرون کی وضعین اور مشرب مختلف واقع ہوئے ہین بعضون پر
پرہیزگاری اور اتقا غالب ہوا اور احتیاط دامنگیر ہوئی ذوق اور شوق اور جمعیت عبادت اور
طاعت مین حاصل ہوئی اور بعضون پر سکر اور مستی نے غلبہ کیا اور ذوق اور شوق اونکو سماع
مین ملا اور مدعا یہ ہے کہ ایک امر مختلف فیہ ہے اور امر مختلف فیہ مین ایک کو دوسریکا عیب
بیان کرنا نچاہیے اور ہر ایک کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیے فربکم اعلم بمن ہو اہدی سبیلا
یعنی سو رب تمھارا بہتر جانتا ہے جو خوب پا گیا ہے راہ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
وصلے اللہ علی سید الخلق محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ہذا طریق الحق ومحیی علوم الدین

باب گیارھوان
عبادت شریف اور کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح اور سونیکے بیانمین

آگاہ ہو کہ کھانا اور پینا ضروریات مین ہے کیونکہ قیام قوت اور جسم کا اونسے صادر ہوا اور عبادت
کرنا بدون اسکے موافق عادت کے ایک امر محال ہے پس عبادت کرنے والونکو چاہیے کہ بمقدار
حاجت کے کھائین اور حرص اور طمع سے پرہیز کرین اور شہوت مین نہ پٹین مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ شریف مین سیری نتھی اور کہا ہے کہ پیٹ بھر کے کھانا ایک بدعت ہے
کیونکہ قرن اول کے بعد یہ امر ظہور مین آیا ہے اور روایت کیا ہے اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے
اور صحت کی ہے اسکی حاکم نے مقدام بن معدیکرب کی حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ فرزند آدم نے اپنے پیٹ سے بدتر کسی برتن کو نہین بھرا ہے اوسکو اتنے لقمے کفایت

کرتی ہین جو اوسکی ریڑھ کی ہڈیونکو کھڑا رکھین یعنی اوسکو ضعف سے جھکنے نہ دین اور اگر اس سے
زیادہ چاہیے تو تہائی کھانیکے واسطے اور تہائی پانی کے واسطے اور تہائی سانس کے واسطے ہے
اور قرطبی نے کہا ہے کہ اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو اس حکمت سے تعجب کرتا اور صحیح حدیث مین آیا ہے
کہ مومن ایک آنت مین کھانا کھاتا ہے اور کافر سات آنتو مین کھانا کھاتا ہے اور اہل تشریح نے کہا ہے کہ آدمی
کی سات آنتین ہین ایک تو معدہ ہے اور تین اور آنتین اوس معدے کے متصل ہین جنکا نام بواب
اور صائم اور رقیق ہے اور تین اسکے سوا ہین جنکا نام اعور اور قولون اور مستقیم ہے اور مستقیم کی
جانب مقعد ہے اور یہ آنتین غلیظ ہین اور کہا ہے کہ مومن کے کھانے کی قلت اور کافر کے کھانے
کی کثرت کے بیان سے فقط کھانیمین مبالغہ مقصود ہے نہ یہ بات ہے کہ آنتونکا شمار حقیقت مین مقصود
ہے یعنے مومن چونکہ عبادت کے اسباب کی نگہبانی مین مشغول ہے اور جانتا ہے کہ مقصود کھانے سے بھوک
کا روکنا ہے اور عبادت کرنیکی قوت حاصل ہونا ہے تو ضرورت بھر سے زیادہ نہین کھاتا ہے اور
کافر کو چونکہ بدن کی ترتیب اور نفس کی شہوت کو قوت دینا مطلوب ہے تو اوسکا حال خلاف اوسکے
ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ بات ہر مومن اور ہر کافر مین برابر نہین ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی مومن
بہت کھانیوالا ہو کہ اوسکو عادت یہی پڑی ہو یا کسی امر کی وجہ سے جو اوسکی طبیعت کو عارض
ہوا ہو یا کسی بیماری کے سبب سے زیادہ کھانیکی باعث ہوا اور کوئی کافر ضعف معدے کے سبب سے
کم کھانیوالا ہو یا بوجہ رعایت کرنے صحت کی ریاضت کرنیکے لیے جو موافق طریقہ راہبون کے
ہو اور کہا ہے جسکو تفکر زیادہ ہے اوسکا قلب نرم ہے اور کھاتا کم ہے اور جسکو تفکر کم ہے اور اوسکا
دل سخت ہے اور کھاتا بہت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جسکا معدہ کھانے سے بھرا ہے اوسکو حکمت نہین
حاصل ہوتی اور جس شخص کا کھانا کم ہے اوسکا پانی کم ہے اور سونا کم ہے اور جسکا سونا کم ہے اوسکی
عمر مین برکت ہے اور جس شخص کا پیٹ کھانے سے بھرا ہے اوسکا پانی زیادہ ہے اور جسکا پانی زیادہ ہے
اوسکو نیند بہت ہے اور جسکی نیند بہت ہے اوسکی عمر مین برکت نہین ہے اور ابن عباس سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین پیٹ بھر کے کھانیوالے آخرت مین بھوکے
ہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے کبھی پیٹ سیری سے نہین بھرا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل وعیال مین ہوتے تھے

اور کسی سے کھانا نہ مانگتے تھے اور کچھ چاہتے نہ تھے اگر وہ کھلا دیتے تھے تو آپ کھا لیتے تھے
اور جو کچھ وہ کھلاتے تھے آپ اوسکو پسند فرماتے تھے اور جو کچھ وہ پلاتے تھے آپ پی لیتے تھے اور کہا ہے
کہ نہ بڑھنا اور نہ سیر ہونا یہی نفی محمول اوس سیری پر ہے جو معدہ کو گران کر دے اور عبادت کرنے
سے باز رکھے اور کبر اور غرور اور نیند اور سستی کی طرف پہونچا دیتی ہے اور یہ سیری مکروہ ہے کیونکہ
کبھی تحریم کی جانب منتہی ہو جاتی ہے کہ اوس پر ایک فساد مرتب ہوتا ہے اور موافق عادت کے
پیٹ بھرنا مکروہ نہیں ہے اور کچھ اس بات کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ بھوک کی وجہ سے باہر تشریف لائے
اور انصاری کے گھر میں تشریف لیگئے اور اوسنے بکری ذبح کی اور آپنے سبکے ساتھ نوش فرمائی اور
سیر ہوے اور آسودہ ہوے اور شیخ محی الدین نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں پیٹ بھر کے
کھانیکا جواز ہے اور جو کچھ اسکی کراہت میں آیا ہے وہ ہمیشہ پیٹ بھر کے کھانے پر محمول ہے اور جبکہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیٹ بھر کے کھانا ثابت ہوا تو سوا آپ کے اور ونکے حق
میں بھی بلا شبہہ ثابت ہوا اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تین دن برابر کھانے سے سیر نہیں ہوئے ہیں یہانتک کہ آپ اس عالم سے تشریف لیگئے
اور اسکو محمد اسمٰعیل بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث دو معنی رکھتی ہے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیری تین روز برابر نہوتی تھی اور اگر ہوتی تھی تو متواتر اوس سے
ہوتی تھی یا یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین دن بھوک میں گذرتے تھے اور
تیسرے دن آپکو سیری نہوتی تھی اور ظاہر یہ ہے کہ معنی دوسرے مراد ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے اہل و عیال برابر راتیں اس طور پر
کاٹتے تھے کہ رات کھانا دستیاب نہوتا تھا اور انکا کھانا جو کی روٹی ہی تھی اوسکو ترمذی نے
روایت کیا ہے اور مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو روز گیہونکی روٹی سے سیر
نہیں ہوتی لیکن دو روز میں سے ایک روز خرمے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث
میں آیا ہے کہ اونھوں نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت دنیا سے تشریف لیگئے اور ایک دن میں دو کھانوں سے
شکم آپکا سیر نہوا یعنے اگر آپ خرمے سے سیر ہوتے تھے تو جو کی روٹی سے سیر نہوتے تھے اور اگر جو کی روٹی

سے سیر ہوتے تھے تو خرمے سے سیر ہوتے تھے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ قسم ہے خدا کی آل محمدؐ نے ایک صاع
طعام سے رات کھانا نہیں کھایا اور آنحضرتؐ کے نو گھر تھے اور کہا ہے حسن بصریؒ نے کہ آنحضرتؐ نے
یہ بات مرزوق الٰہی کو کم سمجھنے سے نہیں فرمائی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ
امت اسمیں میری پیروی اختیار کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو دنیا میں انس تین چیزوں سے تھا ایک تو خوشبو اور دوسرے عورت اور تیسرے طعام میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزیں پائیں یعنے خوشبو اور عورت اور طعام نہ پایا اور
ترمذی نے شمائل میں نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ اونھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ دقل میں سے کوئی چیز دستیاب ہوتی تھی کہ آپ شکم مبارک کو
اوس سے پر کرتے دقل ایک خرمے میں سے ادنی چیز ہے جسمیں اور چیزیں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور
وہ خوراک حقیر و نکمی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہم آل محمدؐ تھے کہ ایک مہینے
تک یوں ہی بیٹھے رہتے اور آگ تک نہ جلاتے تھے اور کھانا ہمارا خرما اور پانی ہی تھا اور ایک
روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہمکو دو مہینے اسی حالت پر گذر جاتے
تھے اور بعضے ہمسایہ والے جو انصار تھے دودھ بھیجتے تھے اور ہم وہ دودھ پی لیتے تھے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک میں خدا کی راہ میں پہونچایا گیا یعنے بلا اور محنت میں
اس طرح پر کہ کوئی نہیں پہونچایا گیا ہے اور دکھ دیا گیا ہوں خدا کے دین میں ایسا کہ کوئی دکھ نہیں
دیا گیا ہے اور بیشک رات دن گذر جاتا تھا اور میرے اور بلال کے واسطے اتنا کھانا نہ ہوتا تھا جسکو
ذی روح کھائے لیکن اتنی چیز ہوتی تھی کہ جسکو بلال کی بغل چھپا لیتی تھی یعنے تھوڑی سی چیز ہوتی
جو اونکی بغل میں کمی کے سبب سے چھپ جاتی اور سما جاتی تھی اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور
صحت اسکی کی ہے اور بعضے امراء مؤمنین اصحاب درختونکے پتے یہانتک کھاتے تھے کہ اونکے گلے زخمی
ہو جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چپاتیاں اور میدے کی روٹیاں نہیں دیکھیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ شریف میں چھلنی نہ تھی اور صاحب مواہب لدنیہ
کہتے ہیں کہ میں نے بہت کتابوں میں ڈھونڈھا ہے تاکہ میں یہ بات جان لوں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے کھانیکی روٹیان چھوٹی تھیں یا بڑی تحقیق لیکن اس باب مین کوئی خبر صریح نہین پائی ہجرت کو پہونچی اور بعضی حدیث مین چھوٹی روٹی پکانیکا حکم واقع ہوا ہے کہ وہ برکت کا باعث ہو اور اسکی سند مین ضعیف ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی سرکہ کے ساتھ نوش فرماتی تھے اور فرماتی تھے نعم الادام الخل یعنے بہتر سالن سے سرکہ ہے اور جاننا چاہیے کہ تنگی اور کمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کی معیشت جو مذکور ہوئی ہے دائمی نہیں تھی اور سب کو نہیں تھی اور اگر تھی تو احتیاج اور افلاس اور نہ ملنے کے سبب سے نہ تھی بلکہ کبھی جود اور بخشش کی وجہ سے ہوتی تھی اور کبھی پیٹ بھرنے اور زیادہ کھانیکی کراہیت سے اور ریاضت اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی اور ہجرت کی پہلے تنگی تھی جبکہ مکہ مین تھے اور جس وقت ہجرت کی اور مدینہ مطہرہ مین آئی تو مدینہ والون نے انکو مکان اور عطیہ اور مال اور باغ اور عطیات دیئے اور بعضے اصحاب مثل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دولت مند تھے اور ایسے ہی مالدار طلحہ اور سعد بن وقاص اور سوا انکی تھے اور یہ سب اپنی جان اور مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لٹاتے تھے اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو مال لانیکا حکم فرمایا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لائے اور آنحضرت نے لشکر کے سامان درست کرنیکی رغبت مالدار اصحاب کو دلائی پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ اور سوا اسکے اور چیزون کے ساتھ سامان درست کر دیا اور ثابت ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کی برس دن کے کھانے پینے کا سامان کر رکھتے تھے اور اپنے عمرے کے دن سو اونٹ ذبح کیے اور مسکینون کو کھانا کھلایا اور ایک گھڑی مین لاکھ درم جو بحرین سے آئے تھے تقسیم کر دیے اور ہوازن اور حنین مین اونٹ اور بکریاں اور بہت نقد کہ حد سے زیادہ تھا بخشش کیا چنانچہ تفصیل اوسکی اوسکے مقام مین انشاء اللہ تعالی آئیگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود امکان حصول وسعت اور کشایش کی فقر کو اختیار فرمایا جیسا کہ حدیث ابی امامہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار تعالی نے مجھ سے ارشاد اسبات کا کیا کہ میرے لیے بطحا اور مکہ کو

سونیکا کر دے پس مینے عرض کیا کہ نہین اے پروردگار میرے ایکدن آسودہ ہوتا ہون اور
ایکروز بھوکا رہتا ہون اور جب سیر ہوتا ہون تو شکر بجالاتا ہون اور تجھپر قناعت کرتا ہون
اور جسدن بھوکا ہوتا ہون تیری یاد کرتا ہون اور تیری درگاہ مین گریہ وزاری کرتا ہون
اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام کوہ صفا پر تھے پس آپنے ایک آواز دہشت ناک سنی کہ اوس سے آپکو خوف ہوا اور آپنے
فرمایا اے جبرئیل یہ آواز دہشت ناک کیسی ہے شاید قیامت قائم ہوئی حضرت جبرئیل ع نے
عرض کیا قیامت نہین ہے لیکن آپکے پروردگار نے اسرافیل ع کو اسبات کا حکم کیا ہے کہ وہ
آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین کے خزانونکی کنجیان لائے ہیں حضرت اسرافیل ع حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ خدائے تعالی نے مجھے اسبات کا حکم فرمایا ہے کہ آپکی خدمت مین عرض کرون کہ
تہامہ کے پہاڑونکو آپکے ہمراہ کردون اور اونکو زمرد اور یاقوت اور سونے اور چاندی کا بنادون
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل ع نے عرض کیا کہ آپکا پروردگار فرماتا ہے
کہ یا محمد تیرے مرتبے اور ثواب کے ویسی ہی موجود رکھتا ہے اور عرض کیا جبرئیل نے اگر
چاہیے تو پیغمبر اور بادشاہ رہیے اور اگر چاہیے تو پیغمبر بندہ رہیے اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامونمین سے ایک غلام حاضر تھا اونھون نے عرض
کی یا رسول اللہ آپ اوسکو اختیار فرمایئے تاکہ چند مدت آپکی دولت سے ہم آسایش کرین
پس حضرت جبرئیل ع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کیجیے
اور بندے رہیے اور علما راضی نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقیر اور محتاج کہین
اور زہد اور ضرورت کیساتھ تعریف کرین اور صاحب مواہب لدنیہ حلیمی سے شعب الایمان
مین نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تعظیم یہ ہے کہ آپ
اون چیزونکے ساتھ ہو لوگونکے نزدیک ضعیفون اور مسکینونکی صفتین ہین تعریف نہ کیے
جائین اور یہ نہ کہا جاے کہ آپ فقیر او مفلس تھے اور بعضون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حق مین زہد کے کہنے کا بھی انکار کیا ہے اور صاحب نثر الدرار نے محمد بن واسع سے حکایت کی ہے
کہ اونکے آگے کہا گیا کہ فلان شخص زاہد ہے اونھون نے کہا کہ وہ کس قدر دینار رکھتا ہے جواوسمین

اوسکا نہ شمار کیا جاوے اور قاضی عیاض نے شفا میں اور شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب
میں جسکا نام السیف المسلول ہے نقل کیا ہے کہ فقہاء اندلس نے باتفاق ایک شخص کے قتل اور سولی
پر چڑھانیکا فتوی دیا کہ اوسنے درمیان مناظرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں
ایک ہلکی بات بولا تھا اور آپکو یتیم کے ساتھ موسوم کیا تھا اور کہا تھا کہ آپکا زہد ضروری تھا
اور اختیاری نہ تھا اور اگر آپ حلال چیز پر قدرت پاتے تھے تو کھا لیتے تھے انتہی اور نقل کیا ہے کہ ایک شخص
نے کہ وہ اہل مصر میں سے تھا دوسرے شخص کو بطریق طعن اور حقارت کے کہا کہ تو کیا ہے تیرا باپ
بکریاں چراتا تھا اوسنے کہا کہ اگر میرا باپ بکریاں چراتا تھا تو پیغمبر بھی تو بکریاں چراتے تھے پس بعضے
عالموں نے اوسکو تعزیر دینے کا حکم کیا اور بعضوں نے اوسکے قتل کا حکم لگایا کیونکہ اسنے اپنے نفس کے
عار سے اور اپنے عیب کے دفع کرنیکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں خفت
چاہی ہاں اگر مسئلہ اور حکم کے بیان کرنے کی طریق سے کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بکریاں چرائی ہیں تو روا ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں اور اخبار میں آیا ہے اور یہ بھی صاحب
مواہب لدنیہ نے شیخ بدر الدین زرکشی سے نقل کیا ہے کہ اوسنے بعضے علماء متاخرین
سے جو فقیہ تھے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز مال سے
فقیر نہ تھے اور حال آپکا فقیروں کے حال کے مانند نہ تھا بلکہ آپ لوگوں سے بڑھکر غنی تھے اور
حقتعالی دنیا کی کاموں میں آپکے حق میں اور آپکی عیال کے حق میں کفایت کرتا تھا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول میں جو آپنے فرمایا ہے اللھم احینی مسکینا یعنے اے
خداوند زندہ رکھ مجکو مسکین کہتے تھے کہ اس سے مراد قلب کی سکینت ہے نہ وہ مسکینی کہ کوئی چیز نکے
اور مقام کفایت میں آپکے جو چیز واقع ہو وہ نہ رکھیں اور جو شخص اسکے خلاف پر اعتقاد کرتا تھا
اوسپر منع کرنیمیں بہت شدت کرتے تھے انتہی اور یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ الفقر فخری وبہ افتخر یعنے فقر میرا فخر ہے اور اوسکے ساتھ میں فخر
کرتا ہوں تو اسکے بارے میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے
واللہ اعلم فائدہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور مشہور ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھوک
کی وقت پتھر شکم مبارک پر باندھا ہے اور اصحابوں نے بھی یہ فعل کیا ہے اور ابن جبیر سے مروی ہے

کہ اونھون نے کہا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوک معلوم ہوئی پس آپ نے
ایک پتھر لیا اور اپنے شکم مبارک پر رکھا بعد اسکے فرمایا آگاہ رہو کہ بہت نفس طعم کرنے والے اور
نعمت والے دنیا مین قیامت کے دن بھوکے اور خالی ہونگے اور آگاہ رہو کہ بہت اپنے نفس کی بزرگی
کرنیوالے ہین اور بڑائی کرنیوالے ہین اور حالانکہ وہ نفس اونکی اہانت کرنیوالا ہے اور بہت اپنے
نفس کے خوار رکھنے والے ہین اور اوسکے چھپانیوالے ہین اور وہ نفس اونکی بزرگی کرنیوالا ہے
اور انس اور ابی طلحہ رض سے مروی ہے کہ کہا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
بھوک کی شکایت کی اور ہر ایک ہم مین سے ایک ایک پتھر اپنے پیٹ پر سے کھولا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پتھر اپنے شکم مبارک سے کھولے اور ترمذی نے کہا ہے
کہ یہ حدیث غریب ہے ابی طلحہ کی حدیث ہے اور اسکو نہین جانتا ہون لیکن اس وجہ سے کہ جابر
کی حدیث سے جو خندق کے زمین آئی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زمین سخت کے کھودنیکے واسطے کھڑے ہوئے اور حالانکہ آپکے
شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور صاحب قصیدہ بردہ نے کہا ہے ؎ وشد من سغب احشاءہ
وطوی تحت الحجارۃ کشحا مترف الادم ؎ اور مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ ابو حاتم بن حبان
نے اون حدیثونکا انکار کیا ہے جو شکم مبارک پر بھوک سے پتھر باندھنے کے باب مین وارد ہوئی
ہین اور کہا ہے کہ حدیثین باطل ہین اور دلیل لائی ہین اوس حدیث کو جو طی کی روزہ مین واقع
ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یطعمنی ربی ویسقینی یعنے میرا پروردگار
مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور کہا کہ پروردگار تعالی اپنے حبیب کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جب
کہ وہ حبیب طی کا روزہ رکھتا تھا پس بھوک سے شکم پر پتھر باندھنے کا کیون محتاج ہوگا
اور کہا ہے کہ پتھر باندھنا بھوک کو کچھ فائدہ نہین کرتا ہے اور نہ کچھ اثر کرتا ہے اور ابن حبان نے
کہا ہے کہ وہ حجز سے زے کے ساتھ یعنی پٹکے کے کہ بھوک کے وقت کس کر باندھتے تھے جیسا کہ
ضعف کے وقت لوگ کمر باندھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ صواب ہے کہ یہ حدیثین صحیح ہین اور
پتھر کا باندھنا بھوک کے الم کو تسکین دیتا ہے کیونکہ بھوک کا دکھ معدے کی حرارت غریزیہ کی
شدت سے ہوتا ہے اور جب معدہ کھانے سے خالی ہوتا ہے تو حرارت جسم کی رطوبتون کی طرف

مشغول ہوتی ہے اور اون رطوبتون کو سوخت کرتی ہے اور کھاتی ہے پس انسان کو اوس
حرارت سے ایذا اور دکھ پہونچتا ہے اور جب کوئی چیز لپیٹ لیجاتی ہے معدہ پر تو آگ معدے
کی کسی قدر دب جاتی ہے اور درد اوسکا کم ہوجاتا ہے اور تسکین پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بھوک سے رنج پہونچنا ساتھ حفظ قوت اور تازگی بدن اور خوبی رنگت کی زیادہ
اوس سے ہے جو نعمت والی اور مرفہ الحال رکھتے ہین اونکے حاصل کرنے اور رونا کرنیکے لیے
ہے اور یہ ایک معجزہ معجزون مین سے ہے کیونکہ تازگی اور خوبی رنگت اہل دنیا کی لذیذ اور
مرغوب کھانون سے اور اچھے کپڑون اور نرم فرشون اور جو اسکے مثل ہین اور اوسکے استعمال
سے ہوتی ہے اور یہان خوراک جو کی روٹی اور موٹے کپڑونکا لباس اور کھردرے ٹاٹ کا
فرش تھا اور حسن اور جمال اور تازگی اور لطافت اور چمک دمک جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی موافق آپکی حسن اور جمال اور فضل اور کمال کے تھی اور بعضون نے کہا ہے
کہ اہل عرب خصوصا اہل مدینہ کی عادت تھی کہ جب اونکے پیٹ خالی ہوتے تھے اور جھک
جاتے تھے تو اونکی تسکین اور تخفیف الم کے واسطے پتھر باندھتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے باندھا تا اصحاب بلکہ آگاہ فرماوین اور جتاوین اس بات سے کہ آپکے پاس
کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکے ساتھ کچھ غذا کیجیے اور اس حال کا اظہار فرمائین اور صاحب
مواہب کہتے ہین کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فعل کا کرنا طلب
ثواب اور اختیار سے ہے نہ فقط حال کے ظاہر کرنیکے لیے تھا واللہ اعلم اور شیخ عبد الحق دہلوی
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قول ابن حبان کا پروردگار تعالی طی کے روزے مین کھلاتا اور
پلاتا تھا اور بھوک کے الم کے دفع کرنے کے واسطے پتھر کیون باندھینگے یہ اسباتمین داخل
ہوسکتا ہے کہ وہ بات مخصوص طی کے روزے کے ساتھ ہو بوجہ حالت ذوق اور شوق کے طور
دائمی نہو اور حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف تھا گہ کچھ ہوتا تھا اور گہ کچھ ہوتا تھا اور
حق جل وعلا کی حکمتین اور معاملے اپنے حبیب کے ساتھ حال ذو تغیر مین خاص ہین جو قیاس اور عقل
مین نہین آتی ہین ہان اگر ان حدیثون کی سند مین کلام کیا جاوے تو وہ بات دوسری ہے
واللہ اعلم بندہ خاکسار ذلیل خوار مترجم مدارج النبوت کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

پیٹھ شکم مبارک پر باندھنا محض شفقت اور رحمت اور دوسرونکی تسکین دینے کے لیے تھا تاکہ وہ
آپکو اس فعل کو دیکھکے اپنی بھوک پر صبر کرین اور اس فعل مین آپکی اتباع سے محروم نرہین اور یہ امر
اونکے حق مین سنت ہوجائے کیونکہ ذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارفع اور اعلی ہے اور آپ
مظہر صفات کاملہ کے ہین یہان گنجایش اسبات کی نہین ہے کہ کسی وقت آپکی کیفیت ہم لوگونکی
ایسی ہوجاتی اور ہم لوگونکے مثل آپکی کیفیت ہوجانا ممکن نہین کیونکہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے
لست کاحدکم یعنے مین تم مین کسیکے مانند نہین اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے ایکم مثلی یعنے تم مین سے
کون ہے میرے مانند انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنے بیشک مین اپنے پروردگار کے پاس
جو میرا پالنے والا اور تربیت کرنے والا ہے شب کرتا ہون کہ پروردگار میرا کھلاتا پلاتا ہے
مجکو اس حدیث کو غور سے دیکھنا چاہیے کہ ترکیب اسکی کس چیز پر دلالت کرتی ہے آگاہ
ہو کہ ایکم مثلی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انی ابیت الخ کو ارشاد کیا اور جملہ
اسمیہ بعد جملہ انشائیہ کے جو استفہام کے ساتھ ہے دلیل عدم مثلیت کی واقع ہوا ہے اور جملہ اسمیہ
استمرار کے معنی پر دلالت کرتا ہے اور علاوہ اسکے اسمین صوم وصال کی قید بھی نہین لگائی ہے
کہ یہ امر مخصوص اوسی وقت کے ساتھ ہو فافہم اور ایک بات یہ ہے کہ وہی فعل مذکور کے کرنے
مین امت کی تعلیم تھی کہ انسان کو اپنے نفس پر سختی کرنا چاہیے اور اسکو ذلیل او خوار رکھنا چاہیے
جیساکہ ابن ابی الدنیا کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ اسکے پہلے گذر گئی ہے انتہی **وصل**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود ریاضت نفس کے اور نہ ملتفت ہوتے طعام کی طرف
اور نہ روا کرتے شہوتونکے اور نہ پورا کرنے اونھین شہوتونکے اور نفس کو روکنے کی غذاؤن
مین سے کسی قسم کے ساتھ خصوصیت نکرتے تھے اور تکلف ہونے کی وجہ سے اور امت
کو وسعت دینے کے قصد سے اور لذتون مین نرکھنے کے باعث سے جس چیز کے کھانیکی عادت
شہر والونکی تھی اور جو کچھ قسم لحم اور ترکاریون اور روٹی اور خرما سے اور مثل اوسکے حاضر ہوتا
تھا نوش فرماتے تھے اور لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک کھانے مخصوص کو خاص کرلینا طبیعت
کے لیے مضر ہے اگرچہ بہتر غذاؤن او مرغوب غذاؤن مین سے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حلوا اور شہد کھاتے تھے اور اوسکو دوست رکھتے تھے اسکو بخاری نے اور ترمذی نے

روایت کیا ہے اور حلوا قصر اور مد کے ساتھ طعام شیرین پر جو کھایا جاتا ہے اطلاق کیا جاتا ہے
اور خطابی نے کہا کہ اطلاق حلوے کا اوس چیز پر واقع ہوتا ہے کہ ترکیب سے بنایا جاتا ہے پس
عسل کو حلوا نہ کہیں گے اور کبھی حلاوت کاریز پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا اوسکا مرغوب ہونا خواہش کی کثرت کے سبب سے اور نفس کو اوس سے روکنے کے باعث
سے نہ تھا جیسا کہ عوام کو ہوتا ہے بلکہ اگر آپکے پاس آتا تھا تو اوسکی طرف میلان فرماتے تھے اور تھوڑا
سا اوسمین سے نوش کرتے تھے اور آپکو اچھا معلوم ہوتا تھا اور لوگونکو اسبات کا خیال ہوا کہ
آپ اسکو دوست رکھتے ہین اور صاحب مواہب لدنیہ نے ثعلبی سے فقہ لغت مین نقل کیا
ہے کہ جس حلوے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکھتے تھے اوسکا نام مجیع تھا اور وہ بفتح میم
اور جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے اور خرما ہے جسکو دودھ کے ساتھ خمیر کیا جاتا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایک قافلہ آیا تھا کہ اوسکے ساتھ آٹا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ میدا
اور گھی اور شہد تھا پس وہ اوسمین ایک تھوڑا سا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف مین لائے تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو برکت کی دعا دی اور ایک
دیگ منگائی اور اوسکو آگ پر چڑھا دیا اور اوسکا حلوا پکایا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا
کہ اسکو کھاؤ یہ ایک چیز ہے کہ اسکا نام فارس کے لوگ قبیص رکھتے ہین اور یہ بھی روایت مین
واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر کو دوست رکھتے تھے اور اوسکو حسین سمجھتے تھے
اور طحاوی نے حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کی شادی
مین تشریف لیگئے پس ہمسایہ والی طباق بادام اور شکر کے لیے ہوئے آئے اور قوم نے آنحضرت
کی ادب کی وجہ سے اپنے ہاتھونکو روک لیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو
لوٹتے نہین اون لوگون نے معروض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے تو لوٹنے کی نہی
فرمائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین شادی مین لوٹنے کو نہین منع کرتا ہون
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھینکتے تھے اوسکو قوم پر اور قوم اوسکو لوٹتی تھی اور طحاوی
لٹانیکے مکروہ نہونے پر اس حدیث کو حجت لائے ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ اس طرف گئے ہین اور اس
حدیث کو ساتھ صحیح حدیثون کے جو لوٹنے کی نہی مین وارد ہوئی ہین حکم کیا ہے لیکن بیہقی نے اس

حدیث کو ثابت نہیں کیا ہے اور اسی سبب سے طحاوی پر لوگ انکے قائل ہیں طعن اور تشنیع کی ہے شیخ
عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں کہ بقر عیدوں میں حج کے دن تحقیق لوگ کا حکم وارد ہوا ہے پس حضرت
امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہ حجت نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا گوشت
نوش فرمایا ہے اور آپکا گاے کا گوشت تناول فرمانا بالخصوص معلوم نہیں ہوا ہے بجز اسکے کہ حدیث
میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرہ کی طرف سے گاے کی قربانی کی ہے
اور فرمایا ہے بات ہے کہ اوسمیں سے آپنے بھی نوش فرمایا ہو واللہ اعلم اور گوشت کی تعریف
میں کئی ایک حدیثیں وارد ہوئی ہیں ہیں اللحم سید طعام اہل الجنۃ یعنے گوشت جنتیونکے کھانیکا سردار
ہے اور ایک روایت میں آیا ہے سید الطعام لاہل الدنیا والآخرۃ یعنے سردار کھانیکا ہے اہل دنیا
اور آخرت کیلیے اس حدیث کو ابن ماجہ وابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور اونکی سند ضعیف
ہے لیکن اس حدیث کی شاہد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کے کھانیکا سردار گوشت ہے بعد اوسکے چاول ہے اور ابونعیم
اسکو طب نبوی میں لائے ہیں اور گوشت کا کھانا سات قوتونکو زیادہ کرتا ہے اسکو زہری نے
بیان کیا ہے اور مواہب لدنیہ میں ایسے ہی ہے اور یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی
ہے کہ گوشت کھانا رنگت کو صاف کرتا ہے اور خُلق کو نیک کردیتا ہے اور جو شخص چالیس رات اسکو
چھوڑ دے تو خُلق اوسکا برا ہوجاتا ہے اور مواہب لدنیہ میں ایسے ہی ہے اور اتنی مدت میں
جیسے کہ اسکے ترک میں یہ خاصیت واقع ہوئی ہے ویسے ہی اتنی مدت میں اوسکے کھانے میں
قساوت قلب اور سختی طبیعت کی تاثیر بھی وارد ہوئی ہے اور بعضے آثار میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کھانوں میں سے محبوب زیادہ گوشت تھا اور فرماتے تھے کہ
گوشت کا کھانا سماعت کو زیادہ کرتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بہتر کھانوں سے ہے اور فرمایا
کہ اگر میں اپنے پروردگار سے چاہوں کہ ہر روز مجھکو گوشت کھلائے تو ہر آئینہ ہر روز سیر پرودگار
کھلائے اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ گوشت کا کھانا عقل بڑھاتا ہے اور مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دست کا گوشت بہت محبوب تھا اور اسی وجہ
سے تو اوس یہودن نے اوسی گوشت میں زہر ملایا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دست کا گوشت اس وجہ سے محبوب تھا کہ آپکو
دستیاب نہوتا تھا اور کبھی کبھی آپ کھاتے تھے اور دست کا گوشت بہت جلد پکتا ہے پس آپ
اوسکے نوش فرمانے مین جلدی فرماتے تھے اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اطیب اللحم لحم الظھر یعنے بہتر گوشت پیٹھ کا گوشت ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ دست کا گوشت محبوب اس وجہ سے تھا کہ وہ نجاست کی مقامات سے بہت دور ہے اور اس توجیہ
کی تائید کرنیوالی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردونکو مکروہ جانتے تھے کہ وہ پیشاب
کی مقام کے قریب ہین لیکن حافظ عراقی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سندین ضعیف ہین
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کو نوش کرتے تھے یعنے گوشت ہڈی مین لگا ہوا بھی منہ
سے کھاتے تھے اور نہش شین معجمہ اور سین مہملہ کے ساتھ بھی آیا ہے اور بعضے کہتے ہین جو شین معجمہ کے
ساتھ ہے وہ تمام دانتون سے کھانیکے معنی مین آیا ہے اور سین مہملہ کے ساتھ ہے وہ دانتون کی
نوکون سے کھانیکے معنی مین آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کو چھری سے
کاٹکے بھی کھایا ہے اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری
سے بکری کے شانے مین سے کاٹا اور ہاتھ مین رکھا کہ آپ نماز کے واسطے بلائے گئے پس جس چھری
سے گوشت کاٹتے تھے اوسکو ہاتھ سے ڈال دیا اور نماز کے لیے اوٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہین
کیا اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت کو چھری سے
نہ کاٹو کیونکہ وہ کام عجمیونکا ہے اور دانتون سے کھاؤ کیونکہ دانت سے گوشت کھانا ہاضم زیادہ
اور گوارا بہت ہے اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہین ہے اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی شاہد حدیث صفوان بن امیہ ہے جسکو ترمذی نے اختیار کیا
ہے اور بعض روایتون مین دانت سے کھانیکا حکم واقع ہوا ہے اور چھری سے کاٹنے کی نہی تصریح
سے نہین ہے اور محدثین نے تطبیق یون دی ہے کہ چھوٹی ہڈی دانت سے کھائے اور بڑی
ہڈی چھری سے کاٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھنا ہوا گوشت کھایا ہے اور
حضرت ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ کہتی ہین کہ ایک پہلو بھنا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت فیضدرجت مین لائے پس آپ نے اوسمین سے کھایا بعد اوسکے نماز کے واسطے اوٹھ کھڑے

ہوئی اور وضو نہین کیا اور یہ حدیث ہی اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدید یعنے گوشت سکھی ہوئے کو کھایا چنانچہ سنن مین آیا ہے کہ ایک صحابی نے بیان کیا ہے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلیے ایک بکری ذبح کی اور ہم مسافر تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس گوشت کو اصلاح کر لیں مین اوس گوشت مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا کیا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف پہونچے اور اصلاح سے مراد گوشت کا سکھانا ہے اور جگر بھنا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھایا ہے اور مرغے کا گوشت کھایا ہے اسکو بخاری اور ترمذی اور سوا انکے اوروں نے روایت کیا اور خر وحشی جسکو گورخر کہتے ہین اوسکا گوشت کھایا ہی اسکو شیخین نے روایت کیا ہے اور شتر کا گوشت قیام اور سفر مین اور دریائی جانور کھائے ہین اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ائمہ کا دریائی جانورون کے کھانے مین اختلاف ہی بعضو نکے نزدیک انسان دریائی جائز ہین اور بعضو نکے نزدیک انسان دریائی اور خنزیر دریائی سوا ہی اسپ جائز ہین اور ہمارے مذہب مین بجز مچھلی کے اور کچھ نہین جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثرید کھایا ہے اور ثرید اوسے کہتے ہین کہ گوشت کی شوربے مین روٹیان توڑکے ڈالی جائین اور کبھی اوسمین گوشت بھی ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی کل الطعام یعنے فضل عائشہ کا عورتو نپر ایسا ہی جیسا فضل ثرید کو سب کھانے پر ہے اور ابو داؤد نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ کہا ہی ابن عباس رض نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانو نمین سے محبوب زیادہ ثرید خبز اور ثرید حیس تھا ثرید خبز اوسکو کہتے ہین جو روٹی توڑکے شوربے مین بھگوئی جاتی ہے اور ثرید حیس اوسکو کہتے ہین جو خشک کھجورین گھی اور پنیر مین ملائی جاتی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھی اور سکے سے چپڑی ہوئی روٹی نوش فرمائی ہے اور روٹی روغن زیتون کے ساتھ تناول کی ہی اور ہریسہ کے کھانے مین حدیثین آئی ہین لیکن محدثین اوسکو موضوع بتاتے ہین اور طبرانی نے اوسط مین حذیفہ رض سے نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجکو ہریسہ کھلایا ہے تاکہ پشت میری نماز تہجد کے واسطے مضبوط اور قوی ہو جائے اور کہا ہے کہ محمد بن حجاج کی اس حدیث مین لفظ

کہی ہے اور یہ وہ شخص ہے جسنے یہ حدیث بنائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدو
نوش فرمایا ہے اور اوسکو دوست رکھتے تھے اور اگر کدو پکایا جاتا تھا تو آپ اوسکو پیالے مین سے ڈھونڈھتے
تھے اور اوسکو محبوب رکھنے کے باعث سے کھالیتے تھے اور حضرت انس رضی کہتے ہین کہ جس روز سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل دیکھا ہے مین کدو کو دوست رکھتا ہون اسکو مسلم نے روایت
کیا ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ کدو کو دوست رکھنا اور جس چیز کو آنحضرت دوست رکھتے تھے
اوسکو دوست رکھنا مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کے آٹے کے ساتھ چقندر پکے
ہوئے نوش فرمائی ہین اور ترمذی نے شمائل مین روایت کی ہے کہ ایک روز حسن بن علی و عبد اللہ
بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر سلمی کے پاس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تھی آئے
اور فرمایا ای سلمی ہمارے واسطے وہ کھانا پکا جو رسول اللہ کو اچھا معلوم ہوتا تھا سلمی نے اے
صاحبزادو میرے تمکو اب وہ کھانا اچھا نہین معلوم ہوگا یعنے تم کھانے لذیذ اور مرغوب کھاتے ہو تمکو
کہان اچھا معلوم ہوگا صاحبزادون نے فرمایا کہ ہمکو اچھا معلوم ہوتا ہے تم ہمارے واسطے پکاؤ پس
سلمی نے تھوڑے سے آٹے جو پکائے اور اوسکو دیگ مین اونڈیل کے اوس مین تھوڑی مرچین
اور روغن زیتون ڈالکے صاحبزادون کے آگے دیگ لاکے رکھدی اور عرض کیا کہ یہی کھانا ہے جو
رسول اللہ کو مرغوب تھا اور اسکو رغبت سے نوش فرماتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خزیرہ کھایا ہے اور وہ کھانا ہے کہ آٹے سے لپسی کی طرح پر بنایا جاتا ہے لیکن اوس سے پتلا ہوتا ہے
طبری نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ خزیرہ یہ ہے کہ گوشت کو لیکر اوسکے چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے لیے جاتے ہین اور بہت سا پانی اوسمین ڈالا جاتا ہے اور جب وہ پک کر نرم ہو
جاتا ہے تو اوسمین آٹا ملایا جاتا ہے اور اگر اوسمین گوشت نہو تو اوسکو عصیدہ کہتے ہین اور
بعضے کہتے ہین کہ وہ ایک شوربا ہے کہ بھوسی سے صاف کیا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ خزیرہ خاء معجمہ اور زاء معجمہ کے ساتھ جو ہے وہ بھوسی سے بنایا جاتا ہے
اور جو حاء مہملہ اور راء مہملہ کے ساتھ ہے وہ دودھ سے بنایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پنیر تناول کیا ہے اور پکی ہوئی کھجور اور خشک کھجور اور گدری کھجور نوش
فرمائی ہے اور درخت پیلو کے پھل کو کھایا ہے اور خرمے کے درخت مین سے جو گوند نکلتا ہے

اوسکو بہت دوست رکھتے تھے اور بہت مرغوب تھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
نقل کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین مقام
تبوک مین پنیر کوئی شخص لایا پس آپ نے چھری منگائی اور بسم اللہ فرما کر اوسکو تراشا ابوداود
نے اسکو روایت کیا ہے اور بعضے فقیہون کو رومیون کے پنیر مین کلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے خربوزہ خرمے سے نوش کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترکاریون مین کدو
بہت مرغوب تھا اور خربوزے کے فضل مین حدیثین آئی ہین اور اون حدیثونکی ایک کتاب بنائی
گئی ہے لیکن محدثین اوسپر حکم وضع کا کرتے ہین اور عجائبات مین ہے یہ امر کہ محمد بن اسلم خربوزہ
نہ کھاتے تھے اور اوسکی یہ وجہ بیان کرتے تھے کہ یہ بات منقول نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کس طور پر کھاتے تھے اور ایک روایت مین ککڑی کھانا خرمے کی ساتھ اس
صورت سے آیا ہے کہ آنحضرت کے ایک ہاتھ مین ککڑی تھی اور ایک ہاتھ مین خرما تھا کبھی ککڑی
مین سے نوش فرماتے تھے اور کبھی خرمے مین سے تناول کرتے تھے اور ایسے ہی خربوزہ اور خرمے کے
باب مین حدیث آئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خربوزے اور خرمے ملا کر نوش
فرماتے تھے اور یہ حدیث دو باتونکا احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ
نوش کرتے تھے یا کبھی خربوزے مین سے کھاتے تھے اور کبھی خرمے مین سے کھاتے تھے اور ابن ماجہ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک غریب حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے
کہ میری مان میری فربہی کے لیے میرا علاج کرتی تھین اور اوسمین جلدی کرتی تھین تاکہ
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرین اور کچھ علاج ٹھیک نہوتا
تھا آخر کو مینے رطب یعنی تر خرما اور ککڑی کھائی اور ایک روایت مین تمر یعنے خشک خرما
رطب کے مقام مین آیا ہے پھر خوب مین فربہ ہوئی مواہب مین ایسے ہی آیا ہے آگاہ ہو
شرح کرنے والے بلکہ حدیث کے روایت کرنے والے یہ بات کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خربوزے اور خرمے کے ساتھ کھانے مین مقصود یہ تھا کہ خرمے کی حرارت
خربوزے کی سردی سے کم ہوجاوے اور موافق طب کی قاعدے کے اعتدال اسکا اوس سے
ہو جاوے چنانچہ ابی اسامہ کی حدیث مین جو ہشام سے مروی ہے آیا ہے انہ صلے اللہ علیہ

واٰلہ وسلم کان یاکل البطیخ بالرطب یکسر حر ہذا ببرد ہذا وبرد ہذا بحر ہذا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم بیشک خربوزہ تر خرمے سے نوش فرماتے تھے اور اوسکی حرارت کو اوسکی سردی سے
اور اوسکی سردی کو اسکی حرارت سے کم کرتے تھے اور لوگوں نے کہا ہے کہ غذاؤں اور دواؤں
کی ترکیب میں بھی بہت بڑا گر ہے اور یہ بات بھی کہی ہے کہ مراد بطیخ سے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم تر خرمے کے ساتھ نوش فرماتے تھے بطیخ اخضر یعنے ہرا خربوزہ ہے کہ وہ سرد ہے اور
زرد خربوزہ کہ وہ گرم ہے مراد نہیں ہے اور پھر یہ بات کہی ہے خربوزہ خرمے کے ذکر کے ساتھ
جو حضرت انسؓ کی حدیث میں واقع ہوا ہے وہ زرد خربوزے کی قسم میں سے ایک قسم کی خربوزہ ہے جسکا
نام ہے اور جواب اوسکا یہ دیا گیا ہے کہ اوسمیں نسبت خرمے کے ایک برودت ہے اگرچہ شیرینی
کی وجہ سے حرارت رکھتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے گمان میں
یہ بات ہے کہ قوم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے خربوزے کو خرمے کے ساتھ ملا کر کھانے
کی علت بیان کی ہے تکلف سے خالی نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اون دونوں کو ساتھ کھاتا اتفاقی تھا یا ایسا ہو کہ وہ خربوزہ شیرین نہو گا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کو جو خرمے کے ساتھ نوش فرمایا تو اسی باعث سے کہ وہ بالکل پھیکی
ہوتی ہے خرمے سے میٹھی ہو جاوے اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محض بے تکلفی
سے اور لذت کی غرض نہونے سے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خرمے کو جو کی روٹی
کے ساتھ کھانے میں ایسے ہی کہا ہے کہ جو سرد اور خشک ہے اور خرما گرم اور تر ہے پس آپنے خرما
گرم روٹی کے ساتھ بھی نوش فرمایا ہے کہ اسکی سردی اوسکی حرارت سے اور اوسکی حرارت
اسکی سردی سے کم ہو جائے اور معتدل کرنیکی یہ اچھی تدبیر ہے واللہ اعلم اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور آپکو پسند تھا اور ابتک
اوس دیار میں خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ کھانا رائج ہے اور وہاں کے بازار میں خرمے میں
مسکہ لگا کے بیچتے ہیں اور جو علت کہ سابق میں مذکور ہوئی وہ خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ
کھانے میں غالب ہے کیونکہ مسکے کی چکنائی اوسکی خشکی کھو دیتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو روٹی کے ساتھ کھانیکی جو چیز میسر ہوتی تھی آپ اوسکے ساتھ نوش فرماتے تھے کبھی گوشت ہوتا تھا

اور کبھی خربوزہ ہوتا تھا اور کبھی خشک خرما ہوتا تھا اور مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کے ٹکڑے پر خشک خرما رکھا اور فرمایا کہ یہ روٹی کے ساتھ کھانیکی چیز ہے اور کہین سرکہ بھی ہے اور فرمایا نعم الادام الخل یعنے اچھا سالن سرکہ ہے خطابی اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس کلام سے کھانیکی چیزونمین میانہ روی اختیار کرنیکی تعریف مراد ہے اور نفس کو لذیذ کھانونسے روکنا مقصود ہے یعنی روٹی کے ساتھ سرکہ کھائے یا مانند اسکے جو چیزین ہین کہ اونکا دستیاب ہونا آسان ہے اور وہ کچھ نایاب نہین ہی اور شہوتونکی طرف رغبت نکرے کیونکہ یہ امر دین مین فساد پیدا کرتا ہے اور بدنکو نقصان پہونچاتا ہی اور امام نووی نے کہا ہے کہ یہ تعریف نفس سرکہ کی ہے کہ وہ بہت سے نفعونکو شامل ہے لیکن کھانیکی چیزونمین میانہ روی اختیار کرنا اور شہوتونکا ترک کرنا اور حدیثون اور قاعدونسے معلوم ہی آبن تیمیہ نے کہا ہی کہ یہ تعریف سرکہ کی موافق انقضائے حال کے ہی نہ فضیلت دینا اوسکا اور چیزونپر ہے جو روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہین جیسا کہ بعضون نے گمان کیا ہے اور اس حدیث کی وارد ہونیکا سبب یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت اپنے اہلبیت کے پاس تشریف لائے پس وہ آپکے لیے خشک روٹی لائین آپنے فرمایا کہ کیا کوئی چیز اسکے ساتھ کھانیکی نہین اونھون نے عرض کیا کہ بجز سرکے کے اور تو کچھ نہین ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نعم الادام الخل اور مقصود اس سے یہ ہی کہ نان خورش کے ساتھ روٹی کھانا حفظ صحت کا سبب ہے کیونکہ سالن اصلاح روٹی کی کرتا ہی اور اوسکو ملائم حفظ صحت کے واسطے کر دیتا ہی بخلاف اوسکے کہ ان دونون مین سے ایک دستیاب ہو اور اوسپر اکتفا کیا جاوے اور اس قول مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکے کو دودھ اور گوشت اور شہد اور شوربے پر فضیلت نہین دی ہے اور اگر دودھ اور گوشت موجود ہوتا تو البتہ یہ تعریف اولی تھی پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بات فرمانا اونکی خاطر سے اور اونکے دلونکے شاد کرنیکے لیے تھا نہ سرکے کو نان خورش پر فضیلت دینے کے واسطے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ملک کی ترکاریان اوسکی فصل مین نوش فرماتی تھے اور اوس سے پرہیز نکرتے تھے اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ یہ حفظ صحت کا بہت بڑا سبب ہے کیونکہ پروردگار عالم نے اپنی حکمت سے ہر شہر مین میوہ پیدا کیا ہے کہ اوسکی فصل مین وہانکے شہر والے اوس سے

فائدہ اوٹھاتی ہین اور اوسکا کھانا اون لوگونکی صحت اور عافیت کا سبب ہوتا ہے اور اونکو بہت دوائیونکے استعمال کرنیسے بے پروا کردیتا ہی اور کم کوئی ہوگا کہ اپنے شہر کے ترکاریونسے بوجہ خوف بیماری اور ضعف کی پرہیز کرتا ہوگا مگر وہی شخص ہوگا کہ جو ضعیف اور ناتوان زیادہ ہوگا اور صحت اور قوت نرکھتا ہوگا پس جو شخص اون ترکاریونکو اونکی فصل مین اوس طرح پر کہائیگا جو اونکے کھانیکا طریقہ ہے تو وہ اونکے حق مین ایک دوا نافع ہوجائیگی انتہی اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتی ہین کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انگور بطریق خرط کی کھاتے دیکھا ہے اور معنے خرط کے یہ ہین کہ انگور کا خوشہ منہ مین رکھے اور اوسکے دانے منہ مین لے اور اوسکی شاخ کو بغیر انگور کے دانونکے باہر نکال کے پھینکدے اور اب یہ بات رائج ہے کہ انگور کے دانے ہاتھ سے اوٹھا کے منہ مین رکھ لیتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز نہین نوش کی ہے اور نہ امت کو اوسکے کھانے کی نہی فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ جو پیاز کھائی اوسکو چاہیے کہ مسجد مین نہ آئی اور عالمون نے اور متبرک مقامونکو بھی اسپر قیاس کیا ہے اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کھانا جو نوش فرمایا ہے اوسمین پیاز بھی اور ظاہر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے جواز کے اثبات اور تاکید کے واسطے تناول فرمایا یا یہ ہے کہ پیاز پکی ہوئی تھی اور بو اوسکی جاتی رہی تھی اور مکروہ تو کچی پیاز ہے جسمین بو آتی ہے اور جس زمانہ مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدای ہجرت مین ابو ایوب انصاری کے گھر مین تشریف رکھتے تھے اور وہ کھانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر کرتے اگر اوسمین پیاز اور لہسن کی قسم مین کوئی چیز ہوتی تو آپ نوش فرماتی اور اپنے اصحابونکو بھیجدیتے تھے اور لہسن کا بھی حکم یہی ہے بلکہ وہ اس سے بھی بدتر ہے اور امام نووی نے کہا ہے عالمون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین لہسن اور پیاز اور گندنے کے حکم مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام تھا اور صحیح تر یہی بات ہے کہ آپکے حق مین کراہیت تنزیہی کا حکم رکھتا تھا نہ تحریمی کا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عموم قول سے ثابت ہے کہ صحابہ نے آپسے پوچھا حرام ہے یعنے کیا پیاز اور لہسن اور گندنا

ہر ایک حرام ہے آپ نے فرمایا لا یعنے حرام نہین ہے اور جو شخص کہ حرمت کا قائل ہے وہ کہتا ہے کلا کے معنی یہ ہین کہ تم پر حرام نہین ہے واللہ اعلم اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ محبت صادق پر موافقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاز اور لہسن کی ترک مین اور اون چیزون کے مکروہ جاننے مین جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکروہ سمجھا ہے واجب ہے کیونکہ محبت صادق کی صفت یہ ہے کہ جسکو محبوب دوست رکھے اوسکو وہ بھی دوست رکھے اور جسکو محبوب مکروہ سمجھے اوسکو وہ بھی مکروہ سمجھے اور یہ قول صاحب مواہب کا سچ ہے اور بہت ٹھیک ہے اور کبھی جو بنظر مہربانی اور عنایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو رخصت دینے مین اور اباحت کی طرف متوجہ ہوتے تھے کان اللہ یحب ان یوتی عزائمہ تو وہ فعل آپ سے ظہور مین آتا تھا اور یہ بات دوسری ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دور مقام پر وارد ہوئی تھے اور بھوک معلوم ہوئی اور آپ نے باغ مین پانی سینچنے کی مزدوری اختیار فرمائی اور ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین روٹی گندم کے ساتھ حاضر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی خود تناول فرمائی اور گندنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت کیا تاریخ مدینہ مین ایسے ہی مذکور ہے **وصل** آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین اونگلیون سے یعنے انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی سے کھانا نوش فرماتے تھے اسکو شمائل مین ترمذی نے روایت کیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک اونگلی یا دو اونگلیون سے کھانا مغرور لوگون کا کھانا ہے اور یہ بھی ہے کہ اس طرح کھانے سے لذت نہین ملتی اور دیر کے بعد سیری حاصل ہوتی ہے اور پانچون اونگلیون سے کھانا حرص اور طمع کی علامت ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے ایک حدیث مرسل نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچون اونگلیون سے کھایا ہے اور محدثین اس حدیث کو اور جو حدیث کہ تین اونگلیون سے کھانے مین واقع ہوئی ہے اوسکو اختلاف وقت اور احوال کے ساتھ جمع کیا ہے اور بعد کھانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل ہاتھ پونچھنے کے اونگلیان چاٹتے تھے اور بعضی روایتون مین اونگلیان اور کاسہ چاٹنے کا حکم واقع ہوا ہے اور یہ آیا کہ کاسہ آپنے چاٹنے والے

کی حق مین استغفار کرتا ہے اور کاسہ چاٹنے کی علت یہ واقع ہوئی ہے کہ آدمی کو نہین معلوم ہے کہ کھانے
کے کس جزو مین برکت ہے اور انگلیان چاٹنے مین یہ شرط نہین کہ سب انگلیان منہ مین رکھلے
اور زبان سے انکو چاٹ لیا اور انکو ہونٹونکے اندر رکھ لینا کافی ہے اور بعضے وقتون مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلیان اور انگوٹھے اور رخسارونکو چاٹتے تھے اور کھانیکے درمیان انگلیانکا
چاٹنا مکروہ ہے اور جو چیز کہ خوان سے یا کاسہ سے گری ہوئی ہو اوسکے کھانے مین ثواب ہے اور
بعضی روایتون مین آیا ہے کہ فعل مذکور کے اختیار کرنے مین فقر اور برص اور جذام سے محفوظ رہتا ہے
اور جو شخص اسکا استعمال کرتا ہے اوسکی اولاد حماقت سے باز رہتی ہے اور اونکو عافیت بخشی جاتی ہے
اور دیلمی نے بطریق رشید کے کہ خلفاء عباسیہ مین سے ہے اپنے باپ دادا سے کہ اونھون نے ابن عباس رضی سے
روایت کیا ہے کہ جو شخص اس چیز مین سے جو سر خوان سے گری ہے کھائے تو اولاد اوسکی خوبصورت
پیدا ہو اور فقر سے باز رہے اور اسی امر مین اہل کشمیر سے اتباع ظہور مین نہین آتی ہے اور وہ اوسکو
مکروہ جانتے ہے اور اگر نظر حقیقت سے دیکھین تو کوئی مقام کراہت کا نہین ہے کیونکہ ریزہ اوسی کھانیکے
ہین جو کھایا ہے انگلیان چھو جاتی اور کاسے مین لگے رہنے سے کیون لائق گھن کھانیکے ہوگا خصوصاً
جس وقت مین کہ سن لے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہے اور حقیقت مین جو شخص
گھن کھاتا ہے اوس چیز سے جو سرور کائنات کی طرف منسوب ہے اوسپر بہت بڑا امر لازم آتا ہے
خدا بچائے اور صاحب مواہب نے ایک بزرگ سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے فرمایا ہے کہ آدمی کلی
کرتا ہے اور اپنی انگلیان منہ مین ڈالتا ہے اور منہ کے اندر اور دانتونکو ملتا ہے اور کوئی شخص
اوسکو مکروہ نہین جانتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر نہین نوش فرماتے تھے
اور ارشاد کرتے تھے کہ مین بندہ ہون جس طور سے بندہ بیٹھتا ہے مین بیٹھتا ہون اور جس طرح سے
بندہ کھاتا ہے مین کھاتا ہون اور اتکا کی تفسیر مین عالمونکا اختلاف ہے قاضی عیاض جو
حدیث کے محقق شارحین مین سے ہین اونھون نے شفا مین کہ نام ایک کتاب کا ہے لکھا ہے کہ
اتکا سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سے چوتڑ مار کے بیٹھتے ہین اوس ہیئت سے بیٹھے اور مثل اون بیٹھکون
کی بیٹھے جنمین بیٹھنے والا اپنے نیچے کچھی ہوئی چیز سے ٹیک دیتا ہے اور اس ہیئت سے بیٹھنے والا کھانا
اچھی طرح کھاتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست اس ہیئت پر تھی کہ گویا کہ ابھی

ساعت آپ اوٹھ کھڑے ہونگے یعنے بطریق اقعاد کے جلوس فرمائی تھے اور کہا ہی کہ محققین کے نزدیک اتکا کے معنی جو حدیث مین ہی یہ نہین ہی کہ ایک جانب کو جھک کے بیٹھے اور اقعاد سے مراد یہ ہی کہ سرین کو زمین ہی لگاوے اور پنڈلیونکو کھڑا رکھے اور اپنی پیٹھ کے بل سیدھا ہو اور یہ بھی صورت ہی جو نماز مین منع ہی اور صاحب مواہب کہتے ہین کہ بعض چیز کے ساتھ قاضی عیاض نی اتکا کی تفسیر کی ہے وہی بات اکمال مین خطابی سی جو شارحین حدیث کی اماموں سے ہین اور اونکے معتمد علیہ ہین نقل کی گئی ہے اور کہا ہے کہ خطابی نے اکثر اون لوگونکی کہ جنھون نی اتکا کو ایک جانب کی طرف میل کرنا تفسیر کیا ہی مخالفت کی ہے اور خطابی نی کہا ہے کہ عوام اسکا گمان کرتی ہین کہ متکی کے یہ معنی ہین کہ کھانا کھانیوالا اپنی ایک جانب کی طرف مائل ہو اور ایسا امر نہین ہے بلکہ متکی کے یہ معنی ہین کہ وہ شخص اوس چیز پر جو اوسکے نیچے بچھی ہی ٹیکن دیے ہوا تھی اور ابن جوزی کے نزدیک اتکا کی معنی یہی ہین کہ ایک جانب کو میلان ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ اتکا کی معنی کسی چیز پر ٹیکن دینا ہین جیسے دیوار اور مسند اور جو اسکے مانند ہے اور بعضون نی کہا ہی کہ بائین ہاتھ کو زمین پر ٹیکنا یہ معنی اوسکے ہین اور بعضی حدیثو مین اسکی نہی صریح آئی ہے اور ابن اثیر نی نہایہ مین کہا ہی کہ جسنے اتکا کو ایک جانب کی میل ہونیکی ساتھ تفسیر کیا ہے اوسنے اوسکی تاویل مذہب طب کے موافق کی ہے اور ابن قیم نے کہا ہی کہ یہ کھانا کھانیوالیکو نقصان کرتا ہی کیونکہ مجری طبعی اس ہیئت کی نشست مین معدہ مین بآسانی کھانا پہونچنے کو مانع ہوتی ہی اور معدیکو پیچیدہ کر دیتا ہی اور غذا کے لیے معدہ کھل نہین سکتا ہی اور معدہ خواہش اوسکی کرتا ہی لیکن غذا نہین ٹھہرتی ہی اور آسانی سی اوسکی طرف نہین پہونچتی ہی اور کسی چیز پر تکیہ لگا کے بیٹھنا مغرور لوگونکی نشست ہے اور عبودیت کے طریقے کی خلاف ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اکل کما یاکل العبد یعنے مین کھاتا ہون جس طرح سے بندہ کھاتا ہی اور بعضون نی کہا ہی کہ کھانا کھانے مین تکیہ نہ لگانیکا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہی اور حق یہ بات کہ حکم عام ہی ہان اگر کوئی چیز ایسی عارض ہو کہ رعایت ادب کی ممکن نہو تو وہ بات دوسری

ہی والضرورات تبیح المحظورات یعنے ضرورتین مباح کر دیتی ہین منع چیزونکو اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہی کہ اتکا پانچ قسم پر ہے اور یہ سب بیتین جو ذکر کی گئی ہین اونکا شمار کیا ہی اور صاحب مواہب نے

کہا ہے کہ جب کراہت اتکا کی یا خلاف اولی کے اوسکا ہونا ثابت ہوا تو کھانا کھانیکے واسطے یہ نشست مستحب ہے کہ دوزانو بیٹھے یا ایک سیدھا پاؤں کھڑا کر دے اور بائیں پانو پر بیٹھے اور ابن قیم نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں قدم کے اندر کیجانب کو داہنے قدم کی پشت پر بوجہ تواضع اور ادب کے رکھتے تھے اور یہ ہئیت نافع زیادہ اور بہتر زیادہ کھانا کھانیکی نشست کے دوسری ہئیتوں سے ہی کیونکہ تمام اعضا اپنی وضع طبعی پر جس طرح سے حقتعالی نے پیدا کیا ہے رہتے ہیں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک کھانے میں ڈالتے تھے تو آپ بسم اللہ فرماتے تھے اور افضل یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور اگر فقط بسم اللہ کہے تو کافی ہے اور ادائے سنت حاصل ہوجاتا ہے اور کھانیکے اخیر میں خدا تعالی عز وجل کی حمد کرتے تھے اور صیغے حمد کے متعدد منقول ہیں اور اس قدر کہنا بھی کافی ہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین یعنے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جسنے ہمکو کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا ہے اور یہ دعا بھی صحت کو پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وہدیت واحییت فلک الحمد علی ما اعطیت یعنی کھایا میں نے اور پیا میں نے اور غنی ہوا میں اور قوت کی میں نے اور ہدایت پائی میں نے اور زندہ ہوا میں پس تیری ہی تعریف ہے اوس چیز پر جو مجھکو دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنے ہاتھ سے کھانا نوش فرماتے تھے اور داہنے ہاتھ سے کھانیکا حکم کرتے تھے اور فرمایا یا غلام سم اللہ وکل بیمینک ومما یلیک یعنے اے غلام نام لے اللہ تعالی کا اور کھا داہنے ہاتھ سے اور جو چیز تیرے قریب ہے اور بعضے شافعیہ نے اس وعید کو مستحب ہونے پر محمول کیا ہے اور صواب یہ ہے کہ بوجہ وارد ہونے وعید اسکے ترک پر واجب ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا پس فرمایا کل بیمینک یعنے داہنے ہاتھ سے کھا اوس شخص نے عرض کیا کہ لا استطیع یعنے میں استطاعت نہیں رکھتا ہوں آپنے فرمایا لا استطعت یعنے استطاعت تجکو نہو پس وہ شخص اپنا ہاتھ منہ تک نہ اوٹھا سکا اور بعضے مستحب ہونے پر قرینہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلیل لائے ہیں وکل مما یلیک اور کہا ہے کہ کھانا مما یلی سے واجب نہیں ہے اور اوسکا جواب دیا ہے کہ واجب ہے اوسکا ترک کرنیوالا بعد علم کے گنہگار ہے انتہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر ایک

قسم کا کھانا ہو تو وہی چیز کھاوے جو قریب اپنے ہو اور اگر کئی قسم کا کھانا ہو مثل ترکاری وغیرہ کی تو اور طرف سے کھانا جائز ہے اگر یہ بات کہی جاوے کہ سابق مین گذرا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کاسے کے چارون طرف کو ڈھونڈھکے نوش فرماتے تھے اور یہ فعل حدیث ہمالیک کے منافی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ ممانعت اوسکی اوس وقت مین ہے کہ ساتھ کھانیوالا اس بات سے راضی نہو اور کون شخص ایسا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی نہو اور بعضے کہتے ہین کہ وہ کھانا کھانا تنہائی کی حالت مین تھا اور ظاہر یہ بات ہے کہ حضرت انس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھاتے تھے واللہ اعلم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانیکے قبل دست مبارک دھوتے تھے اور بعد کھانا کھانیکے دھوتے تھے اور فرماتے تھے کہ برکۃ الطعام فی الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ یعنے برکت طعام کی اوسکے قبل وضو کرنیمین اور بعد وضو کرنیمین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین کھانا حاضر کیا گیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پانی لائین آپ وضو کیجیئے گا آپنے فرمایا کہ سوا نماز کے قیام کے وقت کے روزانہ کسی وقت مین وضو کرنے پر مامور نہین ہون اس جگہ مراد وضو شرعی ہے اور اوس حدیث مین وضو لغوی معنی مین ہے یعنے دھونے اور پاک کرنیکے معنی مین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گرم کھانا نوش نہ فرماتے تھے ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بفیضاثر مین کھانا ایک کاسے مین لائے کہ وہ جوش کھا رہا تھا پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالی جلشانہ نے ہمکو آگ کھانیکا حکم نہین فرمایا ہے اور حضرت انسؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرم کھانا کھانیکو اور ہنگبار نیکو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ سرد کھانا کھاؤ کہ اوسمین برکت ہے اور گرم کھانیمین برکت نہین ہے اور اسماسے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین گرم کھانا لایا جاتا تھا تو آپ اوسکو اوس وقت تک ڈھانپ دیتے تھے کہ اوسکا جوش جاتا رہتا تھا اور اونھون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مینے سنا ہے کہ سرد کھانیمین بہت بڑی برکت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لکڑیکا قدح تھا کہ اوسپر لوہا چڑھا ہوا تھا اور انسؓ نے کہا ہے کہ آنحضرت کو اوس قدح مین پانی اور شربت انگور اور شہد اور سوا اوسکے جو پینے کی چیزین ہین مین نے پلائی ہین

اور بخاری کہ عاصم احول کی حدیث سے پہنچا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا قدح بیچ حضرت انس رض کے پاس دیکھا ہی اور اوسمین پانی پایا ہے اور وہ کچھ شکست ہو گیا تھا
پس اوسپر انس رض نے چاندی کا حلقہ چڑھا دیا تھا اور وہ قدح خالص چوب کا تھا اور چوڑا پست تھا
اور کہا ہی کہ وہ جھاؤ کی لکڑی کا تھا اور رنگت اوسکی زردی مائل تھی اور ابن سیرین نے کہا ہی کہ
اوسمین آہنی حلقہ چڑھا ہوا تھا پس انس رض نے چاہا کہ اوسکی جگہ چاندی کا حلقہ چڑھا دون حضرت
ابو طلحہ رض نے اس امر کو منع کیا اور کہا کہ جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے اوسکو تغیر نہ دو
اور امام عبد اللہ بخاری سے منقول ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ اس قدح کو بصرے مین دیکھا ہے
اور اوسمین پانی پایا ہے اور آٹھ ہزار درم کو نضر بن انس رض کی اولاد سے خرید کیا گیا ہے مواہب
مین ایسے ہی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز خوان پر نہین کھایا ہی اور نہ باریک
روٹیان کھائی ہین لیکن دسترخوان پر کھایا ہی اور چمڑے کا یا برگ خرمے کا ہوتا تھا اور اب بھی حرمین
شریفین مین دسترخوان خرمے کے پتون کا رائج ہے اور مواہب مین کتاب ہدی سے نقل کیا ہے
کہ بعضی طبیبون نے کہا ہی کہ جو شخص اپنی حفظ صحت چاہے وہ بعد شب کے کھانیکے بقدر سو قدم
کے ٹہلے اور بعد اوسکے نہ سووے کیونکہ مضر ہے اور بعد کھانیکے نماز پڑھنا ہضم مین آسانی پیدا کرتا ہے
واللہ اعلم **وصل** آنحضرت کے شرب کے بیان مین آگاہ ہو کہ آنحضرت آب شیرین اور سرد کو دوست
رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیر سقیا سے جو ساتھ ضم سین مہملہ اور جزم قاف کے ہے پانی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لاتے تھے اور یہ ایک چشمہ ہے کہ اوسکے اور مدینہ مطہرہ کے
درمیان مین چھتیس ٣٦ کوس کا فصل ہے اور آب شیرین پینا زہد کے خلاف نہین ہے اور نہ کچھ برا ہے
اور نہ داخل ترفہ ہے اور ایسا کیونکر ہوگا جس وقت مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ سید الزاہد تھے اس فعل کو کیا ہے لیکن پانی کو گلاب اور مشک سے خوشبو کرنا
مذموم ہے اور ترفہ مین داخل ہے اور امام مالک سے اسکی کراہت منقول ہے کیونکہ یہ اسراف
ہے اور کھاری پانی پینے مین کچھ فضیلت نہین ہے اور آب سرد بھی یہی حکم رکھتا ہے اور ایک بزرگ
سے منقول ہے کہ اونھون نے اپنے ایک شاگرد سے کہا ہے کہ ای عزیز میرے پانی سرد کر کے
پی کیونکہ سرد پانی کی وجہ سے دل سے شکر ہوتا ہے شاگرد نے کہا کہ اوس شخص کے

حق مین آپ کیا ارشاد کرتے ہین کہ اونے پانی سرد ہونیکے لیے دیوار پر رکھا اور اوسپر دھوپ
آگئی اور اونہون نے اوسکو نہ اوٹھایا اور وہ ہی گرم پانی پی لیا اور یہ کہا کہ اپنے نفس کی لذت کے واسطے
نہین چاہتا ہون کہ اس پانیکو اوٹھاؤن اونھون نے جواب دیا ای عزیز میرے وہ مرد صاحب
حال ہے اوسکی پیروی کرنا ٹھیک نہوگی اور لوگون نے کہا ہے کہ اوس مرد سے مراد حضرت سری
سقطی رحمہ اللہ ہے اور نقل کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی مین شہد ملاکر صبح کے وقت
نوش جان فرماتے تھے اور جب اوسپر کچھ گھڑیان گذرتی تھین اور بھوک معلوم ہوتی تھی تو جو کچھ
کھانیکی قسم مین سے موجود ہوتا اوسکو تناول فرماتے تھے اور صاحب مواہب نے ابن قیم سے نقل
کیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا کہ اسمین حفظ صحت ہے کہ اوسکو طبیب حاذق جانتا ہے کیونکہ
نہار منہ شہد کا پینا اور اوسکا چاٹنا بلغم کو دور کرتا ہے اور کدورت معدیکو دھو ڈالتا ہے اور اوسکی
لزوجت صاف کر دیتا ہے اور فضلات کو اوسکے دفع کرتا ہے اور ایک اعتدال کے ساتھ معدیکو
گرم کرتا ہے اور اوسکے سدونکو کھولدیتا ہے اور پانی سرد بارد اور تر ہے وہ حرارت کو بالکل دفع
کر دیتا ہے اور بدنکو صحت کا حفظ کرتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کی حدیث مین جو واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد پانیکو دوست رکھتے
تھے اوس سے مراد یہی پانی ہے وہی شہد ملا ہوا ہے یا خشک خرمے کا نقوع اور خشک انگور کا
نبیذ مراد ہے اور اوسمین بھی بہت بڑا نفع ہے اور طریقہ نقیع اور نبیذ کے بنانیکا یہ ہے کہ خشک
خرمے کو یا خشک انگور کو کوٹ کر پانی مین بھگو دین کہ پانی شیرین ہو جائے پس اگر ایک دو دن
بھگو رکھین اور شیرینی اوسکو بہت تیز ہو جائے تو وہ نبیذ ہے اور اگر بالفعل پی لین تو اوسکو
نقیع کہتے ہین اور یہ حلال ہے اور مذہب حنفی مین اوس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر دیر تک
رہے اور تند اور تیز ہو جاوے مکروہ ہے اور اگر اوس سے کف اوٹھنے لگے حرام ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ
کھانے پینے دونون امرونکو کفایت کرے لیکن یہ بات دودھ مین ہے اور کھانیکے بعد فرماتے
تھے زدنا خیرا منہ یعنے زیادہ کر دے ہمکو خیر اوسکے سبب سے اور دودھ پینے کے بعد ارشاد فرماتے تھے
زدنا منہ یعنے زیادہ کر ہمکو اوس سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے

کہ تین چیزین ہین کہ اگر اونمین سے کوئی ایک چیز دے تو پھیر نا نچاہیے اور وہ تین چیزین یہ ہین دودھا ور تکیہ اور دہن یعنے خوشبودار تیل ہے اور دوسری حدیث مین بجائے دہن کے طیب کی لفظ واقع ہوئی ہے اور دہن بھی اوسی تین سے ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی خالص دودھ پیتے تھے اور کبھی اوسمین پانی ملا کر نوش جان فرماتے تھے کیونکہ دودھ دوہنے کے وقت گرم ہوتا ہے اور وہ شہر بھی اکثر گرم ہین پس گرمی دودھ کی پانی کی سردی سے جاتی رہتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ سرد دودھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج لطیف کے مناسب اور موافق زیادہ تر ہوگا اور شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ میرا حال بھی ایسے طرز پر ہے انشاء اللہ تعالی اس موافقت کی برکت سے کوئی سعادت نصیب ہوگی اور بخاری کی حدیث مین جابرؓ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلعم ایک انصاری کے باغ مین تشریف لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک صحابی تھے اور ایک روایت مین ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور وہ انصاری اپنے باغ کو پانی سے سینچتا تھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تیرے پاس مشک مین باسی پانی ہو تو لا ورنہ کرع کرونمین یعنے کیاری کا پانی جو بہتا ہے اوسے پیوین انصاری نے عرض کیا کہ ہان میرے پاس مشک مین باسی پانی ہے پھر وہ اپنے جھونپڑے مین گیا اور پانی قدح مین اونڈیلا اور بکری جو گھر مین تھی اوسکا دودھ اوس پانی مین دوہ دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی نوش جان فرمایا اور جاننا چاہیے کہ کرع اوسکو کہتے ہین کہ دریا سے منہ لگا کے پانی پیے جیسے کہ چارپائے جانور پیتے ہین اور حدیث کی شرح کرنیوالون نے کہا ہے کہ اس جگہ کرع سے مراد ہاتھ سے پانی پینا ہے نہ منہ سے اور ان لوگون نے حقیقت کرع پر حمل کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ عالی اور مقام برتر سے بعید جانا لیکن آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے تکلفیون سے کچھ بعید نہین ہے اور شاید اس طریق کے ساتھ پینے مین کچھ مزا بھی پاتے ہون واللہ اعلم اور شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہین کہ ایک بار مین ایک صالح کی صحبت مین جو علم حدیث جانتے تھے موجود اور ایک باغ مین اس روش سے کیا ریمین پانی بہتا تھا اور اوس عزیز نے اوس کیاری سے منہ لگا کے پانی پیا اور اوس وقت مجھ حقیقت حال پر کچھ اطلاع نہوئی آخر کو حضرت جابرؓ کی اس حدیث کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اوس عزیز کا

یہ فعل فقط اتباع کے قصد سے تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے پر پانی نہ پیتے تھے اور جب تک کھانا ہضم ہو لے پر نہ آئے پانی پینا بُرا ہے کیونکہ یہ ہضم مین فساد پیدا کرتا ہے اور آپ بیٹھ کر پانی پیتے تھے اور عادت شریف یہی تھی مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے کھڑے پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین ابی ہریرہ رضؓ سے آیا ہے کہ تم سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیے اور اگر بھولے سے پی لے تو قے کرے اور پانی پیٹ سے نکال ڈالے اور صحیحین مین ابن عباس رضؓ سے آیا ہے کہ انھون نے کہا ہے کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین ایک ڈول آب زمزم کا لایا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے کھڑے اوسکو پیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت علی رضؓ نے وضو کیا پھر کھڑے ہو گئے اور وضو کا پانی بچا ہوا پیا اور فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور مین نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہے کہ آپ نے ایسے ہی کیا ہے جیسا مین نے کیا اور یہ سب حدیثین صحیح ہین اور ان حدیثون کی مطابقت آپسمین یون ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا کراہت تنزیہی ہے اور فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے جواز کے بیان کے لیے تھا اور شارع کو جواز کے بیان کے واسطے فعل مکروہ کرنا جائز ہے کیونکہ اوسکا بیان کرنا اوس پر واجب ہے اور نسبت اوسکے مکروہ نہین ہے اور قے کرنا حکم محمول استحباب پر ہے پس اگر کوئی کھڑے ہو کر پانی پیے تو اوسکو موجب اس حدیث صحیح کے قے کرنا مستحب ہے وہ امر خواہ بھولے سے ہو خواہ قصد سے ہو اور حدیث نسیان کے ساتھ تخصیص اس بات کی اشارہ کے واسطے ہے کہ جس چیز کا ترک کرنا اولی اور افضل ہے مومن سے بالقصد کیونکر واقع ہو گا محدثین نے ایسے ہی کہا ہے اور مالکیہ اسبات کے قائل ہین کہ کھڑے کھڑے پانی پینے مین کوئی قباحت نہین ہے اور حدیث جبیر ابن مطعم کو دلیل لاتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کھڑے کھڑے پانی پیتے تھے اور امام مالک رح نے کہا ہے کہ مجکو یہ بات پہونچی ہے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی کھڑے کھڑے پیتے تھے اور ابی ہریرہ رضؓ کی حدیث کا جواب یون دیتے ہین کہ عبدالحق جو ائمہ حدیث مین سے ہین اونھون نے کہا ہے کہ یہ

کہ اس حدیث کی سندین ضعیف ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ کھڑے ہوکر پانی پینا مخصوص آب وضو اور آب زمزم
کے ساتھ ہی اور بعضی عالمون نے کہا ہی کہ شاید یہ نہی متوجہ اوس شخص کی طرف ہی کہ جو اپنے یارون کے
واسطے پانی لایا اور یارون کے پینے سے پہلے اوسنے پی لیا اور خلاف قاعدہ ساقی القوم آخرہم شربا کیا
یعنے پانی پلانے والا قوم کا قوم سے آخر ہی ازروی پانی پینے کے اور اس وجہ پر حمل کرنا جو اونھون
نے بیان کیا ہی محض احتمالی ہے اور حدیث کی عبارت اوسپر دلالت نہین کرتی ہے اور آب وضو وہ ہے
کہ حدیثین اوسکی کھڑے ہوکے پینے کی اصل جواز پر دلالت کرتی ہین اور حدیثین اوسکی نہی کی بیٹھہ
کے پینے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور بہتر اور افضل بیٹھہ کے پینا ہے اور بعضی شارحین
کے کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ کھڑے ہوکے پینے کی نہی بنا کی گئی قاعدہ طبیہ پر ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی رعایت فرماتے تھے اور اوسکے موافق کرنے کا ارشاد کرتے تھے اور
مقتضاء کلام یہ ہی کہ عادت کھڑے ہوکے پینے کی نہ کرلے اور اگر کبھی کھڑے ہوکے پئے تو ممنوع نہین ہے
واللہ اعلم اور بعضی نے کہا ہی کہ قی کرنا قول موقوف ابی ہریرہ رض پر ہے اور حدیث مسلم کی جو ابی ہریرہ رض
سے ذکر کی گئی ہے وہ رفع مین صریح نہین ہے بلکہ ظاہر وقف مین ہی اور امام احمد رح کے نزدیک ابی ہریرہ رض
سے نقل کیا گیا ہی کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑے کھڑے پانی پیتا ہے پس کہا کہ اس پانی کو
قی کرڈال اوس شخص نے کہا کیون قی کرون آپ نے فرمایا کیا تو اس بات کو اچھا جانتا ہے کہ تیرے
ساتھہ بلی پانی پیے اوس شخص نے کہا مین اچھا نہین جانتا ہون پس آپ نے کہا کہ بیشک تیرے
ساتھہ اوسنے پانی پیا جو بلی سے بدتر ہی کہ وہ شیطان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین
سانسون مین پانی پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سیراب کرنے والا اور شفا بخشنے والا ہے اور گوارا
زیادہ ہے اور پانی پیکے برتن کو منہ سے جدا کرتے تھے اور سانس لیتے تھے اور اوس سے منہ لگائے ہوئے
سانس لینے کو منع فرماتے تھے اور جب پانی کا برتن دہن مبارک سے لگاتے تو بسم اللہ فرماتے تھے
اور جب اوسکو دہن شریف سے جدا کرتے تھے تو حمد فرماتے تھے اور یہ فعل تین بار کرتے تھے اور
روایت مین آیا ہی کہ اول مرتبہ مین الحمد للہ کہے اور دوسری مرتبہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور تیسری
مرتبہ مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور بعد پانی پینے کے یہ دعا بھی منقول ہی الحمد للہ الذی
جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا یعنے سب تعریف اللہ ہی کے لئے جس نے اوس پانی کو

شیرین اور خوش ذائقہ اپنی رحمت سے کر دیا اور اوس پانی کو کھاری بدمزہ ہمارے گناہون سے نکیا اور
یہ بھی آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانیکو چوس چوس کر پیو اور خوب کھینچ
کھینچ کے نہ پیو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹونٹی پانی پینے کے برتن کی خوب اچھی طرح سے منہ مین
لینا ممنوع ہے کیونکہ چوسنا ہونٹون سے ہوتا ہی لیکن ٹونٹی کو اوس برتن کی جدا رکھنا اور منہ سے
بلند کرنا بھی چوسنے کے معنی کے موافق نہین ہے جیسا کہ بعضے لوگ کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اپنے مہمانون سے بار بار کھانا کھانیکو فرماتے تھے چنانچہ ایک بار آپ نے ایک شخص کو دودھ پلایا
اور بار بار فرمایا اشرب اشرب یعنی پی تو پی تو یہان تک کہ اوس شخص نے کہا کہ قسم ہے خدا کی جسنے
آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور جگہہ اوسکی نہین رہی ہے بخاری نے اسکو روایت کیا ہے
اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کے ساتھ کھانا نوش کرتے تھے تو از روی کھانا کھانیکے
قوم کے آخر ہوتے تھے یعنے پہلے نہ نوش فرماتے یا کم نوش کرتے تھے اور اخیر تک اونکا ساتھ
دیتے تھے اور حدیث مین آیا ہے کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو آدمی کو چاہیئے کہ جب تک لوگ
کھانا کھانے سے فارغ نہون اوس وقت تک نہ اوٹھے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ خوب
پیٹ بھر گیا ہو کیونکہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا اور اوٹھ کھڑا ہونا پاس بیٹھنے والیکو شرمندہ کرتا ہی
اور شاید اوسکو کھانا کھانیکی احتیاج باقی رہی ہو اور اگر کوئی شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
دعوت کرتا تھا اور مہمان بلاتا تھا اور کوئی شخص آپ کے پیچھے ہو لیتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میزبان کو آگاہ کر دیتے اور فرماتے تھے کہ یہ شخص میرے ساتھ چلا آیا ہے اگر تو چاہے
تو یہ پھر جاے اور خادمون اور پیرو انکا بزرگون اور مقتداؤن کے ساتھ طفیلی ہونا آیا ہے اور جائز
ہے اور یہ حدیث مقتضی اس بات کو ہے کہ صاحب خانہ کو اس سے آگاہ کر دے اور اجازت چاہے
اور جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس قوم کے یہان کھانا نوش فرماتے تھے تو جب تک
اوسکے حق مین دعا نکر لیتے تھے باہر تشریف نہ لاتے تھے اور فرماتے تھے اللہم بارک لہم فیما
رزقتہم وارحمہم الٰہی بارخدایا برکت دے اونکو اوس مین جو تو نے اونکو رزق دیا ہے اور اونپر رحم کر
اور یہ دعا بھی منقول ہے افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ روزہ کھولا
تمہارے پاس روزہ دارون نے اور کھایا تمہارا کھانا نیکبختون نے رحمت ہو تمپر فرشتونکی

وصل دوسری نوع لباس شریف کے بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف لباس مین وسعت دینا اور تکلف کا ترک کرنا تھی یعنے جو کچھ آپ پاتے تھے زیب تن فرماتے تھے اور تعین کے پابند نتھے اور کسی قسم معین پر اقتصار نفرماتے تھے اور نفیس قیمتی چیز طلب نکرتے تھے اور نہ بری چیز کم قیمت چاہتے تھے اور کچھ آپ کی مزاج شریف مین تکلف نتھا اور جو کچھ موجود اور میسر ہوتا اوسکو پہن لیتے تھے اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی اوسپر اقتصار فرماتے تھے اور اکثر حالتون مین چادر اور تہ بند موٹا ہوتا تھا اور کمل کی قسم سے اوڑھتے تھے اور مروی ہے کہ آپکی ایک چادر پیوند دار تھی کہ اوسکو آپ اوڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین بندہ ہون جیسا کہ بندے اوڑھتے ہین مین بھی اوڑھتا ہون بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور اگر کبھی بادشاہ عجم کے نفیس اور گران قیمت لباس بطریق تحفے کے بھیجتے تھے تو آپ اوسکو اونکی خاطر داری کے قصد سے زیب تن پاک فرماتے تھے اور جلدی سے اوتار ڈالتے تھے اور لوگونکو تقسیم کردیتے تھے اور بخشدیتے تھے اور اہل انصاف کے نزدیک اور بنظر علو ہمتی کے لباس نفیس پہننے مین اور اوسکی ساتھ تزئین کرنے مین فخر کرنا اہل شرف اور جلالت کی خصلتون مین سے نہین ہے بلکہ عورتونکی صفات اور علامتون مین سے ہے لیکن پاک اور صاف کپڑے رکھنا اور میانہ روی جنس مین کہ لباس ہم جنسون کے مثل ہو محمود ہے اور خلاف مروت کے نہین ہے اور ابن عمرؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے عز وجل کے نزدیک مومن کی تمام بزرگیون مین سے کپڑے کا صاف رکھنا اور تھوڑی چیز پر راضی رہنا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلے اور کثیف کپڑونکو مکروہ جانتے تھے اور ایک دن آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بہت میلے کپڑے پہنے ہے فرمایا یہ شخص کوئی چیز نہین رکھتا ہے کہ اوس سے کپڑے پاک اور صاف کرے اور ایک شخص کو دیکھا کہ بال اولجھے ہوئے اور میل بھرا ہوا اور بری حیثیت سے ہے فرمایا کہ تم مین کبھی کوئی ایسا آتا ہے گویا کہ شیطان ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزئین مین تکلف اور مبالغہ کو بھی خوش نرکھتے تھے سفر السعادت مین لکھا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف کپڑے کے بارہ مین ترک تکلف کی تھے اور بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگون کے دو فرقے ہو گئے بعضون نے آراستگی اور آرایش اور نفیس کپڑون کے پہننے مین مبالغہ کیا

اور اوسکے مقید ہوگئے اور بعضون نے کپڑے موٹے اور بُرے اور بدتر پہننا اختیار کیا اور اوسکے
پابند ہوگئے اور یہ دونون طریقے طریقۂ نبویہ کے خلاف ہین اور میانہ روی اور تکلف نکرنا اور کسی
چیز کا دونون حالت ہین پابند ہونا محمود ہے اور شک نہین ہے کہ پہلے لوگون کی خصلت اور
عالمون اور زاہدون اور عابدون کی عادت تھی کہ وہ بری ہیئت اور شکستہ حال اور کہنگی لباس
کے ساتھ رہتے تھے اور حدیثین اسکی تعریف ہین اور بات کی رغبت دینے ہین وارد ہوئی
ہین اور یہ آیا ہے کہ البذوۃ من الایمان یعنے بُری حیثیت سے رہنا ایمان ہین سے ہے اور
آراستگی اور اچھی ہیئت اور پاک اور صاف لباس کے ساتھ رہنے ہین بھی حدیثین واقع ہوئی ہین
اور جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کی مذمت کی تو اصحابون نے عرض کیا
یارسول اللہ آدمی اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ لباس اوسکا اچھا ہو اور پاپوش اچھی ہو
فرمایا آپ نے ان اللہ جمیل ویحب الجمال بیشک اللہ جمیل ہی دوست رکھتا ہے جمال کو
تکبر بطر الحق یعنے کبر حق تعالے سے سرکشی کرنا ہے یعنے آراستگی اور آرائش کرنا لباس اور
ہیئت ہین کبر کو مستلزم نہین ہے اور کبر حق تعالے کے ساتھ سرکشی کرنا ہے اور دوسری
حدیث ہین آیا ہے ان اللہ نظیف یحب النظافت یعنے بیشک اللہ پاک صاف ہے دوست
رکھتا ہے پاکی اور صفائی کو ایک صحابی کہتے ہین کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو
دیکھا اور میرے بدن پر بُرے کپڑے تھے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی مال تیرے پاس ہے
مین نے عرض کیا ہان خدا تعالے نے نعمتون اور مالون اور شترون اور گوسفندون ہین سے
مجھکو عنایت کیا ہے پس آپ نے فرمایا کہ نعمت اور کرامت خدا تعالی کو ظاہر کر جو تجھکو مرحمت
ہوئی ہے یعنے لباس دولتمندی کے حال کے مناسب نہین اور خدا تعالی کی نعمت کا شکر بجالا اور
دوسری روایت ہین آیا ہے کہ جو خدا تعالی نے تجھکو مال دیا ہے چاہیئے کہ اوسکا اثر یعنے حق تعالے
کی نعمت اور کرامت کا دیکھا جائے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو پریشان
سو دیکھا فرمایا کہ یہ شخص کوئی چیز نہین رکھتا کہ اپنے سر کو [illegible] سے اور ایک شخص کو دیکھا کہ اوسکے
بدن پر میلے کثیف کپڑے ہین فرمایا کہ کیا یہ شخص [illegible] نہین رکھتا کہ اوس سے
اپنے کپڑے دھوئے اور روایت کیا گیا ہے کہ [illegible] بات کو دوست رکھتا ہے

کہ اپنے نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے پس یہ جمال ظاہر شکر نعمت کا باعث ہی کہ جمال باطن اور
لباس تقوے اشارہ اوس سے ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم
لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر الخ یعنے اے اولاد آدم کی ہمنے اوتاری تمپر
پوشاک جو ڈھانکے تمہارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری کے سو یہ بہتر ہین پس آدمی کو چاہئے
کہ اپنے ظاہر اور باطن کو ظاہر اور صاف اور لطیف رکھے اور دل اور زبان کو اخلاص اور صدق سے
آراستہ اور اعضاے ظاہری کو طاعت اور پاکی کے زیور سے پیراستہ رکھے اور اسی مقام سے
بدن کا ناپاکی سے پاک رکھنے کا اور مکروہ بالون کے مونڈنے کا اور ختنے کا اور ناخن ترشوانیکا
اور موے زہار کے مونڈنیکا حکم سنت ہونے کے ساتھ وارد ہوا ہے اور اسکو فطرت یعنے
پہلے نبیونکی سنتون کو کہتے ہین اور اس بات مین تمام مدار کا نیت پر ہے اگر عمدہ کپڑونکا پہننا
نفسانیت اور کبر اور غرور اور دنیا کے کر و فر کے اظہار کے لئے ہے اور آرایش اور نفس کے
دبدبے اور فقیرون پر بڑائی ڈھونڈنے کے واسطے ہے اور پہننا اوس لباس کا فقیرون کے
دلون کو شکستہ کرتا ہے تو بہت برا اور قبیح ہے جیسا کہ منافقون کی شان مین آیا ہی واذا رایتہم
تعجبک اجسامہم یعنے جب تو دیکھے اون کو خوش معلوم ہون تجھکو اون کے جسم اور اس سے
اشارہ اس حدیث کی طرف ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم وانما ینظر الی قلوبکم واعمالکم
یعنے بتحقیق اللہ نہین دیکھتا ہے تمہاری صورتون کو اور تمہارے مالون کو اور یون ہی سے ہے
کہ دیکھتا ہے تمہارے دلون کو اور تمہارے کامون کو اور یہ مواہب مین مسلم کی حدیث سے
آیا ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر قلوبکم ونیاتکم
بتحقیق اللہ نہین دیکھتا ہے تمہاری صورتون اور تمہارے کامون کو لیکن دیکھتا ہے
تمہارے دلون کو اور تمہاری نیتون کو اور اگر نعمت اور علم کے دبدبہ کے اظہار کرنے کی
نیت سے اور دین کی عزت اور حکم دین کے نافذ کرنے کی اور کیفیت کے جمال کے جتانے کے
قصد سے ہو تو محمود ہے اور کتنے ایک عالم اور عابد اچھا لباس اور کپڑے نفیس پہنتے تھے
اور اونکی نیت اوس مین نیک تھی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجمل کے
زیادتی کے لئے کرتے تھے اور جمعہ اور عیدون کے واسطے لباس جدا رکھتے تھے اور عالمون نے

کہا ہے کہ اس قسم کے لباس کا پہننا ایسا تھا جیسے قتال کے واسطے ہتیار کا لگانا اور ایسی لباس کا
پہننا اور اوس چیز مین اظہار کروفر کا کرنا جو کلمہ اللہ کی برتری اور دین کی فتح مندی کو شامل
ہے دین محمدؐ کے دشمنون کو غصہ دلانا اور جلانا ہے اور بعضے لباس نفیس اس واسطے پہنتے ہین
تاکہ دولت مندی اور ثروت کا اظہار کرین اور فقیر اور سائل اونکی طرف متوجہ ہون اور مثل اسکے
بُرے اور حقیر لباس پہننے مین بھی تفصیل کی جاتی ہے اگر بخل اور خشت اور لوگون کے مال مین طمع
کرنے کی وجہ اور فقر کے جتانے کے لئے کرین تو بُرا ہے اور اگر زہد اور دنیا کے مال و زینت
کی طرف رغبت ہونے کی وجہ سے اور جو میسر ہے اوسپر اکتفا کرنے کے باعث ہو تو محمود ہے
اور جبکہ اون دونون ارادون سے خالی ہو تو وہ نہ محمود ہے اور نہ مذموم مواہب مین ایسے ہی
ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ یہ قسم مباح ہونے کی دائرے سے باہر نہوگی بلکہ تمام قسمون مین
فضیلت اور استحباب مین کلام ہے اصل اباحت مین کلام نہین ہے اور مواہب لدنیہ مین ایک
بات بطریق سوال کے لائے ہین اور کہتے ہین کہ شک نہین ہے کہ اگلے نیکبختون کی خصلت بری
حیثیت اور کہنگی لباس کے ساتھ رہنے کی تھی پھر کیون یہ حال صوفیۂ شاذلیہ کا ہے کہ لباس
مین ایک حسن اور خوبی پیدا کرتے ہین اور اپنے تیئن آراستہ اور پیراستہ رکھتے ہین حالانکہ اونکا طریقہ
سنت کے اقتدا کرنا اور اگلے نیکبختون کا طریقہ ہے اور اوسکا جواب یون دیتے ہین اور کہتے
ہین کہ بعضے عارف جو مشہور ہین ایک کلام جامع اور مفید اور تفصیل کرنے والا نقل کرتے ہین
کہ اگلے نیکبختون نے جو دیکھا کہ اہل غفلت اور دنیا مین مشغول ہونے والے زینت ظاہری
مین دن رات رہتے ہین اور دنیا کے مال پر فخر کرتے ہین اور اوس پر اطمینان رکھتے
ہین تو اون لوگون نے انکی مخالفت بہ قصد ظاہر کرنے حقارت اوس چیز کی جسکی حقارت
حق تعالے نے کی ہے اور غافل اوسکی تعظیم کرتے ہین اور بہ نیت بے پروائی ظاہر کرنے
اوس چیز کے کہ جسکے اہل غفلت محتاج ہین اور نفرت اور پرہیز کرنے کی اوس چیز سے کہ
جس طرف یہ لوگ راغب ہین اختیار کیا اور شکر گذار ہوئے اوس نعمت کے جو اون کو میسر
تھی اور جب اس حال پر ایک زمانہ دراز گذر گیا اور اوس امر مین فساد نے راہ پائی اور اونکی
غفلت دوسرے طریق پر ہوگئی اور بعضے لوگون نے کہنگی لباس اور بری حیثیت سے رہنا دنیا کی حاصل

کرنیکا ایک حیلہ قرار دیا اور پہلی بات منعکس ہوگئی اور جو طریقہ دنیا کے ترک کرنیکا اور اوس ترک دنیا کے حاصل کرنیکا وسیلہ تھا وہ بات ویسی ہوگئی تو بعضے محققین اہل صوفیہ نے جیسے مشایخ شاذلیہ اور جو شخص اونکی پیروی کرتا ہے اور اونکے طریق پر سلوک کرتا ہے بری حیثیت اور کہنگی لباس کو ترک کر دیا اور اس امر کو بنظر حقیقت اور حکمت کے اگلے نیکبختون کی موافقت سمجھی اور اونکی مخالفت نہین سمجھی اگرچہ ظاہر بین کی نظر مین مخالف معلوم ہوا اور تحقیق ارشاد کیا ہے استاد ابو الحسن شاذلی نے جو مقتدا اور رئیس سلسلہ شاذلیہ کے ہین اوس شخص کے حق مین جو اہل رثاثت یعنے کہنگی لباس اور شکستہ حالی سے رہنے والون مین سے ہے اور اوس نے اونکے جمال ہیئت اور تجمل لباس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ باوجود اسکے یہ ہیئت میری اور لباس میرا زبان حال سے کہتا ہے الحمد للہ یعنے خدا یتعالی کا شکر ہے کہ مجھکو تیرے خلق اور ہیئت اور لباس سے مستغنی کیا ہے جو کہتا ہے کہ دنیا مین سے مجھکو کوئی چیز دی اور اس فرق کے کام حکمت مین دائر ہین اور بنا اونکی حقیقت پر ہے اور ہیئت کے ساتھہ نزدیک ہے اور اب لباس شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان اور اوسکی قسمون کا بیان چند وصلون مین کرتا ہون **وصل** آگاہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف بہت بڑا اور بھاری نہ تھا کہ جس سے سر مبارک پر بوجھہ معلوم ہوتا اور نہ ایسا چھوٹا تھا کہ سر شریف پر تنگ ہوتا اور مروی ہے کہ گرمی اور جاڑے مین چودھہ گز شرعی سے زیادہ نہوتا تھا اور کبھی سات گز شرعی ہوتا تھا اور شرعی گز ایک ہاتھہ کا ہے بیچ کی اونگلی کے سرے سے کہنی تک ہے اور یہ دو بالشت کا ہے بمقدار چوبیس اونگل کے کہ موافق عدد حرف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ہے اور بعضے مقامون مین جیسا کہ حوض کی ناپ مین کپڑے ناپنے کا گز ہے اعتبار کیا ہے اور وہ ہر قوم مین ہر زمانے مین رائج ہے لیکن اعتبار اوس کا اس جگہہ بھی تجویز کرنا چاہیئے واللہ اعلم اور عالمون نے کہا ہے کہ اگر تھوڑا سا اندازہ معہود پر زیادہ کرے تو اوس مین مسامحت کی جاتی ہے اور جو کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جو عمامہ درمیان مسلمانون اور مشرکینون کے رایج ہے وہ عمامہ عذبہ کے ساتھہ ہے اور عذبہ عمامے کے سرے کو درمیان دونون شانون کے لٹکا دینے کو کہتے ہین جیسا کہ حدیث کا سیاق اوس مین شاہد ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عمامہ تھا کہ اوسکا نام سحاب رکھا تھا

اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کپڑون اور گھوڑون اور سواریون کا نام علیحدہ علیحدہ تھا جیساکہ کتاب کے اخیر مین آئے گا اور عمامہ کے نیچے پست ٹوپی سر سے چمٹی ہوئی تھی بلند ٹوپی نہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی سپید تھی اور مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور مشرکون کے درمیان مین ٹوپیون پر عمامہ باندھنے کا فرق ہے اور یہ عبارت دو بات کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ ہے کہ ہم عمامہ ٹوپیون پر باندھتے ہین اور مشرک ٹوپیون پر نہین باندھتے ہین دوسرے یہ ہے کہ وہ مشرک بغیر عمامے کے ٹوپیان پہنتے ہین لیکن پہلے معنی مراد ہین کیونکہ مشرکون کا عمامہ باندھنا ثابت ہے واللہ اعلم اور جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ باندھتے تھے تو تبدیل کرتے روایت کی ترمذی نے شمائل مین اوسکو ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اتنا اس مین زیادہ بیان کیا ہے کہ قد ارخی طرفہا بین کتفیہ یعنے تحقیق آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کے سرے کو اپنے دونون شانون کے درمیان مین لٹکا دیا تھا اور اسکو عذبہ اور رادیہ بھی کہتے ہین اور عمامہ کی سنت اسکو قرار دیتے ہین اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ گول باندھتے تھے اور دستار کے بیچ کو سر مبارک پر دیتے تھے اور عمامے کے ایک سرکو گھوڑس لیتے تھے اور دوسرے سرے کو لٹکا دیتے تھے اور صحیح مسلم مین عمرو بن حریث کی حدیث سے آیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور آپکے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا کہ اوسکے سرکو اپنے دونون شانون کے درمیان مین لٹکا دیا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تشریف لائے اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اور جابر رضہ کی حدیث دوابہ ذکر نہین ہے اور یہ امر اس بات پر دلالت رکھتا ہے کہ عمامہ کے سرے کو شانون کے درمیان مین لٹکانا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل دائمی نتھا مواہب مین ایسا ہی ہے بلکہ بخاری کی حدیث مین آیا ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن مکے مین تشریف فرما ہوئے اور آپ کی سر مبارک پر خود تھا اور عالم کہتے ہین کہ آن حضرت مکہ مکرمہ مین داخل ہونیکے وقت سب ہتیار لگائے ہوئے تھے اور سر مبارک پر خود تھا دستار نتھی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مقام اوسکے مناسب زیب جسم شریف فرماتے تھے اور بعضون

سے ان دو قولون کو آپسمن یون جمع کیا ہے کہ عمامہ خود کے اوپر باندھا ہوا تھا اور قاضی عیاض نے
اس طور جمع کیا ہے کہ پہلے داخل ہونیکے وقت خود سر مبارک پر تھا اور خود کے سر سے اوتارنیکے
بعد سیاہ عمامہ باندھ لیا تھا بدلیل عمرابن حریث کے قول کے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خطبہ پڑھا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا کیونکہ خطبہ تمام فتح ہوجانیکے بعد در کعبہ پر پڑھا تھا
اور ابن اعرابی نے کہا ہے کہ اول کی جمع سے یہ جمع اولی اور ظاہر تر ہے اور یہ تمام قصہ فتح مکے
کی لڑائی مین ان شاء اللہ تعالی آئیگا اور عبد الرحمن بن عوف کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ کہتے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا پس میرے دونون ہاتھونکے
آگے اور میری پیٹھ کے پیچھے عمامے کے پیچ کو ڈال دیا اور حدیث مین آیا ہے کہ جب فرشتے بدر کے
دن اور حنین کے دن مومنون کی مدد دینے کے واسطے آئے تھے تو عمامہ اسی ہیئت کی باندھے
ہوئے تھے اور کہا ہے کہ ادنی مقدار عمامے کے سرے کے لٹکانیکی چار اونگل تک ہے اور زیادہ
اس سے نصف پیٹھ تک ہے اور زیادتی کرنا بہت لٹکانے مین داخل ہے اور وہ حرام اور مکروہ
ہے اور بجائے عذبہ کے تحنیک بھی آیا ہے اور تحنیک اوسکو کہتے ہین کہ عمامے کے پیچ کو بائین
جانب سے ذقن اور تالو کے نیچے سے نکال کر داہنے جانب کو گھرس لین اور عالمون نے کہا ہے
کہ بغیر تحنیک اور سدل کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور یہ اوس تقدیر پر ہے کہ وہ سنت موکدہ
ہے اور اگر اوس سے مراد کراہیت تنزیہی رکھین تو مآل اوسکا ترک اولی اور افضل ہوگا واللہ اعلم
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن شریف کی آستین ہاتھ کے گٹے تک تھی اور
اس سے لمبی زیادہ جلدی کام کرنے کو مانع ہوتی ہے اور چھوٹی اس سے ہاتھ کو گرمی اور سردی
سے نہین بچاتی ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فعلون اور وضعون مین معنی
اور حکمتین ہین جو موافق عدالت اور مناسبت کے واقع ہین اور ایسے ہی دامن قمیص اور چادر
اور تہ بند آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پنڈلیون کے نصف تک تھا اور گٹون سے نیچا ان کو
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین رکھتے تھے اور گویا انصاف لفظ جمع کے ساتھ اشارہ
اس طرف ہے کہ حقیقت نصف کی جو حقیقت مین بیچو بیچ ہے شرط نتھی اور طبرانی نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مجھکو دیکھا کہ مین نے اپنے تہ بند کو گھٹنون سے نیچا کر دیا ہے فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ای ابن عمر جو کپڑا کہ زمین سے چھو جائے وہ دوزخ کی آگ مین ہے اور بخاری کی حدیث مین
آیا ہے کہ جو چیز تہ بند مین سے گھٹنون سے نیچے ہے وہ آگ مین ہے اور یہ حکم مردون کو واسطے
ہے اور عورتون کو یہ امر جائز ہے اور جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسکو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پھر عورتین کیا کام کرین آپ نے فرمایا کہ ایک بالشت تک لٹکائین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا
کہ ابھی اونکے پاؤن کھلے رہتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہاتھ بھر لٹکائین اور اس سے زیادہ نکرین
اور یہ حکم عورتون کے تہ بند اور قمیص کے دامن کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عورتون کے دامن کا
زمین پر لٹکنا جائز ہے اور جاننا چاہئے کہ اسبال یعنے بہت دراز کرنا مخصوص تہ بند کے ساتھ
نہین ہے بلکہ قمیص اور چادر اور عمامہ کو بھی شامل ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین اوسکی تصریح
واقع ہوئی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لٹکانا تہ بند اور قمیص اور
عمامہ مین پایا جاتا ہے جو کوئی اوس مین سے کسی چیز کو بڑھائیگا بطریق رعونت اور کبر کے حق تعالے
قیامت کے دن اوسکی طرف نہ دیکھے گا لیکن اکثر حدیثون مین تہ بند واقع ہوا ہے اور وجہ اوسکی
یہ ہے کہ اوس مین طوالت ہوتی ہے اور لفظ ثوب یعنی کپڑے کے ساتھ مطلق ہی واقع ہوا ہے
اور جو کی لفظ جو عمامے کے ساتھ حدیث مین آئی ہے معنی اوسکے عمامے مین ایک گونہ خفا
رکھتے ہین اور مراد اوس سے عمامہ کے سرکو حد مقرر سے بڑھا دینا ہے اور آستین کا بہت لمبا
بنانا جیسا کہ اہل حجاز کی عادت مین داخل ہوا ہے وہ بھی اسی حکم مین داخل ہے اور صاحب مواہب
ابن قیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ یہ آستین لمبی چوڑی مثل تھیلون کے اور
عمامے مانند برجون کے جو نکلے ہین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ کسی نے اصحابون
مین ایسی آستین پہنی ہے اور نہ ایسا عمامہ باندھا ہے سنت کے خلاف ہے اور تکبر کی جنس سے
ہے اور بعضے اور عالمون سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ دانا اور فہیم کے نزدیک یہ بات پوشیدہ
نہین ہے کہ بہت لمبی لمبی آستین جو ان زمانون مین رائج ہے اون میں اسراف اور مال کا ضائع
کرنا ہے کہ جو منع کیا گیا ہے لیکن لوگونکی ایک اصطلاح ہو گئی اور ہر ایک قوم کا ایک شعار ہو گیا ہے
کہ اوسکی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہین اور جو کچھ اوس مین سے بطریق تکبر کے ہے اوسکے حرام ہونے

مین کچھ شک نہین ہے اور جو کچھ بطریق عادت کے ہے اوسکی حرمت اوس وقت تک نہین ہے کہ جب تک وہ اوس طوالت کی حد کو نہ پہونچے جو کپڑے مین ممنوع ہے اور قاضی عیاض نے کراہت اوس چیز کی نقل کی ہے جو عادت سے زیادہ ہو اور جو معتاد کہ لباس مین لنبان اور چوڑان کی ہے اوس سے بڑھ کے ہو اور ان قولون مین جو عالمون سے نقل کئے گئے ہین اس لنبان اور چوڑان کی حرمت اور کراہیت کے ساتھ تصریح ہے لیکن لفظ عادت اور معتاد کا درج کرنا گونہ جواز کا اشارہ کرتا ہے اور بعضے حرمین شریفین کے معزز لوگون سے سنا گیا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اس طریق کا لباس ہمارا شعار ہو گیا ہے اگر ہم ایسا نہین کرتے ہین تو ہم نہین پہچانے جاتے ہین اور ہماری عزت فوت ہو جاتی ہے لیکن کلام اس بات مین ہے کہ کیون یہ طریقہ اور شعار اختیار کیا ہے جو سنت کی خلاف ہے واللہ اعلم اور بہر تقدیر جو کچھ حرمت اور کراہت تہ بند کے زیادہ بڑھانے مین اور اوسکے لٹکانے مین اور سوا اسکے جنمین واقع ہوئی وہ تکبر اور تزئین کے قصد کے ساتھ مقید ہے اور اگر اس قصد سے نہو تو اس حکم مین داخل نہین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض کی عادت اور وضع ایسی ہی ہو گئی تھی کہ اونکا تہ بند نیچے لٹکا کرتا تھا اور اوسی صورت مین آپ بیٹھ جایا کرتے اور جب اوسکی نہی واقع ہوئی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے تہ بند کا حال ایسی ہی ہے مین کیا کرون آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اون لوگون مین سے نہین کہ تیری شان مین تکبر نے راہ پائی ہو اور جاننا چاہیے کہ ازار جو اس جگہ مذکور ہے بمعنی تہ بند کے ہے لیکن ازار جو عجم مین مشہور ہے اور عرب مین اوسے اول یعنے پائجامہ کہتے ہین اوس مین اختلاف ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو پہنا ہے یا نہین بعضے عالمون نے اسبات کا یقین کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پہنا ہے اور ابو یعلی موصلی نے اپنی سند مین ابو ہریرہ رض کی ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ابو ہریرہ رض نے کہا ہے کہ ایک روز مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بازار مین آیا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزازون کی دکان پر سوق افروز ہو کر ایک پائجامہ چار درہم کو خرید فرمایا اور اوس دکان دار کے پاس ایک ترازو تھی کہ اوس مین درہم وزن کرتا تھا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درہم تول لے اور اچھی طرح سے

تو ول سے لیس او سنے کہا کہ یہ کلمہ مین نے کسی سے نہین سنا ہی کہا ابوہریرہ رضہ نے افسوس ہے تجھپر کہ تو اپنے
پیغمبر کو نہین پہچانتا ہے پس او سنے ترازو ہاتھ سے رکھدی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
دست مبارک کیطرف جھپٹا اور چاہا کہ آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے پس رسول خدا نے اپنا دست مبارک
اوسکی طرف سے کھینچ لیا اور فرمایا ای فلان شخص یہ فعل عجمی لوگ اپنے بادشاہون کے ساتھ کرتے
ہین اور مین بادشاہ نہین ہون مین ایک شخص تم ہی مین سے ہون اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے پایجامہ کو لیلیا کہا ہے ابوہریرہ نے کہ مین نے چاہا کہ مین اوسکو اوٹھالون آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب مال اپنے مال کے اوٹھالنے کے لئے مستحق تر ہے
لیکن جب وقت مین ضعیف ہون کہ اوسکے اوٹھانے مین عاجز آؤن تو بھائی مسلمان مدد دین کہا
ہے ابوہریرہ رضہ نے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پایجامہ پہننے کے
واسطے خریدہ ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان مین سفر اور قیام مین
اور رات اور دن مین اوسکو پہنتا ہون کیونکہ مین ستر چھپانے کا مامور ہون اور کسی چیز کو مین ستر
چھپانے والا اس سے بڑھ کے نہین دیکھتا ہون اور اسکو سنت سے محدثون نے ضعیف سند
کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پایجامہ کا خریدنا صحت کو
پہونچا ہے اور ہدایہ مین کہا ہے کہ ظاہر یہی بات ہے کہ خریدنا واسطے پہننے کے تھا روایت
کیا گیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ آپ کے زمانے مین آپ کی اجازت سے
پہنتے تھے واللہ اعلم اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لباس مین سے محبوب
زیادہ قمیص تھا اگرچہ تہ بند بہت باندھتے تھے اور چادر بہت اوڑھتے تھے لیکن پیراہن کے
پہننے کو دوست بہت رکھتے تھے اور حضرت انس رضہ سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے
کہ آن حضرت کا پیراہن روئی کا چھوٹے دامن اور چھوٹی آستینو نکا تھا اور آپ کے قمیص مین
تکمے تھے اور علماء محدثین کی تحقیق اور تمام شہر عرب مین مشہور یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے قمیص مین سینہ شریف کے مقام پر جیب تھی اور قمیص کی سنت یہ ہے اور جو کہ
ماوراء النہر کے لوگون مین اور ہندوستان کے لوگون مین رایج ہے کہ کرتے مین گردن کے
دونون جانب کی طرف تکمے لگاتے ہین وہ عرب کی عورتون مین رایج ہے اور تکمے مردون کے

سینے پر ہوتے ہین اور اس ملک مین طریقہ خلاف اوس ملک کے طریقے کے ہے حکایت مجھکو یاد ہے کہ ایک روز مین حرم شریف مین ایک ہندی دوست کے ساتھہ کہ اوسکے کرتے کے تکمے ہندیون کی روش پر تھے بیٹھا تھا اور ایک عرب میرے آگے پھرتا تھا اور آتا جاتا تھا اور اوس ہندی یار کی طرف دیکھتا تھا اوس سے پوچھا گیا یا سیدنا کیا دیکھتے ہوا ور کیا ڈھونڈھتے ہو اوس نے کہا کہ اس شخص کو شرم نہین آتی کہ لباس عورتون کا پہنے ہوئے خدا کے گھر مین بیٹھا ہے اور معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین جماعت قلیل مین قوم مزینیہ کی جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سے تھے داخل ہوا تھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کرون اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن کے تکمے کھلے ہوئے تھے پس مین نے اپنا ہاتھہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قمیص مین ڈالدیا اور مہر نبوۃ کو چھو لیا ترمذی نے اوسکو روایت کیا ہے سیوطی کہتے ہین کہ یہ حدیث دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن مین جیب تھی کہ اوس مین تکمے تھے اور جسکو علم نہین اوسنے اسکے خلاف کا گمان کیا ہے انتہی اور آن حضرتؐ کی چادر شریف کا طول چار ہاتھہ کا تھا اور عرض اوسکا دو ہاتھہ ایک بالشت کا تھا اور ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا اور آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے کہ جنبش کرتا تھا اور مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ بند کو آگے سے لٹکا دیتے تھے اور پیچھے سے بلند کر دیتے تھے اور ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ تہ بند اپنی ناف مبارک کے نیچے باندھتے تھے اور ناف مبارک آپ کی کھلی رہتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ تہ بند ناف کے اوپر باندھتے تھے اور ابو بردہ بن ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تہ بند اور چادر پیوند دار ہماری نکال لائین اور ہمکو دکھائی اور فرمایا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین اس صفت کے دو کپڑون مین وفات پائی ہے اور اسما بنت ابی بکرؓ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ حضرت عائشہؓ کے پاس تھا

جو اونھون نے وفات پائی تو اسکو مین نے لیلیا اور مین اوسکو بیمارون کے واسطے شفا چاہنے کے لئے دھوتی ہون اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ تنگ آستین زیب تن پاک فرمایا ہے چنانچہ وضو کے وقت دونون دست مبارک آستین سے نکالے ہین اور جبے کو شانون اور پشت پر ڈال لیا ہے پھر دست مبارک دھوئے ہین اور یہ سفر کی حالت مین تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تنگ لباس زیب جسم شریف فرماتے تھے اور انس ابن مالک نے روایت کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبرہ کو دوست رکھتے تھے اور زینت تن مبارک فرماتے تھے اور حبرہ حاء مہملہ کے کسرے اور راء موحدہ کی زبر کے ساتھ ایک قسم اس چادر کی ہے جسمین سرخ دھاریان ہوتی ہین اور جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہین مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب ماہتاب مین دیکھا کہ آپ حلہ احمر پہنے ہوئے تھے پس مین کبھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک چاند سے اچھے اور بہتر تھے اور براء بن عازب سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ مین نے کسیکو نہین دیکھا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے کسی چیز کو حلہ احمر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشتر اور بہتر نہین دیکھا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مین نے کسی ذی لمہ کو حلہ احمر مین خوبتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین دیکھا ہے اور لمہ ساتھ کسرہ لام اور تشدید میم کے اون بالون کو کہتے ہین جو بچھے پڑے رہتے ہین اور کندھون تک لٹکے ہوئے ہوتے ہین اور تحقیق اسکی حلیۂ شریف کے بیان مین گذر گئی ہے اور جابر رض سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سرخ دھاریون کی چادر کو دونون عیدون مین اور جمعے کے دن اوڑھتے تھے اور حلہ دو کپڑونکا نام ہے جیسے چادر اور تہ بند اور حلہ دو کپڑونکو کہتے ہین یا اوس جامے کو جو استر دار ہو اور احمر وہ جو سرخ دھاریون کے ساتھ بنا گیا ہو جیسا کہ ہمارے ملک مین الاچہ ہوتا ہے اور یہی یمن کی چادرون مین سے ہے کہ اس نام کے ساتھ مشہور ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوس مین دھاریان بنی ہوئی ہوتی ہین اور مراد اوس سے صرف سرخ رنگ نہین ہے جسکا پہننا ممنوع ہے اور مسلم کی حدیث مین ابن عمر رض سے مروی ہے

کہ اونھون نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو دو سرخ کپڑے رنگے ہوئے
پہنے دیکھا فرمایا کہ کفارون کا لباس سے ہے اوسکو نہ پہن اور عبداللہ بن عمر بن العاص سے مروی
ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا
اور میرے بدن مین سرخ رنگے ہوئے کپڑے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
یہ کپڑے تو نے کہان سے پائے ہین مین نے عرض کیا میری زوجہ نے میرے واسطے بنائے ہین
آپ نے فرمایا اسکو تو جلا دے اور اگر لوگون کو حضرت جابر رضی کی حدیث سے یہ شبہہ ہو کہ لباس احمر
جائز ہے تو خطا ہے کیونکہ اس جگہہ احمر سے مراد یہی ہے کہ دھاریان سرخ ہون اور ایسے ہی
مراد اخضر یعنے سبز سے ہے جو ابی رمثہ کی حدیث مین واقع ہوا ہے کہ مین نے آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دوش مبارک پر سبز چادر تھی اور عطا بن ابی العلی کی حدیث مین اونکے
باپ سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیکھا کہ آپ سبز چادر اوڑھے ہوئے تھے طواف کرتے تھے اور اس سے مراد وہ چادر ہے کہ
جس مین سبز دھاریان ہوتی ہین اگرچہ اس جگہہ صرف سبز پر بھی حمل کرنے کا احتمال ہے لیکن ملک عرب
مین وہی معنی متعارف ہین اور ایسے ہی اصفر کے بھی یہ معنی ہین کہ دھاریان زرد اوس مین ہوتی ہین
اور بعضے لوگون نے حلے کو بھی یعنی ریشمین کپڑے کے سمجھا ہے اور یہ خطا ہے اور تحقیق وہ ہے
کہ مذکور ہوا ہے اور صاحب مواہب نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے
عالمون نے گلنار کپڑون مین اختلاف کیا ہے پس اوسکو مباح رکھا ہے عالم اصحابون و تابعین
کی ایک جماعت اور اون لوگون نے جو اونکے بعد ہین اور کہا ہے کہ اسکے شافعی اور ابو حنیفہ
اور مالک رح قائل ہین لیکن مالک رح نے کہا ہے کہ پہننا غیر معصفر کا یعنے جو سرخ نہو افضل ہے
اور ایک روایت مین اوسکا پہننا گھرون مین اور سراؤن مین تجویز کیا ہے اور محفلون مین اور
راہون مین مکروہ قرار دیا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ کراہت اسکی کراہیت تنزیہی
سے ہے اور اوسکی نہی کو اس بات پر حمل کیا ہے کہ ثابت ہوا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حلہ احمر زیب تن پاک فرمایا ہے اور جواب اسکا معلوم ہو چکا ہے
اور بعضون نے اسکی نہی کو اس شخص پر حمل کیا جو حج اور عمرے کا احرام باندھے اور یہ بھی

تکلف سے خالی نہین ہے اور کوئی دلیل اسکی تخصیص پر نہین ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب مین
بھی بہت سے قول ہین لیکن صحیح یہ ہے کہ کراہت اسکی تحریمی ہے اور اس سے نماز
کراہت کے ساتھ جائز ہے اور شیخ قاسم حنفی کے جو مصر مین ائمہ حنفیہ اور اس مذہب کے محققین
مین سے تھے تحقیق کیا ہے کہ پہننا لباس احمر کا بوجہ اسکے رنگ کے مکروہ ہے خواہ معصفر ہو خواہ
غیر معصفر ہو اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ بیہقی نے معرفت سنن مین مسئلے پر اتفاق کیا ہے
اور کہا ہے کہ شافعی نے مرد کو مزعفر کے یعنے زعفران مین رنگے ہوئے کپڑے کے پہننے کی
ممانعت کی ہے اور معصفر یعنے گلنار کی اباحت بیان کی ہے اور شافعی نے کہا ہے کہ گلنار کپڑے
کے پہننے کی رخصت اسی وجہہ سے دی ہے کہ کسی شخص کو مین نے نہین پایا ہے کہ جو یہ بیان کرے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی نہی فرمائی ہے مگر اس قدر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نہی کی ہے اور یہ مین کہتا ہون کہ تمکو بھی
ممانعت کی ہے اور بیہقی کہتے ہین کہ تحقیق حدیثین آئی ہین جو نہی علی العموم پر دلالت کرتی ہین اور
بیہقی نے حدیث مسلم کو ذکر کیا ہے کہ ہذا من لباس الکفار یعنے سرخ رنگ کا کپڑا کافرون کا
لباس ہے اور دوسری حدیثین بھی ذکر کی ہین بعد اوسکے کہا ہے کہ اگر شافعی رح کو یہ حدیث
پہونچتی تو بیشک اوس امر کے قائل ہو جاتے پھر بیہقی نے اپنی سندون کے ساتھ ذکر کیا ہے
کہ شافعی سے یہ بات صحت کو پہونچی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ جس وقت میرے قول
کے خلاف کوئی حدیث صحت کو پہونچے تو اوس حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو ترک کرو
اور کہا ہے کہ بیہقی نے شافعی کے مزعفر یعنے زعفران کی رنگی ہوئی چیز مین پیروی کی ہے اور
کہا ہے کہ جس چیز کی کہ مین مرد کو ممانعت کرتا ہون وہ بہر حال مزعفر ہے اور اوسکو حکم کرتا ہون
کہ اگر کوئی چیز اوسنے زعفران مین رنگی ہو تو اوسکو دھو ڈالے اور متابعت اوسکی معصفر مین اولی
تھی انتہی پس معلوم ہوا کہ جامہ گلنار اور زعفران مین رنگا ہوا دونون ممنوع ہین اور صحیح حدیث
مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زعفران مین رنگنے کی نہی فرمائی ہے لیکن
مشکل یہ ہے کہ ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرد کپڑا رنگا ہے اور
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑونکو زعفران مین رنگتے تھے یعنے

اپنے پیراہن مبارک اور عمامۂ شریف کو اسکو دمیانی نے روایت کی ہے اور ابو داؤد کے نزدیک
اس لفظ کے ساتھہ آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زعفران مین اپنے کپڑونکو رنگتے تھے
یہان تک کہ عمامہ شریف کو بھی رنگتے تھے اور زید بن اسلم اور ام سلمہؓ اور ابن عمرؓ کی حدیث سے
ایسے ہی روایت کیا ہے لیکن محدثین نے کہا ہے کہ یہ حدیثین نہی کی حدیث کو معارض نہین ہوتی ہین
یا منسوخ ہین واللہ اعلم اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑے کو بہت دوست رکھتے تھے
اور اوسکو زیب جسم شریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ کپڑونمین سے بہتر زیادہ سپید لباس ہے
چاہیئے کہ تمھارے زندہ لوگ اوسکو پہنین اور نیز مردونکو اوسکا کفن دین اور کبھی پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سیاہ کملی بھی اوڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونھون نے
بیان کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ سیاہ
بالونکی مرطا اوڑھے ہوئے تھے اور مرط ساتھہ کسرے میم اور سکون رے کے اوس چادر کو کہتے ہین جو از
خز یا صوف کی ہو اور اس سے تہ بند بنایا جاتا ہے اور عمامۂ شریف کے ذکر مین گذرا ہے دخل النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین فتح
کے دن داخل ہوئے اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور سیاہ کپڑا پہننا مستحب ہے اور مذہب
حنفی بھی یہی ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پشمینی لباس بھی زیب تن پاک فرمایا ہے
اور تطلیس جو عبارت ہے سر کو چادر سے ڈھانپنے سے اور مثل اسکے اور چادر کے دونون
کنارون کو دونون شانون پر ڈالنے سے اوسکو ابن قیم جوزی نے کہا ہے کہ مکروہ ہے
کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہین
بلکہ مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ
اوسکے ستر ہزار یہود اصفہانی نکلین گے اور اونکے سر ڈھپے ہوئین گے چادر سے اور دو پلو چادر
کے دونون شانون پر پڑے ہونگے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو اس ہیئت
سے دیکھا پس کہا کیا عجب ہے کہ یہ اون یہودیون کے ساتھہ جنکی خبر دیگئی مشابہ ہون اور داؤد
اور حاکم کی حدیث مین آیا ہے کہ من تشبہ بقوم فہو منہم یعنے جو مشابہ ہوگا کسی قوم کے ساتھہ وہ اوسی
قوم مین سے ہے اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہے لیس منا من تشبہ بغیرنا یعنے ہم مین

سے نہین ہے جو مشابہ ہمارے غیر کے ساتھ ہے اور ہجرت کی حدیث مین جو آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں دوپہر کو تشریف لائے اور چادر سے سر مبارک ڈھانپے ہوئے تھے یہ فعل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخفا کی ضرورت سے کیا ہے تاکہ آپ کو کوئی نہ پہچانے نہ یہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس طرح سے چادر شریف اوڑھنے کی عادت تھی انتہی اور ابن قیم کی یہ بات خطا سے ہے جو کہی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چادر کا سر کو ڈھانپنے کے اوڑھنا منقول نہین ہے اور اگر منقول ہے تو ضرورت کی وجہہ سے ہے نہ یہ کہ عادت شریف آپ کی یہی تھی کیونکہ سہل بن سعد ساعدی کی حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تقنع بہت کرتے تھے یعنے سر مبارک کو چادر سے ڈھانپ کے بہت اوڑھتے تھے بیہقی نے شعب الایمان مین اسکو روایت کیا ہے اور ابن سعد نے طبقات مین انس رضی کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ کان یکثر التقنع یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر شریف بہت سر سے اوڑھتے تھے پس یہ حدیث اور دوسری حدیث ابن قیم کی اس قول کو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہین نقل کی گئی ہے کہ آپ نے چادر سے سر مبارک ڈھانپ کے اوڑھا ہے رد کرتی ہے لیکن دوسرا قول اونکا کہ کسی صحابہ سے اس ہیئت مذکورہ سے چادر کا اوڑھنا نقل نہین کیا گیا ہے یہ بھی اوس حدیث سے رد کیا گیا ہے جسکو حاکم نے مستدرک مین بشرط شیخین کے قرۃ بن کعب سے روایت کیا ہے اور کہا ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ایک فتنہ کی ذکر کیا اور اوسکا نزدیک ہونا ظاہر فرمایا پس ایک شخص کپڑون مین ڈھپا ہوا گذرا پھر آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اوس دن راستی اور راہ ہدایت پر ہوگا پس مین کھڑا ہو گیا تاکہ اوس شخص کو دیکھ لون کہ وہ کون ہے دیکھا تو حضرت عثمان بن عفان تھے اور سعد بن منصور نے اپنی سنن مین ابی العلا سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نماز پڑھتے تھے اور سر شریف کو چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے اور ابن سعد نے سلمان بن مغیرہ سے نقل کیا ہے کہ مین نے حسن رضے اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ چادر سے سر کو ڈھانپے ہوئے اوڑھتے تھے اور ایک اور روایت مین آیا ہے کہ مین نے حضرت

رضی اللہ عنہ کو طیلسان زندقی اوڑھے ہوئے دیکھا ہے اور ابن قیم نے جو قصہ یہود کا ذکر کیا ہے
اوسکے بارے مین حافظ بن حجر کہتے ہین کہ اوسکے ساتھہ دلیل لانا اوس وقت صحیح ہے کہ چادر
سر کو ڈھانپ کے اوڑھنا یہود کا شعار ہو اور تحقیق یہ امر اس زمانے مین برطرف ہو گیا ہے پس مباح
کے عام ہونے مین داخل ہو گیا ہے اور شیخ عزالدین بن عبد السلام نے کہا ہے کہ جو سنت
کہ ایک قوم اہل اسلام کا شعار ہو گئی ہو اوسکا ترک کرنا بیمروتی ہے اور کہا ہے کہ انکار انس کا
اون چادرون کی رنگت کی وجہ سے تھا کہ وہ زرد رنگ کی تھین اور یہ سب مواہب لدنیہ
مین ذکر کیا گیا ہے اور بڑے بڑے مشائخ اور نیکبختون سے منقول ہے کہ تطلس کرتے تھے
یعنی چادر سے سر کو ڈھانپتے تھے اور اوسکی دونون پلون کو دونون شانون پر ڈال لیتے تھے
اور بہجۃ الاسرار مین کہ نام ایک کتاب کا ہے یہ مذکور ہے کان الشیخ عبد القادر یتطلس یعنی شیخ عبد القادر
قدس سرہ العزیز تطلس فرماتے تھے اور غالبًا ابن قیم کا اس بات کا انکار کرنا اور اوس مین مبالغہ
کرنا اسی وجہ سے ہو کہ یہ حضرت شیخ کا فعل تھا کیونکہ ابن [illegible]ی اور اونکے متبع اوس جناب
عالی کے انکار مین گرفتار رہے تھے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیون سے
پاک اور صاف زیادہ تھے تو ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف مین
ظاہر تھی کہ آپ کے بدن کے مس سے کپڑے میلے نہین ہوتے تھے اور آپ کے کپڑون مین
جوئین نہ پڑتی تھین اور آپ کے بدن مبارک پر اور کپڑون پر مکھی نہ بیٹھتی تھی ایسے ہی حدیث
مین آیا ہے لیکن اوس حدیث مین مشکل پڑتی ہے کہ جسکو احمد نے مسند مین اور ترمذی نے
شمائل مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس وقت مین حضرت عائشہ سے
پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر مین تشریف رکھتے تھے تو کیا کرتے تھے
اونھون نے کہا کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخصف نعلہ یعنی
آنحضرت لباس مین سے جوئین ڈھونڈھتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے تھے اور اپنی پاپوش
ٹانکتے تھے اور محدثین نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ شاید آپ کے لباس شریف مین کسی دوسرے
کی جوئین چڑھ گئی ہون بدون اس بات کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف مین
پیدا ہوئی ہون اور یہ بات ممکن ہے کہ کہی جائے کہ اس جگہہ اطلاق فلی کا خس و خاشاک کے

ڈھونڈھنے پر اور بعضے چھوٹے کپڑون کے ڈھونڈھنے پر جو کپڑون مین چڑھ آتی ہین مجازاً ہے
کہ اس صورت مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلی کرتے تھے یعنے اپنے لباس کو دیکھتے تھے
اور اونکو ڈھونڈھتے تھے اور اونکو نکال لیتے تھے جس طرح سے لوگ اپنی کپڑون مین جوئین ڈھونڈھتے
ہین اور شاہ عبدالحق دہلوی رح فرماتے ہین کہ اس مسکین کے ذہن مین یہی معنی جمتے ہین اور قرار پاتے
ہین واللہ اعلم اور مواہب مین اس عبارت کے ساتھ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو
بوجہہ آپ کی تعظیم اور تکریم کے جوئین ایذا اندیتی نتھین اور یہ عبارت ظاہر مین جوؤن کی ایذا دینے
کی نفی کرتی ہے نہ اون جوؤن کے پڑنیکی اور ہوسکتا ہے کہ نفی ملزوم لازم کی نفی کا کنایہ ہو
وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام لباس شریف مین سے خاتم تھی کہ اوسکو آپ
پہنتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چاندی کی انگوٹھی لی تھی اور وہ انگوٹھی آپ کے دست مبارک مین تھی اور آپ کی بعد حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھی اور [illegible]نکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھی پھر اخیر مین
بیر اریس مین گر پڑی اور بیر اریس ساتھ ہمزہ کی زیر کے اور سکون یاے تحتانی کے ایک کنوین کا
نام جو مسجد قبا کی طرف واقع ہے اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ انگوٹھی چاہ اریس مین
معیقیب کے ہاتھ سے گر پڑی اور معیقیب ساتھ ضمہ میم کے اور فتح عین مہملہ کے اور سکون یاے تحتانی
کے اور قاف کے کسرے کے اور اخیر مین باء موحدہ کے نام حضرت عثمان رض کے خادم کا ہے اور
وہ صحابی رض ہین اور مروی ہے کہ ہرچند انگوٹھی کو اوس کنوین مین ڈھونڈھا اور تمام پانی کھینچا
اور پاک کیا لیکن نہ پایا اور کہتے ہین کہ اوس انگوٹھی مین ایک بھید تھا کہ انتظام کارخانہ ملک کا
جو کچھ تھا اوسکے ساتھ تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی مین تھا کہ اوسکے کھوجانے
سے تفرقہ اور فتور اونکے ملک مین پڑگیا تھا چنانچہ مشہور ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی انگوٹھی کے گم ہوجانیکے بعد بھی تفرقے اور فتنے ظہور مین آئے اور ابتدا ان فسادون کی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے وقت سے ہوئی تھی اور یہ فتنہ اور فساد قیامت
تک فرو نہوگا اور صحیحین مین حضرت انس رض سے آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی
کی انگوٹھی پہنی ہے کہ جسمین نگین حبشی تھا اور حبشی کے معنی مین بہت سے قول ہین بعضے کہتے ہین

کہ سیاہ پتھر تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک پتھر تھا جو ملک حبش مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکی کان
وہان سے ہے اور بعضے اس بات کے قائل ہین کہ اوسکا بنانیوالا حبشی تھا اور انگوٹھی کے نگینے
کو ہتھیلی کی طرف پھیر لیتے تھے اور کتنی ایک حدیثون مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک شخص کے ہاتھ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا کہ تجھے کیا ہوا کہ تیرے ساتھ اہل نار کا زیور
دیکھتا ہون پھر اوس شخص کو فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنوا اور ایک مثقال سے زیادہ نہ کر اور
ایک روایت ہے کہ اوسکو ایک مثقال پر تمام کر اور ایسی ہی مروی ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ مین
انگوٹھی شبہ کی تھی اور شبہ ساتھ شین معجمہ کی زبر کے اور بائے موحدہ کے سکون کے ہے اور
بعضے ساتھ شین معجمہ کے کسر کے بھی کہتے ہین اور وہ پیتل کی قسم مین سے ہے اوس سے بت
بنائے جاتے ہین اور اسکا نام جو شبہ رکھا گیا تو اوسکی وجہہ یہ ہے کہ سونے کے ساتھ مشابہ ہے
پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ مین تجھ سے بتون کی بو
پاتا ہون پس اوس شخص نے وہ انگوٹھی پھینکدی اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہے من صفر
اور یہ ساتھ صاد کے پیش کے اور فے کے سکون کے ہے اور معنی شبہ ہے اور ایسی ہی انگوٹھی
رانگے کی اور پیتل کی مکروہ ہے اور لوہے کی انگوٹھی کا صحیحین کی اس حدیث سے تجویز کرنا کہ
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاطب واہبہ النفس کو فرمایا اطلب ولو خاتما من حدید یعنے
طلب کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو ضعیف ہے کیونکہ اس مقام مین لوہے کی انگوٹھی کا پہننا معلوم
نہین ہوتا ہے بلکہ اس سے حقیر اور کم شی مراد ہے اور ابو داؤد کے سنن مین مضبوط سندون کے
ساتھ معیقب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوہے کی انگوٹھی کہ اوس پر چاندی
لپٹی ہوئی تھی واللہ اعلم اور سونے کی انگوٹھی کے بارے مین براء بن عازب اور ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہما سے صحیحین مین آیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سونے کی انگوٹھی کی ممانعت فرمائی ہے اور صحیحین مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پس لوگون نے بھی سونے کی
انگوٹھیان بنوائین پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لیگئے اور دست
مبارک سے انگوٹھی نکال کے پھینکدی اور لوگون نے بھی انگوٹھیان نکال کے ڈالدین

اور سونیکی انگوٹھی مینو انکی مخالفت فرمائی اور چارون اماموں کا مذہب اور اکثر عالموں کا مذہب یہی ہے اور جو کہ بعضے صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ سونیکی انگوٹھیان رکھتے تھے وہ ایک غریب بات ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے کہ ابی اسید بدری صحابی تھے اونکی وفات کے وقت سونیکی انگوٹھی اونکے ہاتھ سے اوتاری ہے واللہ اعلم اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب لوگون نے انگوٹھیان نکال کے ڈالدین تو ایک صحابی نے اپنی انگوٹھی زمین سے نہ اوٹھائی اور لوگون نے کہا کیون نہین اوٹھاتے ہو تمھارا مال ہے اوٹھالو اور ان صحابی نے کہا کہ مین اوس چیز کو ہرگز نہ اوٹھاونگا جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اور جسکو مکروہ جانا ہے اور نگینہ عقیق کی انگوٹھی کے باب مین حضرت انس رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنو اور دہنا ہاتھ زینت کے واسطے بہتر اور زیادہ ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنو اور تحقیق وہ فقر کو کھودیتا ہے اور حضرت عائشہ رض کی روایت مین آیا ہے فانہ مبارک یعنے بتحقیق وہ مبارک ہے اور حضرت فاطمہ رض کی روایت مین آیا ہے کہ اونھون نے بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جو عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنے گا وہ ہمیشہ خیر دیکھے گا اور دوسری حدیثین بھی آئی ہین اور لوگون نے کہا ہے کہ کوئی چیز نگینہ عقیق کی انگوٹھی کے پہننے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوئی ہے اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زرد یاقوت کے نگ کی انگوٹھی پہننا طاعون کو منع کرتا ہے اور اس حدیث کی سندین ضعیف ہین اور انگوٹھی نگ کی بارے مین بخاری کی روایت مین حضرت انس رض سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اوسکا نگ بھی چاندی کا تھا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تھی اور اوسکا نگ حبشی تھا جیسا کہ گذر گیا ہے اور لوگون نے کہا ہے کہ شاید دو انگوٹھیان تھین کہ ایک اس قسم کی تھی اور ایک اوس قسم کی تھی یا ایک وقت یہ ہوتی تھی اور ایک وقت وہ ہوتی تھی اور انگوٹھی کے نقش کے باب مین حضرت انس رض سے صحیح مسلم مین آیا ہے

کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اوس پر محمد رسول اللہ نقش کرایا اور لوگون کو ممانعت فرمائی کہ اپنی انگوٹھیون پر اوسکو نہ کھودائین اور بخاری اور مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ انگوٹھی کے نقش کی تین سطرین تھین ایک سطر محمد کی اور ایک رسول کی اور ایک سطر اللہ کی اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ ظاہر یہ بات ہے کہ کتابت اس ترتیب پر تھی کہ محمد کی سطر پہلے تھی اور رسول کی درمیان تھی اور اللہ کی سطر بعد تھی لیکن بعضے شیوخ کا قول کہ اسم جلالہ کی سطر پہلے تھی اور محمد کی سطر نیچے اور رسول کی سطر درمیان مین تھی اسکی تصریح مین کسی حدیث مین نہین پاتا ہون بلکہ اسمعیل کی روایت ظاہر مین اوسکی خلاف ہے کیونکہ اونھون نے کہا ہے کہ پہلی سطر محمد اور درمیان کی سطر رسول اور تیسری سطر اللہ کی تھی صاحب مواہب نے ایسے ہی کہا ہے اور انگوٹھی پہننے کے باب مین اکثر اخبار اور آثار بھی ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنی ہے اور دہنے ہاتھ مین بھی اوسکا پہننا آیا ہے اور صاحب مواہب کہتے ہین کہ دہنے اور بائین دونون ہاتھون مین انگوٹھی پہننا جائز ہے اور لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ افضل کون ہے پس بعضون نے کہا ہے کہ بایان ہاتھ افضل ہے اور یہ بعض امام احمد کی ہے اور صالح کی روایت مین امام احمد سے آیا ہے کہ میرے نزدیک بائین ہاتھ مین پہننا محبوب زیادہ ہے اور یہی مذہب امام مالک کا ہے کہ وہ بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور ایسے ہی مذہب احمد اور شافعی کا ہے اور ظاہر امام ابی حنیفہ رح کا مذہب بھی یہی ہے واللہ اعلم اور صحیح مسلم مین حضرت انس رض سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اونگلی مین انگوٹھی تھی اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا اور ایسے ہی ابو داؤد کی روایت مین ابن عمر سے آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور بعضے حدیث کے حافظون نے ذکر کیا ہے کہ عامہ صحابہ اور تابعین سے بائین ہاتھ مین انگوٹھی کا پہننا مروی ہے اور دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہننے کو ترجیح دی ہے اور یہ قول ابن عباس رض اور عبداللہ بن جعفر کا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی دہنے ہاتھ مین انگوٹھی کا پہننا روایت کیا ہے پس بعضے کہتے ہین کہ شاید آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی انگوٹھی دہنے ہاتھ مین پہنتے تھے اور کبھی بائین ہاتھ مین پہنتے تھے اور بعضون

نے کہا ہے کہ بائین ہاتھ انگوٹھی کا پہننا ان دونون امرون مین سے اخیر امر ہے یعنے دہنے ہاتھ مین
انگوٹھی کا پہننا منسوخ ہے اور حق یہ ہے کہ اسکی صحت مین کلام ہے یہ سب صاحبون سے مواہب نے
ذکر کیا ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی تاگا انگوٹھی مین چیز
کے یاد رکھنے کے واسطے باندھتے تھے تاکہ وہ فراموش نہو اور دو انگوٹھیون کا اور دو سے زیادہ
کا پہننا مکروہ ہے خصوصاً کہ چاندی کی ہون صاحب مواہب کہتے ہین کہ کراہت کی عبارت سے
ظاہر ہوتا ہے کہ حرام نہین ہے اور انگوٹھی کے اصل پہننے مین بھی اختلاف ہے بہت سے
عالم بغیر کراہت کے مباح رکھتے ہین اور بعضے مکروہ جانتے ہین اگر زینت کے قصد سے ہو اور
بعضے مکروہ قرار دیتے ہین لیکن صاحب سلطنت اور حاکم کے پہننے کو مکروہ نہین جانتے ہین اور
حدیث مین بھی ایسے ہی آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو انگوٹھی بنوائی تھی
تو اسی واسطے بنوائی تھی کہ چاہا کہ بادشاہ اور امراء وقت کہ کسریٰ اور قیصر اور نجاشی تھے فرمان
لکھین پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بغیر مہر کے کتابت کو قبول
نہین کرتے ہین اور نہین پڑھتے ہین پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی
اور اوس مین محمد رسول اللہ نقش کرایا اور ابن عبد البر نے انگوٹھی پہننے کی مطلقاً کراہت نقل کی
ہے اور حدیث لائے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی لیکن پہنی نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ چند روز پہنی بعد اوسکے اوتار ڈالی واللہ اعلم اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا موزے کا پہننا اور اوس پر مسح کرنا صحت کو پہونچا ہے اور ترمذی نے بریدہ سے
نقل کیا ہے کہ نجاشی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بطریق نذر کے موزہ
سیاہ اور سادہ بھیجا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو پہنا اور بعد اوسکے وضو کیا
اور اوسپر مسح فرمایا اور مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا ہے کہ دحیہ نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے واسطے دو موزے بھیجے پس آپ نے اوسکو پہنا **وصل** آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نعلین تھین اور نعل اوس چیز کو کہتے ہین جو قدم کو ڈھانپے اور اگر اوس سے ٹخنے ڈھپ جائین
تو وہ موزہ ہے ورنہ نعل ہے اور صحیح بخاری مین حضرت انس سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی نعل دو قبال تھے اور قبال نعل کی زمام ہے اور وہ ایک تسمہ ہے کہ دونون

اونگلیون کے درمیان مین ہوتا ہے اور ترمذی نے شمائل مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ دو
قبال تھے او سکا التسمہ دوتہ کا تھا اور ابی ہریرہ رض سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب تم مین سے کوئی نعل
پہنے تو اوسکو چاہئے کہ ابتدا دہنی طرف سے کرے اور جو اوسکو اوتارے تو ابتدا بائین طرف سے کرے
اور حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نعل پہنے ہوئے چلنے کو منع فرمایا ہے
وجہ اوسکی یہ ہے کہ وضع نامطبوع ہے اور پیر مڑک جانے کا بھی احتمال رکھتا ہے اور بعض سے کہتے ہین
بعضے عارضون کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے اور ایک روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر مین ایک نعل پہنا ہے اور یہ احتمال رکھتا ہے
کہ آپ کوئی چیز لینے کو اوٹھے ہون اور راہ قریب ہو اور ایک جانب مین ایک پاؤن مین کسی چیز کے
بھر جانیکا احتمال ہو پس آپ نے اوسی جانب کے پاؤن مین پہن لیا ہو اور یہ بھی احتمال رکھتا
ہے کہ اصل جواز کے بیان کے لئے ہو خصوصاً ایسی صورت مین جو مذکور ہوئی ہے اور مواہب
مین ابوداؤد اور ترمذی سے لائے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر نعل
پہننے کی ممانعت فرمائی ہے اور بعضے عالمون نے نعلین کے نقشے مین جداگانہ کتاب تالیف کی ہے
اور اوس مین اوسکی فضل اور نفع کو بیان کیا ہے اور مواہب مین تجربہ اوسکا اوس نقش کو درد کی
مقام پر رکھنے سے واسطے دفع درد کے اور حصول امان کے اور شیطان کے بارے مین
محفوظ رہنے کی اور حاسد کے شر سے بچے رہنے کے اور راہ کو آسانی سے طی کرنیکے لئے
ذکر کیا ہے اور قصیدے اوسکی تعریف مین اور اوسکی فضیلتون کے بیان مین تصنیف کئے ہین
وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرش کے باب مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
صحیحین مین آیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش چمڑے
کا تھا اور اوس مین درخت خرمے کی چھال کٹی ہوئی بھری تھی اور بیہقی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی حدیث سی روایت کیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت انصار کی میرے
پاس آئی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا دوہری چادر کے ہونے کا دیکھا پس اوس
عورت نے میرے پاس ایک فرش جسکا بھراؤ اون کا تھا بھیجا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ ای عائشہ رض یہ کیا چیز ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ

فلان عورت انصار کی میرے پاس آئی اور اوسنے آپ کا فرش دیکھا اور یہ فرش بھیجدیا پس آنحضرت
نے فرمایا ای عائشہ رضؓ اسکو پھیر دے قسم ہے خدا کی اگر مین چاہون تو میرے ساتھ خدا تعالیٰ
چاندی اور سونے کے پہاڑ روان کردے یعنے یہ زہد اور ریاضت میرے فقر اور کوئی چیز ہونیکی
وجہہ سے نہین ہے بلکہ اپنے صاحب اور مالک کی محبت اور اوسکی رضا طلب کرنے کے لئے خود
اختیار کرتا ہون اور احمد نے اپنی مسند مین اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور بیہقی نے ابن
عباس رضؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوریے لیٹے ہوئے
تھے اور اوسکے تن کو نکا نشان آپکے پہلوے مبارک پر پڑگیا تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ کاشکے آپ فرش بہتر اور نرم تر اس سے لیلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ مین دنیا کے ساتھ کیا کام کرتا ہون میرا قصہ اور داستان اور دنیا کی داستان ایسی ہی
ہے کہ جیسے ایک سوار نے گھوڑے کے چلتے ہوئے دن مین سیر کی پھر ایک درخت کی چھاؤن مین
ایک ساعت کھڑا ہو گیا بعد اوسکے اوسنے گھوڑا اٹھایا اور وہان سے چل نکلا اور ابن مسعود رضؓ سے
مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت
مین حاضر ہوا اور مین نے دیکھا کہ آپ گرم کوٹھری مین گویا کہ وہ حمام مین چٹائی پر لیٹے سوتے ہین
اور آپ کے پہلوے مبارک مین اوسکے نشان پڑے ہوئے ہین پس مین رونے لگا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای عبد اللہ تجھکو کس چیز نے رولایا مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کسریٰ اور
قیصر حریر اور دیبا کے فرش پر سوئین اور آپ چٹائی پر سوئین آپ نے فرمایا ای عبد اللہ تو نہ روانکی واسطے
دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے اور اس حدیث کا مضمون حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کے حدیث مین بہت تفصیل کے ساتھ اور اس سے زیادہ واقع ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے بدن مبارک پر سوا
تہ بند کے اور کچھ نتھا اور پہلوے شریف مین نشان اوسکے پڑے ہوئے تھے اور گھر کے کونے مین
تھوڑے سے جو ایک صاع کے مانند تھے اور گھر کی دیوار پر چمڑا لٹکا ہوا تھا پس میری دونون آنکھون سے
آنسو گر پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای ابن خطاب تجھکو کس چیز نے رولایا مین نے

لئے عرض کیا کہ ای نبی اللہ کے مین کیا کرون جو نہ رؤون کہ کسری اور قیصر باغون مین اور نہرون پر سونیکے تخت پر اور حریر اور دیبا کے فرش پر ہین اور آپ کہ پیغمبر خدا اور اوسکے برگزیدہ ہین اس حال سے بوریے پر بیٹھے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای پسر خطاب تو راضی نہین ہے کہ اونکے واسطے دنیا ہوا ور ہمارے لئے آخرت ہوا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بوریے پر جو تھوڑا سا مٹی پہ تھا اور سر مبارک نیچے ٹاٹ کا تکیہ خرمے کی چھال سے بھرا ہوا تھا اور آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے کہ انکی اچھی چیزین انکے واسطے دنیا مین جلد دیدی گئی ہین اور ہم وہ قوم ہین کہ ہماری اچھی چیزین آخرت مین دیر کے ساتھ رکھی گئی ہین اور روایت کیا گیا ہے کہ اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بچھونا بچھایا جاتا تھا تو اوسپر سو رہتے تھے اور اگر نہ بچھتا تھا تو زمین پر خواب فرماتے تھے وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح اور جماع کی خصلت کے بیان مین جاننا چاہئے کہ جماع صحت کے اسبابون مین سے ہے اور منی کا روک رکھنا اور اوسکا بند کرنا اور اسپر ہمیشگی اختیار کرنا قوی کے ضعف اور مجرون کے بند ہونیکا باعث ہے اور بُرے مرضون کے پیدا ہونیکا سبب ہے جیسے وسواس اور جنون اور صرع اور سوا اسکے جو مرض بُرے ہین لیکن بشرط قوت اور اعتدال مزاج کے اور بغیر زیادتی اور کثرت کے ایسا نہین ہے اور جسکو قوت بہت زیادہ ہے اوسکو جماع کا ترک کرنا مضر زیادہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت تمام آدمیون کی قوتون سے بہت بڑھ کے اور بہت زیادہ تھی ابن سعد نے طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس آدمیون کی قوت جماع مین دیگئی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس اور کتنے ہی آدمیون کی بہشت کے آدمیون سے اور احمد اور نسائی اور حاکم اور زید بن ارقم کی حدیث مرفوعًا سے آیا ہے کہ جنت کے ایک آدمی کو سو آدمیون کی قوت کھانے اور پینے اور جماع اور شہوت مین دیجاتی ہے اور صفوان بن مسلم سے مرفوعًا آیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس ایک دیگ پکی ہوئی لائے پس مین نے اوس دیگ مین سے کھایا پس چالیس مردون کی قوت مجھکو جماع مین دیگئی اور بعضی حدیثون مین آیا کہ ایک دیگ ہریسہ کی اور محدثین نے اس حدیث کے وضع ہونیکا حکم کیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نکاح

کرو کیونکہ بہتر اس امت میں سے وہ شخص ہے جسکی بی بیان بہت ہین ابن عباس رضہ نے یہ اشارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف کی طرف کیا ہے یا یہ اشارہ عام ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضہ کی مراد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبی اور آپ کے اصحابون کے خواص ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد تمام امت ہے اور باتفاق اہل عرب کی خوشی اور فخر اور فضیلت مردون مین جماع کی قوت مین ایک امر مقرر ہے اور اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی کہ سید انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کے کرنیوالے تھے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتھ تملک کرنے کا ہے آپ کو اس سے زیادہ مباح ہوا اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم سے تشریف نہین لیگئے ہین جب تک کہ آپ کو عورتین حلال تھین کہ جنکو آپ نے چاہا اور مجبور رکھا ہے

اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اصبر عن الطعام والشراب ولا اصبر عن ہن یعنے مین صبر کرتا ہون کھانے اور پینے سے اور نہین کرتا ہون عورتون سے اور حضرت انس رضہ کی روایت مین آیا ہے کہ آن حضرت نے فرمایا ہے کہ مین آدمیون پر چار خصلتون کے ساتھ یعنے دلیری اور قوت اور شجاعت اور کثرت جماع اور زیادتی ہیبت اور رعب کے ساتھ فضیلت دیا گیا ہون پس معلوم ہوا کہ عورت کے ساتھ مباشرت کا ہونا انسان کے کمال مین سے ہے خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الملۃ اور امام پاک مذہب کے ہین سائرہ جو تمام عالم کی عورتون سے بہتر اور خوب ہین اونکی زوجہ تھین اور حاجرہ اونکی حرم ہوئین وہ حاجرہ کی محبت کے لئے بوجہ کثرت شوق کے کہ اونکے ساتھ تھا اور اونکی جدائی مین صبر کی کمی کے باعث سے ہر روز ملک شام سے براق پر سوار آتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیان تھین پھر ایک اور عورت کو محبوب رکھا سو پوری ہوگئین اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام اپنی ننانوے بیبیون کے ساتھ مباشرت کرتے تھے اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پشت مین سو مردون کی منی رکھی گئی تھی اور یہ معجزہ اونکا تھا اور اونکی تین سو بیبیان اور ہزار حرمین تھین مواہب لدنیہ مین ایسے ہی ہے اور اس مقام سے حضرت سید المرسلین پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی فضیلت گمان نکرین کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی

فضیلتین ہین کہ تمام فضیلتین اونکے مقابل ہین ہیچ ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس قدر جماع اختیار کیا کہ جس مین آپ کو کفایت تھی اور سلیمان علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے
اور اونکو ایسا ملک دیا گیا تھا کسیکو اونکے بعد والونمین سے نہین دیا گیا اور اونکی اس قدر
بیبیان بھی اوسی ملک کی قسم مین سے تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت و عبودیت
اور فقر اختیار فرمایا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو جماع کی قوت تھی وہ بھی معجزے مین داخل ہے
کیونکہ ایک شب مین آپ سب بیبیون سے مباشرت فرماتے تھے اور بیبیان آن حضرت کی بارہ تھین
اور ایک روایت مین نو بیبیان مروی ہین اور ان دونون مین اس طرح سے مطابقت
دیگئی ہے کہ پہلی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان نو تھین بعد اوسکے گیارہ ہوئین
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ازواج مطہرات کے ساتھ صحبت کرنا باوجود کثرت
روزونکے اور صوم وصال کے اور شدت بھوک سے کہ آپ اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے
معجزات سے ہے کیونکہ قوت مباشرت کی موافق عادت کے کھانے پینے کی مقوی چیزون
کے استعمال کے تابع ہے اور یہ چیزین آپکے حق مین نادر اور معدوم تھین اور حسن اور جمال اور
صفائی رنگت کی اور چمک دمک چہرے کی کہ یہ بھی موافق عادت کے مرغوب ولذیذ کھانونکی
استعمال سے اور عمدہ لباسون کے پہننے سے اور نرم نرم بچھونون کی بچھانے سے حاصل ہوتی ہے
آنحضرت کو یہ سب بدون ان چیزون کے حاصل تھا اور موقوف اسباب ظاہری پر نتھا ہان بعضے
انبیا علیہم السلام موافق صلاح وقت اور حکم الٰہی کے بے نکاحی اور کم بیبیون والے بھی تھے لیکن
وہ انبیا کہ جنمین اس نشان کی کثرت تھی اور اس امر مین اونکو مبالغہ تھا اونکو عاذ اللہ نقص کی
نظر سے دیکھنا نچاہیئے بلکہ باعتبار اس بات کے اورون سے اونکو بہتر اور بزرگ تر اور کامل تر
جاننا چاہیئے اور بعضے زاہد کہ جنمین جہل اور راہب پنا ثابت ہے وہ اس امر کے حسن اعتقاد
اور معقولیت مین رہجاتے ہین اور اوسکو محض ظاہری لذتین جانتے اور یہ نہین جانتے ہین
کہ اسمین بہت بھید اور فائدے اور نفعے مندرج ہین جو اسکے غیر مین نہین ہے اور فعل سید الانبیا
صلوات اللہ علیہم السلام کا حسن لطافت اور ازدواج کی کثرت مین اوسکی ایک کافی دلیل ہے اوس
فائدے اور نفعے نکاح کے اور جماع کے بہت ہین اور عمدہ اوسمین یہ بات ہے کہ نسل بڑھتی ہے

اور نوع انسان کی بقا ہے جب تک حق تعالی کو منظور ہوگا اور رفع حاجت ہے اور ذوق اور لذت
مباشرت حاصل ہوتی ہے اور نعمت سے پھل پاتا ہے اور یہ ایسا نفع ہے کہ جنت میں ہو اور مباشرت
نکرنے سے منی کا حبس ہوتا ہے اور اس مین ضرر اور نقصان بہت ہے اور اوسکے نفعون مین
سے یہ بھی ہے کہ بصر کی تیزی اور منی دفع ہوتی ہے کہ جسکے دفع سے حفظ صحت اور
ضررونکا دفع ہونا حاصل ہوتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور نفس عورت اور مرد کا آفت اور بلا
مین پڑنے سے بچا رہتا ہے اور نکاح کے فائدے مین سے یہ ہے کہ عورتون کے
حقوق ادا کرنیمین زیادہ تکلیف اوٹھائی جاتی ہے اور اونکی کج خلقی اور دکھ دینے پر صبر کرنا
پڑتا ہے اور یہ فائدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین پوری اور کامل تر عبادتون
مین سے ہین کیونکہ ان مین بہت بڑا ثواب ہے اور بڑے بڑے اجر ہین اور مذہب حنفیہ مین
نکاح کرنا اکیلے رہنے سے مطلقاً افضل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو
نکاح کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ عورت جننے والی کو اور دوست رکھنے والیکو عقد مین
لاؤ کیونکہ کثرت اور مباہات چاہتا ہون قیامت مین تم سے امت کی اور حضرت عمر رض سے
منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین باوجود عورتون کی طرف میل ہونے کے
اون سے مباشرت کرتا ہون اس امید سے کہ خدا تعالے میری پشت سے کسیکو پیدا کرے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اوس سے امتون کی کثرت کرین اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد روزے کا اوس شخص کو کیا جو نکاح کرنے کی
استطاعت نرکھتا ہو کیونکہ روزہ قوت باہ کو اور اوسکے مادہ کو زائل کرتا ہے پس یہ بات
ظاہر ہوئی کہ نکاح روزے سے اجر اور ثواب مین بہت بڑھکے ہے کیونکہ حکم روزیکا
بر تقدیر استطاعت نہونے نکاح کے کیا ہے اور شک نہین ہے کہ جن نکاحی النسل کا
بڑھنا واسطے کثرت امت محمدیہ کے مقصود ہوگا تو بہ نیہ وہ نکاح افضل ہوگا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا رہبانیۃ فے الاسلام یعنے ترک نکاح کا
اسلام مین نہین ہے اور رہبانیۃ سے مراد ترک نکاح ہے اور اگر نکاح کا ترک کرنا بہتر ہوتا
تو یقین ہے ہمارے دین مین جو سب دینون سے بہتر ہے مشروع کیا جاتا

اور فائدہ کثرت ازواج کا جو مخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف سے کے
ساتھ ہے یہ ہے کہ احکام درونی کی تبلیغ ہو اور جو بیان آن حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کی
معلوم ہوں اور آپکی اوس سیرت پاک پر اگر ہو جائے کہ جس پر مرد کو اطلاع نہین ہو سکتی ہی کیونکہ
بعضے ازواج مطہرات ایسی تھے کہ باپ اور چچا اونکی قتل ہو گئی تھے جیسے صفیہ تھین اور باپ ام حبیبہ
کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس وقت مین دشمن تھے پس اگر یہ ازواج مطہرات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن خلق سے اور سیرت پاک کی کمال پر مطلع نہوتے تو بشری
طبیعتین اسبات کا اقتضا کرتین کہ یہ سب اپنے باپ دادا اور قرابت کی طرف مائل ہوں پس ازواج
کی کثرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون اور کمالات کا ظاہراً اور باطناً اظہار اور بیان کرنا
مقصود تھا تنبیہ حدیث حبب من الدنیا کم ثلث جو مشہور ہی اور امام غزالی رح کی احیاء العلوم مین
اور صاحب کشاف کی سورۂ آل عمران کی تفسیر مین اور اکثر فقہ کی کتابون مین جو ایسی ہی واقع ہوئی
ہے اور اس عبارت پر اشکال وارد ہوتا ہی کہ نماز دنیا مین سے نہین ہے ارباب تحقیق اور محدثین
کہتے ہین کہ بعد ڈھونڈھنے طریقون کے معلوم ہوا کہ لفظ ثلث کی اوس مین نہین ہے پس
جو مشکل کہ واقع ہوئی وہ جاتی رہی اور اکثر حدیث کے طرق مین لفظ و من الدنیا نہین ہے
اور اس تقدیر پر کوئی مشکل نہین واقع ہوتی ہے اور تحقیق اس معنی کی اور شرح اس حدیث
کی اور نکتے اوسکے مشکوٰۃ کی شرح مین بیان کئے گئے ہین اور وہین دیکھ لو وصل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوم کے بیان مین نوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بمقدار اعتدال
کے تھا اور جس قدر کہ سونیکی احتیاج ہے اوس سے زیادہ آپ خواب نفرماتے تھے اور
اوس مقدار کے سونے سے نفس کو منع بھی نفرماتے تھے اور اس جگہ سے ہے کہ حدیث مین
واقع ہوا ہے کہ کوئی شخص نہ چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھے مگر یہ کہ
دیکھ آپکو اوس امر مین اور نہ چاہتا تھا کہ آپکو نماز مین دیکھے مگر یہ کہ دیکھتا تھا آپکو اوسی مین یعنی آنحضرت
نماز مین بھی ہوتے تھے اور خواب مین بھی ہوتے جیسے کہ نفلون مین آن حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی اور رات کو کبھی خواب فرماتے اور بعد اوسکے اوٹھتے اور نماز
پڑھتے اور پھر خواب فرماتے اور اسی طرح سے چند بار سوتے اور اوٹھتے اور اس صورت مین بھی صورت

ہوتا ہے کہ جو شخص چاہتا تھا کہ خواب مین پاتا تھا اور جو شخص چاہتا تھا بیدار پاتا تھا اور آن حضرت رو بقبلہ دہنی کروٹ سے خواب فرماتے تھے اور رخسار شریف سیدھی ہاتھ کی ہتیلی پر رکھتے تھے اور تعریف کی صورت مین کہنی کو کھڑا کرلیتے تھے اور سر مبارک کو ہتیلی پر رکھتے تھے تاکہ بیداری اور نماز کے واسطے اوٹھنا آسان ہو اور دہنی کروٹ سے سونے مین عالمون نے نکتہ بیان کئے ہین اور وہ یہ ہے کہ قلب متعلق بائین طرف ہی پس جب بائین کروٹ سو لے تو دل آرام اور راحت مین رہتا ہے اور نیند خوب آتی ہے اور جب دہنی کروٹ سو لے تو دل قلق مین رہتا ہے اور بوجہہ قلب کے قلق کے اور متعلق ہونے قلب کے بائین جانب اور اوس جانب کو اوسکے میل کرنے اور قرار ڈھونڈھنے کے باعث سے خوب غفلت سی نیند نہین آتی ہی اور نیند کی زیادتی اور بہت سونیکو کھانیکی ہضم مین اور اوسکے پچانیمین بڑا دخل ہے لیکن دہنی جانب ہی سونا بیداری اور نماز کے لئے اوٹھنی مین بہت معین ہے پس جو لوگ کہ بدن کی صحت اور قلب صنوبری کی آسایش کے طالب ہین جیسی کہ طبیب وہ بائین کروٹ سے سوتے ہین جو لوگ قلب معنوی اور حیات حقیقی کے خواہان ہین جیسے کہ متقی اونھون نے دہنی کروٹ سے سونا اختیار کیا ہی اور یہ نکتہ لوگون مین مشہور ہی اور صاحب مواہب کہتے ہین کچھ کلام اس مین ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب پاک نہ سوتا تھا خواہ آپ بائین طرف سے سولتے تھے خواہ دہنی طرف سوتے تھے اور یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہمیشہ ثابت ہی اور اس نکتے کو ساتھ علت قرار دینا درست نہین ہی لیکن یہ اوس شخص سے ہو سکتا ہی کہ جسکا قلب سوتا ہی پس سعلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین دوست رکھنا دہنی طرف کا یہ احسن تعلیل ہے کیونکہ آنحضرت کی عادت شریف یہی تھی اور آپ نے فرمایا بھی ہی کہ ان اللہ یحب التیامن فی کل شئی یعنے بتحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی دہنی جانب سے کام کرنیکو ہر چیز مین یا یہ ہی کہ امت کی تعلیم کی قصد سے تھا کیونکہ دل اونکا سوتا ہی انتہی اور یہ کہا جاسکتا ہی کہ شاید بیداری اور ہوشیاری دہنی کروٹ سے سونیمین بوجہہ قلب کے قلق کے اور طبیعت کے نہ مزاحمت کرنیکے قوی تر ہو اور جو بائین کروٹ سونا واقع ہو تو خواب کمتر اور سست ہو بوجہہ طبیعت کے مزاحمت کرنیکے اور بسبب دخل ہونے حکم طبیعت کی نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بعضی چیزون مین اور بعضی وقتونمین

ہو پس بیداری دونون صورتون مین حاصل ہے لیکن اس صورت مین زیادہ ہے اور عجب نہین کہ ظاہر الوگونکا مقصود یہی ہو تا ان لوگونکی ظاہر عبارت اوس بات کا وہم پیدا کرتی ہے واللہ علم اور حدیث تنام عینای ولا تنام قلبی یعنے سوتی ہین میری آنکھین اور نہین سوتا ہے میرا قلب صحیح ہے اوسکو بخاری نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھین سو جاتی ہین میرا قلب نہین سوتا ہے اور صاحب مواہب لدنیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب شریف کے نہ سونے کی وجہہ یہ ہے کہ جو قلب بہت زندہ ہوتا ہے وہ بدن کے سو جانے کے وقت نہین سو جاتا ہے اور یہ حالت پیغمبر خدا کو حاصل تھی اور اوس شخص کو حاصل ہے کہ جسکے دل کو حق تعالی نے اپنی محبت سے اور اپنے رسول کی اتباع سے زندہ کر دیا ہے اور اوس مین کچھ حصہ نصیب کیا ہے اور صاحب مواہب نے اپنے وقت کے بزرگون مین سے ایک بزرگ کی کیفیت جو عارف اور صاحب حقیقت تھے نقل کی ہے اونھون نے کہا ہے ع عینی تنام

ولیکن قلبی واللہ لا تنام * وکیف ینام عاشق مستہام * ناظرا الی وجہ المحب شاخصا علی الدوام * انتہی پوشیدہ نرہے کہ صاحب مواہب نے جو حیات کی نصیب کے حاصل ہونیمین اور قلب کی نہ سونے مین بعض اولیا اللہ کی حیات قلب کو محبت آلہی جلشانہ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کا ثمرہ اور نتیجہ قرار دیا ہے اوسمین کچھ کلام نہو گا اگرچہ اس حال کا درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غیر کے اشتراک پایا جاے اور اس عبارت کا ذکر مجھکو ناگوار ہوتا ہے اور اگر ایسا ہو تو اوسکے احکام کی ترتیب بھی وضو کی نہ ٹوٹنے کی وجہہ سے اور مثل اسکے جو ہے جاتی رہیگی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصایص مین سے ہے اور سنا گیا ہے کہ بعضے صوفیہ جو اس زمانیکے قریب مین تھے دل کے بیدار ہونیکا دعوی کرتے تھے اور سوتے سوتے اوٹھتے اور بغیر وضو کئے نماز پڑھ لیتے تھے اور اس مسئلے مین فقاہت کا دعوی کرتے تھے کہ علت مشترک ہے کہ مصحح قیاس ہے اور یہ جہل ہے اور شرط قیاس کی یہ ہے کہ حکم منصوص علیہ کے ساتھ مختص نہو اور بعضے لوگون نے حدیث لاینام قلبی مین اور آن حضرت م

کی حدیث نوم مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار یہان تک سوئے کہ آفتاب نکل آیا اور
اوس مین تیزی پیدا ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو تکبیر سے بیدار کیا اشکال وارد کیا ہے
کہ اگر آپ بیدار رہتے تھے تو کیون طلوع آفتاب کو دریافت نکیا امام نووی نے اسکا جواب دو طرح پر
دیا ہے ایک تو یہ ہے کہ قلب محسوسات کو دریافت نہین کرتا ہے مگر اون چیزون کو جو قلب سے
تعلق رکھتی ہین جیسے کہ لذت اور الم اور مانند اسکے نہ اون چیزون کو دریافت کرتا ہے جو آنکھ سے
تعلق رکھتی ہین اور آفتاب کے طلوع اور غروب کا معلوم کرنا آنکھ کا کام ہے اور وہ خود سوتی
تھی اگرچہ قلب جاگتا تھا مثلاً ایک شخص اگر بیدار ہوا اور آنکھین اوسکی بند ہون اور فجر ہو جائے
تو وہ اوسکو نہین معلوم کرلیتا ہے اگرچہ بیدار ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آن حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حالتین ہین ایک حالت ایسی ہے کہ قلب آپ کا نہین سوتا ہے اور یہ غالب ہے
اور ایک حالت ایسی ہے کہ آپ کا قلب سوتا ہے اور یہ نادر ہے اور یہ قصہ اسی حالت مین واقع
ہوا تھا اور نووی نے کہا ہے کہ صحیح اور معتمد پہلا جواب ہے اور دوسرا جواب ضعیف ہے یعنے
مختار یہ ہے کہ قلب کا نہ سونا یہ حالت دائمی تھی اور سب وقتون مین ثابت ہے اور عبارت
حدیث کی بھی ایسی واقع ہوئی ہے اور بعضے اب تک اشکال باقی رکھتے ہین اور کہتے ہین
کہ اگرچہ طلوع فجر کا ادراک متعلق آنکھ کے ساتھ اور قلب اوسکا ادراک نہین کرتا ہے لیکن
چاہیئے کہ وقت خواب کے گذرنے کو معلوم کرلے کیونکہ ابتدائے طلوع فجر سے آفتاب کی خوب روشن
ہونے تک ایک مدت دراز ہے کہ وہ پوشیدہ نہین ہے مگر اوس شخص کو جو خواب مین مستغرق
ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہ تعجب مراد ہے اس وجہ سے کہ احتمال رکھتا ہے کہ قلب
شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس وقت مستغرق وحی مین ہو اور اس سے آنحضرت
کا خواب مین مستغرق ہونا لازم نہین آتا ہے جیسا کہ اور وقتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حالت مین باوجود جاگنے کے مستغرق ہوتے تھے اور اس مین حکمت شریعت کا ساتھ فعل
کے اور حصول اتباع کا بیان کرنا تھا کیونکہ یہ بات آپ کے حق مین درست ہے جیسا کہ نماز مین سہو واقع
ہو نہین کہا گیا ہے اور جب کہ صرف جاگنے کی حالت مین کہ آنکھ بھی بیدار رہا ہو اور سہو واقع ہوا
تو اس جاگنے کی حالت مین کہ جسمین کلام ہے کیون واقع نہوا اور اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم

سے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب مین ہوتے تھے تو ہم اوس وقت تک
بیدار نکرتے جب تک آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیدار نہوتے تھے کیونکہ ہم نہ جانتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس حال مین اور کس مقام مین ہین پس آپ کا نماز کا وقت سو جانا
اور اوس مین سہو واقع ہونا اسی وجہ سے تھا قلب کے سو جانیکے باعث سے نتھا بلکہ ایک حالت
سے دوسری حالت پر منتقل اور سکے ہو جانیکی وجہ سے تھا یا اس سے بھی بلند تر مقام کے
باعث تھا تاکہ ہم لوگون کے لئے سنت ہو جائے صاحب مواہب نے اوسکو قاضی
ابوبکر بن عربی مالکی سے نقل کیا ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ ابتلا بوجہ تعلق
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال کی تدبیر اور توکیل کے ساتھ اور تقدیر پر بات
پر چھوڑنے کی وجہ سے تھی اور یہ بات بھی ضعیف ہے کیونکہ یہ سب امر اور اہتمام حکم الٰہی کے
بجالانیکے باعث سے تھا نہ تدبیر پر بھروسا کرنیکی وجہ سے تھا اور بعضے کہتے ہین کہ معنی آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے جو لاینام ہے یہ ہین کہ وضو کے ٹوٹنے کی حالت مجھپر
پوشیدہ نہین رہتی ہے یعنی ایسا خواب مین مستغرق نہین ہوتا ہون کہ جو چیزین کہ وضو کو توڑتی
ہین اونکی حادث ہونے سے آگاہ ہون گویا کہ اس قائل نے قلب کی جاگنی کو وضو کے
ٹوٹنے کے ادراک کے ساتھ تخصیص کی ہے اور یہ بھی بعید ہے کیونکہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا کہ تنام عینی ولا ینام قلبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا جواب ہے کہ اونھون
نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ وتر کے پڑھنے کے پہلے سو جاتے ہین اور یہ ایسا کلام ہے کہ طاہر رہنے کے
جاتے رہنے کے ساتھ تعلق نہین رکھتا ہے بلکہ وتر کے امر کے ساتھ اطلاق کیا گیا ہے پس چاہئے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاگنا قلب کے تعلق پر حمل کیا جائے اور ظاہر عبارت حدیث کی
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال شریف پر بغیر قید ہونے کے ساتھ ایک حال کے سوا
دوسرے حال کی دلالت کرتی تھی اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تم باتین کرتی ہو مین سنتا ہون پس جواب حق وہ ہے جو شیخ ابن حجر نے
دیا ہے فافہم اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوندھے لیٹ کے سونیکو منع فرماتے تھے اور
ابو داؤد کی سنن مین نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف

گذرے کہ وہ اوندھا پڑا سورہا تھا پس آپ نے پاے مبارک سے اوسکو ٹھوکر دی اور فرمایا کہ اوٹھ اور بیٹھ اچھا
کہ اس طور سے سونا جہنمیون کا ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ سب طرح کے سونوین سے
چت سونا بدتر ہے اور اوندھے منہ سونا اوس سے بھی زیادہ بُرا ہے اور کہا کہ چت لیٹنا بغیر
سونے کے راحت کے واسطے ضرر نہین کرتا ہے انتہی اور احیاء العلوم مین کہا ہے کہ سونیکے
چار طرز ہین چت سونا واسطے معتبر ین کے ہے کہ وہ آسمان اور ستارون کو دیکھتے ہین اور حق تعالے
کی نشانیون مین فکر کرتے ہین اور دہنی طرف سے سونا واسطے عابدون کے اور شب کے اوٹھنے
والون کے لئے ہے اور بائین کروٹ سے سونا واسطے راحت اختیار کرنے والونکے لئے کھانیکے
ہضم کرنیکے واسطے ہے اور اوندھے منہ سونا نگون بختون اور احمقون کے لئے ہے اور
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی فرش پر اور کبھی چمڑے پر اور کبھی ٹاٹ پر اور کبھی زمین پر
سوتے تھے اور فرش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمڑیکا تھا اور بھرائو اوسکا خرمے کی
چھال کا تھا جیسا کہ گذر چکا ہے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتین جو کھانے
پینے اور لباس اور نکاح اور خواب کے حال کی ساتھ متعلق تھین کتاب مواہب لدنیہ سے نقل
کی گئین اور اداب کی جزئیات اس باب مین اور دوسرے بابون مین شرح سفر السعادت اور مشکوۃ کی
شرح مین اور جو انکے سوا ہین اون مین ذکر کئے گئے ہین اور اس جگہہ اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا ہے

خاتمۃ الطبع

شکر خدا و نعت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد واضح ہو کہ اس ہنگام سعادت فرجام
مین محض مساعدت توفیق قادر مطلق سے جلد اول مناہج النبوۃ ترجمۂ مدارج النبوۃ
کی مطبع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ
واقع کانپور مین باحسن وجوہ
طبع ہوئی
فقط